نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: ششم | پارہ: ۸-۱۱ | باب: ۱۲۷۹-۱۷۴۳ | حدیث: ۱۹۲۸-۲۶۰۱

کتاب البیوع، کتاب السلم، کتاب الکفالۃ، کتاب الوکالۃ، ابواب الحرث والمزارعۃ، کتاب المساقاۃ، کتاب فی الاستقراض، کتاب الخصومات کتاب اللقطۃ، ابواب المظالم والقصاص، کتاب الشرکۃ، کتاب المکاتب کتاب الشھادات، کتاب الصلح، کتاب الشروط، کتاب الوصایا۔

ناشر مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: ششم — پارہ: ۸-۱۱ — باب: ۱۲۷۹-۱۷۴۳ — حدیث: ۱۹۲۸-۲۶۰۱

کتاب البیوع، کتاب السلم، کتاب الکفالۃ، کتاب الوکالۃ، ابواب الحرث والمزارعۃ، کتاب المساقاۃ، کتاب فی الاستقراض، کتاب الخصومات کتاب اللقطۃ، ابواب المظالم والقصاص، کتاب الشرکۃ، کتاب المکاتب کتاب الشہادات، کتاب الصلح، کتاب الشروط، کتاب الوصایا.

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نام .... نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ﴿جلد ششم﴾

مؤلف .... حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر .... مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

﴿انتباہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتابُ البُیوع

(خرید وفروخت کا بیان)

﴿ وَقولِ اللّٰہِ عزّ وجلّ "وَأَحلّ اللّٰہُ البیعَ وَحرّمَ الرِّبٰوا" وَقولُہٗ "إِلّا أَن تَکُونَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیرُونَھَا بَینَکُم" ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کردیا (سورہ بقرہ، ۲۷۵) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" مگر یہ کہ تجارت نقد ہو جس کو آپس میں لیتے دیتے ہو (یعنی اس ہاتھ دو، اس ہاتھ لو مطلب یہ ہے کہ بیع نقد ہو دست بدست، تو نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں)۔

بیع کی تحقیق بیع مصدر ہے از باب ضرب اور یہ اضداد میں سے ہے یعنی خرید وفروخت دونوں میں مستعمل ہوتا ہے بیع مصدر ہے جو نہ تثنیہ ہوتا ہے اور نہ جمع، لیکن اختلاف انواع کے اعتبار سے جمع لایا جاتا ہے۔

۲۔ یا یہ کہ بیع مصدر بمعنی مفعول لیا جائے یعنی بمعنی مبیع تو جمع لانا درست ہے۔

شرعی معنی ھو مبادلۃ المال بالمال بالتراضی، اب اگر عین کا تبادلہ ثمن سے ہے تو بیع مطلق ہے یعنی اگر روپے کے عوض سامان کتاب وغیرہ خریدا ہے تو اس کو بیع مطلق کہتے ہیں اور یہی اکثر رائج الوقت ہے۔

۲۔ ان کان عیناً بعین، اگر عین کا تبادلہ عین سے ہے تو بیع مقایضہ کہتے ہیں۔

۳۔ ان کان بیع الدین بالعین، دین یعنی ثمن کا تبادلہ عین سے ہے تو بیع سلم۔

۴۔ ان کان بیع الثمن بالثمن، تو بیع صرف ہے۔ (عمدہ)

﴿ بابٌ ما جاء فی قولِ اللّٰہِ تعالٰی "فَإِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ ... ﴾ ۱۱۷۹

... فَانتَشِرُوا فِی الأَرضِ وَابتَغُوا مِن فَضلِ اللّٰہِ وَاذکُرُوا اللّٰہَ کَثِیراً لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ وَإِذَا رَأَوا تِجَارَۃً أَو لَھواً انفَضُّوا إِلَیھَا وَتَرَکُوکَ قَائِماً قُل مَا عِندَ اللّٰہِ خَیرٌ مِّنَ اللَّھوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیرُ الرَّازِقِینَ" وقولہ "وَلَا تَأکُلُوا أَموَالَکُم بَینَکُم بِالبَاطِلِ إِلَّا أَن تَکُونَ تِجَارَۃً عَن تَرَاضٍ مِّنکُم۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں جو (سورہ جمعہ میں) فرمایا

"پھر جب نماز پوری کرلی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو، (یعنی رزق حاصل کرو) اور بکثرت اللہ کا ذکر کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہوگے اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا، آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بہتر روزی دینے والا ہے"۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء میں) "اور آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق (ناجائز طریقہ سے) مت کھاؤ مگر سوداگری کے طریقہ سے کہ جو آپس کی رضامندی اور خوشی سے ہو"۔

شانِ نزول ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اسی وقت باہر سے کوئی تجارتی قافلہ آپہنچا اس زمانہ کے دستور کے مطابق اعلان کی غرض سے لوگوں نے نقارہ بجادیا اتفاق سے اس وقت شہر میں غلہ کی کمی تھی اور خطبہ کے احکام بھی معلوم نہ تھے، یہ خیال کیا کہ جیسے کسی وعظ ونصیحت کے دوران کسی ضرورت سے اٹھکر چلے جانے کی گنجائش ہے اسی طرح اس وقت بھی ہم کو اس کی گنجائش ہوگی بعض اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا جیسے کہ عیدین کا خطبہ، چنانچہ اکثر لوگ مسجد سے باہر نکل گئے اور صرف بارہ آدمی حضرت ﷺ کے ساتھ رہ گئے جن میں خلفاء راشدین تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ رہنمائی فرمائی گئی ہے کہ انسان اسباب رزق میں یا کھیل تماشہ میں ایسا منہمک نہ ہو کہ خدا کو بھلادے اس کو سمجھنا چاہئے کہ اصل رزق کے خزانے تو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں اسی کی رضا سے سب کچھ ملتا ہے اس لئے عارضی قحط اور مشقت کے خیال سے ایسی غفلت وغلطی نہ ہونی چاہئے، اس تنبیہ وتادیب کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان وہ تھی جو سورہ نور میں ہے "رِجَالٌ لَاتُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَابَيْعٌ عن ذِكْرِ اللّٰهِ.

تنبیہ: "لَھو" کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کردے، جیسے کھیل تماشہ۔ شاید اس نقارہ کی آواز کو "لَھو" سے تعبیر فرمایا ہو۔

۱۹۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرنِي سَعِيْدُ بنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوسَلَمَةَ بْنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قال اِنَّكُمْ تقولُون اِنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الحَدِيْثَ عن رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلم وَتقولُون مَابَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنصارِ لَايُحَدِّثُونَ عن رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاِنَّ اِخْوَتِي مِنَ الْمُهاجِرِيْنَ كانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَلٰى مِلْاءِ بَطْنِي فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوا وَكَانَ يَشْغَلُ اِخْوَتِي مِنَ الْاَنصارِ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امرأً مِسْكِيْناً مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ اَعِي حِيْنَ يَنْسَوْنَ

وقد قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی حَدِیثٍ یُحَدِّثُہٗ اِنَّہٗ لَنْ یَبْسُطَ اَحَدٌ ثَوبَہٗ حتی اَقْضِیَ مَقَالَتِی ھٰذِہٖ ثُمَّ یَجْمَعُ اِلَیْہِ ثَوبَہٗ اِلاَّ وَعٰی مَااَقُولُ فَبَسَطْتُ نَمِرَۃً عَلَیَّ حتی اِذَا قَضٰی رَسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَقَالَتَہٗ جَمَعْتُھَا اِلٰی صَدْرِیْ فَمَانَسِیتُ مِن مَقَالَۃِ رَسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تِلْکَ مِنْ شَیْءٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا (میں نے سنا) کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور کہتے ہو کہ مہاجرین اور انصار ابو ہریرہ کے برابر حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے؟ (بات یہ ہے کہ) میرے بھائی مہاجرین بازاروں میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے ہیں اور میں پیٹ بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا، میں حاضر رہتا، جب وہ غائب ہوتے، اور میں یاد رکھتا جب وہ بھول جاتے۔ اور میرے انصار بھائی اپنے اموال کے عمل (یعنی اپنی زمین اور باغ کے کاموں) میں مشغول رہتے اور میں ایک مسکین مساکین صفہ میں سے تھا (یعنی میں فقراء صفہ میں سے ایک فقیر تھا) یہ حضرات بھول جاتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا، اور ایک بار ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی میری گفتگو پوری ہونے تک اپنا کپڑا پھیلاوے پھر سمیٹ لے اپنے کپڑے کو تو اس کو میری باتیں یاد رہیں گی میں نے اپنی چادر بچھادی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی بات پوری کرلی تو میں نے اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بات میں سے کچھ نہیں بھولا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الصفق بالاسواق" وھو التجارۃ والترجمۃ مشتملۃ علی التجارۃ.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۷۴، تا ص ۲۷۵، ومر الحدیث ص ۲۲، ویاتی ص ۳۱۶، وص ۵۱۵، وص ۱۰۹۳۔

۱۹۲۹ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُالعَزِیزِ بنُ عبدِاللّٰہِ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیمُ بنُ سَعْدٍ عن اَبِیہِ عن جَدِّہٖ قال قال عبدُالرَّحمٰنِ بنُ عَوفٍ لَمَّا قَدِمْنَا المَدِینَۃَ آخٰی رسولُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنِی وَبَیْنَ سَعْدِ بنِ الرَّبِیعِ فقال سَعْدُ بنُ الرَّبِیعِ اِنِّی اَکْثَرُ الاَنْصَارِ مَالاً فَاَقْسِمُ لَکَ نِصْفَ مَالِی وَانْظُرْ اَیَّ زَوْجَتَیَّ ھَوِیْتَ نَزَلْتُ لَکَ عَنْھَا فَاِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَھَا قال فقال لَہٗ عبدُ الرَّحمٰنِ لاحَاجَۃَ لِی فِی ذٰلِکَ ھَلْ مِن سُوقٍ فِیہِ تِجَارَۃٌ قال سُوقُ قَیْنُقَاعَ قال فَغَدَا اِلَیْہِ عبدُالرَّحمٰنِ فَاَتٰی بِاَقِطٍ وَسَمْنٍ قال ثُمَّ تَابَعَ الغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ عبدُ الرَّحمٰنِ عَلَیْہِ اَثَرُ صُفْرَۃٍ فقال رسولُ اللّٰہِ ﷺ تَزَوَّجْتَ قال نَعَمْ قال وَمَنْ قال امْرَاَۃً مِنَ الاَنْصَارِ قال کَمْ سُقْتَ قال زِنَۃَ نَوَاۃٍ مِن ذَھَبٍ اَوْ نَوَاۃً مِنْ ذَھَبٍ فقال لَہُ النَّبِیُّ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا جب ہم ہجرت کرکے مدینہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے

اور سعد بن ربیع کے درمیان رشتۂ مواخات قائم فرمایا تو سعد بن ربیع نے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں میں آپ کو اپنا آدھا مال دے دیتا ہوں اور میری دونوں بیویوں کو دیکھو جو تمہیں پسند ہو میں تیرے لئے اس کو چھوڑ دوں (یعنی طلاق دے دوں) پھر جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو اس سے نکاح کر لے، راوی (یعنی ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا اس کی مجھے ضرورت نہیں، یہاں کوئی بازار ہے جس میں تجارت یعنی بیوپار ہوتا ہو؟ حضرت سعدؓ نے بتایا کہ قینقاع کا بازار ہے چنانچہ صبح عبدالرحمٰن اس بازار میں گئے اور پنیر اور گھی لائے پھر مسلسل صبح کو جاتے رہے پھر تھوڑے ہی دنوں میں حضرت عبدالرحمٰن حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں جو آئے تو ان پر زردی کا نشان تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے پوچھا کس سے؟ عرض کیا ایک انصاری عورت سے، آپ ﷺ نے پوچھا مہر کیا دیا؟ عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا یا کہا (شک راوی) ایک گٹھلی سونے کی، تو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری ہی سے ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "هل من سوق فيه تجارة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۵؛ ويأتي الحديث ص ۵۳۳۔

۱۹۳۰﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عن اَنَسٍ قال قَدِمَ عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عَوفٍ المَدِينَةَ فآخَى النبيُّ ﷺ بَيْنَهُ وبَيْنَ سَعْدِ بنِ الرَّبِيعِ الانصاريِّ وكانَ سَعْدٌ ذَا غِنيً فقال لِعَبدِ الرَّحمٰنِ اُقَاسِمُكَ مَالِي بِصُفَيْنِ وَاُزَوِّجُكَ قال بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ في اَهْلِكَ ومَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فما رَجَعَ حتى اسْتَفْضَلَ اَقِطاً وَسَمْناً فاَتَى بِه اَهْلَ مَنزِلِه فمَكَثْنَا يَسِيْراً اَوْ مَاشاءَ اللّٰهُ فجاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِن صُفْرَةٍ فقال لهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَهْيَم قال يارسولَ الله تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِنَ الاَنصارِ قال مَاسُقْتَ اِلَيْهَا قال نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ اَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِن ذَهَبٍ قال اَوْلِمْ وَلَو بِشَاةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (ہجرت کر کے) جب مدینہ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان رشتۂ مواخاۃ قائم فرمایا (یعنی بھائی بھائی بنا دیا) اور حضرت سعد بن ربیع مالدار تھے انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا میں اپنا آدھا مال تم کو تقسیم کر دیتا ہوں اور تمہارا نکاح بھی کر دیتا ہوں حضرت عبدالرحمٰن نے کہا (اس کی ضرورت نہیں) اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے مجھ کو تو بازار بتلا دو، (پھر وہ بازار گئے اور مسلسل جاتے رہے) یہاں تک پنیر اور گھی بچا کر (نفع کما کر) اپنے گھر لائے، تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا یا جتنا اللہ نے چاہا کہ عبدالرحمٰن آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا تو ان سے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا "یہ زردی کیسی ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے آپ ﷺ نے پوچھا اس کو مہر کیا دیا ہے عرض کیا سونے کی

ایک گٹھلی، یا ایک گٹھلی برابر سونا، فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کا سہی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "دلونی علی السوق" فانه ماطلب السوق الا للتجارة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۵، ويأتی ص ۳۰۶ مختصراً مقتصراً علی ذكر الاخاء، وص ۵۳۳، وص ۵۶۱، وص ۷۵۹، وص ۷۷۷، وص ۸۹۸، وص ۷۷۳، وص ۷۷۴، وص ۹۴۵۔

۱۹۳۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن عَمرٍو عنِ ابن عبّاسٍ قال كانَتْ عُكَاظُ ومَجَنَّةُ وذُو المَجَازِ اَسواقًا فی الجاهلِيَّةِ فلمَّا كانَ الاسلامُ فكأنّهُم تَأثَّمُوا فِيهِ فنَزَلَتْ "لَيسَ عَليكُمْ جُناحٌ اَنْ تَبتَغُوا فَضلاً مِن ربِّكُم" فی مَوَاسِمِ الحَجِّ قَرأهَا ابنُ عَبّاسٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کی بازاریں تھیں جب اسلام کا زمانہ آیا تو مسلمانوں نے ان بازاروں میں جانا (تجارت کرنا) گناہ سمجھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "ليس عليكم جناح الخ" یعنی تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو حج کے موسموں میں حضرت ابن عباسؓ کی قرأت اسی طرح ہے۔
(مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں فی مواسم الحج زیادہ ہے مشہور قرأت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يشتمل علی انهم كانوا يتجرون فی الاسواق المذكورة بعد نزول قوله تعالیٰ "ليس عليكم جناح" الآية. (سورہ بقرہ، آیت ۱۹۸)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۵، ومر الحديث ص ۲۳۸، ويأتی ص ۲۸۲، وص ۶۴۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے بیع یعنی تجارت کا جواز ثابت کرنا ہے۔ جیسا کہ ہر ہر حدیث کے تحت مطابقۃ الحدیث للترجمۃ سے واضح ہے۔

﴿ باب ۱۲۸۰ الحَلالُ بَيِّنٌ وَالْحَرامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ ﴾

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے (یعنی کھلا ہوا ہے) اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں (یعنی حلال وحرام دونوں کے وجوہ موجود ہیں)۔

۱۹۳۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ المُثَنّٰی قال حَدَّثَنَا ابنُ اَبی عَدِیٍّ عنِ ابنِ عَونٍ عنِ الشَّعْبِیِّ قال سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ سَمِعْتُ النبیَّ ﷺ ح وحَدَّثَنَا عَلِیُّ بنُ عَبدِاللهِ حَدَّثَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ عن اَبی فَرْوَةَ عنِ الشَّعْبِیِّ قال سَمِعتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ سَمِعْتُ النبیَّ صلی

اللہ علیہ وسلم ح وحَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ عن اَبِى فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِىَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ح وحَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ اَخبَرَنَا سُفيانُ عن اَبِى فَرْوَةَ عنِ الشَّعْبِىِّ عنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا اُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَاشُبِّهَ عليهِ مِنَ الإثمِ كانَ لِمَا اسْتَبَانَ لهُ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ على مَايَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الإثمِ اَوْشَكَ اَنْ يُوَاقِعَ مَااسْتَبَانَ وَالمَعَاصِى حِمَى اللهِ مَن يَرْتَعِ حَوْلَ الحِمٰى يُوشِكُ اَن يُوَاقِعَهُ ﴾

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی چیزیں ہیں جو شبہ میں ڈالنے والی ہیں (یعنی دونوں طرف ملتی جلتی ہیں بعض لوگوں کو اس کا حکم معلوم نہ ہو) تو جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس میں گناہ ہونے کا شبہ ہو تو وہ صاف اور واضح گناہ کو ضرور چھوڑ دے گا، اور جس نے گناہ کے شبہ کی چیز پر جرأت کی دلیری کی تو وہ قریب ہے کہ صاف وواضح گناہ یعنی حرام میں پھنس جائے اور معاصی اللہ کی محفوظ چراگاہ ہے، جو شخص محفوظ چراگاہ کے اردگرد (آس پاس) چرائے تو قریب ہے کہ اس محفوظ چراگاہ میں بھی گھس جائے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انها جزء من الحديث، یعنی حدیث پاک کا جز "الحلال بین" الی آخرہ امور مشتبہۃ بعینہٖ ترجمہ ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۵، ومر الحديث ص ۱۳، ومسلم ثانی ص ۲۸ والترمذی والنسائی وابوداؤد كلهم فی البيوع.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کی حلت وحرمت واضح نہ ہو بلکہ شبہ پیدا ہو جائے تو اس کو ترک کر دینا چاہئے مثلاً کلب معلم (شکاری کتا) کے ساتھ کلب غیر معلم اجنبی کتا شکار کے پاس پایا جائے تو شبہ پیدا ہو گیا کہ یہ شکار ان دونوں میں سے کس نے کیا ہے اگر کلب معلم کا شکار ہو تو حلال ہے ورنہ حرام، تو ایسی صورت میں شکار چھوڑ دینا چاہئے۔

باقی تفصیل وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۳۴۷۔

﴿ بَابٌ [۱۲۸۱] تَفْسِيرِ الْمُشَبَّهَاتِ وَقَالَ حَسَّانُ بنُ اَبِى سِنَانٍ مَارَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الوَرَعِ دَعْ مَايُرِيْبُكَ إِلٰى مَالاَ يُرِيْبُكَ ﴾

مشبہات کی تفسیر کا بیان

اور حسان بن ابی سنان نے کہا میں نے ورع (پرہیزگاری) سے زیادہ آسان کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس میں شک ہو

اسے چھوڑ دے، اور جس میں شک نہ ہو وہ اختیار کرلے۔

۱۹۳۳﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ كَثِيرٍ أخبَرَنا سُفيانُ أخبَرَنا عبدُاللهِ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ أبِي مُلَيْكَةَ عن عُقْبَةَ بنِ الحارِثِ أنَّ امرَأةً سَوْداءَ جاءَتْ فزَعَمَتْ أنَّها أرْضَعَتْهُما فذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فأعرَضَ عَنهُ وتَبَسَّمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قال كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَكانتْ تَحْتَهُ ابنَةُ أبِي إهابِ التَّمِيمِيِّ ﴾

ترجمہ | حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ایک سانولی عورت آئی اور کہنے لگی کہ ان دونوں (حضرت عقبہ اور ان کی بیوی غنیہ) کو میں نے دودھ پلایا ہے، تو عقبہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اب تو اس عورت کو کیسے رکھے گا جبکہ ایسا کہہ دیا گیا، اور عقبہ کے نکاح میں ابواہاب تمیمی کی بیٹی تھی۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كيف وقد قيل" لانه مشعر بإشارته صلى الله عليه وسلم إلى تركها ورعا ولهذا فارقها ففيه توضيح الشبهة وحكمها وهو الاجتناب عنها۔

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۷۵، تا ص ۲۷۶، ومر الحديث ص ۱۹، ويأتي ص ۳۶۰، وص ۳۶۳، ۲/ وص ۷۶۴۔

۱۹۳۴﴿ حَدَّثَنَا يَحيَى بنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مالِكٌ عن ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيرِ عن عائِشةَ قالتْ كانَ عُتْبَةُ بنُ أبِي وَقّاصٍ عَهِدَ إلى أخِيهِ سَعْدِ بنِ أبِي وَقّاصٍ أنَّ ابنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فاقْبِضْهُ قالتْ فلَمّا كانَ عامُ الفتحِ أخَذَهُ سَعْدُ بنُ أبِي وَقّاصٍ وقالَ ابنُ أخِي قَدْ عَهِدَ إلَيَّ فِيهِ فقامَ عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ فقالَ أخِي وَابنُ وَلِيدَةِ أبِي وُلِدَ عَلى فِراشِهِ فتَساوَقا إلى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال سَعْدٌ يا رسولَ اللهِ ابنُ أخِي كانَ قَدْ عَهِدَ إلَيَّ فِيهِ فقال عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ أخِي وَابنُ وَلِيدَةِ أبِي وُلِدَ عَلى فِراشِهِ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم هو لَكَ يا عَبْدُ بنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم الْوَلَدُ لِلْفِراشِ وَلِلْعاهِرِ الحَجَرُ ثُمَّ قال لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم احْتَجِبِي لِما رَأى مِن شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَما رَآها حتى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ ﴾

ترجمہ | ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، اس کو لے لینا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعدؓ نے اس کو لے لیا اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے، میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھ کو وصیت کی تھی پھر عبد بن زمعہ

کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے پھر دونوں لڑتے جھگڑتے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے بارے میں مجھ کو وصیت کی تھی کہ لے لینا، اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے، اب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرے لئے ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اس کے بعد ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا اے سودہ اس سے پردہ کرنا کیونکہ آپ ﷺ نے اس بچہ کو عتبہ کے مشابہ دیکھا چنانچہ اس نے حضرت سودہؓ کو زندگی بھر نہیں دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث أن فیہ توضیح الشبھۃ والاجتناب عنھا وللملك قال لسودۃ احتجبی منہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۷۶، ویأتی ص ۲۹۵، وص ۳۲۶، وص ۳۴۴، وص ۳۸۳، وفی المغازی ص ۶۱۶، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۱ وص ۱۰۰۷، مختصرا۔

فائدہ: احتجبی اس سے امام اعظمؒ نے استدلال فرمایا کہ زنا سے مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے یعنی اگر کسی نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو یہ عورت زانی کے اصول وفروع پر حرام ہو جاتی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فیصلہ یہ فرمایا کہ بچہ زمعہ کا ہے اب اس فیصلہ کا تقاضا تھا کہ یہ لڑکا حضرت سودہ بنت زمعہؓ کا بھائی ہو مگر بنظر باطن چونکہ یہ عتبہ کے نطفہ سے تھا اس لئے آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم دیا، اگر زنا ثبوت حرمت میں مؤثر نہ ہوتی تو پردہ کے حکم کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس بچہ کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

۱۹۳۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِی عبدُاللهِ بنُ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عن عدِیِّ بنِ حاتِمٍ قال سَاَلْتُ النبیَّ صلی الله علیه وسلم عَنِ المِعْرَاضِ فقال اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فکُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فقَتَلَ فلا تَاکُلْ فاِنَّه وَقِیْذٌ قلتُ یارسولَ اللهِ اُرْسِلُ کَلْبِی وَاُسَمِّی فاَجِدُ مَعَهٗ عَلَی الصَّیْدِ کَلباً آخرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَیْهِ وَلاَ اَدْرِیْ اَیُّهُمَا اَخَذَ قال لاتَاکُلْ اِنَّما سَمَّیْتَ عَلٰی کَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الآخَرِ. ﴾

ترجمہ حضرت عدی بن حاتمؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے معراض کے متعلق پوچھا (یعنی تیر کے درمیانی موٹے حصہ کے متعلق پوچھا کہ اگر شکار کو تیر کی لکڑی آڑی ہو کر لگے کہ وہ چوٹ اور بوجھ سے مرجائے تو کیا حکم ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیر کی دھار سے لگے تو کھاؤ اور جب چوڑائی سے لگے اور شکار مرجائے تو مت کھاؤ، اسلئے کہ وہ مردار ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے شکاری کتے کو بسم اللہ کہکر چھوڑتا ہوں پھر (جب شکار کے پاس جاتا ہوں تو) اس شکاری کتے کے ساتھ شکار کے پاس ایک دوسرے کتے کو بھی پاتا ہوں جس پر میں نے بسم اللہ نہیں کہی تھی

اور میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں سے شکار کس نے پکڑا، آپ ﷺ نے فرمایا مت کھاؤ، اس لئے کہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی تھی اور دوسرے پر بسم اللہ نہیں کہی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس جانور پر بسم اللہ نہ کہی جائے وہ حرام ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لايدرى حله او حرمته ويحتملان فلما كان له شبها بكل واحد منهما كان الاحسن التنزه.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۶، ومر الحديث ص ۲۹، ويأتى ص ۸۲۳، ؍؍ ؍؍ ص ۸۲۴ ؍؍ ؍؍ ص ۱۱۰۰۔

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مشتبہات یعنی شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہئے۔

تشریحات باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر ۱۹۳۳ کی تفصیل وتشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری اول ص ۳۳۶، تا ص ۳۳۷۔

حدیث ۱۹۳۴ اس میں عتبہ بن ابی وقاص کا تذکرہ ہے جس نے غزوہ احد میں پتھر مار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی تھی کہ ایک سال کے اندر کفر کی حالت میں مرجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا، ابن مندہ نے غلطی کی کہ اس کو صحابہ میں شمار کیا۔

حدیث ۱۹۳۵ اس کی مزید تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم ص ۸۴ کی تشریح۔

﴿ بَابٌ ۱۱۸۲ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ ﴾

مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا جائے

۱۹۳۶۔ ﴿ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن مَنْصُورٍ عن طَلْحَةَ عن اَنَسٍ قال مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فقال لَوْلاَ اَن تَكُونَ صَدَقَةً لَاَكَلْتُهَا وَقال هَمَّامٌ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کھجور پڑی ہوئی پائی تو فرمایا اگر یہ شبہ نہ ہوتا کہ شاید یہ صدقے کی ہو تو میں اس کو کھالیتا۔ (وہ کھجور آپ ﷺ کو اپنے بستر پر ملی تھی جیسا کہ اس کے بعد والی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ شاید آپ ﷺ صدقہ کی کھجور بانٹ کر آئے ہوں اور کوئی کھجور اسی میں سے آپ ﷺ کے کپڑے میں لگ گئی ہو اور بچھونے پر گر پڑی ہو یہ شبہ آپ ﷺ کو ہوا، آپ ﷺ نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا معلوم ہوا کہ مشتبہ چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرنا تقویٰ ہے) اور ہمام بن منبہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے یوں روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے ایک

کھجور اپنے بستر پر پڑی ہوئی پائی۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث أن فيه التنزه عن الشبهة وذلك انه صلى الله عليه وسلم كان يتنزه من اكل مثل هذه التمرة الساقطة لاجل الشبهة وهو احتمال كونها من الصدقة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۷۶، ويأتي ص ۳۲۸، أخرجه مسلم في الزكوٰة والنسائي في اللقطة.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہئے جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر صدقہ کا شبہ نہ ہوتا تو میں اس کھجور کو کھالیتا لیکن آپ ﷺ نے نہیں کھایا۔

﴿باب [۱۲۸۳] مَنْ لَمْ يَرَ الوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ﴾

وسوسے وغیرہ مشتبہات یعنی شبہ کی چیزوں میں داخل نہیں

۱۹۳۷﴿ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ عن عَمِّهِ قال شُكِيَ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم الرَّجُلُ يَجِدُ في الصَّلوٰةِ شَيْئاً أَيَقْطَعُ الصَّلوٰةَ قال لا حتى يَسْمَعَ صَوْتاً أَوْ يَجِدَ رِيحاً وقَالَ ابنُ أَبِي حَفْصَةَ عنِ الزُّهْرِيِّ لاوُضُوءَ إِلَّا فِيما وَجَدْتَ الرِّيحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.﴾

ترجمہ | عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص کا یہ شکوہ بیان کیا گیا کہ نماز میں کچھ یعنی وسوسہ پاتا ہے (یعنی یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ وضوء جاتا رہا، حدث ہوگیا) تو کیا وہ شخص نماز توڑ دے، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ حدث کی آواز یا بدبو محسوس کرلے اور محمد بن ابی حفصہ نے امام زہری سے نقل کیا کہ وضوء اس وقت تک لازم نہیں ہوگا جب تک کہ بدبو نہ پالے یا حدث کی آواز نہ سن لے۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يدل على أن الشخص اذا كان في شيئ بيقين ثم عرضت له وسوسة لايرى تلك الوسوسة من الشبهات التي ترفع حكم ذلك الشيئ الخ. (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ طہارت یعنی وضوء یقینی ہے جو وسوسہ وشک سے زائل نہ ہوگا ہاں جب حدث کا یقین ہو تو وضوء زائل ہوگا اصول ہے اليقين لايزول بالشك جیسا کہ خود بخاریؒ نے کتاب الوضوء میں بیان کیا ہے، "لايتوضأ من الشك حتى يستيقن".

الفرق بين المشتبهات والوساوس | شبہ اور مشتبہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی حلت وحرمت یا طہارت

ونجاست کے دلائل متعارض ہوں یعنی اس کی کوئی بنیاد ہو مگر دلائل متعارضہ سے اشتباہ ہو گیا تو اس صورت میں تقویٰ وپرہیزگاری یہ ہے کہ اجتناب کرے، چھوڑ دے۔

اور وسوسہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ بے بنیاد باتیں دل میں آئیں، یہ دراصل شیطانی وسوسہ ومداخلت ہے یہ قابل توجہ نہیں ہے، امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر فرق بتلایا ہے۔ مثلاً کسی دوکان سے کپڑا خریدا تو یہ خیال کرنا کہ پاک ہے یا ناپاک؟ حلال وجائز طریقہ سے اس کے پاس آیا ہے یا غصب یا چوری وغیرہ سے یہ وسوسہ ہے۔

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص۲۷۶، ومر الحدیث ص۲۵، ویاتی ص۳۰، واخرجه مسلم، ابوداؤد، ترمذی وابن ماجه فی الطهارة.

۱۹۳۸﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْماً قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْماً يَاْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَانَدْرِيْ اَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے ذبح کے وقت بسم اللہ کہی تھی یا نہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کر اس کو کھالیا کرو۔

(مطلب یہ ہے کہ مسلمان سے نیک گمان رکھنا چاہئے، اور جب تک دلیل سے معلوم نہ ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں کہی تھی یا ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا تھا تو اس کا لایا ہوا پکایا ہوا گوشت حلال ہی سمجھا جائے گا البتہ مشرک وکافر کا لایا ہوا پکایا ہوا گوشت حلال نہیں۔)

مطابقته للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة توخذ من مطابقة الحدیث السابق للترجمة.

مطلب یہ ہے کہ صرف اس وہم سے کہ بسم اللہ پڑھا ہے یا نہیں گوشت حرام نہیں ہوگا یہ محض وسوسہ ہے گوشت لانے والا جب مسلمان ہے تو یقیناً بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کیا ہوگا۔

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص۲۷۶، ویاتی الحدیث ص۸۲۸، وص۱۱۰۰۔

﴿ بَابُ[۱۲۸۴] قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا اِلَيْهَا ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ جمعہ میں) جب انہوں نے دیکھا تجارت کو (کہ ایک تجارتی قافلہ غلہ لے کر آیا ہے) یا کچھ تماشا تو اس کی طرف دوڑ پڑے

فائدہ: تشریح مع اشکال وجواب کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد چہارم ص۱۴۰۔

۱۹۳۹ ﴿ حَدَّثَنَا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُصَيْنٍ عن سالِمٍ حَدَّثَنِي جابِرٌ قال بَيْنَما نَحنُ نُصَلِّي مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم إذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشام عِيرٌ تَحْمِلُ طعاماً فَالتَفَتُوا إِلَيْهَا حتى مَا بَقِيَ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم إلاَّ اِثْنى عَشَرَ رَجُلاً فنزَلَتْ "وَإِذَا رَأَوْ تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انفَضُّوا إِلَيْهَا" ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (جمعہ کی) نماز پڑھ رہے تھے، (خطبہ سن رہے تھے) اتنے میں شام سے غلہ لادے ہوئے ایک قافلہ آیا، لوگ اس کی طرف چل دیئے، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بارہ (۱۲) آدمی رہ گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "واذا رأوا تجارة" الآية۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فنزلت واذا رأو تجارة" الآية.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۶، ومر الحديث ص ۱۲۸، ويأتي ص ۷۲۷، وص ۷۲۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ ضروریات دنیا کے باوجود ذکر اللہ مقدم رکھنا چاہئے، اس سے غفلت جائز نہیں جیسا کہ غلہ کے لئے جانے والوں کی تنبیہ آیت کریمہ سے معلوم ہوتی ہے۔

﴿ بابٌ [۱۲۸۵] مَن لَم يُبَالِ مِن حَيْثُ كَسَبَ المَالَ ﴾

جولوگ روپیہ کمانے میں حلال وحرام کی پرواہ نہ کریں

۱۹۴۰ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابنُ أبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ المَقْبُرِيُّ عن أبي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال يَأتِي عَلَى الناسِ زَمَانٌ لايُبَالِي المَرْءُ مَاأَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ حلال سے کمایا یا حرام سے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لايبالي المرء ماأخذ منه أمن الحلال أم من الحرام".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۶، ويأتي ص ۲۷۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ایسے لاپرواہ لوگوں کی مذمت ہے جو صرف روپیہ پیسہ کمانے میں پاگل، اور بے احتیاط ہیں بس مال آنا چاہئے یہ نہیں دیکھتے کہ حلال ہے یا حرام؟ اللّٰهم احفظنا.

﴿باب ۱۲۸۶ التِجارَةِ فی البَرِّ وَغیرِهِ وَقولِ اللهِ "رِجالٌ لاتُلْهِیهِمْ تِجارَةٌ وَلابَیْعٌ عن ذِکْرِ اللهِ﴾

وَقَالَ قَتادَةُ کانَ القومُ یَتبایَعُونَ وَیَتَّجِرُونَ وَلکِنَّهُمْ إذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِن حُقُوقِ اللهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجارَةٌ وَلَا بَیْعٌ عن ذِکْرِ اللهِ حتّی یُؤَدُّوْهُ إلَی اللهِ.

خشکی میں اور اس کے علاوہ سمندر میں تجارت کرنے کا بیان، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا"

(یعنی معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے) اور قتادہ نے کہا لوگ خرید فروخت کرتے، اور تجارت کرتے، لیکن جب اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق سامنے آجاتا، تو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے انہیں غافل نہیں کرتی یہاں تک کہ اسے ادا کرلیتے۔

۱۹۴۱﴿ حَدَّثَنَا أبُو عَاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَیجٍ أخبَرَنِی عَمْرُو بْنُ دِینَارٍ عن أبِی المِنْهَالِ قالَ کُنْتُ أتَّجِرُ فی الصَّرْفِ فَسَألْتُ زَیْدَ بنَ أرْقَمَ فقال قال النبیُّ صلی الله علیه وسلم ح وَحَدَّثَنِی الفَضْلُ بنُ یَعْقوبَ حَدَّثَنَا الحَجَّاجُ بنُ مَحمَّدٍ قالَ ابنُ جُرَیْجٍ أخْبَرَنِی عَمْرُو بنُ دِینارٍ وَعامِرُ بنُ مُصْعَبٍ أنَّهُمَا سَمِعَا أبَا المِنْهَالِ یقولُ سَألتُ البَرَاءَ بنَ عازِبٍ وَزَیْدَ بنَ أرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فقالا کُنَّا تاجِرَیْنِ علی عَهْدِ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فَسَألْنا رسولَ الله صلی الله علیه وسلم عنِ الصَّرْفِ فقال إنْ کانَ یَداً بِیَدٍ فلا بَاسَ وَإنْ کانَ نَسِیئاً فلایَصْلُحُ.﴾

ترجمہ ابوالمنہال نے کہا میں صرافی کرتا تھا، میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا تو فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، (دوسری سند) ابوالمنہال فرماتے تھے کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تجارت کرتے تھے تو ہم نے رسول اللہ سے بیع صرف کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ہاتھ بہ ہاتھ (یعنی نقد انقدی) ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہے تو جائز نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "کنّا تاجرین علی عهد رسول الله ﷺ"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۷۷، ویاتی ص ۲۹۱، وص ۳۴۰، وص ۵۶۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خشکی میں تجارت درست ہے اور جن حضرات نے آیت کریمہ "رجال

لاتلھیھم تجارۃ" الآیۃ سے یہ سمجھا ہے کہ اس سے تجارت کی مذمت ثابت ہوتی ہے بخاریؒ نے حدیث پیش کر کے ان لوگوں پر رد کر دیا۔

تشریح باب التجارۃ فی البرّ بفتح الباء الموحدۃ وتشدید الراء، اسی کو یہاں باب میں لیا گیا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں والاقرب أن یکون بفتح الباء وتشدید الراء، کیونکہ اس کے بعد ایک باب لا رہے ہیں "باب التجارۃ فی البحر" اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فی البرّ یعنی خشکی میں تجارت مراد ہے۔

۲۔ دوسری روایت ہے فی البَز یعنی بفتح الباء وتشدید الزاء، بدل الراء، اس صورت میں معنی ہوں گے کپڑے کی تجارت۔

۳۔ تیسری روایت ہے بضم الباء البُرّ، بمعنی گیہوں۔

بیع صرف بیع صرف کہتے ہیں نقد کو نقد کے بدلے فروخت کرنا مثلاً اشرفی کی اشرفی سے، سونے کی بیع سونے سے، یا چاندی کی بیع سونے سے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں جانب من جنس الاثمان ہے تو بیع صرف ہے الصرف ھو البیع اذا کان کل واحد من عوضیہ من جنس الاثمان. (ہدایہ ثالث)

بیع صرف میں سب کے نزدیک تقابض شرط ہے، ولابدّ من قبض العوضین قبل الافتراق. (ہدایہ ثالث)
یعنی بیع صرف میں بائع اور مشتری کا جدا ہونے سے پہلے قبضہ شرط ہے ادھار جائز نہیں،
مزید تفصیل ربوا کی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿بابُ ۱۲۸۷ الخُرُوجِ فِی التِّجارَۃِ وَقولِ اللّٰہِ تعالیٰ "فَانْتَشِرُوا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ﴾

تجارت کیلئے نکلنے کا بیان، اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو۔ (سورہ جمعہ)

۱۹۴۲﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بنُ یَزِیْدَ اَخْبَرَنا ابنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِی عَطاءٌ عن عُبَیْدِ بنِ عُمَیْرٍ اَنّ اَبا مُوسَی الاَشْعَرِیَّ اسْتَاْذَنَ علی عُمَرَ بنِ الخطابِ فلَمْ یُؤذَنْ لَهٗ وَکَاَنَّهٗ کانَ مَشْغُولاً فرَجَعَ اَبُو مُوسیٰ ففَرَغَ عُمَرُ فقال اَلَمْ اَسْمَعْ صَوتَ عبدِ اللّٰہِ بنِ قَیسٍ

الذَنُوا لَهُ قِيلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِيْنِي عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يعني الْخُرُوجَ إِلَى التِّجَارَةِ.

ترجمہ عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس حاضری کے لئے اجازت طلب کی تو انہیں اجازت نہیں ملی اور شاید حضرت عمرؓ مشغول تھے اور حضرت ابوموسیٰ لوٹ گئے جب حضرت عمرؓ کام سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے کیا میں نے عبداللہ بن قیس (یعنی ابوموسیٰ) کی آواز نہیں سنی تھی ان کو اندر آنے کی اجازت دو، لوگوں نے کہا وہ تو لوٹ گئے، حضرت عمرؓ نے ان کو بلوایا، تو ابوموسیٰؓ نے کہا ہمیں ایسا ہی حکم دیا گیا ہے، (کہ جب اجازت نہ ملے تو لوٹ کر چلے جائیں) اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اس کے ثبوت پر گواہ لایئے، اب حضرت ابوموسیٰ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے پوچھا تو ان لوگوں نے کہا اس پر تو تمہارے ساتھ وہ شہادت دے گا جو ہم میں سب سے چھوٹا ہے یعنی ابوسعید خدریؓ (یعنی یہ ایسی مشہور بات ہے جس کو ہمارے بچے بھی جانتے ہیں) چنانچہ ابوموسیٰؓ ابوسعید خدریؓ کو اپنے ساتھ لے گئے، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا افسوس مجھ کو بازاروں کے خرید وفروخت نے رسول اللہ ﷺ کے اس حکم سے غافل رکھا یعنی تجارت کے لئے باہر نکلنے نے دربار سے غیر حاضر رکھا۔ (مطلب یہ ہے کہ جب ابوسعید خدریؓ نے ابوموسیٰؓ کے موافق گواہی دی کہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا کہ تین بار اجازت مانگو، اگر اس پر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ، اس پر حضرت عمرؓ نے اظہار افسوس کیا)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الهاني الصفق".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۷، ويأتي ص ۹۲۳، وص ۱۰۹۲۔

مقصد اس باب سے مقصد یہ ہے کہ تجارت کے لئے گھر سے باہر نکلنا جائز ودرست ہے خواہ نزدیک ہو یا دور۔

سوال: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اجلہ صحابہ اور خصوصی معتمدین میں سے تھے، یہ وہ ذات ہے جن کو حضور اقدس ﷺ نے صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا، اور خود حضرت عمرؓ نے انہیں عامل بنایا، پھر حضرت عمرؓ نے ان کی بات پر کیوں اعتماد نہیں کیا؟ اور شہادت کیوں طلب کی؟ اس سے تو ایک اشکال یہ بھی لازم آتا ہے کہ خبر واحد معتبر ومقبول نہیں۔

جواب: ایک شاہد سے خبر واحد خبر متواتر نہیں ہوتی بلکہ خبر واحد ہی رہتی ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ خبر واحد مفید یقین نہیں بلکہ مفید ظن ہے، اور حضرت عمرؓ کا گواہ طلب کرنا اسلئے تھا کہ حضرت عمرؓ کا مقصد حاضرین کو متنبہ کرنا تھا کہ ہر کس وناکس جو چاہے حضور ﷺ کی طرف نسبت کر کے حدیث نہ بیان کرے، گو سدِّ الباب آپؓ نے شاہد طلب کیا۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ[۱۲۸۸] التِّجارَةِ فی البَحْرِ ﴾

سمندر میں تجارت کرنے کا بیان

﴿وقال مَطَرٌ لابَاسَ بِه وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰه في القُرآنِ إلاّ بِحَقٍّ ثُمَّ تَلا "وَتَرَى الفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِه" الفُلْكُ السُّفُنُ الوَاحِدُ وَالجَمْعُ سَوَاءٌ، وقال مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيْحَ ولاَ تَمْخَرُ الرِّيْحَ مِنَ السُّفُنِ إلاّ الفُلْكُ العِظَامُ وقال اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بنُ رَبِيْعَةَ عن عبدِالرَّحمٰنِ بنِ هُرْمُزَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عن رسولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّه ذَكَرَ رَجُلاً مِن بَنِى إسْرَائِيْلَ خَرَجَ فى البَحْرِ فَقَضٰى حاجَتَهُ وَسَاقَ الحَدِيْثَ﴾

ترجمہ اور مطر بن طہمان نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں (یعنی تجارت کے لئے سمندر میں سفر کرنا کچھ برا نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حق ہی ذکر فرمایا ہے پھر انہوں نے (سورہ نحل کی) یہ آیت تلاوت کی "اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ پانی پھاڑ کر چلتی ہیں اس میں، اور تا کہ تلاش کرو اس کے فضل سے۔ (یعنی روزی حاصل کرو) اور فلک کے معنی ہیں کشتیاں، واحد اور جمع برابر ہے، اور مجاہدؒ نے کہا کشتیاں ہوا کو پھاڑتی ہیں اور ہوا کو صرف وہی کشتیاں پھاڑتی ہیں جو بڑی ہوں (جیسے بڑی کشتی اور جہاز و اسٹیمر وغیرہ)۔

اور لیثؒ نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے، آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا اس نے سمندر کا سفر کیا پھر اپنی ضرورت پوری کی، آخر حدیث تک۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تجارت کے لئے (رزق حاصل کرنے کے لئے) دریا اور سمندر کا سفر کرنا جائز و درست ہے۔

﴿ بابُ[۱۲۸۹] قولِ اللّٰهِ "وَإِذَا رَأَوا تِجارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا" ﴾

﴿ وقوله "رِجَالٌ لاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَلاَبَيْعٌ عن ذِكْرِ اللّٰه" وقال قَتادَةُ كَانُوا يَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ كانوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلاَبَيْعٌ عن ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ جمعہ میں) جب انہوں نے دیکھا تجارت کو (کہ ایک تجارتی قافلہ غلہ لیکر آیا ہے) یا کچھ تماشا، تو اسکی طرف دوڑ پڑے، اور آپ کو چھوڑ دیا کھڑا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نور میں) اور وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا، اور قتادہ نے کہا لوگ تجارت کرتے تھے، لیکن جب اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق سامنے آجاتا تو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے انہیں غافل نہیں کرتی، یہاں تک کہ اسے ادا کر لیتے۔

(یعنی معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے)

۱۹۴۳ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدٌ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن حُصَيْنٍ عن سَالِمِ بنِ اَبِي الجَعْدِ عن جابِرٍ قال اَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّي يومَ الجُمُعَةِ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَانْفَضَّ النَّاسُ اِلَّا اثْنَي عَشَرَ رَجُلاً فنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ "وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا نِ انْفَضُّوا اِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً. ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا ایک تجارتی قافلہ (غلہ لے کر) آیا اور ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز پڑھ رہے تھے، (یعنی خطبہ سن رہے تھے) کہ بارہ آدمی کے علاوہ سب لوگ چل دیئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا نِ انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا".

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۷۷، ومر الحديث ص ۱۲۸، وص ۲۷۶، ويأتي ص ۷۲۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد تنبیہ کرنا ہے کہ تجارت وغیرہ میں ایسی مشغولیت وانہماک درست نہیں کہ حقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل کردے۔

﴿ باب (۱۲۹۰) قولِ اللّٰهِ تعالىٰ أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) اپنی کمائی میں سے اچھی، پاکیزہ چیزیں خرچ کرو

۱۹۴۴ ﴿ حَدَّثَنَا عُثمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ عن اَبِي وَائِلٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالَتْ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اذا اَنْفَقَتِ المَرْأَةُ مِن طَعامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كانَ لَهَا اَجْرُها بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِها بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لاَيَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئاً. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے، (جو خاوند کا مال ہو) مگر بگاڑ کی نیت نہ ہو، تو اس کو اس کے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے خاوند کو کمائی کرنے کا ثواب ملے گا، اور خازن کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور ان میں سے کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہ کرے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "بما كسب"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۷، ومر الحديث ص ۱۹۲، وص ۱۹۳، ۱/ ۱/ ۱۔

۱۹۴۵﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عبدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ عن هَمَّامٍ قال سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا انفقتِ المَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں اس کے حکم کے بغیر کچھ خیرات کرے، تو عورت کو (مرد کا) آدھا ثواب ملے گا۔

(مطلب یہ ہے کہ ایسی معمولی خیرات کرے کہ جس کو شوہر اگر دیکھ لے تو ناپسند نہ کرے، مثلاً کھانے میں سے آدھی روٹی یا ایک روٹی کسی فقیر کو دیدے، اور عورت قرائن سے اپنے شوہر کے حال و مزاج سے سمجھتی ہو کہ ایسی خیرات کے لئے شوہر کی اجازت ہے گرچہ صریح اجازت نہیں، بعض حضرات نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ عورت اس مال میں سے خرچ کرے جو شوہر نے اس کیلئے مقرر کر دیا ہے۔ بہر حال توجیہ ضروری ہے، ورنہ بلا اجازت عورت کا خرچ کرنا جائز نہیں بجائے ثواب گناہ ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من كسب زوجها".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۷، ويأتي ص ۷۸۲، وص ۸۰۷، اخرجهٗ مسلم في الزكوٰة۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے خیر خیرات کی ترغیب ہے کہ اپنی کمائی میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا کرو۔

دفع تعارض: باب کے ذیل میں دو روایات ہیں بظاہر تعارض ہے۔

جواب یہ ہے کہ پہلی روایت میں وہ مال مراد ہے، جو شوہر نے عورت کو دے کر مالک بنا دیا، اگر عورت اس مال میں سے خرچ کرے گی تو پورا ثواب مثل شوہر ملے گا۔ اور دوسری روایت میں وہ مال مراد ہے کہ شوہر نے گھر کے اخراجات کے لئے دیا مالک نہیں بنایا، اگر اس میں سے عورت نے خرچ کیا تو نصف ثواب ملے گا۔

﴿ بَابُ (۱۲۹۱) مَنْ اَحَبَّ البَسْطَ فِي الرِّزْقِ ﴾

جو رزق میں وسعت پسند کرے (تو کیا کرے؟)

۱۹۴۶﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ اَبِي يَعْقُوبَ الكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قال حَدَّثَنَا

محمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقولُ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ رِزْقُهُ اَوْ يُنْسَأَ فِي اَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنے رزق میں کشادگی یا عمر میں درازی چاہتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے)

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضحها ويبين جوابها.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۷۷، ويأتي ص ۸۸۵، أخرجه مسلم في الادب وابوداؤد في الزكوٰة.

مقصد | مقصد اس باب سے صلہ رحمی کی اہمیت اور اس پر ترغیب ہے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا وسعت رزق و درازئ عمر کا سبب ہے۔

﴿ باب [۱۲۹۲] شِرَى النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالنَّسِيْئَةِ ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھار خریدنا

۱۹۴۷﴿ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قال ذَكَرْنا عند اِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فقال حَدَّثَنِي الْاَسْوَدُ عن عائِشَةَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اشْتَرىٰ طَعَاماً مِن رَجُلٍ يَهُودِيٍّ اِلَى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعاً مِن حَدِيْدٍ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی (ابوشحم) سے ادھار مدت مقرر کر کے غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھی۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۷۷، ويأتي ص ۲۸۱، وص ۲۹۳، وص ۳۰۰، // وص ۳۲۱، ۳۲۱، وص ۳۴۱، // وص ۴۰۹، وفي المغازي ص ۶۴۱۔

۱۹۴۸﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ عبدِاللّٰهِ بنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ اَبُو اليَسَعِ البَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عن قَتَادَةَ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّهُ مَشَى اِلَى النبيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ ولَقَدْ رَهَنَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم دِرْعاً لَهُ بالمَدِيْنَةِ عندَ يَهُودِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْراً لِاَهْلِهِ ولَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا اَمْسٰى عندَ آلِ محمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ ولاصَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے (انہوں نے بیان کیا) کہ وہ جو کی روٹی اور بدبودار چربی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور نبی اکرم ﷺ نے مدینے میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھا تھا، اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جو لیا تھا اور میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں کا یا اناج کا جمع نہیں رہا حالانکہ حضور ﷺ کے پاس نو بیویاں تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۷۸، ویاتی الحدیث ۳۴۱۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ادھار خریدنا ثابت ہے، اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد ص ۵۴۸۔

﴿ بَابُ[۱۲۹۳] كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ ﴾

انسان کا کمائی کرنا اور اپنے ہاتھ سے محنت کرنا

(یعنی اس کمائی کی فضیلت کا بیان، اس میں عطف الخاص علی العام ہے۔)

۱۹۴۹﴿ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبدِاللهِ حَدَّثَنِي ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوبَكْرِ الصِّدِّيقُ قال لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي اَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عن مَؤُنَةِ اَهْلِي وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاكُلُ آلُ اَبِي بَكْرٍ مِن هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيْهِ. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو فرمایا میری قوم جانتی ہے میرا پیشہ میرے گھر والوں کے اخراجات سے عاجز نہیں تھا (یعنی میں اپنا پیشہ کر کے اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کر لیتا تھا) اور اب مسلمانوں کے کام میں مشغول رہوں گا تو ابوبکر کے گھر والے بیت المال میں سے کھائیں گے اور ابوبکر مسلمانوں کے لئے اس میں کام کریگا۔ (یعنی مسلمانوں کا مال تجارت سے بڑھاتا رہے گا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لقد علم قومي ان حرفتي لم تكن تعجز عن مؤنة اهلي" اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی کمائی اتنی ہوجاتی کہ گھر والوں کے ضروریات پوری ہوجائے، پس اس سے کسب الرجل انسان کا کمائی کرنا ثابت ہوگیا۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۷۸، ومر الحدیث ص ۱۲۳۔

۱۹۵۰﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سعِيدٌ حَدَّثَنِي اَبُوالْاَسْوَدِ عن عُرْوَةَ قال قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ اَصْحابُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عُمَّالَ اَنْفُسِهِم فكَانَ يَكُونُ لَهم اَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَواغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپنا کام خود کیا کرتے تھے (کوئی نوکر نہ تھا) چنانچہ ان کے بدن میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی تو ان سے کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو، (جب جمعہ کے لئے مسجد آؤ) تو بہتر ہے۔ ہمام نے اس حدیث کو ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہؓ سے روایت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان اصحاب رسول الله ﷺ عمال انفسهم" اى كانوا يكتسبون بايديهم اوبالتجارة او بالزراعة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۸۔

۱۹۵۱﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰى اَخْبَرَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن ثَوْرٍ عن خالِدِ بنِ مَعْدَانَ عنِ المِقْدَامِ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قطُّ خَيْراً مِن اَن يَاكُلَ مِن عَمَلِ يَدِهِ وإنَّ نبيَّ اللهِ دَاوُدَ عليهِ السلامُ كان يَاكُلُ مِن عَمَلِ يَدِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت مقدامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے کوئی غذا کبھی نہیں کھائی جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی زرہ بنا کر) کھایا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۸۔

۱۹۵۲﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا اَبُوهُرَيْرَةَ عن رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَنَّ دَاوُدَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ لايَاكُلُ اِلاَّ مِن عَمَلِ يَدِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرۃؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۸، وياتى مختصراً ص ۴۸۵، وياتى مقطعاً ص ۶۸۵۔

۱۹۵۳﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن اَبِى عُبَيْدٍ مولٰى عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَوْفٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ اللهِ ﷺ لَاَن يَحْتَطِبَ

اَحَدُکُم حُزمَۃً علٰی ظَھرِہٖ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَسأَلَ اَحداً فَیُعطِیَہٗ او یَمنَعَہٗ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی لکڑی کا گٹھا (جنگل سے کاٹ کر) اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، (اور اس کو فروخت کر کے کھائے) تو اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے، پھر وہ دے یا نہ دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث أن الاحتطاب من كسب الرجل بيده و من عمله.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۷۸۔

۱۹۵۴ حَدَّثَنَا یَحیَ بنُ مُوسٰی حَدَّثَنَا وَکِیعٌ حَدَّثَنَا ھِشَامُ بنُ عُروَۃَ عن اَبِیہِ عنِ الزُّبَیرِ بنِ العَوَّامِ قال قال النبی ﷺ لَاَن یَاخُذَ اَحَدُکم اَحبُلَہٗ خَیرٌ لہ مِن اَن یَسأَلَ النَّاسَ قال ابو نُعَیمٍ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ ثوابٍ وَحَدَّثَنا ابنُ نُمَیرٍ عن ھِشَامٍ عن اَبِیہِ الحَدِیث.

ترجمہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لے (اور لکڑیاں باندھکر لائے) تو بھی سوال کرنے سے بہتر ہے۔ ابونعیم نے کہا ہم سے محمد بن ثواب نے بیان کیا اور ابن نمیر نے بیان کیا ہشام سے، انہوں نے اپنے باپ سے یہی حدیث۔ (اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث اخذ الاحبل لاجل الاحتطاب و شد الحطب على ظهره من كسبه بيده و عمله.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۷۸، و مر الحديث ص ۱۹۹، و ياتى ص ۳۱۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد محنت مزدوری کی فضیلت بیان کرنا ہے، خواہ زراعت وتجارت سے ہو، یا صنعت وحرفت سے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ تجارت وزراعت اور صنعت میں افضل کون ہے؟ علماء کے اقوال مختلف ہیں خلاصہ یہ ہے مانگنے سے بہتر ہے کہ کما کر کھائے، گھر چلائے۔ واللہ اعلم

باب ۱۲۹۴ السُّھُولَۃِ و السَّمَاحَۃِ فی الشِّرٰی وَالبَیعِ وَمَن طَلَبَ حَقًّا فَلیَطلُبہُ فی عَفَافٍ

خرید وفروخت میں نرمی اور سہولت برتنا، (فیاضی وسیر چشمی کرنا) اور اپنا حق پاکیزگی کے ساتھ طلب کرنا (یعنی بیہودہ باتیں نہ بکنا)

۱۹۵۵ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بنُ عَیَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بنُ المُنکَدِرِ عن جَابِرِ بنِ عَبدِ اللہِ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رَحِمَ اللہُ

رَجُلاً سَمْحاً إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى۔

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بیچتے اور خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۸، وأخرجه الترمذي في البيوع.

مقصد | اس باب سے امام بخاری "خرید وفروخت یعنی تجارت کا مستحب طریقہ بتانا چاہتے ہیں کہ سخت مزاج نہ ہو بلکہ نرم مزاج اور سیر چشم ہو، تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا مستحق ہو۔

﴿ بَابُ (۱۲۹۵) مَنْ أَنْظَرَ مُوسِراً ﴾

جو شخص مالدار کو مہلت دے

۱۹۵۶﴿ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئاً قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ بْنِ حِرَاشٍ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ.﴾

ترجمہ | حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے کے لوگوں میں سے فرشتوں نے ایک شخص کی روح سے ملاقات کی اور پوچھا کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا (کچھ تو نہیں مگر) میں نے اپنے جوانوں (یعنی خادموں) کو حکم دے رکھا تھا کہ (کسی پر سخت تقاضا نہ کریں) مالدار کو مہلت دیں اور درگذر کردیں (یعنی محتاج تنگدست کو معاف کردیں) یہ سن کر فرشتوں نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔

اور ابو مالک (سعد بن طارق) نے اسی حدیث کو ربعی بن حراش سے یوں روایت کی کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا، ابو مالک کے ساتھ شعبہ نے اس کو عبدالملک سے، انہوں نے ربعی سے، اور ابو عوانہ نے عبدالملک سے، انہوں نے ربعی سے، اس میں یوں ہے میں مالدار کو مہلت دیا کرتا اور تنگدست (نادار) کو معاف کردیتا، اور نعیم بن ابی ہند نے ربعی سے یوں نقل کیا، میں مالدار کا وعدہ قبول کرلیتا، اور تنگدست کو معاف کردیتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكنت آمر فتياني ان ينظروا ويتجاوزوا عن الموسر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۸، ويأتي ص ۳۲۲، وص ۴۹۰، واخرجه مسلم في البيوع واخرجه ابن ماجه في الاحكام.

مقصد | اس باب سے اور آئندہ باب سے امام بخاریؒ کا مقصد اعلیٰ اخلاق وخوش خلقی کی تعلیم ہے کہ خلق خدا سے نیک سلوک کرنا، ان پر شفقت ومہربانی کی نظر رکھنا عظیم ترین نیکی ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ اگر قرض دار مالدار ہے پھر اس پر سختی نہ کرے، ممکن ہے کوئی مجبوری ہو اس لئے اگر مہلت چاہے تو مہلت دے۔ اور اگر قرض دار نادار و مزدور ہے اور کھانے والے بہت ہیں اور تم قرض خواہ مالدار ہو تو معاف کردو اللہ بھی تمہاری کوتاہی وکمزوری معاف کردیں گے۔

﴿ بابٌ [۱۲۹۶] مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً ﴾

جو شخص نادار تنگدست کو مہلت دے (اس کا ثواب)

۱۹۵۷ ﴿ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ انَّهُ سَمِعَ ابَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِراً قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تاجر تھا جو لوگوں کو قرض دیتا تھا پھر جب کسی تنگدست کو دیکھتا تو اپنے خادموں سے کہہ دیتا کہ اس کو معاف کردو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی معاف کرے آخر (جب وہ تاجر مر گیا تو) اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا راى معسراً قال لفتيانه تجاوزوا عنه".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۹، ويأتي الحديث ۴۹۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے خلق خدا سے نیک سلوک، شفقت ومہربانی سے پیش آنا چاہئے جب یہ معلوم ہو جائے کہ قرضدار تنگدست ونادار ہے تو صرف مہلت دینا کوئی بڑی سعادت ونیکی نہیں ہے بلکہ مہربانی تو یہ ہے کہ اس کو بالکل معاف کردے۔

﴿ بابٌ [۱۲۹۷] إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا ﴾

وَيُذْكَرُ عَنِ العَدَّاءِ بنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم هٰذَا مَا اشْتَرَى

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَادَاءَ وَلَاخِبْثَةَ وَلَاغَائِلَةَ وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْإِبَاقُ وَقِيْلَ لِإِبْرَاهِيمَ إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّي آرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُولُ جَاءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ وَجَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَايَحِلُّ لِامْرِئٍ أَنْ يَبِيْعَ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ.

جب بائع اور مشتری صاف صاف بیان کردیں اور کوئی عیب نہ چھپائیں اور دونوں ایک دوسرے کی خیر خواہی اختیار کریں، بہتری چاہیں

اور عداء بن خالد سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لئے لکھا یہ وہ بیع نامہ ہے جو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عداء بن خالدؓ سے خریدا یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے، اس میں نہ کوئی بیماری ہے، (جیسے جذام، برص وغیرہ جس سے ردِّ مبیع کا حق ہو) اور نہ کوئی عیب ہے (جیسے غلام کا بھاگنا) اور نہ فسق وفجور۔ اور قتادہ نے کہا غائلہ سے مراد زنا، چوری اور بھاگنا ہے۔

اور ابراہیم نخعیؒ سے کہا گیا کہ بعض جانوروں کے بیچنے والے تاجر طویلوں کا نام رکھتے ہیں خراسان اور بجستان اور کہتے ہیں یہ جانور کل ہی خراسان سے آیا ہے اور یہ آج ہی بجستان سے آیا ہے ابراہیم نے اس کو سخت مکروہ سمجھا اور ناپسند کیا (کیونکہ جھوٹ وفریب ہے خریدار کو دھوکا دینا ہے) اور عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ کسی ایسے سامان کو بیچنا جائز نہیں جس کا عیب معلوم ہو مگر یہ کہ اس عیب کو بیان کردے۔ (تاکہ خریدار کو دھوکہ نہ ہو)

تشریح حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں غزوہ حنین کے بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں، بخاری کی اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عداءؓ سے خریدا یعنی عداءؓ بائع اور حضور اقدس ﷺ مشتری، لیکن ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کی روایت سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔ ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ عبدالمجید بن وہب نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عداء بن خالدؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ تحریر پڑھ کر نہ سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے لکھی تھی میں نے عرض کیا ضرور سنایئے تو انہوں نے ایک تحریر نکالی "هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة الخ" یعنی یہ وہ دستاویز ہے کہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عداء بن خالد بن ہوذہ نے ایک غلام یا باندی خریدا، إلى آخره۔

(ترمذی جلد اول کتاب البیوع فی باب ما جاء فی کتابة الشروط ص ۱۴۶۔)

اسی طرح کی روایت ابن ماجہ میں بھی ہے (ابن ماجہ ص ۱۶۴ یعنی جلد ثانی کے دوسرے صفحہ کی پہلی حدیث)۔

بظاہر تعارض ہے مگر علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ بخاری کی روایت میں اشتری بمعنی باع ہے۔ اس صورت میں تعارض ختم ہوجاتا ہے کیونکہ بیع وشراء ہر ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہے ورنہ عند البعض متعدد واقعہ پر محمول ہے نیز نسائی میں بھی مثل ترمذی ہے۔ واللہ اعلم تفصیل کے لئے عمدہ دیکھئے۔

بیع المسلم المسلم رفع کی صورت میں خبر ہے مبتداء محذوف کی، ای ھو بیع المسلم المسلمَ والمسلم الثانی منصوب بوقوع فعل البیع علیه.

۲ بیعَ المسلم الخ یجوز أن یکون منصوباً بنزع الخافض تقدیره کبیع المسلم.

۱۹۵۸﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ عن صالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عن عبدِ اللهِ بنِ الحارِثِ رَفَعَ إلَى حَكِيْمِ بنِ حِزَامٍ قال قال رســولُ الله صلى الله عليه وسلم البَيِّعَانِ بِالخِيارِ مَالَمْ يَتفرَّقَا اَوْ قَالَ حتى يَتفرَّقَا فإنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِى بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.﴾

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک دونوں متفرق نہ ہوں یا کہا حتی یتفرقا (والشك من الراوی) پس اگر دونوں سچ بولے اور دونوں (بائع اور مشتری) نے بیان کردیا (یعنی بائع نے مبیع کے بارے میں اور مشتری نے ثمن کے متعلق صاف صاف اور سچ بتلا دیا جو کچھ عیب ہے) تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں جھوٹ بولے اور عیب کو چھپالیا تو ان کے بیع کی برکت مٹ جائیگی۔

(مطلب یہ ہے کہ ان کی تجارت کو فروغ نہ ہوگا درحقیقت تجارت ہو یا زراعت راست بازی وصداقت ایسی چیز ہے کہ جس کی بدولت دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے)

البَيِّعَان تثنیہ ہے بیّع کا بروزن طیّب، میّت، لیّن، ھیّن وغیرہ بمعنی بائع، اسم فاعل ہے اور بعض روایت میں المتبایعان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فان صدقا وبیّنا" إلی آخره.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۲۷۹، ویاتی ایضاً ۲۷۹، وص۲۸۳، ،، وص۲۸۴، واخرجه مسلم فی البیوع ایضاً ابو داؤد والترمذی والنسائی فی البیوع.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خرید وفروخت اور تجارت میں جھوٹ اور فریب، بے برکتی کا باعث ہے اور ناجائز ہے۔

خیار مجلس اور مذاہب ائمہ مالم یتفرقا جب تک عاقدین متفرق نہ ہوجائیں اسکی تفسیر میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

۱ امام الہمامین (امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ) فرماتے ہیں کہ تفرق قولی مراد ہے یعنی بائع نے اگر ایجاب کیا تو مشتری جب تک خاموش ہے اور تفرق قولی یا تفرق بدنی نہیں کیا ہے اس وقت تک بائع کو

اختیار ہے کہ ایجاب واپس کرلے لیکن جب مشتری نے قبول کرلیا تو اب اختیار نہ رہا۔ علی ہٰذا اگر مشتری نے ایجاب کیا ہے تو بائع کی قبولیت تک مشتری کو اختیار ہے ایجاب برقرار رکھے یا رجوع کرلے۔

۲۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اس حدیث سے خیار مجلس کے قائل ہیں یعنی ایجاب وقبول کے بعد بھی خیار مجلس حاصل رہتا ہے، جب تک مجلس نہ بدلے، دونوں کو اختیار رہتا ہے کہ چاہیں تو بیع کو رد کردیں ان کی دلیل حدیث کا ظاہر مفہوم ہے کیونکہ عرف میں تفرق سے تفرق ابدان متبادر ہے۔

امام اعظمؒ اور امام مالکؒ خیار مجلس کے منکر ہیں یعنی ایجاب وقبول کے بعد بائع اور مشتری میں سے کسی کو خیار نہیں کیونکہ ایجاب وقبول سے بیع تام ہوگئی مبیع مشتری کی اور ثمن بائع کی ملک ہوگئی اب کسی کو خیار کا حق دینا حق غیر کا ابطال ہے جو جائز نہیں۔

منشاء اختلاف یہ ہے کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ مالم یتفرقا کی تفسیر تفرق بالابدان سے کرتے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ میں ہر دو معنی کا احتمال ہے اور یہ اختلاف صحابہ کرام سے بھی منقول ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے تفرق بالابدان منقول ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ اور حضرت جابرؓ سے تفرق بالاقوال منقول ہے۔ نیز امام مالکؒ کے استاد ربیعۃ الرائیؒ، ابراہیم نخعیؒ اور امام ثوریؒ سے بھی تفرق اقوال ہی ثابت ہے۔

جائزہ وتحقیق لغات کی روشنی میں متبایعان کا اطلاق عاقدین پر بوقت بیع یعنی ایجاب وقبول کے درمیان حقیقت ہے اور تمام عقد یعنی بعد الایجاب والقبول مجاز ہے جس طرح قبل الایجاب والقبول مجاز ہے۔ اس لحاظ سے امامین الہمامین کا مسلک حقیقت لغت پر مبنی ہے اگرچہ معنی مجازی کا بھی احتمال ہے لیکن حقیقت جب تک ممکن ہو مجاز کا ارتکاب اصول کے خلاف ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں تفرق سے مراد بکثرت تفرق قولی ثابت ہے "واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا، وماتفرق الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءتهم البينة، لانفرق بين احد منهم".

۳۔ تفرق سے مراد تفرق قولی حدیث نبوی میں ہے "وافترقت بنو اسرائيل على ثنتين وسبعين فرقة" الحديث.

۴۔ جملہ عقود مثلاً عقد نکاح، عقد طلاق اور عقد عتاق میں سے کسی میں بھی خیار مجلس بالاتفاق نہیں ہے اس لئے بیع بھی ایک عقد ہے تو عقد ہونے کے اعتبار سے خیار مجلس نہیں ہونا چاہئے۔

۵۔ قرآن حکیم کا صریح نص ہے "يايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود". (مائدہ) یعنی اے ایمان والو اپنے عقود کو پورا کرو۔

علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عقد بیع کے دو رکن ہیں ایجاب، اور قبول، پس جب ہر دو ارکان پائے جائیں گے تو بیع

تام ہو جائے گی قال ابن رشد "لاخلاف فیما احسب ان الایجاب والقبول المؤثرین فی اللزوم" اب اگر خیار مجلس کا اضافہ کیا جائے گا تو خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آئے گا جو کسی طرح جائز نہیں۔

۶۔ ارشاد الٰہی ہے "ان تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم" یعنی طرفین کی رضامندی سے بیع منعقد ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایجاب وقبول سے طرفین کی رضامندی ہو جاتی ہے، اب خیار مجلس کا اضافہ نسخ آیت کو مستلزم ہوگا۔

۷۔ اگر حدیث مذکور میں تفرق سے تفرق بالابدان مراد لیا جائے تو بھی احناف کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ امام ابو یوسفؒ سے حدیث مذکور کے یہ معنی منقول ہیں کہ ایجاب کے بعد عاقدین میں سے کوئی مجلس سے اٹھ کھڑا ہو یا تفرق بالابدان کرلے تو اب اختیار قبول نہ رہا۔

مطلب یہ ہوا کہ ایجاب وقبول کے درمیانی مدت میں ہر ایک کو اختیار ہے بشرطیکہ تفرق مجلس نہ ہوا ہو، اب اگر اس مدت میں کسی ایک نے مجلس کا تفرق کر دیا تو خیار قبول نہیں رہا۔

۸۔ نیز خیار مجلس عرف کے خلاف ہے اور خیار مجلس کے ماننے سے بہتیرے اشکالات واعتراضات وارد ہوں گے مثلاً ہوٹل میں مشتری مجلس ہی کے اندر کھالیتا ہے اب اگر تفرق بالابدان پر اتمام بیع کو موقوف رکھا جائے تو کھانے والا مرتکب جرم ہوگا۔

۹۔ نیز الا بیع الخیار قرینہ موجود ہے کہ تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہی ہے کہ عاقدین مختار ہیں جب تک تفرق نہ ہوا ہو پس جب تفرق ہو گیا یعنی ایجاب وقبول کر کے عاقدین جدا ہو گئے تو اب کسی طرح کا اختیار نہیں رہا نہ بائع اپنا ایجاب واپس لے سکتا ہے اور نہ مشتری اپنا قبول ردّ کر سکتا ہے۔ الا بیع الخیار میں مختلف تاویلات باردہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ کما تدل علیہ الفاظ النوویؒ۔

پس ان دلائل اور قرآن کی روشنی میں خیار مجلس کا جو مفہوم حضرات شوافعؒ نے لیا وہ نہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی قیاس وعرف کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۲۹۸ بَیْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ ﴾

ملی جلی کھجور بیچنے کا بیان

۱۹۵۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَھُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَکُنَّا نَبِیْعُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَاعَیْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْھَمَیْنِ بِدِرْھَمٍ۔﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ہم کو جمع کھجور ملا کرتی تھی اور اس میں اچھی بری سب قسم کی کھجوریں ملی جلی رہتی تھیں ہم ایک صاع (عمدہ کھجور) کے عوض دو صاع مخلوط بیچ دیتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک صاع کے عوض دو صاع اور ایک درہم کے عوض دو درہم مت بیچو۔ (یعنی درست نہیں)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کنا نبیع صاعین بصاع".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۷۹، ومسلم جلد ثانی ص ۲۷۔

مقصد | امام بخاریؒ اس ترجمۃ الباب کو ترجمہ سابقہ سے بطور استثناء لا رہے ہیں کہ جب مبیع مخلوط ہو مشتری واضح طور پر دیکھ رہا ہے کہ ہر قسم کی کھجوریں مخلوط ہیں تو ایسی صورت میں بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی بیان کرنا چاہتے ہوں کہ جب مبیع اور ثمن دونوں ایک جنس کے ہوں تو تفاضل حرام ہے بالکل برابر، برابر بیع درست ہے زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ سود ہے۔ پوری تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿بابٌ ما قِيلَ فِي اللَّحَّامِ وَالجَزَّارِ﴾ ۱۲۹۹

گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

۱۹۶۰﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفصٍ حَدَّثَنَا أبِي حَدَّثَنَا الأعمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عن أبِي مَسعُودٍ قال جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأنصَارِ يُكنَى أبَا شُعَيبٍ فقال لِغُلامٍ لَهُ قَصَّابٍ اجعَل لِي طَعَاماً يَكفِي خَمسَةً فإنِّي أُرِيدُ أن أدعُوَ النبيَّ ﷺ خَامِسَ خَمسَةٍ فإنِّي عَرَفتُ فِي وَجهِهِ الجُوعَ فَدَعَاهُم فَجَاءَ مَعَهُم رَجُلٌ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم إنَّ هذا قد تَبِعَنَا فإن شِئتَ أن تَأذَنَ لَه فأذَن لَه وإن شِئتَ أن يَرجِعَ فقال لا بَل قد أذِنتُ لَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک انصاری صحابی آئے جن کی کنیت ابو شعیب تھی انہوں نے اپنے ایک غلام سے کہا جو قصاب تھا میرے لئے اتنا کھانا تیار کردے جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو، کیونکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے محسوس کیا کہ آپ بھوکے ہیں پھر انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو بلایا تو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک اور صاحب آگئے (یعنی طفیلی بن کر حضور ﷺ کے ساتھ چلا آیا) اس پر نبی اکرم ﷺ نے (صاحب خانہ سے) فرمایا کہ یہ ہمارے ساتھ (طفیلی بن کر) آگیا ہے اب اگر تم اس کو اجازت دینا چاہو تو اجازت دیدو (یعنی تم کو اختیار ہے چونکہ بغیر دعوت آیا ہے) اور اگر تم لوٹانا چاہتے ہو تو واپس لوٹ جائے گا، صاحب خانہ نے کہا نہیں بلکہ

میں نے اس کو اجازت دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقال لغلام له قصاب" (بالجر لانه صفة لغلام)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۹، ویاتی ص ۳۳۲، وص ۸۱۷ وص ۸۲۱، وأخرجه مسلم في الاطعمة والترمذي في النكاح والنسائي في الوليمة.

تحقیق وتشریح: لَحّام گوشت بیچنے والا، جزّار ذبح کرنے والا۔

سوال: حدیث پاک میں لحام اور جزار کے الفاظ نہیں ہیں تو ترجمہ سے مناسبت ومطابقت کیسے ہوئی؟

جواب: قال القرطبي اللحام هو الجزار والقصاب على قياس قولهم عطار وتمار للذي يبيع ذلك فهذا كما رأيت حبل اللحام والجزار والقصاب بمعنى واحد فعلي هذا تحصل المطابقة بين الترجمة والحديث.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے قصائی کا پیشہ جائز ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے ان حضرات پر ردّ مقصود ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۳۰۰ ما يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ ﴾

بیع میں جھوٹ بولنے اور عیب چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے

۱۹۶۱﴿ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْخَلِيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قال حتى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذِبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. ﴾

ترجمہ | حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک دونوں متفرق نہ ہوں یا کہا "حتی يتفرقا" (والشك من الرواى) پس اگر دونوں سچ بولے اور دونوں (بائع اور مشتری) نے بیان کردیا (یعنی بائع نے مبیع کے بارے میں اور مشتری نے ثمن کے متعلق صاف صاف اور سچ بتلادیا جو کچھ عیب ہے) تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے عیب چھپایا اور جھوٹ بولے تو ان کے بیع کی برکت مٹ جائے گی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وان كتما وكذبا محقت بركة بيعهما".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۹، باقی کے لئے حدیث نمبر ۱۹۵۸/ دیکھئے صرف دو باب قبل تفصیل سے مدلل بحث گذر چکی ہے۔

﴿ باب ۱۳۰۱ قولِ اللّٰہِ تعالیٰ "یاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَاتَاْکُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً" الآیة ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (آل عمران، ۱۳۰) اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ چند در چند بڑھا کر الآیۃ

چند در چند بڑھا کر نہ لو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تھوڑا سود لے لیا کرو، چند در چند بڑھا کر نہ لو بلکہ مطلقاً حرام اور قبیح ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے میاں مسجد میں گالیاں مت بکو اس کا مطلب یہ بالکل نہیں کہ مسجد سے باہر بکنے کی اجازت ہے بلکہ مزید تقبیح و تشنیع کے موقعہ پر ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

۱۹۶۲﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِی إِیَاسٍ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِی ذِئبٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ المَقْبُرِیُّ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال لَیَاتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لایُبَالِی المَرْءُ بِمَا أَخَذَ المَالَ أَ مِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ حلال سے کمایا ہے یا حرام سے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة للآية الكريمة التى فى موضع الترجمة من حيث أن آكل الربا لايبالى من اكله الاضعاف المضاعفة هل هى من الحلال أم من الحرام.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۷۹، ومر الحديث ۲۷۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد سود خوار کی مذمت ہے ایسا زمانہ آئے گا اگر بعض متقی سود نہیں کھائے گا جب بھی سود کے گرد وغبار سے محفوظ نہ رہے گا، اصل میں یہاں سے بخاریؒ مسئلہ ربوا شروع فرمارہے ہیں۔ جس کی پوری تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿ باب ۱۳۰۲ آکِلِ الرِّبٰوا وَشَاهِدِهِ وَکَاتِبِه ﴾

وَقَولِـهِ تعالیٰ "الَّذِین یَاکُلُونَ الرِّبٰوا لایَقُومُونَ إِلَّا کَمَا یَقُومُ الَّذِی یَتَخَبَّطُهُ الشَّیطَانُ مِنَ المَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُم قالوا إِنَّمَا البَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا" الی قوله "اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فیها خٰلِدُونَ.

سود کھانے والے اور اسکے شاہد (گواہ ہونے والے)

اور اسکے منشی (سود کا معاملہ لکھنے والے) کی سزا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بس اسی طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان گلے سے لگا کر باؤلا بنا دیتا ہے (کسی پر آسیب ہو یا شیطان، تو کھڑا نہیں ہو سکتا، اگر مشکل سے ہو بھی جائے تو کپکپا کر گر جاتا ہے یہی حال حشر کے وقت سود خواروں کا ہوگا۔) یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی ایسی ہی ہے جیسے سود لینا..... الی قولہ "فاولئك اصحب النار هم فيها خلدون.

۱۹۶۳﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ عن اَبِي الضُّحٰى عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالتْ لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَاَهُنَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ في الْخَمْرِ. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب سورہ بقرہ کی آخر کی آیتیں نازل ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں پڑھ کر سنایا پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لما نزلت آخر البقرة" کیونکہ اس سے مراد وہی آیات ربوا ہیں یعنی الذين ياكلون الربوا جو ترجمہ میں ہیں۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۷۹، ومر الحديث ص۶۵، ويأتي ص۲۹۷، وص۶۵۱۔

۱۹۶۴﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسماعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبُورَجَاءٍ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِي فَاَخْرَجَانِي اِلَى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حتى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وعلى وَسْطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلَ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كما كَانَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذا فقال الَّذِي رَاَيْتَهُ فِي النَّهْرِ آكِلُ الرِّبٰوا. ﴾

ترجمہ حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو (خواب میں) میں نے دو شخص (حضرت جبرئیل وحضرت میکائیل علیہما السلام) کو دیکھا یہ دونوں میرے پاس آئے اور ایک پاکیزہ زمین میں لے گئے پھر ہم (تینوں) چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی ندی پر پہونچے دیکھا کہ اس میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے بیچ میں ایک شخص ہے جس کے سامنے پتھر ہے پھر وہ شخص جو ندی میں کھڑا تھا آنے لگا اور اس نے ندی سے باہر نکلنا چاہا وہیں اس

شخص نے (جو نہر کے کنارے پر تھا) اس کے منہ پر پتھر مارا تو وہ جہاں سے چلا تھا وہیں پلٹ گیا اسی طرح ہر بار جب وہ باہر نکلنا چاہتا یہ اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا تو وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا جس کو آپ نے نہر میں کھڑا دیکھا وہ سود خور ہے۔ (دنیا میں سود کھاتا تھا)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الذی رأیتہ فی النھر آکل الربوا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۷۹ تا ۲۸۰، ومر الحدیث ص ۱۸۵، ویاتی مختصراً ۴۵۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد سود کھانے والے کی مذمت اور اس کا گناہ بیان کرنا ہے اور ترجمہ میں شاہد اور کاتب کا لفظ بڑھا کر بخاریؒ نے دوسری حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے یعنی مسلم کی روایت میں کاتب اور شاہد کی تصریح ہے چونکہ سود ناجائز و حرام ہے تو جو لوگ حرام کام میں مدد کریں گے شرکت کریں گے سب مجرم و سزا کے مستحق ہوں گے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۳۰۳ مُوکِلِ الرِّبَا ﴾

أی ھذا باب فی بیان اثم موکل الربا یعنی سود کھلانے والے کے گناہ کا بیان

لِقَوْلِ اللّٰہِ تعالٰی "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَاتَظْلِمُوْنَ وَلَاتُظْلَمُوْنَ وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَایُظْلَمُوْنَ"۔

موکل اصل میں مؤکل یعنی میم مضموم کے بعد ہمزہ ہے ماقبل ضمہ کی وجہ سے ہمزہ واؤ سے بدل گیا، اور مؤکل سے پہلے مضاف مقدر ہے یعنی اثم جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔

لقول اللہ تعالٰی الخ اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے، (جو سورہ بقرہ میں ہے) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی بقیہ سود نہ چھوڑا) تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا یقین کر لو اور اگر تم توبہ کر لوگے تو تمہارا اصل مال تمہارے واسطے ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر (یعنی پہلے جو سود تم لے چکے ہو اس کو اگر تمہارے اصل مال میں محسوب کریں اور اس میں کاٹ لیں تو تم پر ظلم ہے اور ممانعت کے بعد سود چڑھا ہوا تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے)

اور اگر مقروض تنگدست ہو تو مہلت دینی چاہئے فراخ دستی تک اور معاف کر دینا تمہارے لئے بہتر ہے (مہلت

دینے سے) اگر تم جان لو اور ڈرتے رہو اس دن سے کہ جس دن اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

﴿قال ابنُ عباسٍ هٰذِهِ آخِرُ آيةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم﴾

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیت "واتقوا یوماً ترجعون فیه الی الله" الایة سب سے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

فائدہ: قرآن حکیم کی آخری سورت و آخری آیت کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص ۴۳۷۔

۱۹۶۵﴿حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَوْنِ بنِ اَبِي جُحَيْفَةَ قال رَاَيْتُ اَبِي اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَاَلْتُهٗ فقال نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عن ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَآكِلِ الرِّبٰوا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.﴾

ترجمہ عون بن ابی جحیفہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ پچھنا لگانے والے ایک غلام کو خریدا اور اس کے پچھنا لگانے کے اوزار توڑ ڈالے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت (یعنی خون نکالنے کی اجرت) سے منع فرمایا، اور گودنے اور گودوانے اور سود کھانے اور کھلانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اكل الربوا و موكله".

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۸۰، ویاتی ص ۲۹۸، وص ۸۰۵، وص ۸۷۹، وص ۸۸۱۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سود کھانا حرام ہے سود کھلانا یعنی سود دینا بھی حرام ہے گذر چکا ہے کہ سود کے معاملے میں ہر معاون و مددگار مجرم و گنہگار ہے جیسے کاتب یعنی دستاویز لکھنے والا منشی اور گواہ سب گنہگار ہوں گے۔

تشریح اب تشریحات ملاحظہ فرمایئے:

ثمن الكلب : اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ پاگل کتے کی بیع درست نہیں، ناجائز ہے ایسے کتے اگر خاص آدمی کے ہوں تو قاتل اور متلف پر کوئی ضمان (تاوان) نہیں آئے گا۔ لان النبي صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب كما سياتي انشاء الله.

مذاہب ائمہ ائمہ عظام و فقہائے کرام کا اختلاف اس میں ہے کہ کلب صید (شکاری کتا) کلب زرع (کھیت کی حفاظت کرنے والا کتا) کلب دور (یعنی چور ڈاکو سے گھروں کی حفاظت کرنے کے لئے جو کتے ہوں) وغیرہ اس طرح کے

کتے کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ثمن حلال ہے یا نہیں؟

۱۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اوزاعیؒ ہر طرح کے کتوں کی بیع کو ناجائز کہتے ہیں خواہ کتا معلم ہو یا غیر معلم، کلب دور یا کلب زرع علی الاطلاق بیع ناجائز ہے اور اس کا ثمن حرام ہے اسکے متلف پر ضمان لازم نہیں ہوگا۔

۲۔ امام مالکؒ سے تین اقوال منقول ہیں (۱) بیع مطلق ناجائز، (۲) مطلقا جائز، (۳) بیع ناجائز، لیکن متلف پر ضمان واجب یعنی قیمت دینی پڑے گی۔ (شرح نووی)

لیکن موطا کے اندر امام مالکؒ سے صرف کراہت منقول ہے، اکرہ ثمن الکلب.

۳۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، صاحبینؒ اور امام احمدؒ فی روایۃ فرماتے ہیں: ہر وہ کتا جس سے منفعت انسانی متعلق ہو خواہ گھر کی حفاظت ہو یا کھیت کی حفاظت، بہرحال قابل انتفاع کتے کی بیع جائز ہے اور متلف پر قیمت واجب ہوگی یہی ابراہیم نخعیؒ وغیرہ کا مذہب ہے نیز حضرت جابرؓ سے یہی منقول ہے۔

دلائل شوافع: ۱۔ حضرات شوافع رحمہم اللہ حدیث مذکور الصدر سے استدلال کرتے ہیں نیز مسلم شریف کے اندر اس مفہوم کی متعدد روایات ہیں۔

۲۔ حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ثمن الکلب. ایک دوسری روایت میں ہے: ثمن الکلب خبیث.

دوسری دلیل یہ ہے کہ کتا نجس العین ہے اور نجاست کی بیع جائز نہیں۔

دلائل احناف: عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ او کلب صید نقص من عملہ کل یوم قیراطاً الخ۔

یعنی جو شخص کتا پالے بشرطیکہ وہ کتا شکاری اور جانوروں کی حفاظت کیلئے نہ ہو تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوگا، اور بعض روایات میں ہے کہ دو قیراط کم ہوں گے، مسلم شریف میں اس مفہوم کی متعدد روایات ہیں۔

ان تمام روایات سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ساری وعیدیں اور ممانعت ان کتوں کے بارے میں ہیں جو قابل انتفاع نہیں ہیں لیکن جن کتوں سے نفع انسانی متعلق ہے ان کتوں کو پالنے کی اجازت ہے۔

۲۔ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ ایک کتے کے تلف اور قتل پر چالیس درہم مقرر کیا جائے گا۔ (طحاوی)

۳۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کلب صید کے قتل پر چالیس درہم کا فیصلہ کیا اور کلب ماشیہ کے قتل پر دو مینڈھے کا۔ (حاکم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثمن کلب الصید (اوجز جلد ۵) عن جابرؓ نہی رسول اللہ ﷺ عن ثمن الکلب الا الکلب المعلم.

محاکمہ: مذکورہ مباحث وتقاریر سے معلوم ہوا کہ احادیث وروایات دونوں طرح کی ہیں اس لئے تطبیق بین الروایات ضروری ہے سو تطبیق کیا ہے؟

۱۔ حدیث مذکور الصدر اور اس جیسی روایات منسوخ ہیں چونکہ حضور اقدس ﷺ نے شروع میں قتل کلاب کا حکم دیا تھا پھر بعد میں مخصوص اور قابل انتفاع کتوں کے رکھنے اور پالنے کی اجازت دیدی جیسا کہ روایات اوپر مذکور ہوئیں۔

۲۔ ممانعت والی روایتیں پاگل اور ان کتوں کے متعلق ہیں جو قابل انتفاع نہیں ہیں۔

۳۔ روایات ممانعت مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں مطلب یہ ہے کہ مکارم اخلاق اور شرافت وعظمت کے خلاف ہے کہ کوئی انسان کتے کی تجارت کرے، یا اس کی کمائی کھائے۔ نیز قیاس کا بھی تقاضا ہے کہ ثمن کلب حرام نہیں کیونکہ کتا نفع اندوزی کے لئے شرعاً جائز ٹھہرا تو مال ہونا ثابت ہو گیا تو اب اس کی خرید وفروخت بھی ہو سکتی ہے۔

رہا یہ اشکال کہ کتا نجس ہے، تو اولاً کتے کا نجس العین ہونا قابل تسلیم نہیں، ثانیاً ذاتی نجاست بیع میں حارج نہیں جیسے ہاتھی نجس ہے مگر خرید وفروخت جائز ہے اس طرح کتا بھی جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

ثمن الدم: یہاں ثمن سے مراد اجرت ہے یعنی پچھنے (سینگی) لگا کر خون نکالنے کی اجرت سے منع فرمایا یہ ممانعت تنزیہی ہے کیونکہ آگے اسی بخاری کتاب البیوع ص ۲۸۳ کی پہلی سطر میں ہے **باب ذکر الحجام** اس میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ابوطیبہ نے سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے ابوطیبہ کو ایک صاع کھجور عطا فرمائی بعد والی روایت میں ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو آپ ﷺ کبھی نہ دیتے۔

نیز یہ کہ ابوطیبہ کے مالک نے جو یومیہ مقرر کر رکھا تھا اس میں حضور اکرم ﷺ صرف تخفیف نہ فرماتے بلکہ ان کے مالک کو حکم دیتے کہ یہ آمدنی حرام ہے اس سے کچھ نہ لو۔

نهى عن الواشمة: وشم، یشم از ضرب، وشم ہاتھ میں گودنا واشمہ اسم فاعل اور موشومة اسم مفعول ہے۔ گودنا یہ ہے کہ ہاتھ میں یا جسم میں سوئی ڈالیں پھر سوراخ میں نیل یا سرمہ بھر دیں تو سبز نشان پڑ جاتا ہے یہ مشرکوں کا طرز ہے یہ شرعاً حرام ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی خلقت کو بدلنا ہے۔

﴿بابٌ [۱۳۰۴] يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ﴾

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدکار کو پسند نہیں کرتا ہے

۱۹۶۶ ﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ

اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقولُ الحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے قسم مال فروخت کرنے والی ہے اور برکت مٹانے والی ہے (یعنی جھوٹی قسم کھانے سے گو مال فروخت ہو جاتا ہے لیکن برکت مٹ جاتی ہے)

تشریح اکثر دوکانداروں کی عادت ہوتی ہے خریداروں کو ٹھگنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ یہ مال ہمارا اتنے کا خرید ہے حالانکہ جھوٹ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کرنے سے چند روز مال بک جاتا ہے مگر اخیر میں جب اس کا جھوٹ اور فریب کھل جاتا ہے تو خریدار اس کے یہاں خریدنا بند کر دیتا ہے اور دکانداری کم ہونے لگتی ہے بخلاف اس کے سچے دکانداروں کی دکان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث أنه كالتفسير لها الخ. یعنی مقصد یہ ہے کہ مال معصیت کے ذریعہ حاصل کرنیکا انجام بے برکتی ہے یا مراد لیں کہ ربا کے مٹانے سے برکت کا مٹانا ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۰، واخرجه مسلم في البيوع وكذا ابو داؤد والنسائي.

مقصد سود ہو یا جھوٹی قسم یعنی گناہ کے ذریعہ مال حاصل کرنا اگرچہ فی الحال مفید معلوم ہوتا ہے لیکن انجام کے لحاظ سے اُخروی نقصان کے علاوہ دنیاوی نقصان بھی ہے۔

تحقیق الفاظ: الحَلِف بفتح الحاء المهملة وكسر اللام، اليمين الكاذبة، مَنفقة بفتح الاول والثالث وسكون الثاني، للسِّلعة بكسر السين المتاع وما يتجر فيه. (قس)

﴿بَابُ ۱۳۰۵ مَايُكْرَهُ مِنَ الحَلِفِ فِي البَيْعِ﴾

خرید وفروخت میں قسم کھانا مکروہ ہے

(یعنی بلاضرورت سچی قسم بھی اگرچہ جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے)

۱۹۶۷﴿حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا العَوَّامُ عن اِبْرَاهِيْمَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي اَوْفٰى اَنَّ رَجُلاً اَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطٰى بِهَا مَالَمْ يُعْطِ لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلاً مِنَ المُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً" الاٰية﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان لگایا اور قسم کھانے لگا کہ مجھے اس

سامان کی اتنی قیمت مل رہی تھی (پر میں نے نہیں دی) حالانکہ اتنی قیمت کسی نے نہیں لگائی وہ چاہتا تھا کہ اس میں کسی مسلمان کو پھانس لے اس پر یہ آیت (سورہ آل عمران کی) نازل ہوئی "یعنی جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض حقیر قیمت لیتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کچھ نہیں۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. (أى فى قوله فحلف بالله الى آخره)

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۸۰، ويأتى ص ۳۶۷، وفى التفسير ص ۶۵۲۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ خرید فروخت میں بلا ضرورت قسم کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اگر سچی قسم ہے جب بھی مکروہ تنزیہی ہے، اور جھوٹی قسم تو حرام ہے اس لئے علی الاطلاق بچنا چاہئے۔

تشریح: اس کے لیے نصر الباری نویں جلد یعنی کتاب التفسیر ص: ۱۰۷ "ایک شبہ کا ازالہ" دیکھئے۔

﴿ بَابٌ [۱۳۰۶] مَاقِيلَ فِي الصَّوَّاغِ ﴾

وَقال طاؤسٌ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لايُختَلٰى خَلاهَا قال العَبَّاسُ اِلاّ الْاِذْخِرَ فاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ فقال اِلاَّ الْاِذْخِرَ.

سناروں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے

اور طاؤس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ کی گھاس نہ کاٹی جائے اور حضرت عباسؓ نے عرض کیا مگر اذخر (یعنی اذخر کی اجازت دیجئے) اسلئے کہ وہ سناروں اور لوگوں کے گھروں کے لئے ہے (یعنی ضرورت ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا "مگر اذخر" (یعنی اذخر کاٹ لو اسکی اجازت ہے)

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لقينهم".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۸۰، ومر الحديث ص ۲۴۷۔

۱۹۶۸﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنا عبدُاللهِ اَخْبَرَنا يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ اَخْبَرَنِى عَلِىُّ بْنُ حُسَيْنٍ اِنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِىٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيّاً قال كانَتْ لِى شارِفٌ مِن نَصِيبِى مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَعْطَانِى شارِفًا مِنَ الْخُمُسِ فلمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَبْتَنِىَ بِفاطِمَةَ بِنْتِ رسولِ الله ﷺ وَاعَدتُّ رَجُلاً صَوَّاغاً مِنْ بَنِى قَيْنُقَاعَ اَنْ يَرْتَحِلَ مَعِى فَنَاتِى بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُ اَنْ اَبِيعَهٗ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِى وَلِيْمَةِ عُرْسِى.﴾

ترجمہ | حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جو مال غنیمت سے میرے حصہ میں آیا تھا اور ایک

اونٹ نبی اکرم ﷺ نے خمس میں سے مجھ کو دیا تھا پھر جب میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے وصال کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے طے کرلیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم (دونوں ملکر جنگل سے) اذخر لائیں میرا ارادہ (میرا مقصد) یہ تھا کہ اس کو سناروں کے پاس بیچ کر اپنی شادی کے ولیمہ میں اس سے مدد لوں۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من الصّواغين".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۸۰، ویاتی ص ۳۱۹، وص ۴۳۴ وفی المغازی ص ۵۷۰ تا ۵۷۱، وص ۸۶۲۔

۱۹۶۹۔ ﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خالِدُ بنُ عبدِ اللهِ عن خالِدٍ عن عِكْرِمَةَ عن ابنِ عباسٍ اَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال اِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكةَ وَلَمْ تحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلاَ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِن نَهَارٍ لايُخْتَلٰى خَلاهَا وَلايُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلايُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلاَ يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلاَّ لِمُعَرِّفٍ فقال عباسُ بنُ عبدِ المُطَّلِبِ اِلاَّ الاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوتِنَا فقال اِلاَّ الاِذْخِرَ فقال عِكْرِمَةُ هَل تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هو اَنْ تُنَحِّيَهُ مِن الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَه قال عبدُ الوهّابِ عن خالِدٍ لِصَاغَتِنَا وقُبُورِنَا.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے مکہ کو حرم (حرمت والا شہر) قرار دیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی دن کے گھڑی بھر حلال ہوا نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹا جائے اور نہ وہاں کے شکار بھڑکائے جائیں اور نہ وہاں کی پڑی چیز (لقطہ) اٹھائی جائے مگر معرّف کے لئے (یعنی وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اعلان وتشہیر وتلاش کر کے مالک تک پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہے) اس وقت حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے عرض کیا مگر اذخر کی ہمارے سناروں اور مکانوں کی چھتوں کے لئے اجازت دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے، عکرمہ نے خالد سے کہا "کیا تم جانتے ہو شکار کا بھگانا کیا ہے؟ یہ کہ اس کو سایہ میں سے ہٹانا اس کی جگہ لینے کے لئے، عبدالوہاب نے خالد سے یوں نقل کیا ہمارے سناروں اور قبروں کے لئے یعنی اجازت دیجئے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لصاغتنا" وهو جمع صائغ.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۸۰، ومر الحديث ص ۱۸۰، وص ۲۱۶، وص ۲۴۷، ویاتی ص ۳۹۰، وص ۳۹۶، وص ۴۳۳، وص ۴۵۲، وفی المغازی ص ۶۱۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ سناری کا پیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ یہ پیشہ جائز ہے۔ اور ممکن ہے کہ بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے "اکذب الناس الصواغون" (اخرجہ احمدؒ وغیرہ) یعنی سب سے زیادہ جھوٹے سنار اور رنگریز

ہوتے ہیں" حافظ نے کہا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے، گویا امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تشریح: تشریح کے لئے کتاب المغازی ص ۲۷۲ کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿بَابُ ۱۳۰۷ ذِكْرِ القَيْنِ وَالحَدَّادِ﴾

لوہار کا بیان

تشریح القين بفتح القاف وسكون التحتية. چونکہ قین کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے مثلاً غلام، گانے والی لونڈی، اور لوہار، امام بخاریؒ بطور عطف تفسیر حداد کا عطف کر کے متعین کر دیا کہ یہاں قین بمعنی لوہار ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قال ابن دريد اصل القين الحدّاد ثم صار لكل صائغ عند العرب قيناً (عمدہ) یعنی قین کے اصل معنی لوہار کے ہیں پھر اہل عرب ہر صائغ کو قین کہنے لگے۔

۱۹۷۰ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِي عَدِيٍّ عن شُعْبَةَ عن سُلَيْمَانَ عن اَبِي الضُحٰى عن مَسْرُوقٍ عن خَبَّابٍ قال كُنْتُ قَيْناً فِي الجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى العَاصِ بنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ قال لَااُعْطِيْكَ حتى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فقلتُ لَااَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حتى يُمِيْتَكَ اللهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قال دَعْنِي حتى اَمُوتَ وَاُبْعَثَ فَسَاُوْتِيَ مَالاً وَوَلَداً فَاَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ "اَفَرَاَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وقال لَاُوْتَيَنَّ مَالاً وَّوَلَداً."﴾

ترجمہ حضرت خباب بن ارتؓ نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا میں اس کے پاس تقاضا کرنے پہونچا تو کہنے لگا جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرے گا میں تیرا قرض نہیں دوں گا میں نے کہا میں تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مرجائے پھر زندہ ہو کر اٹھے، تو اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو کہ مروں پھر زندہ ہو کر اٹھوں پھر مجھے مال واولاد ملے گی تو تیرا قرض ادا کر دوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (سورہ مریم)

"بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے (آخرت میں) مال واولاد مل کر رہیں گے" الآیۃ

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كنت قيناً في الجاهلية".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۰، تا ۲۸۱، ويأتي ص ۳۰۴، وص ۳۲۷، وفي التفسير في ثلثة ابواب ص ۶۹۱، وص ۶۹۲، واخرجه مسلم في ذكر المنافقين والترمذي في التفسير.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لوہاری کا پیشہ جائز ہے حدیث مذکور میں حضرت خبابؓ کا واقعہ ہے اور حضرت خبابؓ مشہور صحابی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوہاری کا پیشہ کرتے تھے اور آپ ﷺ کو ان کا حال معلوم ہوا تھا اس سے صاف معلوم ہوا کہ لوہاری کا پیشہ جائز و درست ہے۔ واللہ اعلم

تشریح: مزید تشریح و تفصیل کے لئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص ۴۰۷، وص ۴۰۸ رملاحظہ فرمائیے۔

﴿بَابُ الْخَيَّاطِ﴾ [۱۳۰۸]

درزی کا بیان

۱۹۷۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن اِسْحَاقَ بنِ عبدِ اللهِ بنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّه سَمِعَ اَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ اِنَّ خَيَّاطاً دَعَا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قال اَنَسُ بنُ مالِكٍ فذَهَبْتُ مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فقَرَّبَ اِلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم خُبْزاً وَمَرَقاً فِيهِ دُبَّاءٌ وقَدِيْدٌ فرَاَيْتُ النبى صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي القَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِن يَوْمَئِذٍ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی اور آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا تو اس داعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو تھا اور گوشت کی بوٹی، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے کناروں سے کدو کو تلاش کرتے تھے (حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ) اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرنے لگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ان خياطاً دعا".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۱، ويأتى الحديث ص ۳۰۴، وص ۶۹۱، وص ۶۹۲، وص ۸۱۷، وص ۸۱۷، وص ۸۱۷، وص ۸۱۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ درزی کا پیشہ جائز ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے رائج ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعوت قبول کی اس لئے بلا کراہت جائز ہے اگرچہ قیاس عدم جواز کا مقتضی ہے کیونکہ اس میں اجارہ اور بیع دو عقد جمع ہیں سلائی اجارہ ہے اور درزی نے جو اپنی طرف سے دھاگہ لگایا بیع ہے سلائی کی اجرت اور دھاگے کی بیع ایک دوسرے سے متمائز نہیں ہے اجرت ایک ہی طے ہوتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ

سلائی کی اجرت الگ طے ہو اور دھاگے کی قیمت الگ ہو، مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے بلانکیر رائج ہے اس لئے بلاشبہ جائز ہے۔

﴿ بَابُ النَّسَّاجِ ﴾ ۱۳۰۹

جولاہے کا بیان

۱۹۷۲﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِي حازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بنَ سَعْدٍ قال جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قال اَتَدْرُونَ مَا البُرْدَةُ فَقِيْلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنسُوجٌ في حاشِيَتِهَا قالتْ يارسولَ اللهِ اِنّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي اَكْسُوكَهَا فَاَخَذَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مُحْتَاجاً اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّها اِزارُهُ فقال رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ يارسولَ الله اكْسُنِيْهَا فقال نَعَمْ فَجَلَسَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في المَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فقال لهُ القومُ مااَحْسَنْتَ سَاَلْتَهَا اِيَّاهُ وَلَقَدْ عَرفْتَ اَنّ لايَرُدّ سَائِلاً فقال الرَّجُلُ وَاللهِ ماسَاَلْتُه اِلاّ لِتَكونَ كَفَنِي يَومَ اَمُوتُ قال سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ ایک خاتون ایک چادر لے کر آئی حضرت سہل نے پوچھا تم جانتے ہو بردہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بردہ حاشیہ دار چادر کو کہتے ہیں اس خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس چادر کو خاص آپ کو پہنانے کے لئے اپنے ہاتھ سے بنی ہے آپ ﷺ کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لی پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو وہی چادر آپ ﷺ کا تہبند تھی۔

ایک شخص صحابہ میں سے (یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ) نے کہا یا رسول اللہ یہ چادر ہم کو عنایت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر مجلس میں بیٹھے رہے پھر اندر جا کر تہ کر کے اس شخص کو بھیج دی اس پر لوگوں نے اس سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر تم نے مانگ لی حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے تو اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ ﷺ سے یہ چادر اس لئے مانگی کہ جس دن مروں یہ چادر میرا کفن ہو حضرت سہلؓ نے فرمایا وہی چادر ان کا کفن ہوئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اني نسجت هذه بيدي".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۱، ومر الحديث ص ۱۷۰، وياتي ص ۸۶۴، وص ۸۹۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ جولا ہے یعنی کپڑا بننے والے کا پیشہ درست ہے اور اس کی کمائی حلال اور جائز ہے اس لئے کہ عہد رسالت سے یہ پیشہ ثابت ہے۔

﴿ باب ۱۳۱۰ النَّجَّارِ ﴾

بڑھئی کا بیان

۱۹۷۳ ﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ عن أَبِى حَازِمٍ قال أتَى رِجَالٌ سَهْلَ بنَ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عن المِنْبَرِ فقالَ بَعَثَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم إلَى فُلَانَةَ امْرَأةٍ قدْسَمَّاهَا سَهْلٌ أنْ مُرِىْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِى أعْوَاداً أجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِن طَرْفَاءِ الغَابَةِ ثمَّ جَاءَ بِهَا فَأرْسَلَتْ إلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم بِهَا فَأمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ.﴾

ترجمہ | ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ چند لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کے پاس آئے، ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے متعلق دریافت کرنے لگے (کہ منبر کس چیز کا تھا؟) تو حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانی عورت کے پاس حضرت سہلؓ نے اس عورت کا نام لیا (یعنی عائشہ انصاریہ) یہ کہلا بھیجا کہ تم اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ میرے لئے ایسی لکڑیاں بنادے کہ جس پر میں لوگوں کو وعظ سناتے وقت بیٹھ جایا کروں چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ غابہ کے جھاؤ سے ایک منبر تیار کرے پھر وہ تیار کر کے لایا اور اس عورت نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسجد میں رکھوا دیا اور اس پر بیٹھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "غلامك النجار".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۱، ومر ص۵۵، وص۶۴ وص۱۲۵، ویاتی ص۳۴۹، ومسلم اول ص۸۵تا۸۶، ابوداؤد اول ص۱۵۴ تا ص۱۵۵، باقی کے لئے جلد دوم حدیث نمبر ۳۶۹ دیکھئے۔

۱۹۷۴ ﴿حَدَّثَنَا خَلَّادُ بنُ يَحْيٰ حَدَّثَنَا عبدُ الواحِدِ بنُ أَيْمَنَ عن أبِيْهِ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ أنَّ امْرَأةً مِنَ الأنْصَارِ قالتْ لِرَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم يا رسولَ اللهِ ألَا أجْعَلُ لَكَ شَيْئاً تَقْعُدُ عَلَيهِ فإنَّ لِى غُلَاماً نَجَّاراً قال إنْ شِئْتِ قال فَعَمِلَتْ لَهُ المِنْبَرَ فلمَّا كانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ قَعَدَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى المِنْبَرِ الَّذِى صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِى كانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حتى كَادَتْ أنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النبيُّ صلى

الله عليه وسلم حتى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قال فَبَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ بنادوں جس پر آپ (وعظ کے وقت) بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا "اگر تو چاہے (تو بنادے) چنانچہ اس خاتون نے منبر تیار کیا۔

پھر جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر بیٹھے جو بنایا گیا تھا تو وہ کھجور کا تنہ چیخنے لگا جس کے پاس (یعنی جس پر ٹیکا دیکر) آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے قریب تھا کہ پھٹ جائے (یہ دیکھ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے چمٹالیا تو وہ مخلہ اس بچے کی طرح رونے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوگیا (یعنی اسے سکون ہوگیا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تنہ اس بناء پر رویا کہ خطبہ سنا کرتا تھا (مطلب یہ ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے فراق کو برداشت نہ کرسکا اور رو پڑا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "غلاماً نجاراً".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۸۱، ومر الحديث ص ۶۴، وص ۱۲۵، ويأتي ص ۵۰۶۔

تشریح: تشریح کے لئے نصر الباری جلد چہارم ص ۱۲۱ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے۔

﴿بَابُ ۱۳۱۱ شِرَى الإِمَامِ الحَوَائِجَ بِنَفْسِهِ﴾

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اشْتَرَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَمَلاً مِنْ عُمَرَ وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ بِنَفْسِهِ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْهُ شَاةً وَاشْتَرَى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْراً.

امام (یا بادشاہ وغیرہ) کا اپنی ضرورت کی چیزیں خود خریدنا (یعنی خود خرید سکتا ہے)

اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا اور حضرت ابن عمرؓ نے اپنی ضرورت کی چیز خود خریدی، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ایک مشرک بکریاں لے کر آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی اور حضرت جابرؓ سے ایک اونٹ خریدا۔

۱۹۷۵﴿حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرٰى رسول الله ﷺ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَاماً بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اپنی زرہ اسکے پاس گروی رکھدی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۸۱، ومر الحديث ص۲۷۷، ويأتي ص۲۹۳، وص۳۰۰، وص۳۲۱، وص۳۴۱، وص۴۰۹، وص۶۴۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اپنی ضرورت کی چیزیں خود خریدنا مروت وعظمت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب دونوں جہاں کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خریدنا اور بیچنا ثابت ہے جن سے بڑا نہ کوئی امام ہوسکتا ہے اور نہ کوئی بادشاہ۔ بس بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

۲ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو خلاف مروت کا وہم کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسا انسان بدنصیب ہے اور متکبر ہے خسر الدنيا والاخرة.

تشریح اکثر نسخوں میں "باب شراء الامام الخ ہے دراصل شریٰ یشریٰ از ضرب دونوں مصدر ہے شراء وشریٰ.

الحوائج منصوب علی المفعولیۃ اور اگر لفظ امام نہ ہو بلکہ عبارت ہو باب شراء الحوائج بنفسه اس صورت میں اضافت کی وجہ سے حوائج مجرور ہوگا۔

۱۳۱۲ ﴿بَابُ شِرَى الدَّوَابِّ وَالحَمِيرِ﴾

وَإِذَا اشْتَرٰى دَابَّةً اَوْ جَمَلاً وَهُوَ عَلَيْهِ هل يكونُ ذٰلِكَ قبضًا قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ وَقال ابنُ عُمَرَ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يعنى جَمَلاً صَعْبًا.

چوپایہ جانوروں اور گدھوں کا خریدنا

اور جب کوئی چوپایہ جانور یا اونٹ خریدے اور وہ (بیچنے والا) اسی پر سوار ہو تو کیا اس کے اترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ پورا ہوگا؟ (یا نہیں؟) اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ یعنی سرکش اونٹ کو میرے پاس فروخت کردو۔

(اس روایت کو امام بخاریؒ نے کتاب الہبۃ میں وصل کیا)

۱۹۷۶﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عن وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ قال كُنْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فى غزاةٍ فَاَبْطَاَ بِى

جَمَلِي وَاَعْيَا فَاَتٰى عَلَىَّ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم فقال جابرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قال مَاشَاْنُكَ قلتُ اَبْطَاَ عَلَىَّ جَمَلِي وَاَعْيَا فتخلّفتُ فنزل يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثم قال اركبْ فركبتُ فلقد رَاَيْتُهُ اَكُفُّهُ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قال تَزَوَّجْتَ قلتُ نَعَمْ قال بِكْراً اَمْ ثَيِّباً قلتُ بَل ثَيِّباً قال اَفَلا جَارِيَةً تُلاعِبُهَا وَتُلاعِبُكَ قلتُ اِنَّ لى اَخَوَاتٍ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امرأةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قال اَمَا اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قال اَتَبِيعُ جَمَلَكَ قلتُ نَعَمْ فاشتراهُ مِنِّى بِاُوقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ على بابِ المَسْجِدِ قال الآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قال دَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فدخلتُ فصلَّيْتُ فَاَمَرَ بِلالاً اَنْ يَزِنَ لِى اُوقِيَةً فَوَزَنَ لِى بِلالٌ فَاَرْجَحَ لِى فِى الْمِيزَانِ فَانْطَلَقْتُ حتى وَلَّيْتُ فقال ادْعُوا لِى جابراً قلتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَىَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَىَّ مِنْهُ قال خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا میرے اونٹ نے چلنے میں دیر کی (یعنی مجھ کو پیچھے کر دیا) وہ تھک گیا تھا اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''جابر میں نے عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرے اونٹ نے دیر لگا دی تھک گیا ہے اس لئے میں پیچھے رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور اپنے ٹیڑھے سر کی لاٹھی سے اس کو کھینچنے لگے پھر فرمایا سوار ہو جا میں سوار ہو گیا اب وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ میں اس کو روکنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جابر تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا کنواری سے بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے، آپ ﷺ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں کیا؟ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی، میں نے عرض کیا میری (بہت سی) بہنیں ہیں تو میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو انہیں اکٹھا رکھے اور انہیں کنگھی کرے اور نگہبانی کرے، آپ ﷺ نے فرمایا سنو اب تم (اپنی بیوی کے پاس) پہونچنے والے ہو تو جب پہونچ جاؤ تو عقلمندی و سمجھداری سے کام لینا (یعنی صحبت کرو لیکن اگر حیض کی حالت میں ہو تو پرہیز کرنا)

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنا اونٹ فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے اس کو ایک اوقیہ کے بدلے مجھ سے خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مدینہ پہونچ گئے اور میں دوسرے دن صبح کو پہونچا اور ہم مسجد آئے تو حضور ﷺ کو مسجد کے دروازہ پر پایا آپ ﷺ نے فرمایا ''تو اب آیا ہے؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنا اونٹ چھوڑ دے اور اندر جا کر دو رکعتیں پڑھ لے چنانچہ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔

پھر آپ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ میرے لئے اوقیہ تول دے بلال نے میرے لئے تول دیا اور بڑھا کر تول دیا پھر میں چلا یہاں تک کہ جب میں مڑ گیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جابر کو بلاؤ میں نے اپنے دل میں یہ سمجھا کہ اب حضور ﷺ اونٹ کو لوٹا دیں گے اور اس وقت اس لوٹانے سے ناپسندیدہ کوئی چیز نہ تھی آپ ﷺ نے فرمایا اپنا اونٹ لے جا اور اس کی قیمت بھی تیری ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "أتبيع جملك قلت نعم فاشتراه منی باوقية".

بیع میں شرط: اس پر آئندہ "کتاب الشروط" میں بحث آئے گی۔ انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۸۲، ومر الحديث ص۶۳، ويأتی ۳۰۹، وص۳۲۱، وص۳۲۲، وص۳۲۴، وص۳۳۵، وص۳۵۵، ،، وص۳۷۵، وص۴۰۱، وص۴۱۶، وص۴۳۴، ،، ،، وص۵۸۰، وص۷۶۰، ،، وص۷۸۹، ،، ،، وص۸۰۸، وص۹۴۵۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو تقریباً بائیس جگہ ذکر فرمایا ہے۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ چوپائے جانوروں کی خرید و فروخت عہد رسالت سے ثابت ہے۔

سوال: ترجمۃ الباب میں گدھے کا بھی ذکر ہے لیکن حدیث مذکور میں حمیر یعنی گدھے کا ذکر نہیں ہے؟

جواب: امام بخاریؒ نے اونٹ پر قیاس کر کے گدھے کا ذکر ترجمہ میں کیا ہے چونکہ دونوں چوپائے اور سواری کے جانور ہیں۔

تشریح دوابّ جمع ہے دابۃ کی بمعنی چوپایہ۔ اصل میں تو دابۃ ہر وہ جانور ہے جو زمین پر چلے پھر عرف میں ان جانوروں کے لئے مستعمل ہونے لگا جو چار پاؤں پر چلے جیسے اونٹ، گھوڑا، بیل اور بھینس و گدھا وغیرہ۔

حمیر حمار کی جمع ہے اور بعض روایت میں حمر بضمتین ہے اور یہ بھی حمار کی جمع ہے۔

بعض تشریح کے لئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص۱۰۲ و۱۰۳ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بابٌ ۱۳۱۳ الاَسْوَاقِ الَّتِى كَانَتْ فى الجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النّاسُ فى الإسْلامِ﴾

زمانۂ جاہلیت کے بازاروں کا بیان، جہاں زمانۂ اسلام میں بھی لوگ خرید و فروخت کرتے رہے

۱۹۷۷﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال كَانَتْ عُكَاظٌ وَمَجَنَّةُ وَذُو المَجَازِ اَسْوَاقاً فى الجَاهِلِيَّةِ فلمَّا كَانَ الإسْلامُ تَاَثَّمُوا مِنَ

التِّجَارَةِ فِيهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ، فِى مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے بازار تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو لوگوں نے ان بازاروں میں تجارت کرنا گناہ سمجھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل فرمائی "تم پر کچھ گناہ نہیں حج کے موسموں میں" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی قراءت میں یہ الفاظ "فی مواسم الحج" زیادہ ہیں۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۸۲، ومر الحديث ۲۳۸، وص۲۷۵، ويأتي ۶۴۸۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مواضع معاصی میں عبادت کرنا جائز و درست ہے۔

تشریح عکاظ اور مجنہ غیر منصرف اور منصرف دونوں پڑھا گیا ہے مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص۷۰/ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بَابٌ ۱۳۱۴ شِرَاءِ الإِبِلِ الْهِيمِ أَوِ الأَجْرَبِ الْهَائِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِى كُلِّ شَيْءٍ﴾

استسقاء یا خارش کے مریض اونٹ کا خریدنا، ہائم کے معنی ہیں ہر چیز میں اعتدال سے (میانہ روی سے) گزرنے والا (بڑھنے والا)

تشریح هِيم بكسر الهاء، أَهْيَم واحد مذکر کی جمع ہے جیسے بِیض ابیض کی جمع ہے۔ اهیم وہ پیاسا اونٹ جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی دراصل یہ مرض استسقاء ہے کہ پانی پیتا ہی چلا جاتا ہے آخر پی کر مر جاتا ہے۔ اجرب خارش والا از سمع جرباً خارش والا ہونا۔

۱۹۷۸﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هٰهُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَوَّاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ فَاشْتَرٰى تِلْكَ الإِبِلَ مِنْ شَرِيكٍ لَهُ فَجَاءَ إِلَيْهِ شَرِيكُهُ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الإِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا فَقَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَاءَهُ فَقَالَ إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلاً هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا قَالَ دَعْهَا رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيَانُ عَمْرًا.﴾

ترجمہ | عمرو بن دینار نے کہا یہاں ایک شخص تھا جس کا نام نواس تھا اور اس کے پاس بیمار اونٹ تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ گئے اور نواس کے ایک شریک سے اونٹوں کو خرید لیا پھر نواس کا شریک نواس کے پاس آیا اور کہا ہم نے ان اونٹوں کو بیچ دیا تو نواس نے پوچھا کس کے ہاتھ بیچا ہے؟ تو اس نے کہا ایک بزرگ کے ہاتھ، جو ایسی ایسی شکل کے تھے اس پر نواس نے کہا افسوس یہ تو خدا کی قسم حضرت عبداللہ بن عمرؓ تھے پھر نواس حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور عرض کیا میرے شریک نے آپ کو پہچانا نہیں اور بیمار اونٹ آپ کے ہاتھ بیچ دیا ہے ابن عمرؓ نے فرمایا تو انہیں ہانک لے جا جب وہ ہانک لے جانے لگا تو ابن عمرؓ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے (رہنے دے) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر راضی ہیں آپ کا ارشاد ہے لا عدویٰ یعنی چھوت کوئی چیز نہیں ہے، (یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا کچھ نہیں ہے اسی کو عدویٰ یعنی تعدیہ کہتے ہیں) علی بن عبداللہ شیخ بخاری نے کہا سفیان نے عمرو سے سنا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه شراء الابل الهيم وهو شراء عبدالله بن عمرؓ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۲، ويأتي الحديث بطوله ص ۸۵۶، وص ۸۵۹۔

مقصد | امام بخاریؒ اس باب سے مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ معیب کی بیع جائز و درست ہے یعنی اگر بائع نے مبیع کے عیب کو مشتری سے ظاہر نہیں کیا اور عیب دار بغیر اظہار عیب بیچ دیا تو بیع ہو جائے گی لیکن مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا، نیز اگر بیع ہو جانے کے بعد بائع نے مبیع کا عیب ظاہر کیا تو اس صورت میں بھی مشتری کو لوٹانے کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

﴿بابُ ۱۳۱۵ بَيْعِ السِّلاحِ فِى الفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا وَكَرِهَ عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِى الفِتْنَةِ﴾

فتنے اور امن میں ہتھیار بیچنا حضرت عمران بن حصینؓ نے ایام فتنہ میں ہتھیار بیچنا مکروہ جانا ہے

(فتنہ یعنی مسلمانوں میں آپس میں فساد ہو، وغیرہا یعنی فساد نہ ہو بلکہ امن ہو تو ایسے وقت میں ہتھیار بیچنا کیسا ہے؟)

تشریح | یہ کراہت اس وقت ہے جب حق مشتبہ ہو لیکن اگر حق واضح تو اہل حق کے ہاتھ بیچنا درست ہے اور باغی کے ہاتھ بیچنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

۱۹۷۹﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ عن عُمَرَ بنِ كَثِيْرٍ عن اَبِي محمَّدٍ مَوْلَى اَبِي قَتَادَةَ عن اَبِي قَتَادَةَ قال خَرَجْنَا مَعَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عامَ حُنَيْنٍ فاعطاهُ يَعْنِي الدِّرْعَ فبِعْتُ الدِّرْعَ فابْتَعْتُ بِه مَخْرَفاً فى بَنِي سَلِمَةَ فانه لَاَوَّلُ مالٍ تَأَثَّلْتُهُ فى الاِسْلام.﴾

ترجمہ حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ہم حنین کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو حضور ﷺ نے وہ یعنی ایک زرہ عنایت فرمائی میں نے اس کو بیچ کر بنی سلمہ کے محلہ میں باغ خریدا یہ پہلا مال ہے جو زمانہ اسلام میں (یعنی اسلام لانے کے بعد) میں نے سرمایہ بنایا۔

تشریح: تفصیل کے لئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۳۸۶ تا ص ۳۸۷ دیکھئے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة للجزء الثانى من الترجمة وهو قوله "وغيرها" اى وغير الفتنة فان بيع أبى قتادة درعه كان فى غير ايام الفتنة ولهٰذا يرد على الاسماعيلى فى قوله هٰذا الحديث ليس فى شئ من ترجمة الباب. (عمدہ)

تعدد موضعه الحديث هنا ص۲۸۲، وياتى الحديث ص۴۴۴، وفى المغازى ص۶۱۸، وص۱۰۶۳، واخرجه مسلم فى المغازى وابو داؤد فى الجهاد والترمذى فى السير وابن ماجه فى الجهاد.

مقصد بظاہر ترجمۃ الباب سے تو معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ کے ایام ہوں یا امن کا زمانہ، ہر حال میں ہتھیار بیچنا جائز ہے یہی سفیان ثوریؒ کہتے ہیں، لیکن امام بخاریؒ نے تعلیق ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے ایام فتنہ میں ہتھیار بیچنا مکروہ قرار دیا ہے اس سے بخاریؒ کا رجحان و میلان مشتبہ ہے۔

اصل مسئلہ باب کے تحت تشریح میں مذکور ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۳۱۶ فى العَطَّارِ وَبَيْعِ المِسْكِ ﴾

عطار کا بیان اور مشک بیچنے کا بیان

۱۹۸۰﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عبدُ الواحِدِ حَدَّثَنَا اَبُو بُرْدَةَ بنُ عبدِ اللهِ سَمِعْتُ اَبَابُرْدَةَ بنَ اَبِي مُوسَى عن اَبِيهِ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَثَلُ الجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالجَلِيْسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صاحِبِ المِسْكِ وَكِيْرِ الحَدَّادِ لايَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ المِسْكِ اِمَّا تَشْتَرِيْهِ اَوْ تَجِدُ رِيْحَه وَكِيْرُ الحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ اَوْ ثَوْبَكَ اَوْ تَجِدُ مِنهُ رِيْحاً خَبِيْثَةً.﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ہمنشیں اور برے ہمنشین کی مثال مشک والے (عطار) اور لوہار کی بھٹی کی ہے مشک والے سے تو محروم نہیں رہے گا یا تو اس کو خریدے گا یا (کم سے کم) اس کی خوشبو سونگھے گا اور لوہار کی بھٹی تیرا گھر جلادے گی یا تیرے کپڑے کو یا اس سے بدبو پائیگا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لايعدمك من صاحب المسك" لان المراد من صاحب المسك بائعه فتقع المطابقة بين الحديث و الترجمة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۲ تا ص۲۸۳، وياتي الحديث ص۸۳۰، واخرجه مسلم في الادب.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مشک پاک ہے اور اس کا بیچنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی ہے، اور فرمایا ہے المسك اطيب الطيب. (مسلم ثانی ص۲۳۹) (مشک سب سے عمدہ خوشبو ہے)

تشریح | ایک خاص قسم کے ہرن کی ناف میں خون جمع ہوکر مشک بنتا ہے اور جب مشک تیار ہوجاتا ہے تو ہرن کو کھجلی اٹھتی ہے اور پریشان ہوکر پتھروں پر ناف رگڑتا ہے تو وہ جھڑ جاتا ہے یہی نافہ ہے جس کے اندر مشک ہوتا ہے تو چونکہ اس کی اصل خون ہے اس لئے بعض بزرگوں نے ناپاک فرمایا اور اس کے استعمال کو ناجائز فرمایا مگر جمہور کا فتویٰ ہے کہ پاک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کافی ہے کہ المسك اطيب الطيب.

نیز قیاس بھی یہی ہے کہ جب ماہیت بدل گئی تو حکم بدل جائے گا جیسے تاڑی سے سرکہ بنالیا جائے تو پاک بھی ہے اور حلال بھی۔ واللہ اعلم

۱۳۱۷ باب ذكر الحَجَّامِ

سینگی لگانے والے کا بیان

۱۹۸۱ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن حُمَيدٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال حَجَمَ اَبُوطَيبَةَ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ.

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کا محصول کم کردیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث أن المذكور فيه أن اباطيبة حجم رسول الله صلى الله عليه وسلم فيطلق عليه أنه حجام.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۸۳، ویاتی ص ۲۹۴، وص ۳۰۴، ،، ،، وص ۸۴۹۔

۱۹۸۲ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ عن ابنِ عبّاسٍ قال احْتَجَمَ النبيُّ ﷺ وَاَعْطَى الذِى حَجَمَهُ وَلو كانَ حَرَاماً لَمْ يُعْطِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور جس نے سینگی لگائی تھی اس کو کچھ (مزدوری) دی اگر مزدوری (اجرت) حرام ہوتی تو آپ اس کو نہیں دیتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "واعطى الذى حجمه" الخ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۳، ومر الحديث ص ۲۴۸، وص ۲۶۰، ویاتی ص ۳۰۴، وص ۸۴۹، ،،

مقصد | اس باب سے مقصد یہ ہے کہ پچھنا یعنی سینگی لگوانا جائز ہے اور اس کی اجرت بھی مباح اور حلال ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیش کر کے استدلال کیا ہے۔

اب اگر کسی حدیث سے ممانعت معلوم ہو جیسے کسب الحجام خبیث تو کراہت تنزیہی پر محمول ہوگا۔

﴿ بَابُ ۱۳۱۸ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ﴾

جس چیز کا استعمال مردوں اور عورتوں (دونوں) کیلئے مکروہ ہے اس کی تجارت کا بیان

۱۹۸۳ ﴿حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عن اَبِيهِ قال اَرْسَلَ النبيُّ صلّى الله عليه وسلم اِلَى عُمَرَ بِحُلَّةِ حَرِيرٍ اَوْ سِيَرَاءَ فرآها عَلَيْهِ فقال اِنِّى لَمْ اُرْسِلْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لاخَلَاقَ لَهُ اِنَّما بَعَثْتُ اِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يعنى تَبِيعُهَا. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے پاس ایک ریشمی حلہ (جوڑا) یا زرد دھاری دار ریشمی حلہ بھیجا (حضرت عمرؓ نے اسے پہن لیا) پھر حضور ﷺ نے اس حلہ کو عمرؓ پر دیکھا کہ پہنے ہیں تو فرمایا میں نے اس حلہ کو تیرے پاس اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم اسے پہنو اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے میں نے تو اس لئے بھیجا ہے کہ اس سے نفع حاصل کرو یعنی اسے بیچ دو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الاول من الترجمة (اى فى بعثت اليك الخ یعنی بیچ کر نفع حاصل کرو) اس سے معلوم ہوا کہ بیع یعنی تجارت جائز ہے اگرچہ پہننا ممنوع ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۳، ومر الحديث ص ۱۲۱ تا ص ۱۲۲، وص ۱۳۰، ویاتی ص ۳۵۶، وص ۳۵۷، وص ۴۲۹، وص ۸۶۸، وص ۸۸۵، وص ۸۹۸۔

۱۹۸۴﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عنِ القاسِمِ بنِ محمَّدٍ عن عائِشَةَ اُمِّ المؤمِنِينَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ انّها اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تصاوِيرُ فلمَّا رَآها رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قامَ عَلَى البابِ فلَمْ يَدْخُلْهُ فعَرَفْتُ في وَجْهِهِ الكَرَاهِيَةَ فقلتُ يارسولَ اللهِ اَتوبُ اِلَى اللهِ وَاِلَى رَسُولِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ فقالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَابَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قالتْ قلتُ اشْتَرَيْتُها لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْها وَتَوَسَّدَهَا فقالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يومَ القِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ فيُقالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَاخَلَقْتُم وَقال اِنَّ البَيْتَ الذِى فِيهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لاتَدْخُلُهُ المَلائِكَةُ.﴾

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے عائشہؓ نے انہیں (قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کو) خبر دی کہ انہوں نے ایک ایسا تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر تشریف نہیں لائے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں ناپسندیدگی دیکھی (ناراضگی محسوس کی) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے آپ ہی کے لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصاویر کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في "اشتريتها لك" یعنی خرید وفروخت تجارت ہی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو فسخ کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ جائز رکھا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۳، ویاتی ص ۴۵۸، وص ۷۷۸، وص ۸۸۰، وص ۸۸۱، وص ۱۱۲۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ جن کپڑوں کا پہننا ممنوع ومکروہ ہو اس کو بیچنا وخریدنا یعنی تجارت جائز ہے اور یہ مقصد باب کی دونوں حدیثوں سے ثابت ہے پہلی حدیث میں تو صاف ہے کہ میں نے تم کو اس لئے دیا ہے کہ بیچ کر فائدہ حاصل کرو۔ اور دوسری حدیث میں بھی حضرت عائشہؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ بیع فسخ کردو۔

تشریح اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ذی روح یعنی جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ فوٹو ونقش ہو یا مجسم یعنی اسٹیچو سب ممنوع وناجائز ہے الا لعذر شديد.

البتہ غیر ذی روح کی تصویر مثلاً مسجد ومدرسہ، درخت ومکان وغیرہ کی تصویریں بلاشبہ جائز ہیں۔

﴿ باب ۱۳۱۹ صاحِبُ السِّلْعَةِ اَحَقُّ بِالسَّوْمِ ﴾

سامان والا قیمت بتانے کا زیادہ حقدار ہے

(یعنی جس کا مال ہو اس کو قیمت کہنے کا زیادہ حق ہے لیکن یہ کوئی ضروری وواجب نہیں خریدار بھی کہہ سکتا ہے اصل تو طرفین کی رضا پر بیع ہوگی)

۱۹۸۵﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ عن اَبِى التَّيَّاحِ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال قال النبىُّ ﷺ يَابَنِى النَّجَّارِ ثَامِنُونِى بِحَائِطِكُم وَفِيهِ خِرَبٌ وَنَخْلٌ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار! تم اپنے باغ کی قیمت مجھ سے لےلو اور اس میں کھنڈر تھے اور کھجور کے درخت۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثامنونى بحائطكم".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۳، ومر الحديث ص ۶۱، وص ۲۵۱، وص ۳۸۸، وص ۳۸۹، وص ۵۵۹ تا ص ۵۶۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے واضح ہے کہ مال کے مالک ہی کو زیادہ حق پہونچتا ہے کہ مال کی قیمت بیان کرے پھر خریدار جو چاہے کہے وقال ابن بطال لاخلاف بين العلماء فى هذه المسئلة الخ یعنی اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مشتری وخریدار سے زیادہ حق سامان کے مالک یا مالک کے وکیل کو ہے کہ قیمت بیان کرے۔ (فتح) پھر حافظ عسقلانی فرماتے ہیں قلت لكن ذلك ليس بواجب فسياتى فى قصة جمل جابر أنه صلى الله عليه وسلم بدأه بقوله بعنيه باوقية. الحديث (فتح)

﴿ باب ۱۳۲۰ كَمْ يَجُوزُ الخِيَارُ ﴾

کتنے دن تک خیار جائز ہے (یعنی کب تک بیع توڑ ڈالنے کا اختیار رہتا ہے؟)

۱۹۸۶﴿حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَخبَرَنا عبدُ الوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَ بنَ سَعِيدٍ سَمِعْتُ نَافِعاً عن ابنِ عُمَرَ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قال اِنَّ المُتَبَايِعَيْنِ بِالخِيَارِ فِى بَيْعِهِمَا مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْيَكُونُ البَيْعُ خِيَاراً قال نَافِعٌ و كَانَ ابنُ عُمَرَ اِذَا اشْتَرَى شَيْئاً يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری کو اپنے بیع میں اختیار ہے جب تک متفرق نہ ہوں یا بیع خیار کے ساتھ ہو، نافع نے کہا حضرت ابن عمر جب کوئی چیز خریدتے اور انکو پسند آجاتی تو بائع سے جدا ہو جاتے۔

مطابقۃ للترجمۃ ترجمۃ الباب قائم کیا گیا ہے مدت خیار کے بیان کے لئے، اور باب کے تحت دوحدیثیں ذکر کی گئی ہیں دونوں میں سے کسی حدیث میں مدت خیار کا ذکر نہیں ہے۔

تشریح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چونکہ خیار مجلس کے قائل تھے اور تفرق سے تفرق بالا بدان مراد لیتے تھے اس لئے جب کوئی چیز خریدتے اور ان کو پسند آجاتی تو ایجاب وقبول کے بعد فوراً مجلس بدل دیتے تھے تاکہ بائع بیع فسخ نہ کردے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۸۳، ویاتی ایضاً ص۲۸۳، // وص۲۸۴ معلقاً۔

۱۹۸۷﴿حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن اَبِي الخَلِيْلِ عن عبدِ اللهِ بنِ الحَارِثِ عن حَكِيْمِ بنِ حِزَامٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال البَيِّعَانِ بالخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَزَادَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قال قال هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِي التَّيَّاحِ فقال كُنْتُ مَعَ اَبِي الخَلِيْلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عبدُ اللهِ بنُ الحارثِ هٰذا الحَدِيْثَ.﴾

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک دونوں متفرق نہ ہوں اور احمد بن سعید نے اتنا اور اضافہ کیا کہ ہم سے بہز بن راشد نے بیان کیا کہا ہمام نے کہا پھر میں نے یہ حدیث ابوالتیاح سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں بھی ابوالخلیل کے ساتھ تھا جب عبداللہ بن حارث نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ حدیث سابق دیکھئے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۸۳، ومر الحدیث ۲۷۹، ویاتی ص۲۸۳، وص۲۸۴، واخرجہ مسلم، وابو داؤد والترمذی والنسائی کلھم فی البیوع۔

مقصد ترجمۃ الباب ہے کم یجوز الخیار یعنی کتنے مدت تک خیار جائز ہے اور باب کے تحت دوحدیثیں ذکر کی گئی ہیں لیکن کسی حدیث میں مدت خیار کا ذکر نہیں ہے۔ کتب فقہ میں خیار کی تین قسمیں ہیں خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب۔ حضرات شوافع کے نزدیک ایک خیار اور ہے خیار مجلس مدلل تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے باب نمبر ۱۲۹۷ کی حدیث نمبر ۱۹۵۸۔

﴿بابٌ ۱۳۲۱ اِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الخِيَارِ هَلْ يَجُوْزُ البَيْعُ﴾

اگر (بائع یا مشتری میں سے) کوئی اختیار کی مدت معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہوگی؟ (یا نہیں؟)

۱۹۸۸﴿حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عن نَافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال

قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم البَیِّعَانِ بِالخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ یَقُولُ اَحَدُھُما لِصَاحِبِہٖ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قال اَوْیَکُونُ بَیْعَ خِیَارٍ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک متفرق نہ ہوں یا ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ دے کہ اختیار کرلے یعنی بیع کو پختہ کردے یا توڑ ڈال یا خود بیع میں اختیار کی شرط ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في مجرد ذكر الخيار ولكنه عن التوقيت ساكت.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۸۳، ويأتي ۲۸۳، وص۲۸۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر بیع خیار شرط کے ساتھ ہے خواہ بائع کو خیار ہو یا مشتری کو مجلس بدلنے کے بعد بھی من لہ الخیار کو اختیار باقی رہے گا۔ خیار شرط حنفیہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک تین دن تک ہے تین دن سے زیادہ نہیں ہوسکتی چونکہ جانبین کا حرج ہے۔ اویکون بیع خیار سے مراد خیار شرط ہے۔

باب[۱۳۲۲] البَیِّعانِ بِالخِیارِ مَالَمْ یَتفرّقا

وَبِہٖ قال ابنُ عُمَرَ وَشُرَیْحٌ وَالشَّعْبِیُّ وَطاؤسُ وَابنُ اَبِی مُلَیْکَۃَ.

بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک دونوں متفرق نہ ہوں

اور اسی کے قائل ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، شریحؒ، شعبیؒ، طاؤسؒ اور ابن ابی ملیکہؒ۔
(یعنی یہ حضرات خیار مجلس کے قائل تھے)

۱۹۸۹ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قال اَخْبَرَنَا حَبَّانُ ھُو ابنُ ھِلالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قال قَتَادَۃُ اَخْبَرَنِی عن صالِحٍ اَبِی الخَلِیْلِ عن عبدِ اللہِ بنِ الحَارِثِ سَمِعْتُ حَکِیْمَ بنَ حِزامٍ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قال البَیِّعَانِ بِالخِیارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَھُما فِی بَیْعِھِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا مُحِقَتْ بَرَکَۃُ بَیْعِھِمَا.

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک متفرق نہ ہوں پس اگر دونوں سچ بولے اور دونوں (بائع اور مشتری) نے بیان کردیا (یعنی بائع نے مبیع کے بارے میں اور مشتری نے ثمن کے متعلق صاف صاف اور سچ بتا دیا جو کچھ عیب ہے) تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں جھوٹ بولے اور عیب کو چھپالیا تو ان کی بیع کی برکت مٹ جائے گی۔ (مطلب یہ ہے کہ ان کی تجارت کو فروغ نہ ہوگا دراصل تجارت ہو یا زراعت راست بازی وصداقت ایسی چیز ہے کہ جس کی بدولت دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۳، و مر الحديث ص ۲۷۹، و ياتي ص ۲۸۴۔

۱۹۹۰﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اخبرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال المُتَبايِعانِ كُلُّ وَاحِدٍ منهُمَا بِالخِيارِ على صاحِبِهِ مَالَمْ يَتفرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الخِيارِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو دوسرے کے مقابل اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔ (یعنی جب بیع خیار شرط کے ساتھ ہو تو جدا ہونے کے بعد بھی مدت خیار تک من لہ الخیار کو اختیار رہے گا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۳، و ياتي ص ۲۸۴۔

مقصد | مقصد خیار مجلس کا اثبات ہے اور یہی مسلک امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا اور صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ بھی خیار مجلس کے قائل تھے لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ مفصل ومدلل بیان گذر چکا ملاحظہ فرمایئے باب نمبر ۱۲۹۷/حدیث نمبر ۱۹۵۸۔

﴿بابٌ ۱۳۲۳ اِذَا خَيَّرَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ البَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ﴾

جب بائع یا مشتری بیع کے بعد دوسرے کو اختیار دے، اور وہ بیع کو پسند کرلے تو بیع لازم ہوگئی

۱۹۹۱﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ قال اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنهُمَا بِالخِيارِ مَالَمْ يَتفرَّقَا وَكَانَا جَمِيعاً اَوْ يُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الآخَرَ فَتَبَايَعَا على ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو آدمی بیع کا معاملہ کریں تو جب تک جدا نہ ہوں اور دونوں اپنی جگہ بیٹھے رہیں تو ان کو بیع کے فسخ کا اختیار ہے یا ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو اختیار دیں پھر دونوں اس پر بیع کرلیں تو بیع لازم ہوگئی (نیز اگر بیع کے بعد مجلس سے الگ ہوجائیں اور بیع کا معاملہ قائم ہو تو بھی بیع لازم ہوجاتی ہے۔)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "او يخير احدهما الاخر فتبايعا على ذلك فقد وجب البيع".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۸۴، ومر الحدیث ص۲۸۳، وأخرجہ مسلم والنسائی فی البیوع وابن ماجہ فی التجارات.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے قائلین خیار مجلس کے نزدیک تخایر کے بعد خیار مجلس باطل ہو جائے گا لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تخایر کے بعد بھی خیار مجلس باقی رہے گا جب تک مجلس نہ بدلے یعنی اس صورت میں امام بخاریؒ کا مقصد شوافع اور حنابلہ کی تردید ہوگی۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ [۱۳۲۴] اِذَا كَانَ البَائِعُ بِالخِيَارِ هَل يَجُوزُ البَيْعُ ﴾

جب بائع کو خیار ہو (یعنی اگر بائع اپنے لئے اختیار کی شرط کرلے)

تو کیا بیع جائز ہے؟ (یعنی درست ہے)

۱۹۹۲﴿ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا سُفيانُ عن عبدِ اللهِ بنِ دِينارٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبیِّ ﷺ قَالَ كُل بَيِّعَينِ لابَيْعَ بَينَهُمَا حتى يَتفرّقَا اِلَّا بَيْعَ الخِيارِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بائع اور مشتری کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی جب تک دونوں جدا نہ ہو جائیں مگر وہ بیع جس میں اختیار دیا گیا ہو۔

تشریح | مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ خیار مجلس کے قائل تھے تو ان کے نزدیک جب تک عاقدین مجلس عقد سے جدا نہ ہوں گے اس وقت تک بیع لازم نہ ہوگی یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور جب تفرق بالابدان ہو جائے مثلاً مشتری دوکان سے اٹھ کر چلا گیا تو اب بیع لازم ہوگئی بیع کے فسخ کا اختیار ختم ہو جائے گا مگر اگر بیع میں خیار شرط ہے مثلاً مشتری نے مجلس میں تین دن یا اس سے کم مدت کی شرط لگائی اور بائع نے منظور کرلیا تو مجلس سے گھر چلے جانے کے باوجود تین دن اختیار رہے گا کہ بیع رد کردے یا لازم کردے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لابیع بینھما" ای لابیع لازماً حتی یتفرقا الا بیع الخیار.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۸۴، ومر الحدیث ص۲۸۳، ویاتی ایضاً ص۲۸۴۔

۱۹۹۳﴿ حَدَّثَنَا اِسحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن اَبِى الخَلِيلِ عن عبدِ اللهِ بنِ الحَارِثِ عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ اَنَّ النبیَّ ﷺ قَالَ البَيِّعَانِ بِالخِيارِ مالَمْ يَتفرّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِى كِتَابِى يَختَارُ ثَلاثَ مِرَارٍ فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِى

بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا فَعَسَى أَنْ يَرْبَحَا رِبْحاً وَيُمْحَقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا قال وحدثنا هَمَّامٌ قال حدثنا أبو التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بنَ الحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الحَدِيثِ عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ عن النبيِّ ﷺ.

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک دونوں متفرق نہ ہوں، ہمام راوی نے کہا میں نے اپنی کتاب میں پایا یختار ثلاث مرار یعنی تین بار اختیار کرے۔(اور بعض نسخوں میں یختار کے بجائے بخیار ہے)

پس اگر دونوں سچ بولے اور دونوں نے صاف صاف بیان کر دیا تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولے اور عیب کو چھپایا تو ہوسکتا ہے کہ کچھ نفع کمالیں لیکن ان کی بیع میں برکت نہ ہوگی۔ حبان نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا ہم سے ابو التیاح نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن حارث سے سنا وہ اس حدیث کو حضرت حکیم بن حزامؓ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهذا الحديث قد مرّ غير مرّة في كتاب البيوع.

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ خیار شرط صرف مشتری کے لئے ہے بائع کو نہیں۔ یعنی بخاریؒ جمہور کی موافقت کررہے ہیں۔

﴿ بابٌ (۱۳۳۵) إِذَا اشْتَرَى شَيْئاً فَوَهَبَ مِن سَاعَتِهِ قَبْلَ أَن يَتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ البَائِعُ عَلَى المُشْتَرِي أَوِ اشْتَرَى عَبْداً فَأَعْتَقَهُ ﴾

وَقال طاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَه وَالرِّبْحُ لَهُ وَقالَ لَنا الحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنا سُفْيانُ حَدَّثَنا عَمْرٌو عن ابنِ عُمَر قال كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم في سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فكانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ القَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يتقدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِعُمَرَ بِعْنِيهِ فقال هُوَ لَكَ يارسولَ اللهِ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بِعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم هُوَ لَكَ يَاعَبْدَاللهِ بنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ ماشِئْتَ. قال أبوعبدِالله وَقالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عبدُالرَّحمٰنِ بنُ خالِدٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِالله عن عبدِاللهِ بنِ عُمَرَ قال

بِعتُ مِن اَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ عُثمانَ بنَ عَفانَ مالاً بالوَادِي بِمَالٍ لَهُ بخَيبَرَ فلمَّا تَبايَعنا رَجَعتُ عَلَىٰ عَقِبِي حتى خَرَجتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ اَن يُرَادَنِي الْبَيعَ وَكانَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْمُتَبايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حتى يَتفرَّقا قال عبدُاللّه فلمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَاَيْتُ اَنِّي قَدْ غَبَنْتُهُ بِاَنِّي سُقْتُهُ اِلىٰ اَرْضِ ثَمُودَ بِثلاثِ لَيَالٍ وسَاقَنِي اِلَى الْمَدِينَةِ بِثلاثِ لَيَالٍ.

جب کوئی چیز خریدے اور متفرق ہونے سے پہلے فوراً اس کو ہبہ کردے اور بائع مشتری پر انکار (اعتراض) نہ کرے یا غلام خریدا اور اس کو آزاد کردیا

اور طاؤس نے کہا جو شخص کوئی سامان خرید لے رضامندی کی شرط پر پھر اس کو بیچ دیا (اور بائع انکار نہ کرے) تو بیع لازم ہوگئی اور نفع مشتری کا ہے۔

(مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے بعد اگر اسی مجلس میں مشتری نے مبیع ہبہ کردیا یا اور کوئی تصرف کردیا اور بائع خاموش رہا تو خیار مجلس باطل ہوگیا)

وقال لنا الحمیدی الخ اور حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے میں حضرت عمرؓ کے ایک جوان سرکش اونٹ پر سوار تھا جو مجھ پر زور کر کے لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمرؓ اس کو ڈانٹ ڈانٹ کر لوٹاتے پھر وہ آگے بڑھ جاتا اور حضرت عمرؓ اس کو ڈانٹ کر پیچھے لوٹاتے یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دو اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ آپ ہی کا ہے (یعنی یہ آپ کی خدمت میں نذر ہے بلا قیمت قبول فرمالیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے پاس بیچ دو تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچ دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارا ہے اے عبداللہ بن عمر جو چاہو کرو۔

قال ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے کہا اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا میں نے اپنی زمین جو وادی القری میں تھی امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ اس زمین کے عوض بیچی جو ان کی خیبر میں تھی جب بیع ہو چکی تو میں پیچھے پلٹ کر ان کے گھر سے نکل گیا اس ڈر سے کہیں بیع رد نہ کرالیں اور طریقہ یہ تھا کہ بائع اور مشتری کو خیار حاصل رہتا جب تک متفرق نہ ہو جائیں حضرت عبداللہؓ نے کہا میں نے دیکھا (یعنی میں نے سمجھا) کہ میں نے ان کو نقصان پہنچایا (یعنی ٹھگ لیا) کیونکہ میں نے ان کو سرزمین ثمود کی طرف تین رات کی مسافت کی مقدار قریب کردیا اور انہوں نے مجھ کو تین راتوں کی مسافت کی مقدار مدینہ کے قریب کردیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فباعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم الى قوله تصنع به ماشئت" فانهٗ اشترى ذلك البكر فوهبه لعبدالله بن عمر من ساعته.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۴، ويأتى ص ۳۵۵، وص ۳۵۶۔

مقصد | اس باب سے مقصد یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے بعد اگر اسی مجلس میں مشتری نے مبیع ہبہ کردی یا کوئی اور تصرف کردیا اور بائع نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خاموش رہا تو خیار مجلس باطل ہوگیا۔

﴿ بَابُ ۱۳۲۶ مَايُكْرَهُ مِنَ الخِدَاعِ فِى البَيْعِ ﴾

بیع میں دھوکہ دینا مکروہ ہے

۱۹۹۴ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن عبدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَنَّه يُخدَعُ فى البُيُوعِ فقال اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لاخِلابَةَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب (حبان بن منقذ بفتح الحاء المهمله وتشديد الباء الموحده) نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ مجھے بیع میں دھوکہ دیا جاتا ہے (یعنی خرید وفروخت میں لوگ مجھ کو ٹھگ لیتے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا جب بیع کرو (خرید وفروخت کرو) تو کہہ دیا کرو لاخِلابة یعنی دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث أن الخداع لولم يكن مكروهاً لما قال صلى الله عليه وسلم لذلك المخدوع اذا بايعت فقل لاخلابة" اى لاخديعة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۴، ويأتى الحديث ص۳۲۴، وص۳۲۵، وص۱۰۳۰، وأخرجه ابوداؤد والنسائى فى البيوع.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمہ ہی سے واضح ہے کہ خرید وفروخت میں دھوکہ مکروہ وممنوع ہے۔ مگر حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک تراضی طرفین سے جس قیمت پر بیع ہوجائے گی وہ لازم ہے خواہ بازار بھاؤ سے فرق ہو ورنہ ہر وقت فتنہ فساد ہوگا۔ اور حبان بن منقذؓ کا معاملہ ان کے لئے خاص تھا چونکہ یہ معذور تھے۔

حبان بن منقذؓ | انصاری صحابی ابن صحابی ہیں غزوہ احد اور مابعد کے غزوات میں شریک رہے ایک سوتیس سال کی طویل عمر پائی کسی غزوہ میں کسی قلعہ سے ایک پتھر ان کے سر پر لگا جس سے عقل میں کچھ فتور پیدا ہوگیا اور زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اگرچہ تمیز وشعور باقی رہا مگر خرید وفروخت میں لوگ انہیں دھوکہ دیتے تھے بالآخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو حضور ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ کہدیا کرتے تھے لاخلابة جب لاخلابة کہنا چاہتے تو لکنت کی وجہ سے تلفظ صحیح نہ ہوتا اور لاحذابة نکلتا۔ (عمدہ)

﴿ بابٌ ۱۳۲۷ ماذُکِرَ فی الاَسْوَاقِ ﴾

وَقال عبدُ الرَّحمٰنِ بْنُ عَوفٍ لمّا قَدِمْنَا المَدِيْنَةَ فقلتُ هَل مِن سُوقٍ فِيهِ تِجارَةٌ قال سُوقُ قَيْنُقَاعَ وَقال اَنسٌ قال عبدُالرَّحمٰن دُلُّونِی عَلی السُّوقِ وقال عُمَرُ اَلْهَانِی الصَّفقُ بِالاَسْوَاقِ.

بازاروں کے متعلق جو کچھ مذکور ہے

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو میں نے پوچھا کیا کوئی ایسا بازار ہے جس میں تجارت ہو (یعنی لوگ خرید فروخت کرتے ہوں) کہاہاں بنی قینقاع کا بازار ہے اور حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا مجھ کو بازار بتلا دو، اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو بازاروں کے خرید وفروخت نے غافل رکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "سوق قینقاع".

تعدد موضعہ و الحدیث هنا ص ۲۸۴، و مر مفصلاً ص ۲۷۵۔

۱۹۹۵ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ زَكَرِيَّاءَ عن محمَّدِ بنِ سُوقَةَ عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ قال حَدَّثَتْنِی عائِشَةُ قالتْ قالَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم يَغْزُو جَيْشٌ الكَعْبَةَ فإذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قالتْ قلتُ يارسولَ الله كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِم وَآخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قال يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلی نِيَّاتِهِمْ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرے گا (گرانے کے لئے) پھر جب وہ سب سرزمین بیدار پر پہونچیں گے تو اول سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنس جائیں گے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے اگلے پچھلے سب کیسے دھنسا دئے جائیں گے حالانکہ ان میں ان کے بازار ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہ ہوں گے فرمایا اگلے پچھلے سب دھنسا دئے جائیں گے پھر اپنی اپنی نیتوں کے موافق اٹھائے جائیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وفیهم اسواقهم".

تعدد موضعہ و الحدیث هنا ص ۲۸۴۔

۱۹۹۶ ﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عن اَبِي صالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ في جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ علىٰ صَلاتِهِ في سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ بِاَنَّه اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لايُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لايَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ اَوْ حُطَّتْ عنهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَالْمَلائِكَةُ تُصَلِّي علىٰ اَحَدِكُمْ مَادَامَ في مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَقال اَحَدُكُمْ في صَلٰوةٍ مَاكَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا جماعت سے نماز پڑھنا اس کی نماز بازار میں یا اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے بیس پر کئی درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ اچھی طرح سے وضوء کر کے پھر مسجد آتا ہے اور صرف نماز کے ارادہ سے اور صرف نماز ہی اس کو اٹھاتی ہے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے یا ایک گناہ مٹتا ہے اور تم میں جب تک کوئی اس جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما اے اللہ اس پر مہربانی کر، جب تک حدث نہ کرے اور کسی کو (خواہ فرشتہ ہو یا انسان) تکلیف نہ پہنچائے اور آپ ﷺ نے فرمایا اور تم میں ہر ایک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز کے لئے رکا رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "في سوقه".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۴، تا۲۸۵، ومر الحديث ص۶۳، وص۶۹، وص۸۹، وص۹۰، ويأتي ص۴۵۸۔

۱۹۹۷ ﴿حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِي اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في السُّوقِ فقال رَجُلٌ يا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذا فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم سَمُّوا بِاسْمِي وَلَاتَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي.﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے اتنے میں ایک شخص نے پکارا ابوالقاسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر دیکھا تو وہ کہنے لگا میں نے (آپ کو نہیں پکارا تھا) اس دوسرے شخص کو پکارا تھا تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "في السوق".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۵، ويأتي ص۵۰۱۔

۱۹۹۸﴿حَدَّثَنَا مالِكُ بنُ اِسماعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيرٌ عن حُمَيدٍ عن اَنَسٍ قال دَعَا رَجُلٌ بِالبَقِيعِ يَا اَبَا القاسِمِ فالتفتَ اِلَيهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال لَم اَعنِكَ فقال سَمُّوا بِاسمِي وَلَا تَكَنُّوا بِكُنيَتِي.﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے بقیع میں آواز دی "یا ابالقاسم" تو نبی اکرم ﷺ نے ادھر دیکھا تو وہ کہنے لگا میں نے آپ ﷺ کو نہیں پکارا تھا تب آپ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة هذا طريق آخر في حديث ابي هريرة السابق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۵، ومر آنفاً ص۲۸۵، ويأتي ص۵۰۱۔

۱۹۹۹﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عَبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن عُبَيدِ اللهِ بنِ اَبِي يَزِيدَ عن نافِعِ بنِ جُبَيرِ بنِ مُطعِمٍ عن اَبِي هُرَيرَةَ الدَّوسِيِّ قال خَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في طائِفَةِ النَّهارِ لايُكَلِّمُنِي وَلَا اُكَلِّمُهُ حتى اَتى سُوقَ بَنِي قَينُقاعَ فَجَلَسَ بِفِناءِ بَيتِ فاطِمَةَ فقالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتهُ شَيئاً فظَنَنتُ اَنَّها تُلبِسُهُ سِخاباً اَو تَغسِلُهُ فجاءَ يَشتَدُّ حتى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقالَ اللّٰهُمَّ اَحِبَّه وَاَحِبَّ مَن يُحِبُّه قال سُفيانُ قال عُبَيدُ اللهِ اَخبَرَنِي اَنَّهُ رَآى نَافِعَ بنَ جُبَيرٍ اَوتَرَ بِرَكعَةٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہ دوسیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے ایک حصے میں نکلے نہ حضور ﷺ مجھ سے بولے نہ میں حضور ﷺ سے بولا، یہاں تک کہ آپ ﷺ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں بیٹھے اور پوچھا کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے اس بچہ کو (یعنی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو) تھوڑی دیر روک رکھا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں سمجھا حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ کو کچھ ہار وغیرہ پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں اتنے میں وہ (حضرت حسنؓ) دوڑتے ہوئے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا اور فرمایا اے اللہ اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت فرما، سفیان نے کہا کہ عبید اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ ایک رکعت سے وتر پڑھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حتى اتى سوق بني قينقاع".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۵، ويأتي الحديث ص۸۷۴، وأخرجه مسلم في الفضائل وأخرجه النسائي في المناقب، وأخرجه ابن ماجه في السنة عن احمد بن عبده مختصراً.

قال عبید اللہ الخ اس روایت کے نقل سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عبید اللہ کا سماع نافع بن جبیر سے صاف معلوم ہو جائے۔

۲۰۰۰ ﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عن نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابنُ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عهدِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ اَنْ يَبِيْعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حتى يَنقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ وَقَالَ حَدَّثَنَا ابنُ عُمَرَ نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ اِذَا اشْتَرَاهُ حتى يَسْتَوْفِيَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سواروں سے (آگے بڑھکر) غلہ خرید لیتے تھے تو آپ ﷺ ان کے پاس آدمی بھیج دیتے تھے کہ جہاں غلہ خریدا ہے وہیں غلہ بیچنے سے منع کردیں جب تک وہاں منتقل نہ ہو جائیں جہاں غلہ فروخت ہوتا ہے (یعنی غلہ کی منڈی میں) اور نافع نے کہا ہم سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ خرید کر اس کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حتى ينقلوه حيث يُباع الطعام".

مطلب یہ ہے کہ حدیث میں اگرچہ سوق یعنی بازار کا لفظ نہیں ہے لیکن عام طور پر اور اکثر وبیشتر غلہ بازار یا منڈی ہی میں بیچا جاتا ہے اس لئے بازار میں جانے کا جواز ثابت ہوگیا اور یہی ترجمہ ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۵، ويأتى ص ۲۸۵، وص ۲۸۶، رر۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد بازار جانے اور خرید فروخت کرنے کا جواز ثابت کرنا ہے اور یہ عمل عہد رسالت سے ثابت ہے۔

تشریح: تلقی رکبان اور بیع قبل القبض دونوں مسئلے پر مفصل بحث عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿بابُ ۱۳۲۸ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فى السُّوقِ﴾

بازار میں شور وغل مچانا مکروہ ہے

(ويروى الصَّخب بالصاد المهملة والصاد والسين يتقاربان فى المخرج ويبدل احدهما عن الآخر وقوله "فى السّوق" وفى النسخ "فى الاسواق". (عمدہ)

۲۰۰۱ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرِو بنِ العَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِى عن صِفَةِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فى التَّوْرَاةِ قَالَ اَجَلْ وَاللهِ اِنَّه لَمَوْصُوفٌ فى التوراةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فى القُرآنِ "يَاأَيُّهَا

النبيُّ اِنَّا اَرسَلْناكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَحِرْزاً لِلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِى وَرَسُولِى سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلا غَلِيْظٍ وَلاصَخَّاب فِى الاَسْوَاقِ وَلاَ يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِن يَعفُو وَيَغْفِرُ وَلَن يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حتى يُقِيْمَ بِهِ المِلَّةَ العَوجَاءَ بِاَن يَقُولوا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيُفتَحُ بِها اَعْيُنٌ عُمْىٌ وَآذَانٌ صُمٌّ وَقُلُوْبٌ غُلْفٌ تَابَعَه عَبْدُ الْعَزِيْزِ بنُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلالٍ وَقَال سَعِيْدٌ عن هِلالٍ عن عَطاءٍ عَنِ ابنِ سَلام قَالَ ابوعبدِ الله غُلْفٌ كلُّ شيٍ فِى غِلافٍ فهو اَغْلَفُ سَيفٌ اَغلَفُ وَقوسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ اَغْلَفُ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَختُوناً. ﴾

ترجمہ عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملاقات کی اور میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وصف تورات شریف میں ہے وہ مجھ سے بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا ہاں خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفتیں توراۃ میں وہی مذکور ہیں جو قرآن شریف میں ہیں یعنی یاایها النبی انا ارسلناك الآیۃ (احزاب/۴۵) اے نبی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اور آپ (مؤمنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور آپ پناہ وحفاظت ہیں امیین کی (یعنی عربوں کو بچانے والا) آپ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل (یعنی اللہ پر بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہیں نہ سخت دل، (وهذا موافق لقوله تعالىٰ فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك - آل عمران) اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے اور درگذر کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس نبی کو اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے مذہب کو سیدھا نہ کر دیں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس کلمہ توحید کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور غلاف چڑھے دل (پردہ پڑے دل) کھول نہ دیئے جائیں۔

تابعه الخ فلیح کے ساتھ اس حدیث کو عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بھی ہلال سے روایت کیا اور سعید بن ابی ہلال نے اس کو ہلال سے روایت کیا انہوں نے عطاء سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے (جو یہودیوں کے بڑے عالم تھے پھر مسلمان ہو گئے)

قال ابو عبدالله الخ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو غلاف میں ہو اسے اغلف کہتے ہیں اور سیف اغلف جو تلوار میان میں رکھی ہو، اور قوس غلفاء غلاف میں رکھی ہوئی کمان اور رجل اغلف وہ شخص جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولاصخاب فى الاسواق"۔

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص۲۸۵، ویاتی الحدیث فی التفسیر ص۷۱۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر کہ بازاروں میں شور وغل کرنا مکروہ ہے۔

تشریح: الفاظ کی تشریح ترجمہ میں کردی گئی ہے۔

﴿ بابُ الْكَيْلِ عَلَى البَائِعِ وَالمُعْطِي ﴾ [۱۳۲۹]

وَقولِ اللهِ تعالى "وَإِذَا كَالُوهُمْ اَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُوْنَ" يعنى كَالُوا لَهُمْ اَو وَزَنُوا لَهُمْ كَقَوْلِهِ يَسْمَعُوْنَكُمْ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ وَقال النَّبِيُّ ﷺ اكتالُوا حتى تَسْتَوْفُوا وَيُذْكَرُ عن عثمانَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال لَهُ اِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ.

ناپنا بائع اور دینے والے پر ہے

(یعنی ناپ تول کی مزدوری بیچنے والے اور دینے والے پر ہے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ مطففین میں) جب ناپ کردیں دوسروں کو یا تول کردیں تو کم دیتے ہیں، یعنی کالوا لھم (جب ناپ کردیتے ہیں لوگوں کو یا تول کردیتے ہیں لوگوں کو، اس سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کالوا اور وزنوا لام کے صلے کے ساتھ اور بغیر صلے کے بھی دونوں طرح مستعمل ہیں جیسے یسمعونکم اور یسمعون لکم دونوں طرح مستعمل ہے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکتالوا یعنی ناپ لو یہاں تک کہ پورا لو (اکتیال کے معنی ہیں کوئی چیز پیمانہ سے ناپ کرلینا اور کال یکیل کوئی چیز ناپ کردوسروں کو دینا۔

ویذکر عن عثمان الخ اور حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیچو تو خود مال ناپ کردو (اس سے باب کی مطابقت ہے کہ مبیع کا ناپنا، تولنا بائع کے ذمہ ہے تاکہ مبیع مشتری کے حوالہ کرسکے) اور جب خریدو تو ناپ کروا کرلو۔

۲۰۰۲ ﴿**حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلا يَبِعْهُ حتى يَسْتَوْفِيَهُ.**﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک قبضہ نہ کرلے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه النهى عن بيع الطعام قبل القبض واذا اراد البيع بعده يكون الكيل عليه. یعنی حدیث پاک میں بیع قبل القبض سے منع فرمایا گیا ہے۔ قبضہ کے بعد جب بیچے گا تو مشتری کو ناپ کر یا تول کردے گا اور ترجمہ یہی ہے کہ ناپ کردینا بائع کے ذمہ ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۸۵، ویاتی ص ۲۸۶۔

۲۰۰۳ ﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنا جَرِيْرٌ عن مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عن جابرٍ قال تُوُفِّيَ عبدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو بنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فاسْتَعَنْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عَلى غُرَمَائِهِ اَنْ يَضَعُوا مِن دَيْنِهِ فَطَلَبَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا فقال لِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافاً العَجْوَةَ على حِدَةٍ وَعَذْقَ زَيْدٍ على حِدَةٍ ثمَّ اَرْسِلْ اِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثمّ اَرْسَلْتُ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فجاءَ فَجَلَسَ عَلَى اَعْلاهُ اَوْفِي وَسَطِهِ ثمَّ قال كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حتى اَوْفَيْتُهُمْ الذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَانَه لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْئٌ وقال فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي جابرٌ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَمَازَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حتى اَدَّى وَقال هِشَامٌ عن وَهْبٍ عن جابرٍ قال النبي صلى الله عليه وسلم جُدَّ لَهُ فَاَوْفِ لَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ (میرے والد) شہید ہو گئے اور ان پر قرض تھا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان قرض خواہوں کے بارے میں مدد چاہی کہ وہ ان کے قرض سے کچھ معاف کر دیں چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرض خواہوں سے چاہا لیکن ان لوگوں نے (معاف) نہیں کیا آخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور اپنی کھجور کی ایک ایک قسم الگ الگ رکھ عجوہ علیحدہ اور عذق زید علیحدہ، پھر میرے پاس خبر بھیجو میں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر بھیجی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر پر یا اس کے بیچ میں بیٹھ گئے پھر فرمایا ناپ کر ان لوگوں کو دو تو میں نے ان لوگوں کو ناپ کر دیا یہاں تک کہ ان کا قرضہ پورا ادا کر دیا اور میری کھجور باقی رہ گئی دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ کم نہیں ہوئی (یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا ہوا معجزہ تھا کیونکہ پورے باغ کی ساری کھجوریں قرض داروں کے قرض کو کافی نہ تھی اس لئے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کر کے کچھ قرضہ معاف کرا دیں لیکن قرض خواہوں نے نہ سنا لیکن حضور اقدس ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے سب ادا کر دیا اور کھجور جوں کی توں باقی رہ گئی)

وقال فراس الخ اور فراس نے شعبی سے یوں روایت کی کہ مجھ سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ برابر ناپ ناپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ پورا ادا کر دیا اور ہشام نے وہب سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کھجور کاٹ اور ان کا پورا قرضہ دیدے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کِلْ للقوم" یعنی ناپ وکیل کی ذمہ داری معطی پر ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۸۵، تا ص ۲۸۶، ویاتی الحدیث ص ۳۲۲، ،، وص ۳۲۴، وص ۳۵۴،

وص ۲۷۴، وص ۳۹۰، وص ۵۰۵، فی المغازی ص ۵۸۰، وص ۸۱۸، وص ۹۲۳ مختصرا واخرجه النسائی فی الوصایا.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ کیل اور وزن کی ذمہ داری معطی یعنی دینے والے پر ہے خواہ بیع وفروخت ہو یا قرض کی ادائیگی، بہر صورت خود کیل کردے یا کیال سے ناپ کرائے تو اسکی اجرت ومزدوری بائع کے ذمہ ہوگی جیسا کہ باب کی پہلی حدیث میں ہے اگرچہ کچھ مبہم ہے ارشاد ہے من ابتاع طعاما فلایبیعه حتی یستوفیه اور ظاہر ہے کہ جب قبضہ کریگا اس کے بعد فروخت کریگا تو کیل کر کے مشتری کے سپرد کریگا۔

اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے "کِل للقوم" یعنی اے جابران قرض خواہوں کو کیل کر کے دیتے رہوالخ۔

بیع قبل القبض مبیع اگر طعام ہو یعنی غلہ تو تمام ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ بیع قبل القبض جائز نہیں ہے "لقوله للنبی صلی الله علیه وسلم من ابتاع طعاما فلایبیعه حتی یکتاله"۔

امام نوویؒ اور علامہ ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں کہ بیع الطعام قبل القبض کے ناجائز ہونے پر ائمہ کرام کا اتفاق اور اجماع ہے صرف عثمان البتی کا اختلاف بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ تمام چیزوں میں بیع قبل القبض جائز ہے حتی فی الطعام تو ظاہر ہے کہ خلاف حدیث ہونے کی وجہ سے یہ قول متروک اور ناقابل اعتبار ہے۔

البتہ غیر طعام میں بیع قبل القبض جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ کے اقوال مختلف ہیں:

۱۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "لایصح البیع قبل القبض سواء کان طعاما او عقارا" استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں "من ابتاع طعاما فلایبیعه حتی یستوفیه" حضرت عبداللہ بن عباسؓ راوی حدیث فرماتے ہیں "احسب کل شیء مثله" یعنی میں ہر چیز کو اسی پر گمان کرتا ہوں۔

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ منقولات میں بیع قبل القبض جائز نہیں لیکن غیر منقول مثلا کان، کھیت اور باغ وغیرہ کی بیع قبل القبض درست ہے اور استدلال فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں طعام کا لفظ ہے جو منقولات میں سے ہے۔ نیز منقولات میں عقلا بھی جائز نہ ہونا چاہئے کہ بہت جلد ضائع ہونے کا اندیشہ ہے پس غیر مقدور التسلیم اور مفضی الی النزاع ہوگا بخلاف غیر منقولات کے۔

نیز بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نهاهم رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعه فی مکانه حتی ینقلوه" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا غلہ بیچنے سے اسی جگہ یہاں تک کہ اس کو منتقل کرلیں۔ پس تمام روایات کو جمع کرنے سے علماء احناف ہی کا مسلک اقرب الی الحدیث اور حق معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مکیل اور موزون میں بیع قبل القبض درست نہیں۔ یہ قول قریب قریب علماء احناف ہی کے موافق ہے کیونکہ غیر منقول یعنی زمین وباغ اور کھیت نہ مکیل اور نہ موزون۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۳۳۰ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ ﴾

قال الحافظ "أى فى المبايعات". (فتح)

کیل کرنا (ناپنا) مستحب ہے (یعنی غلہ بیچتے وقت اور خریدتے وقت ناپ لو)

۲۰۰۴ ﴿ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا الوَلِيْدُ عن ثَوْرٍ عن خالِدِ بنِ مَعْدَانَ عنِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال كِيْلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ. ﴾

ترجمہ حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے غلّہ (اناج) کو ناپ لو اس میں تم کو برکت ہوگی (علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "اى عند البيع") (قس)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كيلوا طعامكم" علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "من حيث ان فيه الامر على وجه الاستحباب فى كيل الطعام عند الانفاق" (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸٦۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ غلہ فروخت کرتے وقت ناپ کر مشتری کے حوالہ کرو، اور یہ ضروری ہے کما مر نیز خریدتے وقت غلہ ناپ کر گھر میں رکھو۔

اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے تعارض نہ ہوگا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس کچھ جَو تھے میں ان کو ایک مدت تک کھاتی رہی آخر میں نے ناپا تو وہ ختم ہوگئے۔

﴿ بَابُ ۱۳۳۱ بَرَكَةِ صاعِ النبيِّ ﷺ وَمُدِّهِ فِيهِ عن عائِشَةَ عنِ النبيِّ ﷺ ﴾

نبی اکرم ﷺ کی صاع اور مد کی برکت کا بیان، اور اس باب میں

حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے نبی اکرم ﷺ سے

۲۰۰۵ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ يَحْيٰ عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ الأَنْصَارِيِّ عن عبدِ اللهِ بنِ زَيْدٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ المَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فى مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مادَعَا إِبْرَاهِيمُ لِمَكَّةَ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور اس کے لئے دعا فرمائی اور میں نے مدینہ کو حرم بنایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں نے مدینہ کے صاع اور مد (میں برکت) کے لئے دعا کی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "دعوت لها فى مدها و صاعها".

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص۲۸۶۔

۲۰۰۶ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن اِسْحَاق بنِ عبدِ اللهِ بنِ اَبِى طَلْحَةَ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال اَللّٰهُمَّ بارِكْ لَهُمْ فى مِكْيَالِهِمْ وبارِكْ لَهُمْ فى صاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يعنى اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان کے آلہ کیل (یعنی ناپ) میں برکت عطا فرمایا اور ان کے صاع اور ان کے مد میں برکت دے یعنی مدینہ والوں کے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص۲۸۶، و يأتى الحديث ص۹۹۳، و ص۱۰۹۰، و اخرجه مسلم و النسائى جميعا فى المناسك.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے باب سابق کی حدیث میں جو غلہ کے ناپنے میں برکت کا ذکر ہے وہ برکت اسی وقت ہے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیل سے یا اس کے برابر کے کیل یعنی اہل مدینہ کے کیل سے ناپا جائے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ [۱۳۳۲] مَايُذْكَرُ فى بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ ﴾

غلہ کے بیچنے اور روکنے میں جو منقول ہے اس کا بیان

۲۰۰۷ ﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنا الوَلِيْدُ بنُ مُسْلِمٍ عنِ الاَوْزَاعِىِّ عنِ الزُّهْرِىِّ عن سالِمٍ عن اَبِيْهِ قال رَاَيْتُ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مُجازَفَةً يُضْرَبُوْنَ على عَهْدِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَنْ يَبِيْعُوْهُ حتى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جو غلہ خریدتے تھے اندازے سے (بغیر ناپ تول کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مار پڑتی تھی اس وجہ سے کہ اس غلہ کو بیچ دیتے اپنے ٹھکانے (اپنی منزل) پر لانے سے پہلے۔ (یعنی قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے پر مار کھاتے تھے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة من حيث أنه يتضمن منع بيع الطعام قبل القبض لان الايواء المذكور فيه عبارة عن القبض وضربهم على تركه يدل على اشتراط القبض والترجمة فيما يذكر فى الطعام والذى ذكر فى الطعام يعنى الذى ذكره فى امر الطعام هذا يعنى منع بيعه قبل الايواء الذى هو عبارة عن القبض. (عمدہ) یعنی غلہ خرید کر قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۶، ومر الحديث ص ۲۸۵، ويأتى ص ۲۸۹، وص ۱۰۱۳، واخرجه مسلم فى البيوع وكذا ابوداؤد والنسائى.

۲۰۰۸ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن ابنِ طَاوُسٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى اَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَاماً حتى يَسْتَوفِيَهُ قلتُ لِابنِ عبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قال ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجأً قال ابوعبدِ اللهِ مُرْجَونَ مُؤَخَّرُونَ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص قبضہ کرنے سے پہلے غلہ بیچے، طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا یہ کیسے؟ (یعنی مطلب پوچھا) فرمایا یہ تو دراہم کو دراہم کے عوض (یعنی روپے کو روپے کے عوض) بیچنا ہوا اور غلہ مؤخر یعنی بعد میں دیا جائے گا، امام بخاریؒ نے کہا مرجون کے معنی مؤخرون ہے۔

تشریح | حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے ارشاد کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے دو من گیہوں سو روپے کے عوض خریدے اور بکر سے یہ ٹھہرا کہ ایک مہینہ کے بعد گیہوں دیدے اب زید نے گیہوں قبضہ کرنے سے پہلے اسی بکر کے ہاتھ یا خالد کے ہاتھ دو سو روپے کے عوض بیچ دیا تو درحقیقت زید نے سو روپے کو بعوض دو سو روپے بیچا جو صراحۃً سود ہے کیونکہ گیہوں کا تو ابھی وجود ہی نہیں گیہوں تو ایک ماہ کے بعد ملے گا اب دراہم کی بیع دراہم سے ہوئی جو سراسر سود ہے، حرام ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانها فيما يذكر فى البيع قبل القبض وانه لايصح حتى يقبضه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۶، ويأتى ايضاً ص ۲۸۶۔

۲۰۰۹ ﴿حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ دِيْنَارٍ قال سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يقولُ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنِ ابْتَاعَ طَعاماً فلا يَبِعْهُ حتى يَقْبِضَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک قبضہ نہ کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من ابتاع طعاماً فلايبعه حتى يقبضه".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۶، و مر الحديث ص ۲۸۵۔

۲۰۱۰ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنا سُفيانُ قال كانَ عَمرُو بْنُ دِينَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن مالِكِ بنِ اَوْسٍ اَنَّه قال مَن كان عندَهُ صَرْفٌ فقال طلحَةُ اَنَا حتى يَجِيءَ خازِنُنَا مِنَ الغَابَةِ قال سُفيانُ هُوَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيسَ فِيهِ زِيَادَةٌ فقال اَخْبَرَنِي مَالِكُ بنُ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ يُخبِرُ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قالَ الذَّهَبُ بِالوَرِقِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالبُرُّ بِالبُرِّ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.﴾

ترجمہ | مالک بن اوس (تابعیؒ) سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کس کے پاس درہم ہے؟ (یعنی مالک بن اوس نے ایک مرتبہ سو دینار کے بدلے درہم تلاش کرنا چاہا تو کہنے لگے کہ کس کے پاس درہم ہے. مجھ سے دینار کے بدلے درہم سے بیع صرف کر لے؟) تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے فرمایا میں ہوں (یعنی دینار لے کر درہم دینے والا میں ہوں) یہاں تک کہ ہمارا خازن غابہ سے آجائے (غابہ مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں کے درخت سے منبر نبوی بنایا گیا تھا)۔

سفیان نے کہا یہی ہم نے زہری سے یاد کیا ہے (یعنی جیسے زہری سے عمرو نے روایت کی ویسے ہی زہری سے ہم کو بھی یاد ہے اس میں کوئی بات زیادہ نہیں ہے) زہریؒ نے کہا مجھ کو مالک بن اوسؓ نے خبر دی انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سونا سونا کے بدلے بیچنا ربا (یعنی سود) ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، (یعنی نقد بیچنا جائز ہے نسیہ ادھار نا جائز ہے)

اور گیہوں بعوض گیہوں کے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (یعنی نقد ہو) اور کھجور بعوض کھجور کے سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور جو بعوض جو کے سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو (تو جائز ہے)

افادہ: بعض نسخوں میں الذهب بالورق کی جگہ الذهب بالذهب الخ ہے جیسا کہ قدیم شرح کرمانی اور مفصل اور فائق شرح عمدۃ القاری میں ہے اس لئے یہاں ورق کا ترجمہ سونا ہی انسب ہے۔ واللہ اعلم

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه اشتراط القبض لما فيه من الربويات وفي الترجمة مايشعر باشتراط القبض في الطعام. (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب کا ایک جزء ہے بیع الطعام یعنی غلہ فروخت کرنے کا بیان؟ یہ تو حدیث سے ثابت ہے کہ بیع صرف میں نقد جائز ہے یعنی قبضہ شرط ہے۔ دوسرا جزء ہے احتکار۔

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۶، و ياتي الحديث ص ۲۹۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیع صرف میں ادھار جائز نہیں ہے اور اس کے ساتھ امام بخاریؒ نے یہ مسئلہ بھی اخذ کرلیا کہ اگر احتکار علی الاطلاق ناجائز ہوتا تو غلہ کو اپنی منزل میں منتقل کرنے کی اجازت نہ ہوتی کیونکہ یہ بھی غلہ روکنا ہے، تفصیل ملاحظہ ہو:۔

احتکار: احتکار حکرہ سے ماخوذ ہے احتکار کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا، روکنا۔

شریعت کی اصطلاح میں احتکار یہ ہے کہ غلہ (اناج) یا گھاس یعنی اشیار خوردنی خواہ انسانی خوراک ہو یا جانوروں کی خوراک ہو خرید کر روک رکھنا، جمع کرنا کہ مزید گرانی اور مہنگائی کے وقت گراں قیمت سے فروخت کرے۔

مذاہب ائمہ امام احمد بن حنبلؒ اور اصحاب ظواہر کا مسلک یہ ہے کہ احتکار صرف طعام میں ناجائز ہے یعنی انسانی خوراک کے علاوہ احتکار ممنوع نہیں۔

جمہور احنافؒ وشوافعؒ کے نزدیک احتکار سے اگر شہر کو ضرر پہونچے کہ لوگ غلہ کیلئے پریشان ہوں اور محتکر مزید گرانی کے انتظار میں احتکار کرتا ہو تو احتکار ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے اور اسی پر محمول ہے حضرت معمرؓ کی روایت جو مسلم ثانی میں ہے المحتکر خاطئ احتکار کرنے والا گنہگار ہے۔ لیکن اگر غلہ عام طور پر لوگوں کو دستیاب ہو جاتا ہو تو اس صورت میں احتکار جائز ہے نیز اگر لوگ اپنے گھر والوں کے لئے جمع کر کے رکھیں یا اپنی زمین کا غلہ روکے رہے تو یہ احتکار جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احتکار منہی عنہ کی علت ضرر ناس ہے حتی کہ فقہار اسلام نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر غلہ کے لئے لوگ پریشان ہوں، غلہ نہیں ملے تو حاکم وقت محتکر سے جبرا لیکر ضرورت مندوں میں تقسیم کردے لیکن اگر اس ممانعت کے باوجود کوئی احتکار کی بیع کرے تو ارکان بیع ایجاب وقبول پائے جانے کی وجہ سے بیع مع الکراہت منعقد ہو جائے گی۔ رہا سود کا مسئلہ، سووہ مفصل آئے گا۔ انشاء اللہ

﴿ بابٌ [۱۳۳۳] بَيْعِ الطَّعامِ قَبْلَ اَن يُقْبَضَ وَبَيْعِ ماليْسَ عِنْدَكَ ﴾

غلہ کا قبضہ سے پہلے بیچنا اور اس چیز کا بیچنا جو اپنے پاس نہیں، کیسا ہے؟ یعنی کیا حکم ہے؟

۲۰۱۱ ﴿حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِاللهِ حَدَّثَنا سُفيانُ قال الّذى حَفِظْناهُ مِنْ عَمْرِو بنِ دِينارٍ سَمِعَ طَاؤساً يقولُ سَمِعْتُ ابنَ عباسٍ يقولُ اَمّا الّذِى نهى عنه النبيُّ ﷺ فَهُوَ الطّعامُ اَن يُبَاعَ حتى يُقْبَضَ قال ابنُ عبّاسٍ وَلا اَحْسِبُ كُلَّ شيٍ اِلاّ مِثْلَهُ. ﴾

ترجمہ طاؤس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے جس بیع سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے غلہ کی بیع ہے، ابن عباسؓ نے کہا میں تو ہر چیز کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔

افادہ: یہ حضرت ابن عباسؓ کا اجتہاد ہے حضرات شوافع کا یہی مذہب ہے کہ کسی چیز کی بیع قبضہ سے پہلے جائز نہیں تفصیل گذر چکی ہے ملاحظہ فرمایئے "باب/۱۳۲۹/کا حدیث/۲۰۰۳۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص۲۸۶۔

۲۰۱۲ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم قال مَنِ ابْتَاعَ طَعَاماً فَلَا یَبِعْهُ حتی یَسْتَوْفِیَهُ زاد اسماعیلُ مَنِ ابْتاعَ طَعَاماً فَلَا یَبِعْهُ حتی یَقْبِضَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ اس وقت تک نہ فروخت کرے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔ اسماعیل نے اپنی روایت میں یستوفیہ کے بجائے یقبضہ کہا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص۲۸۶، و مر الحدیث ص۲۸۵۔

مقصد امام بخاریؒ نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں مگر اس میں سے کسی حدیث میں ترجمۃ الباب کا دوسرا جزء نہیں ہے یعنی اس چیز کی بیع کی ممانعت جو بائع کے پاس نہ ہو؟ حافظ عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ شاید بخاریؒ نے حدیث الباب سے اس طرح اخذ کیا کہ جب قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں تو جو چیز بائع کے پاس موجود نہ ہو اس کا بیچنا بطریق اولیٰ جائز نہ ہوگا۔

اس باب میں ایک صریح حدیث ہے جس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس چیز کو مت بیچ جو تیرے پاس نہ ہو، شاید یہ حدیث امام بخاریؒ کے شرط پر نہ ہوگی اس لئے بخاریؒ نے صرف ترجمہ میں اشارہ کر دیا۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۳۳۴ مَنْ رَآي اِذَا اشْتَرٰی طَعَاماً جِزَافاً اَنْ لَا یَبِیْعَهُ حتی یُؤْوِیَهُ اِلٰی رَحْلِهِ وَالْاَدَبِ فِی ذٰلِكَ﴾

جو شخص غلہ (کا ڈھیر) خریدے اندازہ سے، (یعنی بغیر ناپ تول کے) وہ جب تک اپنے ٹھکانے (اپنی منزل) پر نہ لائے وہ اس کو نہ بیچے اور اس سلسلے میں ادب (یعنی اس کے خلاف کرنے پر سزا کا بیان)

۲۰۱۳ ﴿حَدَّثَنَا یَحْیَ بنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عن یُونُسَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِی سَالِمُ بنُ

عبدِ اللہ اَنَّ ابنَ عُمَرَ ؓ قال لَقَدْ رَاَیْتُ النَّاسَ فِی عَھْدِ النبیِّ ﷺ یَبْتَاعُونَ جِزَافاً یعنی الطَّعَامَ یُضْرَبُونَ اَنْ یَبِیْعُوہُ فی مَکَانِھِمْ حتی یُؤوُوْہُ اِلٰی رِحَالِھِمْ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا کہ لوگوں کو اس پر تنبیہ کی جاتی تھی جب وہ غلہ کا ڈھیر (بغیر ناپ تول کے) خرید کر اپنے ٹھکانے پر لانے سے پہلے اس کو بیچ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۸۶ تا ص ۲۸۷، و مر الحديث ص ۲۸۵، و یاتی ص ۲۸۹، و ص ۱۰۱۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیع فاسد پر حاکم اسلام تنبیہ کر سکتا ہے، سزا دے سکتا ہے بیع قبل القبض کی تفصیل حدیث ۲۰۰۳ر کے تحت گذر چکی ہے جمہور ائمہ علی الاطلاق بیع قبل القبض کو ناجائز کہتے ہیں صرف امام مالکؒ سے منقول ہے کہ جو چیز جزاف یعنی بغیر ناپ تول خریدی جائے اس کو قبضہ سے پہلے بیچ سکتا ہے یہی امام اوزاعی اور اسحاقؒ سے منقول ہے۔ تفصیل کے لئے حدیث ۲۰۰۳ر ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بابٌ ۱۳۳۵ اِذَا اشْتَرٰی مَتَاعاً اَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهٗ عِنْدَ البَائِعِ فَبَاعَ اَوْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ یُقْبَضَ﴾

وَقَالَ ابنُ عُمَرَؓ مَا اَدْرَکَتِ الصَّفْقَةُ حَیًّا مَجْمُوعاً فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ.

جب کسی شخص نے کوئی سامان یا چوپایہ خریدا اور اس کو بائع ہی کے پاس رکھ دیا پھر مبیع یعنی سامان تلف ہو گیا یا جانور مر گیا قبضہ سے پہلے؟

(تو کیا حکم ہے؟ یہ تلف و نقصان بائع کا ہو گا یا مشتری کا؟)

مصنف نے کوئی حکم نہیں بیان کیا چونکہ اس میں اختلاف ہے۔

وقال ابن عمرؓ اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ بیع کے وقت جو مال زندہ صحیح سلامت تھا تو وہ مشتری کا ہے۔

۲۰۱۴﴿ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بنُ مُسْهِرٍ عن هِشَامٍ عن اَبِیْهِ عن عَائِشَةَ قالتْ لَقَلَّ یومٌ کانَ یَاتِی عَلَی النبیِّ ﷺ اِلَّا یَاتِی فِیْهِ بَیْتَ اَبِی بَکْرٍ اَحَدَ طَرَفَیِ النَّهَارِ فلمّا اُذِنَ لَهٗ فی الخُرُوجِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَمْ یَرُعْنَا اِلَّا وَقَدْ اَتَانَا ظُهْراً فَخُبِّرَ بِهٖ اَبُوبَکْرٍ فقالَ مَاجَاءَ نَا النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فی هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا لِاَمْرٍ حَدَثَ

فلمّا دَخلَ عَليهِ قال لِأبي بَكْرٍ اَخرِجْ مَا عِندَكَ قال يارسولَ الله اِنّما هُمَا ابنتاى يعنى عَائِشَةَ وَاَسمَاءَ قال اَشعَرتَ اَنّهُ قد اُذِنَ لِي فى الخُرُوجِ قال الصُّحبَةَ يارسولَ الله قال الصُّحبَةَ قال يارسولَ الله اِنّ عِندِى نَاقَتَينِ اَعدَدْتُهُمَا لِلخُرُوجِ فخُذْ اِحدَاهُمَا فقال قَدْ اَخذتُها بالثّمنِ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کوئی دن کم گذرتا کہ آپ ﷺ صبح یا شام ابوبکرؓ کے گھر نہ آئیں پھر جب آپ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم مل گیا تو ہم صرف اسی وقت گھبرائے جب آپ ﷺ ظہر کے وقت (یعنی دوپہر کے وقت) تشریف لائے (کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کا تشریف لانا خلاف معمول تھا آپ ﷺ کے آنے کا وقت صبح تھا یا شام) پھر ابوبکرؓ کو آپ ﷺ کے بارے میں اطلاع دی گئی تو کہنے لگے کہ اس وقت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہیں تو کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے۔

پھر جب آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا جو لوگ تمہارے پاس ہیں ان سے کہو کہ باہر جائیں ابوبکرؓ نے فرمایا یارسول اللہ یہاں کوئی غیر آدمی نہیں ہے صرف میری دو بیٹیاں ہیں یعنی عائشہؓ اور اسماءؓ، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے ابوبکرؓ نے کہا یارسول اللہ صحبت (رفاقت) چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ تم کو ساتھ لوں، ابوبکرؓ نے فرمایا یارسول اللہ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں ان دونوں کو میں نے سفر کے لئے تیار کر رکھا ہے ان دونوں میں سے ایک آپ لے لیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے قیمت سے لی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان لها جزأين اما دلالته على الجزء الاول فظاهرة لانه ﷺ لما اخذ الناقة من ابى بكرؓ بقوله قد اخذتها بالثمن الذى هو كناية عن البيع تركه عند ابى بكرؓ فهذا يطابق قوله فتركه عند البائع" اما دلالته على الجزء الثانى وهو قوله او مات قبل ان يقبض فبطريق الاعلام ان حكم الموت قبل القبض حكم الوضع عند البائع قياسا عليه. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۷، ومر مختصراً ص ۶۸، ويأتى ص ۳۰۱، وص ۳۰۷، وص ۵۵۲، وص ۵۸۷، وص ۸۶۴، وص ۸۹۸۔

مقصد امام بخاریؒ نے کوئی حکم بیان نہیں کیا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ کا اثر نقل کر کے شاید اپنا رجحان ومیلان بتا دیا کہ قبضہ سے پہلے بائع کے پاس اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو مشتری کا مال گیا جیسا کہ جملہ ہے فهو من المبتاع اى من المشترى یعنی مشتری کا مال تلف ہوا بائع پر تاوان نہیں۔

۲ حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اگر قبضہ سے پہلے مال ہلاک ہوگیا تو بائع کا مال تلف ہوا مشتری پر ثمن واجب نہیں۔

۳۔ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک من المشتری. قاله ابن بطال.
معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کا مقصد حنابلہ کی تائید و موافقت ہے۔ واللہ اعلم

باب ۱۳۳۶ لایبیع علی بیع اخیه ولا یسوم علی سوم اخیه حتی یاذن له او یترک

اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، اور نہ اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرے یہانتک کہ وہ اجازت دیدے یا چھوڑ دے۔

تشریح بیع پر بیع کی صورت یہ ہے کہ ایک دوکاندار یعنی بائع نے ایک چیز زید کے ہاتھ فروخت کی خیار کے ساتھ اب کوئی شخص بائع سے کہے کہ تم زید سے بیع فسخ کردو میں زیادہ قیمت دوں گا یا اگر مشتری نے خیار کے ساتھ خریدا ہے تو اب کوئی شخص مشتری سے کہے تم بیع کو فسخ کردو میں یہ چیز سستے یعنی کم قیمت میں دوں گا یہ ناجائز اور باعث گناہ ہے۔

دوسری صورت ولایسوم علیٰ سوم اخیه کی یہ ہے کہ ایک سامان کے متعلق بائع اور مشتری کے درمیان دام طے ہوگیا قیمت طے ہوگئی اب صرف ایجاب وقبول، لینا دینا باقی ہے اب کوئی شخص درمیان میں کہے بائع سے کہ میں اس سامان کی قیمت زیادہ دوں گا یا مشتری سے کہے کہ میں کم قیمت سے یہ سامان دوں گا، یہ صورت بھی ناجائز و حرام و باعث گناہ ہے۔
ہاں مشتری چھوڑ دے یا تیسرے سے کہے کہ تم لے لو میں نہیں لوں گا تو لینے کی اجازت ہے اور جائز ہے۔ واللہ اعلم

۲۰۱۵ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن نَافِعٍ عن عبدِاللهِ بنِ عُمَرَ انَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قال لايَبِيْعُ بَعْضُكم عَلىٰ بَيْعِ اَخِيْهِ

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

(تشریح گذر چکی، باب کے تحت غور سے دیکھئے)

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة للجزء الاول ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۸۷، ويأتي ص۲۸۹، وفي النكاح ص۷۷۲، واخرجه مسلم، ابوداؤد، نسائي في البيوع واخرجه ابن ماجه في التجارات.

۲۰۱۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِاللهِ حَدَّثَنا سُفْيانُ حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال نَهىٰ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَن يَبِيْعَ حاضِرٌ لِبادٍ وَلَا تَناجَشُوا

وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ اَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ اَخِيهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہر والا کسی دیہاتی (یعنی باہر سے آنے والا سوداگر) کا مال بیچے، اور آپ ﷺ نے فرمایا دھوکہ دینے کے لئے قیمت مت بڑھاؤ اور کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، اور نہ کوئی پیغام دے اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اور نہ کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے، (یعنی طلاق دلوائے) تاکہ اس کے منہ کا نوالہ اپنے منہ میں پڑ جائے۔ (اس کا نفقہ و معاشرہ حاصل کرلے)

تشریح اس حدیث میں پانچ مسائل ہیں۔

۱ بیع الحاضر لباد: بادی سے مراد باہر سے آنے والا خواہ وہ آنے والا سوداگر کسی دیہات کا ہو یا اس شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا، لیکن چونکہ عام طور پر دیہات ہی سے غلہ وغیرہ فروخت کرنے کے لئے شہر میں آتا ہے اس لئے اس کا ترجمہ دیہاتی کرلیا جاتا ہے۔

حدیث مذکور کا یہ پہلا مسئلہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ باہر سے کوئی سوداگر مال فروخت کرنے کے لئے شہر میں آوے اور اس شہر کا کوئی آدمی اس سوداگر سے کہے کہ تم اپنا مال میرے پاس چھوڑ دو میں آہستہ آہستہ مہنگا بیچ دوں گا اب اگر قحط کا زمانہ ہو تو بالاتفاق ایسا کرنا ناجائز ہوگا کیونکہ باہر والا اگر از خود فروخت کرے گا تو سستا فروخت کرے گا اسی کو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض. (مسلم ثانی)

اختلاف ائمہ لیکن اگر قحط کا زمانہ نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے: (۱) حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ یہ بیع دو شرط سے حرام ہے، ۱ یہ کہ شہری عالم ہو یعنی اس بیع کے ناجائز ہونے سے واقف ہو۔ ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اس کی حاجت ہو، پس اگر ایسا کرنے والا شہری عالم نہیں یا شہر والوں پر ایسا کرنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا تو حرام نہیں ہوگا۔

۲ امام اعظم اور حضرت مجاہد و عطاءؒ کے نزدیک اس قسم کی بیع جائز ہے کیونکہ باہر سے آنے والے سوداگر کی خیر خواہی اور معاونت ہے اور ارشاد نبوی ہے الدین النصیحة.

۳ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ احادیث کے پیش نظر اس قسم کی بیع مناسب نہیں مگر اگر بیع کرلی گئی تو سب کے نزدیک بلا اختلاف منعقد ہو جائے گی۔

محاکمہ احادیث کے پیش نظر حق یہ ہے کہ مطلقاً ناجائز کہنا درست نہیں، امام نوویؒ کا اس مقام پر خفگی ظاہر کرنا غلط ہے۔ حضرات احناف کی نظر تمام احادیث پر ہے اس لئے ممانعت کی حدیثیں یا تو منسوخ ہیں جیسا کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں شرعی مصلحت کے پیش نظر عدم جواز کا حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ممانعت سے مراد مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے تصریح کی ہے کہ اگر شہری کا بیع کر دینا بالاجرت ہو تو ناجائز، ورنہ جائز ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حدیث غذر پر محمول ہے کہ اگر شہری کا مقصد آنے والے بادی کو فریب دے کر مال کو روکنا ہے تو بلاشبہ عندالاحناف بھی ناجائز اور حرام ہے لیکن اگر صرف خیر خواہی مقصود ہو تو بلاشبہ جائز ہے **لقول النبی صلی الله علیه وسلم الدین النصیحة۔**

دوسرا مسئلہ ہے: "**ولاتناجشوا**" اس کا عطف مقدر پر ہے ای نہی **رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یبیع حاضر لباد وقال لاتناجشوا**" مضارع کا صیغہ ہے اصل میں تھا "**لاتتناجشوا**" **من النجش بفتح النون والجیم الخ (عمدہ)** یعنی نون اور جیم دونوں پر فتحہ ہے نیز بسکون الجیم بھی منقول ہے۔

نجش کے معنی برانگیختہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں نجش الصید شکار کو بھڑکانا، نجش فی البیع کے معنی ہیں مبیع کی تعریف میں مبالغہ کر کے قیمت میں بڑھانا یعنی لینے کی خواہش نہ ہو صرف مشتری کو دھوکہ دینے کی غرض سے قیمت بڑھا دے تو چونکہ یہ دلالی فریب پر محمول ہے اس لئے ناجائز ہے ہاں نیلام کی صورت جائز ہے چونکہ مقصد خریدنا ہوتا ہے کسی کو ابھارنا اور فریب دینا مقصد نہیں ہوتا ہے۔

مگر یہ کراہت وممانعت اس صورت میں ہے جب مشتری نے اس کی واقعی قیمت لگادی ہو لیکن اگر مشتری نے کم قیمت لگائی ہو اور ناجش نے قیمت بڑھا کر صحیح قیمت لگادی تو یہ نجش ممنوع نہیں **اذا کانت السلعة بلغت قیمتها اما اذا لم تبلغ لایکره لانتفاء الخداع۔** (شامی ج ۴، ص ۱۳۲)

تیسرا مسئلہ ہے: "**لایبیع الرجل علی بیع اخیه**" باب کے ذیل میں تقریر گذر چکی۔

چوتھا مسئلہ ہے: "**لایخطب علی خطبة اخیه**" یعنی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے، مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا پیغام دیا اور رشتہ طے ہو گیا تو کسی دوسرے کے لئے نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں، لیکن اگر پیغام دیا اور ابھی رشتہ طے نہیں ہوا یا عدم رجحان ومیلان کا علم ہوا یا خاطب اول کے رد کرنے کا علم ہوا تو دوسرے کے لئے پیغام دینا جائز ہے۔

پھر جس صورت میں منع وارد ہے یعنی رشتہ طے ہو چکا ہے اور عورت نے پیغام اول کو قبول کر لیا ہے پھر بھی یعنی ممنوعہ صورت میں دوسرے نے نکاح کر لیا تو یہ شخص گنہگار ہوگا مگر نکاح عندالجمہور صحیح ہو جائے گا امام داؤد ظاہریؒ کے نزدیک ناجائز واجب الفسخ ہے ایک روایت امام مالکؒ سے بھی فسخ کی ہے بہر حال شافعیہ، حنفیہ وجمہور کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ اعلم

باب کا پانچواں اور آخری مسئلہ: **لاتسال المرأة الخ** یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی عورت اپنی بہن کے طلاق کا مطالبہ کرے۔ یعنی کوئی عورت کسی مرد کو کہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو تو میں تم سے نکاح

کرلوں گی۔ ظاہر ہے کہ یہ ناجائز وحرام ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے اس کی یہ صورت بھی بتائی ہے کہ ایک شخص کے پاس دو بیویاں ہیں اس میں سے ایک خاوند سے کہے کہ اس کو یعنی میری سوکن کو طلاق دیدو۔ یہ صورت بھی ناجائز وحرام ہے۔ والاول اولیٰ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۳۳۷ بَیْعِ الْمُزَایَدَۃِ﴾

وَقَالَ عَطَاءٌ اَدْرَکْتُ النَّاسَ لَایَرَوْنَ بَاْساً بِبَیْعِ الْمَغَانِمِ فِیْمَنْ یَزِیْد

نیلام کا بیان

اور عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا کہ میں نے تو لوگوں کو دیکھا کہ اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ اموال غنیمت اسکے ہاتھ بیچیں جو زیادہ قیمت دے۔ (یعنی نیلامی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔)

تشریح مزایدہ زیادۃ سے مفاعلۃ کے وزن پر ہے، یہاں مراد یہ ہے کہ دو شخص یا دو سے زیادہ اشخاص کسی چیز کو خریدنا چاہتے ہوں اور وہ لوگ چیز کی قیمت ایک دوسرے سے زیادہ لگائیں جس کو ہمارے عرف میں نیلام کہا جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں بالکل جائز ہے۔

۲۰۱۷﴿حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ الْمُکْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَجُلاً اَعْتَقَ غُلَاماً لَہٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَہُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ یَشْتَرِیْہِ مِنِّی فَاشْتَرَاہُ نُعَیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بِکَذَا وَکَذَا فَدَفَعَہٗ اِلَیْہِ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد کردیا (یعنی مدبر بنادیا) پھر وہ شخص محتاج ہوگیا (یعنی اس مدبر غلام کو فروخت کرنے کی حاجت ہوگئی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو لیا اور فرمایا اسے کون خریدتا ہے مجھ سے؟ اس پر حضرت نعیم بن عبد اللہ نے اتنے اور اتنے (یعنی آٹھ سو درہم) میں خرید لیا تو آپ ﷺ نے وہ غلام انہیں دیدیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "من یشتریہ منی"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۸۷، ویاتی الحدیث ص ۲۹۷، وص ۳۲۳، وص ۳۲۵، وص ۳۴۴، وص ۹۹۴، وص ۱۰۲۷، وص ۱۰۶۶، واخرجہ مسلم وابوداؤد، والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

مقصد امام بخاریؒ بیع مزایدہ یعنی نیلام کا استثناء کررہے ہیں کہ بیع علی البیع جو ناجائز اور ممنوع ہے اس میں بیع مزایدہ داخل نہیں ہے یعنی نیلام جائز ہے۔

۲ نیز بیع مزایدہ لایسوم علی سوم اخیہ میں بھی داخل نہیں کیونکہ ممانعت کا تعلق اس وقت ہے جب قیمت طے پا جائے اور سامان کا مالک اس قیمت کی طرف مائل ہو لیکن بیع مزایدہ ان دونوں سے الگ ہے اس لئے جائز ہے۔

مدبر کی بیع مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کے مالک نے یہ کہدیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے مدبر کی دو قسم ہے (۱) مدبر مطلق، (۲) مدبر مقید۔

مدبر مقید وہ غلام ہے جس کو مالک نے کسی خاص بیماری یا کسی خاص وقت تک مرنے پر معلق کیا ہو، مدبر مقید کا حکم یہ ہے کہ مولیٰ اس میں تصرف کرسکتا ہے، فروخت کرسکتا ہے، اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے لاخلاف فیہ۔

مدبر مطلق میں اختلاف ہے (۱) شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مقید اور مطلق کا حکم یکساں ہے مولیٰ بیع کرسکتا ہے۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک مدبر مطلق کے اندر مولی تصرف نہیں کرسکتا ہے مطلق کی بیع جائز نہیں۔

حدیث جابر کا جواب ۱ ہوسکتا ہے کہ وہ مدبر مقید ہو اور قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال.

۲ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المدبر لایباع ولا یوھب وھو من الثلث (دارقطنی) مطلب یہ ہے کہ وہ تہائی مال میں سے آزاد ہوگا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ اس غلام کا نام یعقوب تھا جس کا انتقال عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے پہلے سال ہوا۔

۳ یہ مدبر کی بیع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کو اپنی ولایت عامہ کے تحت وہ اختیارات حاصل تھے جو امت کے دوسرے افراد کو حاصل نہیں تھے لہذا اس ولایت عامہ کے تحت آپ ﷺ نے اس کی تدبیر کو منسوخ فرما کر اس کی بیع کردی۔

۴ اصل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مدبر کی ذات کو فروخت نہیں کیا تھا بلکہ اس کی خدمت فروخت کی تھی لیکن راوی نے اس کو بیع سے تعبیر کردیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سنن دارقطنی کی کتاب المکاتب میں ابو جعفر کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"شہدت حدیث جابر انما باع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمة المدبر لاعینه" اس روایت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عین عبد کو فروخت نہیں کیا تھا بلکہ خدمت عبد کو فروخت کیا تھا لہذا اس روایت کی بنیاد پر مدبر کی بیع کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ (درس ترمذی جلد چہارم ص ۷۳)

﴿ بَابُ ۱۳۳۸ النَّجْشِ وَمَنْ قَالَ لَایَجُوزُ ذٰلِكَ الْبَیْعُ ﴾

وقال ابنُ اَبِی اَوفٰی النَاجِشُ آکِلُ الرِّبوا خائِنٌ وھو خِداعٌ باطِلٌ لایَحِلُّ قال النبیُّ ﷺ الخَدِیْعَةُ فِی النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنا فَھُوَ رَدٌّ.

نجش (بفتح النون وسکون الجیم) کا بیان اور جس نے کہا یہ بیع جائز نہیں

(یعنی خریدار کو دھوکہ دینے کیلئے مبیع کی قیمت بڑھانا جبکہ لینے کا بالکل ارادہ نہ ہو)

اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا ناجش سود خوار اور چور کے مانند ہے نجش فریب ہے باطل ہے بالکل جائز نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا (فریب) جہنم میں لے جائے گا اور جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

۲۰۱۸ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عنِ النَّجْشِ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۷، ويأتي ص ۱۰۳۰۔

تشریح: تشریح اور تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے حدیث ۲۰۱۶ کا دوسرا مسئلہ۔

﴿بابٌ ۱۳۳۹ بَيْعِ الغَرَرِ وَحَبَلِ الحَبَلَةِ﴾

دھوکے کی بیع، اور حمل کے حمل کی بیع کا بیان

۲۰۱۹ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عن بَيْعِ حَبَلِ الحَبَلَةِ وَكانَ بَيْعاً يَتَبايَعُه أَهلُ الجاهِلِيَّةِ كانَ الرَّجُلُ يَبْتاعُ الجَزُورَ إلى أن تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثم تُنْتَجُ الَّتِي في بَطْنِها.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا اور وہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیت کرتے تھے (یعنی زمانہ جاہلیت میں یہ رائج تھی) کہ ایک شخص اونٹ یا اونٹنی خریدتا اور قیمت دینے کی میعاد یہ مقرر کرتا کہ اونٹنی جنے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بڑے ہو کر جنے۔

حبل الحبلہ کی دوسری تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ کسی حاملہ اونٹنی کے حمل کو فی الحال فروخت کرے مثلاً اس طرح کہے کہ اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے پیٹ کے بچہ کو میں نے تیرے ہاتھ پانچ سو روپے میں بیچا یہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ مجہول اور معدوم کی بیع ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للجزء الثانی للترجمة ظاهرة بل هي جزء من الحديث.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۷، ویاتی الحدیث ص ۳۰۰، وص ۵۴۲، واخرجه ابوداؤد والنسائی فی البیوع.

تشریح الفاظ الغَرَر بفتح الغين المعجمة وبرائين اولاهما مفتوحة. حَبَل الحَبَلَة دونوں لفظوں میں حا اور با، مفتوح ہیں، وقيل هو بسكون الموحدة في الاول (قس) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وحكي النووي اسكان الباء في الاول وهو غلط والصواب الفتح. (عمدہ)

جزور بفتح الجيم بمعنی اونٹ مذکر ہو یا مؤنث، حبل مصدر ہے بمعنی حمل، لفظ حبل کا استعمال انسانوں کے علاوہ کسی جانور کے لئے نہیں ہوتا، سوائے اس حدیث کے، حیوانات کے لئے لفظ حمل لایا جاتا ہے۔

حبلة حابل کی جمع ہے جیسے کافر کی جمع کفرہ، فاجر کی فجرہ، کما فی القرآن الحکیم هم الكفرة الفجرة.

توضیح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ حبل الحبلة حاملہ کے حمل کی بیع سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں، ۱ ایک شخص کوئی سامان فروخت کرے اور ثمن کی ادائیگی کے لئے مدت اس طرح مقرر کرے کہ یہ حاملہ اونٹنی جنے پھر اس کا بچہ (جنین) حاملہ ہو کر بچہ جنے۔

تو چونکہ اس صورت میں ادا ثمن کی مدت غیر معین اور مجہول المیعاد ہے اس لئے ناجائز ہے اور بیع فاسد ہے یہی تفسیر راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے كان اهل الجاهلية يتبايعون لحم الجزور الخ یعنی حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹ کا گوشت بیچتے تھے حبل الحبلہ تک اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی جنے پھر وہ بچہ حامل ہو کر جنے اس کو نتاج النتاج کہتے ہیں۔

۲ دوسرا قول حبل الحبلہ کی تفسیر میں یہ ہے کہ حاملہ اونٹنی کے بچے کی بیع نقد ہو، بہرحال یہ بیع باطل ہے کیونکہ مبیع معدوم و مجہول ہے کیونکہ احتمال ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے پیٹ پھولا ہوا ہو، نیز غیر مقدور التسلیم ہے اور صحت بیع کے لئے مبیع کا معلوم اور مقدور التسلیم ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حبل الحبلہ کی مذکورہ دونوں صورتوں میں بیع ناجائز اور باطل ہے چونکہ ہر دو صورت میں احتمال ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مر جائے، پھر اگر زندہ بھی نکلا تو مدت معلوم نہیں۔

باب ۱۳۴۰ بَيْعِ المُلَامَسَةِ وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عنه

بیع ملامسہ کا بیان، اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے

(بیع ملامسہ کی تفسیر خود حدیث پاک میں آ رہی ہے)

۲۰۲۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ

سَعْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الخُدْرِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم نهٰی عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِیَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثوبَهُ بِالبَیْعِ اِلَی الرَّجُلِ قَبلَ اَنْ یُقَلِّبَهُ اَوْ یَنْظُرَ اِلَیْهِ وَنَهٰی عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَایَنْظُرُ اِلَیْهِ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے منع فرمایا ہے اور وہ منابذہ یہ ہے کہ بائع اپنے کپڑے کو خریدار کی طرف پھینک دے قبل اس کے کہ وہ خریدار اس کو الٹ پلٹ کرلے یا دیکھ لے (یعنی بغیر دیکھے خریدار لے لے کیونکہ یہی شرط طے پائی تھی) اور آپ ﷺ نے بیع ملامسہ سے منع فرمایا اور ملامسہ خریدار کا بغیر دیکھے کپڑے کو چھو دے ہاتھ لگادے۔ (تو بیع ہوگئی)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "نهٰی عن الملامسة"۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۷، مسلم ج ۲ ص ۲۔

تشریح ملامسہ اور منابذہ دونوں اصل میں باب مفاعلت کا مصدر ہے لَمس کے معنی ہیں مس کرنا چھونا، پس جانبین سے لمس کرنے کو ملامسہ کہیں گے۔ اور نبذ کے معنی پھینکنے کے آتے ہیں پس جانبین سے نبذ کو منابذہ کہیں گے۔

بیع ملامسہ کی اصطلاحی تعریف میں ائمہ عظام کے الفاظ مختلف ہیں:

۱۔ یہ کہ بائع ایک کپڑا لپٹا ہوا لادے یا اندھیرے میں لیکے آئے اور خریدار اس کو چھولے، ہاتھ لگادے اس پر بائع خریدار سے کہے کہ میں نے اس کپڑے کو تیرے ہاتھ اتنے میں فروخت کیا اس شرط پر کہ تیرا چھونا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھ لے تو دیکھنے پر تجھ کو خیار رویت نہیں ہوگا۔

۲۔ دوسری تعریف نفس لمس (چھونے) کو بیع قرار دی جائے مثلاً بائع اپنے ہاتھ میں کپڑا لئے ہوئے مشتری سے کہے کہ جب تو اس کو چھولے تو تیرے ہاتھ اتنے میں بک گیا یعنی بیع ہوگئی۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ لمس سے خیار مجلس قطع کی جائے۔ تینوں صورتوں میں یہ بیع باطل ہے کیونکہ پہلی صورت میں خیار رویت اور خیار قبول مفقود ہے اور دوسری صورت میں عقد بیع میں بیع کا رکن قبول مفقود ہے اور تیسری صورت میں خیار مجلس کی نفی کی شرط پر عقد بیع ہوئی۔

اس کے علاوہ ملامسہ اور منابذہ کی تفسیر امام مالکؒ سے مؤطا میں ہے الملامسة ان یلمس الرجل الثوب ولاینشره ولایتبین ما فيه او يبتاعه ليلا ولايعلم مافيه. یعنی خریدار بائع کا کپڑا چھولے اور کھول کھال کر نہ دیکھے کہ اس میں کیا ہے؟ کٹا پھٹا ہے یا درست ہے؟ دوسری صورت یہ ہے کہ رات کو خرید لے اور یہ نہ معلوم کرسکے کہ اس میں کیا ہے حدیث مذکور میں امام بخاریؒ کی تفسیر ہے الملامسة لمس الثوب لاينظر اليه''۔

بہرحال صرف لفظی اختلافات ہیں مفہوم قریب قریب ہے کہ ہر صورت میں دھوکا ہے اور ہر وہ بیع جس میں غرر

ودھوکا ہو وہ باطل ہے، اسی طرح منابذہ کی بھی تین صورتیں منقول ہیں ایک تو یہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دی جائے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اتنے میں فروخت کیا اور جب میں تیری طرف پھینک دوں تو بیع لازم ہو جائے گی اور تجھ کو اختیار نہ ہوگا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ پھینکنے سے مراد کنکری کا پھینکنا ہے جس کو بیع الحصاۃ کہتے ہیں۔

۲۰۲۱﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عبدُ الوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عن محمَّدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال نُهِيَ عن لِبْسَتَيْنِ اَن يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ في الثوبِ الواحِدِ ثمَّ يَرْفَعُهُ عَلَى مَنْكِبِهِ وعن بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دو طرح کے لباس ممنوع ہیں ایک یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں احتبا کرے پھر اس کو کاندھے پر ڈال لے (کہ شرمگاہ کھلی رہے) اور دو بیع ممنوع ہیں ملامسہ اور منابذہ۔

احتباء: احتبا یہ ہے کہ سرین پر بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کو کھڑا کرلے اور ہاتھ سے دونوں پنڈلیوں کو باندھ لے یا کسی کپڑے سے پیٹھ اور پنڈلیوں کو باندھ لے نیچے کوئی پائجامہ وغیرہ نہ ہو لیکن اگر کوئی پائجامہ یا تہبند نیچے ہو تو احتبا ممنوع نہیں۔ یہ مسئلہ گذر چکا ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۸۰۔

ملامسه ومنابذه: باب کی تشریح ملاحظہ فرمایئے، یعنی حدیث ۲۰۲۰ کی تشریح۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اللِماس".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۸۷، ومسلم ثانی ص ۲۔

﴿بابُ[۱۳۴۱] بَيعِ المُنَابَذَةِ وَقال انَسٌ نَهَى النبيُّ ﷺ عنهُ﴾

بیع منابذہ کے بیان میں، اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ
نبی اکرم ﷺ نے اس منابذہ سے منع فرمایا ہے

۲۰۲۲﴿حَدَّثَنَا اِسمَاعِيلُ قال حَدَّثَنِي مالِكٌ عن محمَّدِ بنِ يَحْيَ بنِ حَبَّانَ وعن اَبي الزِّنَادِ عن الاَعرَجِ عن اَبي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهَى عن المُلَامَسَةِ وَالمُنَابَذَةِ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والمنابذة".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۸۸، ومر الحدیث ص ۵۳، وص ۸۲، وص ۲۸۷، ویاتی الحدیث ص ۸۶۵، وص ۸۶۶، ومسلم ثانی ص ۲۔

۲۰۲۳﴿ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عبدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عَطاءِ بنِ يَزِيْدَ عن اَبِي سَعِيْدٍ قال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن لِبْسَتَيْنِ وَعن بَيْعَتَيْنِ الْمُلامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا اور دو بیعوں بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "والمنابذة".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۸۸، مر الحدیث ص ۵۳، وص ۲۶۷، وص ۲۸۷، ویاتی الحدیث ص ۸۶۵، وص ۸۶۶، وص ۹۳۷۔

﴿ بَابُ [۱۳۴۲] النَّهْيِ لِلْبَائِعِ اَنْ لاَيُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ ﴾

وَالْمُصَرَّاةِ الَّتِى صُرِّىَ لَبَنُهَا وحُقِنَ فِيْهِ وجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ اَيَّامًا وَاَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ منه صَرَّيْتُ الْمَاءَ إِذَا حَبَسْتَهُ.

بائع کیلئے اس بات سے ممانعت کا بیان کہ اونٹ، گائے، بکری اور ہر تھن والے جانور کا دودھ جمع کرے

اور مصراۃ وہ جانور ہے جس کے تھن میں دودھ روک لیا گیا اور بند کر دیا گیا اور جمع کیا گیا ہو کئی دن دوہا نہ گیا ہو اور تصریہ کی اصل یعنی لغوی معنی ہے پانی روکنا اسی سے ہے صرّیتُ الماء جب تم پانی روک لیتے ہو تو کہتے ہو صرّیت الماء میں نے پانی روک لیا۔

تحقیق مصرّاۃ: مصرّاۃ بضم المیم وفتح الصاد وتشدید الراء اسم مفعول ہے باب تفعیل سے صری یصری تصریۃ فھو مصراۃ، جیسے غشی یغشی تغشیۃ سے مغشاۃ، اور زکی یزکی تزکیۃ سے اسم مفعول مزکاۃ ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں اونٹنی یا بکری وغیرہ کا بائع یہ حرکت کرتا تھا کہ جب جانور بیچنا ہوتا تو دو یا تین دن اس کا دودھ نہیں نکالتا بلکہ چھوڑ دیتا اور یہ طریقہ کہیں کہیں اب بھی ہے کہ دودھ نکالنا چھوڑ دیتے ہیں، تا کہ تھن بڑا دیکھ کر خریدار قیمت زیادہ دے۔ یہ تصریہ دراصل ایک فریب اور دھوکہ ہے اس لئے شریعت نے ناجائز و حرام قرار دیا لیکن اگر تصریہ سے کسی کو دھوکہ دینا مقصود نہ ہو اور ایک دو روز تھن میں دودھ جمع کرے مہمان کی خاطر اور جانور کو کوئی خاص ضرر نہ ہو تو تصریہ جائز ہے ممنوع نہیں۔

۲۰۲۴﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيْعَةَ عنِ الاَعْرَجِ قال اَبُوهُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لاتُصَرُّوا الاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهُ بِخَيرِ النَّظْرَيْنِ بعدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ ويُذْكَرُ عن اَبِى صالِحٍ وَمُجاهِدٍ وَالوَلِيْدِ بنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى بنِ يَسَارٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم صاعَ تَمْرٍ وَقال بَعْضُهُمْ عنِ ابنِ سِيْرِيْنَ صَاعاً مِن طَعَامٍ وَهُو بِالخِيارِ ثَلاثاً وَقال بَعْضُهُمْ عنِ ابنِ سِيْرِيْنَ صَاعاً مِن تَمْرٍ وَلَم يَذْكُرْ ثَلاثاً وَالتَّمْرُ اَكْثَرُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو پھر اگر روکنے کے بعد اس جانور (مصراۃ) کو کسی نے خریدا تو دودھ دوھنے کے بعد دو باتوں میں جو بہتر معلوم ہو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور (دودھ کا بدل) دیدے۔ اور ابوصالح اور مجاہد اور ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار سے منقول ہے یہ حضرات حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کا ایک صاع نقل فرمایا ہے اور بعضوں نے ابن سیرینؒ سے ایک صاع غلہ نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ خریدار کو تین دن تک اختیار ہوگا اور بعضوں نے ابن سیرینؒ سے ایک صاع کھجور نقل کیا ہے اور تین دن کے اختیار کا تذکرہ نہیں کیا اور کھجور والی روایت اکثر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لاتصرّوا الابل والغنم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۸۸، ويأتى ايضاً ص ۲۸۸، //۔

۲۰۲۵﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قال سَمِعْتُ اَبِى يقولُ حَدَّثَنا اَبُوعثمانَ عن عبدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال مَنِ اشْتَرىٰ شاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعاً مِن تَمْرٍ وَنَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ تُلَقَّى البُيُوعُ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے محفلہ یعنی مصراۃ بکری خریدا پھر اس کو لوٹائے تو اس کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر مال لانے والوں سے خریدنا منع فرمایا ہے۔

(یہ تلقی بیع کا مسئلہ عنقریب آرہا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من اشترى شاة محفلة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۶، ويأتي ص۲۸۹۔

۲۰۲۶﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يوسُفَ اَخبرنا مَالِكٌ عن اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لَاتَلَقَّوا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعاً مِنْ تَمْرٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ والوں سے (جو مال بیچنے کو لائیں) آگے جا کر نہ ملو اور کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش بھی نہ کرو اور بستی والا باہر والے کا (روک کر) نہ فروخت کرے اور بکریوں کے تھن میں دودھ (خریدار کو دھوکہ دینے کے لئے) جمع نہ کرو اور جس نے اس مصراۃ بکری کو خریدا تو اس کو دودھ دوہنے کے بعد دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا اگر اس مصراۃ سے راضی ہے تو اس کو روک لے اور اگر ناپسند ہے تو اس کو واپس لوٹا دے اور ایک صاع کھجور دے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولاتصروا الغنم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۸، ومر الحديث ص۲۸۷، ويأتي ص۲۸۹، وص۳۷۶، ۔۔۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اونٹ ہو یا بکری، گائے ہو یا بھینس خریدار کو دھوکا دینے کی نیت سے اگر دودھ تھن میں روکتا و جمع کرتا ہے یہ ناجائز و حرام ہے ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

تشریح | امام بخاریؒ نے اس باب میں تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں باب کی پہلی اور دوسری حدیث میں بیع مصراۃ کا مسئلہ ہے، اور تیسری حدیث میں پانچ مسائل ہیں: ۱۔ تلقي الركبان، ۲۔ بيع بعضكم على بيع بعض، ۳۔ تحريم النجش، ۴۔ بيع الحاضر لباد، ۵۔ بيع المصراة۔

۱۔ تلقي الركبان پر مستقل ص۲۸۹ پر باب آرہا ہے انشاء اللہ مفصل بحث آئے گی۔

۲۔ اور ۳۔ اور ۴۔ کیلئے ملاحظہ فرمائیے باب ۱۳۳۶ کی حدیث ۲۰۱۶۔ یہاں اصل مقصد بیع مصراۃ ہے۔

بيع مصرّاة: تصریہ ایک فریب اور دھوکا ہے اگر اس سے خریدار کو دھوکا دینا مقصود ہو تو ناجائز و حرام ہے لیکن اپنے اہل و عیال کے لئے یا مہمان وغیرہ کے لئے تھن میں دودھ روک لے، جمع کرے تو جائز ہے۔ صرف فروخت کر کے خریدار کو دھوکا دینے کے لئے تصریہ حرام ہے مگر اس ممانعت کے باوجود اگر کسی نے ایسی بیع کر لی تو چونکہ بیع کے تمام ارکان و شرائط پائے گئے اس لئے بیع منعقد ہو جائے گی لیکن مشتری کو جو دھوکا ہوا ہے اس پر مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق ہوگا یا

ردّ مبیع کا؟ اس میں فقہائے اسلام کے اقوال مختلف ہیں:

مذاہب ائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ اور تمام علماء کوفہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو مبیع (مصراۃ) لوٹانے کا حق نہیں کیونکہ مشتری نے مبیع مصراۃ سے جو دودھ نکالا ہے وہ مانع رد ہے، نیز ایک صاع کھجور یا ایک صاع غلہ کا لوٹانا بھی مشتری پر واجب نہ ہوگا قال الحنفية لايجوز للمشتري ان يرد ما اشتراه اذا وجدها مصراة مع لبنها ولا مع صاع تمر لفقده لان الزيادة المنفصلة المتولدة من المصراة وهو اللبن مانعة من ردها (قسطلانی ج ۵ ص ۱۳۲)

۲۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ وفی روایۃ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بلا اشتراط مشتری کو خیار حاصل ہوگا چونکہ تصریہ عیب ہے پس علم بالتصریہ کے بعد مشتری کو اختیار ہوگا کہ مبیع مصراۃ کو رکھ لے اور اگر مشتری چاہے تو واپس لوٹا دے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور بھی واپس کرنا ہوگا خواہ مصراۃ بڑا جانور ہو مثلاً اونٹنی، بھینس اور گائے، یا چھوٹا جانور ہو جیسے بکری بھیڑ، ہر حال میں مصراۃ جانور کے ساتھ ایک صاع کھجور لوٹا دے۔

دلائل ائمہ ثلاثہ یہ حضرات حدیث الباب سے استدلال کرتے ہیں کہ حدیث پاک میں فهو بالخيار سے ردّ مصراۃ ثابت ہوا اور صاعا من طعام سے معلوم ہوا کہ ردّ مصراۃ کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی لوٹانا پڑے گا۔

دوسری دلیل قیاس ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ بیع مصراۃ میں بائع نے تدلیس کیا ہے پس تصریہ بھی تدلیس کی طرح عیب ہوگا اور مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا۔

جوابات: علماء احناف فرماتے ہیں کہ حدیث مصراۃ چند وجوہ متروک العمل ہے:

۱۔ حدیث مصراۃ مضطرب ہے اسلئے کہ ایک روایت میں صاعاً من تمر ہے (مسلم) اور بعض روایت میں صاعا من طعام لاسمراء (مسلم) اور بعض روایت میں ہے فان ردّها رد معها مثلي لبنها او قال مثل لبنها (ابن ماجہ)

پس ردّ مصراۃ کی صورت میں دودھ کے بدلے بعض روایت سے ایک صاع کھجور اور بعض روایت سے مطلقاً غلہ اور بعض سے دودھ کا ایک مثل یا دودھ کا دو مثل لوٹانا پڑے گا۔

۲۔ یہ حدیث قواعد شرعیہ اور اصول عامہ کے خلاف ہے کیونکہ حدیث میں عام اصول الخراج بالضمان بتایا گیا ہے اور حضرات شوافع دودھ کے عوض میں کھجور دلاتے ہیں جو دودھ کا نہ تو مثل ہے اور نہ قیمت، مثل نہ ہونا تو ظاہر ہے اور قیمت اسلئے نہیں ہوسکتا ہے کہ شوافعؒ نے تصریح کی ہے کہ دودھ کم ہو یا زیادہ ایک صاع کھجور کافی ہے۔

۳۔ یہ حدیث قیاس صحیح کا مخالف ہے کیونکہ خیار میں ردّ مبیع کے لئے بالاتفاق یہ شرط ہے کہ مبیع میں کوئی نقصان عند المشتری نہ ہوا ہو حالانکہ مبیع مصراۃ مبیع کا دودھ نکالنے کے بعد ردّ مبیع کی اجازت دیتے ہیں اس لئے شوافعؒ کی قیاسی دلیل بھی درست نہیں۔

۴۔ حدیث مصراۃ پر عمل ربوا کی طرف مؤدی ہے۔

۵۔ عین عوض کی موجودگی غیر عوض کی واپسی لازم آتی ہے جو بالاتفاق جائز نہیں ان مفاسد کی وجہ سے فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حدیث ضمان سے معارض ہونے کی وجہ سے دیانت پر محمول ہے قضاء پر نہیں یعنی صرف دفع نزاع کے لئے کوئی حکم مقصود نہیں ہے۔

یا یہ حدیث ربوا کی حرمت سے قبل کی ہے اور نزول ربوا کے بعد منسوخ ہے۔ یہ حدیث عند العقد اشتراط بالخیار پر محمول ہے۔ اس صورت میں تمام روایات پر عمل ہوگا جو احناف کا اخذ بالحدیث کے اندر اصل الاصول ہے۔ پس حق یہ ہے کہ علم بالتصریہ کے بعد مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق ہوگا رد مبیع کا نہیں۔

دلچسپ حکایت علامہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ مسئلہ مصراۃ اور عمداً ترک تسمیہ کے بارے میں ایک حکایت نقل ہوتی آرہی ہے شافعیہ نے ایک جلسہ کیا اور مذہب حنفیہ کو عوام کے نظروں سے گرانے کے لئے یہ تجویز کی کہ عام مجمع میں ایک شخص سے مسئلہ مصراۃ پوچھا جائے پھر اس نے برملا جواب دیا کہ اس مسئلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوحنیفہؒ میں اختلاف ہوا ہے۔

اس کے جواب میں حنفیہ نے بھی ایک عام جلسہ کیا اور ایک شخص نے متروک التسمیہ عامداً کا مسئلہ پوچھا دوسرے نے کھڑے ہوکر جواب دیا کہ اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ اور امام شافعیؒ کے درمیان اختلاف ہوا ہے حق تعالیٰ نے تو فرمایا کہ جس جانور پر ذبح کے وقت ذکر اللہ نہ کیا جائے وہ مت کھاؤ حرام ہے مگر امام شافعیؒ نے کہا اس کو کھالو حلال ہے۔ پھر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

﴿بَابٌ [۱۳۴۳] اِنْ شَاءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وفی حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِن تَمْرٍ﴾

اگر خریدار چاہے تو مصراۃ بکری واپس کردے اور دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دیدے

۲۰۲۷﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عَمرٍو حَدَّثَنَا المَكِّيُّ حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ اَخبَرَنِي زِيَادٌ اَنَّ ثَابِتاً مَولَى عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ زَيدٍ اَخبَرَهُ اَنَّه سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَنِ اشتَرىٰ غَنَماً مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا اَمسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِن تَمْرٍ.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مصراۃ بکری خریدی پھر اس کو دوہا تو اگر اس کو پسند ہے تو اس کو رکھ لے اور اگر ناپسند ہو تو لوٹادے اور اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دیدے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۸، و مر الحديث ص ۲۸۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر کسی نے مصراۃ بکری خریدی اور اس کو دھوکہ معلوم ہوا یعنی دودھ دوہنے کے بعد ناپسند ہوئی تو لوٹا سکتا ہے اور دودھ نکالنے کی وجہ سے ایک صاع کھجور بھی دینا پڑے گا۔ یعنی امام بخاریؒ شافعیہ وحنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

﴿ باب ۱۳۴۴ بَيْعِ العَبْدِ الزَّانِي وقال شُرَيْحٌ اِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا ﴾

زنا کار غلام کی بیع کا بیان، اور قاضی شریحؒ نے فرمایا اگر مشتری چاہے تو زنا کی وجہ سے رد کردے

۲۰۲۸ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ المَقْبُرِيُّ عن اَبِيْهِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يقولُ قالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا زَنَتِ الاَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَايُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَو بِحَبْلٍ مِن شَعْرٍ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر باندی زنا کرے اور زنا ظاہر ہو جائے (یعنی بینہ سے ثابت ہو جائے حمل سے یا اقرار سے) تو اس کو کوڑے مارو، اور (حد لگانے کے بعد) ملامت نہ کرے پھر اگر زنا کرائے تو اس کو کوڑے مارو اور ملامت نہ کرو، پھر اگر تیسری بار زنا کرائے تو اسے بیچ ڈالو اگرچہ بال کی رسّی کے عوض ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فليبعها" فانه يدل على جواز بيع الزاني.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۸۸، ويأتي ص ۲۹۷، وص ۱۰۱۱، واخرجه مسلم في الحدود.

۲۰۲۹ ﴿حَدَّثَنَا اِسمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَبدِ اللهِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خالِدٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم سُئِلَ عنِ الاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ قال اِنْ زَنَتْ فاجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فاجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوهَا وَلَو بِضَفِيْرٍ قال ابنُ شِهَابٍ لاأدْرِيْ بعدَ الثالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اس باندی کے بارے میں جو زنا کرائے اور محصنہ (شادی شدہ) نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر زنا کرائے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسّی ہی کے عوض ہو ابن شہاب امام زہری

نے کہا مجھ کو یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ کے بعد بیچ ڈالنے کے بارے میں فرمایا یا چوتھی مرتبہ کے بعد۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۸۸، ويأتي الحديث ص ۲۹۷، وص ۳۴۷، وص ۱۰۱۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زنا عیب ہے اور بیان عیب کے ساتھ اس کو بیچنا جائز ہے۔

وقال شریح: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس تعلیق کو سعید بن منصور نے ابن سیرین کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے ایک باندی خریدی جو زنا کر چکی تھی لیکن خریدار کو معلوم نہ تھا اس نے قاضی شریح کے یہاں مقدمہ پیش کیا تو قاضی صاحب نے کہا اگر چاہے تو زنا کی وجہ سے لوٹا دے۔

مذہب حنفیہ حنفیہ کے نزدیک بھی باندی میں زنا عیب ہے لیکن غلام میں زنا عیب نہیں کیونکہ غلام سے مقصود خدمت ہے اور زنا خدمت میں مخل نہیں بخلاف باندی کے۔ ظاہر ہے کہ ایک شریف آدمی زانیہ سے ہمبستری کرنے میں نفرت وگھن کرتا ہے اس لئے باندی میں عیب ہے بشرطیکہ مشتری کے پاس اس عیب کا ثبوت ہو جائے خواہ حمل سے ہو یا بینہ سے یا اقرار سے ثبوت ملنے پر رد کرنے کا حق ہے۔

سوال: باب کی حدیثوں میں غلام کا ذکر نہیں ہے پھر بخاری نے ترجمہ میں عبد زانی کیسے ذکر کیا؟

جواب: بخاریؒ نے غلام کو باندی پر قیاس کیا، معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک غلام اور باندی دونوں کے اندر زنا عیب ہے۔

فائدہ: آزاد مرد یا عورت نکاح سے فائدہ اٹھا چکے یعنی مجامعت کی نوبت آچکی ہو اور پھر وہ زنا کرے تو رجم یعنی سنگسار کیا جائے گا اور اگر نکاح نہیں ہوا بلکہ نکاح سے پہلے ہی زنا کیا تو اس کے لئے سو کوڑوں کا حکم ہے اور لونڈی اور غلام کے لئے قبل نکاح اور بعد نکاح ہر حالت میں صرف پچاس کوڑے ہیں کما في القرآن الحكيم "فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ" (سورہ نساء)

﴿بَابُ ۱۳۳۵ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ مَعَ النِّسَاءِ﴾

أي هذا باب في بيان حكم البيع والشراء بالنساء (عمدہ)

عورتوں کے ساتھ خرید وفروخت کا حکم

۲۰۳۰ ﴿حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلى

الله عليه وسلم اشترى وَاَعْتِقِي فَإِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مِنَ العَشِيِّ فَاثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قال اَمَّا بعدُ! مَابَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطاً لَيسَ فِي كتاب اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطاً لَيْسَ فِي كتابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے (بریرہ کے خریدنے کا) ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا تو (بریرہ کو) خرید لے اور آزاد کردے ولاء یعنی ترکہ اسی کو ملتا ہے جو آزاد کرے، پھر نبی اکرم ﷺ شام کو (خطبہ سنانے کے لئے منبر پر) کھڑے ہوئے اور جیسا چاہئے اللہ کی تعریف کی اس کے بعد فرمایا اما بعد! لوگوں کا کیا حال ہے؟ (کیا ہو گیا ہے) کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا جو شخص ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ لغو ہے اگر سو بار شرطیں لگائے اللہ کی شرط ہی مضبوط اور پائیدار ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اشترى" يخاطب به عائشةؓ.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۸۸ تا ص ۲۸۹، ومر الحديث ص ۶۵، وص ۲۰۲۔ باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد سوم ص ۳۷ تا ص ۳۸ دیکھئے، نیز تشریح و تفصیل سے سوال و جواب کے لئے جلد سوم کا ص ۳۹ و ص ۴۰ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد بخاریؒ کا مقصد جواز بیان کرنا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کو بریرہؓ کے مالک سے خریدا۔

۲۰۳۱ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بنُ اَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ سَمِعْتُ نافِعاً يُحَدِّثُ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ عائِشَةَ سَاوَمَتْ بَرِيْرَةَ فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فلمَّا جاءَ قالتْ اِنَّهُمْ اَبَوْا اَنْ يَبِيعُوهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلاءَ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قلتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كانَ زَوْجُهَا اَوْ عَبْداً فقال مَا يُدْرِيني۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کا نرخ اس کے مالک سے چکایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے پھر جب واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ کے مالک بیچنے سے انکار کرتے ہیں مگر اس شرط کہ بریرہؓ کا ترکہ ہم لیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے ہمام نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ بریرہؓ کا شوہر آزاد تھا یا غلام تو نافع نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ساومت" فانها ماساومت الا اهل بريرة.

یعنی بریرہ کے مالک سے حضرت عائشہؓ نے خریدنے کی بات چیت کی اس سے عورتوں سے خرید و فروخت کا جواز ثابت ہوا۔

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۸۹، ويأتي ص ۲۹۰، وص ۳۴۸، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰، رر۔

مقصد | بخاری کا مقصد جواز ثابت کرنا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو بریرہ کے مالک سے خریدا۔

﴿ بَابٌ ۱۳۴۶ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ اَجْرٍ وَهَلْ يُعِينُهُ اَوْ يَنْصَحُهُ ﴾

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُكُم اَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ.

کیا شہری باہر والے کا مال بغیر اجرت کے بیچ سکتا ہے؟ اور کیا اسکی مدد یا خیر خواہی کرسکتا ہے؟

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے اور عطاء نے اس کی اجازت دی۔

۲۰۳۲ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِاللّٰهِ حَدَّثَنا سُفيانُ عن اِسْمَاعِيْلَ عن قَيْسٍ سَمِعْتُ جَرِيْراً يقولُ بَايَعْتُ رسولَ اللّٰه ﷺ على شَهَادِةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ محمَّداً رَسولُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. ﴾

ترجمہ | حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور سمع واطاعت اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والنصح لكل مسلم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹، ومر الحديث ص۱۳، وص۱۴، وص۷۵، وص۱۸۸، ويأتى الحديث ص۳۷۵، وص۱۰۶۹۔

۲۰۳۳ ﴿حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ طَاؤسٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لاتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ فقلتُ لِابْنِ عباسٍ مَاقَولُه لايَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قال لايَكُونُ لَهٗ سِمْسَاراً. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قافلہ سواروں سے (جو غلہ لے کر آئیں) آگے جا کر نہ ملو، (قافلہ کو شہر میں آنے دو) اور شہر والا دیہاتی کا مال نہ بیچے طاؤس نے کہا کہ میں نے عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے؟ فرمایا اس کا دلال نہ بنے۔ (یعنی دلالی کی اجرت ٹھہرا کر شہر والوں کو نقصان نہ پہنچائے اگر یہ دلال نہ بنتا تو شاید غریبوں کو غلہ سستا مل جاتا گویا یہ مناع للخیر بنا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان قوله لايبيع حاضر لباد يوضح الابهام الذى في الترجمة بالاستفهام و ان جوابه لايبيع.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۸۹، ويأتى ص۳۰۳۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شہری باہر سے آنے والے قافلہ کی خیر خواہی اور مدد کرنا چاہے تو جائز ہے اور یہ خیر خواہی اسی وقت ہوگی جب بغیر اجرت کے اس کی مدد کرے اور سامان فروخت کردے لیکن اگر اجرت طے کرکے سامان فروخت کرے گا تو خیر خواہی و مدد مقصود نہ ہوگا بلکہ اجرت ہوگی اور محض دلالی ہوگی۔

تلقی رُکبان: اس پر مستقل باب عنقریب آرہا ہے۔

باب ۱۳۴۷ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ

جس نے اجرت لیکر شہری کو باہر والے کا مال بیچنا مکروہ جانا ہے

۲۰۳۴ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُاللّٰهِ بنُ صَبَاحٍ حَدَّثَنَا اَبُوعَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ عبدِ الْمَجِيْدِ عن عبدِ الرحمٰنِ بن عبدِ اللهِ بنِ دِينارٍ حَدَّثَنِي اَبِي عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال نَهٰى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهٖ قال ابنُ عبَّاسٍ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کا مال بیچے اور اسی طرح حضرت ابن عباسؓ نے بھی فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهى ان النهى اقله يقتضى الكراهة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۸۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر دیہاتی کا مال اجرت طے کرکے فروخت کریگا تو خیر خواہی اور دیہاتی کی مدد نہ ہوگی بلکہ صرف دلالی اور اجرت مقصود ہوگی اس لئے مکروہ ہے۔ قال ابن بطال اراد المصنف ان بيع الحاضر للبادى لايجوز باجر ويجوز بغير اجر. (عمدہ)

مزید تشریح کے لئے دیکھئے باب ۱۳۳۶ رکی حدیث ۲۰۱۶۔

باب ۱۳۴۸ لَايَشْتَرِى حاضِرٌ لِبادٍ بِالسَّمْسَرَةِ

وَكَرِهَهٗ ابنُ سِيْرِيْنَ وَاِبْرَاهِيْمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِى وقال اِبْرَاهِيْمُ اِنَّ الْعَرَبَ تقولُ بِعْ لِي

ثَوبًا وَهِيَ تَعنِي الشِّرٰى.

کوئی شہری دیہاتی کیلئے دلالی کر کے نہ خریدے

اور ابن سیرینؒ اور ابراہیم نخعیؒ نے بائع اور مشتری دونوں کے لئے مکروہ جانا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا عرب کہتے ہیں بع لی ثوباً یعنی میرے لئے کپڑا خرید لے۔ (مطلب یہ ہے بیع بیچنے اور خریدنے دونوں معنی میں مستعمل ہے کما فی القرآن الحکیم "وشروہ بثمن بخس" ای باعوہ.

۲۰۳۵ ﴿حَدَّثَنَا المَكِّيُّ بنُ إبرَاهِيمَ قال أخبَرَنِي ابنُ جُرَيجٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ أنَّه سَمِعَ أبَا هُرَيرَةَ يقولُ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لايَبتَاعُ المَرءُ عَلٰى بَيعِ أخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کے مول پر مول نہ کرے اور نہ نجش کرو اور نہ شہر والا دیہاتی کا سامان فروخت کرے، اور نہ خریدے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولايبيع حاضر لباد".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹، ومر الحديث ص ۲۸۷، وص ۲۸۸، ويأتی ص ۳۷۶۔

۲۰۳۶ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ المُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قال حَدَّثَنَا ابنُ عونٍ عن محمَّدٍ قال أنَسُ بنُ مالِكٍ نُهِينَا أن يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ منع کر دئے گئے ہیں اس بات سے کہ شہری کسی دیہاتی کا سامان بیچے یا خریدے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اجرت پر بیع کے لئے دلالی ممنوع ہے اسی طرح باہر سے آنے والے کے لئے اجرت طے کر کے خریدنا بھی ممنوع ہے کیونکہ دلالی کی صورت میں خیر خواہی مفقود ہے۔

﴿بابُ النَّهيِ عن تلَقِّي الرُّكبَان﴾ [۱۳۴۹]

وَأنَّ بَيعَهُ مَردُودٌ لِأنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إذَا كَانَ بِهِ عَالِماً وَهُوَ خِدَاعٌ فِي البَيعِ وَالخِدَاعُ لايَجُوزُ.

آگے بڑھ کر قافلہ والوں سے ملنے کی ممانعت

اور یہ کہ اسکی بیع مردود ہے اسلئے کہ ایسا کرنے والا عاصی گنہگار ہے جبکہ یہ جانتا ہو

اور یہ بیع دھوکہ ہے اور دھوکہ دینا جائز نہیں

۲۰۳۷﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عبدُالوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ العُمَرِيُّ عن سَعِيْدِ بنِ اَبِي سَعِيْدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عنِ التَّلَقِّي وَاَن يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبادٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے اوراس بات سے بھی منع فرمایا کہ شہروالا دیہاتی کا مال بیچے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "عن التلقى".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹، ومر الطرف الثاني ص۲۸۷، وياتي الحديث ص۳۷۶، وكلا طرفيه في حديث طويل ص۳۷۶۔

۲۰۳۸﴿حَدَّثَنَا عيَّاش بنُ الوَلِيْدِ حَدَّثَنا عبدُ الاَعْلىٰ حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عنِ ابنِ طاؤسٍ عن اَبِيْهِ قال سَاَلْتُ ابنَ عبَّاسٍ مَامَعْنىٰ قولِهِ لايَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ فقال لايَكُنْ لَهٗ سِمْسَاراً.﴾

ترجمہ | طاؤس نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے کہ شہری باہر والے کا مال نہ بیچے؟ فرمایا اس کا دلال نہ بنے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انّ هذا الحديث مختصر عن الحديث الذى رواه في باب هل يبيع حاضر لباد فبالنظر الى اصل الحديث المطابقة موجودة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹، وياتي ص۳۰۳۔

۲۰۳۹﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عن اَبِي عُثْمانَ عن عبدِ الله قال مَنِ اشْتَرٰى مَحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعاً قال وَنَهَى النبيُّ ﷺ عن تَلَقِّي البُيُوعِ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو شخص دودھ روکی ہوئی بکری خریدے (وہ بکری واپس کردے) اوراس کے ساتھ ایک صاع دیدے ابن مسعودؓ نے فرمایا اور نبی اکرم ﷺ نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "عن تلقى البيوع".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹۔

۲۰۴۰ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن نَافِعٍ عن عبدِاللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لايَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حتى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوقِ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور جو مال باہر سے آرہا ہو اس سے آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو بازار میں اتار دیا جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان تلقى السلع مثل تلقى الركبان".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۸۹، ومر الطرف الاول ص۲۸۷، ويأتى ص۷۷۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد باب ہی سے ظاہر ہے کہ ایسی بیع لغو اور باطل ہے۔

تلقی رکبان: رکبان راکب کی جمع ہے راکب کے معنی سوار کے ہیں یہاں مراد وہ قافلہ ہے جو دیہات سے غلہ وغیرہ جانوروں پر لاد کر فروخت کے لئے شہر لاتے تھے۔ تلقی کے لغوی معنی ملنے اور ملاقات کرنے کے آتے ہیں، یہاں تلقی بمعنی استقبال ہے، اب معنی ہوئے لایستقبل الرکبان لبیع یعنی جو لوگ باہر سے مال بیچنے کے لئے آتے ہیں شہر میں پہونچنے سے پہلے اس قافلہ کا مال خریدنے کے لئے استقبال نہ کیا جائے۔

زمانۂ جاہلیت میں جب سوداگر غلہ لے کر کسی شہر میں جاتا تو شہر والے ایک دو کوس آگے نکل کر سوداگر کو دھوکہ دیتے کہ آج کا نرخ گرا ہوا ہے اس حیلہ سے مال خرید لیتے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فریب سے منع فرمادیا۔

مذاہب ائمہ | امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ تلقی بالبیع مطلقاً ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا استدلال میں باب کی مذکورہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ تلقی بیع علی الاطلاق ناجائز نہیں ہے، ہاں دو صورت میں مکروہ ہے ایک یہ کہ جب لوگوں کا نقصان ہو اس طرح کہ شہر والوں کو غلہ کی ضرورت ہے ایسے وقت میں اگر سوداگر کا یہ قافلہ شہر پہونچتا تو عام طور سے لوگ غلہ خرید کر ضرورت پوری کرتے، تو چونکہ اس صورت میں تلقی سے ضرر ناس ہے اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔

دوسری صورت ممنوعہ یہ ہے کہ قافلہ کو غبن فاحش ہو یعنی اگر یہ قافلہ شہر پہونچ جاتا تو زیادہ قیمت سے سامان فروخت کرتا ان خریداروں نے قافلہ کو شہر تک آنے نہیں دیا کہ بازار بھاؤ معلوم کر سکے اور بھاؤ میں فریب دیکر ان کا سارا مال خرید لیا تو ایسی صورت میں جبکہ قافلہ کا نقصان ہو تلقی ناجائز اور مکروہ ہوگی لیکن اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو تلقی بالبیع میں کوئی مضایقہ نہیں اور ممانعت کی حدیثوں کو ضرر ناس کے وقت پر محمول کریں گے یا نقصان قافلہ کی صورت میں جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایت میں تصریح ہے لاتلقوا الجلب فمن تلقى فاشترى منه فاذا اتى سيده

السوق فھو بالخیار پس یہ حدیث ضرر قافلہ پر صراحۃً دال ہے۔ نیز تلقی بیع سے ممانعت کے باوجود اگر کوئی کر لے تو بیع منعقد ہو جائے گی یہی جمہور احناف وشوافع کا فیصلہ ہے البتہ امام بخاریؒ بیع کو لغو قرار دیتے ہیں۔

باب ۱۳۵۰ مُنتَهَى التَّلَقِّي

تلقی کی اخیر حد

(یعنی کتنی دور جا کر قافلہ سے ملنا منع ہے؟ اس لئے تجارت تو موقوف ہے کہ گھر سے باہر نکلے گھر سے باہر نکلے بغیر خرید وفروخت اور تجارت نہیں ہو سکتی تو مطلقاً قافلہ سے ملنا ممنوع نہیں ہو سکتا مثلاً شہر سے ایک یا دو میل باہر باغ ہے اگر کوئی شخص اس باغ میں جا کر آم یا کوئی میوہ خریدے بلا اختلاف جائز ہے حالانکہ شہر سے دو میل باہر جا کر خریدا ہے)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ "واعلم ان التلقی له ابتداء وانتهاء الخ (عمدہ) یعنی تلقی کی ابتداء یہ ہے کہ اپنے گھر سے نکل کر بازار پہونچ جانا، اور بازار کے آخری کنارے تک جانا یہ بھی جائز ہے البتہ شہر وبازار کی حد ختم کر کے دور جا کر قافلہ سے ملکر مال خریدنا بعض صورتوں میں ممنوع اور ناجائز ہے گناہ ہے جب کہ ضرر رساں ہو یا قافلہ کو دھوکہ دے کر مال خرید لیا تو غبن فاحش کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

۲۰۴۱ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عن نافِعٍ عن عبدِاللّٰهِ قال كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنهُمُ الطَّعَامَ فنهَانَا النبيُّ ﷺ اَنْ نَبِيعَهُ حتى نَبْلُغَ بِهٖ سُوقَ الطَّعَامِ قال ابو عبدِ اللهِ هٰذا في اَعْلَى السُّوقِ وَيُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ آگے بڑھ کر قافلہ سواروں سے ملتے اور ان سے غلہ خرید لیتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا کہ ہم غلہ کے بازار (منڈی) میں پہونچانے سے پہلے بیچیں، امام بخاریؒ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ ملنا بازار کے بلند کنارے پر تھا جس کو عبیداللہ کی حدیث واضح کرتی ہے جو آگے آرہی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث أنه لم يذكر منع النبي صلى الله عليه وسلم لهم الا عن بيعهم في مكانه فعلم ان مثل ذلك التلقي كان غير منهي مقررا على حاله.

(یعنی ہر تلقی ناجائز وممنوع نہیں ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ قافلہ سے ملتے مگر جب قافلہ غلہ لے کر شہر کے کنارے پہونچ جاتا۔ فرماتے ہیں کہ ہم قافلہ سواروں سے غلہ خریدتے تو آنحضرت ﷺ نے غلہ خریدنے سے یا تلقی رکبان سے منع نہیں فرمایا بلکہ حضور اقدس ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ غلہ کو جہاں خریدیں وہاں ہی بیچیں، اس روایت میں تلقی رکبان علی الاطلاق منع نہیں اس لئے یہ روایت ان حضرات کی دلیل نہیں ہو سکتی جنہوں نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا ناجائز کہا ہے۔)

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۸۹، ومر الحدیث ص ۲۸۵، وص ۲۸۶۔

۲۰۴۲ ﴿حدثنا مسدد حدثنا یحیٰ عن عبید اللّٰه حدثنی نافع عن عبد اللّٰه قال کانوا یتبایعون الطعام فی اعلی السوق فیبیعونه فی مکانهم فنهاهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان یبیعوه فی مکانه حتی ینقلوه.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ لوگ ایسا کرتے تھے کہ بازار کے بلند جانب (یعنی سرے پر) جاکر غلہ خرید لیتے اور وہیں بیچ دیتے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع فرمایا اسی جگہ بیچنے سے یہاں تک کہ اس جگہ سے منتقل کرلیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قوله "فی اعلی السوق" (یعنی یہ تلقی حد جواز میں ہے اور منہی عنہ تلقی شہر سے باہر جاکر ملنا ہے لیکن حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں تصریح ہے کہ قافلہ جب شہر آجاتا تو لوگ شہر کے سرے پر جاکر ملتے یہ تلقی جائز ہے، حضور ﷺ کی ممانعت تلقی سے نہیں ہے بلکہ قبل القبض بیع سے ہے یعنی حتی ینقلوہ کے معنی ہیں حتی یقبضوہ.)

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۸۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب قافلہ بازار آجائے تو اب آگے بڑھ کر ملنا درست ہے البتہ قافلہ راستہ میں ہے اور ایک دو میل بازار سے باہر تلقی ممنوع ہے تفصیل گذر چکی ہے۔

﴿باب [۱۳۵۱] اذا اشترط شروطاً فی البیع لاتحل﴾

جب کوئی شخص بیع میں ایسی شرطیں لگائے جو جائز نہیں ہیں (تو کیا حکم ہے؟)

۲۰۴۳ ﴿حدثنا عبد اللّٰه بن یوسف حدثنا مالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت جاءتنی بریرة فقالت کاتبت اهلی علی تسع اواق فی کل عام وقیة فاعینینی فقلت ان احب اهلک ان اعدها لهم ویکون ولاءک لی فعلت فذهبت بریرة الی اهلها فقالت لهم فابوا علیها فجاءت من عندهم ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالس فقالت انی قد عرضت ذلک علیهم فابوا الا ان یکون الولاء لهم فسمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فاخبرت عائشة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال خذیها واشترطی لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق ففعلت عائشة ثم قام رسول اللّٰه ﷺ فی الناس فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال اما بعد! مابال رجال یشترطون شروطاً

لَیْسَتْ فِی کِتَابِ اللّٰہِ ماکانَ مِنْ شَرْطٍ لَیْسَ فِی کِتَابِ اللّٰہِ فَھُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ کانَ مِائَۃَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰہِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰہِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیے چاندی پر کتابت کرلی ہے ہر سال ایک اوقیہ، آپ میری مدد کیجئے (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے کہا اگر تیرے مالک پسند کریں تو میں یکمشت سب روپے دے دیتی ہوں اور تیرا ولاء یعنی ترکہ میرا ہوگا تو میں کرلوں گی حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور ان سے ذکر کیا مگر ان لوگوں نے نہیں مانا پھر بریرہ ان لوگوں کے پاس سے لوٹ کر آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے بریرہ نے بیان کیا کہ میں نے ان کے سامنے بیان کیا لیکن وہ لوگ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ترکہ تو ان کا یعنی ہم لیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا اور حضرت عائشہؓ نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس بریرہ کو خرید لے اور ولاء کی شرط ان کے مالکوں کے لئے کرلے (کہ اچھا ولاء تم ہی لینا کیونکہ یہ شرط باطل ہے پس شرط لغو ہوجائے گی) بلاشبہ ولاء یعنی ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کے لئے لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا "اما بعد!" لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب (یعنی اللہ کے حکم) میں نہیں ہے جو شرط ایسی ہوگی جو اللہ کے حکم میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگر وہ سو بار شرط لگائے اللہ کا حکم احق ہے (سب پر مقدم ہے) اور اللہ کی شرط مضبوط ہے اور ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "مابال رجال یشترطون شروطاً الخ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۹۰، ومر ص۶۵، باقی مواضع کے لئے نیز سوال وجواب وغیرہ کیلئے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۳۸، وص ۳۹۔

۲۰۴۴ حَدَّثَنَا عبدُاللّٰہِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِکٌ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَۃَ اُمَّ المُؤمِنِیْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ جَارِیَۃً فَتُعْتِقَھَا فقال اَھْلُھَا نَبِیْعُکِھَا عَلٰی اَنَّ وَلَاءَھَا لَنا فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسولِ اللّٰہ ﷺ فقال لایَمْنَعُکِ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا الوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے ارادہ فرمایا کہ ایک لونڈی (حضرت بریرہؓ) کو خرید کر آزاد کردیں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کا ترکہ ہم لیں گے حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ایسا کہنے سے اپنے قصد سے بازمت رہ ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نبيعكها على ان ولاءها لنا" وهذا الشرط باطل والترجمة فيه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۰، ومر الحديث ص۲۸۹، ويأتى ۳۴۸، وص۹۹۹، وص۱۰۰۰۔

مقصد | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں لاتحل صفت ہے شروطا کی یہ اذا کا جواب نہیں ہے اذا کا جواب محذوف ہے ای لایفسد البیع بذلك.

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ شرط باطل اور لغو ہو جائے گی اور بیع درست ہوگی۔

﴿ باب ۱۳۵۲ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ ﴾

کھجور کو کھجور کے عوض بیچنا

۲۰۴۵ ﴿حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ شِهَاب عن مالِكِ بنِ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ عَنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قال البُرُّ بِالبُرِّ رِباً اِلَّا هاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.﴾

ترجمہ | حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گیہوں گیہوں کے عوض بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (یعنی نقد بیچنا جائز ہے کہ مجلس عقد میں جانبین قبضہ کرلیں ادھار جائز نہیں) اور جو بعوض جو کے بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (یعنی نقد جائز ہے) اور کھجور بعوض کھجور کے بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (یعنی نقد جائز ہے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والتمر بالتمر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۰، ومر الحديث ص۲۸۶۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ گیہوں ہو یا جو جب ان میں سے کوئی چیز اپنی جنس کے عوض بیچی جائے تو یہ ضروری ہے کہ دونوں ناپ و تول میں برابر ہوں نقدانقد ہوں۔ تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿ باب ۱۳۵۳ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ ﴾

منقی کو منقی کے عوض اور غلہ کو غلہ کے عوض بیچنا؟

۲۰۴۶ ﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِى مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِاللهِ بنِ عُمَرَ انَّ رسولَ الله صلى

الله عليه وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قال وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کی کھجور کو (جو ابھی درخت پر سے نہ اتری ہو) خشک کھجور کے عوض ناپ کر بیچے اور منقّی کو ناپ کر کے بعوض انگور کے (جو ابھی بیل سے توڑا نہ گیا ہو) بیچنا (درست نہیں کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے)

۲۰۴۷ ﴿حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قال وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ اِنْ زَادَ فَلِي وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ قال وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درخت کے اوپر لگے ہوئے پھل کے عوض ناپ یا تول کر بیچے اور خریدار سے کہے اگر درخت کا پھل اس سوکھے پھل سے زیادہ نکلے تو میرا نفع ہے اور اگر کم نکلے تو میرا نقصان ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے عرایا میں اجازت دی اندازہ کر کے۔

مسئلہ ربوا کی تفصیل ربوا یعنی سود لغۃً مطلق زیادتی کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح شریعت میں خاص اس زیادتی کا نام ربوا ہے جو دو مالوں کے تبادلہ میں بغیر کسی عوض کے لی جائے۔

ربوا دراصل دو قسم کا ہے: ۱ ربوا فضل ۲ ربوا نسیہ۔

ربوا فضل کا مطلب یہ ہے کہ مبیع اور ثمن (سامان اور قیمت) ہاتھ در ہاتھ نقدا نقدی ہے لیکن زیادتی کے ساتھ ہے مثلاً ایک من گیہوں کے بدلے ڈیڑھ من گیہوں ربوا فضل ہے۔

ربوا نسیہ کا مطلب یہ ہے کہ نقد کو ادھار فروخت کردیں مثلاً پانچ سو روپے کا سونا ادھار فروخت کریں یا گیہوں کو چنا کے بدلے یا چاندی کو سونا کے بدلے ادھار فروخت کریں تو یہ ربوا نسیہ ہے اور دونوں ربوا حرام ہیں البتہ گیہوں کو چنا کے بدلے فضل جائز ہے یعنی نقدا نقدی زیادتی لے دے سکتے ہیں مگر ادھار جائز نہیں۔

حرمت ربوا کا بنیادی حکم ارشاد الٰہی ہے "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وحَرَّمَ الرِّبٰوا" آیت کریمہ میں ربوا سے لغوی معنی یعنی مطلق زیادتی بالاتفاق مراد نہیں ہے تو گویا نص قرآنی مجمل ہے محتاج بیان ہے چنانچہ احادیث نے اس کو بیان کردیا اس سلسلے میں حدیثیں بہت ہیں اور مشہور ہیں۔ امام نوویؒ کہتے ہیں کہ ربوا کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ربوا کے مسئلے میں اکابر صحابہ مثلاً سیدنا حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ اور ابوسعید خدریؓ سے بھی حرمت ربوا

کی حدیثیں منقول ہیں ان تمام احادیث وروایات کا اصل خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک میں ربوا کو حرام قرار فرمایا ہے۔

جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **قال رسول اللہ ﷺ الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد فاذا اختلفت هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد** (مسلم ج ۲ ص ۲۵)

اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں میں باہمی تبادلے کی صورت میں تفاضل اور نسیہ کو ناجائز قرار دیا جبکہ وہ ہم جنس ہوں اور جب جنس مختلف ہو تو اس صورت میں تفاضل کو جائز قرار دیا اور نسیہ کو حرام قرار دیا۔ اسی طرح کی حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی مروی ہے (مسلم ثانی ص ۲۵، وترمذی اول ص ۱۴۹)

ان روایات کا اصل خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک میں ربوا کو حرام فرمایا۔

مذاہب ائمہ حرمت ربوا کے مسئلہ میں حدیث مذکور اصل الاصول ہے اس لئے اشیاء ستہ مذکورہ فی الحدیث کے اندر ربوا بالاتفاق حرام ہے۔

اصحاب ظواہر چونکہ قیاس کے منکر ہیں اس لئے حرمت ربوا کو ان ہی اشیاء ستہ مذکورہ فی الحدیث کے اندر محدود ومقصور رکھتے ہیں ان کے علاوہ میں حرمت ربوا کے قائل نہیں ہیں مثلاً اس حدیث میں مکئی کا ذکر نہیں ہے اس لئے اگر مکئی کا تبادلہ مکئی سے ہو اتحاد جنس کے باوجود اہل ظواہر کے نزدیک تفاضل بھی جائز اور نسیہ بھی جائز ہے۔

جمہور فقہاء وائمہ مجتہدین اس میں قیاس کو دخل دیتے ہوئے مذکورہ اشیاء ستہ کے تحریم ربوا کی علت کو تلاش کرتے ہیں اور علت کے ساتھ حرمت کا حکم متعدی کرتے ہیں یعنی جہاں حرمت کی علت پائی جائے گی وہاں ربوا حرام ہوگا اور اس علت کی تلاش میں ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف رونما ہوتا ہے۔

۱ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے تمام احادیث کے پیش نظر علت دو چیز قرار دی ہیں، ۱ جنس، ۲ قدر۔

قدر کا مطلب ہے کسی چیز کا کیلی یا وزنی ہونا یعنی قدر سے مراد مکیلات (ناپی جانے والی چیز) میں کیل اور موزونات (جو چیز وزن اور تول سے فروخت ہوتی ہیں) میں وزن۔ کیونکہ حدیث شریف میں مثلاً بمثل کی قید ہے جس سے مماثلت کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس علت قدر وجنس کے ساتھ حرمت کا حکم جاری ہوگا، جہاں ہر دو جزء علت کے موجود ہوں گے وہاں ربوا بالفضل (زیادتی) اور ربوا نسیہ (ادھار) دونوں ناجائز ہوگا مثلاً سونا سونے کے بدلے یا چاندی چاندی کے عوض اگر بیع ہو نہ زیادتی جائز ہوگی اور نہ ادھار، برابر برابر اور دست بدست ضروری ہے۔ یعنی ربوا بالفضل اور ربوا نسیہ دونوں حرام ہے۔

اور اگر علت کے دونوں جز، میں سے کوئی جز، نہ پایا جائے یعنی نہ جنس متحد ہے نہ قدر ایک ہے تو نہ ربوا بالفضل ناجائز ہوگا نہ نسیہ یعنی زیادتی بھی جائز اور ادھار بھی جائز، مثلا گیہوں کو سونے کے بدلے اور چاندی کو جو کے بدلے فروخت کریں تو فضل اور نسیہ دونوں جائز ہے کیونکہ یہاں نہ جنس متحد ہے نہ قدر متحد۔

اور اگر علت کے ایک جز میں اتحاد ہوا اور دوسرے میں اختلاف تو ربا بالفضل یعنی زیادتی کے ساتھ دست بدست بیع جائز ہوگی لیکن نسیہ یعنی ادھار جائز نہ ہوگا مثلا چاندی کی بیع سونے کے بدلے یا گیہوں کی بیع جو کے عوض فضل حلال ہے نسیہ حرام، کیونکہ اس صورت میں جنس مختلف ہے اور قدر متحد۔

نیز ایک بیل دو بیل کے عوض، اسی طرح ایک بکری دو بکری کے عوض بیع جائز ہے لیکی ادھار جائز نہیں اس لئے کہ ایک چیز یعنی جنس متحد ہے البتہ قدر مختلف ہے کیونکہ بیل اور بکری نہ کیلی ہے نہ وزنی۔

۲ امام شافعیؒ کے نزدیک علت تحریم ثمنیت (ثمن ہونا) اور طعم (کھانے کی چیز ہونا) ہے۔

۳ امام مالکؒ کے نزدیک علت ثمنیت اور ادخار یعنی جن چیزوں کا ذخیرہ ہوسکے۔ پس جن چیزوں کا ذخیرہ نہیں ہوسکے ان میں مالکیہ کے نزدیک ربوا نہیں ہے۔

بہر حال حرمت ربوا کی علت کے اختلاف سے ائمہ کرام کے مابین فروعی مسائل میں اختلاف ہوگا مثلا ترکاری وغیرہ اور لوہا وغیرہ میں اختلاف ظاہر ہوگا۔

دوسرے باب یعنی باب ۱۲۵۳ر میں بیع مزابنہ کی ممانعت ہے حدیث ۲۰۴۶، و ۲۰۴۷۔

الفاظ کی تشریح ثمر بفتح المثلثة و المیم سے مراد وہ پھل ہے جو درخت میں لگا ہوا ابھی پھل توڑا نہیں گیا ہو۔
تمر بفتح التاء المثناة وسکون المیم سے مراد وہ خشک کھجور ہے جو درخت سے مقطوع اور توڑا ہوا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دونوں حدیثوں میں تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

بیع مزابنہ: خود راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "والمزابنة بیع الثمر بالتمر کیلاً" یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو کٹی ہوئی خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنا مزابنہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے کیونکہ تمر مقطوع یعنی توڑا ہوا خشک کھجور کو ناپ لیں گے لیکن ثمر غیر مقطوع جو ابھی درخت پر ہے وہ تو صرف خرص اور اندازہ ہی پر رہے گا جس میں زیادتی اور کمی کا احتمال لازمی ہے جو ربوا ہے اور یہی مزابنہ ہے یہ مزابنہ احادیث مرویہ کی وجہ سے بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے۔ مسئلہ گذر چکا ہے کہ جب کھجور کی بیع کھجور سے ہو تو مساوات ضروری ہے تفاضل حرام ہے۔

رخص فی العرایا بخرصها: عرایا عریة بروزن فعیلة کی جمع ہے جیسے عطایا عطیہ کی جمع مطایا مطیہ

کی جمع، اور قضایا قضیہ کی جمع ہے، پس عریہ وزناً اور معناً عطیہ ہے فان اھل اللغة قالوا العریة الھبة. (بدایۃ المجتہد ج ۲، ص ۲۱۷) نیز لغوی اعتبار سے عریہ کھجور کا وہ درخت ہے جس کے مالک نے دوسرے کو پھل کھانے کے لئے دیا ہو۔ (مصباح ص ۵۴۸)

عریہ کے شرعی معنی میں دو قول ہیں: ۱۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں عریہ پانچ وسق سے کم میں بیع مزابنہ ہے یعنی عریہ بیع ہے۔

۲۔ اکثر فقہاء عظام وائمہ کرام، امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ سب کے سب متفق ہیں کہ ہبہ وعطیہ ہے بیع نہیں ہے البتہ تفصیلی صورت میں کچھ اختلاف ہے۔

عریہ کی صورت یہ ہے کہ پھل کے موسم میں باغ کا مالک ایسے محتاجوں کو جن کے پاس باغ نہیں ہوتا تھا انہیں اپنے باغ کے ایک درخت یا دو درخت پھل کھانے کے لئے دیدیتے پھر جب باغ کا مالک پھل کھانے کے لئے اہل وعیال کے ساتھ باغیچہ جاتے ادھر اس محتاج کے اہل وعیال اپنے عریہ کا پھل کھانے آتے تو اس صاحب باغ (معرِی) کو دشواری ہوتی بار باران محتاجوں (معری لہ) کا باغ میں آنا ناگوار گذرتا تھا تو اس وقت کی وجہ سے باغ والا (معرِی) عریہ کے پھلوں کا اندازہ کرکے اتنے خشک کھجور ان محتاجوں (معری لہ) کو دے کر پھل کو خرید لیتے اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے رخص فی العرایا بخرصھا.

اب مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ عریہ دراصل ہبہ ہے یعنی واہب نے پہلے ایک یا دو درخت کے پھلوں کو ہبہ کردیا تھا پھر واہب اپنی مجبوری کی بناء پر اس سے رجوع کرکے توڑے ہوئے پھل اس کے عوض میں دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک ہبہ سے دوسرا ہبہ کرتا ہے اور یہ جائز ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا ہو جیسا کہ یہاں ہے، لیکن چونکہ صورتاً بیع ہے کہ درخت کے کچے پھلوں کو سوکھے پھلوں کے عوض خریدنا پایا جاتا ہے اس لئے بعض حدیث میں اس پر بیع کا اطلاق کردیا گیا ہے۔

۳۔ امام مالکؒ کے نزدیک جواز عریہ کے لئے چار شرطیں ہیں: احدھا ان تزھی یعنی پھل رنگ لانے، پکنے لگے، والثانی ان تکون خمسة اوسق فمادون فان زادت فلایجوز یعنی پانچ وسق سے زیادہ پر جائز نہیں، والثالث ان یعطیه التمر الذی یشتری بھا به عند الجداذ، یعنی عریہ توڑتے وقت تمر ادا کرے، الرابع ان یکون التمر من صنف تمر العریة، یعنی دونوں کھجور ایک صنف کا ہو۔ نیز امام مالکؒ کے نزدیک یہ عریہ صرف معری کے لئے جائز ہے غیر معری کے لئے نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ عریہ کو صرف امام شافعیؒ بیع مزابنہ کہتے ہیں کہ پانچ وسق اور اس سے کم میں مزابنہ ہے اور جائز ہے، لیکن مزابنہ اور محاقلہ کی ممانعت عامہ سے عظیم حرج ہوگا اور تعارض لازم آئے گا۔ واللہ اعلم

﴿باب ۱۳۵۴ بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ﴾

جو کو جو کے عوض بیچنا

۲۰۴۸﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن مالِكِ بنِ اَوْسٍ اَخبَرَهُ اَنَّه التَمَسَ صَرْفاً بِمِائَةِ دِيْنارٍ فَدَعَانِى طَلحَةُ بنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حتى اصْطَرَفَ مِنِّى فَاَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فى يَدِهِ ثُمَّ قال حتى يَاتِىَ خَازِنِى مِنَ الغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فقال وَاللهِ لاتُفارِقُهُ حتى تَاخُذَ مِنْهُ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالبُرُّ بِالبُرِّ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.﴾

ترجمہ مالک بن اوس سے روایت ہے کہ انہوں نے سو اشرفیاں بھنانا چاہیں تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے بلایا پھر ہم دونوں نے دَر میں تکرار کی (طلحہؓ نے ہم سے بھاؤ میں بحث و تکرار کی) یہاں تک کہ طلحہؓ نے مجھ سے بیع صرف کر لی (مول لینے پر راضی ہو گئے) اور سونا ہاتھ میں لے کر پھرانے لگے پھر فرمایا غابہ سے میرا خازن آ جائے (تو تم کو قیمت دوں گا) اور حضرت عمرؓ یہ بات سن رہے تھے پھر عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم تم طلحہ سے جدا نہ ہونا جب تک روپے نہ لے لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سونا کو سونا (یا چاندی) کے عوض بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بعوض گیہوں کے بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو کو بعوض جو کے بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، اور کھجور بعوض کھجور کے بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، (یعنی تقابض فی المجلس شرط ہے ادھار جائز نہیں) کمامر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والشعير بالشعير".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۰، ومر الحديث ۲۸۶۔

مقصد مقصد صاف ہے کہ بیع صرف میں ادھار جائز نہیں مجلس کے اندر تقابض ضروری ہے اب اگر علت کے دونوں اجزاء قدر، جنس پائے جائیں تو ربا الفضل بھی ناجائز اور نسیئہ ادھار بھی ناجائز لیکن اگر جنس بدلا ہوا ہو جیسے سونا بعوض چاندی تو فضل و زیادتی جائز اور ادھار ناجائز۔

﴿باب ۱۳۵۵ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ﴾

سونا کو بعوض سونا کے بیچنا (برابر برابر اور نقداً نقدی جائز ہے)

۲۰۴۹﴿حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بنُ الفَضْلِ اَخبَرَنا اِسماعِيْلُ بنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنا يَحيَ بنُ اَبِى اِسحَاق حَدَّثَنا

عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ اَبِی بَکْرَۃَ قال قالَ اَبُو بَکْرَۃَ قال رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم لاتَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلاَّ سواءً بِسَواءٍ وَالفِضَّۃَ بِالفِضَّۃِ اِلاَّ سَواءً بِسَواءٍ وَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالفِضَّۃِ وَالفِضَّۃَ بِالذَّھَبِ کَیْفَ شِئتُمْ.

ترجمہ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونے کو چاندی کے عوض اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے چاہو بیچو۔

(یعنی سونا بعوض چاندی فروخت کرنے میں جنس کے بدلنے کی وجہ سے زیادتی جائز ہے کہ سوگرام سونا کے عوض دوسو گرام یا چارسوگرام چاندی لینا جائز ہے مگر ہاتھوں ہاتھ کی شرط اس صورت میں رہے گی ادھار جائز نہیں۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لاتبیعوا الذھب بالذھب".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۹۰، ویاتی الحدیث ص۲۹۱۔

مقصد بخاریؒ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر ہر ایک پر مستقل باب قائم کررہے ہیں مقصد ظاہر ہے کہ اگر سونا بعوض سونا فروخت کرنا ہوتو مساوات یعنی برابری بھی ضروری اور ہاتھ در ہاتھ بھی ضروری ہے نہ تفاضل جائز اور نہ ادھار جائز۔

۱۳۵۶ باب بَیْعِ الفِضَّۃِ بِالفِضَّۃِ

چاندی کے بدلے چاندی بیچنا

۲۰۵۰ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللهِ بنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمِّی یَعْقوبُ بنُ اِبْرَاھِیمَ حَدَّثَنَا اِبنُ اَخِی الزُّھْرِیِّ عن عَمِّہٖ حَدَّثَنِی سَالِمُ بنُ عبدِ اللهِ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاسَعِیْدٍ الخُدْرِیَّ حَدَّثَہٗ مِثْلَ ذٰلِکَ حَدِیْثاً عن رسولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم فَلَقِیَہٗ عبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ فقال یااَبَا سَعِیْدٍ ماھٰذَا الَّذِی تُحَدِّثُ عن رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فقال اَبُو سَعِیْدٍ فِی الصَّرْفِ سَمِعْتُ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم یقولُ الذَّھَبُ بِالذَّھَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالوَرِقُ بِالوَرِقِ مِثْلاً بِمِثْلٍ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے ان سے حدیث بیان کی ابوبکرہؓ کی حدیث کے مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، پھر عبداللہ بن عمرؓ ان سے ملے اور کہنے لگے اے ابوسعید وہ حدیث کیا ہے جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں تو ابوسعید نے فرمایا کہ بیع صرف کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے سونا سونے کے بدلے برابر برابر بیچو اور چاندی چاندی کے عوض برابر۔ (ای یجوز

اذا کانا متساویین یدا بید.)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "والورق بالورق مثلا بمثل" والورق بکسر الراء الفضة.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۹۰ تا ص۲۹۱، ویاتی الحدیث ص۲۹۱، ۱۱۱۔

۲۰۵۱ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن اَبِی سَعِيْدِ الخُدْرِیِّ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال لَاتَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَاتَبِيْعُوا الوَرِقَ بِالوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَاتُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَاتَبِيْعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا کو سونے کے بدلے مت بیچو مگر برابر برابر اور ایک کو دوسرے پر مت بڑھاؤ (یعنی ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ ہو بالکل برابر برابر ہو) اور چاندی کو چاندی کے عوض مت بیچو مگر برابر برابر ایک دوسرے پر کم زیادہ نہ کرو اور ادھار کو نقد کے عوض مت بیچو (یعنی سونا چاندی کے معاملہ میں ایک نقد اور دوسری طرف ادھار مت بیچو یہ جائز نہیں)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "لاتبیعوا الورق بالورق" والورق بکسر الراء هو الفضة.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۹۱، ۱۱۱، اخرجه مسلم فی البیوع واخرجه الترمذی والنسائی ایضا فی البیوع.

مقصد | یجوز اذا کان متساویین یدا بید.

تشریح: لاتشفوا من الاشفاف اضداد میں سے ہے کم زیادہ کرنا۔

﴿ بَابُ [۱۳۵۷] بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً ﴾

دینار (یعنی اشرفی) کو دینار (اشرفی) کے عوض ادھار بیچنا

۲۰۵۲ ﴿حَدَّثَنَا عَلِیُّ بنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الخُدْرِیَّ يقولُ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فقلتُ لَهُ فَاِنَّ ابنَ عبَّاسٍ لايَقُولُهُ فقال

اَبُوسَعِيدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَوْ وَجَدْتَهُ فِى كِتَابِ اللهِ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ لَا اَقُولُ وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنِّى وَلٰكِنْ اَخْبَرَنِى اُسَامَةُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال لَارِبًا اِلَّا فِى النَّسِيئَةِ قال ابوعبدِ الله سَمِعْتُ سُلَيمٰنَ بنَ حَرْبٍ يقولُ لَارِبٰى اِلَّا فِى النَّسِيئَةِ قال هٰذا عِنْدَنَا فِى الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ وَالحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ مُتَفَاضِلًا لَابَاسَ بِهٖ يَدًا بِيَدٍ وَلَا خَيْرَ فِيْهِ نَسِيئَةً.

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض بیچا جائے (مثلا بمثل من زاد او ازداد فقد اربیٰ. (مسلم جلد ۲/ ص ۲۷) یعنی بالکل برابر جس نے زیادہ لیا وہ سود میں پڑ گیا) ابوصالح نے کہا کہ میں نے ان سے کہا حضرت ابن عباسؓ اسے نہیں کہتے (یعنی اس کے خلاف کہتے ہیں) اس پر حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ مسئلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا کتاب اللہ میں اسے پایا تو ابن عباسؓ نے کہا ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں کہتا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث زیادہ جانتے ہیں (کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں آپ جوان تھے اور میں بچہ تھا) لیکن مجھ سے اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود صرف ادھار میں ہے۔

قال ابوعبدالله الخ امام بخاریؒ نے کہا میں نے سلیمان بن حرب سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ سود صرف ادھار میں ہے انہوں نے کہا یہ ہمارے نزدیک سونا کو بعوض چاندی اور گیہوں بعوض جو کے بیچنے میں ہے کہ زیادتی میں کوئی حرج نہیں جب کہ ہاتھ در ہاتھ ہو اور ادھار میں کوئی خیر نہیں یعنی جائز نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الدينار بالدينار".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۱، ومر ص۲۹۰، اخرجه مسلم ثانى ص۲۷، واخرجه النسائى وابن ماجه فى البيوع.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس مسئلہ میں اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کا جمہور سے اختلاف ربا بالفضل میں ہے حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک ربا بالفضل جائز تھا صرف نسیہ یعنی ادھار ناجائز تھا اور استدلال اس حدیث سے تھا لاربا الا فى النسيئة جمہور کے نزدیک اس حدیث لاربا الا فى النسيئة کا تعلق اجناس مختلفہ سے ہے جیسے سونے کی بیع چاندی سے گیہوں کی بیع جو وغیرہ سے اس صورت میں ربا صرف نسیہ میں ہے لیکن اگر جنس متحد ہو تو تفاضل و زیادتی بھی جائز نہیں، پھر جب حضرت ابو سعیدؓ کی حدیث معلوم ہوئی تو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے رجوع کرلیا۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۳۵۸ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً ﴾

چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا

۲۰۵۳ ﴿حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ هَذَا خَيْرٌ مِنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا.﴾

ترجمہ ابوالمنہال (عبدالرحمن بن مطعم) نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے صرف کے متعلق پوچھا ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ وہ ہم سے بہتر ہیں پھر دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الذهب بالورق ديناً" أي نسيئة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۱، ومر الحديث ص۲۷۷، ويأتي ص۳۴۰، وص۵۶۱۔

مقصد یہ صرف ہے یعنی چاندی کی بیع سونے سے یا سونے کی بیع چاندی سے صرف ہے اسکو ادھار بیچنا جائز نہیں ہے۔

تشریح: البيع كله اما بالنقد او بالعرض حالا او مؤجلا فهي اربعة اقسام. (فتح)

خلاصہ یہ ہے کہ بیع نقد کے ذریعہ ہوگی یا اسباب وسامان کے ذریعہ پھر نقد ہوگی یا ادھار پس یہ چار قسمیں ہوئیں تفصیل اگر اسباب کی بیع اسباب کے ساتھ ہو تو اسکو مقایضہ کہتے ہیں، اگر اسباب کی بیع نقد کے ساتھ ہو تو اسباب کو عرض اور نقد کو ثمن کہیں گے، اگر بیع نقد کی نقد کے ساتھ ہو تو اگر ہم جنس یعنی سونے کو سونے کے ساتھ بدلے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ تو اسکو مراطلہ کہتے ہیں اگر جنس کا اختلاف ہو جیسے چاندی کو سونے کے عوض یا سونے کو چاندی کے عوض اسکو صرف کہتے ہیں، صرف میں کمی بیشی درست ہے لیکن ادھار جائز نہیں، اور مراطلہ میں چونکہ جنس بھی ایک ہے جیسے سونا بعوض سونا تو اس میں نہ کمی بیشی جائز ہے اور نہ ادھار یعنی برابر برابر ہاتھوں ہاتھ ضروری ہے۔

اگر ثمن اور عرض کی بیع ہو جیسا کہ اکثر و بیشتر یہی طریقہ رائج ہے اس میں ثمن اور عرض کے لئے میعاد کرنا درست ہے اگر ثمن میں میعاد ہو تو قرض ہے، اگر عرض میں میعاد ہو تو وہ سلم ہے جس کی تفصیل کتاب السلم میں آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿بَابُ ۱۳۵۹ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَداً بِيَدٍ﴾

سونے کو بعوض چاندی کے بیچنا ہاتھوں ہاتھ یعنی نقد درست ہے۔

۲۰۵۴﴿حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا يَحْيَ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا﴾

ترجمہ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا مگر برابر اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ سونے کو چاندی کے عوض جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ کمی بیشی جائز ہے البتہ نقدانقد ہونا شرط ہے ادھار جائز نہیں۔ کما مر)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه مختصر من الحديث الذى فيه ذكر يدا بيد كما ذكرنا الان فاندفع قول من قال ذكر فى الترجمة "يداً بيد" وليس فى الحديث ذلك الخ (قاله العينیؒ فى العمدة)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۱، ومر الحديث ص۲۹۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ سونا بعوض چاندی یا برعکس چاندی سونا کے عوض خریدنا کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے صرف یدا بید شرط ہے اس وجہ سے امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں یدا بید کی قید بڑھا دی مطلب یہ ہے کہ حدیث باب کی شرح فرمادی چونکہ دوسری حدیثوں میں یہ اس قید کی تصریح ہے والحديث يفسر بعضه بعضاً. چونکہ بیع صرف میں صرف یدا بید کی شرط ہے اور تفاضل جائز ہے۔ کما مرّ

﴿بَابُ ۱۳۶۰ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ التَّمْرِ بِالثَّمَرِ وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا﴾

وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

بیع مزابنہ کا بیان، اور وہ مزابنہ یہ ہے کہ سوکھی کھجور کو درخت پر لگی ہوئی کھجور (رطب) کے عوض بیچنا اور منقی کو بیل میں لگے ہوئے انگور کے عوض بیچنا اور بیع عرایا کا بیان

اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔

۲۰۵۵﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بنُ عبدِ الله عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ أَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لاتَبِيْعُوا الثَّمَرَ حتى يَبْدُوَ صَلاحُهُ وَلا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قال سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عبدُ اللهِ عن زَيْدِ بنِ ثابِتٍ أَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فى بَيْعِ العَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فى غَيْرِهِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھل کو اس وقت تک مت بیچو جب تک اس کی پختگی نہ شروع ہو (یعنی پکنے کے آثار ظاہر نہ ہو جائیں) اور درخت پر کے کھجور (رطب) خشک کھجور کے عوض مت بیچو (بلکہ روپے پیسے کے بدلے فروخت کرو) سالم نے کہا اور مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سن کر یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد عریہ کی بیع میں تر یا خشک کھجور کے عوض بیع کی اجازت دی اور عریہ کے سوا کسی میں اجازت نہیں دی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولاتبيعوا الثمر بالتمر" فانه بيع المزابنة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۱، مر الطرف الاول فى ص۲۰۱، ويأتى ص۲۹۲، وص۲۹۳ تعليقاً ويأتى ص۲۹۹، ومر الطرف الثانى ص۲۹۰، ويأتى ص۲۹۱، وص۲۹۳، وحديث زيد بن ثابت مر الحديث ص۲۹۰، ويأتى ص۲۹۱، وص۲۹۲، وص۳۲۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیع مزابنہ جائز نہیں چونکہ احتمال ربوا ہے۔

بيع مزابنه: مزابنہ کی صورت یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک تیار کھجوروں کے عوض خریدنا چونکہ اس میں ربوا کا احتمال ہے اس لئے یہ ناجائز و حرام ہے کیونکہ خشک کھجور کو وزن کرلیں گے لیکن جو کھجور ابھی درخت پر ہے اس کا صرف اندازہ ہی کریں گے جس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ بیع مزابنہ میں دوسرا مفسدہ غرر ہے کیونکہ غیر مقطوع کھجور جو ابھی درخت پر لگی ہے اس کا کسی آفت سے ہلاک .ونا مستبعد نہیں اس صورت میں غرر ہوگا۔

بيع محاقله: محاقلہ کی صورت یہ ہے کہ کھیت کے اندر بالیوں میں جو گیہوں ہے اس کو گھر کے خشک گیہوں کے بدلے خرید اجائے، یہ ناجائز ہے وجہ ظاہر ہے گھر کے خشک گیہوں کا وزن کرلیں گے لیکن کھیت کے اندر جو گیہوں بالیوں

میں کھڑی ہے اس کا وزن ممکن نہیں صرف اندازہ ہی کریں گے اور مسئلہ یہ ہے کہ جب گیہوں کی بیع گیہوں سے ہوتو مساوات و برابری ضروری ہے تفاضل حرام ہے۔

رخص فی بیع العریة: گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے باب ۱۳۵۳ کی حدیث ۲۰۴۷۔

۲۰۵۶ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ کَیْلاً وَبَیْعُ الکَرْمِ بِالزَّبِیْبِ کَیْلاً.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کی کھجور بعوض سوکھی کھجور ناپ کر خریدے اسی طرح بیل پر کے انگور منقی کے بدلہ ناپ کر خریدے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحدیث هنا ص ۲۹۱، و مر ص ۲۹۰، و یاتی ص ۲۹۳۔

۲۰۵۷ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مالِكٌ عن دَاوُدَ بْنِ الْحُصَیْنِ عن اَبِی سُفْیانَ مَوْلَی ابنِ اَبِی اَحْمَدَ عن اَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم نَهٰی عَنِ المزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِی رُؤُوْسِ النَّخْلِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کھجور جو ابھی درخت پر لگی ہوا تری ہوئی سوکھی کھجور کے عوض خریدنا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحدیث هنا ص ۲۹۱۔

۲۰۵۸ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُومُعَاوِیَةَ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عن عِکْرِمَةَ عَنِ ابنِ عبّاسٍ قال نَهٰی النبیُّ صلی الله علیه وسلم عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحدیث هنا ص ۲۹۱۔

۲۰۵۹ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن زَیْدِ بنِ ثابتٍ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم رَخَّصَ لِصَاحِبِ العَرِیَّةِ اَنْ یَبِیْعَهَا بِخَرْصِهَا.﴾

ترجمہ | حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ کے مالک کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنا

عریہ اس کے اندازبرابر میوے کے عوض بیچ ڈالے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مناسبة ذكر هذا الحديث فى هذا الباب من حيث انه قد ذكر حديث عبدالله بن عمرؓ عن زيد بن ثابتؓ فى ضمن حديث اخرجه عن عبدالله بن عمرؓ برواية سالم عنه وهنا ذكره باسناد مستقل عن ابن عمر عن زيد برواية نافع عن مولاه عبدالله (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۱، ومر الحديث ص۲۹۰۔

عریه: عریہ کے لئے حدیث ۲۰۴۷ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿باب ۱۳۶۱ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلٰى رُؤُسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ﴾

درخت پر کی کھجور سونے اور چاندی کے عوض بیچنا

۲۰۶۰﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَاَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعُ شَىْءٌ مِنْهُ اِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا العَرَايَا.﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کا بیچنا اس وقت تک منع فرمایا جب تک اس کی پختگی نہ شروع ہو اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ درخت پر کا پھل صرف دینار و درہم کے عوض بیچا جائے (نہ کہ سوکھے ہوئے اسی جنس کے پھل کے عوض) مگر عرایا میں آپ ﷺ نے اجازت دی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولايباع شئ منه الا بالدنيار و الدراهم" وهما الذهب و الفضة.

فان قلت ليس فى الحديث ذكر رؤس النخل، قلت المراد من قوله بيع الثمر اى الثمر الكائن على رؤس الشجر يدل عليه قوله حتى يطيب فان الثمر الذى هو الرطب لايطيب الا على رؤس الشجر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۱ تا ص۲۹۲، ومر الحديث ص۲۰۱، ويأتى ص۳۲۰ فى اثناء حديث طويل.

۲۰۶۱﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الوَهَّابِ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكاً وَسَاَلَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الرَّبِيْعِ اَحَدَّثَكَ دَاوٗدُ عَنْ اَبِى سُفْيَانَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ فِى بَيْعِ العَرَايَا فِى خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ.﴾

ترجمہ | عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہ میں نے امام مالکؒ سے سنا اور ان سے عبیداللہ بن ربیع نے پوچھا کیا آپ نے داؤد بن حصین سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم میں بیع عرایا کی اجازت دی؟ امام مالکؒ نے کہا ہاں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الحديث السابق فيه ذكر العرايا وهذا الحديث في العرايا فهو مطابق له من هذه الحيثية والمطابق للمطابق مطابق لذلك المطابق والحديث السابق فيه ذكر العرايا مطلقاً وهذا الحديث يشعر ان المراد من ذلك المطلق هو المقيد بخمسة اوسق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۲، ويأتي ص۳۲۰، واخرجه ابو داؤد والترمذي في البيوع.

۲۰۶۲﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيانُ قال قال يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْراً قال سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نهٰى عن بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ في العَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَباً وَقال سُفْيانُ مَرَّةً اُخْرٰى اِلَّا اَنَّه رَخَّصَ في العَرِيَّةِ يَبِيْعُهَا اَهْلُهَا بِخَرْصِهَا ياكُلونَهَا رُطَباً قال هُوَ سَوَاءٌ قال سُفْيانُ قُلْتُ لِيَحْيٰى وَاَنَا غُلامٌ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ اِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم رَخَّصَ في بَيْعِ العَرَايَا فقال وَمَا يُدْرِي اَهْلَ مَكَّةَ قلتُ اِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عن جابِرٍ فَسَكَتَ قال سُفْيانُ اِنَّما اَرَدْتُ اَنَّ جابِراً مِنْ اَهْلِ المَدِيْنَةِ قِيْلَ لِسُفْيانَ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عن بَيْعِ الثَّمَرِ حتى يَبْدُوَ صَلاحُهُ قال لا.﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن ابی حثمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر کی کھجور سوکھی کھجور کے عوض بیچنے سے منع فرمایا اور عریہ میں اس کی اجازت دی ہے کہ عریۃ (درخت پر لگے ہوئے کھجور) کا اندازہ کر کے خرید لیا جائے تا کہ اس کے گھر والے تازہ کھجور کھائیں۔

اور سفیان بن عیینہ نے دوسری بار یہ کہا مگر آپ ﷺ نے عریہ میں اجازت دی کہ تخمینہ کے ساتھ ان کھجوروں کو فروخت کر دیں تا کہ اس کے مالک تر کھجور کھائیں اور سفیان نے کہا هو سواء یعنی اس کا مطلب وہی ہے جو قول اول کا ہے، اور سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے کہا درانحالیکہ میں کم سن تھا مکہ والے کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے اس پر یحییٰ نے کہا مکہ والوں کو کہاں سے معلوم ہوا میں نے کہا وہ لوگ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں حضرت جابرؓ سے تو یحییٰ خاموش رہے۔

سفیان نے کہا اس کہنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ حضرت جابرؓ مدینہ والے ہیں سفیان سے پوچھا گیا (والقائل بلفظ

قیل هو علی بن عبد الله المدینی) کہ اس حدیث میں بدو صلاح سے پہلے پھل بیچنے کی ممانعت نہیں ہے؟ انہوں نے کہا اس حدیث میں یہ نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نهى عن بيع الثمر بالتمر".

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۹۲، و ياتی ص ۳۲۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے درخت پر لگے ہوئے کھجور کو سونا چاندی یعنی روپے پیسے سے خریدنا جائز ہے ممانعت تو خشک کھجور کے عوض خریدنے سے ہے جس کو مزابنہ کہتے ہیں۔

تشریح یحیٰ بن سعید اور مکہ والوں کی روایت میں کسی قدر اختلاف ہے یحیٰ نے عرایا کی رخصت میں بخرصها (یعنی تخمینہ و اندازہ کرنے کی قید اور یاکل اهلها رطباً یعنی تر کھجور کھانے کی قید لگائی ہے اور مکہ والوں نے اپنی روایت میں یہ قیدیں ذکر نہیں کیں بلکہ مطلق عریہ کو جائز رکھا۔

ے اندازہ کرنے کی قید تو واقعی اور ضروری ہے اس لئے کہ ابھی وہ درخت پر ہے سوائے تخمینہ و اندازہ کے کوئی صورت بھی نہیں ہے۔ رہا معاملہ کھانے کی قید، یہ محض واقعی ہے نہ کہ احترازی۔

و انا غلام: سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت بچہ تھا، کم عمر تھا اس سے سفیان کا مقصد یہ ہے کہ میں کم سنی ہی سے حدیث سنتا تھا اور تحقیق کے ساتھ سنتا تھا کہ کم عمری ہی میں اپنے شیوخ سے بحث مباحثہ کر لیتا تھا اس سے سفیان کا مقصد اپنی فطانت و ذکاوت کا اظہار تھا، معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت اپنے فضل و کمال کا اظہار جائز ہے۔

﴿ بَابُ[۱۳۶۲] تَفْسِيرِ الْعَرَايَا ﴾

وقال مالكٌ العَرِيَّةُ اَنْ يُعْرِیَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثمَّ يَتَاذّٰى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهُ اَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنهُ بِتَمْرٍ وقالَ ابنُ اِدْرِيْسَ العَرِيَّةُ لَاتَكُونُ اِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَداً بِيَدٍ وَلَاتكون بِالجزَافِ وَمِمَّا يُقَوِّيْهِ قولُ سَهْلِ بنِ اَبِی حَثْمَةَ بِالاَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ وَقالَ ابنُ اِسْحَاقَ فی حَدِيْثِهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ كانَتِ العَرَايَا اَنْ يُعْرِیَ الرَّجُلُ فی مالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخلَتَيْنِ وقال يَزِيْدُ عن سُفْيانَ بنِ حُسَيْنٍ العَرَايَا نَخلٌ كانَت تُوهَبُ لِلْمَسَاكِيْنِ فلايَستَطِيْعُونَ اَن يَنْتَظِرُوا بِهَا رُخِّصَ لَهُمْ اَنْ يَبِيْعُوهَا بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ.

عرایا کی تفسیر کا بیان

اور امام مالکؒ نے کہا عریہ یہ ہے کہ ایک شخص (باغ کا مالک) کسی کو ایک درخت (پھل کھانے کے لئے) دے پھر

باغ میں اس کے آنے سے تکلیف ہوتی تو اسے (یعنی باغ کے مالک کو) اجازت دی گئی ہے کہ اس کے پھل کو (جو ابھی درخت پر ہے) خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔ اور ابن ادریس (یعنی امام شافعیؒ) نے کہا کہ عریۃ جائز نہیں ہوتا ہے مگر خشک کھجور جو درخت کے عوض دی جائے وہ ناپ کر نقد انقدی ہو صرف اندازے سے نہ ہو اور جن باتوں سے اسے قوت ملتی ہے (یعنی تائید ہوتی ہے) سہل بن ابی حثمہ کا قول ہے کہ وہ کھجور وسق سے ناپی ہوئی ہو اور ابن اسحاق نے اپنی حدیث میں نافع عن ابن عمرؓ بیان کیا کہ عرایا کہ صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنے مال (یعنی باغ) میں سے کھجور کا ایک درخت یا دو درخت کسی کو پھل کھانے کے لئے دیدیتا۔

اور سفیان بن حسین سے روایت کرتے ہوئے یزید نے کہا عرایا کھجور کے وہ درخت ہیں جو مسکینوں کے (پھل کھانے کے لئے) دیئے جاتے تھے پھر وہ مساکین پھل کے تیار ہونے (یعنی ٹوٹنے) کا انتظار نہیں کر سکتے تھے تو ان کو اجازت دی گئی کہ سوکھی کھجوروں کے عوض جو چاہیں بیچ دیں۔

۲۰۶۳﴿حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُومَاتٌ يَاتِيهَا فَيَشْتَرِيهَا۔﴾

ترجمہ | حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں اجازت دی کہ اندازہ کر کے بعوض سوکھے کھجور کے ناپ کر کے بیچا جائے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا عرایا چند متعین درخت تھے کہ باغ کے مالک ان درختوں کے پاس آتے اور ان کو خشک کھجوروں کے بدلے خرید لیتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والعرايا نخلات" الى آخره۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۲، ومر الحديث ص۲۹۰، وص۲۹۱، ويأتي ۳۲۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد عرایا کی تفسیر کرنی ہے چنانچہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کی تفسیریں نقل کی ہیں۔

تشریح: عریہ کی تفصیل مع اقوال ائمہ کے لئے حدیث ۲۰۴۷ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ بَابٌ ۱۳۶۳ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ﴾

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اِنَّهُ اَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ اَصَابَهُ مُرَاضٌ اَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا

فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لَمّا كَثُرتْ عِنْدَهُ الخُصُومَةُ في ذٰلِكَ فإمّا لا فَلا تَتَبايَعُوا حتى يَبْدُوَ صَلاحُ الثَّمَرِ كَالمَشُوْرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ قال وَاَخبَرَنِى خارِجَةُ بنُ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بنَ ثابِتٍ لَمْ يَكُن يَبِيْعُ ثِمارَ اَرْضِهِ حتى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنُ الاَصْفَرُ مِنَ الاَحْمَرِ قال اَبو عبدِاللهِ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ حَدَّثَنا حَكّامٌ حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ عن زَكَرِيّا عن اَبِى الزِّنَادِ عن عُرْوَةَ عن سَهْلٍ عن زَيْدٍ.

پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع کا بیان

اور لیث بن سعد نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے نقل کیا کہ عروہ بن زبیر سہل بن ابی حثمہ انصاریؓ سے نقل کرتے تھے جو بنی حارثہ میں سے تھے انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ پھلوں کو جو درخت پر لگے رہتے خرید وفروخت کرتے پھر جب کاٹنے کا وقت آجاتا اور طرفین بدلین پر قبضہ کرنے حاضر ہوجاتے تو خریدار کہتا پھل کو سیاہی لگ گئی ہے اس کو مرض لگ گیا ہے اس کو قشام لگ گیا (یعنی پکنے سے پہلے ٹھٹھر گیا بیکار ہوگیا ہے) چند آفات ذکر کرتے جس سے جھگڑتے (تاکہ قیمت کم دینی پڑے) پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ جھگڑے بکثرت آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ یہ جھگڑے نہیں چھوڑتے تو ایسا کرو کہ جب تک پھل کی پختگی ظاہر نہ ہوجائے اس کو مت بیچو آپ ﷺ نے بطور اصلاح ومشورہ فرمایا کیونکہ جھگڑے بہت ہوا کرتے تھے۔

اور ابوالزناد نے کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ حضرت زید بن ثابتؓ اپنے باغ کا پھل اس وقت تک نہ بیچتے جب تک ثریا تارا نہ نکلتا اور زردی سرخی سے نمایاں نہ ہوتی، امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کو علی بن بحر نے بھی روایت کیا۔

۲۰۶۴ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِاللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهٰى عن بَيْعِ الثِّمارِ حتى يَبْدُوَ صَلاحُهَا نَهَى البائِعَ وَالمُبْتَاعَ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک اس کی پختگی ظاہر نہ ہوجائے آپ ﷺ نے بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۲، ومر الحديث ص۲۰۱، وص۲۹۱، ويأتي ص۲۹۳، وص۲۹۹، اخرجه مسلم وابو داؤد.

۲۰۶۵﴿حَدَّثَنَا ابنُ مُقَاتِلٍ اَخبَرَنا عبدُاللهِ اَخبَرَنا حُمَيدٌ الطَّوِيلُ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهىٰ اَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخلِ حتى تَزهُوَ قال ابو عبدِالله يعني حتى تَحمَرَّ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ لال یا پیلا نہ ہوجائے، امام بخاریؒ نے کہا حدیث میں تزھو کے معنی ہیں سرخ ہوجائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۲، ومر الحديث ص ۲۰۱، ويأتي ص ۲۹۳۔

۲۰۶۶﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحيَ بنُ سَعِيدٍ عن سَلِيمِ بنِ حَيَّانَ حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مِينَاءَ قال سَمِعْتُ جابِرَ بنَ عبدِ الله قال نَهى النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حتى تُشَقِّحَ قال تَحمَارُّ او تَصفَارُّ وَيُؤكَلُ مِنها.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ پکڑنے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا حضرت جابرؓ نے فرمایا سرخ ہونے لگے یا زرد ہونے لگے اور کھانے کے لائق ہوجائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۲، ومر الحديث ص ۲۰۱، وص ۲۹۱، ويأتي ص ۳۲۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بدو صلاح یعنی قابل انتفاع ہونے سے قبل پھلوں کو نہ بیچنا چاہئے اس لئے کہ جھگڑے کا باعث ہے۔

بدو صلاح سے قبل بیع کی صورتیں بدو صلاح یعنی ظہور صلاحیت سے قبل بیع کی تین صورتیں ہیں:
پہلی صورت بشرط التبقیہ ہے یعنی مشتری نے اس شرط پر خریدا کہ پکنے تک پھل درخت پر باقی رہے گا، یہ بالاتفاق ناجائز ہے لحدیث المذکور۔ نیز مقتضیات بیع کے خلاف شرط فاسد ہے، نیز عقد فی عقد ہے کہ ایک طرف بیع اور دوسری طرف اجارہ۔

دوسری صورت بیع بشرط القطع ہے یہ بالاتفاق جائز ہے۔

تیسری صورت یہ کہ بیع مطلق ہو نہ قطع کی شرط ہو اور نہ تبقیہ کی اس صورت میں عندالاحناف جائز ہے اور شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔

علماء احناف فرماتے ہیں کہ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں پائی گئی چونکہ بسا اوقات کچا پھل بھی قابل انتفاع ہے بدو صلاح کے بعد بھی امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بشرط التبقیہ بیع جائز نہیں۔

﴿ بَابُ ۱۳۶۴ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ﴾

کھجور کے درخت کا پھل پختگی ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا

۲۰۶۷ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِي حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله عليه وسلم اَنَّه نَهٰى عن بَيْعِ الثَّمَرَةِ حتى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حتى يَزْهُوَ قيل وَمَا يَزْهُوَ قال يَحْمَارُّ اَوْيَصْفَارُّ، قال اَبو عبدِ اللهِ كَتَبْتُ اَنَا عن مُعَلَّى بنِ مَنْصُورٍ اِلَّا انّى لم اكتُبْ هٰذا الحَدِيْثَ عَنْهُ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک قابل انتفاع نہ ہوجائیں اور درخت پر کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک رنگ نہ پکڑے لوگوں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ زھو کیا ہے؟ فرمایا سرخ ہوجائے یا زرد ہوجائے۔

قال ابوعبداللہ الخ امام بخاریؒ نے کہا میں نے اپنے شیخ معلی بن منصور سے یہ حدیث لکھی ہے مگر یہ حدیث معلی بن منصور سے (بلاواسطہ) نہیں لکھی ہے۔

معلى بن منصور هو من كبار شيوخ البخارى وانما روى عنه فى الجامع بواسطة (فتح)

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وعن النخل".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۹۲ تا ۲۹۳، ومر الحديث ص۲۰۱، وص۲۹۲، ويأتى ص۲۹۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد باب سے ظاہر ہے کہ درخت پر لگے ہوئے کھجور کا پھل پختگی ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے۔ (اگر اس کو بشرط التبقیہ پر محمول کرلیا جائے تو کوئی اشکال نہ ہوگا)

اشکال: سابق باب سے تکرار باب کا اشکال ہوتا ہے کیونکہ سابق باب تھا باب بیع الثمار الخ۔

جواب: حافظ عسقلانیؒ نے اس کا جواب دیا هذه الترجمة معقودة لبيان حكم بيع الاصول والتى قبلها لحكم بيع الثمار. (فتح)

علامہ عینیؒ نے حافظ کے جواب کو رد کردیا فرماتے ہیں "وهذا ليس بتكرار لان المراد بقوله نهى عن بيع الثمرة غير ثمر النخل بقرينة عطفه عليه ولان الزهو مخصوص بالرطب. (عمدہ)

● ● ●

﴿ باب ۱۳۶۵ اِذا بَاعَ الثِّمارَ قَبلَ اَنْ یَبْدُوَ صَلاحُها ثُمَّ اَصابَتْهُ عَاهَةٌ فهُوَ مِنَ البَائِعِ ﴾

اگر کسی نے ظہور پختگی سے قبل پھلوں کو بیچا پھر اس پر کوئی آفت آپہونچی تو وہ نقصان بائع کا ہوگا

۲۰۶۸﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ یُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن حُمَیْدٍ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم نهٰی عن بَیْعِ الثِّمارِ حتی تُزْهِیَ فَقِیْلَ لهُ وَمَا تُزْهِیَ قال حتی تَحْمَرَّ فقال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم اَرَاَیْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰہُ الثَّمَرَةَ بِمَ یاخُذُ اَحَدُکم مالَ اَخِیْهِ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِی یُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال لواَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمراً قَبْلَ اَنْ یَبْدُوَ صَلاحُهُ ثُمَّ اَصابَتْهُ عَاهَةٌ کانَ مَا اَصابَه علٰی رَبِّه اَخبَرَنِی سَالِمُ بنُ عَبْدِ اللهِ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال لاتَتَبَایَعُوا الثَّمَر حتی یَبْدُوَ صَلاحُها وَلاتَبِیْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمرِ. ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ رنگ پکڑ لے (یعنی سرخی یا زردی ظاہر ہو تو فروخت کرے) حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ تزھی کا کیا مطلب ہے فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ پھلوں کو روک دے تو تم میں کوئی اپنے بھائی کا مال کس چیز کے عوض لیگا۔ اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے نقل کیا ابن شہاب نے کہا اگر ایک شخص نے ظہور پختگی سے پہلے پھل خرید لیا پھر اس پر کوئی آفت آئی تو جتنا برباد ہوا وہ اس کے مالک یعنی بائع پر ہوگا (مشتری کا روپیہ واپس دینا پڑے گا) ابن شہاب نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہور پختگی سے پہلے پھل مت فروخت کرو اور درخت پر کی کھجور خشک کھجور کے عوض مت فروخت کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان منع الله الثمرة" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۳، ومر الحديث ص ۲۰۱، وص ۲۹۲، ویاتی ص ۲۹۳۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدو صلاح سے قبل بیع صحیح ہو جاتی ہے مگر ضمان بائع پر رہیگا۔

تشریح اگر عقد کے بعد مشتری کے قبضہ سے پہلے پھل برباد ہوا تو بائع کا مال گیا لیکن اگر مشتری نے درخت پر قبضہ کر لیا تو جو برباد ہوا وہ مشتری کا گیا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۳۶۶ شِرَى الطَّعَامِ اِلٰى اَجَلٍ ﴾

غلہ ادھار خریدنا

۲۰۶۹﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفصِ بنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِى حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قال ذَكَرْنَا عِندَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فى السَّلَفِ فقال لاباَسَ بِه ثم حَدَّثَنَا عنِ الاَسْوَدِ عن عائِشَةَ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم اشْتَرٰى طَعَاماً مِنْ يَهُودِىٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَه دِرْعَهٗ. ﴾

ترجمہ اعمش نے کہا کہ ہم نے ابراہیم نخعیؒ کے پاس قرض لیکر رہن (گروی) رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں پھر ہم سے حدیث بیان کی اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابوشحم) سے غلہ خریدا ادھار ایک وعدہ پر اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھدی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اشترى طعاما من يهودى الى اجل".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۹۳، ومر الحديث ص۲۷۷، وص۲۸۱، وياتى ص۳۰۰، وص۳۲۱، وص۳۴۱، وص۴۰۹، وفى المغازى ص۶۴۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ادھار غلہ خریدنا مدت معین کر کے جائز ہے اور حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔ مزید کے لئے کتاب المغازی ص۵۴۸/ ملاحظہ فرمایئے وغیرہ۔

﴿ بَابُ ۱۳۶۷ اِذَا اَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ ﴾

اگر کوئی شخص خراب کھجور کے عوض اچھی کھجور بیچنا چاہے

۲۰۷۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ عن مالِكٍ عن عبدِالمَجِيْدِ بن سُهَيْلِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عن اَبِى سَعِيْدِ الخُدْرِىِّ وَعن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذا قال لاوَاللهِ يارسولَ الله اِنَّا لَنَاخُذُ الصَّاعَ مِن هٰذا بِالصَّاعَيْنِ والصَّاعَيْنِ بِالثَّلاثَةِ فقال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لاتَفْعَلْ بِعِ الجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثم ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيباً. ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل بنایا وہ عمدہ قسم کی کھجور لیکر آپ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ ہم اس کا ایک صاع دو صاع کے عوض اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو پہلے ملی جلی کھجوروں کو دراہم کے عوض بیچو پھر دراہم سے عمدہ کھجوریں خریدو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "بع الجمع بالدراهم" الى آخره فانه اسلم من الربوا فان التمر كله جنس واحد فلايجوز بيع صاع منه بصاع من تمر آخر الا سواء بسواء فلايجوز بالتفاضل.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۳، ويأتي الحديث ص ۳۰۸، وفي المغازي ص۶۰۹،وص۱۰۹۲۔

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مخلوط کھجور اور عمدہ کھجور جنس واحد ہے جس میں تفاضل جائز نہیں اس لئے ربوا سے بچنا ضروری ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ الگ الگ دو بیع کردو۔

مزید تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص ۳۰۶۔

﴿بَابُ [۱۳۶۸] قَبْضِ مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ أَوْ أَرْضاً مَزْرُوْعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ﴾

قال أبوعبدالله وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال سَمِعْتُ ابنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عن نافِعٍ مَولَى ابنِ عُمَرَ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيعَتْ قد أُبِّرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فالثَّمَرُ لِلَّذِي أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ العَبْدُ وَالحَرْثُ سَمّٰى لهُ نافِعٌ هٰؤُلاءِ الثَّلاثَ.

جس نے تابیر شدہ درخت اور فصل لگا ہوا کھیت بیچا یا کرایہ پر دیا؟

امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے ابراہیم (ابن منذر) نے کہا مجھ سے ہشام بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا وہ عبداللہ بن عمرؓ کے مولی نافع سے نقل کر رہے تھے کہ جو تابیر شدہ درخت بیچا گیا اور پھل کا تذکرہ نہیں کیا گیا تو پھل اس کا ہے جس نے تابیر کی (یعنی پھل بائع تابیر کرنے والے کا ہوگا) اور اسی طرح غلام اور کھیت کا حکم ہے (یعنی غلام کی بیع میں غلام کا مال اور کھیت کی بیع میں کھیت کا غلہ داخل نہیں ہوگا بلکہ بائع کا ہوگا البتہ عقد کے بعد جو غلہ پیدا ہوگا وہ مشتری کا ہوگا) نافع نے ان تینوں کا نام لیکر ذکر کیا۔

۲۰۷۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ أَنَّ رسولَ

اللہ ﷺ قال مَنْ بَاعَ نَخلاً قد أُبِّرَتْ فثمرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تابیر شدہ کھجور کا درخت بیچا تو اس کا پھل بائع ہی کا ہوگا مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے کہ میں پھلوں کے ساتھ خریدتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "من باع نخلا قد ابرت".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۹۳، ویاتی ایضاً ص ۲۹۳، وص ۳۲۰، وص ۳۷۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ظاہر ہے کہ اگر کسی نے تابیر کے بعد درخت بیچا اور عقد بیع میں پھل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا تو پھل بائع کا ہوگا اسی طرح غلام کی بیع میں غلام کا مال داخل نہیں ہوگا مال بائع کا ہوگا علی ہذا القیاس کھیت کی بیع میں کھیتی یعنی فصل بائع کا ہوگا اگر عقد بیع کے وقت مشتری نے تصریح کردی کہ میں کھیتی کے ساتھ کھیت خریدتا ہوں تو خریدار کا ہوگا۔

تابیر نخلہ تابیر نخلہ، نیز تلقیح نخلہ کا مطلب یہ ہے کہ نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا یعنی مادہ کھجور کے شگوفہ کو پھاڑ کر نر کھجور کا شگوفہ ڈالدینا تابیر نخلہ کہلاتا ہے اہل عرب کھجور میں پھل کی زیادتی کے لئے یہ عمل وتدبیر کرتے تھے۔

مذاہب ائمہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر تابیر کے بعد درخت فروخت کیا ہے تو پھل بائع کا ہوگا الا ان یشترط المشتری اور اگر تابیر سے قبل فروخت کیا ہے تو پھل مشتری کا ہوگا، استدلال مذکور الصدر حدیث سے ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پھل بائع کا ہوگا خواہ بعد التابیر ہو یا قبل التابیر۔

مطلب یہ ہے کہ عند البیع درخت پر جو پھل ہے وہ پھل درخت کی بیع میں داخل نہیں ہوگا لیکن اگر مشتری نے عند القبول تصریح کردی کہ اشتریت النخلۃ بثمرتھا تو پھر بالاتفاق مشتری کا ہوگا۔

ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے کہ پھل مشتری کا ہوگا خواہ قبل التابیر ہو یا بعد التابیر وھو باطل قالہ النوویؒ.

کذلک العبد الخ: باب کا دوسرا مسئلہ غلام کا ہے یعنی کسی نے ایک غلام خریدا اور اس کے پاس مال تھا تو وہ مال بائع کا ہوگا اس لئے کہ غلام کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی وہ مولی ہی کی ملکیت ہوتی ہے لہذا وہ مال بائع ہی کا ہوگا الا یہ کہ مشتری یہ شرط لگادے کہ میں غلام خرید رہا ہوں اور اس کے پاس جو مال ہے وہ بیع میں داخل رہے گا اس تصریح پر وہ مال مشتری کا ہوجائے گا۔ اسی پر کھیت اور کھیتی کا مسئلہ ہے۔

﴿ بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلاً ﴾ [۱۳۶۹]

ناپے ہوئے غلہ کے عوض کھڑی کھیتی (جو ابھی کھیت میں ہے) کو بیچنے کا بیان

۲۰۷۲﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال نَهَى رسولُ الله

صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُزَابَنَۃِ اَنْ یَبِیْعَ ثَمَرَ حَائِطِہٖ اِنْ کَانَ نَخْلاً بِتَمْرٍ کَیْلاً وَاِنْ کَانَ کَرْماً اَنْ یَبِیْعَہٗ بِزَبِیْبٍ کَیْلاً وَاِنْ کَانَ زَرْعاً اَنْ یَبِیْعَہٗ بِکَیْلِ طَعَامٍ نھی عن ذٰلِکَ کُلِّہٖ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ اپنے باغ کے پھل کو اگر کھجور ہوں تو ناپ کر کے خشک کھجور کے عوض بیچے اور اگر انگور ہے تو منقی کے عوض ناپ کر کے بیچے اور اگر کھیتی ہے تو اسے ناپے ہوئے غلہ کے عوض فروخت کرے آپ ﷺ نے ان سب سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وان كان زرعا ان يبيعه بكيل طعام".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۳، ومر الحديث ص ۲۹۰، وص ۲۹۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مزابنہ اور محاقلہ دونوں ناجائز ہیں۔

تشریح مزابنہ اور محاقلہ کی تعریف اس حدیث میں بھی ہے اور گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے باب ۱۳۶۰ ر کی حدیث ۲۰۵۵۔

باب ۱۳۷۰ بَیْعِ النَّخْلِ بِاَصْلِہٖ

درخت کو جڑ سمیت یعنی اصل درخت کو بیچنے کا بیان

۲۰۷۳ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عن نافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَیُّمَا امْرِئٍ اَبَّرَ نَخْلاً ثم باعَ اَصْلَھَا فَلِلَّذِیْ اَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ اِلَّا اَنْ یَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک کھجور کے درخت کی تابیر کی (پیوند کیا) پھر اس کی جڑ یعنی پورے درخت کو بیچ دیا تو درخت کا پھل جو اس میں موجود ہو وہ بائع کا ہوگا مگر جب مشتری اس کی شرط کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم باع اصلها".

مقصد مقصد یہ ہے کہ درخت کی بیع میں پھل داخل نہیں ہوگا کیونکہ پھل ایک مستقل اور منفصل چیز ہے اس لئے اس کی بیع الگ ہونی چاہئے چنانچہ عقد بیع کے وقت اگر مشتری صاف ذکر کردے کہ میں پھل کے ساتھ خریدتا ہوں تو پھل مشتری کا ہوگا۔ مر مراراً۔

﴿باب ۱۳۷۱ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ﴾

بیع مخاضرہ کا بیان

۲۰۷۴﴿ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ قال حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عن أنس بنِ مَالِكٍ أنه قال نهى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم عنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والمخاضرة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۳۔

۲۰۷۵﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن حُمَيْدٍ عن أَنَسٍ أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عن بَيْعِ الثَّمَرِ حتى تَزْهُوَ فقُلْنا لِأَنَسٍ مَازَهْوُهَا قال تَحْمَرُّ أَوْ تَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت کا پھل جب تک زھو نہ ہو بیچنے سے منع فرمایا حمید نے کہا کہ ہم نے حضرت انسؓ سے پوچھا زھو کیا ہے؟ فرمایا سرخ ہونے لگے یا زرد، بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تعالیٰ نے پھل کو روک دیا تو اپنے بھائی کا مال تیرے کس چیز کے عوض میں حلال ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من معنى الحديث لان الثمرة قبل زهوها خضراء فتدخل في بيع المخاضرة قبل الزهو.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۳، ومر الحديث ص۲۰۱، وص۲۹۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بدو صلاح سے پہلے پھلوں کو فروخت نہ کیا جائے، درخت کا پھل جب تک سرخ یا زرد نہ ہو اسی طرح کھیت کی فصل میں جب تک خوشہ کے اندر اناج سخت نہ ہو جائے بیچنا ممنوع ہے۔

مخاضرہ: مخاضرہ خضرۃ سے باب مفاعلۃ ہے خضرۃ کے معنی نرمی، نازکی۔ مراد یہ ہے کہ درخت کا پھل ہو یا کھیت کی فصل قابل انتفاع ہونے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے باقی ملامسہ، منابذہ، محاقلہ وغیرہ گذر چکا ہے۔

﴿ باب ۱۳۷۲ بَيْعِ الجُمَّارِ وَاَكْلِهِ ﴾

جُمّار کے بیچنے اور کھانے کا بیان

جُمّار (بضم الجیم وتشدید المیم، کھجور کا گابھ جو سفید سفید اندر سے نکلتا ہے هو قلب النخلة ويقال شحمها)

۲۰۷۶ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ هِشَامُ بنُ عبدِ المَلِكِ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عن اَبِى بِشرٍ عن مُجاهدٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال كنتُ عندَ النبيِّ ﷺ وَهُوَ يَاكُلُ جُمَّاراً فقال مِنَ الشَّجرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ المُؤمِنِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقولَ هِيَ النَّخلَةُ فَاِذَا اَنَا اَحدَثُهُمْ قال هِيَ النَّخلَةُ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ کھجور کی چربی کھا رہے تھے پھر فرمایا درختوں میں سے ایک درخت مومن کے مانند (مشابہ) ہے (بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟) میرے دل میں آیا کہ کہدوں وہ کھجور کا درخت ہے پھر دیکھا کہ میں ان سب لوگوں میں کم سن ہوں پھر حضور ﷺ ہی نے فرمادیا وہ نخلہ یعنی کھجور کا درخت ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وهو ياكل جُمارا".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۳ تا ص ۲۹۴، ومر الحديث ص ۱۴، وص ۱۶، وص ۲۴، ویاتی ص ۶۸۱، وص ۸۱۹، وص ۹۰۴، وص ۹۰۷۔

مقصد مقصد بیع جمار کا حکم بیان کرنا ہے۔ ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں احدهما بيع الجمار والآخر اكله لیکن حدیث الباب میں صرف اکل جمار کا ذکر ہے لیکن قاعدہ کے لحاظ سے دونوں جزء ثابت ہیں۔

قال ابن بطال : بيع الجُمار واكله من المباحات بلا خلاف وكل ما انتفع به للاكل فبيعه جائز. (عمدہ)

﴿ باب ۱۳۷۳ مَن اَجْرٰى اَمْرَ الاَمْصَارِ علٰى مَايَتَعَارَفُونَ بَينَهُمْ فِى البُيُوعِ وَالاِجَارَةِ وَالمِكيَالِ وَالوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ علٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمِ المَشْهُورَةِ ﴾

وقال شُرَيحٌ لِلغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ وقال عبدُ الوَهَّابِ عن اَيُّوبَ عن محمّدٍ لاباسَ

العَشَرَةُ بِاَحَدَ عَشَرَ وَيَاخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحاً وقال النبیّ صلی الله علیه وسلم لِهِنْدٍ خُذِى مايَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالمَعْرُوفِ وَقال الله تعالىٰ "وَمَنْ كَانَ فَقِيراً فلياْكُلْ بِالمَعْرُوفِ" وَاكتَرَى الحَسَنُ مِنْ عبدِاللهِ بنِ مِرْدَاسٍ حِمَاراً فقال بِكَمْ فقال بِدَانِقَيْنِ فرَكِبَهُ ثم جاءَ مَرَّةً أُخْرىٰ فقال الحِمَارَ الحِمَارَ فرَكِبَهُ وَلَمْ يُشارِطْهُ فبَعَثَ اِلَيْهِ بِنِصفِ دِرْهَمٍ.

خرید وفروخت اور کرائے اور ناپ وتول کا معاملہ ہر ملک (وعلاقے) کے عرف ودستور اوران کے مشہور رواج کے مطابق حکم دیا جائے گا

اور قاضی شریح نے سوت کاتنے والوں سے کہا جیسے تم لوگوں کے درمیان دستور ورواج ہے اسی کے مطابق حکم دیا جائے گا اور عبدالوہاب نے ایوب سختیانی سے روایت کی انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے کہا کہ دس کا مال گیارہ کے عوض بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور خرچ کے لئے نفع لے سکتا ہے (یعنی اس مال میں جو کچھ خرچ پڑا ہے اس پر مزید نفع لے سکتا ہے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوسفیان کی بیوی) ہند سے فرمایا تو اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ دستور کے موافق نکال لے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور جو شخص محتاج ہو وہ دستور کے موافق (یتیم کے مال میں سے) کھائے۔ اور حسن بصریؒ نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرائے پر لیا اور پوچھا کرایہ کتنا لے گا اس نے کہا دو دانق (دانق درہم کے چھٹے حصہ کو کہتے ہیں) حضرت حسن بصریؒ اس پر سوار ہوگئے پھر دوسری بار آئے اور فرمانے لگے گدھا لاؤ گدھا اور اس پر سوار ہوگئے اور اس سے کرایہ طے نہیں کیا پھر اس کے پاس نصف درہم یعنی تین دانق بھیج دیا۔

اگر چہ دستور کے مطابق دو دانق کرایہ متعین تھا لیکن حضرت حسن بصریؒ نے ایک دانق بطریق احسان کے اس کو زیادہ دیا۔

تشریح بعض جگہ دستور متعین ہوتا ہے مثلاً سائیکل والا کرایہ متعین ہے ایک روپیہ فی گھنٹہ، ایک روز ایک شخص نے طے کر کے سائیکل لی اور ایک روپیہ دیدیا اب دوبارہ دوسرے روز بغیر طے کئے ہوئے اگر سائیکل لے جاتا ہے تو جائز ہے جیسا کہ حسن بصریؒ نے دوسری بار طے نہیں کیا اگر نا جائز ہوتا تو امام حسن بصریؒ نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر دستور ہو کہ ایک دن کے لئے سواری کا کرایہ پچیس روپئے ہیں تو دوسرے روز بغیر طے کئے لے جائے اور معمول ودستور کے مطابق کرایہ دیدے، جائز ہے۔

۲۰۷۷ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال حَجَمَ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم اَبُوطَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُخَفِّفُوا عَنهُ مِن خَرَاجِهِ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنی (سینگی) لگائی تو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کا محصول کم کردیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم لم يشارط الحجام المذكور على اجرته اعتماداً على العرف في مثله.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۴، ومر الحديث ص۲۸۳، ويأتي ص۳۰۴، ۔۔۔ ، ۔۔۔ ، وص۸۴۹۔

۲۰۷۸﴿حَدَّثَنَا اَبُونعيم حَدَّثَنَا سُفيانُ عن هِشامٍ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالتْ هِنْدٌ اُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُولِ الله صلى الله عليه وسلمَ اِنَّ اَبَاسُفيانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَىَّ جُنَاحٌ اَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا قال خُذِى اَنتِ وَبَنُوكِ مَايَكْفِيْكِ بِالمَعْرُوفِ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ کی والدہ ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں اگر میں چپکے سے ان کے مال میں سے کچھ لے لوں تا کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ ارشاد فرمایا تو عرف کے مطابق اتنا لے سکتی ہے جو تیرے لئے اور تیرے بیٹوں کے لئے کافی ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "خذى انت وبنوك مايكفيك" من حيث انه صلى الله عليه وسلم احالها على العرف فيما ليس فيه تحديد شرعي.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۴، ويأتي الحديث ۳۳۲ تا ص۳۳۳، وص۵۳۹ بطوله، وص۸۰۷، وص۸۰۸، وص۸۰۹، وص۹۸۲، وص۱۰۶۰، وص۱۰۶۴۔

۲۰۷۹﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشامٌ ح وَحَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بنُ سَلَامٍ قال سَمِعْتُ عثمانَ بْنَ فَرْقَدٍ قال سَمِعْتُ هِشَامَ بنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عن اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ عائِشَةَ تَقُولُ "وَمَنْ كانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كانَ فَقِيْراً فَلْيَاكُلْ بالمَعْرُوفِ" اُنْزِلَتْ فِىْ وَالِى اليَتِيْمِ الَّذِى يُقِيْمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فى مالِهِ اِنْ كَانَ فَقِيْراً اَكَلَ مِنْهُ بالمَعْرُوفِ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ (سورہ نساء کی) یہ آیت "جو مال دار ہو وہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو وہ عرف (دستور) کے مطابق کھائے" یتیم کے اس ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اس کی پرورش کرتا ہے اور اس کے مال کی دیکھ بھال کرتا ہے اگر محتاج (غریب) ہے تو دستور کے مطابق اس کے مال میں سے کھا سکتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اكل منه بالمعروف".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۴، ويأتي ص۲۹۴، وص۳۸۷، وفي التفسير ص۶۵۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ہر ملک و علاقہ کے عرف و دستور پر اعتماد کا اثبات ہے۔

﴿ بَابُ ۱۳۷۴ بَيْعِ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهِ ﴾

ایک شریک کا اپنا حصہ اپنے ساجھی کے ہاتھ بیچنے کا بیان

۲۰۸۰ ﴿حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عبدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن أَبِي سَلَمَةَ عن جابرٍ قال جَعَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم الشُّفْعَةَ فی كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فإِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فلاشُفْعَةَ.﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مال میں شفعہ قائم فرمایا جو تقسیم نہ ہوا ہو تو جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "الشفعة فی كل مال لم يقسم" یعنی منقسم نہیں ہوا تو ظاہر ہے کہ مشترک ہے اب ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے گا اور دوسرا شریک خریدے گا فصدق عليه انه بيع الشريك عن شريكه.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۹۴، ويأتى ص ۲۹۴، وص ۳۰۰، وص ۳۳۹، ۔ ۔ وص ۱۰۳۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی زمین یا مکان مشترک ہو تقسیم نہ ہوا ہو اب اگر کوئی شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو شریک فی المبیع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے کیونکہ شریک کا حق مقدم ہے۔

تشریح بخاری ص ۳۰۰، پر مستقل کتاب الشفعہ کے عنوان کے تحت یہ حدیث آرہی ہے مفصل بحث ہوگی۔ انشاء اللہ الرحمٰن

﴿ بَابُ ۱۳۷۵ بَيْعِ الأَرْضِ وَالدُّورِ وَالعُرُوضِ مُشَاعاً غَيْرَ مَقْسُومٍ ﴾

زمین اور مکان اور اسباب جو غیر منقسم مشترک ہو کے حصہ بیچنے کا بیان

۲۰۸۱ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن جابرِ بنِ عبدِ الله قال قَضَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مالٍ لم يُقْسَمْ فإِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فلا شُفْعَةَ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم ہر اس مال میں قائم رکھا جو تقسیم نہ

ہوا ہو پھر جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو اب شفعہ نہیں رہے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "في كل مال لم يقسم".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۴، ومر ص۲۹۴، ويأتي ص۳۰۰، وص۳۳۹، وص۱۰۳۲۔

۲۰۸۲﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ بهذا وقال في كُلِّ مالَمْ يُقْسَمْ تابَعَه هِشَامٌ عن مَعْمَرٍ وقال عبدُ الرَّزّاقِ في كُلِّ مالٍ لَمْ يُقْسَمْ ورواه عبدُ الرحمٰنِ بنِ إسْحَاق عن الزُّهْرِيِّ﴾

ترجمہ ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم نے عبدالواحد سے یہی حدیث نقل کی اور کہا فی کل مالم یقسم (یعنی اس میں لفظ مال کے بجائے فی کل الخ ہے یعنی ہر چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو) عبدالواحد کے ساتھ اس حدیث کو ہشام بن یوسف نے بھی معمر سے روایت کیا اور عبدالرزاق نے اپنی روایت میں فی کل مال یعنی ہر مال کہا اور عبدالرحمٰن بن اسحاق نے بھی زہری سے ایسا ہی نقل کیا۔

﴿بابٌ ۱۳۷۶ اِذَا اشْتَرٰی شَيْئًا لِغَيْرِهِ بِغَيْرِ اِذْنِهِ فَرَضِيَ﴾

جب کسی کے واسطے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خریدی پھر وہ راضی ہو گیا (یعنی پسند کرلی)

۲۰۸۳﴿حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ اِبراهِيمَ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَخْبَرَنِي مُوسى بنُ عُقْبَةَ عن نَافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ ﷺ قال خَرَجَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ فَاَصَابَهُمُ المَطَرُ فدَخَلُوا في غارٍ في جَبَلٍ فانْحَطَّتْ عليهِمْ صَخْرَةٌ قال فقال بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ادْعُوا اللهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوهُ فقالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّي كانَ لِي اَبَوانِ شَيْخَانِ كَبِيرانِ فكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَرْعٰى ثُمَّ اَجِيْءُ فَاَحْلُبُ فَاَجِيْءُ بالحِلابِ فاٰتِي بِهِ اَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ اَسْقِي الصِّبْيَةَ وَاَهْلِي وَامْرَأَتِي فاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فجِئْتُ فَاِذَا هُمَا نَائِمانِ قال فكَرِهْتُ اَنْ اُوقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَابِي وَدَاْبَهُمَا حتى طَلَعَ الْفَجْرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ قال فَفُرِجَ عَنْهُمْ فقال الآخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي كُنْتُ اُحِبُّ امْرَاَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي كَاَشَدِّ مَايُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ فَقَالَتْ لاتَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حتى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِينارٍ فَسَعَيْتُ فِيهَا حتى جَمَعْتُهَا فلمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا

قَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيراً بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَةٍ فَأَعْطَيْتُهُ فَأَبٰى ذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ فَعَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتّٰى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَراً وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَإِنَّهَا لَكَ فَقَالَ أَتَسْتَهْزِئُ بِي قَالَ قُلْتُ مَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی نکلے وہ چل رہے تھے کہ بارش آگئی تو یہ لوگ پہاڑ کے اندر ایک غار میں گھس گئے پھر ان (کے غار) کے منہ پر ایک چٹان گر پڑی (اور غار کا منہ بند ہوگیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ان میں کے بعض نے بعض سے کہا اپنے اعمال میں سے افضل ترین عمل کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو چنانچہ ان (تینوں) میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ دونوں بوڑھے ضعیف تھے میں بستی سے نکل جاتا اور بکریاں چراتا پھر لوٹ کر آتا تو ان کا دودھ دوہتا اور پہلے پورا برتن ماں باپ کے پاس لاتا، وہ دونوں پی لیتے اس کے بعد اپنے بچوں اور گھر والوں اور بیوی کو پلاتا ایک رات مجھ کو دیر ہوگئی (یعنی چارہ بہت دور میں ملا واپس آنے میں کافی دیر ہوگئی) پھر میں جو گھر آیا تو دیکھا کہ دونوں (ماں باپ) سو رہے تھے میں نے ان دونوں کو جگانا پسند نہیں کیا اور بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک کے مارے شور مچاتے تھے پھر صبح طلوع ہونے تک میرا حال اور ان دونوں کا حال یہی رہا، (یعنی والدین کے انتظار میں رات بھر دودھ لئے کھڑا رہا) اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا ہے تو ہم سے ایک روزن کھولدے۔ (یعنی اس چٹان سے ایک روشندان کھول دے) کہ جس سے ہم آسمان دیکھیں چنانچہ ان سے کھولدیا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے چٹان کا ایک تہائی کھولدیا)۔

اور دوسرے نے کہا اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں اپنے چچا کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کے ساتھ اتنی محبت کرتا تھا جتنی زیادہ کوئی مرد عورتوں سے کرتا ہے وہ کہنے لگی تو اپنا مطلب مجھ سے نہیں حاصل کر سکتا جب تک مجھ کو سو اشرفیاں نہ دے پھر میں نے کوشش کر کے سو اشرفیاں جمع کیں اور جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور حق کے بغیر مہر مت توڑ (یعنی بغیر نکاح کے بکارت زائل مت کر) یہ سن کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس کو چھوڑ دیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا ہے تو کچھ اور کھول دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے دو تہائی کھولدی۔

پھر دوسرے (یعنی تیسرے) نے کہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے (یعنی خوب جانتا ہے) کہ میں نے ایک فرق (یعنی

تین صاع جوار پر ایک مزدور لگایا پھر میں نے اس کو دیا اس نے (اس وقت) لینے سے انکار کیا میں نے اس جوار کو بو دیا یہاں تک کہ میں نے اس سے گائے اور چرواہا خریدا اس کے بعد وہ شخص آیا اور کہا اے اللہ کے بندے میرا حق دے تو میں نے کہا وہ گائیں اور اس کے چرواہے سب لیجا یہ سب تیرے ہیں تو اس نے کہا میرے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو تو میں نے کہا میں تیرے ساتھ ٹھٹھا نہیں کرتا یہ سب تیرا ہی ہے اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہم سے اس چٹان کو ہٹا دے چنانچہ پورا کھولدیا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حتى اشتريت منه بقراً" فانه اشترى شيئاً لغيره ثم لما جاء الاجير المذكور واخبره الرجل بالملك فرضي واخذه. یعنی حدیث کی مطابقت اخیر حصے سے ہے کہ تیسرے شخص نے مزدور کے غلے کی کاشت کی اور پیداوار سے گائے اور چرواہے کو خریدا اور یہ سب مزدور کی اجازت کے بغیر ہوا بلکہ مزدور کو اس کا علم تک نہیں مگر جب اس نے رضامندی ظاہر کردی تو صحیح ہو گیا اصطلاح میں اس کو فضولی کہتے ہیں۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۹۴ تا ص ۲۹۵، ویاتی ص ۳۰۲، وص ۳۱۳، وص ۴۹۳، وص ۸۸۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد بیع فضولی کے طریقہ کا جواز ثابت کرنا ہے۔ وفيه جواز بيع الانسان مال غيره بطريق الفضولي والتصرف فيه بغير اذن مالكه اذا اجازه المالك (عمدہ) صرف شرط یہ ہے کہ بعد میں مالک کی اجازت پر نافذ ہوگی۔

﴿ باب ۱۳۷۷ الشِّرىٰ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ ﴾

مشرکین اور حربی کافروں کے ساتھ خرید وفروخت کرنا

۲۰۸۴﴿حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْعاً اَوْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً. ﴾

ترجمہ | حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں ایک مشرک پراگندہ سر لمبا قد والا بکریاں ہانکتا ہوا آیا اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بکریاں بیچنا چاہتا ہے یا عطیہ کے طور پر یا ہبہ (شک روای ام هبة، مطلب یہ ہے کہ قیمت لیکر دینا چاہتا ہے یا بلا قیمت) اس نے کہا نہیں بلکہ بیچنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاشترى منه شاة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۵، ويأتي الحديث ص۳۵۶ تا ص۳۵۷، وص۸۱۰، واخرجه مسلم في الاطعمة.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کفار ومشرکین سے خرید وفروخت کا معاملہ جائز ہے، نیز اگر کافر بطور ہدیہ پیش کرے تو قبول کرنا جائز ہے۔

تشریح مشعان بضم الميم وسكون الشين المعجمة وبعدها عين مهملة وبعد الالف نون مشددة. (عمدہ)

﴿ بَابُ[۱۲۷۸] شِرَى الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وعِتْقِهِ ﴾

وقال النبي ﷺ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وكانَ حُرًّا فَظَلَمُوهُ وَبَاعُوهُ وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ وقال الله تعالى "وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي رِزْقِهِمْ عَلٰى مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ".

حربی کافر سے مملوک (غلام ولونڈی) خریدنا اور حربی کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا

(یعنی حربی کافر سے غلام، لونڈی خریدنے کا حکم کیا ہے علیٰ ہذا حربی کافر کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا کیسا ہے؟ کیا حکم ہے؟ احادیث باب سے حکم معلوم ہوگا)

وقال النبیُّ الخ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان (فارسی) سے فرمایا تو مکاتبت کرلے (یعنی اپنے مالک سے کتابت کرکے مکاتب بن جاؤ تاکہ آزادی کا راستہ کھل جائے) حالانکہ سلمان آزاد تھے لیکن کافروں نے ان پر ظلم کیا (غلام بنایا) اور انہیں بیچ دیا، اور حضرت عمار وصہیب وبلال رضی اللہ عنہم قید کئے گئے تھے (کافروں نے انہیں غلام بنا رکھا تھا مسلمانوں نے خرید کر آزاد کردیا)

وقال اللّٰہ الخ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق (کے باب) میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو زیادہ روزی دی گئی یہ لوگ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ (مالک ومملوک) سب برابر ہوجائیں کیا پھر اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔ (سورہ نحل/۷۱)

۲۰۸۵﴿حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِنَ

الْمُلوكِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ دَخَلَ اِبْرَاهِيْمُ بِامْرَاةٍ هِيَ مِنْ اَحْسَنِ النِّسَاءِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنْ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ اُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهَا فَقَالَ لَاتُكَذِّبِي حَدِيْثِي فَاِنِّي اَخْبَرْتُهُمْ اَنَّكِ اُخْتِي وَاللّٰهِ اِنْ عَلَى الْاَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَامَ اِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِي اِلَّا عَلٰى زَوْجِي فَلَاتُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْاَعْرَجُ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَاُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي وَتَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِي اِلَّا عَلٰى زَوْجِي فَلَاتُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَاُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرْسَلْتُمْ اِلَيَّ اِلَّا شَيْطَانًا اَرْجِعُوْهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاَعْطُوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (اپنی بیوی) حضرت سارہ کو لے کر سفر کیا اور ایک بستی (مصر یا اردن) میں پہونچے جہاں ایک بادشاہ (شک راوی) یا ایک ظالم تھا اس سے کہا گیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) ایک ایسی عورت کو ساتھ لیکر آئے ہیں جو حسین ترین عورتوں میں سے ہے بادشاہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو بلا کر پوچھا' اے ابراہیم! تیرے ساتھ یہ کون عورت ہے فرمایا میری بہن ہے پھر ابراہیمؑ سارہ کے پاس لوٹے تو سارہ سے فرمایا تم میری بات کو جھٹلانا مت، میں نے ان لوگوں کو بتایا ہے کہ تم میری بہن ہو (یعنی دین وایمان کے لحاظ سے تم میری بہن ہو) خدا کی قسم اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے پھر سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا بادشاہ ان کی طرف بڑھا تو سارہ اٹھیں اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں پھر یہ دعا کی اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیمؑ) پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرم گاہ کو خاوند کے علاوہ سے محفوظ رکھا ہے، بچایا ہے تو کافر کو مجھ پر قابو نہ دے یہ دعا کرنا ہی تھا کہ وہ کافر زمین پر گر کر آواز نکالنے لگا اور پاؤں زمین پر رگڑنے لگا۔

اعرج راوی نے کہا ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سارہ کہنے لگیں اے اللہ! اگر یہ مرجائے گا تو کہا جائے گا کہ اسی عورت نے اس کو مار ڈالا ہے پھر وہ اچھا ہو گیا پھر سارہ کی طرف بڑھا تو سارہ اٹھ کر وضو کرنے لگیں اور نماز پڑھ کر دعا کرنے لگیں اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو اپنے خاوند کے علاوہ سب سے بچایا ہے تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دیجئے یہ دعا کرتے ہی وہ کافر زمین پر گر آواز نکالنے لگا

اور پاؤں زمین پر رگڑنے لگا۔

عبدالرحمن نے کہا ابوسلمہ نے کہا حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا سارہ کہنے لگیں اے اللہ! اگر یہ مرجائے گا تو کہا جائے گا کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہے خیر پھر وہ دوسری بار یا تیسری بار اچھا ہوگیا تو لوگوں سے کہنے لگا خدا کی قسم تم لوگوں نے میرے پاس شیطان (جن) کو بھیجا ہے اسے ابراہیم کے پاس لوٹا دو اور اس کو ہاجرہ کو دیدو، سارہ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں اور فرمانے لگیں کیا آپ کو پتہ چلا کہ اللہ نے کافر کو ذلیل کر دیا اور ایک خادمہ بھی دلوائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اعطوها هاجر" فقبلتها سارة فهذه هبة من الكافر الى المسلم.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۵، ويأتی ص ۳۵۹، وص ۴۷۳، وص ۴۷۴، وص ۷۶۱، وص ۱۰۲۸۔

۲۰۸۶﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَن عُرْوَةَ عَن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَارَسُولَ اللهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهاً بَيِّناً بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَاعَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَاسَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد بن زمعہ دونوں نے ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کیا سعد نے کہا یارسول اللہ یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی صورت دیکھئے اور عبد بن زمعہ نے کہا یارسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو دیکھا تو صاف عتبہ کے مشابہ معلوم ہوا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد! یہ لڑکا تیرے لئے ہے، اے عبد لڑکا فراش کا ہے (یعنی جو عورت کا خاوند یا مالک ہو) اور زناکار کے لئے پتھر ہے اور آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا اے سودہ بنت زمعہ تم اس سے پردہ کیا کرو چنانچہ سودہؓ نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان عبد بن زمعة قال هذا ابن امة ابی ولد علی فراشه فاثبت لابيه امة وملكا عليها الخ. (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زمعہ کی ملک مسلم رکھی حالانکہ زمعہ کافر تھا اور اس کو اپنی لونڈی پر وہی حق ملا جو مسلمان کو ملتا ہے تو کافر کا تصرف بھی اپنی لونڈی غلاموں میں مثل بیع وہبہ نافذ ہوگا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۹۵ تا ص۲۹۶، ومر الحدیث ص۲۷۶، ویاتی ص۳۲۶، وص۳۴۴، وص۳۸۳، وص۶۱۶، وص۹۹۹، وص۱۰۰۰، وص۱۰۰۷، وص۱۰۶۵۔

۲۰۸۷ ﴿حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ بَشارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدٍ عن اَبِيهِ قال قال عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوفٍ لِصُهَيْبٍ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ اِلٰى غيرِ اَبِيْكَ فقال صُهَيْبٌ مَايَسُرُّنِى اَنَّ لِى كَذا وَكَذا وَاَنِّى قلتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّى سُرِقْتُ وَاَنَا صَبِىٌّ.﴾

ترجمہ | حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے صہیب سے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنے کو منسوب نہ کرو (یعنی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کا بیٹا نہ بن) تو صہیب نے کہا اگر مجھ کو اتنی اتنی دولت ملے تب بھی میں اس کو پسند نہ کروں (کہ اپنے کو کسی اور کا بیٹا کہوں) لیکن میں بچپن میں چرا لیا گیا (یعنی بچپن ہی میں رومی لوگ مجھ کو قید کر لے گئے تھے۔ تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمٰن)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من تتمۃ قصتہ وھی ان کلبا ابتاعہ من الروم فاشتراہ ابن جدعان فاعتقہ الخ. (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۹۶۔

۲۰۸۸ ﴿حَدَّثَنَا اَبُو الیَمانِ اَخْبَرَنا شُعَیْبٌ عنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ حَكِيْمَ بنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قال يارسولَ اللهِ! اَرَاَيْتَ اُمُوراً كُنْتُ اَتَحَنَّثُ اَوْ اَتَحَنَّثُ بِها فى الجاهِلِيَّةِ مِن صِلةٍ وَعَتاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هل لِى فِيْهَا اَجْرٌ قال حَكِيْمٌ قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَسْلَمْتَ عَلٰى مَاسَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.﴾

ترجمہ | حضرت حکیم بن حزامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمایئے چند نیک کام ہیں جو میں نے زمانہ جاہلیت میں کئے ہیں یعنی صلہ رحمی اور آزاد کرنا اور صدقہ دینا کیا ان کا ثواب مجھ کو ملے گا؟ حکیم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلام لانے سے یہ نیکیاں برباد نہ ہوں گی) جو نیکیاں تو پہلے کر چکا ہے ان کو قائم رکھ کر اسلام لایا ہے۔ (یعنی سابقہ نیکیوں کا ثواب ملے گا)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کنت اتحنث فی الجاھلیۃ من صلۃ وعتاقۃ وصلۃ الخ معلوم ہوا کہ کافر کے تصرفات درست ہیں۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۹۶، ومر الحدیث ص۱۹۳، ویاتی ص۳۴۴، وص۸۸۶۔

مقصد | قال ابن بطال غرض البخاریؒ بھذہ الترجمۃ اثبات ملک الحربی وجواز تصرفہ فی ملکہ بالبیع والھبۃ والعتق وغیرھا الخ (فتح ج۴ ص۳۲۵)

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں پہلے دو تعلیق ذکر کر کے چار حدیثیں ذکر فرمائیں ہیں اور ان سب سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ کافر غلام کے مالک ہیں اور اپنی ملکیت میں ان کا تصرف بھی جائز ہے یعنی اپنے مملوک کو آزاد کرنا، صدقہ و ہبہ کرنا سب درست ہے تو حربی کافر سے خریدنا بھی درست ہوگا۔ ارشاد نبوی ﷺ لسلمان "کاتب" یعنی تو اپنے مالک سے کتابت کر لے۔ کافروں نے ان کو غلام بنا رکھا تھا مسلمانوں نے خرید کر آزاد کر دیا۔

سلمان فارسیؓ مسند امام احمد بن حنبل میں ایک طویل حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں حدثنی سلمان الفارسی حدیثه من فیه قال کنت رجلا فارسیا من اهل اصبهان من اهل قریة منها یقال لها جیّ الخ. (حدیث ۲۴۱۳۸)

مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ملک فارس کے علاقہ اصفہان کی ایک بستی جیّ (بالفتح وبالتشدید) کے باشندہ تھے لیکن بخاری میں خود حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے "انا من رامهرمز" (بخاری اول ص ۵۶۲) بخاری میں اسی صفحہ پر ہے "عن سلمان الفارسیؓ انه تداوله بضعة عشر من رب الی رب" یعنی خود حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ میں دس سے زائد آقاؤں کے قبضے میں رہا ہوں اور میرے آباء واجداد کٹر مجوسی تھے اتفاق سے ایک گرجا گھر میں نصرانیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر مائل ہو گئے اور اپنے دل میں کہنے لگے واللہ خیر من الدین الذی نحن علیه الخ اس کے بعد تو متعدد راہبوں کی خدمت میں رہے اخیر میں ایک راہب جو غیر محرف صحیح دین عیسوی پر تھا اس نے یہ وصیت کی کہ اب تو روئے زمین پر میرے علم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ہمارے طریقے پر ہو ہاں پیغمبر آخر الزماں کا وقت قریب آ گیا ہے وہ کھجوروں والی زمین میں جب پہونچیں تو ان سے ملو ان کی یہ چند علامتیں ہیں کہ صدقہ نہیں کھائیں گے البتہ ہدیہ کھائیں گے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔

چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور ابتداء میں قباء میں قیام فرمایا حضرت سلمان کچھ کھانے کی چیز لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے حضور اقدس ﷺ نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا حاضرین کو کھلا دیا، حضرت سلمانؓ نے دیکھا کہ یہ پہلی نشانی صحیح ہوئی، پھر حضور اقدس ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو سلمانؓ پھر کچھ لیکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے حضور ﷺ نے خود بھی کھایا اور حاضرین کو بھی کھلایا سلمان نے اپنے دل میں کہا یہ دوسری نشانی بھی صحیح نکلی اب آخری نشانی مہر نبوت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت مبارک سے چادر سرکا دی سلمان کہتے ہیں کہ میں نے مہر نبوت دیکھتے ہی بوسہ دیا اور فرط مسرت میں رونے لگا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سامنے آؤ سامنے آ کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ان کے باپ نے ان کا نام مابہ رکھا تھا مسلمان ہونے کے بعد ان کا نام سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور لقب سلمان الخیر رکھا گیا، حضرت سلمان چونکہ غلام تھے اس لئے غزوہ بدر واحد میں شریک نہیں ہو سکے ایک روز ان سے حضور نے فرمایا

اے سلمان اپنے آقا سے مکاتبت کرلو (مکاتبت کی تعریف گذر چکی ہے)
چنانچہ آقا کے مطالبہ کے مطابق ادا کر کے آزاد ہو گئے اور اول مشاہدہ الخندق (تہذیب التہذیب ج ۴) دوسو پچاس یا تین سو پچاس سال عمر پا کر ۳۵ھ میں مدائن میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ

احد السابقین الاولین امام بخاریؒ نے یہاں فرمایا ہے "وسُبی عمارٌ وصُہیبٌ وبلالٌ الخ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں ولم یکن عمار سبی (قسطلانی) یعنی حضرت عمار بن یاسرؓ نہ کہیں سے قید کر کے آئے تھے اور نہ کبھی بیچے وخریدے گئے اس لئے ان کا تذکرہ بظاہر بے محل ہے یہ عربی النسل عنسی (بفتح العین وسکون النون) بزرگ تھے ان کے والد حضرت یاسرؓ یمن کے باشندہ تھے مکہ آ کر بس گئے تھے اور ابوحذیفہ مخزومی کے حلیف بن گئے ابوحذیفہ نے اپنی باندی حضرت سمیہؓ سے ان کی شادی کر دی حضرت عمارؓ پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا جب تک ابوحذیفہ زندہ رہا اس کے ساتھ رہے۔
جب ابوحذیفہ مر گیا اور اسلام آیا تو یہ تینوں (حضرت عمار اور ان کے والدین یاسر وسمیہ) مسلمان ہو گئے پھر کیا تھا مشرکین مکہ طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے مکہ کی سخت اور ریتیلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف گذر ہوتا تو فرماتے اے آل یاسر صبر کرو تمہارے وعدے کی جگہ جنت ہے۔ آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے اور والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں فرعون مکہ ابوجہل ملعون نے نیزہ بھونک دیا جس سے وہ شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہیں۔

حضرت صہیبؓ

حضرت صہیبؓ بھی عمارؓ ہی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم صحابی کے مکان پر تشریف فرماتے تھے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازہ پر دونوں اتفاق سے اکٹھے ہو گئے ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور ﷺ کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا، اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں اس قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آنا تھا وہ پیش آیا ہر طرح ستائے گئے آخر تنگ آ کر مکہ سے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کرلیں اس لئے جس کسی مسلمان کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا تو اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات نہ پا سکے۔
چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لئے گئی انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا اور اہل مکہ سے کہا دیکھو میرا ترکش بھرا ہوا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیر انداز ہوں تم میرے قریب اس وقت تک نہیں آ سکتے ہو جب تک تیر ختم نہ ہو جائے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ لوٹ جاؤ اور میرا سب مال لے لو جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ سب تم لے لو اس پر وہ ستمگر راضی ہو گئے۔ اور اپنا

مال دیکر جان چھڑائی اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ. ﴾

بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو خرید لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

حضور اقدس ﷺ اس وقت قبا میں تشریف فرماتے حضرت علیؓ کے ساتھ قبا میں حاضر ہوئے ان کی داستان سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو یحیی! یہ سودا نفع بخش ہے (ابو یحیی ان کی کنیت تھی)

مزید تفصیل کے لئے اسد الغابہ دیکھئے۔

حضرت بلالؓ | هو بلال بن رباح الحبشی المؤذن و امه حمامه الخ یعنی والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ ہے ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے مشہور صحابی ہیں جو مسجد نبوی کے ہمیشہ مؤذن رہے شروع میں ایک کافر کے غلام تھے اسلام لے آئے جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دیئے جاتے تھے امیہ بن خلف جو مسلمان کا سخت دشمن تھا ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری چٹان رکھ دیتا اور کہتا تھا کہ یا اس حال میں مرجائے یا اسلام سے پھر جائے مگر حضرت بلالؓ اس حال میں بھی احد، احد، کہتے تھے یعنی معبود ایک ہی ہے عذاب دینے والے اکتا جاتے کبھی ابو جہل کا نمبر آتا کبھی امیہ بن خلف کا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس حالت میں دیکھا تو خرید کر آزاد فرمایا، اور ابو جہل وامیہ بن خلف جنگ بدر میں دونوں مارے گئے اور ایک گندے کنویں (قلیب بدر) میں ڈالدیئے گئے۔

﴿ بابٌ[۱۳۷۹] جُلودِ المَيْتَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْبَغَ ﴾

مردار کی کھال کا دباغت سے پہلے کیا حکم ہے؟ (اس کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟)

۲۰۸۹ ﴿ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبِي عن صالِحٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عبدِ اللهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عبدَ اللهِ بنَ عبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فقال هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قالوا اِنَّها مَيْتَةٌ قال اِنَّما حَرُمَ اَكْلُهَا. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری پر سے گذرے تو فرمایا کہ لوگو! تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ لوگوں نے عرض کیا وہ مردار ہے آپ ﷺ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "هلّا استمتعتم باهابها" لانه يدل على انه ينتفع بجلد الميت.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۹۶، ومر الحدیث ص۲۰۲، ویاتی ص۸۳۰۔

مقصد | امام بخاریؒ نے کوئی صریح وصاف حکم نہیں بیان فرمایا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ "هلّا استمتعتم باهابها" اس کی کھال سے نفع کیوں نہیں اٹھایا اس میں نہ قبل دباغت کی قید ہے اور نہ بعد دباغت کی، اس لئے اس کے عموم سے اور اس حدیث کے آخری انما حرم اکلها سے امام زہری اور امام لیث بن سعدؒ کے نزدیک دباغت سے قبل بھی بیع جائز ہے لیکن جمہور کے نزدیک دباغت سے پہلے ناپاک ہے اس لئے انتفاع جائز نہیں۔

دباغت کے بعد حنفیہ کے نزدیک سور (خنزیر) کے علاوہ تمام جانوروں کی کھال پاک ہے البتہ حضرت انسان کی کھال کی دباغت ممنوع ہے انسان کی کرامت وعظمت کی وجہ سے ممانعت ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ کتا بھی نجس العین ہے اس لئے دباغت کے بعد بھی ناپاک ہی ہے امام بخاریؒ کا رجحان امام زہری وغیرہ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ ۱۳۸۰ قتلِ الخِنْزِيْرِ﴾

وَقال جابرٌ حَرَّمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بيعَ الخِنْزِيْرِ.

خنزیر (سور) کے قتل کرنے کا بیان

حضرت جابر نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کے بیچنے کو حرام کیا۔

۲۰۹۰﴿حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنِ ابنِ المُسَيَّبِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ قالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ لَيُوشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابنُ مَرْيَمَ حَكَماً مُقْسِطاً فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ المَالُ حتى لايَقْبَلَهُ اَحَدٌ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب (حضرت عیسیٰ) ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے عادل حاکم کی حیثیت سے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے اور مال اتنا بہ پڑے گا کہ کوئی شخص اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ويقتل الخنزير".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۶، وياتي الحديث ص۳۳۶، وص۴۹۰، واخرجه مسلم في الايمان

واخرجه الترمذی فی الفتن.

مقصد امام بخاریؒ نے کتاب البیوع میں ذکر فرما کر بیان کر دیا کہ خنزیر نجس العین ہے اس کی تجارت، خرید و فروخت جائز نہیں۔

تشریح لیوشکن شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ہے یعنی دو تاکید کے ذریعہ مؤکد ہے بمعنی لیقربن البتہ ضرور وہ زمانہ قریب ہے۔

اشکال: یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ اس ارشاد گرامی کو چودہ سو سال سے زائد گذر گئے اور حق تعالیٰ کو ہی صحیح علم ہے کتنی صدیاں اور گذریں گی پھر لیوشکن (یقیناً وہ زمانہ قریب ہے) کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: جواب یہ ہے کہ کل آت فھو قریب ہر وہ چیز جس کی آمد یقینی ہے وہ قریب و نزدیک ہے۔

ینزل فیکم ای فی هذه الامة وان کان خطابا لبعضها ممن لایدرك نزوله.

ابن مریم ای عیسیٰ علیه السلام.

حکما مقسطا ای حاکما بشریعة محمد صلی الله علیه وسلم وعادلا.

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے تمہارے درمیان یعنی تم جس امت میں ہو اسی امت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اس تفصیل سے یہ اشکال جاتا رہا کہ فیکم میں خطاب ان صحابہ کرام سے ہے جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت نہیں پائیں گے، امام نوویؒ نے اس اشکال کو اس طرح دفع کر دیا کہ فیکم سے مراد یہ امت ہے۔

یقتل الخنزیر سور جو نجس العین ہے اس کو قتل کر دیں گے یعنی بالکل ختم کر دیں گے۔

یضع الجزیة جزیہ کو ختم کر دیں گے مطلب یہ ہے کہ آپ یعنی عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کو قبول نہیں کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسلام ہوگا یا قتل درمیانی کوئی چیز نہیں رہے گی کہ جزیہ و ٹیکس دے کر امن حاصل کر لیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں حکم شرعی یہی ہوگا کہ اسلام قبول کرو ورنہ قتل، علامہ خطابی نے یہی مفہوم لیا ہے علامہ نوویؒ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

یفیض المال یعنی عدل و انصاف کے باعث برکت کا ظہور ہوگا اور مال میں غیر معمولی اضافہ ہوگا یا یہ کہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی، یا یہ کہ قرب قیامت کے باعث لوگوں کو مال سے رغبت کم ہو جائے گی اور مال پڑا رہ جائے گا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول علامات قیامت میں سے ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے سلسلے میں حدیث مذکور الصدر صاف اور واضح ہے کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر تاکیدی الفاظ سے نزولِ عیسیٰ کی پیشینگوئی فرماتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی یہ پیشینگوئی صرف اسی پر بس نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے صفات و منصب اور کاموں کی پوری تفصیل آپ ﷺ نے بیان

فرمادی کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور ایک منصف فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے آئیں گے پھر حضور اکرم ﷺ نے قرآنی آیات سے نشاندہی فرمائی۔

اب غور یہ کرنا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا قسم کھا کر بیان کرنا پھر تاکید در تاکید الفاظ میں بیان کرنا صاف بتا رہا ہے کہ نزول عیسیٰ کوئی حیرت انگیز معاملہ ہے اور ظاہر ہے کہ حیرت انگیز مسئلہ نزول بالجسد ہی ہو سکتا ہے۔

رہا اختلاف کیوں ہوا؟ اس کا جواب صاف ہے کہ ابتدائے عالم سے لیکر آج تک ایمان و کفر کا ٹکراؤ ہوتا رہا، مومن و کافر کا مقابلہ چلتا رہا ہے اس مومن کو کیا شبہ ہو سکتا ہے جس کا ایمان ہی تصدیق الرسول بما جاء به عن ربّه ہے چہ جائیکہ سرکار دو عالم ﷺ قسم کھا کر پورا نقشہ تفصیل کے ساتھ پیش کر دیں اور سرکار دو عالم ﷺ کی امت شک کرے یہ ممکن نہیں۔ البتہ یہود اور یہود بے بہبود کی پروردہ جماعت کو نزول عیسیٰ میں شک ہے بلکہ انکار ہے کیونکہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ تصور کرتے ہیں اور اس یہود کی پیدا کردہ اور پروردہ جماعت قادیانیوں کا بھی یہی خیال ہے۔

رہا معتزلہ اور مرجیہ کو انکار تھا تو اب ان جماعتوں کا وجود بھی تقریباً نہیں ہے لیکن جہاں تک حضور اقدس ﷺ کے سچے غلاموں کا معاملہ ہے اس کو تو صرف یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس بات کی نسبت آقائے کائنات مقصد موجودات کی طرف ہے بس ایمان و یقین ہے کہ حق ہے آنکھ کی دیکھی ہوئی چیز غلط ہو سکتی ہے مگر حضور اقدس ﷺ کے قول کے اندر غلطی کا تصور بھی ناممکن اور محال ہے۔

حیرت بالائے حیرت ہے کہ اس سلسلے میں احادیث صحیحہ درجہ شہرت تک کی ہیں بعض روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پائے وہ میری جانب سے سلام عرض کر دے۔ مسلم شریف جلد ثانی ص ۴۰۱ پر تفصیلی حدیث ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے شہر کا نام اور اس شہر میں خاص محل نزول کا نام پھر نزول کے وقت کا مکمل نقشہ بتلایا اور فرمایا کہ بیت المقدس کے قریب باب لد کے قریب کانا دجال کو قتل کریں گے۔

ان تفصیلات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک کرنا، نزول کا انکار کرنا سوائے فلسفیانہ موشگافیوں یا یہودیت کے پھندوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس لئے حق یہی ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ آسمان سے نازل ہوں گے، کانا دجال کو قتل کریں گے، صلیب، خنزیر اور جزیہ کو ختم کر دینگے، عدل و انصاف اتنا عام ہو جائے گا کہ ظلم کا نام و نشان مٹ جائے گا دولت کی اس قدر بہتات ہوگی کہ لینے والا نہیں ملے گا پھر باضابطہ اسی دنیا میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی۔

﴿بابٌ (۱۳۸۱) لایُذابُ شَحمُ المَیتَةِ وَلایُباعُ وَدَکُهُ﴾

رواهُ جابرٌ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم.

مردار کی چربی نہ پگھلائی جائے اور نہ اس کی چربی فروخت کی جائے

(یعنی جائز نہیں اس لئے کہ جمہور کے نزدیک حرام چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں)
اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۲۰۹۱﴿حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَخْبَرَنِی طَاؤسٌ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بنَ الخطابِ اَنَّ فلاناً بَاعَ خَمْراً فقال قَاتَلَ اللهُ فلاناً اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رسولَ الله ﷺ قال قاتلَ اللهُ اليهودَ حُرِّمَتْ عليهِمُ الشُّحُومُ فجَمَلُوْهَا فبَاعُوْهَا.﴾

ترجمہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ خبر پہونچی کہ فلاں شخص نے شراب بیچی ہے تو فرمایا اللہ اس کو مار ڈالے، کیا اس نے نہیں جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے ان پر چربی حرام کی گئی تھی تو انہوں نے چربی کو پگھلا کر بیچا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۶، وياتي الحديث ص۴۹۱، واخرجه مسلم في البيوع.

۲۰۹۲﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا يُوْنُسُ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قال سَمِعْتُ سَعِيْدَ بنَ الْمُسَيَّبِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال قَاتَلَ اللهُ يَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فباعُوهَا وَاَكَلُوا اَثْمَانَها قال اَبُوعبدِ اللّٰهِ قَاتَلَهُمُ اللهُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لُعِنَ الخَرَّاصُونَ الكَذَّابُونَ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی یہود پر لعنت کرے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تو اس کو بیچا اور اس کی قیمتیں کھائیں۔ امام بخاریؒ نے کہا قاتلهم الله کے معنی ہیں لعنهم الله اللہ ان پر لعنت کرے قتل بمعنی لعن ہے خراصون کے معنی ہیں کذابون (یعنی سورہ ذاریات آیت ۱۰ر میں ہے قتل الخراصون اس کے معنی ہیں جھوٹوں پر لعنت ہو)

خراصون کے معنی ہیں اٹکل دوڑانے والے، جھوٹ بکنے والے، یہ خرص سے مبالغہ کا صیغہ ہے خرص از باب نصر، ینصر اٹکل چلانا، جھوٹ بولنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۶، وياتي الحديث ص۴۹۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ شراب کی بیع جائز نہیں اور نہ اس کی قیمت حلال ہے۔

اشکال: باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ "بلغ عمرؓ ان فلانا باع خمراً" یہ فلاں صاحب حضرت سمرہ بن جندبؓ تھے اشکال یہ ہوتا ہے کہ حضرت سمرہ بن جندبؓ مشہور صحابی ہیں جیسا کہ مسلم شریف اور ابن ماجہ میں ہے کہ یہ سمرہ بن جندبؓ ہیں۔

جواب: علامہ قسطلانیؒ نے اسماعیلی سے یہ توجیہ نقل کی ہے کہ شراب پینے کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے اور سب کو معلوم ہے۔ مگر شراب بیچنے کی حرمت قرآن میں نہیں البتہ حدیث سے اس کی تجارت کی حرمت وممانعت بلاشبہ ثابت ہے تو ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث حضرت سمرہ بن جندبؓ کو نہ پہونچی ہو کیونکہ ہر حدیث ہر صحابی کو معلوم ہو یہ مشکل ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۳۸۲ بَيعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَايُكرَهُ مِنْ ذٰلِكَ﴾

غیر جاندار کی تصویریں بیچنا، اور اس میں سے کیا (بنانا، بیچنا) مکروہ یعنی ممنوع ہے

۲۰۹۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ حَدَّثَنَا عوفٌ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي الحَسَنِ قال كُنتُ عندَ ابنِ عبَّاسٍ إذْ أتَاهُ رَجُلٌ فقال يااَبَا عبَّاسٍ إنِّي إنسانٌ إنَّما مَعِيشَتِي مِن صَنعَةِ يَدِي وإنِّي أَصنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فقالَ ابنُ عبَّاسٍ لاأُحَدِّثُكَ إلَّا ماسَمِعتُ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلم يقولُ سَمِعتُهُ يقولُ مَن صَوَّرَ صُورَةً فإنَّ اللهَ مُعَذِّبُهُ حتى يَنفُخَ فِيهَا الرُّوحَ ولَيسَ بنافِخٍ فِيهَا أبداً فَرَبَا الرَّجُلُ رَبوَةً شَدِيدَةً واصفَرَّ وَجهُهُ فقال وَيحَكَ إنْ أَبَيتَ إلَّا أنْ تَصنَعَ فعَلَيكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلُّ شَيءٍ لَيسَ فِيهِ رُوحٌ قال أبو عبدِ اللهِ عن محمدٍ عن عَبدَةَ عن سَعِيدٍ قال سَمِعتُ النَّضرَ بنَ أنَسٍ قال كُنتُ عندَ ابنِ عبَّاسٍ بِهٰذا الحَدِيثِ، قال أبو عبدِ اللهِ سَمِعَ سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ مِنَ النَّضرِ بنِ أنَسٍ هٰذا الوَاحِدَ.﴾

ترجمہ سعید بن ابی الحسن نے کہا میں حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں تھا اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو عباسؓ! (یہ ابن عباسؓ کی کنیت تھی) میں ایک انسان ہوں میرا ذریعہ معاش ہاتھ کی کاریگری ہے (یعنی میں اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتا ہوں) میں یہ تصویریں بناتا ہوں، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں تم سے وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص کوئی تصویر بنائے گا (جاندار کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو (قیامت کے دن) ضرور عذاب دے گا جب تک اس میں روح نہ ڈال دے اور وہ کبھی بھی اس میں روح (جان) نہ ڈال سکے گا، یہ سن کر اس کا دم رک گیا اور چہرہ زرد ہو گیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر تصویریں بنانے سے باز

نہیں رہے گا تو اس درخت وغیرہ کی بنا جن میں جان نہیں ہے۔

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا محمد سے اس نے کہا عبدہ سے سنا انہوں نے سعید سے، کہا میں نے نضر بن انس سے سنا کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا اور یہ حدیث مذکور بیان کی، امام بخاریؒ نے کہا سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انسؓ سے صرف یہی ایک حدیث سنی تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فعليك بهذا الشجر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۶ تا ص۲۹۷، ويأتي ص۸۸۱، وص۱۰۴۲، اخرجه مسلم في اللباس والنسائي في الزينة.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ذی روح کی تصویر بنانا اور بیچنا یعنی اس کی تجارت ناجائز وحرام ہے البتہ غیر جاندار مثلاً درخت مدرسہ مسجد کی تصویر جائز ہے۔

قال ابو عبد الله: چونکہ بعض روایات میں سعید بن ابی الحسن اور نضر بن انس (انس بن مالکؓ صحابی رسول ﷺ کے صاحبزادے) کے درمیان قتادہ کا واسطہ مذکور ہے امام بخاریؒ نے اس کو صاف اور واضح کر دیا سمع سعيد بن ابي عروبة من النضر بن انس هذا الواحد یعنی یہ ایک حدیث بلا واسطہ نضر بن انس سے سنی ہے۔

۱۳۸۳ ﴿بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ﴾

وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْعَ الْخَمْرِ.

شراب کی تجارت حرام ہونے کا بیان

اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بیچنا حرام فرما دیا ہے۔

۲۰۹۴ ﴿حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں نازل ہوئیں (جن میں سود کا ذکر ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے برآمد ہوئے تو فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حرمت التجارة في الخمر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۹۷، وم الحديث ص۶۵، وص۲۷۹، وفي التفسير ص۶۵۱، //، مسلم

ثانی ص۲۲ تا ۲۳، وابوداؤد ثانی ص۴۹۳، وابن ماجه ثانی ابواب الاشربة فی باب التجارة فی الخمر ص۲۵۰۔

مقصد مقصد بالکل واضح ہے کہ جس طرح شراب پینا حرام ہے اس کی تجارت بھی حرام ہے۔

۱۳۸۴ ﴿ بابُ اِثمِ مَن بَاعَ حُرًّا ﴾

آزاد شخص کو بیچنے کا گناہ

۲۰۹۵ ﴿حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ سُلَيمٍ عن اِسمَاعِيلَ بنِ اُمَيَّةَ عن سَعِيدِ بنِ اَبِي سَعِيدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال قال اللّٰهُ "ثَلاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَومَ القِيَامَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأجَرَ اَجِيرًا فَاسْتَوفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کا فریق (مخالف) ہوں گا ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر توڑ دیا، دوسرے وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرے وہ شخص جس نے کوئی مزدور رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور اس کی مزدوری (یا تنخواہ) نہیں دی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ورجل باع حرًّا فاكل ثمنه".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۹۷، ويأتي الحديث في الاجارات ص۳۰۲۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ کسی آزاد انسان کو بیچنا جائز نہیں اور نہ اس کی قیمت کھانا جائز ہے یعنی اس کی قیمت اپنے مصرف میں لانا حرام ہے، مگر اگر کسی کا حُر ہونا، آزاد ہونا معلوم نہ ہو اور لاعلمی میں فروخت کر دیا تو اس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔

تشریح اعطى بی اس کا مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت اعطى العهد باسمي ثم نقض العهد. یہاں تین شخص کا ذکر ہے لیکن کوئی تخصیص وحصر کے لئے نہیں ہے لان الله تعالى خصم لجميع الظالمين ولكن لما اراد التشديد على هؤلاء الثلاثة صرح بها.

* * *

﴿باب ۱۳۸۵ اَمرِ النبیِّ ﷺ الیھودَ ببیعِ اَرَضِیھِمْ حِیْنَ اَجْلاھُم فِیْهِ المَقْبُرِیُّ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی الله عنه﴾

نبی اکرم ﷺ کا یہودیوں کو اپنی زمین بیچنے کا حکم دینا، جب آپ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا تھا، اس حکم کے بارے میں سعید مقبری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے

تشریح شروح بخاری میں سے کرمانی میں اس باب کا کوئی ذکر نہیں ہے باقی شروح مثلاً عمدۃ القاری، فتح الباری وغیرہ میں اس کا ذکر ہے اور دونوں میں تصریح ہے کہ یہ باب صرف ابوذر کے نسخے میں ہے۔

ارضیھم بفتح الراء وکسر الضاد المعجمة وفیه شذوذ ان احدھما انه جمع سلامة ولیس من العقلاء الخ (عمدہ) یعنی راء کے فتحہ اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہے اس میں دو شذوذ ہیں ۱ اس کا واحد ارض بسکون الراء ہے مگر یہاں راء کے فتحہ کی وجہ سے واحد کا وزن سلامت نہیں رہا حالانکہ یہ جمع سالم ہے۔ ۲ یہ غیر ذوی العقول میں سے ہے حالانکہ جمع سالم غیر ذوی العقول کی نہیں آتی۔ (عمدہ)

فیه المقبری اس سے امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ص ۴۴۸ تا ص ۴۴۹ میں باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب میں سعید مقبری حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اپنے مقام پر اس کی تشریح آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿باب ۱۳۸۶ بَیعِ العَبْدِ بِالعَبْدِ وَالحَیوانِ بِالحَیوانِ نَسِیْئَةً﴾

وَاشْتَرَی ابنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ علیه یُوْفِیْهَا صَاحِبُهَا بِالرَّبْذَةِ، وَقَالَ ابنُ عباسٍ قد یکونُ البَعِیْرُ خیراً مِنَ البَعِیْرَیْنِ وَاشتریٰ رَافِعُ بنُ خَدِیْجٍ بَعِیراً بِبَعِیْرَیْنِ فاعطاهُ اَحَدَهُما وقال آتِیْكَ بِالآخَرِ غداً رَهْواً اِنْ شاء الله وقال ابنُ المُسَیَّبِ لارِبوا فی الحَیْوانِ البَعِیرُ بِالبَعِیرَیْنِ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ نَسِیْئَةً.

غلام کو غلام کے عوض اور حیوان کو حیوان کے عوض ادھار بیچنا

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے چار اونٹوں کے عوض ایک اونٹنی خریدی جو بائع کے ضمان میں تھی وہ اس کو ربذہ میں حوالہ

کرے گا (مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹنی بائع کی حفاظت و ذمہ داری میں رہے گی ربذہ پہونچ کر مشتری کے سپرد کرے گا) اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے۔

اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دو اونٹوں کے عوض ایک اونٹ خریدا ان میں سے ایک اونٹ اسی وقت نقد دیا اور دوسرے اونٹ کے متعلق فرمایا آئندہ کل بلا تاخیر دے دوں گا انشاء اللہ، اور ابن مسیب نے کہا حیوان میں سود نہیں ہے ایک اونٹ دو اونٹ کے عوض اور ایک بکری بعوض دو بکریوں کے ادھار خریدنا جائز ہے، اور ابن سیرین نے کہا ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض اور ایک درہم ایک درہم کے عوض ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح ربوا کے بیان میں تفصیل گذر چکی ہے کہ اگر جنس وقدر دونوں متحد ہوں تو نہ تفاضل جائز اور نہ نسیہ، لیکن اگر دونوں میں سے کوئی ایک علت مفقود ہو تو تفاضل جائز اور نسیہ یعنی ادھار ناجائز ہے، اب اس باب میں امام بخاریؒ نے غلام کی بیع غلام سے ادھار کو جائز قرار دیا یہی مسلک امام شافعیؒ کا ہے چونکہ ان کے نزدیک علت ثمنیت وطعمیت ہے یہاں ان دونوں علتوں میں سے کوئی علت نہیں ہے اسلئے ادھار جائز ہے لیکن ہم حنفیہ کے نزدیک ادھار ناجائز ہے۔

امام بخاریؒ نے چند تعلیقات پیش فرمائی ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک سواری بعوض چار اونٹوں کے خریدی یہ بیع نسیہ یعنی ادھار نہیں ہے بلکہ بیع الغائب بالناجز ہے اور یہ جائز ہے، بیع بالنسیہ میں ایک مدت مقرر ہوتی ہے اور عقد کے اندر شرط ہوتی ہے جب تک وہ مدت نہیں آئے گی اس وقت تک مشتری کو مبیع کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا اور بیع الغائب بالناجز کے اندر عقد میں مدت کی ایسی شرط نہیں ہوتی بلکہ بیع کے مکمل ہوتے ہی مشتری کو مبیع کے مطالبہ کا حق حاصل ہو جائیگا لیکن بائع یہ کہتا ہے میرا گھوڑا فلاں جگہ رکھا ہوا ہے وہاں جا کر دے دوں گا یہ بیع الغائب بالناجز ہے یہ جائز ہے جیسے ایک شخص بازار میں کسی دوکاندار سے خریدے وہ دکاندار جاننے والا تھا جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو روپیہ نہیں تھا اب دکاندار کہتا ہے جائیے روپئے بعد میں آ جائیں گے اس میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے۔

دوسری تعلیق حضرت ابن عباسؓ کی ہے جو بالکل درست ہے اس میں ادھار کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

تیسری تعلیق اور چوتھی تعلیق احادیث صریحہ کے خلاف ہے جو قابل استدلال نہیں ہے۔ ترمذی میں سمرہؓ کی روایت ہے "ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئة" (ترمذی اول، ص: ۱۴۸)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حدیث سمرة حدیث حسن صحیح.

۲۔ عن جابرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحیوان اثنین بواحدة لایصلح نسئا (ترمذی اول ص ۱۴۸)۔

۳۔ عن سمرة ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع الحیوان بالحیوان نسئة (ترمذی اول ص ۱۴۸، وقال الترمذی حدیث سمرة حدیث حسن صحیح الخ.

۲۰۹۶﴿حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ اِلٰى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ قیدیوں میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں پہلے یہ دحیہ کلبیؓ کے حصے میں آئیں پھر (دوسری لونڈیوں کے عوض) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگئیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فى بعض طرق هذا الحديث ان النبى صلى الله عليه وسلم اشترى صفية من دحية بسبعة ارؤس.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۹۷، ومر الحديث ص ۵۳ تا ص ۵۴، وص ۸۶، وص ۱۲۹، ويأتى ص ۲۹۷، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۸۴ تا ص ۳۸۵ ر ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لونڈیوں کی بیع لونڈیوں سے ادھار جائز ہے جیسا کہ بخاریؒ وغیرہ کا مذہب ہے تفصیل گذر چکی ہے مزید تشریح کیلئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۸۵ ر دیکھئے اور نصر الباری کتاب المغازی غزوہ خیبر ص ۳۶۸ تا ۳۶۹ ر دیکھئے۔

﴿بَابُ ۱۳۸۷ بَيْعِ الرَّقِيْقِ﴾

غلام کی بیع کا بیان

۲۰۹۷﴿حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُصِيْبُ سَبْياً فَنُحِبُّ الْاَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ اَوَاِنَّكُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَاعَلَيْكُمْ اَنْ لَاتَفْعَلُوا ذٰلِكُمْ فَاِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَّا وَهِيَ خَارِجَةٌ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ہم قیدی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور (اس کو بیچ کر) قیمت چاہتے ہیں تو آپ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ایسا کرتے ہو اگر تم ایسا نہ کرو (یعنی عزل نہ کرو) تب بھی تم پر کوئی ضرر و نقصان نہیں اس لئے کہ جس کی پیدائش اللہ نے لکھ دی ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نصيب سبيا فنحب الاثمان" کیونکہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے بیع سے منع نہیں فرمایا پس جواز بیع ثابت ہو گیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۹۷، ویاتی الحدیث ص۳۴۵، وفی المغازی ص۵۹۳، وص۷۸۴، وص۹۷۷، وص۱۱۰۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ غلام ہو یا باندی اسکی بیع جائز ہے اگر موانع نہ ہوں مثلا باندی اگر ام ولد ہے تو اسکی بیع جائز نہیں۔

تشریح قال یا رسول اللہ انا نصیب سبیا فنحب الاثمان الحدیث، حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں یہاں سے وہم ہوتا ہے کہ سائل حضرت ابو سعید خدریؓ ہیں ولیس کذلک یہاں اختصار ہے نسائی میں وضاحت ہے بینما ھو جالس عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاء رجل من الانصار فقال الخ حافظ عسقلانیؒ نے مقدمہ میں اس سائل کا نام ذکر کر دیا ہے "مجدی بن عمرو الضمری".

عزل: عزل اور اس کا حکم؟ ملاحظہ فرمایئے نصر الباری کتاب المغازی ص۱۹۹۔

﴿بابُ بَیعِ المُدَبَّر﴾ ۱۳۸۸

مدبّر کی بیع

۲۰۹۸﴿حَدَّثَنا ابنُ نُمَیرٍ حَدَّثَنا وَکِیعٌ حَدَّثَنا اِسمَاعِیلُ عن سَلَمَةَ بنِ کُھَیلٍ عن عطاءٍ عن جابرٍ قال باعَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم المُدَبَّرَ.﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۹۷، ومر الحدیث ص۲۸۷، ویاتی ص۳۲۳، وص۳۲۵، وص۳۴۴، وص۹۹۴، وص۱۰۲۷، وص۱۰۶۶۔

۲۰۹۹﴿حَدَّثَنا قُتَیبَةُ حَدَّثَنا سُفیانُ عن عَمرٍو سَمِعَ جابرَ بنَ عبدِ اللہ یقولُ باعَهُ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مدبر) کو بیچ دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۹۷، باقی کے لئے اوپر دیکھئے۔

۲۱۰۰﴿حَدَّثَنا زُھَیرُ بنُ حَربٍ حَدَّثَنا یَعقوبُ حَدَّثَنا اَبِی عن صالحٍ قال حَدَّثَ ابنُ شِھَابٍ

اَنَّ عُبَيْدَ اللهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ وَاَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم سُئِلَ عنِ الاَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ قال اجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فاجْلِدُوهَا ثمّ بِيعُوهَا بَعْدَ الثالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ.﴾

ترجمہ | حضرت زید بن خالد اور حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ سے پوچھا گیا اس لونڈی کے متعلق جو زنا کرائے اور وہ شادی شدہ نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے پھر اس کو کوڑے مارو پھر اس کو بیچ دو، تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ کے بعد فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے مشکل ہے چنانچہ علامہ ابن بطال نے اس حدیث کو باب سابق یعنی باب بیع الرقیق میں داخل کیا ہے علامہ عینیؒ کا خیال بھی تقریبا یہی ہے، لیکن علامہ کرمانی اور حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے کہ باندی زنا کرائے تو بیچ ڈالو یہ عام باندی مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ، پس مدبرہ باندی کا جواز ثابت ہو جائے گا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۹۷، ومر الحدیث ص ۲۸۸، ویاتی ص ۳۴۷، وص ۱۰۱۱۔

۲۱۰۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ الله قال اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عن سَعِيْدٍ عن اَبِيهِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يقولُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُم فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الحَدَّ وَلَايُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الحَدَّ ولايُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرائے، اور زنا ثابت ہو جائے تو اس کو حد کے کوڑے لگائے (اس کے بعد) ملامت نہ کرے پھر اگر وہ زنا کرائے تو اس کو کوڑے مارے (اس کے بعد) ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرائے اور زنا ثابت ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالے گرچہ ایک بالوں کی رسی کے عوض ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ هذا طريق آخر فى الحديث المذكور عن ابى هريرة رضى الله عنه وحده.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۹۷، ومر الحدیث ص ۲۸۸، ویاتی ص ۳۴۷، وص ۱۰۱۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس مسئلے میں حضرات شوافع اور حنابلہ کی تائید و موافقت ہے کہ مدبر کی بیع مولی کے لئے جائز ہے خواہ مطلق ہو یا مدبر۔

تشریح: تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نصر الباری جلد پنجم حدیث ۲۰۱۷۔

﴿ بَابُ ۱۳۸۹ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَسْتَبْرِئَهَا ﴾

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاسًا اَنْ يُقَبِّلَهَا اَوْ يُبَاشِرَهَا وقال ابنُ عُمَرَ إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِي تُوْطَأُ اَوْ بِيعَتْ اَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَاتُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ وقال عطاءٌ لَاباسَ اَنْ يُصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَادُوْنَ الْفَرْجِ وَقال الله تعالىٰ "اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ.

کیا استبرا ر رحم سے پہلے لونڈی کے ساتھ سفر کرسکتا ہے؟

(یعنی اگر کوئی باندی خریدے تو استبرار سے پہلے اس کو سفر میں لے جاسکتا ہے یا نہیں؟)

اور حضرت حسن بصریؒ نے کہا ایسی لونڈی کے بوسہ لینے اور چمٹانے میں کوئی حرج نہیں (یعنی صحبت اور مجامعت نہ کرے) اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب کوئی ایسی لونڈی ہبہ کی جائے جس سے صحبت (ہمبستری) کی جاتی تھی یا بیچی جائے یا آزاد ہو تو ایک حیض تک استبرار ضروری ہے، اور کنواری کے لئے استبرار کی ضرورت نہیں، اور عطار بن ابی رباحؒ نے کہا کہ حاملہ لونڈی کی شرمگاہ کو چھوڑ کر ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا " الا علی ازواجھم" الایہ (سورہ مومنون آیت ۶) (یعنی فلاح پانے والے، اپنی مراد کو پہونچنے والے مؤمن کا ایک وصف یہ ہے کہ اپنی بیویوں اور شرعی باندیوں کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں)

۲۱۰۲﴿حَدَّثَنَا عبدُ الغفَّارِ بنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يعقوبُ بنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن عَمْرِو بنِ اَبِى عَمْرٍو عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ الله عليهِ الحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بنِ اَخْطَبَ وَقَدقُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوساً فَاصْطَفَاهَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حتى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْساً فِى نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قال فَرَاَيْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يُحَوِّى لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حتى تَرْكَبَ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے پھر جب اللہ نے خیبر کا قلعہ فتح

کرادیا تو آپ ﷺ سے حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب کی خوبصورتی بیان کی گئی اور اس کا خاوند مارا گیا تھا اور صفیہ نئی دلہن تھیں پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے لئے چن لیا پھر ان کو لیکر آپ ﷺ خیبر سے نکلے (وہ حیض سے تھیں) یہاں تک کہ ہم لوگ سدّ الروحار پہونچے تو وہ حیض سے پاک ہوگئیں آپ ﷺ نے ان سے صحبت کی پھر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس تیار کر کے رکھا (حیس ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر تیار کیا جاتا ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے (انسؓ سے) فرمایا جو لوگ آس پاس ہیں ان کو بلالے یہی کھانا رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں کھلایا۔

پھر ہم لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے کمبل سے صفیہ کو آڑ کر لیتے (یعنی پردہ کر لیتے اس لئے کہ آپ ﷺ سے نکاح کے بعد صفیہؓ امہات المومنین میں داخل ہوگئیں) پھر آپ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے اور اپنا گھٹنہ نیچے رکھتے پھر صفیہ اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم لما اصطفى صفية بنت حيي بن اخطب استبرأها بحيضة ثم بنى بها وهذا يفهم من قوله حتى بلغنا سد الروحاء حلّت اى طهرت من حيضها.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۸، وياتى الحديث ص ۴۰۴، وص ۴۰۵ بطوله، وص ۴۷۷، وص ۵۸۵ مختصرا، وص ۶۰۶، وص ۸۱۶، وص ۹۴۱، وص ۱۰۹۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ سفر میں لیجانا درست ہے صرف صحبت وہمبستری کیلئے استبرار ضروری ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ نے روایت نقل کی ہے وقد روى البيهقى انه صلى الله عليه وسلم استبرأ صفية بحيضة. (عمدہ)

﴿ بابٌ ۱۳۹۰ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ ﴾

مردار اور بتوں کی بیع

۲۱۰۳﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيْدَ بن اَبِى حَبِيْبٍ عن عَطَاءِ بنِ اَبِى رَبَاحٍ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ اَنَّه سَمِعَ رسولَ الله صلى الله علية وسلم يقولُ عامَ الفَتحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللهَ وَرَسولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ وَالمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالاَصْنامِ فَقِيلَ يارسولَ الله اَرَاَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ فاِنَّه تُطلى بِهَا السُّفُنُ وَتُدهَنُ بِهَا الجُلُودُ ويَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فقال لا هُوَ حَرامٌ ثُمَّ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم عندَ ذلك قاتَلَ اللهُ اليَهُودَ

اِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا اَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَاَكَلُوا ثَمَنَهُ وقال اَبُو عاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قال كَتَبَ اِلَىَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جابِراً عَنِ النبيِّ ﷺ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فتح مکہ کے سال (یعنی ۸ھ میں) مکہ میں فرما رہے تھے کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کی خرید وفروخت (یعنی تجارت) حرام کردی ہے آپ ﷺ سے عرض کیا گیا (یعنی لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا) یا رسول اللہ مردار کی چربیوں کے بارے میں کیا ارشاد عالی ہے کیونکہ اسے کشتیوں پر ملتے ہیں اور کھالوں پر لگاتے ہیں، اور اس سے لوگ چراغ جلاتے ہیں (یعنی روشنی حاصل کرتے ہیں تو ان منافع کی وجہ سے اس کی خرید فروخت جائز ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے جب اللہ نے مردار کی چربیوں کو حرام کردیا تو ان لوگوں نے اس کو پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور ابو عاصم نے کہا ہم سے عبد الحمید نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا کہ عطاء بن ابی رباح نے مجھ کو لکھا کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۹۸، ويأتى فى المغازى ص ۶۱۵، وفى التفسير ص ۶۶۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ مردار (جو خود مر گیا شرعی ذبح کے بغیر) اور اصنام جن مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے اور خنزیر وخون جو نجس العین ہے ان سب کی تجارت حرام اور ان کی قیمت حرام ہے۔

۱۳۹۱ ﴿ بابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ ﴾

کتے کی قیمت

۲۱۰۴ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن اَبِى بَكْرِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِى مَسْعُودٍ الانصارِىِّ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عن ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِىِّ وَحُلْوانِ الْكَاهِنِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی مہر یعنی فیس اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "ثمن الكلب".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۹۸، ويأتي ص ۳۰۵، وص ۸۰۵، وص ۸۵۷۔

۲۱۰۵﴿حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ اَبِي جُحَيْفَةَ قال رَاَيْتُ اَبِي اشْتَرٰى حَجَّاماً فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَاَلْتُهُ عن ذلك قال اِنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهٰى عن ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الكَلْبِ وَكَسْبِ الاَمَةِ وَلَعَنَ الوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبٰوا وَمُوكِلَهُ وَلَعَنَ المُصَوِّرَ.﴾

ترجمہ | عون بن ابی جحیفہ نے کہا میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ ایک حجام (پچھنا لگانے والے) کو خریدا اور اس کے پچھنا لگانے کے اوزار توڑوا ڈالے تو میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت (یعنی خون نکالنے کی اجرت) اور کتے کی قیمت اور باندی کی کمائی سے منع فرمایا اور گودنے اور گودوانے اور سود کھانے اور کھلانے اور تصویر بنانے والے سب پر لعنت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "وثمن الكلب".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۹۸، و مر الحديث ۲۸۰، ويأتي ص ۸۰۵، وص ۸۷۹، وص ۸۸۱۔

مقصد | امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں بیان کیا ہے چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بلا ضرورت کتے کی تجارت مکروہ و ناپسندیدہ ہے

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے اسی چھٹی جلد کی حدیث ۱۹۶۵/ باب ۱۳۰۳۔

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ السّلم

بیع سلم کا بیان

﴿ بابٌ ۱۳۹۲ السَّلَمِ فی کَیْلٍ مَعْلُومٍ ﴾

معین ومقرر ناپ میں سلم کرنے کا بیان

بیع سلم کی مشروعیت بیع سلم کی مشروعیت کتاب وسنت سے ثابت ہے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں "السلم عقد مشروع بالکتاب وھو آیۃ المداینۃ الخ (ہدایہ ثالث ص۷۵، باب السلم) چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے سلم مضمون کو حلال کیا اور اس کے بارے میں اپنی کتاب قرآن مجید میں بہت طویل آیت نازل فرمائی اور آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اے ایمان والو! جب تم آپس میں معاملہ کرو معین مدت تک ادھار کا تو اس کو لکھ لیا کرو۔

وبالسنۃ وھو ماروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن بیع مالیس عند الانسان ورخص فی السلم" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو انسان کے پاس نہ ہو اور آپ ﷺ نے سلم میں اجازت دی۔

بیع سلم کی تعریف بیع سلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص یعنی زید نے بکر کو ایک سو روپئے نقد دیکر کہا کہ دو ماہ کے بعد پندرہ شعبان کو دو من گیہوں اس قسم کا لوں گا۔

روپیہ فی الحال دینے والا یعنی زید کو رب السلم کہتے ہیں اور جس کو نقد دیا یعنی بکر کو مسلم الیہ اور مال یعنی گیہوں کو مسلم فیہ کہتے ہیں، سلم کو سلف بھی کہتے ہیں، تسلیم کے اعتبار سے سلم اور تقدیم کے اعتبار سے سلف کہتے ہیں۔ سمی سلما لتسلیم راس المال فی المجلس وسلفا لتقدیم راس المال (کرمانی)

بعض حضرات نے بیع سلم کی تعریف کی ہے بیع آجل (جو مسلم فیہ ہے) بعاجل (جو راس المال ہے)۔

بیع سلم کے صحیح ہونے کے لئے مسلم فیہ کی جنس، نوع، صفت اور مقدار کا معلوم ہونا شرط ہے تا کہ جہالت ختم ہو جائے نیز مدت کی تعیین بھی ضروری ہے تا کہ جھگڑا نہ ہو۔

۲۱۰۶﴿حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِى نَجِيحٍ عن عبدِ اللهِ بنِ كَثِيرٍ عن اَبِى المِنْهَالِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قَدِمَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فى التَّمرِ العَامَ وَالعَامَينِ اَوْ قال عَامَيْنِ اَوْ ثَلاثَةً شَكَّ اِسْمَاعِيلُ فقالَ مَن سَلَّفَ فِى تَمرٍ فَلْيُسْلِفْ فى كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور لوگ کھجور میں ایک سال یا دو سال یا کہا دو سال یا تین سال کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے، یہ شک اسماعیل کو ہوا آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے کھجور میں سلم کرے تو معین کیل اور معین وزن میں کرے۔

(مطلب یہ ہے کہ جو چیز کیل سے یعنی ناپ کر فروخت کی جاتی ہے اس کا کیل معین کرے اور جو چیزیں وزن سے یعنی تول کر بکتی ہیں ان میں وزن مقرر کرے اگر کیل و وزن معین نہ ہوگا تو بیع سلم درست نہیں ہوگی)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۸، ويأتى ص ۲۹۸ وص۲۹۹، وص۳۰۰، واخرجه مسلم فى البيوع واخرجه ابو داؤد والترمذى والنسائى كلهم فى البيوع واخرجه ابن ماجه فى التجارات.

۲۱۰۷﴿حَدَّثَنَا محمَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عنِ ابنِ اَبِى نَجِيحٍ بِهٰذا فى كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ.﴾

ترجمہ ابن ابی نجیح سے اسی طرح مروی ہے کیل معلوم اور وزن معلوم میں (یعنی دوسری سند سے)

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بیع سلم کے شرائط میں سے یہ ہے کہ کیل یا وزن مقرر ہو ورنہ بیع سلم درست نہ ہوگی۔

﴿بَابُ ۱۲۹۳ السَّلَمِ فى وَزْنٍ مَعْلُومٍ﴾

معین وزن میں سلم کرنا

۲۱۰۸﴿حَدَّثَنَا صدقَةُ اَخبرَنا ابنُ عُيَينَةَ اَخبرَنا ابنُ ابى نَجِيحٍ عن عبدِ اللهِ بنِ كَثيرٍ عن اَبِى المِنْهَالِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قَدِمَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم المَدِينَةَ وَهُم يُسْلِفُونَ بِالتَّمرِ السَّنَتَيْنِ والثَّلاثَ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَن اَسْلَفَ

فِی شَیءٍ فَفِی کَیْلٍ مَعْلومٍ وَوَزْنٍ مَعْلومٍ اِلیٰ اَجَلٍ مَعْلومٍ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت لوگ دو برس اور تین برس کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے (یعنی ادھار خرید و فروخت کرتے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی چیز میں کوئی شخص سلم کرے، تو معین کیل، معین وزن اور معین مدت پر کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ووزن معلوم".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۹۸ تا ص ۲۹۹، ومر الحدیث ص ۲۹۸، ویاتی الحدیث ص ۲۹۹، وص ۳۰۰۔

۲۱۰۹﴿حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عبدِ اللہِ حَدَّثَنَا سُفیانُ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِی نَجِیْحٍ وقال فَلْیُسْلِفْ فِی کَیْلٍ مَعْلومٍ اِلیٰ اَجَلٍ مَعْلومٍ.﴾

ترجمہ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ہم سے ابن ابی نجیح نے یہی حدیث بیان کی اور کہا (جو بیع سلم کرنا چاہے) وہ معین کیل میں مدت مقرر کر کے کرے۔

۲۱۱۰﴿حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا سُفیانُ عنِ ابنِ اَبِی نَجِیْحٍ عن عبدِ اللہِ بنِ کَثِیْرٍ عن اَبِی المِنْھَالِ قال سَمِعْتُ ابنَ عبّاسٍ قال قَدِمَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وقال فی کَیْلٍ مَعْلومٍ وَوَزْنٍ مَعْلومٍ اِلیٰ اَجَلٍ مَعْلومٍ.﴾

ترجمہ ابوالمنہال سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ) تشریف لائے اور فرمایا (پھر یہی حدیث بیان کی) کہ معین کیل معین وزن اور مدت مقرر کر کے سلم کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "ووزن معلوم".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۹۹، ومر الحدیث ص ۲۹۸، ویاتی ص ۳۰۰۔

۲۱۱۱﴿حَدَّثَنَا اَبو الوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عنِ ابنِ اَبِی المُجَالِدِ ح وحَدَّثَنِی یَحْییٰ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عن شُعْبَۃَ عن محمَّدِ بنِ اَبِی المُجَالِدِ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ اَخْبَرَنِی محمَّدٌ اَوْعبدُ اللہِ بنُ اَبِی المُجَالِدِ قال اخْتَلَفَ عبدُ اللہِ بنُ شَدَّادِ بنِ الھَادِ وَاَبوبُرْدَۃَ فِی السَّلَفِ فَبَعَثُونِی اِلیٰ ابنِ اَبِی اَوْفیٰ فَسَاَلْتُہ فقال اِنَّا کُنَّا نُسْلِفُ عَلیٰ عھدِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِی بَکْرٍ وعُمَرَ فِی الحِنْطَۃِ وَالشَّعِیْرِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ وَسَاَلْتُ ابنَ اَبْزیٰ فقال مِثْلَ ذٰلِکَ.﴾

ترجمہ محمد بن ابی مجالد یا عبد اللہ بن ابی مجالد نے کہا کہ عبد اللہ بن شداد بن الہاد اور ابو بردہ عامر بن ابی موسیٰ نے بیع سلف (سلم) میں اختلاف کیا تو ان لوگوں نے مجھ کو حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کے پاس بھیجا میں نے ان سے پوچھا تو

انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں گیہوں، جو، منقی اور کھجور میں سلم کیا کرتے تھے اور میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

(مطلب یہ ہے کہ بیع سلم جائز ومشروع ہے یا نہیں؟ چونکہ بظاہر قیاس جواز کا منکر ہے لیکن روایات سے جواز ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیؓ کی تائید سے معلوم ہوا)

مطابقتہ للترجمۃ بظاہر اس حدیث کی مطابقت باب سے نہیں ہے کیونکہ باب ہے "السلم فی وزن معلوم" اور حدیث میں وزن کے متعلق کوئی لفظ نہیں ہے۔

جواب: اشارہ ہے اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف کہ اس میں اس کا جواب موجود ہے جو آئندہ باب سے معلوم ہوگا۔ انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۹۹، ویاتی الحدیث ص۳۰۰، واخرجہ ابوداؤد والنسائی فی البیوع وابن ماجہ فی التجارات.

مقصد مقصد یہ ہے کہ بیع سلم کے شرائط میں سے ایک شرط وزن معلوم ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک مقدار مبیع خواہ کیل سے ہو یا وزن سے، مقرر و معین نہ ہو تو سلم جائز نہیں۔ کما مر

﴿ بَابُ [۱۳۹۴] السَّلَمِ اِلٰی مَنْ لَیْسَ عِنْدَہٗ اَصْلٌ ﴾

ایسے شخص سے سلم کرنا جس کے پاس مسلم فیہ کی اصل نہ ہو

(کھجور وغیرہ کی اصل درخت ہے اور گیہوں، جو وغیرہ کی اصل کھیت ہے)

۲۱۱۲﴿حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِیُّ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ اَبِی الْمُجَالِدِ قال بَعَثَنِی عبدُ اللهِ بنُ شَدَّادٍ وَّابُوبُرْدَةَ اِلٰی عبدِ اللهِ بنِ اَبِی اَوْفٰی فقالا سَلْهُ هَلْ كانَ اَصْحابُ النبیِّ صلی الله علیه وسلم فی عهدِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم یُسْلِفُونَ فی الحِنْطَةِ فقال عبدُ اللهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِیْطَ اهلِ الشَّامِ فی الحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالزَّبِیْبِ فی كَیْلٍ مَعْلُومٍ اِلٰی اَجَلٍ مَعْلُومٍ قلتُ اِلٰی مَنْ كانَ اَصْلُه عِنْدَهٗ قال مَاكُنَّا نَسْاَلُهُم عن ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِی اِلٰی عبدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ اَبْزٰی فَسَاَلْتُهٗ فقال كانَ اَصْحابُ النبیِّ صلی الله علیه وسلم یُسْلِفُونَ فی عهدِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم وَلَمْ نَسْاَلْهُمْ اَلَهُمْ حَرْثٌ اَمْ لَا.﴾

ترجمہ | محمد بن ابی المجالد نے کہا مجھ کو عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کے پاس بھیجا اور ان دونوں نے کہا کہ ان سے دریافت کرو کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گیہوں میں سلم کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا ہاں! ہم شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جو اور منقی میں سلم کیا کرتے تھے ایک معین کیل اور معین مدت ٹھہرا کر، میں نے کہا ان لوگوں سے جن کے پاس اصل مال ہوتے، انہوں نے کہا ہم یہ کچھ نہیں پوچھتے، پھر ان دونوں نے مجھ کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰؓ کے پاس بھیجا میں نے اس سے بھی پوچھا تو فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سلم کیا کرتے تھے اور ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ ان کے پاس کھیت ہے یا نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قلت الى من كان اصله عنده، وفى قوله "الهم حرث ام لا" (عمدہ)

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۹۹، و مر ص۲۹۹، و ياتى ص۳۰۰۔

۲۱۱۳﴿حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ الوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خالِدُ بنُ عبدِ اللهِ عنِ الشَّيۡبَانِيِّ عن محمَّدِ بنِ اَبِى مُجَالِدٍ بِهٰذا وَقال فنُسْلِفُهُمْ فى الحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ.﴾

ترجمہ | محمد بن ابی مجالد سے (حدیث مذکور) اسی طرح مروی ہے اور کہا کہ ہم گیہوں اور جو میں سلم کیا کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخر فى الحديث المذكور.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۹۹۔

۲۱۱۴﴿حَدَّثَنَا قُتَيۡبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عنِ الشَّيۡبَانِيِّ وَقال فى الحِنۡطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وقال عبدُ اللهِ بنُ الوَلِيۡدِ عن سُفيانَ حَدَّثَنَا الشَّيۡبَانِيُّ وَقالَ وَالزَّيۡتِ.﴾

ترجمہ | شیبانی سے مروی ہے اور وہ گیہوں اور جو اور منقی میں سلم کرتے تھے یعنی اس میں زبیب کا اضافہ ہے اور شیبانی سے سفیان نے نقل کیا ہے اس میں زیت یعنی زیتون کا اضافہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخرٌ فى الحديث المذكور.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۹۹۔

۲۱۱۵﴿حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ حَدَّثَنَا عَمۡرٌو قال سَمِعۡتُ اَبَا البَخۡتَرِيِّ الطَّائِيَّ قال سَألتُ ابنَ عبَّاسٍ عنِ السَّلَمِ فى النَّخلِ فقال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن بَيۡعِ النَّخۡلِ حتى يُوكَلَ مِنۡهُ وَحتى يُوزَنَ فقال الرَّجُلُ وَاَيُّ شَيۡءٍ يُوزَنُ فقال رَجُلٌ اِلٰى جانِبِه حتى يُحۡرَزَ وَقال مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ عن عَمۡرٍو قال اَبُو البَخۡتَرِيِّ سَمِعۡتُ ابنَ عبَّاسٍ نَهَى

النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَہُ.﴾

ترجمہ | ابوالبختری طائی نے کہا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں میں سلم کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ کھانے کے لائق اور وزن کے لائق نہ ہو جائے تو ایک شخص (خود ابوالبختری) نے کہا کیا چیز وزن کی جائے گی؟ (یعنی کھجور تو درخت پر ہے تو وزن سے کیا مراد ہے؟) اس پر ایک شخص جو ابن عباسؓ کے پہلو میں بیٹھا تھا اس نے کہا یہاں تک کہ محفوظ ہو جائے (دراصل بدو صلاح سے کنایہ ہے) اور معاذ نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو سے کہ ابوالبختری نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھر یہی حدیث بیان کی۔

مطابقة للترجمة | قال ابن بطال حدیث ابن عباسؓ هذا لیس من هذا الباب وانما هو من الباب الذی بعده. (عمدہ)

(یعنی ابن بطال نے کہا یہ حدیث کاتب کی غلطی سے اس باب میں درج کی گئی ہے دراصل اس حدیث کا تعلق اس کے بعد والے باب سے ہے)

مگر بعض حضرات نے مطابقت اس طرح بیان کی ہے کہ جب درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں میں سلم جائز نہیں تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہے جب بھی سلم جائز ہوگی اور باب کا مطلب یہی ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۹۹، ویاتی الحدیث ۲۹۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیع سلم کے لئے شرط نہیں ہے کہ اصل موجود ہو مثلاً گیہوں وغیرہ میں بیع سلم کے لئے کھیت کی شرط نہیں اسی طرح کھجور میں بیع سلم کے لئے درخت ہو یا نہ ہو سلم درست ہے۔

﴿ باب ۱۳۹۵ السَّلَمِ فی النَّخلِ ﴾

درخت پر لگی ہوئی کھجور میں سلم کرنا

۲۱۱۶﴿حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرٍو عن اَبِی البَخْتَرِیِّ قال سَاَلْتُ ابنَ عُمَرَ عنِ السَّلَمِ فی النَّخلِ فقال نُهِیَ عن بَیْعِ النَّخلِ حتی یَصْلُحَ وَعن بَیْعِ الوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وسَاَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ عن السَّلَمِ فی النَّخلِ فقال نَهَی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عن بَیْعِ النَّخلِ حتی یُوکَلَ مِنْهُ اَوْ یَاکُلَ مِنْهُ وحتی یُوزَنَ.﴾

ترجمہ ابوالبختری نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ سے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں میں سلم کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا جب تک پکنے کو نہ آئے اس وقت تک بیع سے منع کیا گیا ہے اسی طرح چاندی کی بیع بعوض نقد کے (**خواہ چاندی** کے عوض ہو یا سونا کے عوض) ادھار بیچنے سے منع کیا گیا ہے (گذر چکا ہے کہ بیع صرف میں نقدا نقدی یعنی **تقابض** شرط ہے ادھار جائز نہیں ہے) اور میں نے حضرت ابن عباسؓ سے درخت پر کی کھجور میں سلم کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر کی کھجور بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ وہ کھانے اور وزن کرنے کے لائق نہ ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۹۔ ومر مرارا.

۲۱۱۷﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرٍو عن اَبِی البَخْتَرِی قال سَالتُ ابنَ عُمَرَ عنِ السَّلَمِ فی النَّخْلِ فقال نَهَی النبیُّ صلی الله علیه وسلم عن بَیْعِ الثَّمَرِ حتی یَصْلُحَ وَنَهَی عنِ الوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَساءً بِنَاجِزٍ وَسَالتُ ابنَ عَبَّاسٍ فقال نَهَی النبیُّ صلی الله علیه وسلم عن بَیْعِ النَّخْلِ حتی یَاکُلَ اَوْ یُوکَلَ وحتی یُوزَنَ قلتُ مَایُوزَنُ قال رَجُلٌ عِنْدَهُ حتی یُحْرَزَ.﴾

ترجمہ ابوالبختری نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ سے درخت پر کی کھجور میں سلم کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا جب تک پختگی شروع نہ ہو جائے، اور چاندی کو سونے کے عوض ادھار (ایک طرف نقد اور ایک طرف ادھار) بیچنے سے منع فرمایا، اور میں نے حضرت ابن عباسؓ سے بھی پوچھا تو فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگے ہوئے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ کھانے کے لائق نہ ہو جائے، اور وزن کے قابل نہ ہو جائے میں نے عرض کیا وزن کے قابل سے کیا مراد ہے؟ تو ایک شخص جوان کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا محفوظ ہو جائے (یعنی پختگی شروع ہو جائے)

مطابقۃ للترجمۃ هذا طريق آخر فی الحديث المذكور.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۹۹۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ بیع سلم میں یہ ضروری ہے کہ مسلم فیہ بازاروں میں منڈیوں میں پایا جانا ضروری ہے اگر چہ فی الحال یعنی عند العقد مسلم الیہ کے پاس موجود نہ ہو بیع سلم درست ہے اور درخت پر لگے ہوئے پھل کا وجود بدو صلاح سے قبل کالعدم ہے اس لئے بدو صلاح یعنی قابل انتفاع سے قبل درخت پر لگے ہوئے کھجور میں بدو صلاح کے وقت سلم صحیح ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۳۹۶ الکفیل فی السلم ﴾

سلم (یا قرض) میں ضمانت دینا

۲۱۱۸﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الأعمَشُ عن إبْرَاهِيمَ عنِ الأسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ اشتَرى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم طَعَاماً مِنْ يَهُودِيٍّ بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعاً لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | بعض نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ترجمۃ الباب کی مناسبت ومطابقت نہیں ہے لیکن شارح بخاری علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ کفالت سے مراد ضمان ہو تو مناسبت ہو جائے گی کیونکہ مال مرہون قرض کا ضامن ہے چنانچہ زرہ بطور ضمان یہودی کے پاس رہی پھر بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے قرض ادا کر کے زرہ واپس لی۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۳۰۰، ومر الحدیث ص۲۷۷، وص۲۸۱، وص۲۹۳، ویاتی ص۳۲۱، وص۳۴۱، وص۴۰۹، وص۶۴۱۔

مقصد | ۱۔ بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سلم میں یا قرض میں اگر کوئی دوسرا آدمی مسلم الیہ یا مدیون کا ضامن ہو تو درست ہے۔ ۲۔ منکرین پر رد مقصود ہے۔

﴿ باب ۱۳۹۷ الرھن فی السلم ﴾

بیع سلم (یا قرض) میں گروی رکھنا

۲۱۱۹﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأعمَشُ قال تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ في السَّلَفِ فقال حَدَّثَنِي الأسْوَدُ عن عائِشَةَ أنَّ النبيَّ ﷺ اشْتَرى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَاماً إلَى أجَلٍ مَعْلُومٍ وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعاً مِنْ حَدِيْدٍ.﴾

ترجمہ | اعمش نے کہا کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسود نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے معین وعدے پر غلہ خریدا اور یہودیوں نے

آپ ﷺ سے لوہے کی ایک زرہ گروی لی۔

وارتهن اليهودی منه عليه الصلوة والسلام درعا من حديد. (قس)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۰۰، مر الحديث ص ۲۷۷، وص ۲۸۱، وص ۲۹۳، ويأتى ص ۳۲۱، وص ۳۴۱، وص ۴۰۹، وص ۶۴۱۔

مقصد | چونکہ بعض حنابلہ نے کہا ہے کہ مسلم فیہ کے عوض گرو لینا یا ضمانت لینا درست نہیں، امام بخاریؒ نے ان پر رد کر دیا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث مذکور سے ابراہیم نخعیؒ نے استدلال کیا۔

پھر یہ مسئلہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے "اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه" اخیر تک پھر فرمایا "فرهان مقبوضة" یعنی ہاتھ میں گروی رکھ لو۔

﴿ بَابُ ۱۳۹۸ السَّلَمِ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُومٍ ﴾

وَبِه قال ابنُ عبّاسٍ وَاَبُوسَعِيْدٍ وَالْاَسْوَدُ وَالحَسَنُ وَقال ابنُ عُمَرَ لابَاسَ بِالطعامِ المَوصُوفِ بِسِعْرٍ مَعلومٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُومٍ مَالَمْ يَكُ ذٰلِكَ فى زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ.

مدت مقررہ تک سلم کرنے کا بیان

(یعنی بیع سلم میں میعاد معین ہونا چاہئے) اور حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو سعیدؓ، اسود اور حسن بصریؒ کا یہی قول ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اگر غلہ کا نرخ اور اس کی صفت بیان کر دی جائے تو میعاد مقرر کر کے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ غلہ کسی خاص کھیت میں نہ ہو جو قابل انتفاع نہ ہوا ہو۔

۲۱۲۰ ﴿حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عَنِ ابنِ اَبِى نَجِيْحٍ عن عَبدِ اللهِ بنِ كَثِيْرٍ عن اَبِى المِنْهَالِ عَنِ ابنِ عبّاسٍ قال قَدِمَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم المَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فى الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاثَ فقال اَسْلِفُوا فِى الثِّمَارِ فى كَيْلٍ مَعْلومٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلومٍ وَقال عبدُ الله بنُ الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِى نَجِيْحٍ وَقال فى كَيْلٍ مَعْلومٍ وَوَزْنٍ مَعْلومٍ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت لوگ پھلوں میں دو تین سال کی بیع سلم کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا سلم کیا کرو کیل (ناپ) معین کر کے اور مدت متعین کر کے اور عبداللہ

بن ولید نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابن ابی نجیح نے بیان کیا اور کہا معین ناپ اور معین وزن سے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الى اجل معلوم".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۰۰، و مر الحديث ص ۲۹۸، ۔۔۔، و ص ۲۹۹۔

۲۱۲۱﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا سُفْيانُ عن سُلَيْمانَ الشَّيْبَانِيِّ عن محمَّدِ بنِ اَبِى المُجَالِدِ قال اَرْسَلَنِي اَبُوبُرْدَةَ وعبدُ اللهِ بنُ شَدَّادٍ اِلَى عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبْزٰى وعبدِ اللهِ بن اَبِى اَوْفٰى فسَاَلْتُهُمَا عن السَّلَفِ فقالا كُنَّا نُصِيْبُ المَغَانِمَ مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فكانَ يَاتِيْنَا اَنْبَاطٌ مِنْ اَنْبَاطِ الشام فَنُسْلِفُهُمْ فى الحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ اِلٰى اَجَلٍ مُسمًّى قال قلتُ اَكانَ لَهُمْ زَرْعٌ اَوْلَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قالا مَا كُنَّا نَسْاَلُهُمْ عن ذٰلِكَ﴾

ترجمہ | محمد بن ابی مجالد نے کہا کہ ابو بردہ اور عبد اللہ بن شداد نے مجھ کو حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی اور حضرت عبد اللہ بن اوفیؓ کے پاس بھیجا میں نے ان دونوں سے سلف (یعنی سلم) کے بارے میں پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مال غنیمت حاصل کرتے تھے پھر ہمارے پاس شام کے بعض کسان آتے تھے تو ہم ان سے گیہوں، جو اور منقی میں سے ایک معین میعاد پر سلم کرتے تھے میں نے پوچھا کیا ان کے پاس کھیت ہوتا تھا یا نہیں؟ ان دونوں نے فرمایا کہ ہم ان سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الى اجل مسمّى"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۰۰، و مر الحديث ص ۲۹۹، ۔۔۔۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ مسلم فیہ اگر نقد ہو تب بھی بیع سلم جائز ہے یشیر الى الرد على من اجاز السلم الحال وهو قول الشافعية وذهب الاكثر الى المنع. (فتح) معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے الى اجل مسمى کا ترجمہ قائم کر کے جمہور حنفیہ، مالکیہ وغیرہ کی تائید و موافقت کی ہے۔ کما قال الحافظؒ.

﴿بَابُ[۱۳۹۹] السَّلَمِ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ﴾

بیع سلم میں یہ میعاد مقرر کرنا کہ جب اونٹنی بچہ جنے

۲۱۲۲﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عن نافِعٍ عن عبدِ الله قال كانوا يَتَبَايَعُونَ

الجَزُورَ اِلَى حَبَلِ الحَبَلَةِ فَنَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عنهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ اَنْ تُنتَجَ النَّاقَةُ مَافِى بَطْنِهَا.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اونٹ کو اس وعدے پر خریدتے تھے کہ جب تک حاملہ اونٹنی کا بچہ بڑا ہوکر جنے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نافع نے اس کی یعنی حبل الحبلہ کی تفسیر کی کہ اونٹنی اپنا بچہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حبل الحبلة" لان معناه نتاج النتاج.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۰، ومر الحديث ص ۲۸۷، ويأتى ص ۵۴۲۔

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بیع سلم میں معین مدت شرط ہے اسلئے اگر مدت معلوم مقرر نہ ہو تو بیع سلم جائز نہ ہوگی۔

تشریح ظاہر ہے کہ اس میں غرر دھوکا ہے معلوم نہیں حاملہ اونٹنی کب بچہ جنتی ہے پھر اس کا بچہ زندہ بھی رہتا ہے یا مر جاتا ہے اگر زندہ رہے بھی تو کب حمل رہتا ہے اور کب وضع حمل ہوتا ہے ایسی میعاد اگر سلم میں لگائے تو سلم جائز نہ ہوگا اگرچہ عادۃً اس کا کچھ وقت معلوم بھی ہوسکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ فَلا شُفْعَةَ﴾

شفعہ اسی مال (جائداد) میں ہوتا ہے جو تقسیم نہ ہوا ہو، تو جب حدود واقع ہوجائیں (مقرر ہوجائیں) تو شفعہ باقی نہیں رہتا

تشریح شفعة بضم الشين المعجمة وسكون الفاء، شفعہ شفع سے ماخوذ ہے جس کے معنی ملانے کے ہیں تو چونکہ شفعہ میں بھی شفیع اپنے حصہ کے ساتھ دوسرے کے حصہ کو (یعنی ماخوذ بالشفعہ کو) ملاتا ہے اس لئے اس کو شفعہ کہا گیا ہے۔

شفعہ کے اصطلاحی معنی هى تملك البقعة جبرا على المشترى بما قام عليه. (کنز)
یعنی مشتری پر زبردستی کرکے اس بقعہ (زمین کے ٹکڑے) کا مالک ہوجانا اتنے کے عوض میں جتنے میں مشتری کو پڑی ہے۔

شفعہ صرف غیر منقول میں جاری ہوگا جمہور علماء کے نزدیک اموال منقولہ میں شفعہ نہیں ہوتا ہے شفعہ کے لئے عقار یعنی زمین کے قبیل سے ہونا ضروری ہے خواہ کھیت ہو یا مکان یا باغ

ہو، غرض کہ شفعہ ان ہی جائداد میں ہوگا جس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ممکن نہ ہو (یعنی منقولات میں شفعہ جاری نہیں ہوتا ہے) جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفعة فی کل شرک فی ارض او ربع او حائط الخ (مسلم ج ۲ ص ۳۲)

ربع بفتح الراء واسکان الباء بمعنی مکان۔ حائط وہ باغ جس کے چاروں طرف دیوار کھینچی ہو۔

مستحقین شفعہ ۱۔ شفعہ کے مستحق وحقدار ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شریک فی نفس المبیع ہے۔
۲۔ احناف کے نزدیک شریک فی نفس المبیع، شریک فی حق المبیع، پھر جوار (پڑوسی) اور اسی ترتیب مذکور سے شفعہ حاصل ہوگا یعنی شریک نفس مبیع کا حق مقدم ہے اگر یہ چھوڑ دے تو شریک فی حق المبیع یعنی شریک منفعت کو حق ہوگا اگر یہ بھی چھوڑ دے تو ہمسایہ یعنی پڑوسی کا حق ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ شریک عین اور شریک منفعت اور ہمسایہ سب کو حق شفعہ حاصل ہے۔ تفصیل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کیجئے۔

۲۱۲۳﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ عن اَبِي سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرحمٰنِ عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ قال قَضَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالشُّفْعَةِ فی كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فإذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ وصُرِفَتْ الطُّرُقُ فلاشُفْعَةَ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مال میں شفعہ کا حکم دیا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو تو جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہے گا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۰، ومر الحديث ص ۲۹۴، ایضاً ص ۲۹۴، یاتی ص ۳۳۹، وص ۱۰۳۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد شریک فی المبیع کے لئے حق شفعہ کا اثبات ہے۔

﴿ بَابُ ۱۴۰۱ عَرْضِ الشُّفْعَةِ علٰى صاحِبِهَا قَبْلَ البَيْعِ ﴾

وَقالَ الحَكَمُ إذَا اَذِنَ لَهُ قَبْلَ البَيْعِ فلا شُفْعَةَ لَهُ وَقالَ الشَّعْبِيُّ مَن بِيعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لايُغَيِّرُهَا فلا شُفْعَةَ لَهُ.

شفیع (یعنی شفعہ کے حقدار) پر بیع سے پہلے شفعہ پیش کرنا

اور حکم نے کہا اگر بیع سے پہلے شفیع نے مالک کو اجازت دیدی تو اب اسے شفعہ کا حق نہیں رہا، اور شعبی نے کہا اگر جائداد بیچ گئی اور شفیع وہاں موجود ہے لیکن اس نے کوئی اعتراض (مطالبہ) نہیں کیا تو اسے شفعہ کا حق نہیں رہا۔

۲۱۲۴﴿حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى إِحْدَى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللَّهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللَّهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةٍ أَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهُمَا وَإِنَّمَا أُعْطَى بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ.﴾

ترجمہ | عمرو بن الشرید نے کہا میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کھڑا تھا کہ مسور بن مخرمہؓ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ایک کاندھے پر رکھا اتنے میں ابورافع رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آئے اور کہا اے سعد تم میرے ان دونوں مکانوں کو خرید لو جو تمہارے محلے میں ہیں حضرت سعدؓ نے کہا بخدا میں انہیں نہیں خریدوں گا اس پر حضرت مسورؓ نے کہا بخدا آپ انہیں ضرور خرید لیں پھر سعدؓ نے فرمایا بخدا میں چار ہزار (درہم) سے زیادہ نہیں دوں گا وہ بھی قسط وار۔ (یعنی تھوڑا تھوڑا کئی قسطوں میں)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو ان گھروں کے پانچ سو دینار دئے جا رہے ہیں (جس کے پانچ ہزار درہم ہوئے) اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قرب (نزدیکی) کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو چار ہزار کے عوض نہیں دیتا حالانکہ مجھے ان کے پانچ سو دینار مل رہے ہیں تو ابورافع رضی اللہ عنہ نے دونوں گھر حضرت سعدؓ کو دیدئے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ابتع منی بیتی فی دارك" ففی ذلك عرض الشريك بالبيع شريكه لاجل شفعته قبل صدور البيع.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۳۰۰، ویاتی الحدیث ۱۰۳۲، وص۱۰۳۳۔ واخرجه ابو داؤد فی البیوع.

مقصد | امام بخاریؒ نے حسب عادت اپنا کوئی فیصلہ تحریر نہیں فرمایا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا۔

صرف دو تعلیق ترجمہ میں نقل فرما دیں۔ پہلی تعلیق حکم بن عتیبہ کا ہے جو تابعی ہیں اس تعلیق کا حاصل یہ ہے کہ اگر بیع سے قبل شفیع نے بیچنے کی اجازت دیدی تو اس شفیع کا حق شفعہ جاتا رہا۔

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے احناف کے نزدیک اب بھی شفعہ کا حق ہے اس لئے کہ حق شفعہ بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے یعنی بیع شفعہ کا سبب ہے اور ظاہر ہے کہ سبب کے بغیر مسبب کا وجود ممکن نہیں اس لئے بیع سے قبل انکار سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ رہا حکم بن عتیبہ کا فتوی امام اعظم کے لئے حجت نہیں ہے، اس لئے کہ امام اعظمؒ بھی تابعی ہیں۔

تعلیق ۲ امام شعبی یعنی عامر بن شراحیلؒ کا ارشاد ہمارے موافق ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بیع کے وقت شفیع نے مطالبہ نہیں کیا تو شفعہ جاتا رہا۔ حدیث ۲۱۲۴ یہ حنفیہ کا مستدل ہے کیونکہ اس حدیث سے ہمسایہ کا شفیع ہونا صراحتاً ثابت ہے۔

﴿ بابٌ ۱۴۰۲ اَیُّ الجَوارِ اَقْرَبُ ﴾

کونساہمسایہ (پڑوسی) قریب تر ہے (یعنی شفعہ کا زیادہ حقدار ہے)

۲۱۲۵﴿حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِی عَلِیٌّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوعِمْرَانَ قال سَمِعْتُ طَلْحَةَ بنَ عبدِ الله عن عائِشَةَ قالتْ قُلْتُ یارسولَ الله اِنَّ لِی جَارَیْنِ فاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِی قال اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَاباً ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے (پہلے) میں کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه اوضح اى الجوار اقرب.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۰، ويأتى الحديث ص۳۵۳، وص۸۹۰، واخرجه ابوداؤد فى الادب.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہمسایہ (پڑوسی) کیلئے حق شفعہ ثابت ہے جیسا کہ حدیث سابق سے معلوم ہوگیا اب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ہمسایہ ایک سے زائد ہوں تو قریب تر یعنی جو مکان کے دروازہ کے قریب ہو اسکا حق مقدم ہے۔
اس سے معلوم ہوگیا کہ امام بخاریؒ اس شفعہ کے مسئلے میں احناف کے ساتھ ہیں کہ جار بھی شفیع ہے اگرچہ تیسرے درجہ میں یعنی شریک فی المبیع وشریک منفعت کے بعد ہے۔ واللہ اعلم

● ● ●

نواں پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فِی الاِجَارَات

اجاروں کا بیان

اجارات جمع ہے اجارۃ کی، تو چونکہ اجارہ میں بہت سے انواع ہیں اس لئے جمع لایا گیا کیونکہ اس میں مکان کا کرایہ، قلی کی مزدوری، با تنخواہ ملازمت وغیرہ سب داخل ہیں۔

﴿ بَابُ ۱۴۰۳ اِسْتِيْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ ﴾

وَقَالَ اللّٰهُ تعالىٰ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ، والْخَازِنُ الْاَمِيْنُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ اَرَادَهُ.

نیک آدمی کو اجرت پر (یعنی مزدوری پر) رکھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''(آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے) کیونکہ اچھا نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے جو زور آور ہو (اور) امانتدار، اور امانتدار خازن کا بیان اور اس شخص کا بیان جو خواہشمند (طلبگار) کو عامل نہ بنائے۔

اکثر نسخوں میں ''کتاب الاجارۃ'' ہے مثلاً عمدۃ القاری، فتح الباری، قسطلانی اور کرمانی۔

اجارہ کے معنی لفظ اجارہ مصدر ہے از نصر، وضرب اجارۃ واز باب افعال ایجار کے معنی ہیں مزدوری دینا، بدلہ دینا یعنی بیع المنافع، یعنی منافع فروخت کرنے کو اجارہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی الاجارۃ عقد یرد علی المنافع بعوض (ہدایہ) یعنی اجارہ ایسا عقد ہے جو منافع پر بعوض واقع ہوتا ہے مثلاً زید نے ایک مکان پانچ سو روپے کرایہ مقرر کر کے خالد سے لیا تو خالد موجر اور زید مستاجر اور پانچ سو روپے کو اجرت یعنی کرایہ کہتے ہیں۔

اجارہ خلاف قیاس قرآن وحدیث سے ثابت ہے قرآن حکیم تو امام بخاریؒ نے سورہ قصص کی آیت ۲۶ر سے پیش

کردی، حدیث شریف ابن ماجہ میں ہے اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو) ایضا قولہ علیہ السلام "من استاجر اجیرا فلیعلمہ اجرہ" رواہ محمد بن الحسنؒ فی کتاب الاثار (ہدایہ ثالث) جو شخص کسی کو مزدوری پر لے تو اس کی اجرت سے اس کو آگاہ کردے۔

۲۱۲۶﴿حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عن اَبِيْ بُرْدَةَ قال اَخْبَرَنِي جَدِّي اَبُوبُرْدَةَ عن اَبِيهِ اَبِي مُوسَى الاَشْعَرِيِّؓ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم الخَازِنُ الاَمِيْنُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا اُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ اَحَدُ المُتَصَدِّقِيْنَ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خازن (خزانچی) وہ ہے جو خوشدلی سے ماموربہ ادا کرے صدقہ خیرات کا ثواب ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الخازن الامین" کیونکہ خزانچی بھی اجیر وملازم ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۰۱، ومر الحدیث ص ۱۹۳، ویاتی الحدیث ص ۳۱۱۔

۲۱۲۷﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَ عن قُرَّةَ بنِ خالِدٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بنُ هِلالٍ حَدَّثَنَا اَبُوبُرْدَةَ عن اَبِي مُوسٰى قال اَقْبَلْتُ اِلَى النبيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلانِ مِنَ الاَشْعَرِيِّيْنَ قال فقلتُ ماعَلِمْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ العَمَلَ قال لَنْ او لانَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنا مَنْ اَرَادَهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا درانحالیکہ میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو شخص اور تھے (انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کسی خدمت کی درخواست کی) حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ دونوں کام چاہتے ہیں (یعنی عامل بننے کے ارادے سے آئے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا ہم کسی منصب کے طلبگار کو عامل نہیں بناتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لانستعمل علی من ارادہ".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۰۱، ویاتی الحدیث مطولا ص ۱۰۲۳، وص ۱۰۵۸، وص ۱۰۵۹، واخرجہ مسلم فی المغازی.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ایک وہم کا ازالہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ میں یا کھیت میں مزدور رکھنا چاہتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ فلاں مزدور نیک ہے نماز ڈاڑھی کا پابند ہے اب اس کو مزدوری پر مزدور رکھنا اس مرد صالح کی توہین ہے، بخاریؒ نے اس کو دور کردیا کہ نیک صالح کو تو ترجیح دینا چاہئے۔

باب کی تشریح قال اللہ تعالیٰ الخ سورہ قصص کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کی زبان پر فرمایا، صاحبزادی نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کو اپنے گھر کے کاموں کے

لئے ملازم کی ضرورت ہے آپ ان کو (یعنی حضرت موسیٰ کو) نوکر رکھ لیجئے کیونکہ ملازم میں دو صفتیں ہونی چاہئے: ۱ ایک کام کی قوت وصلاحیت، ۲ دوسرے امانتداری، ہمیں ان کے پتھر اٹھا کر پانی پلانے سے ان کی قوت وقدوت کا تجربہ ہوا کیونکہ وہ پتھر بمشکل دس آدمی اٹھاتے تھے، حضرت موسیٰ نے اکیلے انجام دیا، اور میں راستے میں انکے آگے چل رہی تھی تو انہوں نے مجھے اپنے پیچھے کردیا۔ (باقی تفصیل کیلئے سورہ قصص ملاحظہ فرمایئے)

فائدہ: یہاں سے ایک نصیحت آمیز عمدہ قاعدہ کلیہ معلوم ہوا جسے ہر ایک حاکم کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جو شخص خود عہدہ طلب کرے یا وسیلہ وسفارش ڈھونڈے وہ بلاشبہ حریص ولالچی ہے اس سے پرہیز کرنا اور بچنا چاہئے اکثر وہ خائن ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث سے صاف ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے یہ کلیہ ثابت ہے۔

﴿ باب ۱۴۰۴ رَعْيِ الغَنَمِ علٰى قَرَارِيْطَ ﴾

چند قیراط (تنخواہ) پر بکریاں چرانا

حل الالفاظ غنم بکریاں اس لفظ سے اس کا واحد نہیں آتا، واحد کے لئے لفظ شاۃ ہے۔
قراریط قیراط کی جمع ہے، نصف دانق، یا دینار کا بیسواں حصہ، وزن وپیائش کی ایک مقدار جو مختلف زمانوں میں بدلتی رہی ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وهو جمع قِرّاط بتشديد الراء فابدل احد حرفى التضعيف ياء الخ (عمدہ) ج ۱۲/ ص ۷۹) مطلب یہ ہے کہ قراریط قرّاط بتشدید الراء کی جمع ہے ایک راء کو یاء سے بدلدیا قیراط ہوگیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قراریط مکہ مکرمہ کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے (عمدہ) وقال هو موضع بمكة (کرمانی ج ۱۰/ ص ۹۷)

۲۱۲۸ ﴿حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ محمّدِ المَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ يَحْيٰ عن جَدِّهٖ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قال مَابَعَثَ اللهُ نَبِيًّا اِلاَّ رَعَى الغَنَمَ فقال اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ فقال نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، صحابہ نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے بھی؟ فرمایا ہاں! میں بھی قراریط پر مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت ارعاها على قراريط لاهل مكة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۱، واخرجه ابن ماجه فى ابواب التجارات فى باب الصناعات ص ۱۵۶۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد اس عمل یعنی بکریاں چرانے کی فضیلت بیان کرنا ہے کیونکہ یہ کام تمام انبیاء

کرام علیہم السلام کا فعل ہے بالخصوص سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین حضور اقدس ﷺ سے بھی یہ عمل ثابت ہے یعنی آپ ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں۔

علی قراریط: یہاں قراریط سے کیا مراد ہے ایک قول یہ ہے کہ مراد نقد ہے (یعنی روپیہ) اور اس پر دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے حدثنا سویدُ بن سعید الخ امام ابن ماجہ اپنے شیخ کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مابعث الله نبیا الحدیث ابن ماجہ ج۱ ص۱۵۶، اس حدیث میں بالقراریط ہے ابن ماجہؒ کے شیخ سویدؒ کہتے ہیں یعنی "کل شاۃ بقیراط" (ابن ماجہ ج۱ ص۱۵۶)۔

دوسرا قول یہ ہے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ "قال ابراهيم الحربی قراريط اسم موضع بمكة قرب جياد ولم يرد القراريط من النقد وقال ابن الجوزی الذی قاله الحربی اصح الخ (عمدہ ۱۲ ص۸۰)، پھر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "يدل على تاييد ذلك شيئان احدهما ان كلمة على فی اصل وضعها للاستعلاء والاستعلاء حقيقة لايكون الا على القراريط الذی هو اسم موضع وعلى القراريط من النقد يكون بطريق المجاز الا عند تعذر الحقيقة ولاتعذر هنا۔

والثانی جاء فی رواية كنت ارعى غنم اهلی بجياد وهو موضع باسفل مكة فهذا يدل على انه يرعى تارة بجياد وتارة بقراريط الذی هو المكان وهذا يدل ايضا انه ما كان يرعى باجرة. مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (عمدۃ القاری)

حافظ عسقلانیؒ نے ایک صورت تطبیق کی پیش کی ہے حضور اقدس ﷺ اپنے گھر والوں کی بکریاں بغیر اجرت اور غیروں کی بکریاں قراریط یعنی اجرت پر چراتے تھے۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ [۱۴۰۵] اسْتِيجَارِ الْمُشْرِكِينَ عندَ الضَّرُورَةِ وَاِذَا لَمْ يُوجَدْ اهلُ الْإِسْلَامِ وعامَلَ النبیُّ ﷺ يَهُودَ خَيْبَرَ ﴾

ضرورت کے وقت مشرکوں کو مزدور رکھنا، اور جب مسلمان نہ ملے، اور نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہود کو کھیتی باڑی کے کام پر رکھا (ان کے ساتھ بٹائی کا معاملہ کیا)

۲۱۲۹ ﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰی حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ وَاسْتَاجَرَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَاَبُوبَكْرٍ رَجُلًا من بَنِی الدِّيْلِ

ثُمَّ مِن بنی عَبْدِ بنِ عَدِیٍ ھادِیًا خِرِّیْتاً وَالخِرِّیْتُ المَاھِرُ بِالْھِدَایَۃِ قدغَمَسَ یَمِیْنَ حِلْفٍ فی آلِ العَاصِ بنِ وَائِلٍ وَھُو علٰی دِیْنِ کُفَّارِ قُرَیْشٍ فَاَمِنَاہُ فدَفَعَا اِلَیْہِ رَاحِلَتَیْھِمَا وَوَعَدَاہُ غارَ ثَورٍ بعدِ ثلاثِ لَیَالٍ فَاَتَاھُمَا بِرَاحِلَتَیْھِمَا صُبْحَۃَ لَیَالٍ ثَلاثٍ فَارْتَحَلاَ وَانْطَلَقَ مَعَھُمَا عَامِرُ بْنُ فُھَیْرَۃَ وَالدَّلِیْلُ الدِّیْلِیُّ فَاَخَذَ بِھِمْ طَرِیْقَ السَّاحِلِ۔

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے (ہجرت کا قصہ نقل کیا اور) فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے بنی دیل کی شاخ بنی عبد بن عدی کے ایک شخص کو اجیر (مزدور) لیا جو راستے کا ماہر تھا، اور خریت راستے کے ماہر کو کہتے ہیں (مدرج من الزہری) اور یہ عاص بن وائل کے خاندان کا حلیف بن چکا تھا اور وہ (خریت یعنی عبداللہ بن اریقط) کفار قریش کے دین پر تھا، ان دونوں بزرگوں نے اس پر اعتماد فرمایا اور اپنی اپنی سواریاں اس کو دے دیں اور اس سے وعدہ ٹھہرالیا کہ تین راتوں کے بعد اونٹنیاں لیکر غار ثور پر آجائے چنانچہ وہ وعدے کے مطابق تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے کر آیا اور دونوں روانہ ہوگئے اور ان دونوں بزرگوں کے ساتھ عامر بن فہیرہؓ اور دیلی راستہ بتانے والا بھی چلا اس نے ان سب کو لے کر ساحلی راستہ اختیار کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "استاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر رجلا من بني الديل" اس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے عندالضرورت مشرک کو اجیر وملازم رکھا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۱، وهذا الحديث قطعة من حديث طويل ياتي ص۵۵۲، وله قطعات واطراف ص۶۸، وص۲۸۷، وهنا ص۳۰۱، ویاتی ص۳۰۷، وص۵۸۷، وص۸۶۴، وص۸۹۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو چھوڑ کر کسی کافر ومشرک کو ملازم رکھنا، نوکر رکھنا ضرورت کے وقت جائز ہے مثلاً مسلمان نہیں مل رہے ہوں لیکن بلاضرورت ممنوع ہے۔

وعامل النبیؐ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کے باغ وکھیت پر اس لئے رکھا کہ اس وقت مسلمانوں میں ایسے کاشتکار موجود نہ تھے جو خیبر کو آباد رکھتے آپ ﷺ نے دیکھا کہ اگر یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا جائے اور خیبر اجاڑ ہوجائے گا اور مسلمانوں کا بیحد مالی نقصان ہوگا چنانچہ جب مسلمان بہت ہوگئے تو حضرت عمرؓ نے خیبر سے یہودیوں کو نکال باہر کیا، بخاریؒ نے اس سے بھی استدلال کرلیا کہ ضرورت کے وقت مشرک کو نوکر رکھنا جائز ہے۔

قال ابن بطال عامة الفقهاء يجيزون الخ (فتح) یعنی عام فقہاء کرام کہتے ہیں کہ بلاضرورت بھی مشرک کو ملازم ونوکر رکھنا جائز ہے البتہ مسلمان کافر کی نوکری ومزدوری نہ کرے کیونکہ اس میں مسلمانوں کی توہین وذلت ہے۔

عامر بن فہیرہؓ: یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے حضرت ابوبکرؓ نے طفیل بن عبداللہ سے خرید کر آزاد کردیا

تھا ان کا ذکر خیر نصر الباری کتاب المغازی ص ۱۳۹ پر ملاحظہ فرمائیے کہ دشمن کافر نے کیا مشاہدہ کیا۔

قد غمس: اس سے مراد حلیف بننا ہے زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی کسی کا حلیف بننا چاہتا تو ہر دو فریق کسی برتن میں پانی یا خون رکھ کر ایک ساتھ ہاتھ ڈالتے اور حلفیہ معاہدہ کرتے، چونکہ یہ حدیث ہجرت کا جز ہے اس لئے پوری تفصیل ہجرت کے باب میں ہوگی۔ انشاء اللہ

﴿ بَابٌ ۱۴۰۶ اِذَا اسْتَاجَرَ اَجِيْراً لِيَعْمَلَ لَهُ ... ﴾

... بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ بَعْدَ شَهْرٍ اَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلٰى شَرْطِهِمَا الَّذِى اشْتَرَطَاهُ اِذَا جَاءَ الْاَجَلُ.

اگر کوئی شخص کسی مزدور کو اس غرض سے رکھے کہ وہ اس کیلئے کام کرے..

...تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد تو درست ہے اور جب وہ وقت مقررہ آئے تو دونوں اپنی طے شدہ شرط پر قائم رہیں گے

۲۱۳۰﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ قال ابنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالتْ وَاسْتَاجَرَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وَاَبُوبَكْرٍ رَجُلاً مِن بَنِى الدِّيْلِ هَادِياً خِرِّيْتاً وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بعدَ ثَلاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاثٍ.﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا (ہجرت کا قصہ ذکر کیا اور فرمایا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے بنی دیل کے ایک شخص کو مزدور رکھا جو ماہر راستہ بتانے والا تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا پھر دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے وعدہ لے لیا کہ تین راتوں کے بعد یعنی تیسری رات کی صبح کو یہ اونٹنیاں لیکر غار ثور پر آ جانا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "استاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكرؓ رجلا من بنى الديل هاديا خريتاً الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۱، ومر الحديث ص ۶۸، وص ۲۸۷، ويأتى ص ۳۰۷ بطوله، وص ۵۵۲ اطول ما كان فى الصحيح، وص ۵۸۷، وص ۸۶۴، وص ۸۹۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اجارہ میں یہ امر ضروری نہیں ہے کہ جس وقت سے اجارہ کی بات شروع ہو اسی

وقت سے کام شروع کرے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ نے دیلی سے یہ طے کیا کہ تین دن کے بعد غار ثور کے پاس آؤ اور ہماری رہبری کرو۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی مزدور سے یہ طے کرے شعبان میں کہ رمضان کے مہینے میں تم یہ کام کرو تم کو ایک ہزار دوں گا اور اجیر منظور کرلے تو بلا شبہ یہ اجارہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

باب ۱۴۰۷ الاَجِیْرِ فی الغزْوِ

جہاد میں مزدور لے جانا

۲۱۳۱ حَدَّثَنَا یعقوبُ بنُ اِبرَاھِیمَ حَدَّثَنَا اِسمَاعِیلُ بنُ عُلَیَّةَ اَخبَرَنا ابنُ جُرَیْجٍ اَخبَرَنِی عَطاءٌ عن صَفْوَانَ بنِ یَعْلَی عن یَعْلَی بنِ اُمَیَّةَ قال غزوتُ مَعَ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم جَیْشَ العُسْرَةِ فکَانَ مِنْ اَوْثَقِ اَعْمَالِی فِی نَفْسِی وَکَانَ لِی اَجِیرٌ فقَاتَلَ اِنْسَاناً فعَضَّ اَحَدُھُمَا اِصْبَعَ صَاحِبِهِ فانتَزَعَ اِصْبَعَهُ فَاَنْدَرَ ثَنِیَّتَهُ فسَقَطَتْ فَانطَلَقَ اِلَی النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم فَاَھْدَرَ ثَنِیَّتَهُ وَقَالَ اَفَیَدَعُ اِصْبَعَهُ فی فِیْكَ تَقْضَمُھَا قال اَحْسِبُهُ قَالَ کَمَا یَقْضَمُ الفَحْلُ وَقال ابنُ جُرَیْجٍ وَحَدَّثَنِی عبدُ اللہِ بنِ اَبِی مُلَیْکَةَ عن جَدِّہ بِمِثْلِ ھٰذِہِ الصِّفَةِ اَنَّ رَجُلاً عَضَّ یَدَ رجلٍ فَاَنْدَرَ ثَنِیَّتَهُ فَاَھْدَرَھَا اَبُوبَکْرٍ۔

ترجمہ حضرت یعلی بن امیہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش عسرہ (غزوۂ تبوک) میں گیا تھا مجھے اپنے تمام اعمال میں اسی غزوہ پر سب سے زیادہ اعتماد ہے (یعنی اپنے تمام اعمال صالحہ میں سب سے زیادہ ثواب کی امید اسی میں ہے) اور میرے ساتھ میرا ایک مزدور بھی تھا (یعنی تبوک کے سفر میں ایک نوکر ساتھ لے لیا تھا) پھر وہ ایک شخص سے لڑ پڑا تو ان دونوں میں سے ایک نے دانت سے دوسرے کی انگلی کاٹی اس نے جو اپنی انگلی کھینچی تو اس کا ثنیہ (یعنی آگے کا ایک دانت) گرادیا چنانچہ اس کا دانت گر پڑا، پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریادی ہوا آپ ﷺ نے اس کے دانت کا اکارت کیا (یعنی اس کے دانت کا کچھ بدلہ نہ دلایا) اور فرمایا یہ اپنی انگلی تیرے منہ میں چھوڑ دیتا اور تو اس کو اونٹ کی طرح چباڈالتا۔

اور ابن جریج نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا (زہیر بن عبد اللہ) سے یہی قصہ نقل کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص (یعنی دوسرے) کا ہاتھ کاٹا تو اس نے اس کا دانت نکال لیا تو حضرت ابو بکرؓ نے دانت کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔ (یعنی اکارت کردیا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فكان لي اجير".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۰۱، ومر الحديث ص ۲۴۹، ويأتي ص ۶۱۷ في المغازي، وص ۶۳۴، وص ۱۰۱۸، واخرجه مسلم في الحدود وابو داؤ في الديات والنسائي في القصاص.

مقصد | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قال ابن بطال استئجار الاجير للخدمة وكفاية مؤنة العمل في الغزو وغيره سواء (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ جیسے اپنی خدمت وضرورت کے لئے مزدور رکھنا درست ہے اسی طرح جہاد میں بھی مزدور رکھنا درست ہے کوئی فرق نہیں۔

۲ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مصنفؒ کا مقصد اس طرف اشارہ کرنا ہو کہ جہاد کا مقصد اگرچہ ثواب حاصل کرنا ہے تو اس میں خادم ونوکر سے مدد لینا اس تحصیل ثواب کے منافی نہیں ہے۔ (عمدہ)

﴿بابٌ[۱۴۰۸] مَنِ اسْتَاجَرَ اَجِيْراً فَبَيَّنَ لَهُ الْاَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّن لَهُ العَمَلَ﴾

لِقولِهٖ تعالىٰ "اِنِّىٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هَاتَيْنِ" الى قوله "وَاللّٰهُ عَلٰى مَانَقُوْلُ وَكِيْلٌ" ياجُرُ فُلاناً يُعْطِيْهِ اَجْراً وَمِنْهُ فِى التَّعْزِيَةِ آجَرَكَ اللّٰهُ.

اس شخص کا بیان جو ایک مزدور کو نوکر رکھے اور مدت بیان کردے اور اسکا کام نہ بیان کرے

(جیسا کہ سورہ قصص میں ارشاد الٰہی ہے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا) میں چاہتا ہوں کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کروں، اخیر آیت والله على ما نقول وكيل تک۔ عرب لوگ کہتے ہیں ياجر فلانا یعنی فلاں کو مزدوری دیتا ہے، اور اسی سے ماخوذ ہے جو تعزیت میں کہتے ہیں آجرك الله یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر دے

تشریح | بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس آیت سے دلیل لے کر اس کو جائز رکھا ہے کہ اجارہ میں کام کی تصریح وتعیین نہ کی جائے جبکہ جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

ابن منیرؒ نے کہا کہ امام بخاریؒ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل مجہول ہو جب بھی اجارہ جائز ہے بلکہ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ عمل کو زبان سے بیان کرنا شرط نہیں، اگر قرائن حال سے عمل معلوم ہو۔ واللہ اعلم

من استاجر الخ من کا جواب محذوف ہے تقدیرہ هل يصح ذلك ام لا.

فائدہ: اس آیت کریمہ "قال انى اريد ان انكحك" الاية سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کے ولی کو چاہئے کہ کوئی مرد صالح ملے تو اس کا انتظار نہ کرے کہ اسی کی طرف سے نکاح کے معاملہ کی تحریک ہو، بلکہ خود بھی پیش کردینا سنتِ

انبیاء ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے بیوہ ہو جانے کے بعد از خود ہی صدیق اکبر اور حضرت عثمان غنیؓ سے ان کے نکاح کی پیش کش کی تھی۔ (بخاری)

﴿ باب ۱۴۰۹ اِذَا اسْتَاجَرَ اَجِيْراً عَلٰى اَنْ يُقِيْمَ حَائِطاً يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ جَازَ ﴾

اگر کوئی شخص کسی اجیر کو اس کام پر مقرر کرے کہ دیوار سیدھی کردے جو گرنا چاہتی ہے تو درست ہے

۲۱۳۲ ﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عن سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قال قد سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُه عن سَعِيْدٍ قَال قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَال قَال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم "فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَاراً يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ" قَال سَعِيْدٌ بِيَدِهِ هٰكذا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَال يَعْلٰى حَسِبْتُ اَنَّ سَعِيْداً قَال فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ قَال لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْراً قَال سَعِيْدٌ اَجْراً نَاكُلُهُ.﴾

ترجمہ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر سے، یعلی اور عمرو ایک دوسرے سے کچھ زیادہ بیان کرتے ہیں ابن جریج نے کہا میں نے یہ حدیث (ان دونوں کے سوا) اوروں سے بھی سنی ہے وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے کہ مجھے عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت موسیٰ اور خضرؑ کے قصے میں) فرمایا دونوں چلے ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی ہے۔

سعید نے کہا خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور اپنا ہاتھ اٹھایا وہ دیوار سیدھی ہوگئی، یعلی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ سعید نے یہ کہا کہ خضرؑ نے اپنا ہاتھ اس دیوار پر پھیر دیا تھا اور وہ سیدھی ہوگئی تو حضرت موسیٰ نے کہا "آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے" سعید نے کہا اجرت (مل جاتی) تو ہم اس کو کھاتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فوجدا جدارا يريد ان ينقض فاقامه".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۰۲، مر الحدیث ص ۱۷، وص ۲۳، ویاتی ص ۳۷۷، وص ۴۶۳، وص ۴۸۱، وص ۴۸۲، وص ۴۸۳، وفی التفسیر ص ۶۸۷، وص ۶۸۸، وص ۶۹۰، وص ۹۸۷، وص ۱۱۱۴۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اجیر و مزدور رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مدت مقرر کردے اور کام مقرر نہ کرے مثلاً دو مہینے کے لئے یا ایک ہفتہ کے لئے بہر حال مدت مقررہ کی اجرت طے کر کے مزدور رکھنا جائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کام مقرر و متعین ہو مگر مدت مقرر نہ ہو مثلاً درزی کو ایک کپڑا دیا کہ کرتہ تیار کردو اجرت پچاس روپئے، دونوں صورتیں جائز ہیں، اور شرعاً و عرفاً معمول و رائج بھی ہیں۔

﴿ بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ ﴾ [۱۴۱۰]

آدھے دن تک کے لئے مزدور رکھنا

۲۱۳۳ ﴿حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ غُدْوَةٍ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ عَلَى قِيرَاطَيْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوا مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا وَأَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے مزدوروں کو رکھا اور کہا ایک قیراط کے عوض صبح سے دوپہر دن تک کون میرا کام کرتا ہے؟ تو یہود نے یہ کام کیا پھر کہنے لگا دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط کے عوض کون کام کرتا ہے؟ تو یہ کام نصاریٰ نے کیا پھر کہنے لگا عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک دو قیراط کے بدلے کون کام کرتا ہے؟ یہ لوگ تم ہو (یعنی یہ کام تم مسلمانوں نے کیا) اس پر یہود و نصاریٰ خفا ہو گئے اور کہنے لگے واہ (یہ عجیب انصاف ہے) کام تو ہمارا زیادہ ہے اور مزدوری کم؟ وہ شخص کہنے لگا کیا طے شدہ حق سے میں نے تم کو کم دیا ہے ان لوگوں نے کہا نہیں تب اس شخص نے کہا یہ میرا فضل و احسان ہے جس کو چاہوں دوں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من يعمل لي من غدوة الى نصف النهار".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۰۲، ومر الحدیث ص ۷۹، ویاتی ص ۴۹۱، وص ۷۵۱، وص ۱۱۱۲، وص ۱۱۲۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے نیز آنے والے ابواب سے یہ ہے کہ مزدور رکھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کم سے کم ایک دن پورے کی مدت ہو بلکہ دن کے کسی ایک حصہ کو متعین کرکے اجرت معلوم ، مقررہ پر مزدور رکھنا جائز ودرست ہے صرف وقت متعین ہو اور اجرت متعین ہو۔

﴿ باب ۱۴۱۱ الاِجَارَةِ اِلٰى صَلٰوةِ العَصْرِ ﴾

عصر کی نماز تک مزدور رکھنے کا بیان

۲۱۳۴ ﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ اَبِى اُوَيْسٍ حَدَّثَنِى مَالِكٌ عن عبدِ اللهِ بنِ دِيْنَارٍ مَولٰى عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عن عبدِ الله بنِ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال اِنَّما مَثَلُكُمْ وَاليَهُودِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فقال مَن يَعْمَلُ اِلٰى نِصْفِ النَّهارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ اليَهُودُ على قِيْراطٍ قِيْراطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصارٰى عَلٰى قِيْـرَاطٍ قِيْـرَاطٍ ثُمَّ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ العَصْرِ اِلٰى مَغارِبِ الشَّمْسِ على قِيراطَيْنِ قِيْراطَيْنِ فَغَضِبَتِ اليَهُودُ وَالنَّصارٰى وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلاً وَاَقَلُّ عطاءً فقال هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئاً قالوا لا قالَ فَذٰلِكَ فَضْلِى اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری مثال اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے مزدور لگایا اور کہا ایک قیراط پر آدھے دن تک کون کام کرتا ہے؟ تو یہود نے ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا پھر نصاریٰ نے (عصر تک) ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر تم مسلمانوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دودو قیراط پر، اس پر یہود ونصاریٰ غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے کام تو ہمارا زیادہ ہے اور ہم ہی کو مزدوری کم ملی تو اس شخص نے کہا میں نے تمہارے حق سے (جو اجرت تم سے طے پائی تھی) کچھ کم دیا؟ ان لوگوں نے کہا نہیں تب اس شخص نے کہا یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔ (فضل واحسان میں کسی کو چوں چرا کا حق نہیں)

مطابقۃ للترجمۃ هذا طريق آخر فى الحديث السابق. یعنی حدیث سابق میں نصاریٰ کا عمل بالتصریح موجود ہے من نصف النهار الى صلوة العصر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۲، ومر الحديث ص ۷۹، وياتى ص ۴۹۱، وص ۷۵۱، وص ۱۱۱۲، وص ۱۱۲۴۔

مقصد باب سابق میں گذر چکا ہے۔

﴿ باب ۱۴۱۲ اِثْمِ مَنْ مَنَعَ اَجْرَ الْاَجِيْرِ ﴾

اس شخص کے گناہ کا بیان جو مزدور کی مزدوری (کام کے بعد) روک لے (نہ دے)

۲۱۳۵﴿حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عن سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال قَالَ اللهُ ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَه وَرَجُلٌ اسْتَاجَرَ اَجِيْراً فَاسْتَوْفَى مِنْه وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں قیامت کے روز تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک تو وہ شخص جس نے میرا نام لیکر عہد کیا پھر غدر کیا، دوسرے وہ جس نے آزاد کو بیچ کر اسکی قیمت کھائی، تیسرے وہ شخص جس نے مزدور سے پوری محنت لی پھر اس کی مزدوری نہ دی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۰۲، ومر الحديث ص۲۹۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کسی نے کسی کام پر مزدور لگایا اور اس مزدور نے کام کیا تو مستاجر یعنی مزدور رکھنے والے پر اس کی مزدوری فرض ہے اب اگر مزدور نے کسی عذر کی وجہ سے پورا دن یا پورا مہینہ کام نہیں کیا بلکہ نصف یوم کام کر کے چھوڑ دیا تو نصف مزدوری ادا کرنا فرض ہے، اور اگر کسی نے ایک مہینے کے لئے طے کر کے ملازم و نوکر رکھا مگر نوکر نے نصف مہینہ کام کر کے چھوڑ دیا تو نصف مہینے کی مزدوری فرض ہے نہ دینے پر سخت گناہ ہوگا جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے۔

﴿ باب ۱۴۱۳ الاِجَارَةِ مَنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ ﴾

عصر سے لیکر رات تک مزدور لگانا

۲۱۳۶﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ عن اَبِي بُرْدَةَ عن اَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاجَرَ قوماً يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلاً اِلَى اللَّيْلِ عَلٰى اَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهٗ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فقالوا

لاحَاجَةَ لَنا إِلى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فقال لَهُمْ لاتَفْعَلُوا أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوا أَجْرَكُمْ كَامِلاً فَأَبَوا وَتَرَكُوا وَاسْتَأْجَرَ آخَرِينَ بَعْدَهُمْ فقال أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ هٰذا وَلَكُمُ الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الأَجْرِ فَعَمِلُوا حتى إِذَا كَانَ حِينَ صَلوٰةِ العَصْرِ قَالُوا لَكَ مَاعَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنا فِيهِ فقال أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ فَإِنَّمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَأَبَوا فَاسْتَأْجَرَ قَوماً أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَاقَبِلُوا مِنْ هٰذا النُّورِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک معین اجرت پر کچھ لوگوں کو مزدور رکھا کہ اس کے لئے رات تک کام کریں ان لوگوں نے آدھے دن (دوپہر تک) کام کیا اور کہنے لگے کہ ہمیں تیری مزدوری کی ضرورت نہیں، جو تو نے ٹھہرائی تھی اور ہماری محنت اکارت ہوئی، اس شخص نے ان (مزدوروں) کو سمجھایا کہ دیکھو ایسا نہ کرو اپنا کام پورا کرلو اور پوری اجرت لے لو، مگر انہوں نے نہیں مانا اور کام چھوڑ دیا۔

آخر ان کے بعد اس نے دوسرے مزدور لگائے اور کہا باقی دن تم لوگ کام کرو اور جو مزدوری پہلے مزدوروں سے ٹھہری تھی وہ سب تم لو پھر ان لوگوں نے کام شروع کیا جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو کہنے لگے ہمارا اتنا کام اکارت گیا اور جو مزدوری تو نے ہم سے ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو ہی مبارک رہے، اس نے انہیں سمجھایا دیکھو کام پورا کرلو اب دن کیا ہے ذرا سا باقی ہے انہوں نے نہیں مانا پھر باقی دن کے لئے اور مزدور لگائے انہوں نے غروب آفتاب تک کام کیا اور پہلے اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی سب ان کو ملی، یہی مثال ہے ان لوگوں کی اور ان مسلمانوں کی جس نے اس نور کو قبول کیا۔ (ای نور الهداية الى الحق)

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "استأجر قوماً".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۰۲، ومر الحديث ص۷۹۔

مقصد باب ۱۴۱۰ر کے تحت گذر چکا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مزدور رکھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کم سے کم ایک دن پورے کی مدت ہو بلکہ دن کے کسی ایک حصہ کو متعین کر کے مقرر و معلوم اجرت پر مزدور رکھنا درست ہے صرف وقت متعین ہو اور اجرت متعین طے شدہ ہو۔

"اذا كان حيث صلاة العصر" بنصب حين على انه خبر كان الناقصة واسمها ضمير مستتر فيها يعود على انتهاء عملهم المفهوم من السياق، وبالرفع على انه فاعل كان التامة. (قس، ايضا فتح).

﴿بَابٌ ۱۴۱۴ مَنِ اسْتَاجَرَ اَجِيْراً فَتَرَكَ اَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيْهِ الْمُسْتَاجِرُ فَزَادَ اَوْ مَنْ عَمِلَ فِى مَالِ غَيْرِهِ فَاسْتَفْضَلَ﴾

اس شخص کا بیان جس نے ایک مزدور رکھا (اس نے کام پورا کیا) پھر اپنی مزدوری چھوڑ دی (یعنی اس وقت اپنی مزدوری چھوڑ کر چل دیا) اور مستاجر (جس نے مزدور لگایا تھا) نے اس مزدوری کے روپئے میں محنت کر کے (خواہ تجارت ہو یا زراعت) بڑھایا یا جس نے غیر کے مال میں محنت کر کے بڑھایا تو کیا حکم ہے؟

او من عمل فی مال غیرہ الخ کا عطف مستاجر پر ہے یعنی عطف العام علی الخاص ہے لان العامل فی مال غیرہ اعم من ان یکون مستاجراً او غیر مستاجر.

۲۱۳۷﴿حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ حَدَّثَنِى سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى اَوَوُا الْمَبِيْتَ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا اِنَّهُ لَايُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ كَانَ لِىْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَاىَ بِىْ فِىْ طَلَبِ شَيْءٍ يَوْماً فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَىَّ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئاً لَايَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ كَانَتْ لِىْ بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَىَّ فَاَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّىْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِىْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّىَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا اُحِلُّ لَكَ اَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِىَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَىَّ وَتَرَكْتُ

الذَّهَبَ الَّذِی اَعْطَیْتُهَا اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِیْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَیْرَ اَنَّهُمْ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قال النبیُّ صلی الله علیه وسلم وَقَالَ الثَّالِثُ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اسْتَاجَرْتُ اُجَرَاءَ فَاَعْطَیْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَیْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِی لَهٗ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حتی کَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَائَنِی بَعْدَ حِیْنٍ فَقَالَ یاعبدَ اللّٰهِ اَدِّ اِلَیَّ اَجْرِی فَقُلْتُ لَهٗ کُلُّ مَاتَرٰی مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِیْقِ فَقَالَ یاعبدَ اللّٰهِ لَاتَسْتَهْزِئْ بِی فَقُلْتُ اِنِّی لَااَسْتَهْزِئُ بِكَ فَاَخَذَ کُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ یَتْرُكْ مِنْهُ شَیْئاً اَللّٰهُمَّ فَاِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِیْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا یَمْشُوْنَ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے تم سے پہلے تین شخص سفر کر کے جا رہے تھے، یہاں تک کہ رات کو ایک غار میں پناہ لی اور غار کے اندر داخل ہو گئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان گری اور اس چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا تو یہ لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اس چٹان سے نجات کی کوئی صورت بظاہر نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم اپنے اپنے اعمال صالحہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تو ان میں ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میں ان دونوں (یعنی ماں باپ) سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا نہ بال بچوں کو اور نہ نوکر چاکر کو، ایک روز ایسا ہوا کہ میں کسی چیز کی تلاش میں گھر سے دور نکل گیا تھا (یعنی بکریوں کے چارہ کی تلاش میں نکلا اور چارہ بہت دور میں ملا) چنانچہ میں شام کو اس وقت ماں باپ کی پاس واپس لوٹا جب کہ دونوں سو گئے تھے۔ پھر میں نے ان کے لئے شام کا دودھ دوہا اور ان دونوں کو دیکھا کہ سو رہے ہیں اور میں نے ناپسند کیا کہ ان دونوں سے پہلے کسی بال بچوں یا نوکر چاکر کو دودھ پلاؤں چنانچہ میں دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لئے ان دونوں کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو دونوں بیدار ہوئے اور دونوں نے دودھ نوش فرمایا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام خاص تیری رضا کے لئے کیا تو اس پتھر کی وجہ سے ہم جس مصیبت میں ہیں ہم کو نجات دے اور اس پتھر کو ہم سے سرکا دے (یعنی کچھ کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں) وہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا مگر اتنا نہیں کہ وہ لوگ باہر نکل سکیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور دوسرے نے کہا ''اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھ کو محبوب تھی میں نے اس سے برا کام کرنا چاہا مگر وہ راضی نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس پر ایک سال قحط پڑا تو وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ میرے درمیان اور اپنے درمیان خلوت کرے (یعنی مجھ کو برا کام کرنے دے) تو وہ راضی ہو گئی یہاں تک کہ جب میں اس پر قادر ہوا (یعنی چڑھ بیٹھا) تو کہنے لگی میں تجھ کو اجازت نہیں دیتی کہ تو مہر توڑ دے (بکارت زائل کر دے) مگر حق سے (یعنی بغیر نکاح کے بکارت مت زائل کر اور خدا

سے ڈر) پھر میں اس سے الگ ہو گیا (یعنی گناہ سمجھ کر خوف خدا سے الگ ہو گیا) حالانکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب تھی اور میں نے جو اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی چھوڑ دیں، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہم پر سے یہ آفت ٹال دے چنانچہ وہ پتھر ذرا سا اور سرک گیا مگر اتنا کہ وہ لوگ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب تیسرے شخص نے کہا "اے اللہ! میں نے ایک کام کے لئے چند مزدور لگائے تھے پھر (کام کے بعد) سب کی مزدوری دیدی مگر ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا پھر میں نے اس کے پیسے کو کام میں لگایا یہاں تک کہ اس سے مال بہت بڑھ گیا، ایک مدت کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے میری مزدوری دیدے تو میں نے اس سے کہا جتنے اونٹ اور گائے اور بکریاں اور غلام ولونڈی تو دیکھتا ہے سب تیرے ہی مزدوری سے ہیں (یعنی سب لیجا) وہ کہنے لگا اے اللہ کے بندے تو مجھ سے ٹھٹھامت کر، یا اللہ اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو یہ بلا ہم پر سے ٹال دے اس وقت پتھر سرک گیا اور یہ لوگ غار سے باہر نکل کر چلنے لگے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاعطيتهم اجرهم غير رجل واحد ترك الذى له وذهب الى قوله بعد حين".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۲، ومر الحديث ص۲۹۴ تا ص۲۹۵، ويأتى ص۳۱۳ تا ص۳۱۴، وص۴۹۳، وص۸۸۳، ومسلم ثانى ص۳۵۲۔

مقصد امام بخاریؒ نے یہاں بھی کوئی صاف صراحۃً حکم نہیں بیان فرمایا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مستاجر نے جو سارا سامان مزدور کو دیدیا وہ مستاجر پر بھی لازم نہیں تھا مستاجر پر اسکی مزدوری واجب تھی لیکن مستاجر نے جو سارا سامان مزدور کو دیا وہ بطور تبرع وتصدق تھا۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ [۱۴۱۵] مَنْ آجَرَ نَفْسَه لِيَحْمِلَ علىٰ ظَهْرِه ثُمَّ تصَدَّقَ بِه واُجْرَةِ الحَمَّالِ ﴾

کوئی شخص حمال بنکر مزدوری کرے پھر (ثواب کثیر سنکر) اپنی مزدوری میں سے خیرات کرے اور حمال کی اجرت کا بیان

۲۱۳۸﴿حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدِ القُرَشِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ عن شَقِيْقٍ عن اَبِي مَسْعُودِ الاَنْصَارِيِّ قال كانَ رسولُ الله ﷺ اِذَا اَمَرَ بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ المُدَّ وَاِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ اَلْفٍ قال مَاتَرَاهُ اِلَّا نَفْسَهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیرات کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا اور وہاں بوجھ اٹھا کر کے (مزدوری کر کے) ایک مد غلہ کماتا (اس میں سے خیرات کرتا) اور آج ان میں سے کسی کے پاس لاکھ درہم (یا دینار) موجود ہیں شقیق نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ ابو مسعودؓ نے بعض سے اپنی ذات کو مراد لیا ہے۔ (یعنی پہلے ہم لوگ فقیر و نادار تھے اب لکھ پتی وامیر ہیں)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تعلم من معناه لان معناه ان النبى صلى الله عليه وسلم اذا كان يامرنا بالصدقة يسمعه فقراء الصحابة ويرغب فى الصدقة لما يسمع من الاجر الجزيل فيها ثم يذهب الى السوق فيحمل شيئاً من امتعة النساء على ظهره باجر ثم يتصدق به".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۰۳، ومر الحديث ص ۱۹۰، ويأتى ص ۶۷۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ضرورت کے وقت اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھا کر مزدوری کرنے میں کوئی ذلت واہانت نہیں ہے ذلت تو ہاتھ پھیلانے اور بھیک مانگنے میں ہے فقراء وغرباء کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ محنت مزدوری کر کے اپنے گھر کی ضروریات بھی پوری کریں اور صدقات وخیرات کر کے ثواب حاصل کریں۔

۱۴۱۶ ﴿بَابُ اَجْرِ السَّمْسَرَةِ﴾

دلالی کی اجرت کا بیان

﴿وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِاَجْرِ السِّمْسَارِ بَاْساً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَابَاْسَ اَنْ يَقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ وَقَالَ اِبْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ اَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَاْسَ بِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ﴾

اور ابن سیرینؒ، عطاءؒ، ابراہیمؒ اور حسن بصریؒ نے دلالی کی اجرت میں کوئی حرج نہیں جانا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی سے کہے کہ یہ کپڑا اتنے داموں سے بیچ دو اگر اس سے زیادہ ملے تو وہ تیرا ہے۔ اور ابن سیرینؒ نے کہا جب کسی سے کہا اس چیز کو اتنے اور اتنے میں بیچ دے جو نفع ہوگا وہ تیرا ہے یا میرے اور تیرے درمیان ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں گے۔

تشریح ابن سیرینؒ، عطاءؒ اور ابراہیمؒ کے قول کو ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے البتہ حضرت حسن بصریؒ کے قول کا ماخذ نہیں مل سکا، نہ حافظ عسقلانیؒ نے بیان کیا اور نہ ہی علامہ قسطلانیؒ نے کہ کس نے وصل کیا۔

دلالی مقرر کرنا اور دلالی کی اجرت جائز ہے بشرطیکہ اجرت معین اور معلوم ہو، مجہول اجرت کی صورت میں جائز نہیں۔

۲۱۳۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن ابنِ طاؤسٍ عن اَبِيهِ عن ابنِ عبّاسٍ قال نَهٰى رسولُ الله ﷺ اَن يُتَلَقّٰى الرُّكْبَانُ وَلَايَبِيعَ حاضِرٌ لِبَادٍ قلتُ ياابنَ عبّاسٍ ماقولُهُ لايَبِيعُ حاضِرٌ لِبادٍ قال لايكونُ لهُ سِمْسَاراً. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلہ والوں سے ملنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ شہر والا باہر سے آنے والے کا مال نہ بیچے، طاؤسؒ نے کہا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا اس قول لایبیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے؟ کہ شہر والا دیہات سے آنے والے کا مال نہ بیچے، فرمایا اس کا دلال نہ بنے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لایکون لہ سمسارا".

تعدد موضعہ | و الحدیث ھنا ص ۳۰۲، و مر الحدیث ص ۲۸۹۔

مقصد | مقصد واضح ہے کہ دلالی جائز ہے اور دلال کی اجرت معین و معلوم ہو تو جائز و حلال ہے۔

﴿بابٌ [۱۴۱۷] هَلْ يُؤاجِرُ الرَّجُلُ نفسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فی اَرْضِ الحَرْبِ﴾

کیا کوئی شخص کسی مشرک کی دار الحرب میں مزدوری کر سکتا ہے؟

۲۱۴۰﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِی حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ عن مُسْلِمٍ عن مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قال كُنْتُ رَجُلاً قَيناً فَعَمِلتُ لِلعَاصِ بنِ وَائِلٍ فاجْتَمَعَ لِی عِنْدَهُ فاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ فقال لَا وَاللهِ لَااَقْضِيكَ حتی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فقلتُ اَمَا وَاللهِ حتی تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فلا قال وَاِنِّی لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قلتُ نعم قال فاِنَّهُ سَيَكُونُ لِی ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فاَقْضِيكَ فاَنْزَلَ اللهُ "اَفَرَاَيْتَ الَّذِی كَفَرَ بآياتِنا وقال لَاُوتَيَنَّ مالاً وَوَلَداً. ﴾

ترجمہ | مسروق سے مروی ہے کہ حضرت خبابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میں لوہار تھا (یعنی زمانہ جاہلیت میں مکہ میں لوہار کا پیشہ کرتا تھا) میں نے عاص بن وائل (مشرک) کا کچھ کام کیا (یعنی تلوار بنائی) تو میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوگئی (یعنی میری مزدوری اس پر چڑھ گئی) تو میں اس کے پاس پہنچا اور تقاضا کیا تو کہنے لگا خدا کی قسم جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرو گے میں تمہارا قرض نہیں دوں گا میں نے کہا سن لو خدا کی قسم تم مر جاؤ گے پھر اٹھائے جاؤ گے پھر بھی یہ نہ ہوگا (کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کروں) عاص نے کہا کیا مرنے کے بعد پھر میں زندہ ہو کر اٹھوں گا؟ میں نے کہا ہاں بلاشبہ، تو اس نے کہا تو پھر کیا ہے مجھ کو دولت اور اولاد ملے گی میں تیرا قرض ادا کروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے (سورہ مریم کی) یہ آیت نازل فرمائی "اے پیغمبر! آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا

مجھے (آخرت میں) مال واولاد مل کر رہیں گے الخ۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۰۴، ومر الحديث ص۲۸۰ تا ص۲۸۱، ويأتي الحديث ص۳۲۷، وص۶۹۱، وص۶۹۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عند الضرورت مشرک کی مزدوری جائز ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے باب کے تحت حضرت خبابؓ کی حدیث لاکر ثابت کیا کیونکہ یہ واقعہ مکہ کا ہے جو اس وقت دار الحرب تھا اور عاص بن وائل کافر تھا اور حضرت خبابؓ مسلمان تھے تو انہوں نے اسلام کی حالت میں کافر کا کام کیا یعنی تلوار بنا کر دی یعنی ایک کافر کی مزدوری کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، جواز ثابت ہو گیا۔

بعض اہل علم نے اس کو مکروہ کہا ہے مگر دو شرطوں سے جائز کہا ہے ایک یہ کہ وہ کام شرعاً ممنوع وحرام نہ ہو، دوسرے یہ کہ اس کام سے مسلمانوں کو کوئی ضرر ونقصان نہ پہونچتا ہو۔ علامہ ابن منیرؒ نے کہا کہ کافروں کے دوکان میں مزدوری کرنا درست ہے لیکن گھر میں کافروں کی نوکری درست نہیں کہ اس میں مسلمان کی توہین وذلت ہے۔

تشریح: تشریح کے لئے نصر الباری جلد نہم کتاب التفسیر ص۴۰۷ تا ص۴۱۰ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بابٌ ۱۴۱۸ مَايُعْطَى فِى الرُّقْيَةِ عَلَى اَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ﴾

وقال ابْنُ عبّاسٍ عنِ النبيّ صلى الله عليه وسلم اَحَقُّ مَااَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْراً كتابُ الله وقال الشَّعْبِيُّ لايَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ اِلَّا اَنْ يُعْطَى شَيْئاً فَلْيَقْبَلْهُ وَقال الحَكَمُ لَمْ اَسْمَعْ اَحَداً كَرِهَ اَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَاَعْطَى الْحَسَنُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ ولَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ بِاَجْرِ الْقَسَّامِ بَاساً وَقال كانَ يُقالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِى الْحُكْمِ وَكانوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ.

سورہ فاتحہ پڑھ کر قبائل عرب پر دم کرنے (پھونکنے) پر جو اجرت دی جائے

اور حضرت ابن عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے اور شعبیؒ نے کہا معلم (قرآن پڑھانے والا مدرس) اجرت کی شرط نہ کرے لیکن شاگرد اگر کچھ دیدے تو قبول کرلے۔ اور حکم (بفتح الکاف، حکم بن عتیبہ) نے کہا میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے معلم (بھتیجے کے استاد) کو دس درہم دیئے۔

اور ابن سیرینؒ نے قسام کی اجرت کو برا نہیں سمجھا اور کہا سحت (بضم السين وسكون الحاء) اس کو کہا جاتا ہے

کہ حاکم فیصلہ کرنے میں رشوت لے (یعنی قرآن حکیم میں جس سحت کا ذکر ہے اور وہ حرام ہے اس سے مراد رشوت ہی ہے) اور لوگ اندازہ لگانے کی اجرت دیتے تھے۔

رُقیہ: بمعنی تعویذ، جمع رقی یعنی ہر وہ کلام جس سے مرض، سحر اور بھوت وجن کے اثر سے شفا چاہی جاتی ہے، قرآن مجید کی آیت پڑھ کر دم کرنے کی اجرت جائز ہے اسی طرح ایسے تعویذات نقش لکھ کر دینے کی اجرت بھی جائز ہے بشرطیکہ مشرکانہ منتر نہ ہو، البتہ قرآن شریف کی تعلیم یا کسی بھی طاعت کی اجرت جائز نہیں مگر حضرات متاخرین رحمہم اللہ نے بضرورت دین کی بقاء وتحفظ کے لئے اجازت دی ہے اور وہ بھی صرف ان ہی طاعات میں جن میں ضرورت ہے۔

آجکل جو حفاظ تراویح کے لئے اجرت طے کرتے ہیں اور اجرت پر سناتے ہیں یہ بالکل ناجائز ہے، نیز اگر اجرت طے نہ بھی کریں اور معلوم ہو کہ یہاں تراویح سنانے پر روپے دیے جاتے ہیں یعنی بغیر طے کے بھی تراویح کی اجرت جائز نہیں، اگر اجرت کے بغیر حافظ نہ ملے تو سورہ تراویح پڑھ لینا کافی ہوگا۔ واللہ اعلم

۲۱۴۱﴿حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ حَدَّثَنَا اَبُوعَوانَةَ عن اَبِی بِشْرٍ عن اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عن اَبِی سَعِیْدٍ قالَ انطَلَقَ نَفَرٌ مِن اَصحابِ النَّبِیِّ ﷺ فی سَفْرَةٍ سافَرُوهَا حتی نَزَلُوا عَلٰی حَیٍّ مِن اَحْیاءِ العَرَبِ فاسْتَضافُوهُمْ فَاَبَوا اَنْ یُضَیِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِكَ الحَیِّ فَسَعَوا لَهُ بِكُلِّ شَیْءٍ لَایَنفَعُهُ فقال بَعْضُهُمْ لَواَتَیْتُمْ هٰؤلاءِ الرَّهْطَ الذِیْنَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ اَن یَكُونَ عِندَ بَعضِهِمْ شَیْءٌ فَاَتَوهُمْ فَقَالُوا یااَیُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَیْنَا لَهُ بِكُلِّ شَیْءٍ لَایَنفَعُهُ فَهَلْ عِندَ اَحَدٍ مِنكُمْ مِنْ شَیْءٍ فقال بَعْضُهُمْ نعَمْ وَاللهِ اِنِّی لَاَرْقِی وَلٰكِن وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْناكُمْ فَلَمْ تُضَیِّفُونا فَما اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حتی تَجعَلُوا لَنا جُعْلاً فَصالَحُوهُمْ عَلٰی قَطِیعٍ مِنَ الغَنَمِ فانطَلَقَ یَتفِلُ عَلَیْهِ وَیَقْرَأُ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمِیْنَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِن عِقالٍ فانطَلَقَ یَمْشِی وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قال فَاَوْفُوهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِی صَالَحُوهُمْ عَلَیْهِ فقال بَعْضُهُمْ اقسِمُوا فقال الَّذِی رَقٰی لاتَفعَلُوا حتی نَاتِیَ النبیَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِی كَانَ فَننظُرَ مَایَامُرُنا فَقَدِمُوا علٰی رسولِ الله ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فقال وَمَا یُدْرِیْكَ اَنَّهَا رُقْیَةٌ ثمَّ قال اَصَبْتُمْ اقسِمُوا وَاضْرِبُوا لِی مَعَكُمْ سَهْماً فَضحِكَ النبیُّ ﷺ قال اَبُو عبدِ الله وقال شُعْبَةُ حَدَّثَنا اَبُوبِشْرٍ سَمِعْتُ اَبَا المُتَوَكِّلِ بِهٰذا.﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سفر میں گئی اور عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے پر اتری اور ان سے کہا کہ ہمیں مہمان بنالو لیکن ان لوگوں نے انکار کردیا (یعنی مہمانی نہ کی) پھر (اتفاق سے) اس قبیلے کے سردار کو ڈس لیا گیا (یعنی بچھو یا سانپ نے کاٹ لیا) ان لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی مگر کسی چیز نے نفع نہیں دیا تو ان قبیلے

والوں میں سے بعض نے کہا ان لوگوں کے پاس چلو جو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج (منتر) ہو چنانچہ قبیلے والے آئے اور صحابہؓ سے کہنے لگے اے جماعت والو! ہمارے سردار کو ڈس لیا گیا ہے اور ہم نے ہر ممکن کوشش کی مگر کسی چیز نے نفع نہیں دیا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ علاج ہے؟ تو جماعت میں سے ایک صحابی نے کہا خدا کی قسم میں جھاڑتا ہوں (منتر جانتا ہوں) لیکن بخدا ہم نے تم لوگوں سے مہمان بنانے کے لئے کہا تم نے ہم کو مہمان نہیں بنایا اس لئے میں تمہارے لئے اس وقت تک منتر نہیں پڑھونگا جب تک تم کچھ معاوضہ مقرر نہ کرو آخر بکریوں کے ایک ریوڑ پر معاملہ طے ہو گیا چنانچہ یہ صحابی گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر تھو کنے لگے وہ بالکل اچھا ہو گیا جیسے کوئی رسی سے بندھا ہوا ہو اور کھول دیا جائے وہ چلنے لگا اور اسے کوئی تکلیف نہیں رہی پھر قبیلے کے لوگوں نے وہ معاوضہ دیا جو طے ہوا تھا پھر بعض صحابی نے کہا اسے تقسیم کر لو اس پر جھاڑنے والے نے کہا ایسا مت کرو ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں اور سارا واقعہ بیان کریں اور دیکھیں کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

پھر جب سارے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کے سامنے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورہ فاتحہ تعویذ (منتر) ہے پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا تم لوگ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ مقرر کرو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں اور شعبہ نے کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا کہ ہم نے ابو المتوکل سے اسی طرح سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فانطلق يتفل عليه ويقرأ الحمدُ للّٰه ربِ العالمين".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۴، ويأتي الحديث ص۷۴۹، وص۸۵۴، وص۸۵۵، واخرجه مسلم في الطب، واخرجه مسلم جلد ثاني ص۲۲۴، والترمذي جلد ثاني في "باب ماجاء في اخذ الاجر على التعويذ ص۲۷، ابو داؤد ثاني كتاب الطب ص۵۴۴، واخرجه النسائي وابن ماجه.

مقصد مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم کی آیتیں جھاڑ پھونک کے طور پر پڑھنا درست ہے۔

۲۔ تعویذ کی اجرت جائز ہے۔

تعویذ کی اجرت امام نوویؒ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "خذوا منهم واضربوا لي بسهم معكم" کے متعلق فرمایا هذا تصريح بجواز اخذ الاجرة على الرقية بالفاتحة والذكر وانها حلال لا كراهية فيها. (شرح مسلم ثانی ص۲۲۴)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "فيه جواز الرقية بشيء من كتاب الله تعالى الخ. (عمدہ ج ۱۲/ص ۱۰۰)

تشریح: اس قافلہ میں سے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے والے صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا

کہ ایک روایت میں تصریح ہے منقول ہے کہ اجرت میں تیس بکریاں مقرر ہوئیں تھیں معلوم ہوا کہ تعویذ اور جھاڑ پھونک پر اجرت لینا بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ [۱۴۱۹] ضَرِيْبَةِ العَبْدِ وَتعَاهُدِ ضَرَائِبِ الإِمَاءِ ﴾

غلام کے محصول اور لونڈیوں کے محصولات پر نگرانی (یا نظر) رکھنے کا بیان

تشریح ضریبة بفتح الضاد المعجمة علی وزن فعیلة بمعنی مفعولة وهی مایقرره السید علی عبده فی کل یوم ان یعطیه (عمده) غلام یا باندی پر اس کے سید و آقا نے کچھ محصول (ٹیکس) مقرر کر دیا کہ ہر روز (یا ہر مہینہ) اتنا ادا کرو۔

اس زمانے میں دستور تھا کہ غلاموں اور لونڈیوں پر یومیہ یا ماہانہ محصول لگا دیتے کہ تم اتنا کما کر لاؤ اس مقرر کردہ محصول کو ضریبہ اور خراج کہتے ہیں یعنی ٹیکس، ضریبہ کی جمع ضرائب ہے۔ اماء امة کی جمع ہے بمعنی لونڈی۔

۲۱۴۲ ﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ يوسُفَ اَخبَرَنا سُفياَنُ عن حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال حَجَمَ اَبُوطَيْبَةَ النبیَّ صلی الله علیه وسلم فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ اَوْصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفَ عن غَلَّتِهِ اَوْ ضَرِيْبَتِهِ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوطیبہ (حجام) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے ایک صاع یا دو صاع غلہ دینے کا حکم دیا (یعنی اجرت دلوائی) اور اس کے مالکوں سے سفارش کی (کہ اس کے اوپر جو محصول مقرر ہے اس میں تخفیف کر دیں) چنانچہ اس کے آقا نے اس کے غلہ یا محصول میں سے کم کر دیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فخفف عن غلته او ضریبته" وهو النظر فی ضریبة العبد.

تعدد موضعه والحدیث هنا ص۳۰۴، ومر الحدیث ص۲۸۳، وص۲۹۴، ویاتی ص۸۴۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا کہ غلام اور باندی کے محصول پر نگاہ رکھنی چاہئے کہ کہیں اتنا زیادہ تو نہیں ہے جو اس پر بوجھ ہو اور اس پر گراں ہو، ادا کرنا مشکل ہو جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ابوطیبہ کے مالک سے اس کا محصول کم کرایا۔

سوال مع جواب: حدیث الباب میں تو صرف ابوطیبہ یعنی غلام کا ذکر ہے لیکن امام بخاریؒ نے غلام پر قیاس کر کے ترجمہ سے اشارہ کر دیا کہ لونڈی کا بھی یہی حکم ہے بلکہ لونڈی تخفیف کی زیادہ مستحق ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۴۲۰ خَرَاجِ الحَجَّامِ ﴾

حجام کی اجرت کا بیان

۲۱۴۳ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اسماعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيبٌ حَدَّثَنَا ابنُ طاؤسٍ عن اَبِيهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال احتَجَمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَعطَى الحَجَّامَ اَجرَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنے (سینگی) لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه و الحديث هنا ص ۳۰۴، و مر الحديث ص ۲۴۸، وص ۲۶۰، وص ۲۸۳، وص ۸۴۹، ،، ،،۔

۲۱۴۴ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ حَدَّثَنَا خالِدٌ عن عِكرِمَةَ عن ابنِ عبّاسٍ قال احتَجَمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَعطَى الحَجَّامَ اَجرَهُ وَلو عَلِم كَراهِيَةً لَم يُعطِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگائی اور حجام کو اس کی اجرت دی اور اگر آپ ﷺ مکروہ جانتے تو نہیں دیتے۔

تعدد موضعه و الحديث هنا ص ۳۰۴، و مر الحديث ص ۲۴۸، وص ۲۶۰، وص ۲۸۳، وص ۸۴۹۔

۲۱۴۵ ﴿حَدَّثَنَا اَبُونُعَيمٍ حَدَّثَنَا مِسعَرٌ عن عَمرِو بنِ عَامِرٍ قال سَمِعتُ اَنَساً يقولُ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَحتَجِمُ وَلَم يَكُن يَظلِمُ اَحَداً اَجرَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سینگی لگواتے تھے اور کسی کو اس کی مزدوری سے محروم نہیں فرماتے تھے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه و الحديث هنا ص ۳۰۴، و مر الحديث ص ۲۸۳، وص ۲۹۴، ویاتی ص ۸۴۹، و اخرجه مسلم فی الطب.

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کسب الحجام یعنی حجام کی کمائی حرام نہیں ہے جائز ہے کیونکہ اگر حرام ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجام کو اس پیشہ سے منع فرمادیتے، لیکن حضور ﷺ نے بجائے منع کرنے کے اس کو اجرت دی اس سے صاف معلوم ہوا کہ جائز ہے البتہ نامناسب پیشہ ہے، مکروہ تنزیہی ہے یہی ائمہ کرام کا مذہب ہے۔

﴿ بَابُ (۱۴۲۱) مَن كَلَّمَ مَوَالِيَ العَبْدِ اَن يُخَفِّفُوا عنهُ مِنْ خَرَاجِهِ ﴾

کسی غلام کے مالک سے اس پر کا محصول کم کرنے کیلئے سفارش کرنے کا بیان

۲۱۴۶ ﴿حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال دَعَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم غُلَاماً حَجَّامًا فَحَجَمَهُ فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ اَوْ صَاعَيْنِ اَوْ مُدٍّ اَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيْهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيْبَتِهِ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حجام غلام (ابوطیبہ) کو بلوایا اور اس سے سینگی لگوائی اور ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد (غلہ) دلوایا اور اس کے لئے (اس کے مالک سے) سفارش کی تو اس کا محصول کم کر دیا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكلم فيه فخفف من ضريبته".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۴، ومر الحديث ص۲۸۳، وص۲۹۴، ويأتي ص۸۴۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ غلام کا محصول کم کرنے کی سفارش ثابت ہے علامہ عینیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ سفارش بر سبیل تفضل واحسان ہے کوئی لازم وواجب نہیں۔ الا اذا كان العبد لايطيق ذلك. (عمدہ)

﴿ بَابُ (۱۴۲۲) مَاجَاءَ فِي كَسْبِ البَغِيِّ وَالْإِمَاءِ ﴾

وَكَرِهَ اِبْرَاهِيْمُ اَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ وقولُ اللّٰهِ "وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّناً اِلى قوله "غَفُورٌ رَّحِيْمٌ وقال مُجَاهِد فَتَيَاتِكُمْ اِمَائكُمْ.

بدکار عورتوں (رنڈیوں) اور باندیوں کی کمائی کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس کا بیان

اور حضرت ابراہیم نخعیؒ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی مزدوری کو مکروہ جانا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نور میں) اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو (بالخصوص) اگر وہ پاکدامن رہنا چاہیں الی قوله غَفُورٌ رَّحِيْمٌ، اور مجاہدؒ نے کہا فتیاتکم سے مراد تمہاری لونڈیاں ہیں۔

شانِ نزول زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جس سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا۔ ان میں بعض مسلمان ہو گئیں تو اس فعل شنیع

سے انکار کیا اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی الخ (فوائد عثمانی)

۲۱۴۷ ﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عن مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن اَبِی بَكْرِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ عن اَبِی مَسْعُوْدٍ الانصاریِّ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهٰی عن ثَمَنِ الكَلْبِ ومَهْرِ البَغِیِّ وحُلْوانِ الكاهِنِ.﴾

ترجمہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی مہر یعنی فیس اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ومهر البغی".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۰۴ تا ص۳۰۵، ومر الحديث ص۲۹۸، ويأتی ص۸۰۵، وص۸۵۷، مسلم ثانی ص۱۹۔

۲۱۴۸ ﴿حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن محمّدِ بنِ جُحَادَةَ عن اَبِی حَازِمٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال نَهَی النبیُّ صلى الله عليه وسلم عن كَسْبِ الإِمَاءِ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی (حرام کی) کمائی سے منع فرمایا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "والاماء" أی كسب الاماء.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۰۵، ويأتی فی الطلاق ص۸۰۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد احادیث کی شرح ہے کہ لونڈیوں کی کمائی سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اس سے مراد حرام کمائی ہے لیکن اگر صنعت وتجارت کے ذریعہ کمائیں تو ممنوع وحرام نہیں ہے۔

﴿بابُ [۱۴۲۳] عَسْبِ الفَحْلِ﴾

نر جانور کدانے (یعنی جفتی) کی اجرت

تشریح کوئی نر سانڈ جانور خواہ بھینسا ہو یا گھوڑا یا مینڈھا و بکرا ہو اس کو مادہ سے جفتی کرانے کی اجرت جائز نہیں، عَسب کے معنی نر کا نطفہ، جفتی، جفتی کی اجرت، یہاں مراد جفتی کی اجرت ہے۔ فحل ہر جانور کا نر، سانڈ۔

۲۱۴۹ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الوارِثِ وَاِسماعِيلُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ عن عَلِیِّ بنِ الحَكَمِ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال نَهَی النبیُّ صلى الله عليه وسلم عن عَسْبِ الفَحْلِ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۰۵، واخرجہ ابو داؤد والترمذی فی البیوع.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کسی نر جانور کی جفتی (جماع) کی اجرت مقرر کر کے لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نر کے منی کی بیع ہے مال متقوم نہیں ہے اور نہ ہی مقدور التسلیم ہے۔ یہی جمہور حنفیہ وشافعیہ کا قول ہے، البتہ بعض علماء سے منقول ہے ویجوز ان یعطی صاحب الانثی صاحب الفحل شیئاً علی سبیل الھدیۃ یعنی اگر بلا شرط ہدیہ کے طور پر مادہ والا نر والے کو کچھ دے تو اس کا لینا جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ (۱۴۲۴) إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضاً فَمَاتَ أَحَدُهُمَا ﴾

وَقَالَ ابنُ سِيرِينَ لَيسَ لِأَهْلِهِ اَن يُخرِجُوهُ إِلَى تَمَامِ الأَجَلِ وَقَالَ الحَسَنُ وَالحَكَمُ وَإِيَاسُ بنُ مُعَاوِيَةَ تُمْضَى الإِجَارَةُ إِلَى أَجَلِهَا وَقَالَ ابنُ عُمَرَ أَعطَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم خَيبَرَ بِالشَّطرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى عَهدِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَبِي بَكرٍ وَصَدراً مِن خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَم يُذكَرْ أَنَّ أَبَا بَكرٍ وعُمَرَ جَدَّدَ الإِجَارَةَ بَعدَ مَاقُبِضَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم.

جب کسی زمین کو اجارہ پر لیا پھر متعاقدین میں سے ایک مر گیا

(تو کیا یہ اجارہ باقی رہا یا فسخ ہو گیا؟)

اور ابن سیرینؒ نے کہا کہ زمین والے کو یہ حق نہیں مدت پوری ہوئے بغیر مستاجر کو (یا اس کے وارثوں کو) بے دخل کر دیں اور حسن بصریؒ، حکم اور ایاس بن معاویہ رحمہم اللہ نے کہا اجارہ اپنی میعاد تک چلایا جائے گا (یعنی اجارہ اپنی مدت ختم ہونے تک باقی رکھا جائے گا) اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے نصف پیداوار کے عوض خیبر کے یہودیوں کو دیا پھر یہی اجارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ تک باقی رہا اور حضرت عمرؓ کے شروع خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور کہیں مذکور نہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نیا اجارہ کیا ہو۔

۲۱۵۰﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيرِيَةُ بنُ أَسمَاءَ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللهِ قال أَعطَى رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم خَيبَرَ اليَهُودَ أَن يَعمَلُوهَا وَيَزرَعُوهَا وَلَهُم شَطرُ مَايَخرُجُ مِنهَا وَأَنَّ ابنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ المَزَارِعَ كَانَت تُكرَى عَلَى شَيءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَاأَحفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عن كِرَاءِ المَزَارِعِ وقال عُبَيدُ الله عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ حتى أَجلَاهُم عُمَرُ.﴾

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر یہودیوں کو اس شرط پر دیا تھا کہ وہ اس میں محنت اور کاشت کریں اور پیداوار کا آدھا حصہ لیں اور حضرت ابن عمرؓ نے نافع سے یہ بیان کیا کہ کھیت کرائے پر دیئے جاتے تھے نافع نے کرائے کی مقدار بھی بتائی تھی لیکن مجھ کو یاد نہیں رہا اور حضرت رافع بن خدیجؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا اور عبید اللہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یہی روایت نقل کی اس میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر الخ. وفیہ نظر لان قضیۃ خیبر لم تکن بطریق المزارعۃ والمساقاۃ قالہ العینیؒ وقال صاحب التوضیح ھی اجارۃ الخ . (عمدہ) واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۰۵، وباقی الحدیث فی المزارعۃ ص ۳۱۳، وص ۳۱۲، وص ۳۱۳، وص ۳۱۴، وص ۳۱۵، وص ۳۴۰، وص ۳۷۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی زمین مزارعت پر دی اور حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ نے عقد کی تجدید نہیں کی تو معلوم ہوا کہ مواجرین میں کسی کے مرنے سے عقد اجارہ فسخ نہیں ہوتا باقی رہتا ہے، یہ جمہور کا مذہب ہے یعنی بخاریؒ جمہور کی تائید وموافقت کرتے ہیں خلافاً للاحناف.

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یہود خیبر کا معاملہ عقد مزارعت نہیں تھا، یہود خیبر سے جو لیا جاتا تھا وہ خراج مقاسمہ تھا خیبر فتح کرنے کے بعد خیبر کے مالک سلطانِ اسلام یعنی حضور اقدس ﷺ ہو گئے سلطان اسلام کو حق حاصل ہوتا ہے کہ پورا ملک لے لے اور خیبر کے یہودیوں کو خیبر سے نکال دے، بے دخل کر دے، لیکن یہود خیبر کی درخواست پر رحمت عالم ﷺ نے بطور فضل واحسان اہل خیبر کو رہنے دیا اور پیداوار کا نصف خراج مقرر کر دیا اسی کو خراج مقاسمہ کہتے ہیں اس صورت میں اگر کچھ پیداوار نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ بَابٌ ۱۴۲۵ فِی الْحَوَالَۃِ وَھَلْ یَرْجِعُ فِی الْحَوَالَۃِ ﴾

حوالہ کا بیان، اور اس بات کا بیان کہ حوالہ میں (محتال لہ محیل کی طرف) رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَۃُ اِذَا کَانَ یَوْمَ اَحَالَ عَلَیْہِ مَلِیًّا جَازَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَتَخَارَجُ

الشَّرِيكَانِ وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْناً وَهٰذَا دَيْناً فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.﴾

اور حسن بصریؒ اور قتادہؒ نے کہا اگر حوالہ کے روز مالدار (خوشحال) تھا تو حوالہ پورا ہو گیا (یعنی رجوع جائز نہیں) اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر شرکاء اور وارثوں نے اس طرح تقسیم کرلی (یعنی اس پر صلح کرلی) کہ کچھ لوگ نقد مال لیں اور کچھ لوگ دین (یعنی قرض لیں) پھر اگر ان میں سے کسی کا حصہ ضائع ہو گیا، ڈوب گیا تو اب وہ دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا۔

ملیًا یہ مہموز اللام ہے اصل میں تھا ملیئا ہمزہ کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کردیا گیا۔

حوالہ کی تعریف حوالہ کے لغوی معنی پھیرنے اور منتقل کرنے کے ہیں، شرعاً "نقل الدين من ذمة المحيل الى ذمة المحتال عليه" یعنی مدیون کے ذمہ سے دین (قرض) کو دوسرے کے ذمہ منتقل کرنا۔ مدیون یعنی قرض دار کو محیل کہتے ہیں اور دائن جس کیلئے حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ اور جس پر حوالہ کیا جائے، یعنی جسکے ذمہ ڈالا جائے اس کو محتال علیہ کہا جاتا ہے مثلاً زید عمرو کا مقروض ہے مقروض زید نے عمرو کو بکر پر حوالہ دیا یعنی زید نے اپنا قرض بکر پر اتار دیا اس میں زید جو مقروض و مدیون ہے یہ محیل، اور بکر پر حوالہ کیا تو بکر محتال علیہ اور عمرو جس کی رقم ہے وہ محتال لہ کہلاتا ہے۔

وقال الحسن الخ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن عقد حوالہ ہوا تھا اس دن محتال علیہ مالدار تھا تو حوالہ درست اور پورا ہو گیا اگرچہ بعد میں مفلس ہو جائے دائن یعنی محتال لہ اس محتال علیہ سے وصول کرنے کا حق رکھتا ہے اور مدیون جو اصل مقروض ہے دین سے بری ہو گیا اب دائن یعنی محتال لہ کو یہ حق نہیں رہا کہ محیل یعنی مدیون سے مطالبہ کرے جب تک کہ اس دین کے ہلاک و ضائع ہونے کی صورت نہ پیدا ہو جائے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ محتال علیہ مفلس ہو کر مر جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ محتال علیہ نے حوالہ کا انکار کردیا اور قسم کھائی اور محتال یا محیل کے پاس بینہ نہ ہو، تو ان دونوں صورتوں میں محیل یعنی مدیون سے مطالبہ کرسکتا ہے محتال کو رجوع کا حق ہوگا۔ لیکن اگر محتال علیہ عقد حوالہ کے روز ملی یعنی مالدار وخوشحال نہیں ہے تو دائن محتال لہ مدیون سے رجوع کرسکتا ہے۔

وقال ابن عباسؓ يتخارج الخ کسی جائداد یا دوکان میں دو شریک ہوں تو ہر شریک کا ان تمام مشترک میں حصہ شائع ہے جیسے ایک مورث کے چند وارث ہوں، اگر مورث نے ترکے میں عین کے ساتھ دین کو بھی چھوڑا کہ مورث کا قرض کسی پر ہے اب تقسیم کے وقت باہمی رضامندی سے بعض شریک یا وارث نے عین لیا اور بعض نے دین، اب اگر دین وصول نہ ہوا اور نہ ہو آئندہ وصول ہونے کی امید ہو یعنی دین ہلاک ہو گیا تو اب یہ ان لوگوں سے جنہوں نے عین لیا تھا وصول نہیں کرسکتا اسی طرح چند شرکاء شرکت میں کاروبار کرتے تھے پھر اپنا اپنا حصہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں کچھ سامان ہے اور کچھ دین دوسروں پر ہے ان شریکوں نے آپس میں اس طرح تقسیم کرلی کہ بعض مال لیا اور بعض نے دین اب اگر دین ہلاک ہو جائے

تو اب دوسرے شرکاء سے وصول نہیں کر سکتے۔

امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ جیسے یہاں عین و دین کی تقسیم کے بعد رجوع کا حق نہیں ہے، اسی طرح حوالے میں بھی نہیں ہے۔

۲۱۵۱ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِکٌ عن اَبِی الزِّنَادِ عن الاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال مَطْلُ الغَنِی ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُم عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے پھر اگر تم میں سے کسی کو مالدار پر حوالہ دیا جائے تو اسے مان لینا چاہئے۔ (یعنی حوالہ قبول کرلے)

حل الالفاظ مطل ٹال مٹول کرنا، جس کی ادائیگی واجب ہو اس کو مؤخر کرنا۔ غنی سے صاحب نصاب مراد نہیں ہے بلکہ جو اپنے قرض کی ادائیگی پر قادر ہو۔ اتبع باب افعال سے ماضی مجہول ہے فلیتبع باب سمع سے امر کا صیغہ ہے بعض محدثین اسکو فلیتّبع تشدید کے ساتھ باب افتعال سے پڑھتے ہیں مگر امام نوویؒ کہتے ہیں والصواب الاوّل۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا اتبع احدكم" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۵، ويأتي ص۳۰۵، وص۳۲۳، واخرجه مسلم في البيوع ص۱۸، واخرجه النسائي وغيره.

مقصد امام بخاریؒ نے حسب عادت یہاں بھی صراحۃً کوئی حکم نہیں ذکر کیا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا لیکن نقل کردہ روایت سے بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مدیون اپنا قرض مالدار کے حوالہ کردے اور وہ مالدار حوالہ قبول کرلے یعنی ضامن ہو جائے تو اب دائن محتال علیہ سے مطالبہ کرے مدیون یعنی محیل سے مطالبہ نہیں کرسکتا ہے الا یہ کہ دین کے ہلاک ہونے کی نوبت آئے۔

﴿بابٌ ۱۴۲۶ اِذَا اَحَالَ عَلٰی مَلِیٍّ فَلَیْسَ لَهُ رَدٌّ وَمَنْ اُتْبِعَ عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ﴾

مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ لِاَحَدٍ عَلَیْكَ شَیْءٌ فَاَحَلْتَهُ عَلٰی رَجُلٍ مَلِیٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَاِنْ اَفْلَسْتَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ اَنْ یَتْبَعَ صَاحِبَ الحَوَالَةِ فَیَاخُذُ عَنْهُ.

جب مالدار پر حوالہ کرے تو اس کو رد کرنا جائز نہیں، اور جو شخص کسی مالِدار پر حوالہ دیا جائے تو حوالہ قبول کرے

مطلب یہ ہے کہ جب تم پر کسی کا کچھ (قرض) ہو اور تم نے کسی مالدار شخص پر حوالہ کر دیا اور وہ تیری طرف سے اسکا

ضامن بھی ہو گیا پھر اگر اسکے بعد تو مفلس ہو گیا تو اس کیلئے مناسب ہے کہ وہ حوالہ والے سے مطالبہ کرے اور اس سے لے۔

تنبیه: یہ عبارت یعنی ومن اتبع علی ملی الی آخرہ صرف ہندوستانی نسخہ میں ہے فتح الباری، عمدۃ القاری، کرمانی اور ارشاد الساری میں نہیں ہے چنانچہ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "وهذا الباب ثابت فی نسخة الفربری ساقط من نسخ الباقین (قس)

۲۱۵۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ يوسُفَ حَدَّثَنَا سُفيانُ عنِ ابنِ ذَكْوَانَ عنِ الأعرَجِ عن أبي هُرَيْرَةَ عنِ النبي ﷺ قال مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ وَمَن أُتبِعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جو شخص کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو حوالہ قبول کرنا چاہئے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۰۵، ومر الحديث ص ۳۰۵، ويأتي ص ۳۲۳، ومسلم فی البیوع وغیرہ۔

مقصد | ملاحظہ فرمایئے حدیث ۲۱۵۱۔

﴿ باب ۱۴۲۷ إذا أحَالَ دَيْنَ المَيِّتِ على رَجُلٍ جازَ ﴾

میت کا قرض کسی شخص پر حوالہ کیا جائے تو جائز ہے (یعنی درست ہے)

۲۱۵۳﴿حَدَّثَنَا المَكِّيُّ بنُ إبراهيمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بنُ أبي عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بنِ الأكْوَعِ قال كُنَّا جُلوساً عِندَ النبي صلى الله عليه وسلم إذْ أُتِيَ بِجَنازَةٍ فقالوا صَلِّ عَلَيْهَا فقال هَلْ عليه دَيْنٌ فقالوا لا، قال فَهَلْ تَرَكَ شَيْئاً قالوا لا، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثمّ أُتِيَ بِجَنازَةٍ أُخرىٰ فقالوا يا رسولَ الله صَلِّ عَلَيْهَا قال هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَم قال هَلْ تَرَكَ شَيْئاً قالوا ثلاثَةَ دَنَانِيرَ فَصَلّى عَلَيْهَا ثمّ أُتِيَ بالثَّالِثَةِ فقالوا صَلِّ عَلَيْهَا قال هَلْ تَرَكَ شَيْئاً قالوا لا قال فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قالوا ثَلاثَةُ دَنَانِيرَ قال صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قال أبوقَتادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يارسولَ الله وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّى عَلَيْهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی نماز جنازہ پڑھ دیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر قرض تھا؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لوگوں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھ دی۔

اس کے بعد دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر نماز (جنازہ) پڑھ دیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا گیا ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا تین دینار چھوڑا ہے آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اس کے بعد تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھ دیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس پر تین دینار قرض ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی پر نماز (جنازہ) پڑھو، ابو قتادہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ دیں اور اس کا قرض میں نے اپنے ذمہ لیا تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وعلیّ دینہ" یعنی اس کا دین میرے حوالہ ہے میں ضامن وذمہ دار ہوں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۰۵، ویاتی الحدیث ص۳۰۶، واخرجہ النسائی ایضا فی الجنائز.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ میت کے قرض کا حوالہ صحیح اور درست ہے مطلب یہ ہے کہ میت اگر مقروض مر جائے اور کوئی شخص اس میت کی طرف سے قرض ادا کرے تو میت بری الذمہ ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

• • •

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتابُ الكَفالَةِ

باب ۱۴۲۸ الكَفالَةِ فى القَرْضِ وَالدُّيونِ بِالْاَبْدانِ وَغيرِها

قرض اور دیون میں کسی کی شخصی (جانی) اور اسکے علاوہ مالی ضمانت یعنی ضامن ہونے کا بیان

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں أی هذا باب فی بیان حکم الكفالة فی القرض والدیون أی دیون المعاملات وهو من باب عطف العام علی الخاص" قوله بالابدان یتعلق بالكفالة، وقوله وغیرها" أی وغیر الابدان وهی الكفالة بالاموال. (عمدہ)

وقال اَبو الزِّنادِ عن محمّدِ بن حَمْزَةَ بنِ عَمْرِو الاَسْلِمِيِّ عن اَبِيهِ انَّ عُمَرَؓ بَعَثَهُ مُصَدِّقاً فوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جارِيَةِ امرَأتِه فَاَخذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفيلاً حتى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وكانَ عُمَرُ قدْجَلَدَهُ مِائَةَ جَلدَةٍ فصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَه بالجَهالَةِ وَقال جَرِيْرٌ وَالاَشْعَثُ لِعَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعودٍ فى المُرْتَدِّيْنَ استِبْهُمْ وكَفِّلْهُمْ فَتابُوا وَكَفَلَهُمْ عَشائِرُهُمْ وَقال حَمّادٌ اِذا تَكَفَّلَ بِنفسٍ فَماتَ فلاشيءَ عَلَيْهِ وَقال الحَكَمُ يَضْمَنُ قال اَبو عَبْدِ اللهِ وَقال اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اَنّه ذَكَرَ رَجُلاً مِن بَنِي اِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي اِسْرَائِيْلَ اَن يُسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنارٍ فقال ائتِنِي بالشُّهَداءِ اُشْهِدُهُمْ فقال كَفٰى باللهِ شَهِيْداً قال فائتِنِي بالكَفِيلِ قال كَفٰى باللهِ كَفِيْلاً قال صَدَقْتَ فدَفَعَها اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مسمًّى فخَرَجَ فى البَحْرِ فقَضٰى حاجَتَهُ ثمّ التَمَسَ مَرْكَباً يَرْكَبُها يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلاَجَلِ الّذِى اَجَّلَهُ فلَمْ يَجِدْ مَرْكَباً فَاَخَذَ خَشَبَةً فنَقَرَها فاَدْخَلَ فِيها اَلفَ دِيْنارٍ وَصَحِيفَةً مِنهُ اِلٰى صاحِبِهِ ثمّ زَجَّجَ مَوْضِعَها ثم اَتٰى بِها اِلَى البَحْرِ فقال اللّٰهُمّ اِنَّكَ تَعلَمُ اَنّى كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فلاناً الفَ دِيْنارٍ فسَاَلَنِي كَفِيْلاً فقلتُ كفٰى بِاللهِ كَفِيْلاً

فَرَضِیَ بِكَ فَسَأَلَنِی شَهِيْداً فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْداً فَرَضِیَ بِكَ وَاِنِّی جَهَدْتُ اَنْ اَجِدَ مَرْكَباً اَبْعَثُ اِلَيْهِ الَّذِی لَهٗ فَلَمْ اَقْدِرْ وَاِنِّی اَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰی بِهَا فِی الْبَحْرِ الرَّجُلُ الَّذِی كَانَ اَسْلَفَهٗ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَباً قَدْ جَاءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِی فِيْهَا الْمَالُ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَباً فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِی كَانَ اَسْلَفَهٗ فَاَتٰى بِالْاَلْفِ دِيْنَارٍ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَازِلْتُ جَاهِداً فِی طَلَبِ مَرْكَبٍ لِاٰتِيَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَباً قَبْلَ الَّذِی اَتَيْتُ فِيْهِ قَالَ هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ شَيْئاً قَالَ اُخْبِرُكَ اَنِّی لَمْ اَجِدْ مَرْكَباً قَبْلَ الَّذِی جِئْتُ بِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰى عَنْكَ الَّذِی بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ الدِّيْنَارِ رَاشِداً۔

اور ابوالزناد نے محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے نقل کیا انہوں نے اپنے باپ حمزہ بن عمرو اسلمی سے، حمزہؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے ان کو صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا وہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرلیا تھا حمزہؓ نے اس شخص کی طرف سے ایک ضامن لیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو سو کوڑے مار چکے تھے چونکہ اس مجرم نے لوگوں کی تصدیق کی تھی جو جرم اس پر لوگوں نے لگایا تھا (یعنی اقرار زنا کیا تھا) لیکن جہالت کا عذر کیا تھا۔ (کیونکہ اس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی کو اپنی لونڈی سمجھ کر زنا کیا تھا حرام نہیں جانتا تھا)

اور جریر اور اشعث نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرتدین کے بارے میں کہا ان سے توبہ کا مطالبہ کیجئے اور ان سے کفیل (ضامن) لیجئے (کہ دوبارہ مرتد نہ ہونگے) اس پر ان لوگوں نے توبہ کی اور ان کے قبیلہ والوں نے ان کی ضمانت کی اور حماد نے کہا اگر کوئی کسی کا ضامن بنا تھا پھر وہ مرگیا تو ضامن پر کچھ تاوان نہ ہوگا اور حکم نے کہا ضامن ہوگا یعنی اس کو ذمہ کا مال دینا پڑے گا۔

وقال ابوعبد الله وقال الليث الخ اور ابوعبداللہ بخاریؒ نے کہا اور لیث نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے دوسرے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا اچھا گواہوں کو لاؤ (تا کہ میں ان کے سامنے دوں) میں انہیں گواہ بنالوں اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے تب اس نے کہا میرے پاس ضامن لاؤ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی ضمانت کافی ہے اس نے کہا تو نے سچ کہا چنانچہ ہزار اشرفیاں معین مدت پر اس کو دے دیں پھر جس نے قرض لیا تھا اس نے سمندر کا سفر کیا اور اپنی ضرورت پوری کرلی اس کے بعد کشتی تلاش کی تا کہ اس پر سوار ہو کر وعدہ کے مطابق معینہ مدت پر اس کے پاس پہونچ جائے (اور قرض ادا کرے) لیکن کوئی کشتی نہیں ملی تو اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کر کے ہزار اشرفیاں اور ایک خط رکھ کر اس کا منہ بند کردیا

پھر سمندر کے پاس اس لکڑی کو لے کر آیا اور کہنے لگا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا اللہ کی ضمانت کافی ہے تو وہ اس پر راضی ہو گیا، اور اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ کی گواہی کافی ہے تو وہ اس پر راضی ہو گیا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی کشتی ملے کہ میں اس کا قرض (وعدے کے مطابق) ادا کردوں لیکن میں قادر نہیں ہوا (یعنی کشتی نہیں ملی) اب میں یہ مال تیرے سپرد کرتا ہوں (تو پہنچادے) یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی یہاں تک کہ وہ لکڑی سمندر میں داخل ہو گئی۔

پھر یہ لوٹ کر واپس چلا آیا اس وقت بھی اپنے شہر جانے کو کشتی ڈھونڈھتا رہا اور وہ شخص جس نے قرض دیا تھا وہ سمندر پر اس خیال سے گیا، اور دیکھنے لگا کہ شاید کوئی کشتی اس کا مال لیکر آیئے اتنے میں ایک لکڑی اس کو دکھلائی دی جس میں اس کا مال تھا اس نے اپنے گھر والوں کے جلانے کے لئے اٹھالی پھر جب اس کو چیرا تو مال (اشرفیاں) اور خط پایا پھر وہ شخص آپہونچا جس نے قرض لیا تھا، اور (دوبارہ) ہزار اشرفیاں لایا، اور کہنے لگا خدا کی قسم میں برابر کشتی ڈھونڈھتا رہا کہ تمہارا قرض ادا کروں مگر جس کشتی میں آیا ہوں اس سے پہلے کوئی کشتی نہیں ملی، تب قرض خواہ نے کہا "کیا تو نے میرے پاس کچھ بھیجا تھا؟ اس نے کہا میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جب اس سے پہلے کوئی کشتی نہیں ملی تو میں نے ایک لکڑی میں اشرفیاں رکھ کر ڈالدی تھیں، قرض خواہ کہنے لگا اللہ نے وہ اشرفیاں پہنچادیں جو تو نے لکڑی میں رکھ کر بھیجا تھا پھر ہزار اشرفیاں لے کر اطمینان سے واپس لوٹ جا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فائتني بالكفيل".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص٣٠٦، ومر الحديث هكذا معلقا مختصراً ص٢٠٣، وص٢٧٧، ويأتي ص٣٢٣ تا ص٣٢٤، وص٣٢٨، وص٣٨١، وص٩٢٦۔

مقصد قرض و دین کے معاملے میں گواہ اور کفیل کا طلب کرنا جائز و درست ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے وفيه ان جميع ما يوجد في البحر هو لو اجده مالم يعلمه ملكا لاحد. (کرمانی)

باب [۱۴۲۹] قولِ اللهِ تعالىٰ "وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء ۳۳) اور جن سے تم نے قسم کھا کر عہد کیا ان کا حصہ انہیں دو

۲۱۵۴ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عن اِدْرِيْسَ عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ وَلِكُلٍّ جعلنا مَوَالِيَ قال وَرَثَةً وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ

اَيْمَانُكُمْ، قال كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّاقَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْاَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِي آخى النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَهُمْ فلمَّا نَزَلَتْ "وَلِكُلٍّ جعلْنَا مَوَالِيَ نُسِخَتْ ثُمَّ قال وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ" اِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوصَى لَهُ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ولکل جعلنا موالی میں موالی سے مراد ورثہ ہیں (یعنی ہم نے ہر ایک کے لئے موالی یعنی وارث مقرر کردیئے ہیں) اور والذینَ عاقدت ایمانکم کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین جب (ہجرت کرکے) مدینہ طیبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو مہاجر انصار کا بغیر رشتے کے وارث ہوتا تھا اس اخوت کی بنا پر جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان بھائی بندی قائم کردی تھی۔

(اکثر لوگ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اکیلے اکیلے مسلمان ہوگئے تھے اور ان کا سب کنبہ اور سارے اقربا کافر تھے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو، دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی کردیا تھا وہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے جب ان کے اقربا بھی مسلمان ہوگئے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ میراث تو اقربا اور رشتہ داروں ہی کا حق ہے اب رہ گئے وہ منہ بولے بھائی تو ان کے لئے میراث نہیں ہاں زندگی میں ان کے ساتھ سلوک ہے اور مرتے وقت کچھ وصیت کردے تو مناسب ہے مگر میراث میں کوئی حصہ نہیں۔)

• فلمّا نزلت ولکلّ الخ تو والذی عاقدت ایمانکم کو منسوخ کردیا پھر فرمایا اب والذین عاقدت ایمانکم کی رو سے امداد، تعاون اور خیرخواہی رہ گئی ہے اور ان کو ترکہ میں حصہ ملنا جاتا رہا، البتہ ان کے لئے وصیت ہوسکتی ہے۔ (جیسے دوسرے اشخاص کے لئے بھی وصیت ہوسکتی ہے تہائی ترکہ میں سے اس کا نفاذ کیا جائیگا)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۶، ويأتي الحديث ص۶۵۹، وص۶۹۹۔

۲۱۵۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ قال قَدِمَ عَلَيْنَا عبدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (مکہ سے ہجرت کر[illegible]) ے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرادیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فآخى رسول الله ﷺ" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۶، ومر الحديث ص۲۷۵، ويأتي الحديث ص۵۳۳، وص۵۶۱، وص۷۵۹، وص۷۷۷، وص۸۹۸۔

۲۱۵۶﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عاصِمٌ قال قلتُ لِاَنَسِ بنِ مالِكٍ اَبَلَغَكَ اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لاحِلْفَ فی الاِسْلَامِ فقال قدْحالَفَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْاَنْصَارِ فی دَارِی.﴾

ترجمہ | عاصم نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کیا آپ تک یہ حدیث پہونچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں حلف نہیں (یعنی زمانہ جاہلیت میں قبائل آپس میں جو عہد و پیمان کرتے تھے وہ اسلام میں نہیں ہے) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے تو قریش اور انصار کے درمیان خود میرے گھر میں عہد و پیمان کرایا تھا۔

تشریح | حضرت انسؓ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ علی الاطلاق محالفت ممنوع نہیں، البتہ زمانہ جاہلیت میں محالفت تھی وہ اسلام میں نہیں ہے اس لئے کہ اسلام نے باہمی ہمدردی اور حق کی نصرت کا ایسا جذبہ پیدا کردیا کہ اب زمانہ جاہلیت والی محالفت وعہد و پیمان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قد حالف النبی صلی الله عليه وسلم بين قريش والانصار فی داری".

تعددموضعہ | والحديث هنا ص۳۰۶، ویاتی الحديث ص۸۹۸، وص۱۰۹۰، واخرجه مسلم فی الفضائل وابو داؤد فی الفرائض.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ حلف یعنی عہد و پیمان کی وجہ سے جو ترکہ کا استحقاق ہوتا تھا وہ منسوخ ہے۔

﴿بابٌ[۱۴۳۰] مَنْ تَكَفَّلَ عن مَيِّتٍ دَيْناً فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قال الحَسَنُ﴾

جس نے میت کے قرض کی ضمانت لی تو وہ اس سے پھر نہیں سکتا یعنی رجوع کا حق نہیں،

امام حسن بصریؒ نے ایسا ہی کہا ہے، نیز جمہور ائمہ کا مذہب بھی یہی ہے

۲۱۵۷﴿حَدَّثَنَا اَبُو عاصِمٍ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِی عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النبیَّ صلی الله عليه وسلم اُتِیَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّیَ عَلَيْهَا فقال هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قالوا لا فَصَلّٰی عَلَيْهِ ثمَّ اُتِیَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰی فقال هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قالوا نَعَمْ قال فَصَلُّوا عَلٰی صَاحِبِكُمْ قال اَبُو قَتَادَةَ عَلَیَّ دَيْنُهُ يارسولَ اللهِ فَصَلّٰی عَلَيْهِ.﴾

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھ دیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر قرض تھا لوگوں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر قرض تھا لوگوں نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو حضرت ابوقتادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا قرض میں نے اپنے اوپر لے لیا تب آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "قال ابوقتادة رضى الله عنه علىّ دينه"۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۶، ومر الحديث ص۳۰۵، واخرجه النسائي في الجنائز.

۲۱۵۸﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفيانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَوقَدْ جاءَ مالُ البَحْرَيْنِ قداَعْطَيْتُكَ هٰكَذا وهٰكذا فلَمْ يَجِئْ مَالُ البَحْرَيْنِ حتى قُبِضَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فلمَّا جاءَ مالُ البَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوبَكرٍ فنادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِندَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم عِدَةٌ اَوْدَيْنٌ فلْيأتِنا فاَتَيْتُهٗ فقُلتُ اِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال لِى كَذا وَكَذا فحَثٰى لِى حَثْيَةً فَعَدَدتُهَا فاِذَا هِىَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقال خُذْ مِثْلَيْهَا﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھ کو اس طرح اس طرح (دونوں لپ بھر کر) دوں گا مگر بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی۔

پھر جب (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وعدہ ہو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے چنانچہ (یہ اعلان سن کر) میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اتنا اتنا دینے کا وعدہ فرمایا تھا اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ایک لپ بھر کر (روپے) مجھ کو دیئے میں نے ان کو شمار کیا تو پانچ سو نکلے اور انہوں نے فرمایا کہ اس کے دو مثل اور لے لے۔ (سب تین لپ ہو گئے جیسا کہ بخاری ص ۳۶۹ ر میں اس کی تصریح ہے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ابابكرؓ كما قام مقام النبى صلى الله عليه وسلم تكفل بما كان عليه من واجب او تطوع فلما التزم ذلك لزمه ان يوفى جميع ماعليه من دين او عدة وكان صلى الله عليه وسلم يحب الوفاء بالوعد ونفذ ابوبكر ذلك.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۶ تاص۳۰۷، وياتى الحديث ص۳۵۳ تاص۳۵۴، وص۳۶۹، وص۴۴۳، ص۴۴۸، وفى المغازى ص۶۲۹، واخرجه مسلم فى فضائل النبى صلى الله عليه وسلم.

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کفیل ہو گیا، ضمانت لی تو اب کفالت سے رجوع نہیں کر سکتا ہے، وہ قرض اس کے ذمہ لازم ہو گیا جیسا کہ بخاریؒ نے اثبات مقصد کے لئے حدیث پیش کر دی کہ جب حضرت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے تو گویا آپ ﷺ کے سب معاملات اور وعدوں کے وہ کفیل ٹھہرے اور ان پر ان وعدوں کا پورا کرنا لازم ہوا۔

﴿باب ۱۴۳۱ جِوَارِ اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیقِ فِی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَعَقْدِهٖ﴾

نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ابوبکر صدیقؓ کو (ایک کافر کا) امن دینا اور ابوبکرؓ سے عہد کرنا

۲۱۵۹﴿حَدَّثَنَا یَحْیَ بنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عن عُقَیْلٍ قال ابنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عائِشَةَ زَوْجَ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم قالتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلاَّ وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ قال ابوعبدِ اللہ وقال اَبُوصالِحٍ حَدَّثَنِی عبدُ اللہ عن یُونُسَ عنِ الزُّهْرِیِّ اَخبَرَنِی عُرْوَةُ بنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلاَّ وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یومٌ اِلاَّ یَاتِیْنَا فِیهِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَعَشِیَّةً فلمَّا ابْتُلِیَ المُسْلِمُونَ خَرَجَ اَبُوبَکْرٍ مُهَاجِراً قِبَلَ الحَبَشَةِ حتی اِذَا بَلَغَ بَرْكَ الغِمَادِ لَقِیَهُ ابنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَیِّدُ القَارَةِ فقال اَیْنَ تُرِیْدُ یااَبَا بَکْرٍ فقال اَبُوبکر اَخرَجَنِی قَوْمِی وَاَنا اُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فی الاَرْضِ وَاعبُدَ رَبِّی قال ابنُ الدَّغِنَةِ اِنَّ مِثْلَكَ لایَخرُجُ وَلایُخرَجُ فانّكَ تَکْسِبُ المعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وتَحْمِلُ الکَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الحَقِّ وَاَنا لَكَ جارٌ فارْجِعْ فاعبُدْ رَبَّكَ بِبِلاَدِكَ فارْتَحَلَ ابنُ الدَّغِنَةِ فرَجَعَ مَعَ اَبِی بَکْرٍ فطَافَ فی اَشْرَافِ کُفَّارِ قُرَیْشٍ فقال لَهُمْ اِنَّ اَبَا بکرٍ لایَخرُجُ مِثْلُهُ وَلایُخرَجُ اَتُخرِجُونَ رَجُلاً یَکْسِبُ المَعْدُومَ وَیَصِلُ الرَّحِمَ وَیَحْمِلُ الکَلَّ وَیَقْرِی الضَّیْفَ وَیُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الحَقِّ فَاَنْفَذَتْ قُرَیْشٌ جِوَارَ ابنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوا اَبَابَکْرٍ وقالوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَکْرٍ فَلْیَعْبُدْ رَبَّهُ فی دَارِهٖ فَلْیُصَلِّ وَلْیَقْرَاْ مَاشَاءَ وَلایُؤْذِیْنَا بِذٰلِكَ وَلایَسْتَعْلِنْ بِهٖ فاِنَّا قدخَشِیْنَا اَنْ یَفْتِنَ اَبْنَائَنَا وَنِسَائَنَا قال ذٰلِكَ ابنُ الدَّغِنَةِ لِاَبِی بَکْرٍ فطَفِقَ ابوبَکْرٍ یَعْبُدُ رَبَّهُ فِیْ دَارِهٖ ولا یَسْتَعْلِنُ بالصَّلٰوةِ وَلاَ القِرَاءَةِ فِیْ غَیْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لاَبِی بَکْرٍ فَابْتَنٰی مَسْجِداً بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فکانَ یُصَلِّی

فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَجُلاً بَكَّاءً لاَيَمْلِكُ دَمْعَهُ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرآنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوا إِلَى ابنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَابَكْرٍ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهٖ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِداً بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَاَعْلَنَ الصَّلٰوةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ اَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهٖ فَإِنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ اَبٰى إِلاَّ اَنْ يُعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا اَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِي بَكْرٍ الإِسْتِعْلاَنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ اَبَابَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا اَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّيْ لاَاُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّيْ اُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ إِنِّي اَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللهِ وَرَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ اُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَاَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِراً فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّي اَرْجُو اَنْ يُؤْذَنَ لِي قَالَ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِاَبِي اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ.

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے اپنے والدین کو اسلام کا متبع پایا، امام بخاریؒ نے کہا اور ابو صالح نے کہا مجھ سے، عبد اللہ بن مبارکؒ نے بیان کیا یونس سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس وقت سے اپنے والدین کو دین اسلام کا متبع پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں کنارے (صبح وشام) ہمارے پاس تشریف نہ لاتے ہوں پھر جب مسلمانوں کو (کافروں کی طرف سے) سخت تکلیف ہونے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حبشہ کی جانب چلے یہاں تک کہ جب برک الغماد پہونچے تو ان کو مالک بن دغنہ ملا جو قارہ قبیلے کا سردار تھا اس نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میری قوم نے مجھے نکال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی زمین کی سیر کروں اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا

رہوں، ابن دغنہ نے کہا تم جیسا انسان نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے اس لئے کہ تم تو ناداروں کو کما کر دیتے ہو (یعنی غریب پرور ہو) اور صلہ رحمی کرتے ہو اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، (مجبور و عاجز لوگوں کا بار اٹھاتے ہو اور مدد کرتے ہو) اور مہمان نوازی کرتے ہو اور راہ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہو اور میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں اس لئے تم واپس چلو اور اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کرو۔

پھر ابن دغنہ نے سفر کیا اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ آیا اور کفار قریش کے سرداروں میں چکر لگایا اور ان سے کہا دیکھو ابوبکر سا انسان نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو نادار غریب کی پرورش کرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے مجبور بوجھل کا بوجھ اٹھاتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے حق مصائب (حوادث) پر مدد کرتا ہے، کفار قریش نے ابن دغنہ کی پناہ (امان) منظور کرلی اور ابوبکرؓ کو امان دیدیا، لیکن ابن دغنہ سے کہا کہ تم ابوبکر سے کہدو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں اور گھر ہی میں نماز پڑھیں اور جو چاہیں تلاوت کریں اور ہم کو نماز و تلاوت سے تکلیف نہ دیں اور نہ علانیہ پڑھیں کیونکہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں فتنے میں نہ پڑ جائیں، ابن دغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ سب کہدیا، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ (اس دن سے) اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے اور اپنے گھر کے علاوہ نہ علانیہ نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے۔

پھر ابوبکرؓ کے دل میں آیا اور انہوں نے اپنے مکان کے صحن میں ایک مسجد بنالی اور باہر نکل گئے اور اسی میں نماز پڑھتے، اور قرآن شریف پڑھتے، اس کی وجہ سے مشرکین کی عورتیں اور ان کے لڑکے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے ان کو دیکھتے، اور حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن تلاوت کرتے تو آنسو کو روک نہ پاتے چنانچہ اس بات نے مشرکین قریش کے روٴسا کو گھبراہٹ میں ڈالدیا تو ان لوگوں نے ابن دغنہ کو کہلا بھیجا وہ آیا تو ابن دغنہ سے کہا کہ ہم لوگوں نے ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کریں لیکن انہوں نے تجاوز کیا اور اپنے گھر (کے باہر) صحن میں مسجد بنالی اور علانیہ نماز و قرآن پڑھنے لگے اور بلاشبہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہمارے لڑکے اور ہماری عورتیں فتنے میں پڑ جائیں (پھسل جائیں) تم ابوبکر کے پاس جاؤ (اور کہو) اگر وہ اس بات کو پسند کریں کہ صرف اپنے گھر میں عبادت کریں تو کریں (یعنی اجازت ہے) اور اگر وہ نہ مانیں اور علانیہ عبادت کرنے پر اصرار کریں تو تم اپنی امان و ذمہ داری واپس لینے کو دریافت کرلو اس لئے کہ ہم تیری امان کو توڑنا پسند نہیں کرتے اور ہم لوگ ابوبکر کو علانیہ عبادت کرنے نہیں دیں گے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر ابن دغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو میں نے جس شرط پر تمہاری ذمہ داری لی تھی (امان دی تھی) بس یا تو گھر کے اندر نماز و تلاوت پر اقتصار کرو یا میری امان لوٹادو اس لئے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ عرب سنیں کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی اس کو توڑ دیا گیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں تیری امان کو تجھ پر رد کرتا ہوں اور میں اللہ کی امان پر راضی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ ہی میں تھے آپ ﷺ نے

فرمایا کہ مجھ کو (خواب میں) تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے میں دو سنگسانوں کے درمیان کھجوروں والی شور زمین دیکھی ہے یہ سن کر جس نے ہجرت کی مدینے کی طرف ہجرت کی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر فرمایا اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اس میں سے بھی کچھ لوگ مدینہ منورہ آگئے اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کی تیاری کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم رکے رہو اس لئے کہ مجھے امید ہے کہ (خدا کی طرف سے) مجھے بھی ہجرت کی اجازت دی جائے گی ابوبکرؓ نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے لئے اپنے آپ کو روک لیا اور دو اونٹنیوں کو جوان کے پاس تھیں چار مہینے تک ببول کے پتے کھلائے (تا کہ وہ تیز چلنے لگیں)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المجير ملتزم للمجار ان لايوذى من جهة من اجار منه وكان ضمن له ان لايؤذي وان تكون العهدة في ذلك عليه وبهذا يحصل الجواب عما قيل كان المناسب ان يذكر هذا في كفالة الابدان كما ناسب والذين عاقدت ايمانكم كفالة الاموال. (عمدہ)(قس)

یعنی باب سے حدیث کی مطابقت یوں ہے کہ ابن دغنہ نے ابوبکرؓ کی ضمانت کی تھی (کفیل وذمہ دار بنا تھا) کہ ابوبکر کو مالی اور بدنی ایذا نہ پہونچے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۷ تا۳۰۸، ومر الحديث ص۶۸، وص۲۸۷، وص۳۰۱، ویاتی ص۵۵۲، وص۵۸۷، وص۸۶۴، وص۸۹۸۔

۲۱۶۰﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عن ابنِ شِهَابٍ عن اَبِى سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كانَ يُؤتى بِالرَّجُلِ المُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْاَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلاً فاِنْ حُدِّثَ اَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ وَاِلاَّ قال لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فلمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الفُتُوحَ قال انا اَوْلٰى بِالمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّىَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْناً فَعَلَىَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی مقروض فوت شدہ (یعنی جنازہ) لایا جاتا، تو آپ ﷺ دریافت فرماتے کہ کیا اس شخص نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر بیان کیا جاتا کہ ہاں اتنا مال چھوڑا ہے کہ (تجہیز وتکفین کے بعد) قرض ادا کیا جاسکے تو آپ ﷺ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے فرمادیتے کہ تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو پھر جب اللہ کے فضل سے فتوحات ہوئیں

(اللہ نے دولت کی بارش فرمائی) تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں مسلمانوں کا خود ان کی جانوں سے قریب تر ہوں جو مسلمان مقروض وفات پائے تو اس کے قرض کی ادائیگی مجھ پر ہے اور جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة؟ اس پر کوئی باب ہے اور نہ ترجمہ اور یہ ابوذر اور ابوالوقت کے نسخہ کے مطابق ہے لیکن اکثر نسخوں میں یہاں باب مع ترجمہ ہے یعنی اس حدیث پر باب ہے "باب الدين" جیسا کہ فتح الباری، عمدۃ القاری اور ارشاد الساری وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے اس صورت میں حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے ای انه فی بیان حکم الدين.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۰۸، ویاتی فی التفسیر ص ۷۰۵، وص ۸۰۹، وص ۹۹۷، وص ۹۹۸ تا ص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰ تا ص ۱۰۰۱، واخرجه مسلم فی الفرائض والترمذی فی الجنائز. (قس) (عمدہ)

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حتی الامکان قرض سے بچنا چاہئے اگر قرض کا معاملہ شدید تر نہ ہوتا تو حضور اکرم ﷺ مدیون کی نماز جنازہ ترک نہیں فرماتے، اگر شدید ضرورت ہو تو قرض لینا جائز ہے مگر اپنی زندگی میں ادا کرنے کی پوری کوشش کرے۔ واللہ اعلم

تشریح حدیث ۲۱۵۹ | لم اعقل الخ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی عمر مبارک ہجرت کے وقت آٹھ سال تھی اس لئے حضرت عائشہؓ ہجرت سے قبل سن شعور کو پہونچ چکی تھیں۔

يدينن الدين الدين پر الف لام عہدی ہے مراد دین اسلام ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ایک یوم کیا ایک ساعت بھی کفر طاری نہیں ہوا، کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ کی پیدائش سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔

برك الغماد غین پر ضمہ اور کسرہ دونوں صحیح ہے، یہ یمن کی سرحد پر ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے۔

ابن الدغنه اس کا نام مالک بن دغنہ ہے اور دغنہ اس کی ماں کا نام ہے۔

مسئلہ | اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ مسلمان اپنی جان و مال اور دین بچانے کیلئے کافر کی امان قبول کرسکتا ہے۔

دوسری حدیث یعنی حدیث ۲۱۶۰ کے لئے "مطابقته للترجمة" ملاحظہ فرمائیے۔

براعۃ اختتام | حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں " ثم البراعة فی قوله من ترك مالا فلورثته عند الحافظ، واما عندی ففی صلوة الجنازة کما تقدم فی الحوالة. (الابواب والتراجم ج ۳)

● ● ●

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتابُ الوَكالةِ

وکالت کا بیان

وَكالة بفتح الواو ويجوز كسرها وهي في اللغة "التفويض" یعنی وکالت کے معنی لغت میں سپرد کرنا، وفي الشرع "تفويض شخص امره الى آخر فيما يقبل النيابة" یعنی شریعت میں وکالت اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنا کوئی کام دوسرے کے سپرد کرے بشرطیکہ اس کام میں نیابت اور قائم مقامی ہوسکتی ہو۔

﴿ بابٌ ۱۴۳۲ في وَكالةِ الشَّرِيكِ الشَّرِيكَ في القِسْمَةِ وغَيْرِها ﴾

وقد أَشركَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَلِيًّا في هَدْيِهِ ثمّ أَمَرَهُ بِقِسْمَتِهَا.

ایک شریک کا دوسرے شریک کا وکیل ہونا تقسیم وغیرہ میں

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قربانی میں شریک کرلیا پھر ان کو حکم دیا کہ اس کو تقسیم کردیں۔

۲۱۶۱ ﴿حَدَّثَنا قَبِيصَةُ حَدَّثَنا سُفيانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ عن مُجاهِدٍ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى عن عَلِيٍّ قال أَمَرَنِي رسولُ الله صلى الله عليه وسلم أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلالِ البُدْنِ الّتِي نُحِرَتْ وَبِجُلودِهَا. ﴾

ترجمہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ قربانی کے اونٹوں کی جھولیں اور کھالیں صدقہ کردوں۔ (یعنی فقیروں کو بانٹ دوں)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه علم انه ﷺ اشركه في هديه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۸، ومر الحديث ص ۲۳۰ تا ۲۳۱، وص ۲۳۲۔

۲۱۶۲ ﴿حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ خالِدٍ حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ عن أبي الخَيْرِ عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ أنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَعْطاهُ غَنَماً يَقْسِمُها على صَحابَتِهِ فَبَقِيَ عَتودٌ فَذَكره

لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ضَحِّ بِهِ اَنْتَ.﴾

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بکریاں دیں کہ اپنے صحابہ پر تقسیم کردیں تو ایک بکری کا بچہ سال بھر کا بچ گیا تو انہوں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی قربانی کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة من حیث انه صلی الله علیه وسلم وکله علی قسمة الضحایا وهو شریك للموهوب الیهم فتوکیله علی ذلك کتوکیل شرکائه الذی قسم بینهم الاضاحی. (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عقبہؓ کو شرکاء قربانی میں جو تقسیم کرنے کے لئے دیا تو یہ شرکاء کے درمیان تقسیم کرنے پر وکیل بنانا ہوا۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۰۸، ویاتی الحدیث ص۳۴۰، وص۸۳۲، وص۸۳۳، واخرجه مسلم والترمذی، والنسائی وابن ماجه فی الضحایا.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ وکیل کی شرکت جائز ہے قاله ابن بطال وقال لا اعلم فیه خلافاً.

تشریح صفحہ۸۳۲ کی روایت میں بجائے عتود کے جذع کا لفظ ہے یعنی جوان بچہ اور یہ معلوم ہے کہ قربانی کے لئے بکری کا سال بھر کا ہونا ضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بکریاں قربانی کرنے ہی کے لئے تقسیم فرمائی تھیں۔

﴿بابٌ [۱۴۳۳] اِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الْحَرْبِ اَوْفِي دَارِ الْاِسْلَامِ جَازَ﴾

جب مسلمان کسی حربی کافر کو دارالحرب میں یا دارالاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے (درست ہے)

۲۱۶۳﴿حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیزِ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا یُوسُفُ بنُ الماجِشُونِ عن صالِحِ بنِ ابراهیمَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَوفٍ عن اَبِیهِ عن جَدِّه عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عوفٍ قال کاتَبْتُ اُمَیَّةَ بنَ خَلَفٍ کِتابًا بِاَنْ یَحْفَظَنِی فی صَاغِیَتِی بِمَکَّةَ وَاَحْفَظَهُ فی صَاغِیَتِهِ بِالمَدِینَةِ فلمّا ذَکَرْتُ الرَّحمٰنَ قال لااَعْرِفُ الرَّحمٰنَ کاتِبْنِی باسمِكَ الَّذِی کانَ فی الجَاهِلِیَّةِ فکاتَبْتُه عَبْدُ عَمْرٍو فلمّا کانَ یَومُ بَدْرٍ خَرَجْتُ اِلٰی جَبَلٍ لِاُحْرِزَهُ حِینَ نامَ النّاسُ فَاَبْصَرَهُ بِلَالٌ فخرَجَ حتی وَقَفَ عَلٰی مَجْلِسٍ مِنَ الاَنْصارِ فقال اُمَیَّةُ بنَ خَلَفٍ

لاتجوث اِنْ نَجا اُمَيَّةُ فخرج معه فريق مِنَ الْانْصارِ فى آثارِنا فلمّا خشيتُ اَنْ يَلحقونا خلفتُ لهم ابنَهُ لِاُشغِلَهُمْ فقتلوهُ ثم اَبَوا حتى يتبعونا وَكانَ رَجلاً ثقيلاً فلمّا اَدرَكُونا قلتُ لَهُ ابرُكْ فبرَكَ فالقيتُ عليهِ نفسِى لِاَمنعَهُ فتخلَّلُوهُ بالسُّيوفِ مِن تحتِى حتى قتلوهُ وَاصابَ احدُهُمْ رِجلِى بِسَيفِهِ وَكانَ عبدُ الرّحمٰنِ بنُ عَوفٍ يُرِينا ذٰلِكَ الاَثرَ فى ظَهرِ قَدَمِهِ قال اَبوعبدِاللهِ سَمِعَ يُوسُفَ صَالِحًا وَاِبرَاهِيمُ اَبَاهُ.﴾

ترجمہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ میں نے امیہ بن خلف (کافر) کو ایک خط لکھا (بطور معاہدہ) کہ وہ مکہ میں (جو اس وقت دار الحرب تھا) میری جائداد کی نگرانی کرے اور میں مدینے میں اس کی جائداد کی نگرانی کروں گا جب میں نے خط میں اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو امیہ کہنے لگا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا تم تو اپنے اس نام سے خط و کتابت کرو جو زمانہ جاہلیت میں نام تھا چنانچہ میں نے اپنا (قدیم) نام عبد عمر و لکھا، پھر جب غزوہ بدر کا دن آیا تو جب لوگ سو گئے تو ایک پہاڑی کی طرف نکلا تا کہ امیہ کی جان بچاؤں بلالؓ نے اس کو دیکھ لیا تو بلالؓ انصار کی ایک مجلس میں گئے اور کہنے لگے یہ امیہ بن خلف ہے اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچا یہ سن کر انصار کے کچھ لوگ بلالؓ کے ساتھ ہو کر ہمارے پیچھے نکلے جب مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہمیں پالیں گے تو میں نے ان لوگوں کے لئے امیہ کے بیٹے (علی بن امیہ) کو پیچھے کر دیا تا کہ انھیں مشغول رکھے (یعنی بجائے امیہ کے اس کے بیٹے میں پھنسے رہیں) لیکن انصارؓ نے اس کو مار ڈالا اس کے بعد بھی وہ نہیں مانے اور ہمارے پیچھے لگے رہے اور امیہ بھاری بھرکم شخص تھا جب وہ لوگ ہمارے قریب آ گئے تو میں نے امیہ سے کہا ارے زمین پر بیٹھ جا (یعنی پڑ جاؤ) وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا (یعنی امیہ کے اوپر پڑ گیا) تا کہ اس کو بچالوں لیکن انصار نے میرے نیچے سے تلواریں گھسیڑ کر اسے مار ڈالا اور ان میں سے کسی کی تلوار سے میرے پاؤں پر بھی زخم لگ گیا، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے قدم کی پشت پر اس کا نشان ہمیں دکھاتے تھے۔ امام بخاریؒ نے کہا یوسف نے صالح سے، اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان عبد الرحمٰن بن عوفؓ وهو مسلم فى دار الاسلام كاتب الى امية بن خلف وهو كافر فى دار الحرب بتفويضه اليه لينظر فيما يتعلق به وهو معنى التوكيل الخ. (عمدہ)

یعنی امیہ بن خلف کافر حربی تھا اور دار الحرب یعنی مکہ میں مقیم تھا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ مسلمان تھے لیکن انہوں نے امیہ کو وکیل بنایا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لاخلاف فیہ۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۸، ویاتی فی المغازی ص ۵۶۶ مختصراً۔

مختصر تشریح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مکہ مکرمہ میں جائداد تھی اور امیہ بن خلف کی مدینہ منورہ میں جائداد تھی اور مکہ میں ان دونوں کے درمیان دوستی تھی جیسا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دوستی

امیہ بن خلف سے تھی جیسا کہ خود حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان صدیقا لامیۃ بن خلف الخ.
(بخاری ثانی ص ۵۶۳)

تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنے مال و جائداد کی نگرانی کے لئے امیہ سے یہ معاہدہ کیا تھا یعنی اپنی جائداد کے لئے کافر حربی کو وکیل بنایا۔ اور امیہ بن خلف کے بیٹے علی بن امیہ کو حضرت عمار بن یاسرؓ نے قتل کیا و الذی قتل علی بن امیۃ عمار بن یاسر (عمدہ ج ۱۲ ص ۱۳۰/ایضا قسطلانی)

اور امیہ بن خلف کو قتل کرنے والے چند حضرات ہیں معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید، اور خبیب بن اساف۔ اشترکوا فی قتلہ. (قس ج ۵)

مقصد | ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ وکیل بنانے کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان نے حربی کافر کو وکیل بنایا اور ظاہر ہے کہ جب دار الحرب میں کافر کو وکیل بنانا درست ہے تو دار الاسلام میں بطریق اولی جائز و درست ہوگا۔

﴿بابٌ^۱۴۳۴ الوَکَالَۃِ فی الصَّرفِ وَالمِیزَانِ وقد وَکَّلَ عُمَرُ وابنُ عُمَرَ فی الصَّرفِ﴾

صرافی اور ناپ تول میں وکیل بنانے کا بیان، اور حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ نے بیع صرف میں وکیل بنایا

مطلب یہ ہے کہ بیع صرف میں دینار و درہم، اور روپیہ پیسہ کے پرکھنے، کھرے کھوٹے کے جانچنے کا وکیل بنایا۔

۲۱۶۴﴿حدثنا عبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ اَخبرَنا مالکٌ عن عبدِ المَجِیدِ بنِ سُھَیلِ بنِ عبدِ الرحمٰنِ ابنِ عَوفٍ عن سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ عن اَبی سَعِیدِ الخُدرِیِّ وَاَبی ھُرَیرَۃَ اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَعْمَلَ رَجُلاً علی خَیبَرَ فَجاءَ ھُم بِتَمرٍ جَنِیبٍ قال اَکُلُّ تَمرِ خَیبَرَ ھٰکذا قال اِنّا لَنَاخُذُ الصَّاعَ مِنْ ھٰذا بالصَّاعَینِ وَالصَّاعَینِ بالثَّلاثَۃِ فقال لاتَفعَلْ بِعِ الجَمْعَ بالدَّرَاھِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیباً وَقال فی المِیزَانِ مِثلَ ذٰلِکَ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ (دونوں سے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر عامل (تحصیلدار) مقرر کیا پھر وہ خیبر سے عمدہ کھجور لے کر آئے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ انہوں نے (یعنی سواد بن غزیہ عامل نے) نے عرض کیا نہیں ہم اس طرح کی ایک صاع کھجور

(عمدہ) دو صاع کے بدلے اور دو صاع (عمدہ) تین صاع (ناقص) کے بدلے میں لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کرو بلکہ (اگر عمدہ کھجور لانی ہو تو) ناقص کھجور پہلے درہم کے بدلے بیچ ڈالو پھر ان دراہم سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو، اور میزان میں یعنی تولنے کی چیزوں میں اس کے مثل یعنی برابر کا حکم دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم قال لعامل خيبر بع الجمع بالدراهم ثم ابتع أى اشتر بالدراهم جنيبا وهذا توكيل فى البيع والشراء الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۸، ومر الحديث ص ۲۹۳، وياتى الحديث فى المغازى ص ۶۰۹، وياتى الحديث ص ۱۰۹۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ایک وہم کا ازالہ ہے وہم یہ ہے کہ بیع صرف میں توکیل جائز نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بیع صرف میں عوضین پر قبضہ سے پہلے تفارق جائز نہیں ہے اور توکیل کی صورت میں احد العاقدین موجود نہیں ہے اس لئے جائز نہ ہونا چاہئے۔

امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ وکیل بمنزلہ موکل ہے یعنی وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہے فلا اشکال۔

تشریح: قال الحافظ قال ابن المنذر اجمعوا على ان الوكالة فى الصرف جائزة.

﴿ بَابٌ [۱۳۳۵] إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئاً يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَايَخَافُ الْفَسَادَ ﴾

جب چرواہا یا وکیل کسی بکری کو مرتے ہوئے دیکھے یا کسی چیز کو خراب ہوتے ہوئے دیکھے تو ذبح کردے اور جس چیز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اسے درست کرے

۲۱۶۵ ﴿حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ قال أَنْبَأنَا عُبَيْدُ اللهِ عن نافعٍ أَنَّه سَمِعَ ابنَ كَعْبِ بنِ مالِكٍ يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ أنَّه كانَتْ لَه غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جارِيَةٌ لَنا بِشاةٍ مِنْ غَنَمِنا مَوْتاً فَكَسَرَتْ حَجَراً فَذَبَحَتْها بِه فقال لَهُمْ لاتَأْكُلُوا حتى أَسْأَلَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْ أُرْسِلَ إِلى النبيِّ صلى الله عليه وسلم مَنْ يَسْأَلُهُ وَأَنَّه سَأَلَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عن ذٰلِك أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا قال عُبَيْدُ اللهِ فَيُعْجِبُنِي أَنَّها أَمَةٌ وَأَنَّها ذَبَحَتْ تابَعَه عَبْدَةُ عن عُبَيْدِ اللهِ.﴾

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے (انہوں نے فرمایا) کہ ان کی کچھ بکریاں تھیں جو سلع پہاڑ پر چرتی تھیں (سلع بفتح السین المهملة وسكون اللام مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے) ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مر رہی ہے تو اس لونڈی نے ایک پتھر توڑا اور اس سے بکری کو ذبح کر دیا تو حضرت کعبؓ نے لوگوں سے کہا اس کا گوشت مت کھاؤ یہاں تک کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلوں یا یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر دریافت کرالوں پھر انہوں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا کسی کو بھیج کر دریافت کرایا تو حضور ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دیدی، عبید اللہ نے کہا مجھے یہ بات پسند آئی کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کی معتمر کے ساتھ عبدہ نے بھی عبید اللہ سے اس کو روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى مسألة الراعى ظاهرة لان الجارية كانت راعية للغنم فلما رأت شاة منها تموت ذبحتها ولما رفع امرها الى النبى صلى الله عليه وسلم امر باكلها ولم ينكر على من ذبحها واما مسألة الوكيل ملحقة . الخ (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۰۸، تا ص ۳۰۹، ویاتى الحديث ص ۸۲۷، ۔۔۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایسی صورت میں راعی یعنی چرواہے پر ضمان نہیں ہوگا اسی طرح وکیل پر کیونکہ راعی اور وکیل مال پر امین ہوتا ہے اگر امانت کے بارے میں کوئی خبر دے تو تصدیق کی جائے گی جیسے حضرت کعبؓ نے اس لونڈی پر اعتماد کیا اور مواخذہ نہیں کیا صرف گوشت کھانے میں تردد کیا۔

اذا خاف الموت على شاة فذبحها لم يضمن ويصدق ان جاء بها مذبوحة. (عمده)

مسائل ۱۔ لونڈی کا ذبیحہ درست ہے ۲۔ دھار دار چیز سے ذبح کرنا درست ہے جیسے بانس کا چھلکا چھری، اور پتھر وغیرہ وفيه جواز الذبح بكل جارح الا السن والظفر یعنی دانت اور ناخن سے درست نہیں۔

﴿ بَابٌ [۱۴۳۶] وَكَالَةُ الشَّاهِدِ وَالغَائِبِ جَائِزَةٌ ﴾

وَكَتَبَ عبدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو اِلَى قَهْرَمَانِه وَهُوَ غائِبٌ عَنهُ اَن يُزَكِّيَ عن اَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيْرِ.

حاضر اور غائب (ہر ایک کو) وکیل کرنا درست ہے

اور حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے اپنے وکیل کو لکھا اور وہ ان سے غائب تھا (یعنی وہاں موجود نہ تھا) کہ وہ ان کے گھر والوں چھوٹے بڑے سب کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔

۲۱۶۶ ﴿حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ عن اَبِى سَلَمَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ

قال کان لِرَجُلٍ علَی النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم سِنٌّ مِنَ الإبلِ فجَائَہٗ یَتقاضَاہُ فقال اَعْطُوہُ فطَلَبُو سِنَّہٗ فلَمْ یَجِدُوا لَہٗ اِلاَّ سِنًّا فوقَھَا فقال اَعْطُوہُ فقال اَوْفَیْتَنِی اَوْفَی اللہُ بِکَ قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ خِیَارَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص کا نبی اکرم ﷺ پر ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو اس کا حق دیدو صحابہ نے اسی عمر کا اونٹ ڈھونڈھا تو اس عمر کا اونٹ نہ ملا مگر اس سے بڑی عمر (جو زیادہ قیمت کا تھا) ملا آپ ﷺ نے فرمایا وہی دیدو اس پر اس شخص نے کہا آپ نے میرا حق پورا دیدیا اللہ آپ کو پورا دے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض کو خوبی کے ساتھ ادا کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی وکالۃ الحاضر فی قولہ "اعطوہ" لان ھذا توکیل منہ علیہ الصلوۃ والسلام لمن امرہ بالقضاء عنہ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۰۹، ایضاً ص۳۰۹، ویاتی ص۳۲۱، وص۳۲۲، وص۳۲۳، وص۳۵۵، واخرجہ مسلم، ترمذی، نسائی فی البیوع وابن ماجہ فی الاحکام.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ وکالت جائز ہے خواہ وکیل سامنے موجود ہو یا غائب۔

﴿بابُ ۱۴۳۷ الوَکَالَۃِ فِی قَضَاءِ الدُّیُونِ﴾

قرض ادا کرنے کیلئے وکیل بنانا

۲۱۶۷﴿حَدَّثَنَا سُلیمانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنا شُعْبَۃُ عن سَلَمَۃَ بنِ کُھَیْلٍ قال سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَۃَ بنَ عَبْدِ الرَّحمٰن عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَقَاضَاہُ فاَغْلَظَ فَھَمَّ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فقال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعُوہُ فاِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالاً ثُمَّ قال اَعْطُوہُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّہٖ قالوا یارسولَ اللہ لانَجِدُ اِلاَّ اَمْثَلَ مِن سِنِّہٖ فقال اَعْطُوہُ فاِنَّ مِن خَیْرِکُمْ اَحْسَنَکُمْ قَضَاءً.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اپنے قرض کا تقاضا آپ ﷺ سے کرنے لگا اور سخت الفاظ (گستاخانہ) کہے تو آپ ﷺ کے اصحاب نے اس کو سزا دینا چاہا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو (یعنی کہنے دو) اس لئے کہ حق والے کو ایسی بات کرنے کا حق ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اسی عمر کا اونٹ دیدو، لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس عمر کا تو نہیں ہے اس سے بہتر اونٹ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی اس کو

دیدو اور تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو خوبی کے ساتھ قرض ادا کریں۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعطوه سنا" لان امره صلى الله عليه وسلم باعطاء السن وكالة في قضاء دينه.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۳۰۹، ومر الحديث ص ۳۰۹، ويأتي الحديث ص ۳۲۱ و ص ۳۴۲، و ص ۳۲۳، و ص ۳۵۵، زر۔

مقصد | قال ابن المنير فقه هذه الترجمة الخ یعنی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک وہم کا ازالہ ہے وہ یہ کہ کسی کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا واجب علی الفور ہے تو اس سلسلے میں وکیل بنانا جائز نہ ہونا چاہئے کیونکہ وکیل بنانے میں تاخیر ہوگی، بخاریؒ نے بیان کردیا کہ یہ جائز ہے یہ ٹال مٹول نہیں ہے۔ (فتح)

﴿ باب ۱۴۳۸ اِذَا وَهَبَ شَيْئاً لِوَكِيْلٍ اَوْ شَفِيْعِ قومٍ جازَ لِقولِ النبيِّ ﷺ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَأَلُوْهُ المَغَانِمَ فقال نَصِيْبِي لَكُمْ ﴾

جب کسی قوم کے وکیل یا سفارشی کو کچھ ہبہ کیا (دیا) تو جائز ہے کیونکہ جب ہوازن کی طرف سے جو لوگ آئے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے مال غنیمت واپس کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے حصہ میں جو آیا ہے وہ تم لے جاؤ

تشریح: پوری تفصیل حدیث پاک سے معلوم ہوگی۔

۲۱۶۸ ﴿حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قال وَزَعَمَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الحَكَمِ وَالمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فقال لهُم رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَحَبُّ الحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُه فاخْتَارُوا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا المَالَ وقدْكُنْتُ اسْتَانَيْتُ بِهِمْ وَقد كان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم انتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فلمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم غَيْرُ رَادٍّ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قالوا فاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فقامَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فِي المُسْلِمِيْنَ فاَثْنَى على اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُه ثمّ قال اَمَّا بَعْدُ فاِنَّ اِخْوانَكُمْ هٰؤُلَاءِ قدجَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّي قدرَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ

إِلَيْهِمْ سَبِيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا۔

ترجمہ عروہ نے کہا کہ ان سے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے بیان کیا کہ جب ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا سچی بات مجھ کو زیادہ پسند ہے تم دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر دیا قیدی واپس لو یا مال (یعنی دونوں واپس نہیں ہو سکتے) اور میں نے تو (جعرانہ میں) ان کا انتظار کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تو دس رات سے زیادہ (جعرانہ میں) ان کا انتظار کیا تھا۔

جب ہوازن کے وفد کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ دو چیزوں میں سے صرف ایک ہی چیز واپس فرمائیں گے تو عرض کیا ہم قیدی چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے سامنے (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوئے تو پہلے اللہ کی تعریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا اما بعد! تمہارے یہ بھائی (ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں اب تم میں سے جو کوئی بخوشی اسے پسند کر لے وہ یہی کرے (یعنی جو خوشی سے پھیر دینا چاہے وہ واپس کر دے) اور جو چاہتا ہے کہ اس کا حصہ باقی رہے (تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس وقت دیدے) اس شرط پر کہ سب سے پہلا جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اس میں سے ہم اس کے عوض دیں گے تو ایسا بھی کر سکتا ہے اس پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے انہیں بخوشی دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے بخوشی اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی (بہتر ہے کہ) تم لوٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار آ کر ہمیں بتائیں چنانچہ لوگ لوٹ گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے بات کی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ خبر دی کہ سب نے بخوشی اجازت دی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وانی قد رأیت ان ارد الیھم سبیھم الحدیث" یعنی یہ وفد اپنے قبیلے کے وکیل اور شفیع بن کر حاضر خدمت ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو ہبہ کر دیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۰۹، ویاتی الحدیث ص ۳۴۵، وص ۳۵۱ تا ص ۳۵۲، وص ۳۵۵، وص ۴۴۲، وفی المغازی ص ۶۱۸، وص ۱۰۶۴، واخرجہ ابو داؤد فی الجھاد والنسائی فی السیر بقصۃ العرفاء مختصراً۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ وکیل کا اقرار مؤکل کی جانب سے مقبول ہے اس لئے کہ وفد کے معاملہ میں عرفاء بمنزلہ وکلاء تھے جب مشورہ کے بعد عرفاء (سرداروں) نے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو حضور ﷺ نے قبول فرمالیا اور وفد کے ہر شخص سے دریافت نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۴۳۹ اِذَا وَكَّلَ رَجُلاً اَنْ يُعْطِيَ شَيْئاً وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي فاعْطَى مايَتَعَارَفُهُ النَّاسُ﴾

جب ایک شخص نے دوسرے کو کچھ دینے کے لئے وکیل بنایا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کتنا دے تو انہوں نے دستور کے مطابق دیا

۲۱۶۹﴿حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عن عطاءِ بنِ اَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرِهِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ علَى بَعْضٍ وَلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ قال كُنْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ فكُنْتُ علَى جَمَلٍ ثَفَالٍ اِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ القومِ فمَرَّبِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال مَن هٰذا قلتُ جَابِرُ بنُ عبدِ الله قال مالَكَ قلتُ اِنِّي علَى جَمَلٍ ثَفَالٍ قال اَمَعَكَ قَضِيبٌ قلتُ نعم قال اَعْطِنِيْهِ فاَعْطَيْتُه فَضَرَبَهُ فزَجَرَهُ فكانَ مِنْ ذٰلِكَ المَكانِ من اَوَّلِ القَوْمِ قال بِعْنِيْهِ قلتُ بل هُوَ لَكَ يارسولَ الله قال بِعْنِيْهِ قال قداَخَذْتُه بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ اِلَى المَدِيْنَةِ لمَّا دَنَوْنَا مِنَ المَدِيْنَةِ اَخذتُ اَرْتَحِلُ قال اَيْنَ تُرِيْدُ قلتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً قَدْ خَلا مِنْهَا قال فَهَلاَّ جَارِيَةً تُلاعِبُهَا وَتُلاعِبُكَ قلتُ اِنَّ اَبِي قَدْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اَنْكِحَ امْرَاَةً قَدْ جَرَّبَتْ وَخَلا مِنْهَا قال فذٰلِك فلمَّا قَدِمْنَا المَدِيْنَةَ قال يابِلالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فاَعْطَاهُ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهُ قِيْرَاطاً قال جَابِرٌ لايفارِقُنِي زِيَادَةُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَكُنِ القِيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جابِرِ بنِ عبدِ الله.﴾

ترجمہ عطاء بن ابی رباحؒ اور ان کے علاوہ (متعدد لوگوں) سے مروی ہے ان میں سے بعض نے بعض پر بڑھا کر بیان کیا ہے مگر ان سب نے حدیث کو جابرؓ تک نہیں پہنچایا ہے ان سب میں سے ایک شخص نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں ایک سفر (ای فی غزوة الفتح) میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اور میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار تھا جو سب سے پیچھے رہتا پھر نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گذرے اور پوچھا "یہ کون ہے؟ میں

نے عرض کیا" جابر بن عبد اللہ" آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا میرا اونٹ بالکل سست رفتار ہے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس چھڑی ہے میں عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو دے تو میں نے حضور ﷺ کو دی تو حضور ﷺ نے اس کو مارا اور ڈانٹا اب جو اس جگہ سے چلا تو سب لوگوں سے آگے بڑھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کو میرے پاس بیچ ڈال میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ ہی کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کو میرے ہاتھ بیچ دو میں نے اس کو بعوض چار اشرفی لیا اور تو مدینہ تک اس پر سوار رہ۔

خیر جب ہم مدینہ کے قریب پہونچے تو میں اور طرف جانے لگا آپ ﷺ نے فرمایا کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے (لفظی ترجمہ ہوگا میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جس کا شوہر مر گیا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں کنواری لڑکی سے کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی، میں نے عرض کیا میرے والد کا وصال ہو گیا اور چند لڑکیاں چھوڑ گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور بیوہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو یہ مبارک ہو (فذلك مبتداء حذف خبره تقديره مبارك) جب ہم مدینہ پہونچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال جابر کو قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے چنانچہ حضرت بلالؓ نے جابرؓ کو چار اشرفیاں دیں اور ایک قیراط سونا زیادہ دیا جابرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک قیراط سونا زیادہ دیا تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا ہمیشہ یہ قیراط جابرؓ کی تھیلی میں رہتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله صلى الله عليه وسلم "ياهلال اقضه وزده فاعطاه اربعة دنانير وزاده قيراطاً فانه صلى الله عليه وسلم لم يذكر مقدار ما يعطيه عند امره بالزيادة فاعتمد بلال رضي الله عنه على العرف في ذلك فزاده قيراطاً.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۰۹ تا ۳۱۰، ومر الحديث ص۶۳، وص۲۸۲، ويأتي ص۳۲۱/وص۳۲۲، وص۳۲۴، وص۳۳۵، وص۳۵۵، وص۳۷۵، وص۴۰۱، وص۴۱۶، وص۴۳۴، ،، ،، وص۵۸۰، وص۷۶۰، وص۷۸۹، ،، وص۸۰۸، وص۹۴۵، مسلم في البيوع۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے کو کچھ دینے کا وکیل بنایا لیکن مؤکل نے وکیل سے یہ نہیں بیان کیا کہ کتنا دے اور وکیل نے دستور کے موافق دیا تو یہ صورت جائز ہے۔

مختصر تشریح جراب بکسر الجیم چمڑے کی تھیلی، تلوار کی میان۔ بعض نسخے میں قراب بکسر القاف ہے تلوار کی میان۔ قراب کی صورت میں ترجمہ ہوگا وہ قیراط حضرت جابرؓ کی تلوار کے میان میں رہتا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ جب حرہ کے دن یزید پلید کی طرف سے شام والوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو انہوں نے وہ سونا حضرت جابرؓ سے چھین لیا۔

﴿ بابٌ ۱۴۴۰ وَكَالَةِ الْمَرْأةِ الامامَ فى النِّكاحِ ﴾

کسی عورت کا امام کو (حاکم کو) نکاح کا وکیل کرنا

۲۱۷۰﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن اَبِى حازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال جائَتْ امرَاَةٌ اِلى رسولِ اللهِ ﷺ فقالتْ يارسولَ الله اِنِّى قدوَهَبْتُ لَكَ مِن نَفْسِى فقال رَجلٌ زَوِّجْنِيهَا يارسولَ الله قال قدزَوَّجْناكَهَا بِما مَعَكَ مِنَ القُرآنِ.﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ میں نے اپنے آپ کو (یعنی اپنی جان) حضور کو دیدی اس پر ایک صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ اس کا نکاح مجھ سے کر دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تیرے ساتھ جو قرآن ہے (یعنی قرآن مجید کی جو سورتیں تجھے یاد ہیں) اس کے عوض تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المراة لما قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم قدوهبت لك من نفسي كان ذلك كالوكالة على تزوجها من نفسه.

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے یہ وکالت عورت کے اس قول سے نکالی "انی قد وهبت لك من نفسي"۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۰، وياتى ص۷۵۲، ومفصلاً ص۷۵۲، وص۷۶۱، وص۷۶۷، وص۷۶۸، وص۷۷۰ تا ص۷۷۱، وص۷۷۲، وص۷۷۳ تا ص۷۷۴، وص۸۷۲، وص۱۱۰۳، واخرجه مسلم وابوداؤ والترمذى فى النكاح وابن ماجه فيه وفى فضائل القرآن (قس)

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عورت کی توکیل جائز ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں وكالة المراة الامام اى توكيل المراة والامام بالنصب على المفعولية (فتح، قس)

تعلیم قرآن کو مہر بنانا اس حدیث سے استدلال کر کے شافعیہ تعلیم قرآن کے مہر بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن جمہور (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، لیثؒ، مکحول اور اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ) کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر بنانا جائز نہیں لقولہ تعالی اُحِلَّ لكم ماوراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم. (سورہ نساء، ۲۴)

یعنی حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے) اس آیت میں ابتغاء بالمال کا حکم دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مال نہ ہو مہر نہیں بن سکتا اور تعلیم قرآن مال نہیں، اور خبر واحد سے آیت کا نسخ درست نہیں لہذا "زوّجنا كها بما معك من القرآن" کا ایسا مطلب مراد لیا جائے گا جو آیت کے مطابق ہو وہ یہ

کہ اس میں بار معاوضہ کی نہیں بلکہ سببیت کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے زوجنا کہا لانک من اہل القرآن یعنی تمہارے علم قرآن کے سبب تم پر مہر معجل ضروری نہیں قرار دیا جاتا، البتہ مہر موجل قواعد کے مطابق واجب ہوگا۔

تشریح: یہاں روایت مختصر ہے مفصل حدیث بخاری جلد ثانی ص ۷۵۲، میں آرہی ہے وہاں مفصل بحث ہوگی۔ انشاء اللہ

﴿بَابٌ [۱۴۴۱] اِذَا وَكَّلَ رَجُلاً فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئاً فَاَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ اَقْرَضَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ﴾

جب کسی کو وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ چھوڑ دیا تو اگر موکل نے اسکو جائز کر دیا (یعنی اجازت دی) تو جائز و درست ہے اور اگر معین میعاد پر کسی کو قرض دیا تو جائز ہے

وقال عثمانُ بنُ الهيثمِ ابو عَمرٍو حَدَّثنا عوفٌ عن محمدِ بنِ سِيرِيْنَ عن ابى هُرَيْرَةَ قال وَكَّلَنِي رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِحِفْظِ زكوٰةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِى آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعامِ فَاَخَذْتُه وَقُلْتُ وَاللهِ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال دَعْنِي فَاِنِّى مُحْتاجٌ وَعَلَيَّ عِيالٌ وَلِى حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قال فَخَلَّيْتُ عنهُ فاَصْبَحْتُ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَااَبَاهُرَيْرَةَ مافعَلَ اَسِيْرُكَ البَارِحَةَ قال قلتُ يارسولَ الله شكى حاجةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاً فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه قال اَمَا اِنَّه قدكَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ اَنَّه سَيَعُودُ لِقولِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّه سَيَعُودُ فَرَصَدْتُه فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطعامِ فَاَخَذْتُه فقلتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قال دَعْنِي فَاِنِّى مُحْتاجٌ وَعَلَيَّ عِيالٌ لااَعُودُ فَرَحِمْتُه فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ فقال لِى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَااَبَاهُرَيْرَةَ مافعَلَ اَسِيْرُكَ قلتُ يارسولَ اللهِ شكى حَاجَةً شَدِيْدَةً وعِيَالاً فَرَحِمْتُه فخليتُ سبيلَه قال اَمَا اِنَّه قدكَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُه فقلتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَهٰذا آخِرُ ثلاثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعُمُ لاتَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ قال دَعْنِي اُعَلِّمْكَ كلماتٍ يَنْفَعُكَ الله بِهَا قلتُ ماهوَ قال اذا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِي الله لا اِلٰه اِلاَّ هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ حتى تَخْتِمَ الآيةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطانٌ حتى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحتُ

فقال لي رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مافعلَ اَسِيْرُكَ البارِحَةَ فقلتُ يارسولَ الله زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنفَعُنِي الله بِهَا فخلَّيْتُ سَبِيْلَه قال ماهيَ قلتُ قال لي اِذَا اَوَيْتَ اِلَى فِرَاشِكَ فاقرَاْ آيَةَ الكُرْسِي مِنْ اَوَّلِهَا حتى تَختِمَ الآيَةَ "الله لا اِلهَ اِلاّ هُوَ الحيُّ القيُّومُ" وقال لي لَن يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حافِظٌ وَلايَقْرَبُكَ شيْطَانٌ حتى تُصْبِحَ وكانوا اَحْرَصَ شيءٍ عَلَى الخَيْرِ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَما اِنَّهُ قدصَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ تعلَمُ مَنْ تُخاطِبُ مُذ ثَلاثِ لَيالٍ يَااَبَاهُرَيْرَةَ قال لا قال ذاكَ شَيْطَانٌ.

ترجمہ اور عثمان بن ہیثم ابوعمرو نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا انہوں نے محمد بن سیرینؒ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو رمضان کی زکوۃ (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مقرر فرمایا پھر ایک آنے والا آیا اور غلہ میں سے لپ بھر بھر کر لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا خدا کی قسم میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں اور میرے بہت بال بچے ہیں اور مجھے سخت ضرورت ہے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے (رحم کر کے) اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہؓ گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کا شکوہ کیا تو مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا سنو وہ تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے یقین کر لیا کہ وہ پھر آئے گا میں اس کی تاک میں رہا وہ آیا اور لپ بھر کر غلہ لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا اب تو ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا کہنے لگا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں اب نہیں آؤں گا تو میں نے رحم کھا کر چھوڑ دیا پھر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہؓ تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کا شکوہ کیا تو میں نے رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا سن لو وہ جھوٹ بولا ہے اور پھر آئے گا۔

میں تیسری مرتبہ اس کی تاک میں رہا چنانچہ وہ آیا اور چلو سے غلہ لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا اور یہ تیسری مرتبہ کا آخری موقع ہے تو کہتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا اور پھر آتا ہے، کہنے لگا مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو وہ کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ آپ کو فائدہ دے گا (بعض روایات میں ہے جب ان کلمات کو آپ پڑھ لیں گے تو کوئی جن مذکر ہو یا مؤنث، چھوٹا یا بڑا، آپ کے پاس نہیں آئے گا) میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا تم سونے کیلئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی الله لا اله الا هو الحی القیوم. شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو بلاشبہ صبح تک اللہ کی جانب سے ایک نگہبان تجھ پر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

پھر صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے

عرض کیا یارسول اللہ اس نے کہا کہ وہ مجھ کو ایسے کلمات سکھائے گا کہ جن سے اللہ تعالیٰ مجھ کو فائدہ دیگا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے کہا جب تم اپنے بچھونے پر سونے کے لئے جاؤ تو آیۃ الکرسی الله لا اله الا هو الحی القیوم. شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اور اس نے مجھ سے کہا اب صبح تک اللہ کی جانب سے ایک نگہبان تجھ پر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے نزدیک نہیں آئے گا، اور صحابہ اچھی بات کے سب سے زیادہ شوقین تھے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے، ابوہریرہؓ تو جانتا ہے کہ تین راتوں سے کون تیرے پاس آتا ہے ابوہریرہؓ نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شیطان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان اباهريرةؓ كان وكيلا لحفظ زكاة رمضان وهو صدقة الفطر وترك شيئاً منها حيث سكت حيث اخذ منها ذلك الآتي وهو الشيطان فلما اخبر النبي صلى الله عليه وسلم بذلك سكت عنه وهو اجازة منه (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ وکیل نے اگر موکل کی کوئی چیز کسی کو دیدی اور موکل نے سکوت کیا یا اجازت دیدی تو درست ہے کیونکہ شیطان نے جو صدقۃ الفطر کے غلہ میں سے لیا تھا وہ وکیل ابوہریرہؓ نے چھینا نہیں اس پر حضور ﷺ نے سکوت فرمایا جو بمنزلہ اجازت ہے بلکہ حضور ﷺ نے شیطان چور کو پکڑنے کی ترکیب بتادی کہ پڑھ لو سبحان من سخرك لمحمد. (وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں کر دیا ہے)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۰، ویاتی هكذا معلقا في صفة ابليس ص ۴۶۳ مختصراً وص ۷۴۹۔

مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اجنہ انسانوں کے مال کی چوری کرتے ہیں اور آیۃ الکرسی پڑھنے سے اجنہ سے محفوظ رہتا ہے نیز مجرم کو حاکم کے پاس لے جانا واجب نہیں بلکہ معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

تشریح امام بخاریؒ نے یہاں حدثنا یا اخبرنا نہیں فرمایا جس سے تعلیق کا شبہ ہوتا ہے مگر یہ ثابت ہے کہ عثمان من شيوخ البخاريؒ روى عنه عدة احاديث بلا واسطة. (قس) نیز بخاری کتاب اللباس ص ۸۷۸ میں حدثنا عثمان بن الهيثم موجود ہے جس سے واضح ہے کہ عثمان شیوخ بخاریؒ میں سے ہیں لیکن احتمال ہے کہ یہ حدیث بخاریؒ نے برسبیل مذاکرہ عثمان سے سنی ہو۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ [۱۴۴۲] اِذَا بَاعَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُوْدٌ ﴾

اگر وکیل کسی چیز کو بیع فاسد کے طریقے سے بیچے تو اس کی بیع قابل رد ہے

۲۱۷۱﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَخْبَرَنَا يَحْيَ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ

صلی اللہ علیه وسلم بِتَمرٍ بَرْنِیٍّ فقال لَهُ النبی صلی اللہ علیه وسلم مِن اَیْنَ هٰذا قال بلالٌ کانَ عِندنا تَمرٌ رَدِیٌّ فبِعتُ مِنهُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النبیَّ صلی اللہ علیه وسلم فقال النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم عِند ذٰلِك اَوَّهْ اَوَّهْ عَیْنُ الرِّبٰوا لاتَفعَل ذٰلِك وَلٰکِن إذا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِیَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَیْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِبِهِ.

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی کھجور (عمدہ کھجور) لیکر آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کھجور کہاں سے لائے؟ بلالؓ نے عرض کیا ہمارے پاس خراب کھجوریں تھیں ان میں سے دو صاع کو ایک صاع (عمدہ کھجور) کے عوض فروخت کی ہے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا "ہائے ہائے یہ بالکل سود ہے ایسا مت کرو لیکن اگر تو خریدنا چاہے تو اپنی کھجور بیچ ڈال پھر دوسری بیع سے (عمدہ کھجور) خریدو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله عين الربوا لاتفعل لان من المعلوم ان بيع الربوا مما يجب رده الخ. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۰ تاص۳۱۱، ومر حديث لابی سعيد مقرونا مع ابی هريرة فی هذا المعنی ص۲۹۳، لكنه حديث آخر.

مقصد مقصد یہ ہے کہ بیع فاسد واجب الرد ہے۔

تحقیق وتشریح برنی بفتح الموحدة وسكون الراء وكسر النون بعدها ياء مشددة، عمدہ کھجور۔
ردی یہ دراصل رَدِیءٌ مہموز اللام ہے بروزن عظیم، ہمزہ کو ماقبل کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کردیا۔ اوہ بفتح الهمزة وتشديد الواو وسكون الهاء یہ لفظ کلمہ زجر اظہار افسوس کیلئے بولا جاتا ہے۔

باب ۱۴۴۳ الوَكالَةِ فی الوَقْفِ وَنفقَتِهِ وَاَن يُطْعِمَ صَدِيقاً له وَيَاكُل بِالْمَعْرُوفِ

وقف کے مال میں وکیل بنانے، اور وکیل کے خرچ کا حکم اور دستور کے مطابق اپنے دوست کو کھلانا اور خود کھانا

(کیونکہ مال وقف کی نگرانی میں اپنے آپ کو وکیل نے محبوس کردیا ہے اس لئے کھا سکتا ہے قیاساً علی ولی الیتیم. واللہ اعلم)

۲۱۷۲﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِي صَدَقَةِ عُمَرَ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقًا لَهُ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالاً وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِي صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِي لِلنَّاسِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ.﴾

ترجمہ | عمرو بن دینار نے حضرت عمرؓ کے صدقہ کے بارے میں فرمایا (کہ حضرت عمرؓ نے یہ اجازت دی تھی کہ) صدقہ کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ خود کھائے اور اپنے دوست کو کھلائے بشرطیکہ مال جمع نہ کرے، اور حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ کے صدقہ کے متولی تھے یہ اہل مکہ میں سے جن کے پاس ٹھہرتے تھے انہیں ہدیہ دیا کرتے تھے۔

(وقال ابن العین فیه ان الناس فی اوقافهم علی شروطهم واهداء ابن عمرؓ کان علی وجهین احدهما للشرط الذی فی الوقف یؤکل صدیقا له والاخر انه کان ینزل علی الذین یهدی الیهم مکافاة عن طعامهم فکانه هو اکله. (عمدہ)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۱۱، ویاتی الحدیث ص۱۸۲۔

مقصد | مصنفؒ کا مقصد یہ ہے کہ وکیل سے مراد یہاں وقف کا منتظم ومتولی ہے نیز دستور کے مطابق وقف کے مال سے کھا سکتا ہے اور اپنے احباب وعیال کو کھلا سکتا ہے صرف یہ شرط ہے کہ مالدار بننے کے لئے جمع نہ کرے۔

﴿بابٌ الوَكَالَةِ فِي الحُدُودِ﴾ [۱۴۴۴]

حدود میں (یعنی حد لگانے کے لئے) کسی کو وکیل کرنا

۲۱۷۳﴿حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا.﴾

ترجمہ | حضرت زید بن خالد اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیسؓ سے فرمایا اے انیس تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ زنا کا اقرار کرلے تو اس کو سنگسار کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اغد یا انیس الی آخره" کیونکہ آپ ﷺ نے حد لگانے کے لئے انیسؓ کو وکیل مقرر کیا۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۱۱، ویاتی ص۳۶۱، وص۳۷۱، وص۳۷۶، وص۹۸۱ بطوله، وص۱۰۰۸، وص۱۰۱۰،

،،، وص ۱۰۱۱، وص ۱۰۱۲، وص ۱۰۶۸، وص ۱۰۷۸، وص ۱۰۸۱، واخرجه مسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجه فی الحدود والنسائی فی القضايا وغيره.

۲۱۷۴﴿حَدَّثَنَا ابنُ سَلامٍ اَخبَرَنا عبدُ الوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عن ايّوبَ عنِ ابنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عن عُقْبَةَ بنِ الحارِثِ قال جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ اَوِ ابنِ النُّعَيْمَانِ شارِباً فَاَمَرَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ كانَ فى البَيْتِ اَنْ يَضْرِبُوا قال فَكُنْتُ اَنا فِيمَنْ ضَرَبَه فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالجَرِيْدِ.﴾

ترجمہ | حضرت عقبہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ نعیمان یا (شک من الراوی) ابن نعیمان کو نشے کی حالت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو اس وقت گھر میں موجود تھے مارنے کا حکم دیا، حضرت عقبہؓ نے بیان کیا کہ میں بھی مارنے والوں میں تھا چنانچہ ہم نے اس کو جوتوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے مارا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فامر من كان فى البيت ان يضربوا" لان الامام اذا لم يتول اقامة الحد بنفسه وولى غيره كان ذلك بمنزلة التوكيل.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۱۱، ويأتى ص ۱۰۰۲، ،،۔

مقصد | مصنفؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ حد لگانے کے لئے وکیل مقرر کرنا درست ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ سے ظاہر۔

تشریح: قال ابن عبد البر انه كان رجلا صالحا وان الذى حده النبى ﷺ كان ابنه. (عمدہ)
یعنی حضرت نعیمان نیک آدمی (بدری صحابی) خوش طبع بزرگ تھے یہ قصہ ان کے بیٹے کا ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۴۴۵ الوَكَالَةِ فى البُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا﴾

قربانی کے اونٹوں میں وکالت، اوران کی نگرانی کرنا

۲۱۷۵﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنِي مالِكٌ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي بَكرِ بنِ حَزْمٍ عن عَمْرَةَ بِنتِ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنّها اَخبَرَتْهُ قالتْ عَائِشَةُ اَنَا فَتَلْتُ قلائِدَ هَدْيِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم بِيَدَيَّ ثمَّ قَلَّدَهَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بِيَدَيْهِ ثمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِي بَكرٍ فَلَمْ يَحْرُمْ على رسولِ الله صلى الله عليه وسلم شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللهُ لَهٗ حتى نُحِرَ الهَدْىُ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گلے میں اپنے ہاتھوں سے ڈالے پھر ان اونٹوں کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ روانہ کردیا مگر جتنی چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال تھیں ان میں سے کوئی چیز (اس قربانی بھیجنے کی وجہ سے) آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوئیں یہاں تک کہ وہ اونٹ نحر کئے گئے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی کلا جزأیہا ظاہرۃ اما فی الجزء الاول وہو قولہ ثم بعث بہا مع ابی بکر فانہ صلی اللہ علیہ وسلم فوض امرہا لابی بکرؓ حیث بعث بہا واما فی الثانی وہو قولہ قلدہا بیدیہ لانہ تعاہد منہ فی ذلک۔

تعدد موضعہ والحدیث ہنا ص ۳۱۱، ومر ص ۲۳۰، ،، ،، ،، ویاتی ص ۸۳۵۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سے جن حقوق کا تعلق مال سے ہے جیسے زکوۃ، صدقات، منذورات اور کفارات ان سب میں توکیل جائز ہے، لیکن عبادات بدنیہ جیسے نماز، روزہ میں توکیل جائز نہیں۔ اور حج میں اس وقت توکیل جائز ہے جب محجوج عنہ یعنی جن پر حج فرض ہے وہ مایوس کن معذور ہو جیسے اپاہج، مفلوج، والا فلا۔

﴿ باب ۱۴۳۶ اِذا قال الرجلُ لِوَکِیْلِہٖ ضَعْہُ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰہ وقال الوَکِیْلُ قد سَمِعْتُ مَاقُلْتَ ﴾

اگر کسی نے اپنے وکیل سے کہا تم جس کام میں مناسب سمجھو اس مال کو خرچ کرو اور وکیل نے کہا میں تمہارا کہنا سن چکا

(مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں وکیل نے اپنی رائے سے اس مال کو خرچ کیا تو جائز ہے۔)

۲۱۷۶ ﴿حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ یَحْیٰ قال قَرَاْتُ عَلٰی مَالِكٍ عن اِسْحَاق بنِ عبدِ اللّٰہِ اَنَّہ سَمِعَ اَنَسَ بنَ مالِكٍ یقول کانَ اَبُوطَلْحَۃَ اَکْثَرَ اَنْصَارِیٍّ بِالْمَدِیْنَۃِ مالاً وَکانَ اَحَبَّ اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بِیْرُ حَاءَ وَکانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکانَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَدْخُلُہَا وَیَشْرَبُ مِن مَاءٍ فِیْہَا طَیِّبٍ فلمّا نَزَلَتْ "لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حتی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" قَامَ اَبُوطَلْحَۃَ اِلَی رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ فی

کِتَابِه "لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حتی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّون" وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِي اِلَیَّ بِيْرُ حَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ الله فَضَعْهَا يارسولَ اللهِ حَيْثُ شِئْتَ فقال بَخٍ ذٰلِكَ مالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مالٌ رَائِحٌ قَدْسَمِعْتُ مَاقُلْتَ فِيْهَا واني اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فی الْاَقْرَبِيْنَ قال اَفْعَلُ يارسولَ اللهِ فَقَسَمَهَا اَبُوطَلْحَةَ فی اَقَارِبِه وَبَنِی عَمِّهِ تَابَعَهُ اِسْمَاعِيْلُ عن مالِكٍ وقال رَوْحٌ عن مالِكٍ رَابِحٌ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ حضرت ابوطلحہؓ انصاری مدینہ کے لوگوں میں سب سے مالدار تھے اور ان کو اپنے سب مالوں میں بیرحار (باغ) محبوب تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے اور اس کا پاکیزہ پانی نوش فرماتے پھر جب آیت کریمہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "جب تک تم اپنے محبوب مال کو خرچ نہیں کروگے نیکی کے درجہ کو نہیں پہونچ سکوگے اور مجھے سب مالوں میں محبوب تر بیرحار ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے میں اللہ تعالی سے امید رکھتا ہوں اس صدقہ کے ثواب کا اور عند اللہ ذخیرہ کا، پس آپ یارسول اللہ جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں آپ ﷺ نے فرمایا "شاباش یہ مال تو فانی ہی ہے، یہ مال تو جانے والا ہے اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا (یعنی مال تو فانی ہے زائل ہونے والا ہے لیکن تو نے فی سبیل اللہ خرچ کر کے ذخیرہ بنالیا) لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کردو (اس صورت میں دوہرا ثواب ملے گا ایک خیرات کا، دوسرے صلہ رحمی کا) ابوطلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں ایسا ہی کرتا ہوں چنانچہ ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں میں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا یحیی بن یحیی کے ساتھ اس حدیث کو اسماعیل نے بھی امام مالک سے روایت کیا اور روح نے مالکؒ سے (بجائے مال رایح) رابح کہا ہے (یعنی یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قول ابی طلحة للنبی صلی الله عليه وسلم انها صدقة فضعها يارسول الله حيث شئت فانه لم ينكر عليه ذلك وان كان ماوضعها بنفسه بل امره ان يضعها فی الاقربين الخ. (عمدہ)

یعنی ابوطلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وکیل کیا کہ بیرحار کو آپ جس کار خیر میں چاہیں صرف کریں آپ ﷺ نے ان کو یہ رائے دی کہ اپنے رشتہ داروں کو تقسیم کردو۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۱، ومر الحديث ص ۱۹۷، ويأتی ص ۳۸۵، وص ۳۸۶، وص ۳۸۸، وص ۶۵۴، // // ، وص ۸۳۹۔

مزید تشریح و تفصیل کے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری نویں جلد کتاب التفسیر ص ۱۱۶۔

﴿ باب ۱۴۴۷ وَكَالَةِ الْاَمِينِ فِى الْخِزَانَةِ ونحوِهَا ﴾

خزانہ وغیرہ کے بارے میں امانت دار کو وکیل کرنا

۲۱۷۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عن بُرَيْدِ بنِ عبدِ اللهِ عن اَبِى بُرْدَةَ عن اَبِى مُوسٰى عنِ النبىِّ ﷺ قال الخازِنُ الْاَمِيْنُ الذِى يُنْفِقُ وَرُبَّما قال الذِى يُعْطِى مَاأُمِرَ به كامِلاً مُوَفَّراً طَيِّباً نَفسُه إِلَى الذِى اُمِرَ به اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا امانت دار خزانچی جو اپنے مالک کے حکم پر پورا پورا خوش دلی سے خرچ کرتا ہے یا دیتا ہے صدقہ دینے والوں میں شریک ہے۔ (یعنی اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الخازن الامين مفوض اليه الانفاق والاعطاء بحسب امر الآمر به.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۱، ومر الحديث ص ۱۹۳، وص ۳۰۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ خزانچی بھی بمنزلہ وکیل ہے اگر اپنے مالک کے حکم کے مطابق ایمانداری سے خرچ کرے گا تو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ ابوابُ الحَرْثِ وَالْمُزَارَعَةِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ ﴾

کھیتی باڑی اور بٹائی کے ابواب، اور اس بارے میں جو کچھ آیا ہے

﴿ بابٌ ۱۴۴۸ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ ﴾

وَقولِ الله تعالىٰ "اَفَرَاَيْتُم مَاتَحْرُثُونَ ءَاَنْتُم تَزْرَعُونَهُ اَم نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَو نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَاماً.

کھیتی اور درخت لگانے کی فضیلت جب اس سے کھایا جائے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پھر بتاؤ یہ جو تم کھیتی کرتے ہو تو کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں ہم اگر چاہیں تو اسے چور

چور کر کے رکھ دیں۔

۲۱۷۸﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ح وحَدَّثَنِى عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عن قَتَادَةَ عن اَنَسٍ قال قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم مامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً اَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَه بِه صَدَقَةٌ وقال مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا اَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم.﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جو بھی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا چوپایہ کھاتا ہے یہ اس کے لئے صدقہ (کار ثواب) ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۲، وياتى فى الادب ص۸۸۹، واخرجه مسلم فى البيوع والترمذى فى الاحكام.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کھیتی کرنا مباح ہے چنانچہ بخاریؒ نے آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے جواز ثابت کیا ہے اور جس حدیث سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کھیتی میں ایسا مشغول ہونا منع ہے کہ آدمی جہاد اور نماز وغیرہ سے غافل ہو جائے۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ [۱۴۴۹] مَايُحَذَّرُ مِن عَوَاقِبِ الاِشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ اَوْجَاوَزَ الحَدَّ الَّذِى اُمِرَ بِه﴾

کھیتی کے سامان میں بہت مشغول رہنے یا حد اجازت سے تجاوز کرنے سے جو ڈرایا گیا ہے

۲۱۷۹﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ سَالِمٍ الحِمصِىُّ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ زِيَادٍ الاَلْهَانِىُّ عن اَبِى اُمَامَةَ البَاهِلِىِّ قال وَرَاٰى سِكَّةً وَشَيْئاً مِنْ آلَةِ الحَرْثِ فقال سَمِعْتُ النبىَّ صلى الله عليه وسلم يقولُ لايَدْخُلُ هٰذا بَيْتَ قومٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللهُ الذُّلَّ قال محمدٌ وَاسمُ اَبِى اُمَامَةَ صُدَىُّ بنُ عَجْلانَ.﴾

ترجمہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے ہل کا پھار اور کھیتی کا کچھ سامان دیکھا تو فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ جس گھر میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اس میں ذلت داخل فرمائے گا۔ اور محمد بن زیاد راوی نے کہا ابوامامہ کا نام صُدَی بن عجلان ہے۔ (بعض نسخے میں ہے قال ابو عبداللہ الخ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لایدخل ھذا بیت قوم الا ادخلہ اللہ الذل، فاذا کان کذلک ینبغی الحذر من عواقب الاشتغال بہ لان کل ما کان عاقبتہ ذلا یحذر عنہ. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۱۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد باب سابق کی حدیث سے جو بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اس تعارض کو اس باب سے دفع کر کے تطبیق بیان کرنا ہے کیونکہ باب سابق کی حدیث سے کھیتی (کاشتکاری) کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس میں غیر اختیاری طور پر بھی ثواب ملتا ہے کہ جو بھی چرند، پرند کھائیں اس کا ثواب کاشتکار کو مثل صدقہ ملتا ہے۔

اور اس باب کی حدیث سے کاشتکار کی مذمت معلوم ہوتی ہے کہ جس کے گھر کھیتی کے اسباب وسامان مثلا ہل، کدال وغیرہ ہوں اس گھر میں ذلت داخل ہوگی۔ اس سے کھیتی وکاشتکاری کی مذمت ظاہر ہے۔

امام بخاریؒ نے دونوں میں تطبیق بیان کردی کہ مذمت وذلت اس کاشتکاری میں ہے جو کھیتی میں اس طرح مشغول ومنہمک ہو جائے کہ جہاں نماز وغیرہ میں کوتاہی ہو لیکن حد اعتدال میں رہے اور مامور بہ کی ادائیگی میں پورے طور پر محتاط رہے تو بلاشبہ جائز ودرست ہے۔

ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غلبہ ہوا تو ہم انصار نے جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی کی طرف پورے طور سے متوجہ ہونا چاہا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "یایھا الذین آمنوا لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" ظاہر ہے کہ جہاد چھوڑنے اور جہاد کے لئے ہتھیار خریدنے سے بے توجہی ہلاکت کا سبب ہے دشمنوں کو موقع دیتا ہے۔ (ابوداؤد جلد اول جہاد ص ۳۳۸)

﴿ بَابُ ۱۴۵۰ اقْتِنَاءِ الكَلْبِ لِلْحَرْثِ ﴾

کھیت (کی حفاظت) کیلئے کتا پالنے کا بیان

۲۱۸۰﴿حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يَحْيَ بنِ اَبِي كَثِيْرٍ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ اَمْسَكَ كَلْباً فَاِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ اِلاَّ كَلْبَ حَرْثٍ اَوْمَاشِيَةٍ وقال ابنُ سِيْرِيْنَ وَاَبُوصَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اِلاَّ كلبَ غَنَمٍ اَوْ حَرْثٍ اَوْ صَيْدٍ وَقال ابوحازِمٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبى صلى الله عليه وسلم كَلْبَ صَيْدٍ اَوْمَاشِيَةٍ.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا جس نے کتا رکھا اس کے اعمال صالحہ کا ثواب ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا مگر کھیت

یا مویشی (کی حفاظت) کا کتا (رکھ سکتا ہے) اور ابن سیرینؒ اور ابو صالحؒ نے ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا مگر بکریوں یا کھیت یا شکار کے لئے کتا رکھ سکتا ہے اور ابو حازم نے ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کیا "مگر شکار یا مویشی کا کتا (رکھ سکتا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الا كلب حرث".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۱۲۔

۲۱۸۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن يَزِيْدَ بنِ خُصَيْفَةَ اَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيْدَ حَدَّثَه اَنَّه سَمِعَ سُفيانَ بنَ اَبِى زُهَيْرٍ رَجُلاً مِن اَزْدِشَنُوْئَةَ وكَانَ مِن اَصْحابِ النبىِّ ﷺ قال سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ مَنِ اقْتَنٰى كلباً لايُغْنِى عنه زَرْعاً وَلاضَرْعاً نَقَصَ كُلَّ يومٍ مِن عَمَلِهٖ قِيْراطٌ قلتُ اَاَنْتَ سمعتَ هٰذا مِن رسولِ الله ﷺ قال اِى وَرَبِّ هٰذا المَسْجِدِ.﴾

ترجمہ | حضرت سفیان بن ابی زہیرؓ نے فرمایا یہ قبیلہ ازدشنوءۃ کے ایک شخص صحابہ میں سے تھے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو کوئی (بے ضرورت) کتا پالے نہ کھیت کے کام کا ہو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے ہو تو اس کے عمل کا ثواب ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا سائب نے کہا کہ میں نے سفیان سے پوچھا کہ آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ انہوں نے کہا "ہاں اس مسجد کے رب کی قسم"۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لايغنى عنه زرعاً".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۱۲، ويأتى ص ۴۶۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کتا پالنا ممنوع ہے لیکن کھیت کی حفاظت کے لئے جائز ہے ضمناً کھیتی کی اباحت بھی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ جب کھیت کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا جائز ہوا تو کھیتی کرنا بھی درست ہوگا۔ اس کے علاوہ ضرورت کے لئے ہر وہ کتا رکھنا اور پالنا جائز ہے جس سے ضرورت متعلق ہو یعنی قابل انتفاع کتا رکھنا جائز ہے جیسے کلب صید کلب دور یعنی چور ڈاکو سے گھر کی حفاظت کے لئے بھی کتا رکھنا جائز ہے۔

﴿ باب ۱۴۵۱ استِعْمَالِ البَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ ﴾

کھیتی کیلئے بیل استعمال کرنا

۲۱۸۲﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعدِ بنِ ابراهِيمَ قال سَمِعْتُ

اباسَلَمَةَ عن اَبی هُرَيرَةَؓ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال بَیْنَما رَجُلٌ رَاكِبٌ علٰی بَقَرَةٍ اِلتَفَتَتْ اِلَیْهِ فقالتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قال آمَنْتُ بِه اَنَا وَاَبوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَخَذَ الذِّئْبُ شاةً فتَبِعَهَا الرَّاعِی فقال لَهُ الذِّئبُ مَن لَهَا یومَ السَّبُعِ یَومَ لارَاعِیَ لَهَا غَیْرِی قال آمَنْتُ بِه اَنَا وَاَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ قال اَبُوسَلَمَةَ وَمَا هُمَا یومَئِذٍ فی القَوم۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص بیل پر سوار تھا تو بیل نے اس کی طرف مڑ کر کہا میں اس کے لئے (یعنی سواری کے لئے) نہیں پیدا کیا گیا ہوں میں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں. آپ ﷺ نے فرمایا اس پر ایمان لایا اور ابوبکرؓ وعمرؓ بھی ایمان لائے۔

اور ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے چھین لیا تو بھیڑیئے نے اس سے کہا (آج تو اس کو بچاتا ہے) جس روز (مدینہ اجاڑ ہوگا) درندے ہی درندے رہ جائیں گے اس دن میرے سوا کون بکریوں کو چرانے والا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی۔ ابوسلمہ نے کہا حالانکہ وہ دونوں (ابوبکر وعمرؓ) اس روز مجلس میں نہ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "خلقت للحراثة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۲، ويأتی ص۴۹۴، وص۵۲۱ الطرف الثانی فقط.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بیل اصل موضوع ہے کھیتی کے لئے، کھیت جوتنے کے لئے، لیکن اگر بوقت ضرورت اس پر بوجھ لادے یا خود سوار ہو جائے تو جائز ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ قال ابن عابدين وقيل لايفعل لان كل نوع من الانعام خلق لعمل فلا يغير امرالله تعالىٰ الخ.
(الابواب والتراجم ج۳، ص۲۹۲)

چنانچہ معمول بھی یہی ہے کہ اس سے صرف کھیتی کا کام لیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۴۵۲ اِذَا قال اكْفِنِی مَؤُنَةَ النَّخلِ اَوْ غَیْرِه وَتُشْرِكُنِی فی الثَّمَرِ﴾

کھجور یا کسی بھی درخت کے بارے میں مالک نے کسی سے کہا اس پر تم محنت کرو اور پھل میں مجھے شریک رکھو

۲۱۸۳﴿ حَدَّثَنَا الحَكَمُ بنُ نَافِعٍ اَخْبَرَنا شُعَیْبٌ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الاَعْرَجِ عن اَبی هُرَیْرَةَ قال قالتِ الانصارُ لِلنَّبیِّ ﷺ اقْسِمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِیْلَ قال لا فقالوا

فتکفونا المؤنۃ ونشرککم فی الثمرۃ قالوا سمعنا واطعنا.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ انصار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مہاجرین) کے درمیان تقسیم کردیجئے آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" تب انصار نے مہاجرین سے کہا تم درختوں میں محنت کرو اور پھل میں ہم تم شریک رہیں گے تو مہاجرین نے کہا ہم نے سنا اور قبول کیا۔ (یعنی ہمیں منظور ہے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فتکفونا المؤنۃ ونشرککم فی الثمرۃ".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۱۲، ویاتی ص۳۷۵ تا ص۳۷۶، وص۵۳۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مساقات جائز ہے۔ مساقات کی صورت یہ ہے کہ باغ کا مالک کسی کو باغ کی خدمت و سیرابی سونپ دے کہ تم درختوں کو سیراب کرو، نگرانی کرو اور حاصل پیداوار میں ہم تم شریک ہوں گے مثلاً آدھا آدھا تقسیم کرلیں گے، امام بخاریؒ نے وغیرہ سے اشارہ کردیا کہ کھجور کے علاوہ انگور وغیرہ میں بھی مساقات جائز ہے۔

﴿باب [۱۴۵۳] قطع الشجر والنخل﴾

وقال انس امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنخل فقطع.

(کسی ضرورت اور مصلحت کے وقت) کھجور یا کسی درخت کے کاٹنے کا حکم

اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو کھجور کے درخت کاٹے گئے۔

۲۱۸۴﴿حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا جویریۃ عن نافع عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ حرق نخل بنی النضیر وقطع وھی البویرۃ ولھا یقول حسان:

وھان علی سراۃ بنی لوی ٭ حریق بالبویرۃ مستطیر

ترجمہ حضرت عبداللہ (ابن عمرؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر (یہودیوں) کے کھجور کے درخت جلوادیئے اور کٹوادیئے اور یہ درخت بویرہ میں تھے اور اسی بویرہ کے بارے میں حضرت حسانؓ نے کہا۔

بنی لوی کے سرداروں پر بویرہ میں پھیلی ہوئی آگ نے فتح کو آسان بنادیا۔

بنی لوی کے عمائد پہ ہوگیا آسان ٭ لگی ہوئی آگ بویرہ میں سوزاں

تشریح بنی لوی سے مراد مہاجرین قریش کے سردار ہیں۔ پوری تشریح و تفصیل کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد ص۷۵ وص۷۶ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ باب ۱۴۵۴ ﴾

بلا ترجمہ

کالفصل من الباب السابق

۲۱۸۵﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخبَرَنا يَحيَي بنُ سَعِيدٍ عن حَنظَلَةَ بنِ قيسٍ الأنصارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ قال كُنَّا اَكثَرَ اَهلِ المَدِينَةِ مُزدَرَعاً كُنَّا نُكرِى الأرضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنها مُسَمًّى لِسَيِّدِ الأرضِ قال فمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسلَمُ الارضُ وَمِمَّا يصَابُ الارضُ وَيَسلَمُ ذٰلِكَ فنُهِينَا وَاَمَّا الذَّهَبُ وَالوَرِقُ فَلَم يَكُن يَومَئِذٍ.﴾

ترجمہ | حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل مدینہ میں سب سے زیادہ کھیت والے ہم لوگ تھے ہم زمین کو کرایہ پر (یعنی بٹائی پر) اس شرط پر دیتے کہ زمین کے ایک معین حصے کی پیداوار زمین کا مالک لیگا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی ایسا ہوتا کہ اس حصے کی پیداوار خراب ہو جاتی اور باقی زمین کی اچھی رہتی اور کبھی ساری زمین کی خراب ہو جاتی اور اس حصے کی محفوظ رہتی اس لئے ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور سونا چاندی اس وقت نہیں تھے۔ (یعنی سونے چاندی کے عوض ٹھیکہ دینے کا رواج نہیں تھا)

مطابقۃ للترجمۃ | یہ باب بلا ترجمہ ہے بعض حضرات فرماتے ہیں اس حدیث کا ذکر یہاں کاتب کی غلطی ہے (عمدہ)

پھر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ باب سابق سے یہ مناسبت ہے کہ جب بٹائی ایک میعاد کے لئے جائز ہوئی تو مدت گذرنے کے بعد زمین کا مالک یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنا درخت یا کھیت اکھاڑ لو پس درخت کا کاٹنا ثابت ہوا باب سابق کا یہی مطلب تھا۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۱۲ تا ۳۱۳، ویاتی ص۳۱۳، وص۳۱۵، وص۳۷۶، ومسلم وابوداؤد فی البیوع والنسائی فی المزارعة وابن ماجه فی الاحکام۔

مقصد | بٹائی جائز ہے لیکن زمین کا مالک کھیت میں اگر پانی کے قریب وغیرہ کا حصہ متعین کرے تو ناجائز ہے۔

﴿ باب ۱۴۵۵ المُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنحوِهِ ﴾

نصف یا کم وبیش (مثلاً ثلث وغیرہ) پر زراعت (بٹائی) کا حکم

﴿ وقال قَيسُ بنُ مُسلِمٍ عن اَبِى جَعفَرٍ قال ما بِالمَدِينَةِ اَهلُ بَيتِ هِجرَةٍ اِلَّا يَزرَعُونَ

عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بنُ مَالِكٍ وَعَبدُ اللهِ بنُ مَسْعُودٍ وَعُمَرُ بنُ عبدِ العَزِيزِ وَالقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآل اَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآل عَلِيٍّ وَابنُ سِيرِينَ وَقالَ عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الاَسْوَدِ كُنتُ اُشَارِكُ عبدَ الرَّحمٰنِ بنِ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وعامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى اِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالبَذْرِ مِن عِندِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِن جَاؤُا بِالبَذْرِ فَلَهُمْ كَذا وَقالَ الحَسَنُ لاباْسَ اَنْ تَكُونَ الاَرْضُ لِاَحَدِهِما فَيُنفِقَانِ جَمِيعاً فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَآى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقالَ الحَسَنُ لاباْسَ اَن يُجْتَنَى القُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقالَ اِبْرَاهِيمُ وَابنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَالحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لاباْسَ اَن يُعْطِيَ الثَّوبَ بِالثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ وَنحوِهِ وقال مَعْمَرٌ لاباْسَ اَنْ تَكُونَ المَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ اِلَى اَجَلٍ مُسَمًّى.

اور قیس بن مسلم نے ابوجعفر صادقؒ سے روایت کیا کہ ابوجعفر صادق (امام باقر) نے فرمایا کہ مدینہ میں کسی مہاجر کا گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پر بٹائی نہ کرتے ہوں اور حضرت علیؓ اور سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور ابوبکرؓ کے خاندان والے اور عمرؓ کے خاندان والے اور علیؓ کے خاندان والے اور ابن سیرینؒ سب بٹائی کیا کرتے تھے۔

اور عبدالرحمٰن بن اسود نے کہا میں عبدالرحمٰن بن یزید کی کھیتی میں شریک رہتا اور حضرت عمرؓ نے لوگوں سے اس شرط پر بٹائی کی کہ اگر تخم (بیج) ان کا ہو تو وہ آدھی پیداوار لیں گے اور اگر تخم لوگوں کا ہو تو وہ اتنی لیں گے اور حضرت حسن بصریؒ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک شخص کی زمین ہو دوسرے کی محنت، دونوں اس میں خرچ کریں اور پیداوار آدھا آدھا بانٹ لیں اور زہری نے بھی یہی اختیار کیا اور حسن بصریؒ نے کہا کوئی اس شرط پر روئی چنے کہ نصف لوں گا تو کوئی حرج نہیں اور ابراہیم نخعیؒ اور ابن سیرینؒ اور عطاءؒ اور حکمؒ اور زہریؒ اور قتادہؒ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کہ تہائی یا چوتھائی وغیرہ کی شرط پر کپڑا بننے کیلئے دیا جائے اور معمر نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کہ مویشی معین مدت کیلئے تہائی یا چوتھائی کمائی پر دی جائے۔

۲۱۸۶ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللهِ عن نافِعٍ اَنَّ عبدَ اللهِ بنَ عُمَرَ اَخبَرَهُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَايَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ اَوْ ثَمَرٍ وَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمانُونَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُونَ وَسْقَ شَعِيرٍ فَقَسَمَ عُمَرُ فَخَيَّرَ اَزْوَاجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ المَاءِ وَالاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الاَرْضَ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ وہ کھیتی یا پھل جو

بھی پیدا ہو آدھا دیں گے اور آپ ﷺ اپنی ازواج کو سو وسق عطا فرماتے تھے اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو، اور جب حضرت عمر نے (یہودیوں کو جلاوطن کر کے) خیبر کی زمین تقسیم کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو اختیار دیدیا کہ چاہیں تو اپنا حصہ پانی اور زمین الگ کر کے لے لیں یا پہلے کا عمل باقی رکھیں (یعنی حضور اقدس ﷺ کے وقت میں جو وسق ملا کرتا تھا وہی باقی رکھیں) تو ان میں سے بعض نے زمین لینا پسند کیا اور بعض نے وسق کو، اور حضرت عائشہؓ نے زمین لی تھی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "عامل اهل خيبر بشطر مايخرج منها من زرع او ثمر".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۱۳، ومر الحديث ص۳۰۵، ويأتي ص۳۱۳، وص۳۱۵، وص۳۴۰، وص۳۷۶، وص۴۴۶، وفي المغازي ص۶۰۹ تا ص۶۱۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ بٹائی کا معاملہ مسلمانوں کی طرح ذمی سے بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ[۱۴۵۶] اِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ ﴾

اگر زمین کا مالک بٹائی میں سالوں کی مقدار کی شرط نہ لگائے؟ (تو کیا حکم ہے)

۲۱۸۷ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ عن عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ قال عَامَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَايَخْرُجُ مِنها مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے آدھی پیداوار پر پھل ہو یا غلہ بٹائی کر لی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه ليس فيه التعرض الى بيان المدة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۱۳، ومر الحديث ص۳۰۵، باقی کے لئے سابق حدیث ۲۱۸۶ دیکھئے۔

مقصد امام بخاریؒ نے یہ صراحت نہیں کی کہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ مزارعت (بٹائی) میں جب میعاد نہ ہو تو وہ جائز ہے یا نہیں؟ ابن بطال نے کہا کہ امام مالک، ثوری، امام شافعی اور ابوثور رحمہم اللہ نے مکروہ کہا ہے، وقال ابوثورؒ اذا لم يسم سنين معلومة فهو على سنة واحدة، امام احمدؒ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے دلیل یہی حدیث ہے۔ ایسی صورت میں زمین کے مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے زمین واپس لے لے اور اسی پر تعامل ہے۔

﴿ بَابٌ[۱۴۵۷] ﴾

بلا ترجمہ

فهو بمنزلة الفصل من السابق

۲۱۸۸ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفيانُ قال عَمْرٌو قلتُ لِطَاؤسٍ لَوتَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ

فانّهم يَزْعُمونَ اَنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عنه قال اَىْ عَمْرُو فاِنّى اُعْطِيهِم وَاُعِينُهم وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخبَرَنِى يعنى ابنَ عباسٍ اَنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَنْهَ عَنهُ ولكن قال اَنْ يَّمنَحَ اَحَدُكُم اَخاهُ خَيرٌ له مِنْ اَنْ يَاخُذَ عَلَيْهِ خَرجاً مَعْلُوماً.

ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے طاؤس سے کہا اگر آپ مخابرہ (بٹائی) چھوڑ دیں تو بہتر ہے اس لئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو طاؤس نے کہا اے عمرو! میں انہیں دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ علم والے یعنی حضرت ابن عباسؓ نے مجھے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا البتہ یہ فرمایا کہ اگر کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو یوں ہی مفت زمین دیدے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا محصول لے۔

مطابقۃ للترجمۃ وجه دخوله فى الباب السابق من حيث ان للعامل فيه جزئا معلوما وهنا لوترك رب الارض هذا الجزئا للعامل كان خيرا له من ان ياخذه منه وفيه جواز اخذ الاجرة لان الاولوية لاتنافى الجواز.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۳، وياتى الحديث ص۳۱۵، وص۳۵۸، واخرجه مسلم وابوداؤد فى البيوع والترمذى وابن ماجه فى الاحكام.

مقصد مقصد یہ ہے کہ نفس مزارعت یعنی نصف یا ثلث پر بٹائی جائز ہے مسئلہ اگرچہ مختلف فیہ ہے مگر حنابلہ وحنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول یہی ہے کہ جائز ہے اگرچہ افضل وبہتر تو یہی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فاضل زمین دی ہے وہ اپنے بھائی کو بطور ہبہ وعطیہ یا بطور عاریت دیدے لیکن بٹائی یعنی حصہ لینا جائز ہے۔

تشریح وقد بين الطحاوى علة النهى فى حديث رافع الخ. (عمدہ) یعنی امام طحاویؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو معاف کرے میں ان سے زیادہ اس حدیث جانتا ہوں واقعہ یہ ہوا تھا کہ دو انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے ہوئے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا حال یہ ہے تو کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو رافع رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ سن لیا کہ کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو حالانکہ آنحضرت ﷺ نے کرایہ پر دینے کو منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے یہ برا سمجھا کہ اس سبب سے لوگوں میں فساد وجھگڑا ہو۔

اس مسئلے میں مفصل تشریح کے لئے احقر کی کتاب نصر المنعم ص۲۳۴ سے ص۲۴۰ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۴۵۸ ﴿ بابُ المُزارَعَةِ مَعَ اليَهُودِ ﴾

یہودیوں کے ساتھ مزارعت یعنی بٹائی کا حکم

۲۱۸۹﴿حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخبَرَنا عُبَيْدُ اللهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنّ

رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُودَ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَاخَرَجَ مِنْهَا.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر عنایت فرمایا (یعنی خیبر کی زمین اور باغ دیا) اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور جوتیں، بوئیں اور اس سے جو پیدا ہو آدھا وہ لے لیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۳، ويأتى ص۳۴۰، وص۳۷۶، وص۴۴۶، وفى المغازى ص۶۰۹۔

مقصد | ومراد البخاریؒ بهذه الترجمة الاعلام بانه لافرق فى جواز هذه المعاملة بين المسلمين واهل الذمة.

﴿ بابٌ [۱۴۵۹] مَايُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوطِ فِى الْمُزَارَعَةِ ﴾

بٹائی میں جو شرطیں لگانی مکروہ ہیں

۲۱۹۰﴿حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عن يَحْيٰ سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عن رَافِعٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلاً وَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِىْ اَرْضَهٗ فَيَقُولُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِى وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهٖ فَنَهَاهُمُ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم عَنْهُ.﴾

ترجمہ | حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم سب مدینہ والوں سے کھیتی کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی زمین کو کرائے پر دیتا اور کہتا کہ یہ حصہ زمین کا (یعنی اس معین حصہ کی پیداوار) میں لوں گا اور یہ تو لے پھر کبھی ایسا ہوتا کہ اس میں پیدا ہوتا اور اس میں کچھ نہ ہوتا (اس صورت میں جھگڑا ہوتا) اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من "هذه القطعة لى وهذه لك" وهذا فى الحقيقة شرط يؤدى الى النزاع.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۳، ومر الحديث ۳۱۲ تا ۳۱۳، ويأتى ص۳۷۶۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ بٹائی میں فاسد اور مفضی الی النزاع شرطیں جائز نہیں نیز ممانعت کی روایتیں ان ہی فاسد شرطوں پر محمول ہیں۔

﴿ باب ۱۳۶۰ اِذَا زَرَعَ بِمَالِ قومٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ وَكَانَ فِى ذلكَ صَلاحٌ لَهُمْ ﴾

اگر کسی کا روپیہ ان سے پوچھے بغیر کھیتی میں لگائے اور اس روپیہ والے کا فائدہ ہو (تو کیا حکم ہے؟)

۲۱۹۱﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بنُ المُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُوضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ ﷺ قال بَيْنَما ثَلاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ اَخَذَهُمُ المَطَرُ فَاَوَوْا اِلَى غارٍ فى جَبَلٍ فانْحَطَّتْ على فَمِ غارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الجَبَلِ فانْطَبَقَتْ عَلَيهِم فقال بَعْضُهُم لِبَعْضٍ انْظُرُوا اَعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا صالِحَةً لِلّٰهِ فادْعُوا اللهَ بِهَا لَعَلَّه يُفَرِّجُهَا عَنكم قال اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّه كانَ لِى وَالِدانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِى صِبْيَةٌ صِغَارٌ كنتُ اَرْعَى عَلَيهم فاِذَا رُحْتُ عَلَيهِم حَلَبْتُ فبَدَاتُ بِوَالِدَىَّ اَسْقِيهِمَا قبلَ بَنِيَّ وَاِنِّى اسْتَاخَرْتُ ذاتَ يَومٍ فلَمْ آتِ حتى اَمْسَيْتُ فوَجَدْتُهُمَا نَامَا فحَلَبْتُ كَمَا كُنتُ اَحْلُبُ فقُمْتُ عندَ رُؤُسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَن اَسْقِىَ الصِّبْيَةَ وَ الصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِندَ قَدَمَىَّ حتى طَلَعَ الفَجْرُ فاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّى فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ ففَرَجَ اللهُ فرَاَوُا السَّمَاءَ وَقال الآخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهَا كانَتْ لِى بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَايُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنها فاَبَتْ حتى اَتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِيْنارٍ فبَغَيْتُ حتى جَمَعْتُهَا فلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قالَتْ ياعبدَ اللهِ اتَّقِ اللهَ ولاتَفْتَحِ الخَاتَمَ اِلاَّ بِحَقِّهِ فقُمْتُ فاِنْ كُنتَ تَعلَمُ اَنِّى فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فافْرُجْ لَنا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقالَ الثَّالِثُ اَللّٰهُمَّ اِنِّى اسْتَاجَرْتُ اَجِيْراً بِفَرَقِ اَرُزٍّ فلمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قال اَعْطِنِى حَقِّى فعَرَضْتُ عَلَيْهِ فرَغِبَ عنهُ فلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حتى جَمَعْتُ مِنهُ بَقَراً وَرَاعِيَهَا فجَائَنِى فقال اتَّقِ اللهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلَى ذٰلِكَ البَقَرِ وَرُعَاتِهَا فخُذْ فقال اتَّقِ اللهَ وَلاَ تَسْتَهْزِئْ بِى فقلتُ اِنِّى لااَسْتَهْزِئُ بكَ فخُذْ فَاَخَذَهُ فاِن كُنْتَ تَعلَمُ اَنِّى فعلتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فافْرُجْ مابَقِىَ ففَرَجَ اللّٰهُ قال اَبُوعَبْدِ اللهِ وَقالَ ابنُ عُقْبَةَ عن نافِعٍ فسَعَيْتُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار تین آدمی سفر پر جا رہے تھے ان لوگوں کو بارش نے پکڑ لیا (یعنی پانی برسنے لگا) تو ان لوگوں نے پہاڑ کے ایک غار (کھوہ) میں پناہ لی اتنے میں پہاڑ کے اوپر سے ایک بڑی چٹان غار کے منہ پر گری اور غار کا منہ بند ہو گیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اپنے اپنے نیک اعمال پر غور کرو جو اللہ کے لئے کئے ہوں پھر ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کرو شاید اس آفت کو اللہ تم پر سے ٹال دے۔

ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے والدین بوڑھے ضعیف تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے میں ان کے لئے جانور چرایا کرتا تھا اور جب میں شام کو ان کے پاس (گھر) آتا تو دودھ دوہ کر پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا اپنے بچوں سے پہلے، ایک دن مجھے دیر ہو گئی شام تک گھر نہیں آیا (یعنی رات ہو گئی تو آیا) میں نے دیکھا کہ ماں باپ دونوں سو گئے ہیں میں نے دودھ نچوڑا جیسے روز نچوڑتا تھا اور دودھ لئے ان دونوں کے پاس کھڑا رہا میں نے ان دونوں کو جگانا پسند نہ کیا اور بچوں کو بھی (پہلے) پلانا مناسب نہ سمجھا وہ بچے میرے پاؤں کے پاس شور کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی یا اللہ تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کو ذرا سرکا دے کہ اس کشادگی سے ہم آسمان دیکھیں اللہ نے کشادہ کر دیا چنانچہ یہ لوگ آسمان دیکھنے لگے۔

اور دوسرے نے کہا اے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی میں اس سے ایسی سخت محبت کرتا تھا جیسی کہ مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے اس سے برا کام کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں نہ دیدوں میں نے اس کی کوشش کی یہاں تک کہ میں نے جمع کر لیں پھر جب میں نے اس کی ٹانگیں اٹھائیں تو وہ کہنے لگی ارے خدا کے بندے اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میری بکارت ناحق نہ توڑ، میں یہ سن کر (ڈر گیا) اور اٹھ کھڑا ہوا، اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تو اس پتھر کو ذرا اور سرکا دے، وہ سرک گیا۔

اور تیسرا کہنے لگا یا اللہ میں نے ایک شخص کو ایک فرق چاول کے عوض مزدوری پر رکھا تھا جب اس نے اپنا کام کر لیا تو مزدوری مانگی میں اس کو دینے لگا تو اس نے نہ لی تو میں اس سے کھیتی کرنے لگا (اتنی برکت ہوئی کہ) اس سے گائے بیل اور چرواہے جمع کر لئے پھر وہ مزدور آیا اور کہنے لگا خدا سے ڈر، تو میں نے کہا جاؤ وہ گائے بیل اور چرواہے لے جا، (سب تیرے ہیں) اس نے کہا خدا سے ڈر مجھ سے ٹھٹھا نہ کر میں نے کہا میں ٹھٹھا نہیں کرتا سب تیرے ہیں لے لو چنانچہ اس نے لے لیا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تو باقی پتھر ہٹا دے، اللہ نے ہٹا دیا۔ امام بخاریؒ نے کہا اور ابن عقبہ نے نافع سے بجائے فبغیت کے فسعیت نقل کیا ہے۔

یعنی اس روایت میں "فبغیت حتی جمعتها کے بجائے فسعیت حتی جمعتها ہے مطلب دونوں کا ایک ہے یعنی میں نے محنت و کوشش کر کے سو اشرفیاں جمع کیں۔ ابن عقبہ کی روایت کو امام بخاریؒ نے کتاب الادب میں وصل کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المستاجر عين للاجير اجرة فبعد

اعراضه عنه تصرف فيه بما فيه صلاح له فلو كان تصرفه فيه غير جائز لكان معصية ولايتوسل به الى الله تعالى. (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۱۳ تا ص ۳۱۴، و مر ص ۲۹۴، وص ۳۰۳، وص ۸۸۳۔

مقصد | اللہ تعالی کی رضامندی وخوشنودی کیلئے اعمال صالحہ کو فضل خداوندی کے لئے وسیلہ بنانا درست ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۴۶۱ اَوْقَافِ اصحابِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم وَاَرْضِ الخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ ﴾

وقال النبیُّ ﷺ لِعُمَرَ تصَدَّقْ بِاَصْلِهِ لَایُبَاعُ ولٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقَ بِهِ

صحابہ کرامؓ کے اوقاف کا اور خراجی زمین اور صحابہ کی مزارعت اور معاملے کا بیان

اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اصل مال (یعنی زمین) وقف کردو کہ کبھی بیچا نہ جائے البتہ اس کا پھل خرچ کیا جائے (یعنی فقراء و مسکین، مہمان و مسافر سب کھائیں اصل زمین ہمیشہ کے لئے وقف رہے) چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو وقف کردیا۔ (یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے کتاب الوصایا میں ذکر فرمایا ہے تفصیل آئے گی انشاء اللہ)

۲۱۹۲ ﴿حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَخْبَرَنَا عبدُ الرَّحْمٰنِ عن مَالِكٍ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ قال قال عُمَرُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَافَتَحْتُ قَرْيَةً اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كما قَسَمَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم خَيْبَرَ.﴾

ترجمہ | زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلم نے کہا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے ان کا خیال نہ ہوتا تو میں جس بستی کو فتح کرتا اس کو فتح کرنے والوں میں بانٹ دیتا، جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بانٹ دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الثانى من الترجمة بيان ذلك ان عمرؓ لما فتح السواد لم يقسمها بين اهلها بل وضع على من بهم من اهل الذمة الخراج فزارعهم وعاملهم الخ. (عمدہ)

یعنی جب حضرت عمرؓ نے ملک سواد کو فتح کیا تو مجاہدوں پر تقسیم نہیں کیا بلکہ وقف کردیا اور فرمایا کہ اگر میں مفتوحہ ممالک کو تقسیم کردوں تو آئندہ بہت سے لوگ مسلمان ہوں گے جو محتاج ہوں گے وہ محروم رہ جائیں گے۔

اس سے امام اعظمؒ کے مذہب کی تائید ہوتی کہ ممالک مفتوحہ میں امام کو اختیار ہے کہ وقف کردے یا مجاہدین میں تقسیم کردے۔ (قس)

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۱۴، ویاتی ص ۴۴۰، وفی المغازی ص ۶۰۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے ممالک مفتوحہ کو وقف کرسکتا ہے یعنی امام اعظمؒ کی تائید وموافقت ہے۔

﴿ بَابُ[۱۳۶۲] مَنْ اَحْيٰ اَرْضاً مَوَاتاً ﴾

وَرَایٰ ذلك عَلِيٌّ فی اَرْضِ الخَرابِ بِالْكُوفَةِ وقال عُمَرُ مَنْ اَحْیٰ اَرْضاً مَیِّتَةً فَهِیَ لَهٗ وَیُرْوٰی عن عَمْرِو بنِ عَوفٍ عن النبی ﷺ وَقال فی غَیْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَیْسَ لِعرقِ ظالِمٍ فِیْهِ حَقٌّ وَیُرْوٰی فِیْهِ عن جابِرٍ عنِ النبی ﷺ.

جس نے کسی غیر مملوک بنجر زمین کو آباد کیا

اور حضرت علیؓ نے کوفہ کی ویران زمین میں یہی حکم دیا، اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص غیر مملوک بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے، اور عمرو بن عوفؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا اور فرمایا بشرطیکہ وہ کسی مسلمان کا حق (ملک) نہ ہو اور ظلماً اس میں درخت لگانے والے (کھیتی کرنے والے) کا کوئی حق نہیں ہے (یعنی دوسرے کی زمین میں زبردستی کھیت یا باغ لگائے تو اس میں اس کا کوئی حق نہیں ہے) اور اس باب میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی مروی ہے۔

تشریح ان تعلیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کسی غیر مملوک بنجر زمین کو آباد کیا مثلاً مکان بنالیا یا باغ لگالیا یا کھیت بنالیا تو امام وقت کی اجازت سے اس کی ملک ہے۔

۲۱۹۳﴿حَدَّثَنَا یَحْیَ بنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عن عُبَیْدِ اللهِ بنِ اَبِی جَعْفَرٍ عن محمَّدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال مَن اَعْمَرَ اَرْضاً لَیْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ قال عُرْوَةُ قَضٰی بِه عُمَرُ فی خِلافَتِهِ﴾

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسی (غیر آباد) زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہیں تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے عروہ نے کہا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت میں اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۱۴، وھذا الحدیث من افراد المصنفؒ.

مقصد مصنفؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر کہ جو شخص کسی ایسی بنجر غیر آباد زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملک نہیں ہے تو اس زمین کا مستحق ہے۔

﴿ بابٌ ﴾ ۱۴۶۳

أى هذا باب بالتنوين من غير ترجمة فهو كالفصل من سابقه.

۲۱۹۴﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عن اَبِيْهِ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اُرِىَ وَهُوَ فى مُعَرَّسِهِ بِذِى الحُلَيْفَةِ فى بَطْنِ الوَادِى فقِيْلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فقال مُوسٰى وَقَدْ اَنَاخَ بِنا سَالِمٌ بِالمُنَاخِ الّذِى كانَ عبدُ اللهِ يُنِيْخُ به يَتَحَرّٰى مُعَرَّسَ رَسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ المَسْجِدِ الذِى بِبَطْنِ الوَادِى بَيْنَه وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ وَسَطٌ مِن ذٰلِك.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کو (مکہ جاتے وقت) ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں اترے تھے تو آپ ﷺ سے خواب میں کہا گیا کہ آپ برکت والے میدان میں ہیں، ابوموسیٰ (ابن عقبہ) نے کہا سالم نے ہمارے ساتھ وہیں اونٹ بٹھایا جہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بٹھایا کرتے تھے وہ (عبداللہ بن عمرؓ) اسی جگہ کا قصد کرتے تھے جہاں رسول اللہ ﷺ اترے تھے اس مسجد کے نیچے جو نالے کے نشیب میں تھی اس بطن وادی اور راستے کے بیچ میں۔

مطابقتہ للترجمۃ یہ باب بلا ترجمہ ہے کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے لیکن باب سابق سے کچھ مناسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ ذوالحلیفہ غیر آباد جگہ ہے البتہ کسی کی ملک نہیں ہے مگر ہر شخص نفع حاصل کرسکتا ہے، اتر سکتا ہے وهذا المقدار كاف فى وجه المطابقة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۴، ومر طرف منه فى ص۲۰۷، وص۲۰۸، ويأتى ص۱۰۹۱۔

۲۱۹۵﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الاَوْزَاعِىِّ حَدَّثَنِى يَحْيٰ عن عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عبّاسٍ عن عُمَرَ عَنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اللَّيْلَةَ اَتَانِى آتٍ مِن رَبِّى وَهُوَ بِالعَقِيْقِ اَنْ صَلِّ فى هٰذا الوَادِى المُبَارَكِ وَقال عُمْرَةٌ فى حَجَّةٍ.﴾

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پروردگار کے پاس سے آیا اس وقت حضور ﷺ عقیق میں تھے اس نے کہا اس برکت والے وادی میں نماز پڑھئے اور کہا کہ عمرہ حج میں شریک ہوگیا۔

مختصر تشریح: فرشتہ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ اس حدیث کی باب سے مطابقت مثل حدیث سابق ہے یعنی وادی عقیق کی زمین بنجر غیر آباد ہے کسی کی ملک نہیں ہے مگر ہر شخص اتر سکتا ہے، فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۱۴، ومر ص ۲۰۷ تا ۲۰۸، ویاتی ص ۱۰۹۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ابواب سابقہ کی حدیثوں سے بعض زمین مستثنیٰ ہے یعنی ارض موات غیر آباد بنجر زمین کا آباد کرنے والا اگر آباد کرے، مکان بنالے تو وہ حقدار ہے بشرطیکہ عام انسانوں کا نقصان نہ ہو تو ذوالحلیفہ کی یہ زمین عام انسانوں کے نزول کی جگہ ہے اس لئے یہ مملوک نہیں ہوگی بلکہ ہر مسلمان جائے گا جیسے منیٰ غیرہ۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۴۶۴ اِذَا قَالَ رَبُّ الاَرْضِ اُقِرُّكَ مَا اَقَرَّكَ الله وَلَمْ يَذْكُرْ اَجَلاً مَعْلُوماً فهُمَا عَلٰى تَرَاضِيهِمَا ﴾

جب زمین کا مالک کسی سے یہ کہے کہ میں تم کو زمین پر اس وقت تک رکھوں گا جب تک اللہ رکھے اور کوئی معین میعاد مقرر نہ کرے تو یہ معاملہ ان دونوں کی رضامندی تک رہیگا

۲۱۹۶ ﴿حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ المِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسٰى اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ح وقال عبدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ اَجْلَى اليَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الحِجَازِ وكان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ اليَهُودِ مِنهَا وكَانَتِ الاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِه وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ اليَهُودِ مِنها فَسَاَلَتِ اليَهُودُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِيُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَاشِئْنَا فَقَرُّوا بِهَا حتى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے یہود اور نصاریٰ کو ملک حجاز سے جلاوطن کر دیا (نکال دیا) اور رسول اللہ ﷺ جب خیبر والوں پر غالب ہوئے (خیبر فتح کر لیا) تو یہودیوں کو وہاں سے نکال دینا چاہا اور جب کسی زمین کو رسول اللہ ﷺ فتح کر لیں تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو جاتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو وہاں رہنے دیں اور اس شرط پر کہ وہ اس میں سارا کام کریں اور ان کو پیداوار کا آدھا ملے گا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمادیا کہ ہم تم کو اس پر برقرار رکھتے ہیں جب تک ہم چاہیں، چنانچہ یہودی وہاں رہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت میں) ان کو تیماء

اور اریحا کی طرف جلاوطن کردیا۔(یعنی خیبر سے نکالدیا)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نقركم بها على ذلك ما شئنا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۴ تا ص۳۱۵، ومر الحديث ص۳۰۵، وص۳۱۳، ويأتي ص۳۴۰، وص۳۷۶، وص۴۴۶، في المغازي ص۶۰۹۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اگر مزارعت یعنی بٹائی میں زمین کے مالک نے مدت کی تصریح نہیں کی ہے تب بھی مزارعت جائز ہے اور زمین کے مالک کو حق ہے جب واپس لینا چاہے لے سکتا ہے۔ واللہ اعلم

تشریح: اریحا اور تیما، دونوں مقام کے نام ہیں جو سمندر کے کنارے شام کی سرحد پر واقع ہیں۔

﴿باب[۱۴۶۵] ما كانَ اصحابُ النبي صلى الله عليه وسلم يُوَاسِي بعضُهم بعْضاً في الزَّرَاعَةِ والثَّمَر﴾

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کھیتی اور پھلوں میں ایک دوسرے کی ہمدردی کرتے تھے (بے معاوضہ زمین دیتے)

۲۱۹۷﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ اَخبرَنا عبدُاللهِ اَخبرَنا الاَوْزَاعِيُّ عن اَبي النَّجاشِيِّ مَولى رَافِعِ بنِ خَدِيْجٍ قال سَمِعتُ رَافِعَ بنَ خَدِيجِ بنِ رَافِعٍ عن عَمِّهِ ظُهَيرِ بنِ رَافِعٍ قال ظُهَيْرٌ لَقَدنَهَانا رسولُ اللهِ ﷺ عن اَمرٍ كانَ بِنا رَافِقاً قلتُ مَاقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فَهُوَ حَقٌّ قال دَعَانِي رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قال مَا تَصنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ قلتُ نُواجِرُهَا عَلَى الرُّبَيْعِ وَعَلَى الاَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قال لاتَفعَلوا ازْرَعُوهَا اَوْاَزْرِعُوهَا اَوْ اَمسِكُوهَا قال رافِعٌ قلتُ سَمْعاً وطَاعَةً.﴾

ترجمہ | حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اپنے چچا ظہیر بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ ظہیر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسے کام سے منع فرمادیا جس میں ہمارا فائدہ تھا رافع نے کہا میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے ظہیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ تم اپنے کھیتوں کو کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا ہم اس کو نالیوں کی (نہر کے کنارے کی) پیداوار اور کھجور اور جو کے چند وسق (مطلب یہ ہے کہ ہم اس شرط پر دیتے ہیں کہ نہر کے کنارے کی پیداوار ہم لیں گے) آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرو تم خود کھیتی کرو یا کھیتی کراؤ (یعنی بلاعوض کھیتی کرنے کے لئے دو) یا خالی پڑا رہنے دو رافع نے کہا میں نے عرض کیا ارشاد گرامی سنا اور مان لیا۔ (یعنی بسروچشم منظور ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "او ازرعوها" يعني اعطوها لغيركم يزرعها بغير اجرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۵، ومر الحديث ص۳۱۳، ويأتي ص۳۷٦، واخرجه مسلم في البيوع والنسائي في المزارعة وابن ماجه في الاحكام.

۲۱۹۸﴿حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ موسىٰ حَدَّثَنَا الاَوْزَاعِيُّ عن عَطاءٍ عن جابِرٍ قال كَانُوا يَزرَعُونَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصفِ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْلِيَمْنَحْهَا فإنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ. وَقالَ الرَّبِيْعُ بنُ نافِعٍ اَبُوتَوبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عن يَحْيٰ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فإنْ اَبىٰ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ صحابہؓ تہائی، چوتھائی اور نصف پیداوار پر بٹائی کیا کرتے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس زمین (فاضل) ہو وہ خود اس میں کھیتی کرے یا اس کو (مفت) اپنے مسلمان بھائی کو دے اور اگر یہ نہ کر سکے تو زمین پرتی (خالی) رہنے دے۔

اور ربیع بن نافع ابوتوبہ نے کہا ہم سے معاویہ (ابن سلام) نے بیان کیا، انہوں نے یحیی بن ابی کثیر سے، انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو دیدے (عاریت کے طور پر) ورنہ زمین خالی پڑی رہنے دے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اوليمنحها" فان المنحة هي المواساة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۵، ويأتي ص۳۵۸۔

۲۱۹۹﴿حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن عَمْرٍو قال ذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فقالَ يُزْرِعُ قال ابنُ عبّاسٍ اِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قال اَنْ يَمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَاخُذَ شَيْئاً مَعلُوماً.﴾

ترجمہ | عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے (رافع کی حدیث) ذکر کی تو طاؤس نے کہا بٹائی پر زمین دی جاسکتی ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے بھائی کو یوں ہی مفت (کھیتی کرنے کے لئے) دینا بہتر ہے اس بات سے کہ اس سے کچھ متعین کرے (یعنی نصف یا تہائی پر بٹائی سے یوں ہی بطور مدد دے تو بہت بہتر ہے اور باعث ثواب ہے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ان يمنح احدكم اخاه الخ.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۱۵، ومر الحديث ص ۳۱۳۔

۲۲۰۰﴿حَدَّثَنَا سُليمانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ عن نافعٍ أنَّ ابنَ عُمَرَ كانَ يُكْرِي مَزارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَأبي بكر وَعُمَرَ وَعُثمانَ وَصَدْراً مِن إمارَةِ مُعاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عن رافِعِ بنِ خَدِيجٍ أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عن كِرَاءِ المَزارِعِ فَذَهَبَ ابنُ عُمَرَ إلٰى رافِعٍ وَذَهَبْتُ مَعَه فَسَألَه فقال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن كِرَاءِ المَزارِعِ فقال ابنُ عُمَرَ قد عَلِمْتَ أنّا كُنّا نُكْرِي مَزارِعَنا عَلٰى عَهْدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم بِما عَلَى الأربِعاءِ وَبِشَيءٍ مِنَ التِّبْنِ.﴾

ترجمہ | نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے کھیتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کی خلافت کے شروع میں کرایہ پر (بٹائی پر) دیتے تھے پھر ان سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے تو حضرت ابن عمرؓ رافع رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا حضرت ابن عمرؓ نے رافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے کھیتوں کو اس پیداوار کے بدلے جو نالیوں (یعنی نہر کے قریب) پر ہو اور کچھ بھس کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من حيث ان رافع بن خديج لما روى النهى عن كراء المزارع يلزم منه عادة ان اصحاب الارض اما يزرعون بانفسهم او يمنحون بها لمن يزرع من غير بدل فتحصل فيه المواساة.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۱۵۔

۲۲۰۱﴿حَدَّثَنَا يَحيَى بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ قال أخْبَرَنِي سالِمٌ أنَّ عبدَ اللهِ بنَ عُمَرَ قالَ كنتُ أعْلَمُ في عَهْدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم أنَّ الأرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عبدُ اللهِ أن يكونَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قد أحْدَثَ في ذٰلكَ شيئاً لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُه فَتَرَكَ كِرَاءَ الأرْضِ.﴾

ترجمہ | حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کرائے پر (بٹائی پر) دی جاتی تھی پھر حضرت عبد اللہ کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کوئی ایسا

حکم صادر فرمایا ہو جو انہیں معلوم نہ ہو اس لئے انہوں نے بٹائی پر زمین دینا چھوڑ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كنت اعلم فی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم ان الارض تكرى" یعنی ابتداءً عہد رسالت میں بٹائی کا سلسلہ بطور مواساۃ وہمدردی ہی تھا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۵، واخرجه مسلم، ابو داؤد والنسائی.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد احادیث اجازت وممانعت کا تعارض دفع کرنا ہے جو گذر چکا ہے۔

﴿ بَابُ ۱۴۶۶ كِرَاءِ الاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ ﴾

وقال ابنُ عبّاسٍ اِنَّ اَمثَلَ مَااَنتُم صانِعُونَ اَنْ تَستاجِرُوا الاَرْضَ البَيْضاءَ مِنَ السَّنَةِ اِلَى السَّنَةِ.

سونے چاندی کے عوض زمین کرایہ پر دینا

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سب سے افضل (بہتر) کام جو تم کرنا چاہو یہ ہے کہ اپنی خالی زمین (پڑتی زمین) ایک ایک سال کے لئے کرائے پر دو۔

۲۲۰۲﴿حَدَّثَنَا عَمرُو بنُ خالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيثُ عن رَبِيعَةَ بنِ اَبِی عبدِ الرَّحمٰنِ عن حَنظَلَةَ بنِ قَيسٍ عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ حَدَّثَنِی عَمَّایَ اَنَّهُم كَانوا يُكرُونَ الاَرْضَ علٰى عَهدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم بِمَا يَنبُتُ عَلَى الاَربِعَاءِ اَوْ بِشَیءٍ يَستَثنِيهِ صاحبُ الارضِ فنهانا النبیُّ صلى الله عليه وسلم عن ذٰلِكَ فقُلتُ لِرَافِعٍ فكيفَ هِیَ بِالدِّينارِ وَالدِّرهَمِ فقال رَافِعٌ لَيسَ بِهَا بأسٌ بِالدِّينارِ وَالدِّرهِمِ وَكانَ الَّذِی نُهِیَ عن ذٰلِكَ مَالَو نَظَرَ فِيهِ ذَوُو الفَهمِ بِالحَلالِ وَالحَرامِ لَم يُجِيزُوه لِمَا فِيهِ مِنَ المُخَاطَرَةِ قال اَبُو عبدِ الله من هٰهُنَا قولُ اللَّيثِ وَكانَ الَّذِی نُهِیَ عن ذٰلِكَ.﴾

ترجمہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے دو چچاؤں نے بیان کیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین بٹائی پر دیتے تھے بعوض اس پیداوار کے جو نہروں کے قریب ہو یا اس پیداوار کے عوض جس کو زمین کا مالک مستثنیٰ کرے (یعنی زمین کا مالک شرط لگا دیتا کہ زمین کے فلاں حصے کی پیداوار میں لوں گا) تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا حنظلہ نے کہا کہ میں نے حضرت رافع سے پوچھا کہ دینار ودرہم (یعنی روپے) کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو رافع نے کہا دینار ودرہم (یعنی روپے) کے عوض میں کوئی حرج نہیں اور وہ بٹائی جس سے منع کیا گیا ہے اگر حرام وحلال سمجھنے والا اس میں غور کرے تو اس کی اجازت نہیں دینگے کیونکہ اس میں خطرہ ہے، امام بخاریؒ نے کہا کہ فکان

الذی نهی عن ذلك سے لیث کا قول ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فقال رافع ليس بها باس بالدينار و الدرهم".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۱۵، و مر الحديث ص ۳۱۲ تا ص ۳۱۳، ايضاً ص ۳۱۳، و ياتى ص ۳۷۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید وموافقت ہے کہ روپے کے عوض بٹائی جائز ہے نیز گذر چکا ہے کہ نصف، ربع اور ثلث پر بھی بٹائی جائز ہے بشرطیکہ زمین کا حصہ متعین نہ کرے۔

۲ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد تجارت وصنعت پر زراعت کی افضلیت بیان کرنا مقصود ہو۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۳۶۷ ﴾

هذا باب بالتنوين بغير ترجمة.

۲۲۰۳﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ سِنانٍ حَدَّثَنَا فُلَيحٌ حَدَّثَنَا هِلالٌ ح وحَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيحٌ عن هِلالِ بنِ عَلِيٍّ عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ يوماً يُحدِّثُ وَعِندَهُ رَجُلٌ مِن اَهْلِ البَادِيَةِ اَنَّ رَجُلاً مِن اَهْلِ الجَنَّةِ اسْتَاذَنَ رَبَّه فى الزَّرْعِ فقال له اَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قال بَلٰى وَلٰكِنِّى اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ قال فبَذَرَ فبَادَرَ الطَّرفَ نَبَاتُه وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فكانَ اَمْثَالَ الجِبَالِ فيقولُ اللهُ تعالٰى دُونَكَ يا ابنَ آدمَ فإنَّه لايُشْبِعُكَ شَىٌّ فقال الاَعْرَابِىُّ وَاللهِ لاتَجِدُه اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نحنُ فلَسْنا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فضَحِكَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی تھا اور آپ ﷺ یہ بیان فرمارہے تھے کہ ایک جنتی شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگے گا پروردگار فرمائے گا کیا تو اس حال میں نہیں ہے کہ جو تو چاہتا ہے ملتا ہے؟ عرض کرے گا کیوں نہیں (ضرور ملتا ہے) لیکن کھیتی کرنا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بیج ڈالے گا اور پلک مارتے وہ اُگ آئے گا اور سیدھا (یعنی تیار) ہوجائے گا اور کاٹ بھی لیا گیا اس کی پیداوار پہاڑوں کی طرح ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! لے لو تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی، یہ حدیث سن کر دیہاتی کہنے لگا "واللہ آپ قریشی یا انصاری ہی پائیں گے اس لئے کہ یہی لوگ کاشتکار ہیں اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فانهم اصحاب زرع" معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ عہد نبویؐ میں کاشتکاری کرتے تھے اور یہ دلیل جواز ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۱۵ تا ص ۳۱۶، ویاتی ص ۱۱۲۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ جن احادیث وروایات سے ممانعت وکراہت معلوم ہوتی ہے وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسا کہ احادیث سابقہ سے بھی معلوم ہوا۔

﴿ باب ۱۳۶۸ ماجاءَ فی الغرسِ ﴾

درخت کا پودہ لگانے کا بیان

۲۲۰۴ ﴿حَدَّثَنَا قُتَیبَةُ بنُ سَعِیدٍ حَدَّثَنَا یَعقُوبُ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِی حَازِمٍ عن سَهلِ بنِ سَعدٍ اَنَّه قال اِنَّا کُنَّا لَنَفرَحُ بِیَومِ الجُمُعَةِ کانَتْ لَنا عَجُوزٌ تَاخذُ مِن اُصُولِ سِلْقٍ لَنا کُنَّا نَغرِسُه فی اَرْبِعَائِنا تَجعَلُهُ فی قِدْرٍ لَها فَتَجعَلُ فِیهِ حَبَّاتٍ مِن شَعِیرٍ لااَعْلَمُ اِلاَّ اَنَّه قال لَیسَ فیه شَحمٌ وَلا وَدَكٌ فاِذَا صَلَّینَا الجُمُعَةَ زُرنا فقَرَّبَتهُ اِلَینَا فکُنَّا نفرَحُ بِیَومِ الجُمُعَةِ مِن اَجْلِ ذٰلِك وَمَا کنَّا نَتَغَدّٰی وَلاَنَقِیلُ اِلاَّ بَعدَ الجُمُعَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جمعہ کے دن خوشی ہوا کرتی، ایک بوڑھیا چقندر کی جڑیں لیتی جن کو ہم اپنے باغ کے مینڈوں پر بویا کرتے تھے وہ ایک ہانڈی میں ان کو پکاتی اوپر سے تھوڑے جو کے دانے ڈال دیتی۔ ابوحازم نے کہا میں یہی جانتا ہوں کہ سہلؓ نے فرمایا کہ نہ اس میں چربی ہوتی نہ چکنائی، ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کی ملاقات کو جاتے وہ ہمارے سامنے یہ کھانا لاتی، ہم کو اسی وجہ سے جمعہ کے دن خوشی ہوا کرتی اور ہم جمعہ کے روز نماز کے بعد ہی کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "کنا نغرسه فی اربعائنا".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۱۶، ومر الحدیث ص ۱۲۸، /// ویاتی ص ۸۱۳، وص ۹۲۳، وص ۹۲۹۔

۲۲۰۵ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسمَاعِیلَ حَدَّثَنَا اِبراهِیمُ بنُ سَعدٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عنِ الاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیرَةَ قال یَقُولُونَ اِنَّ اَبَاهُرَیرَةَ یُکثِرُ الحَدِیثَ وَاللّٰهُ المَوعِدُ وَیَقُولُونَ ما لِلْمُهَاجِرِینَ وَالاَنصَارِ لایُحَدِّثُونَ مِثلَ اَحَادِیثِه وَاِنَّ اِخوَتِی مِنَ المُهَاجِرِینَ کان یَشغَلُهُمُ الصَّفقُ بالاَسوَاقِ وَاِنَّ اِخوَتِی مِنَ الاَنصَارِ کانَ یَشغَلُهُم عَمَلُ اَموَالِهِم وَکُنتُ امرَأً مِسکِیناً اَلزَمُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عَلٰی مِلْاِ بَطنِی فَاَحضُرُ حِینَ یَغِیبُونَ وَاَعِی حِینَ یَنسَونَ وقال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم یوماً لن یَبسُطَ اَحَدٌ مِنکُم ثَوبَهُ حتی اَقضِیَ مَقَالَتِی هٰذِه ثم یَجمَعُهُ اِلٰی صَدرِه فیَنسٰی مِن مَقَالَتِی شَیئاً اَبَداً

فَبَسَطتُ نَمِرَةً لَيسَ عَلَيَّ ثَوبٌ غَيرُها حتى قَضَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَقالَتَه ثُمَّ جَمَعتُهَا اِلٰى صَدرِی فوَالَّذِی بَعَثَهُ بِالحَقِّ مَانَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ تِلْكَ اِلٰى يَومِي هٰذا وَاللهِ لَولاَ آيَتَانِ فی کتابِ الله مَاحَدَّثتُكُم شَيئاً اَبَداً "اِنَّ الَّذِينَ يَكتُمُونَ مَااَنزَلنَا مِنَ البَيِّنَاتِ وَالهُدٰى" الى قوله "الرَّحِيم". ؎

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور آخر اللہ سے مجھ کو ملنا ہے (میں جھوٹ بولوں گا تو سزا ہوگی) کہتے ہیں کہ دوسرے مہاجرینؓ اور انصارؓ ابو ہریرہؓ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے اور بات یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازاروں کے معاملہ (خرید وفروخت) میں مشغول رہتے ہیں اور میرے بھائی انصار اپنے مالوں (باغوں) کے کام میں مشغول رہتے ہیں، اور میں ایک مسکین (مفلس) آدمی تھا رات دن پیٹ بھر گیا تو بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا، میں اس وقت موجود رہتا جب یہ لوگ غائب رہتے اور میں یاد رکھتا یہ لوگ (اپنے کاموں کی وجہ سے) بھول جاتے۔

اور (ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے اپنا کپڑا اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک میں اپنی گفتگو ختم کروں پھر اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالے وہ میری بات کبھی نہیں بھولے گا، یہ سن کر میں نے اپنی چادر بچھادی بس وہی چادر میرے پاس تھی اور کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تقریر ختم کی پھر سمیٹ کر میں نے اس کو اپنے سینے سے لگالیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کی تقریر میں سے آج تک کوئی بات نہ بھولا، خدا کی قسم اگر قرآن مجید میں دو آیتیں نہ ہوتیں "ان الذین یکتمون" سے "رحیم" تک تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وان اخوتی من الانصار كان يشغلهم عمل اموالهم" فان المراد من ذلك عملهم فی الاراضی بالزراعة والغرس.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۶، ومر الحديث ص۲۲، وص۲۷۴، ویاتی ص۵۱۵، وص۱۰۹۳

مقصد | بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ درخت لگانے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔
مزید تفصیل وتشریح کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۱۶ کا مطالعہ کیجئے۔

❁ ❁ ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ المُسَاقَاة

مساقات کا بیان

مساقاۃ کا مادہ سقی ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو پانی پلانا، یہاں مساقاۃ کے معنی ہیں ایک شخص اپنا باغ کسی کو اس شرط پر دے کہ تم ان درختوں کی دیکھ بھال کرو، خدمت کرو جو کچھ پھل حاصل ہوگا ہم تم حسب معاملہ تقسیم کرلیں گے۔ یعنی یہاں درحقیقت مساقاۃ مزارعت کی ایک قسم ہے فرق یہ ہے کہ مزارعت زمین (کھیت) میں ہوتی اور مساقاۃ درختوں میں، مساقاۃ کے جواز وعدم جواز میں بھی ویسا ہی اختلاف ہے جیسے مزارعت میں گذر چکا ہے۔ مفتی بہ قول جواز کا ہے۔

باب ۱۳۶۹ فی الشِّربِ

پانی میں حصہ لینے کا بیان

وقولِ اللهِ عزّ وجلّ "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ" وقوله "أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجاً فَلَوْ لَاتَشْكُرُونَ" وَمَنْ رَآى صَدَقَةَ الْمَاءِ وَهِبَتَه ووَصِيَّتَهُ جَائِزَةً مَقْسُوماً كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُومٍ ثَجَّاجاً مُنصَبًّا الْمُزْنُ السَّحَابُ وَالْأُجَاجُ الْمُرُّ فُرَاتاً عَذْباً وقال عثمانُ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَكُونُ دَلْوُهُ فِيهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی کیا وہ اس کا یقین نہیں کرتے، (انبیاء، آیت ۳۰) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بھلا بتلاؤ تم جو پانی پیتے ہو اس کو بادل سے تم نے اتارا ہے یا ہم اس کے اتارنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کردیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ (سورہ واقعہ، آیت ۶۸، ۶۹، ۷۰) اور جو پانی کے صدقہ اور ہبہ اور اس کی وصیت کو جائز سمجھے خواہ وہ تقسیم شدہ ہو یا نہ ہو (یعنی مشترک ہو)

ثجاجاً کے معنی خوب بہنے والا (موسلادھار)۔ المزن کے معنی بادل، اور اجاج کے معنی کڑوا پانی، فرات

میٹھا، خوشگوار۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو بیر رومہ کو خرید لے اور اس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے مثل کردے (یعنی وقف کردے) تو اسے حضرت عثمانؓ نے خریدا (اور مسلمانوں پر وقف کردیا)

تشریح | قال ابن بطال بئر رومة كانت ليهودى الخ (عمدہ) یعنی بیر رومہ ایک یہودی کا تھا وہ تالا بند کر کے غائب ہوجاتا، مسلمان پانی پینے جاتے تو وہ موجود نہیں رہتا، مسلمان بغیر پانی پیے واپس لوٹ آتے، مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من يشتريها الخ حضرت عثمان بن عفانؓ نے خرید کر وقف کردیا۔

۲۲۰۶﴿حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي اَبُوحَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال أُتِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِقَدَحٍ فشَرِبَ مِنْهُ وَعن يَمِيْنِهِ غلامٌ اَصْغَرُ القَومِ وَالاَشْيَاخُ عن يَسَارِهِ فقال ياغلامُ اَتاذَنُ لِي اَن اُعْطِيَهُ الاَشْيَاخَ قال مَاكنتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلِي مِنكَ اَحَداً يارسولَ الله فَاَعطاهُ اِيَّاهُ.﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن سعد نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے پیا اور آپ ﷺ کی داہنی طرف حاضرین میں سب سے ایک چھوٹا لڑکا (ابن عباسؓ) تھا اور آپ ﷺ کے بائیں طرف معمر لوگ تھے آپ ﷺ نے فرمایا "اے لڑکا! کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اسے معمر لوگوں کو دیدوں؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے تبرک کے بارے میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، چنانچہ آپ ﷺ نے وہ پیالہ اسی لڑکے کو دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | وجه دخول هذا الحديث فى هذا الباب من جهة مشروعية قسمة الماء وانه يملك اذلولم يملك لماجازت فيه القسمة. (یعنی پانی کی تقسیم ہوسکتی ہے اور اسکے حصے کی ملک جائز ہے)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۱۶، ویاتی ص ۳۱۸، وص ۳۳۱، وص ۳۵۴، وص ۳۵۵، وص ۸۴۰۔

۲۲۰۷﴿حَدَّثَنَا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهرِيِّ حَدَّثَنِي اَنَسُ بنُ مَالِكٍ اَنَّها حُلِبَتْ لِرَسُولِ الله صلي الله عليه وسلم شاةٌ دَاجِنٌ وَهُو فِي دارِ اَنَسِ بنِ مالِكٍ وَشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِنَ البِئْرِ الَّتِي فِى دَارِ اَنَسِ بنِ مالِكٍ فَاُعْطِيَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم القَدَحَ فشَرِبَ مِنه حتى اِذَا نَزَعَ القَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعلى يَسَارِهٖ اَبُوبَكْرٍ وَعن يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ فقال عُمَرُ وَخافَ اَنْ يُعْطِيَهُ الاَعْرَابِيَّ اَعْطِ اَبَابَكرٍ يارسولَ اللهِ عِنْدَكَ فَاَعْطَاهُ الاَعْرَابِيَّ الَّذِى عن يَمِيْنِهِ ثُمَّ قال الاَيْمَنَ فَالاَيْمَنَ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ کے گھر میں ایک بکری پلی ہوئی تھی اس کا دودھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے لئے دوہا گیا اور اس میں اس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انسؓ کے گھر میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ پیش کیا گیا پھر آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا جب آپ ﷺ نے پیالہ منہ سے جدا کیا تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے بائیں طرف ہیں اور آپ ﷺ کی دائیں طرف ایک اعرابی (دیہاتی) ہے حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ ﷺ یہ پیالہ اعرابی کو نہ دیدیں اس لئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (پہلے) ابوبکر کو دیجئے جو آپ کے پاس حاضر ہیں مگر آپ ﷺ نے پیالہ اس اعرابی کو دیا جو داہنی طرف تھے اور فرمایا الایمن فالایمن. (یعنی داہنی طرف والا زیادہ حقدار ہے پھر جو اس کی داہنی طرف ہو)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وشيب لبنها بماء" والماء يجري فيه القسمة وانه يملك.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۷، وياتي ص ۳۵۰ و ياتي ص ۸۳۹، وص ۸۴۰۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ پانی مملوک نہیں ہوتا ہے، بلاشبہ دریا کا پانی، کنویں کا پانی مملوک نہیں ہوتا، لیکن جب کسی نے اپنے برتن میں دریا سے لیا یا تقسیم کے بعد حصے میں آیا تو وہ مملوک ہے۔ فيحصل به الرد على من قال ان الماء لايملك. (فتح)

تشریح پہلی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکا یعنی ابن عباسؓ سے اجازت طلب کی تھی لیکن اس دوسری حدیث میں اعرابی سے اجازت نہ لی کیونکہ آپ ﷺ نے اعرابی (دیہاتی) کو خفا کرنا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں اسلام سے نہ پھر جائے۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۴۷۰ مَن قال اِنَّ صاحبَ المَاءِ اَحَقُّ بِالماءِ حتى يَرْوٰى لِقولِ رسولِ ﷺ لايُمنَعُ فضلُ المَاءِ﴾

جس نے یہ کہا کہ پانی کا مالک پانی کا زیادہ حقدار ہے یہانتک کہ وہ سیراب ہو لے (یعنی اپنی ضرورت پوری کر لے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے فاضل پانی (ضرورت سے زیادہ پانی) کو نہ روکا جائے

۲۲۰۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن اَبِي الزِّنادِ عن الاَعْرَجِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله ﷺ قال لايُمْنَعُ فضلُ المَاءِ لِيُمنَعَ بِهِ الكَلَأُ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاضل پانی کو (جو ضرورت سے زیادہ پانی ہو اس کو) نہ روکا جائے، کہ اس کے نتیجے میں گھاس روک دی جائے۔

تشریح | مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کنواں یا تالاب اپنی زمین میں ہو اور اس کے آس پاس گھاس ہو اور پانی مالک کی ضرورت سے فاضل ہو تو چرواہوں اور جانوروں کو پانی پینے سے نہ روکا جائے، کیونکہ اگر چرواہوں اور مویشیوں کو پانی نہیں پینے دیا جائے گا تو وہاں چرواہے جانور چرانے نہیں جائیں گے اس طرح چرنے سے روکنا لازم آئیگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان منع فضل الماء يدل على ان صاحب الماء احق به عند عدم الفضل. (فاضل پانی اسی وقت کہلائے گا جب کنویں کا مالک اپنا باغ یا کھیت سینچ لے گا اس سے ثابت ہوا کہ پانی کے مالک کا پانی پر سب سے زیادہ حق ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۱۷، ویاتی الحدیث متصلاً ص ۳۱۷، وص ۱۰۳۰۔

۲۲۰۹﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لَاتَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاضل پانی کو نہ روکو کہ اس کی وجہ سے فاضل گھاس کو روک دو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۱۷، ومر آنفاً ص ۳۱۷، ویاتی ص ۱۰۳۰۔

مقصد | مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ پانی کا مالک پانی کا زیادہ حقدار ہے جب تک اپنی ضرورت پوری نہ کرے۔ لاخلاف بين العلماء ان صاحب الماء احق به حتى يروى الخ. (عمدہ)

﴿بَابٌ ۱۴۷۱ مَنْ حَفَرَ بِئْراً فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ﴾

کوئی شخص اپنی مملوکہ زمین میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو اس پر تاوان نہ ہوگا

۲۲۱۰﴿حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ الله عن إِسْرَائِيلَ عن أَبِي حَصِينٍ عن أَبِي صَالِحٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کان (کا زخم) لغو (رائگاں اور معاف ہے) اور کنویں (کا زخم) لغو (معاف) ہے اور جانور (گائے، بیل، بھینس، اونٹ) کا زخم لغو معاف ہے اور دفینہ جاہلیت میں خمس ہے۔

مختصر تشریح المعدن کان یعنی سونا، چاندی وغیرہ نکلنے کا مقام وظرف۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے کان میں کھدائی کرائی اور کھدائی کرتے وقت کوئی مزدور کان کے کسی حصہ کے گرنے سے ہلاک ہوگیا یا کسی شخص نے اپنی مملوک زمین یا غیر آباد زمین میں راستہ سے ہٹ کر کان کھودی اس میں کوئی گر کر ہلاک ہوگیا تو دونوں صورتوں میں کان کے مالک پر خون معاف ہے اس پر کوئی قصاص نہیں۔

والبئو جبار ای البئو جرحها جبار یعنی کنویں کا زخم لغو معاف ہے مطلب یہ ہے کہ مزدور کنویں کی کھدائی کررہا تھا اور تودہ گرنے سے یا کنویں میں گرنے سے ہلاک ہوگیا، یا کسی شخص نے اپنی مملوکہ زمین یا غیر آباد زمین جنگل میں جو کسی کی مملوک نہ ہو راستہ سے ہٹ کر کنواں کھودا اس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک یا زخمی ہوگیا تو ان تینوں صورتوں میں وہ ہدر ہے مالک پر قصاص نہیں ہے۔

والعجماء جبار ای العجماء جرحها جبار عجماء، اعجم کا مؤنث ہے بمعنی جانور اور جبار کے معنی ہدر یعنی جانور کا زخم (اور نقصان) لغو معاف ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی جانور (اونٹ یا بیل وغیرہ) کسی آدمی کو زخمی کردے، یا کسی کے فصل کو نقصان پہنچادے تو وہ زخم ونقصان معاف ہے یعنی جانور کے مالک پر کوئی تاوان نہیں، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ حیوان کے ساتھ کوئی سائق (ہانکنے والا یا سوار) نہ ہو اور اگر کوئی سائق ہو اور ثابت ہو جائے کہ زخمی کرنے میں اس کی غلطی وغفلت کو دخل ہے تو ضمان اس سائق پر واجب ہوگا اور موجودہ دور میں موٹریں وغیرہ حیوان مع السائق کے حکم میں ہیں۔

پھر حنفیہ کے نزدیک دن اور رات میں کوئی تفریق نہیں، چنانچہ حدیث باب کا عموم حنفیہ کی تائید کرتا ہے لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک حیوان کا لگایا ہوا زخم اس وقت ہدر ہوگا جب اس نے دن کے وقت کسی کو زخمی کیا اور اگر رات کے وقت زخمی کیا تو اس کا ضمان مالک پر آئے گا خواہ مالک جانور کے ساتھ نہ ہو کیونکہ رات کے وقت رب الدابہ (جانور کے مالک) کا فرض ہے کہ وہ جانور کو باندھ کر رکھے یعنی عدم ضمان کا حکم دن کے ساتھ مخصوص ہے رات کے نقصان پر ضمان واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

جمہور کا استدلال ابوداؤد کی روایت سے ہے عن البراء بن عازبؓ قال کانت لنا ناقة ضارية فدخلت الخ (ابوداؤد ثانی ص۵۰۲) ناقہ ضاریہ وہ حریص اونٹنی جو کھلی پھرنے کی وجہ سے لوگوں کے کھیت چرنے کی عادی ہو۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہماری ایک اونٹنی تھی جو ایک باغ میں گھسی اور اس کو خراب کر ڈالا تو رسول اللہ ﷺ سے گفتگو ہوئی آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ باغوں کی حفاظت دن کو تو باغ والوں کے ذمہ پر ہے اور جانوروں کی حفاظت

رات کو جانوروں کے مالک پر ہے اگر کسی کے جانور نے رات کو نقصان پہنچایا تو ضمان واجب ہوگا۔

جواب: یہ روایت سنن کی ہے اور **العجماء جبار** صحیحین کی روایت ہے اسلئے متفق روایت کو ترجیح ہوگی۔

وفی الرکاز الخمس: **رکز یرکز** از باب نصر کے معنی گاڑنے اور دفن کرنے کے ہیں رکاز بمعنی مرکوز ہے یعنی دفن کی ہوئی یا گاڑی ہوئی چیز، معنی ہوئے اموال مرکوزہ (یعنی دفینہ) میں خمس ہے جو بیت المال کو ادا کیا جائے گا۔
تفصیل یہ ہے کہ زمین سے جو اموال نکلتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسے خالق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین میں پیدا فرمایا جیسے سونا، چاندی، اور لوہا وغیرہ اس کو معدن کہتے ہیں۔

دوم وہ مال جو کسی انسان نے زمین میں دفن کر دیا ہو اس کو دفینہ اور کنز کہتے ہیں پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک دفینہ جاہلیت، جس پر زمانہ جاہلیت کی کوئی علامت ہو جیسے بت وغیرہ کا نقش ہو تو بالاتفاق مال غنیمت کے حکم میں ہے اور خمس یعنی پانچواں حصہ بیت المال کو دینا واجب ہے۔

دوم دفینہ اسلامیہ جس پر اسلامی آثار موجود ہوں مثلاً کلمہ توحید مرقوم ہو یا مدینہ وغیرہ کا نقش ہو تو یہ بمنزلہ لقطہ کے ہے جس میں اعلان وتشہیر ضروری ہے۔

اختلاف فقہاء مع بیان متعلقات

دراصل یہاں تین الفاظ ہیں کنز، معدن، رکاز۔ اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کنز دفینہ کو کہتے ہیں اور معدن قدرتی وخلقی کان ودھات کو کہتے ہیں۔

رکاز کی تفسیر میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک رکاز کا لفظ کنز ومعدن دونوں کو شامل ہے تو رکاز بمعنی مرکوز، ثابت فی الارض خواہ وہ خلقی ہو جس کو خالق نے مرکوز کیا ہو یا خارجی ہو جو انسان کی طرف سے مرکوز ہو حنفیہ کے نزدیک اس معدن میں بھی کنز کی طرح خمس واجب ہے جیسا کہ مسئلہ رابعہ میں مذکور ہوا۔

اختصاراً اس کے صرف دو دلائل بیان کئے جاتے ہیں:

۱۔ امام محمدؒ نے اپنے مؤطا ص ۱۷۸/ **وفی الرکاز الخمس** کی حدیث میں یہ زیادتی روایت کی ہے "**قیل یا رسول اللہ وما الرکاز قال المال الذی خلقہ اللہ تعالی فی الارض یوم خلق السموات والارض فی ہذہ المعادن ففیہا الخمس**"۔

معلوم ہوا کہ رکاز کا لفظ معدن بمعنی مظروف خود قدرتی سونے چاندی وغیرہ کی کان کو بھی شامل ہے اس لئے اس میں بھی خمس واجب ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث مرفوع میں ہے "**وان وجدتہ فی خربۃ جاہلیۃ او فی قریتہ غیر مسکونۃ ففیہ وفی الرکاز الخمس**" **رواہ الشافعیؒ وابوداؤد والحاکم والبیہقی**۔

اس سے معلوم ہوا کہ معدن میں خمس واجب ہے ورنہ کنز کے بعد **وفی الرکاز** کے اضافہ کے کیا معنی ہیں۔

لیکن ائمہ ثلاثہ کے یہاں رکاز کا مصداق صرف کنز (دفینہ جاہلیت) ہے لہٰذا ان کے قول پر خمس صرف دفینہ جاہلیت میں واجب ہے کیونکہ وہ مال غنیمت ہے جس میں خمس واجب ہے، باقی معدنیات میں ان حضرات کے یہاں خمس واجب نہیں بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف معدنیات میں ہے۔

اب رہا ان حضرات کا یہ کہنا کہ معدن یعنی کان کھودنے میں مشقت ہے اس لئے خمس واجب نہیں ہونا چاہئے، کہا جائے گا کہ اس سے بڑھ کر جہاد وغزوہ میں جان ومال کی مشقت ہے مگر مال غنیمت میں بالاتفاق خمس واجب ہے۔ فتفکر

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والبئر جبار".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۷، ومر الحديث ص ۲۰۳، ويأتى ص ۱۰۲۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر پانی اپنی ضرورت سے فاضل نہ ہو تو کنویں کا مالک روک سکتا ہے۔ کما مر

۱۴۷۲ ﴿ بَابُ الْخُصُومَةِ فِى الْبِئْرِ وَالْقَضَاءِ فِيهَا ﴾

کنویں میں جھگڑا اور اس کا فیصلہ کرنا

۲۲۱۱ ﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عن أَبِى حَمْزَةَ عنِ الْأَعْمَشِ عن شَقِيقٍ عن عبدِ اللهِ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قالَ مَنْ حَلَفَ علىٰ يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هو عَلَيْهَا فاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيهِ غَضْبانُ فَأَنْزَلَ الله تعالىٰ "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلاً" الآيةَ فجاءَ الأَشعثُ فقال مَايُحَدِّثُكُمْ أَبُوعبدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِه الآيَةُ كانَتْ لِي بِئْرٌ فى أَرْضِ ابنِ عَمٍّ فقال لِيْ شُهُودَكَ قلتُ مالى شُهُودٌ قالَ فَيَمِينُه قُلْتُ يارسولَ اللهِ إِذَنْ يَحْلِفُ فذكَر النبىُّ صلى الله عليه وسلم هذا الحَدِيثَ فَأَنْزَلَ اللهُ ذٰلِكَ تَصْدِيقاً لَه.﴾

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی قسم کھائے کہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے لے، اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے (قیامت کے روز) اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران کی) یہ آیت نازل فرمائی جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی خریدتے ہیں الی آخر الآیۃ۔

پھر اشعثؓ آئے اور کہا ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسعودؓ تم لوگوں سے کیا حدیث بیان کرتے ہیں یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے میرا ایک کنواں میرے چچازاد بھائی کی زمین میں تھا (ہمارے درمیان جھگڑا ہو گیا) میں حضور

اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنے گواہوں کو حاضر کرو میں نے عرض کیا میرے پاس گواہ نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس سے (اپنے چچازاد بھائی سے) قسم لے لے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھالے گا تو نبی اکرم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے آیت نازل فرمائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبي صلى الله عليه وسلم حكم في البئر المذكورة بطلب البينة من المدعي وبيمين المدعى عليه عند عجز المدعي عن اقامة البينة. مطلب یہ ہے البينة على المدعي واليمين على من انكر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۷، وياتي ص ۳۲۶، وص ۳۴۲، وص ۳۶۶، وص ۳۶۷، وص ۳۶۸، وص ۶۵۲، وص ۹۸۵، وص ۹۸۷، وص ۱۰۶۵، وص ۱۰۹۱۔ وفي مسلم في الايمان وابوداؤد والنسائي في القضاء وابن ماجه في الاحكام.

مقصد مقصد یہ ہے کہ قاضی شریعت کیلئے فیصلہ کا طریقہ بتلانا ہے کہ مدعی پر بینہ یعنی دو گواہ لازم ہے مدعی پر قسم نہیں ہے اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے تو قاضی مدعی علیہ سے قسم کا مطالبہ کرے گا اگر مدعی علیہ مدعی کے دعوی کا منکر ہو۔

﴿ بَابُ ۱۴۷۳ اِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابنَ السَّبِيْلِ مِنَ المَاءِ ﴾

جو شخص مسافر کو پانی (پینے) سے روکے اس کے گناہ کا بیان

۲۲۱۲ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ بنُ زِيادٍ عنِ الاَعْمَشِ قال سَمِعْتُ اَبَا صالحٍ يقولُ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ثَلَاثَةٌ لَايَنظُرُ اللهُ اِلَيْهِمْ يومَ القِيَامَةِ وَلَايُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ كانَ له فَضْلُ مَاءٍ في الطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِن ابنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بايَعَ اِمَاماً لَايُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنيا فاِنْ اَعْطَاهُ مِنها رَضِيَ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنها سَخِطَ وَرَجُلٌ اَقامَ سِلْعَتَه بَعْدَ العَصْرِ فقال وَاللهِ الَّذِى لَااِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ اُعْطِيْتُ بِهَا كَذا وَكَذا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً".﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کی طرف قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں فرمائے گا اور ان کے گناہوں کو معاف نہیں فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں فاضل پانی تھا اور اس نے پانی کو مسافر سے روکا (یعنی نہیں دیا) اور ایک وہ شخص جس نے

کسی امام (حاکم) سے صرف دنیا کے لئے بیعت کی اب اگر وہ اس کو کچھ دے تو راضی رہے اور اگر کچھ نہ دے تو ناراض ہو جائے، اور ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد اپنا سامان لگایا اور کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھ کو اس کی یہ قیمت ملی تھی (لیکن میں نے نہیں دیا) پھر کسی نے اس کو سچا سمجھا (اور سامان اتنے دام پر خرید لیا) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان الذین الایۃ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی خرید تے ہیں الخ۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "رجل کان لہ فضل ماء فی الطریق فمنعہ من ابن السبیل" فانہ احد الثلاثۃ الذین اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان اللہ لاینظر الیھم یوم القیامۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم. یعنی اگر فاضل پانی سے مسافر کو روکنے والا گنہگار نہ ہوتا تو اس وعید شدید کا مستحق نہ ہوتا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۱۷، ویاتی ص ۳۱۹، وص ۳۶۷، وص ۱۰۷۱، وص ۱۱۰۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر مالک اپنی ضرورت پوری کر لے تو فاضل پانی سے مسافر کو روکنا جائز نہیں۔
قال ابن بطال فیہ دلالۃ علی ان صاحب البئر اولی من ابن السبیل عند الحاجۃ.

﴿بَابُ ۱۴۷۴ سَكْرِ الْاَنْهَارِ﴾

نہروں کو بند کرنا (یعنی نہر کا پانی روکنا)

۲۲۱۳﴿حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِلزُّبَيْرِ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللهِ اِنِّي لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ لَيْسَ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک انصاری شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے حرہ کے اس نالے کے بارے میں جھگڑا کیا جس سے (مدینہ کے) لوگ کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے انصاری نے (حضرت زبیرؓ سے) کہا پانی کو چھوڑ دے (یعنی روکتے کیوں ہو آگے بہنے دو) حضرت زبیرؓ نے انکار کر دیا تو دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے فرمایا "اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا لے پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دے۔

یہ سن کر انصاری غصہ ہو گیا اور کہنے لگا (کہ آپ کا یہ فیصلہ اسی وجہ سے تو ہے) کہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے (حضرت زبیر بن العوام آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں) آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو سینچ لے پھر پانی کو روکے رہ، یہاں تک کہ منڈیروں تک بھر آئے، زبیرؓ نے فرمایا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت "فلا وربك لايؤمنون" الاية اسی بارے میں نازل ہوئی ہے، محمد بن عباس نے کہا عروہ کی روایت عبد اللہ سے صرف لیث نے نقل کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "سرح الماء يمر فابى عليه اى امتنع عليه ولم يسرح الماء بل سكر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۷، ويأتى ص ۳۱۸، ۔۔ وص ۳۱۸، وص ۳۷۳، وفى كتاب التفسير ص ۶۶۰، واخرجه مسلم فى فضائل النبى صلى الله عليه وسلم وابو داؤد فى القضايا والترمذى فى الاحكام وفى التفسير والنسائى فى القضايا وابن ماجه فى السنة.

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نہر کا پانی روکنا درست نہیں، بلکہ جب اپنے کھیت یا باغ کو سیراب کر لے تو نشیبی کھیت والوں کی طرف چھوڑ دے۔

شراج الحرّة: حرہ کی نالی، شراج پانی بہنے کی جگہ، نالی، حرہ پتھریلی زمین، مدینہ منورہ کے دو حرہ مشہور ہیں حرہ شرقیہ، حرہ غربیہ، جس کے درمیان پورا شہر آباد ہے۔

الى الجدر یہاں جدر سے مراد وہ مینڈھ ہے جو پانی روکنے کیلئے درختوں کی جڑوں کے ارد گرد باندھی جاتی ہے۔

﴿ باب ۱۴۷۵ شُربِ الاَعْلٰى قبلَ الاَسْفَلِ ﴾

جس کا کھیت بلندی پر ہو وہ نشیبی زمین والے سے پہلے پانی پلا لے

۲۲۱۴﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهرِيِّ عن عُرْوَةَ قال خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رجلاً مِنَ الاَنصَارِ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يازُبَيْرُ اسقِ ثمّ اَرْسِلْ فقال

الْاَنْصَارِیُّ اِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ اسْقِ يَازُبَيْرُ حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ الْجَدْرَ ثُمَّ اَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَاحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ "فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ".

ترجمہ عروہ بن زبیر سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ نے ایک انصاری سے (حرہ کے نالے کے بارے میں) جھگڑا کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (انصار کی رعایت کی) اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر پانی اپنے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے انصاری نے کہا یا اس وجہ سے کہ زبیر آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں (یہ سن کر آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ ﷺ کو غصہ آگیا) آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر پانی روک لو یہاں تک کہ وہ کھیت کے مینڈھوں تک آجائے (زبیر کا جو واجبی حق تھا آپ ﷺ نے دلا دیا) حضرت زبیرؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ آیت فلا وربك الخ اسی بارے میں نازل ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "فقال النبي صلى الله عليه وسلم يازبير اسق ثم ارسل، فانه يعلم منه ان الزبير هو الاعلى لانا ارسال الماء لايكون الا من الاعلى الى الاسفل.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۸، ومر الحديث ص ۳۱۷، ويأتي ص ۳۱۸، وص ۳۷۳، وص ۶۶۰۔

مقصد مقصد یہ بتانا ہے کہ جوندی یا نالہ کسی کی ملک نہ ہو اس سے پانی لینے میں بلند کھیت والے کا حق ہے وہ پہلے اتنا سیراب کرے کہ کھیت کے منڈیروں تک چڑھ آئے پھر نشیبی کھیت والوں کی طرف پانی کو چھوڑ دے۔

﴿بَابُ ۱۳۷۶ شِرْبِ الْاَعْلٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

بلند کھیت والا ٹخنوں تک بھرلے

۲۲۱۵ ﴿حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اسْقِ يَازُبَيْرُ فَاَمَرَهُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰى جَارِكَ قَالَ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمَاءُ اِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اُنْزِلَتْ فِي ذٰلِكَ "فَلَاوَرَبِّكَ

لایؤمنون حتی یُحَکِّمُوكَ فیما شَجَرَ بَیْنَهُمْ" فقال لی ابنُ شهابٍ فقدرتِ الانصارُ وَالنَّاسُ قولَ النبیِّ صلی الله علیه وسلم اسقِ ثمّ احْبِسْ حتی یَرْجِعَ الماءُ اِلَی الجدرِ فکانَ ذٰلِکَ اِلَی الکَعْبَیْنِ الجدرُ هُوَ الاَصلُ.

ترجمہ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک انصاری شخص نے حرہ کے نالے میں جس سے کھجور کے درختوں کو سیراب کرتے تھے حضرت زبیرؓ سے جھگڑا کیا (آپ ﷺ نے انصاری کی رعایت کی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر! اپنے درختوں کو سیراب کرلے آپ ﷺ نے نیک سلوک کا حکم دیا فرمایا پھر پانی اپنے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے، انصاری نے کہا یہ اس وجہ سے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (آپ ﷺ کو غصہ آگیا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا "زبیر اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر پانی روکے رہ یہاں تک کہ وہ کھیت کے مینڈوں تک آجائے اور حضرت زبیرؓ کا جو واجبی حق تھا وہ آپ ﷺ نے پورا دلایا حضرت زبیرؓ فرماتے تھے خدا کی قسم یہ آیت "فلاوربك" الخ اسی بارے میں نازل ہوئی۔ ابن شہاب نے مجھ سے کہا انصار اور دوسرے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا "اسق ثم احبس" یعنی پانی روک لے یہاں تک کہ وہ مینڈوں تک پہونچے یہ اندازہ کیا یعنی پانی ٹخنوں تک بھر جائے۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ منڈیر ہی اصل ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "حتی یرجع الماء الی الجدر فکان ذلك الی الکعبین" یعنی رجوع الماء الی الجدر وصوله الی الکعبین.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۱۸، ومر الحدیث ص ۳۱۷، وص ۳۱۸، وثانی ص ۶۷۳، وص ۶۶۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب انصاری نے پہلا حکم نہیں مانا تو آنحضور ﷺ نے غصہ کی حالت میں فیصلہ فرمایا اور حضرت زبیر کا پورا حق دلایا، حالانکہ آنحضرت ﷺ نے غصہ کی حالت میں قاضی کو حکم دینے، اور فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے، بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ غصہ کی حالت میں بھی عدل وانصاف اور حق سے تجاوز نہیں فرماتے یہ آپ ﷺ ہی کی خاص خصوصیت ہے۔

﴿ باب ۱۴۷۷ فضلِ سَقْیِ الماءِ ﴾

پانی پلانے کی فضیلت کا بیان

۲۲۱۶ ﴿حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ یوسفَ اخبرنا مالکٌ عن سُمَیٍّ عن ابی صالحٍ عن ابی هُرَیْرَةَ انّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال بَیْنَما رَجُلٌ یَمْشِی فاشتدَّ علیه العَطَشُ فنزلَ

بئراً فشرِبَ مِنهَا ثمّ خرجَ فإذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَاكُلُ الثَّرىٰ مِنَ العَطَشِ فقال لقَدْ بَلَغَ هٰذا مِثْلُ الَّذِى بَلَغَ بِى فنَزَلَ بئراً فمَلأَ خُفَّه ثمّ اَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثمّ رَقِىَ فسَقَى الكَلْبَ فشَكَرَ الله لَهُ فغَفَرَ لَهُ قالوا يارسولَ اللهِ وَاِنَّ لَنَا فِى البَهَائِمِ اَجْراً قال فِى كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستے میں جارہا تھا کہ اس کو زور کی پیاس لگی چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور پانی پیا پھر اندر سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے تو اس نے اپنے دل میں کہا بلاشبہ اس کو اسی طرح تکلیف پہونچی جو مجھ کو پہونچی پھر یہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منھ سے تھام کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا تو اللہ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں کو پانی پلانے میں بھی ہم کو ثواب ملے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہر تازے جگر والے میں ثواب ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۸، ومر الحديث ص۲۹، ويأتى ص۳۳۳، وص۴۶۷، وص۸۸۸۔

تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۸۱ تا ۸۲ دیکھئے۔

۲۲۱۷﴿حَدَّثَنَا ابنُ اَبِى مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عن ابنِ اَبِى مُلَيْكَةَ عن اسماءَ بِنْتِ اَبِى بَكْرٍ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم صلّى صَلوٰةَ الكُسُوفِ فقال دَنَتْ مِنِّى النَّارُ حتى قلتُ اَىْ رَبِّ وَاَنَا مَعَهُمْ فإذَا امْرَاَةٌ حَسِبْتُ اَنَّه قال تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قال مَاشَانُ هٰذِهِ قالوا حَبَسَتْهَا حتى مَاتَتْ جُوعاً.﴾

ترجمہ | حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی پھر (نماز کے بعد) فرمایا کہ دوزخ مجھ سے اتنی قریب ہوئی کہ میں کہنے لگا اے پروردگار! کیا میں بھی دوزخ والوں میں ہوں؟ (یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے تقديره أو انا معهم) دیکھا کہ ایک عورت ہے حسبت انه الخ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی اس عورت کو نوچ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟ فرشتوں نے کہا اس عورت نے دنیا میں اس بلی کو باندھ کر رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هذه المرأة لما حبست هذه الهرة الى ان ماتت بالجوع والعطش فاستحقت هذا العذاب فلو كانت سقتها لم تعذب. (عمدہ) یعنی اس عورت نے بلی کو باندھکر کھانا پانی نہیں دیا جس کی وجہ سے عذاب ہوا پس معلوم ہوگیا کہ پانی پلانا باعث ثواب ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۱۸، وھذا طرف حدیث مر ص ۱۰۳۔

۲۲۱۸﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ حَدَّثَنِی مَالِكٌ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال عُذِّبَتْ امْرَاَةٌ فی هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حتی مَاتَتْ جُوعاً فَدَخَلَتْ فِیْهَا النَّارَ قال فقال وَاللهُ اَعْلَمُ لاَاَنْتِ اَطْعَمْتِیْهَا وَلاسَقَیْتِهَا حِیْنَ حَبَسْتِیْهَا وَلاَ اَنْتِ اَرْسَلْتِیْهَا فاَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الاَرْضِ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت عذاب میں مبتلا ہوگئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک (پیاس) سے مرگئی چنانچہ اس بلی کے بارے میں وہ عورت دوزخ میں داخل ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے نہ تو نے اس کو کھلایا اور نہ اس کو پانی پلایا جب تو نے اس کو باندھا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی۔ (یعنی اپنا پیٹ بھرتی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة مثل مطابقة الحدیث السابق. یعنی اس عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا یہاں تک کہ بھوک سے مرگئی اور اسی سبب سے مستحق دوزخ ہوئی، معلوم ہوا کہ کھلانا پلانا باعث ثواب ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۱۸، ویاتی ص ۴۶۷، وص ۴۹۵۔

مقصد | مقصد بالکل واضح ہے کہ خنزیر کے علاوہ ہر پیاسے جانور کو پانی پلانا باعث ثواب ہے۔ باب کی پہلی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتا مثل خنزیر نجس العین نہیں ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ [۱۴۷۸] مَن رَاٰی اَنَّ صاحبَ الحَوضِ اَوِ القِربَةِ اَحَقُّ بِمَائِهِ ﴾

حوض یا مشک کا مالک اپنے پانی کا زیادہ حقدار ہے (جو بچے وہ دوسروں کو دے)

۲۲۱۹﴿ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیْزِ عن اَبِی حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال اُتِیَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعن یَمِیْنِهِ غلامٌ وَهو اَحدثُ القَومِ وَالاَشْیَاخُ عن یَسَارِهِ فقال یاغُلامُ اَتَاْذَنُ لِی اَنْ اُعْطِیَ الاَشْیَاخَ فقال مَاكُنْتُ لِاُوثِرَ بِنَصِیْبِی مِنْكَ اَحداً یارسولَ اللهِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ. ﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (دودھ کا) ایک پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور آپ ﷺ کے داہنی طرف ایک لڑکا تھا جو سب لوگوں میں کم سن (چھوٹا) تھا اور آپ ﷺ کے بائیں جانب عمر دراز حضرات تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں پہلے بوڑھوں کو دوں تو اس نے کہا یا رسول

اللہ میں تو آپ کا جھوٹا اپنے حصے کا کسی کو دینے والا نہیں ہوں آخر آپ ﷺ نے پیالہ اسی لڑکے کو دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | علامہ کرمانی فرماتے ہیں "ماوجه تعلقه بالترجمة قلت قياس مافى القربة و الحوض على ما فى القدح" یعنی مطابقت اس طرح ہے کہ حوض اور مشک کو پیالے پر قیاس کیا۔ (کرمانی)

علامہ ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ کا استدلال اس سے لطیف تر ہے کہ جب داہنی طرف بیٹھنے والا پیالے کا زیادہ حقدار ہوا صرف داہنی طرف بیٹھنے کی وجہ سے، تو جس نے حوض بنایا یا مشک تیار کی وہ بطریق اولی اس کے پانی کا حقدار ہوگا۔ (قس)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۸، ومر الحديث ۳۱۶، ويأتى ص۳۳۱، وص۳۵۴، وص۳۵۵، وص۸۴۰۔

۲۲۲۰﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن محمّدِ بنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال وَالَّذِى نفسِي بِيَدِهِ لَاَذُودَنَّ رِجَالاً عن حَوضِي كَمَا تُذَادُ الغَرِيبَةُ مِنَ الإِبِلِ عَنِ الحوضِ تَذُودَانِ تَمنَعَانِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو (قیامت کے دن) کچھ لوگوں کو اپنے حوض سے بھگاؤں گا جیسے پرائے اونٹ (اجنبی اونٹ) حوض سے بھگایا جاتا ہے، تذودان بمعنی تمنعان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "عن حوضى" فانه يدل على انه احق بحوضه وبما فيه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۱۸، واخرجه مسلم فى فضائل النبى صلى الله عليه وسلم.

۲۲۲۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ الله بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنَا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخبَرَنا مَعْمَرٌ عن اَيوبَ وَكَثِيرِ بنِ كَثِيرٍ يَزِيدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ قال قال ابنُ عبَّاسٍ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَرْحَمُ الله اُمَّ اِسمَاعِيلَ لَوتَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْ قالَ لَولَمْ تَغْرِفْ مِنَ المَاءِ لَكَانَ عَيناً مَعِيناً وَاَقبَلَ جُرهُمُ فقالوا اَتَاذَنِينَ اَنْ نَنزِلَ عِندَكِ قالتْ نَعَمْ وَلَاحَقَّ لَكُمْ فى المَاءِ قالوا نَعَمْ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل کی ماں (حضرت ہاجرہ) پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں (اس کے گرد مینڈھ نہ اٹھاتیں) یا یوں فرمایا اگر وہ زمزم سے چلو بھر بھر کر نہ لیتیں تو وہ ایک جاری چشمہ ہوتا اور قبیلہ جرہم کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ ہم کو اپنے پاس اترنے کی اجازت دیتی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں انہوں نے کہا بیشک۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قولها لجرهم "ولا حق لكم فى الماء" لانها احق من غيرها. یعنی حضرت ہاجرہؑ کا قبیلہ جرہم سے یہ کہنا کہ پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جنگل میں جو کوئی پانی نکالے وہی حقدار ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۸ تا ص ۳۱۹، ويأتى ص ۴۷۴، وص ۴۷۶۔

۲۲۲۲﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمّدٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن عَمرٍو عن اَبِى صَالِحِ السَّمَّانِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قالَ ثلاثَةٌ لايُكَلِّمُهُمُ اللهُ يومَ القِيامَةِ ولايَنظُرُ اِلَيهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهِ لقدْ اَعطٰى بِهَا اَكْثَرَ مَا اَعطٰى وَهُوَ كاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ كاذِبَةٍ بَعْدَ العَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهِ فيقولُ اللهُ اليومَ اَمْنَعُكَ فَضْلِى كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ ماءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ قال عَلِىٌّ حَدَّثَنَا سُفيانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَاصَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النبىَّ صلى الله عليه وسلم.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا ایک وہ شخص جس نے اپنے سامان پر جھوٹی قسم کھائی کہ مجھ کو اس سامان کے اتنے روپے ملتے تھے حالانکہ اس سے کم ملتے تھے۔

دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تا کہ ایک مسلمان آدمی کا مال مار لے، تیسرا وہ شخص جس نے فاضل پانی (یعنی اپنی ضرورت سے بچا ہوا فاضل پانی) روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے (دنیا میں) جیسے اس پانی کو روک لیا تھا جو تیرا بنایا ہوا نہیں تھا آج میں اپنا فضل تجھ سے روک لیتا ہوں۔

علی بن مدینیؒ نے کہا اس حدیث کو ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی بار بیان کیا عمرو بن دینار سے انہوں نے سنا ابوصالح سے، وہ اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچاتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ورجل منع فضل مائه" لانه استحق العقاب فى الفضل فدل هذا انه بالاصل الذى فى حوضه او فى قربته.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۹، ومر الحديث ص ۳۱۷، ويأتى ص ۳۶۷، وص ۱۰۷۱، وص ۱۱۰۹۔

مقصد مقصد واضح ہے ضرورت سے زائد فاضل پانی روکنے پر سزا کا مستحق ہوگا اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کنواں کھودا، یا مشک بھر کر لایا تو اس کی اجازت کے بغیر کسی کو پانی لینے کا حق نہیں ہے جیسا کہ "لم تعمل يداك" سے ظاہر ہے تیرا بنایا ہوا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۴۷۹ لاحِمىٰ اِلّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم ﴾

محفوظ چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہے

۲۲۲۳ ﴿حَدَّثَنَا يَحيَ بنُ بُكَيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيثُ عن يُونُسَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيدِ اللهِ بنِ عبدِ الله بنِ عُتبَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ الصَّعبَ بنَ جَثّامَةَ قال اِن رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لاحِمىٰ اِلّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَقال بَلَغَنا اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم حَمَى النَّقِيعَ وَاَنَّ عُمَرَ حَمَى الشَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صعب بن جثامہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محفوظ چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے (دوسروں کو حق نہیں پہونچتا ہے کہ جنگل کے گھاس و شکار کو اپنے لئے مخصوص کرلے اور دوسروں کو روک دے البتہ خلفاء جو رسول کے قائم مقام ہوں انہیں بھی یہ حق ہے) وقال بلغنا الخ اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے صرف ابوداؤد کے نسخے میں قال ابو عبدالله الخ ہے اصح یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری نے کہا کہ ہم کو یہ خبر پہونچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو محفوظ کیا اور حضرت عمرؓ نے شرف اور ربذہ کو محفوظ کیا (نقیع، اسی طرح شرف اور ربذہ مقامات کے نام ہیں)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة؟ الحديث عين الترجمة فلامطابقة اقوى من هذا.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۱۹، ويأتي ص ۴۲۳۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ جس جنگل میں گھانس بہت ہو امام و خلیفہ تو بیت المال کے لئے مخصوص کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے شرف اور ربذہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد محفوظ کیا لیکن اور کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنی ذات کے لئے زمانہ جاہلیت کی طرح دوسروں کو روک کر صرف اپنے لئے مخصوص کرے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۴۸۰ شُربِ النّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الاَنهارِ ﴾

نہروں سے انسان اور جانور پانی پی سکتے ہیں

۲۲۲۴ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكُ بنُ اَنَسٍ عن زَيدِ بنِ اَسلَمَ عن اَبِي صَالِحٍ السَّمّانِ عن اَبِي هُرَيرَةَ اَنَّ رسولَ الله ﷺ قال الخَيلُ لِرَجُلٍ اَجرٌ وَلِرَجُلٍ سِترٌ وَعَلىٰ رَجُلٍ وِزرٌ فَاَمّا الَّذِي لَهُ اَجرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَها فِي سَبِيلِ اللهِ فَاَطالَ لَها فِي مَرجٍ اَو رَوضَةٍ

فَمَا اَصَابَتْ فِی طِیَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَو اَنَّهُ انْقَطَعَ طِیَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفاً اَوْ شَرَفَیْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَو اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَسْقِیَ كَانَتْ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ فَهِیَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّیاً وَتَعَفُّفاً ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللهِ فِی رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِیَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخراً وَرِیَاءً وَنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ عَلٰی ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَنِ الْحُمُرِ فقال مَااُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهَا شَیْئٌ اِلَّا هٰذِهِ الآیَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ "فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْراً یَرَهٗ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهٗ."﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک شخص کے لئے اجر وثواب ہے اور ایک شخص کے لئے پردہ یعنی بچاؤ ہے اور ایک پر وبال ہے، بہرحال جس شخص کیلئے ثواب ہے وہ تو وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) باندھ رکھا ہے چنانچہ چراگاہ میں یا باغ میں اس کی رسی دراز کر دی ہے تو وہ گھوڑا چراگاہ میں یا باغ میں اپنی رسی کی لمبائی میں کھائے پئے اس کیلئے نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر ان کی رسی ٹوٹ جائے پھر وہ ایک دوڑ یا دو دوڑ بھاگ جائے تو ان کے نشانات قدم (جو زمین پر پڑیں) اور ان کی سب اس کیلئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی ندی پر گذریں اور اس سے پانی پی لیں گو اسکے مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تب بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (اور اگر پلانے کا ارادہ ہو، تب تو بطریق اولیٰ نیکیاں ہوں گی)

اور ایک وہ شخص ہے جس نے گھوڑا باندھا ہے روپیہ کمانے کے لئے اور سوال سے بچنے کے لئے۔ پھر ان کی گردنوں اور پیٹھوں میں اللہ تعالیٰ کا جو حق ہے اس کو نہ بھولے تو اس کے لئے پردہ یعنی بچاؤ ہیں، (مطلب یہ ہے کہ اگر گھوڑا تجارتی ہے تو اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا کرے، اور پیٹھ کا حق یہ ہے کہ تھکے ماندے ضعیف کمزور مانگنے والے کو سواری کے لئے دے تو ایسے شخص کے لئے گھوڑا پردہ ہے یعنی ذلت سے بچا اور باعزت رہا) اور جو شخص گھوڑا باندھے یعنی پالے اترانے اور دکھانے، اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے تو اس پر وبال وعذاب ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی خاص حکم مجھ پر نازل نہیں فرمایا مگر یہ اکیلی آیت (سورہ اذا زلزلت کی) جو جامع ہے (یعنی عام ہے اور گدھوں کو بھی شامل ہے) یعنی جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی دیکھ لے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ توخذ من قوله "ولو انها مرت بنهر فشربت منه" کیونکہ اگر جانوروں کا نہر سے پانی پی لینا جائز نہ ہوتا تو اس پر ثواب کیوں ملتا۔

تعدد موضعہ و الحدیث هنا ص ۳۱۹، وباقی الحدیث ص ۴۰۰، وص ۵۱۴، وص ۷۴۱، وص ۱۰۹۳۔

۲۲۲۵﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن رَبِيْعَةَ بنِ اَبِي عبدِ الرَّحْمٰنِ عن يَزِيْدَ مَولَى الْمُنْبَعِثِ عن زَيْدِ بنِ خالِدٍ قال جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فَسَاَلَهُ عنِ اللُّقْطَةِ فقال اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثم عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَانَكَ بِهَا قال فَضَالَّةُ الغَنَمِ قال هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قال فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قال مالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاكُلُ الشَّجَرَ حتى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالدؓ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور لقطہ (گری پڑی چیز) کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ظرف (تھیلی) اور اس کا بندھن پہچان رکھو پھر ایک سال تک اس کی شناخت (کا اعلان) کراؤ اب اگر اس کا مالک آگیا (تو اس کو دیدو) ورنہ جو چاہے تو کر، اس نے پوچھا گم شدہ بکری؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی، اس نے پوچھا گم شدہ اونٹ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا غرض، اس کے ساتھ اس کا مشک اور موزہ سب موجود ہے پانی پر اتر تا یعنی پی لیتا ہے اور درخت کے پتے کھالیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو لے لے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ترد الماء" بيان ذلك ان النبى صلى الله عليه وسلم منع عن التقاط الابل لانه لايخاف عليها من العطش والجوع فترد ماء من المياه وتشرب ولايمنعها احد لان الله خلقه للناس وللبهائم وليس له مالك غير الله تعالىٰ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۱۹، ومر الحديث ص۱۹، ويأتى ص۳۲۷، وص۳۲۸، وص۳۲۹، وص۷۹۷، وص۹۰۲۔

مقصد حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں اراد بهذا الترجمة ان الانهار الخ (فتح)

یعنی مقصد یہ ہے جو نہریں راستے میں واقع ہوں ان میں آدمی اور جانور سب پانی پی سکتے ہیں وہ کسی کے لئے خاص نہیں۔

تشریح: باقی الفاظ کی تحقیق وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۴۴۱۔

﴿بابٌ ۱۳۸۱ بَيْعِ الحَطَبِ وَالْكَلَإِ﴾

لکڑی اور گھاس کی بیع کا بیان

۲۲۲۶﴿حَدَّثَنَا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عنِ الزُّبَيْرِ بنِ العَوَّامِ عنِ النبيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم قال لَاَن یَاخُذَ اَحَدُکُم اَحْبُلاً فَیَاخُذَ حُزْمَۃً مِن حَطَبٍ فَیَبِیعَ فَیُکُفَّ اللہُ بِہٖ عَن وَجْھِہٖ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَسْاَلَ النَّاسَ اُعْطِیَ اَوْ مُنِعَ۔

ترجمہ حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی رسیاں لے اور لکڑی کا گٹھالا کر فروخت کرے اس سے اپنا گزر کرے اور اپنی عزت بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ دیں یا نہ دیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیاخذ حزمۃ من حطب فیبیع".

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۱۹، و مر الحدیث ص ۱۹۹، وص ۲۰۰، وص ۲۷۸۔

۲۲۲۷ حَدَّثَنَا یَحیَ بنُ بُکَیرٍ حَدَّثَنَا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابنِ شِھابٍ عن اَبِی عُبَیدٍ مَولٰی عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَوفٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاھُرَیرَۃَ یقول قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَن یَحتَطِبَ اَحَدُکُم حُزْمَۃً علٰی ظَھرِہٖ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَسْاَلَ اَحداً فَیُعطِیَہٗ اَو یَمنَعَہٗ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھالا د کر لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے پھر وہ اس کو دے یا نہ دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۱۹، و مر الحدیث ص ۱۹۹، وص ۲۰۰، وص ۲۷۸۔

۲۲۲۸ حَدَّثَنَا اِبراھیمُ بنُ مُوسٰی اَخبَرَنا ھشامٌ اَنَّ ابنَ جُرَیجٍ اَخبَرَھُم قال اَخبَرَنِی ابنُ شِھابٍ عن عَلِیِّ بنِ حُسَینٍ عن اَبِیہٖ حُسَینِ بنِ عَلِیٍّ عن عَلِیِّ بنِ اَبِی طالِبٍ اَنَّہٗ قال اَصَبْتُ شَارِفاً مَعَ رسولِ اللہ ﷺ فی مَغنَمٍ یومَ بَدرٍ قال وَاَعطَانِی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شَارِفاً اُخرٰی فَاَنَختُھُمَا یَوماً عندَ بابِ رَجُلٍ مِنَ الاَنصارِ وَاَنا اُرِیدُ اَن اَحمِلَ عَلَیھِمَا اِذْخِراً لِاَبِیعَہٗ وَمَعِی صَائِغٌ مِن بَنِی قَینُقَاعَ فَاَستَعِینَ بِہٖ عَلٰی وَلِیمَۃِ فاطِمَۃَ وَحَمزَۃُ بنُ عبدِ المُطَّلِبِ یَشرَبُ فی ذٰلِکَ البَیتِ مَعَہٗ قَینَۃٌ فَقالَتْ "اَلَا یَاحَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ" فَثَارَ اِلَیھِمَا حَمزَۃُ بالسَّیفِ فَجَبَّ اَسنِمَتَھُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَھُمَا ثُمَّ اَخَذَ مِن اَکبَادِھِمَا قلتُ لِاِبنِ شِھَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قال قدجَبَّ اَسنِمَتَھُمَا فَذَھَبَ بِھَا قال ابنُ شِھَابٍ قال عَلِیٌّ فَنَظَرتُ اِلٰی مَنظَرٍ اَفظَعَنِی فَاَتَیتُ نبیَّ اللہِ ﷺ وَعِندَہٗ زَیدُ بنُ حارِثَۃَ فَاَخبَرتُہُ الخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَہٗ زَیدٌ فَانطَلَقتُ مَعَہٗ فَدَخَلَ عَلٰی حَمزَۃَ فَتَغَیَّظَ عَلَیہِ فَرَفَعَ حَمزَۃُ بَصَرَہٗ وقال ھَل اَنتُم اِلَّا عَبِیدٌ لِاَبَائِی فَرَجَعَ رَسولُ اللہ ﷺ یُقَھقِرُ حتّٰی خَرَجَ عنھم وَذٰلِکَ قَبلَ تحرِیمِ الخَمرِ۔

ترجمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے میں نے ایک جوان اونٹنی پائی فرمایا اور ایک دوسری اونٹنی رسول اللہ ﷺ نے (خمس میں سے) مجھ کو عنایت فرمائی ایک دن میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری آدمی کے دروازے پر بیٹھایا اور میں ارادہ کر رہا تھا کہ ان دونوں پر اذخر لاد کر لاؤں اور اسے فروخت کروں اور میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا اور اس (اذخر کی رقم) سے حضرت فاطمہؓ کے ولیمہ میں مدد لوں اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (اس وقت) اسی گھر میں شراب پی رہے تھے اور حمزہؓ کے ساتھ ایک گانے والی تھی اس نے اپنے گانے میں یہ مصرع کہا:

"الا یاحمز للشرف النواء"

(اٹھو اے حمزہ موٹی موٹی اونٹنیوں کی طرف)

یہ سن کر حضرت حمزہؓ تلوار لے کر کود پڑے اور ان اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے اور ان کی کوکھیں پھاڑ کر کلیجیاں نکال لیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے کہا اور کوہان؟ تو ابن شہاب نے کہا اور کوہان بھی کاٹ کر لے گئے، ابن شہاب نے کہا حضرت علیؓ (کو جب خبر ہوئی وہ گئے) فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا منظر دیکھا جس سے گھبرا گیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ موجود تھے میں نے آپ ﷺ سے سارا قصہ بیان کیا تو آپ ﷺ چلے اور آپ ﷺ کے ساتھ زید بن حارثہؓ اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا، آپ ﷺ حضرت حمزہؓ کے پاس پہونچے اور ان پر غصہ ہوئے اس پر حضرت حمزہ (جونشہ میں تھے) اپنی نظر اٹھائی اور کہنے لگے "تم تو صرف میرے باپ دادا کے غلام ہو" یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں (یعنی رجعت قہقری) واپس لوٹ آئیے اور یہ واقعہ شراب حرام ہونے سے قبل کا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وانا اريد ان احمل عليهما اذخرا لابيعه" فانه يدل على ما ترجم به من جواز الاحتطاب وقلع الاذخر وبيعه الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۱۹ تا ص ۳۲۰، ومر الحديث ص ۲۸۰، وص ۴۳۴، وص ۵۷۰، وص ۸۶۲۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ جنگل کی لکڑی اور گھاس کسی کی ملک نہیں ہے ہر شخص جنگل سے لاکر فروخت کرسکتا ہے مزید تفصیل وتشریح کے لئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۵۵ و ۵۶/ کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿بَابُ الْقَطَائِعِ﴾ ۱۳۸۲

جاگیروں کا بیان

قطائع جمع ہے قطیعہ کی، بمعنی جاگیر

۲۲۲۹﴿حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

قال أَرادَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَن يُقْطِعَ مِنَ البَحْرَيْنِ فقالتِ الأنصَارُ حتى تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ المُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِى تُقْطِعُ لنا قال سَتَرَوْنَ بَعْدِى اَثَرَةً فاصْبِرُوا حتى تَلْقَوْنِى.

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بحرین سے انصار کو جاگیر دیدیں انصارؓ نے عرض کیا جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو اسی طرح جاگیر نہیں دیں گے جس طرح ہمیں دے رہے ہیں، (ہمیں قبول نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے (یعنی خلافت وحکومت میں دوسرے لوگ مقدم رکھے جائیں گے) اس وقت تم لوگ صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ (یعنی جنگ وجدال نہ کرنا صبر کرنا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة يعلم ذلك من قوله "ان يقطع من البحرين".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۰، ويأتى ص ۳۲۰، وص ۴۴۸، وص ۵۳۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو زمین شہر سے باہر غیر آباد ہے اور کسی کی مملوک نہیں ہے امام وقت اگر رعایا میں سے کسی کو جاگیر دیدے تو وہ زمین اسی کے لئے خاص ہو جائے گی اور وہی اس کے آباد کرنے کا حقدار ہوگا۔ فيه جواز اقطاع الامام من الاراضى التى تحت يده لمن شاء من الناس ممن يراه اهلا لذلك. (عمدہ)

﴿ باب ۱۴۸۳ كِتَابَةِ القَطَائِعِ ﴾

جاگیروں کی سند لکھ دینے کا بیان

أى هذا باب فى بيان كتابة القطائع لمن اقطع الامام ارضا من الاراضى ليكون وثيقة بيده حتى لاينازعه احد. (عمدہ)

وقال اللَّيْثُ عن يَحْيَ بنِ سَعِيْدٍ عن اَنَسٍ دَعَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم الأنصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بالبَحْرَيْنِ فقالوا يا رسولَ اللهِ اِنْ فَعَلْتَ فاكْتُبْ لِاِخوانِنَا مِن قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِى اَثَرَةً فاصْبِرُوا حتى تَلْقَوْنِى.

اور لیث (ابن سعد) نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی، انہوں نے حضرت انسؓ سے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا کہ بحرین میں انہیں جاگیر دیں تو حضرات انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر دیتے ہیں تو ہمارے قریشی بھائیوں کے لئے بھی اسی طرح جاگیروں کی سند لکھ دیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور نہ فرمایا اور

ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد تم لوگ دیکھو گے ترجیحی سلوک (یعنی دوسرے لوگ تم پر مقدم رکھے جائیں گے) اس وقت تم لوگ صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ (یعنی جھگڑا نہ کرنا بلکہ صبر کرنا)

﴿بَابُ ۱۴۸۴ حَلَبِ الإِبِلِ عَلَى المَاءِ﴾

پانی کے پاس اونٹنیوں کو دوہنا

۲۲۳۰ ﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مِنْ حَقِّ الإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنیوں کا حق یہ ہے کہ پانی کے پاس دوہا جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۲۰، ومر الحديث بطوله ص ۱۸۸۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اونٹنیوں کا دودھ پانی کے پاس (خواہ نہر ہو یا تالاب) دوہے کیونکہ وہاں اکثر فقراء و مساکین جمع ہوتے ہیں وہ بھی دودھ پی سکیں، اگر گھر میں دودھ دوہے گا تو ان محتاجوں کو نصیب نہ ہوگا۔

﴿بَابُ ۱۴۸۵ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَائِطٍ أَوْ فِي نَخْلٍ﴾

قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ وَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتَّى يَرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ.

باغ میں گذرنے کا حق یا کھجور کے درختوں میں پانی پلانے کا حصہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پیوند کرنے (تابیر نخلہ) کے بعد کھجور کا درخت بیچا تو اس کا پھل (جو درخت پر ہے) بائع ہی کا ہے اور جب تک وہ اپنا پھل اٹھا نہ لے اس کو وہاں جانے اور پانی پلانے کا حق ہوگا ایسا ہی عریہ والوں کو بھی ہے۔

۲۲۳۱ ﴿حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ

تُؤبَّرَ فثمرتُها لِلْبائِعِ إلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْداً وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِى بَاعَهُ إلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعن مالِكٍ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن عُمَرَ فى العَبْدِ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص پیوند لگانے کے بعد کھجور کا درخت خریدے تو اس کا پھل (جو درخت پر ہو) بائع کا ہوگا مگر جب خریدار اس کی شرط کرلے (تو خریدار کا ہوگا) اور جو شخص ایسا غلام خریدے جس کے پاس مال ہے تو اس کا مال بائع کا ہوگا مگر جب خریدار شرط کرلے (یعنی خریدار خریدتے وقت شرط کرلے کہ اس کا مال میں لوں گا اور بائع اس شرط کو منظور کرکے بیع کرے تو مشتری کا ہوگا) اور امام مالکؒ سے (بالسند المذکور) روایت ہے انہوں نے نافع سے، نافع نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی اس میں صرف غلام کا ذکر ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضح الابهام الذى فيها بيان ذلك ان الذى اشترى نخلا بعد التابير تكون ثمرتها للبائع ثم ليس للمشترى ان يمنع البائع من الدخول فى النخل لان له حقا لايصل اليه الا بالدخول وهو سقى النخل واصلاحها. (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۰، ومر الحديث ص۲۹۳، ويأتى ص۳۷۵۔

۲۲۳۲﴿حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيانُ عن يَحْيَ بنِ سَعِيدٍ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن زَيْدِ بنِ ثابِتٍ قال رَخَّصَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ تُبَاعَ العَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمراً.﴾

ترجمہ | حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی اندازہ کرکے خشک کھجور ان کے عوض دینے کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المعرى ليس له ان يمنع المعرى من دخوله فى الحائط لتعهد العرية. (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ جب عریہ کا دینا جائز ہوا تو ظاہر ہے کہ عریہ والا اپنے پھلوں کی حفاظت کے لئے باغ میں آمدورفت کرے گا معری منع نہیں کرسکتا، البتہ اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے خشک کھجور بدل دیکر رخصت کرسکتا ہے۔

فائدہ: پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ششم کا باب ۱۳۵۳ رکی حدیث ۲۰۴۷، اور باب ۱۳۶۰ ر ملاحظہ فرمایئے۔

۲۲۳۳﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ عن عَطاءٍ سَمِعَ جابِرَ بنَ عبدِ اللهِ نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

وَعن المُزَابَنَةِ وَعن بَيْعِ الثَّمَرِ حتى يَبْدُوَ صَلاحُهُ وَاَن لايُبَاعَ اِلاّ بِالدِّينارِ وَالدِّرْهَمِ اِلاّ العَرَايَا.﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا اور بدو صلاح سے پہلے بیچنے سے، اور آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ پھل یا غلہ جو درخت پر لگا ہو نہ بیچا جائے مگر دینار و درہم سے، (یعنی روپیہ کے عوض) البتہ عرایا کی اجازت دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الا العرايا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۰، ومر الحديث ص ۲۰۱، وص ۲۹۱، وص ۲۹۲۔

۲۲۳۴﴿حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ قَـزَعَـةَ حَدَّثَنَا مالِكٌ عن دَاوُدَ بنِ الحُصَيْنِ عن اَبِى سُفيَانَ مَوْلَى ابنِ اَبِى اَحْمَدَ عن اَبِى هُـرَيْـرَةَ قال رَخَّصَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فى بَيْعِ العَـرَايَا بِخَـرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِى خَمْسَةِ اَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ فِى ذٰلِكَ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی بیع میں اجازت دی اتنے ہی کھجور کے بدل انداز سے پانچ وسق سے کم میں یا پانچ وسق ہو یہ شک داؤد بن حصین نے کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فى بيع العرايا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۰، ومر الحديث ص ۲۹۲۔

۲۲۳۵﴿حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بنُ يَحْيَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ اَخْبَرَنِى الوَلِيْدُ بنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنِى بُشَيْرُ بنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِى حَارِثَةَ اَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بنَ اَبِى حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهٰى عنِ المُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلاّ اَصْحَابَ العَرَايَا فانَّه اَذِنَ لَهُمْ قال اَبُو عبدِ الله وَقال ابنُ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِى بُشَيْرٌ مِثْلَهُ.﴾

ترجمہ | حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا یعنی درخت پر کی کھجور بعوض خشک کھجور کی بیع سے مگر عرایا والوں کو اس کی اجازت دی، امام بخاریؒ نے کہا اور ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے بُشیر نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الا اصحاب العرايا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۰ تا ص۳۲۱، ومر الحديث ص ۲۹۲ عن سهل وحده.

فائدہ: اس باب کی تمام حدیثیں کتاب البیوع میں گذر چکی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿كتابٌ في الإِسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالحَجرِ وَالتَّفْلِيْسِ﴾

أى هذا كتاب فى بيان حكم الاستقراض الخ

یعنی قرض لینے اور ادا کرنے اور تصرفات سے روکنے اور مفلسی یعنی دوالیہ قرار دینے کے بیان میں

حجر کے معنی حجر کے لغوی معنی ہیں منع کرنا، روکنا۔ شرعاً تصرف سے روک دینا حاکم جس شخص کے لئے بوجہ فتور عقل، مال میں تصرف کرنے سے روک دے کہ وہ کوئی خرید فروخت نہ کرے اگر کرے تو باطل ہے۔

﴿بابٌ ۱۴۸۶ مَنِ اشْتَرٰى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ اَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ﴾

جو شخص ادھار کوئی چیز خریدے اور اس کے پاس قیمت نہ ہو یا اس وقت نہ ہو

۲۲۳۶﴿حَدَّثَنَا محمَّدٌ اَخبَرَنا جَرِيْرٌ عنِ المُغِيْرَةِ عنِ الشَّعْبِيِّ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ قال غزوتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ اَتبِيْعُنِيْهِ قلتُ نعَمْ فبِعْتُه اِيَّاه فلمَّا قَدِمَ المَدِيْنَةَ غدَوْتُ اِلَيْهِ بِالبَعِيْرِ فاعْطَانِي ثَمَنَهُ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے اونٹ کو کیسا دیکھ رہے ہو؟ کیا تم اس کو میرے پاس بیچو گے؟ میں عرض کیا جی ہاں پھر میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اس کو بیچ دیا پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا آپ ﷺ نے مجھے اس کی قیمت دیدی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه صلى الله عليه وسلم اشترى جمل جابرؓ ولم يكن الثمن حاضراً ولم يعطه الا بالمدينة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۱، ومر الحديث ص۶۳، وص۲۸۲، وص۳۰۹ تا ص۳۱۰، ويأتى الحديث ص۳۲۲، وص۳۲۴، وص۳۳۵، وص۳۵۵، ،،،، وص۳۷۵، وص۴۰۱، وص۴۱۶، وص۴۳۴ ،،،، وص۷۶۰، وص۷۸۹ ،،،۔

۲۲۳۷﴿حَدَّثَنَا مُعَلَّی بنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ قال تَذَاكَرْنا عِندَ اِبْراهِيمَ الرَّهْنَ في السَّلَمِ فقال حَدَّثَنِي الاَسْوَدُ عن عائِشَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم اشْتَرَى طَعاماً مِنْ يَهُودِيٍّ الى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعاً مِن حَدِيدٍ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے مدت مقرر کر کے (ادھار) غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان فيه الشراء بالدين.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۱، ومر الحديث ص۲۷۷، وص۲۸۱، وص۲۹۳، وص۳۰۰، ویاتی ص۳۴۱، وص۴۰۹، وفی المغازی ص۶۴۱۔

مقصد | مقصد واضح ہے کہ ادھار خریدنا جائز ہے۔

فائدہ: تشریحات کیلئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۵۴۸ کا مطالعہ فرمایئے۔ والحدیث مر مراراً

﴿بابٌ[۱۴۸۷] مَنْ اَخَذَ اَمْوالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَائَهَا اَوْ اِتلافَهَا﴾

جو شخص لوگوں کا مال لے (خواہ قرض لے یا ادھار خریدے) اور نیت یہ ہو کہ ادا کرے گا، یا ہضم کرنے (برباد کرنے) کی نیت ہو

۲۲۳۸﴿حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ اللهِ الاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ بِلالٍ عن ثَورِ بنِ زَيْدٍ عن اَبِي الغَيْثِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال مَنْ اَخَذَ اَمْوالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَائَهَا اَدَّى اللهُ عنهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيدُ اِتْلافَهَا اَتْلَفَهُ اللهُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لوگوں کا مال اس نیت سے لیا کہ ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو شخص ہضم کرنے کی نیت سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دے گا۔ (یعنی اس کو ادا کرنے کی توفیق نہیں دے گا اور تباہی میں مبتلا ہوگا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۱، وهذا الحديث اخرجه ابن ماجه في الاحكام.

مقصد | تحسین نیت کی ترغیب ہے گویا حسن نیت کی برکت اور بدنیتی کی نحوست کا بیان ہے۔ لان الاعمال بالنیات.

﴿ باب ۱۴۸۸ اَدَاءِ الدُّيُونِ ﴾

وَقولِ اللهِ تعالىٰ "اِنَّ اللهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الاَمَانَاتِ اِلىٰ اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوا بِالعَدْلِ اِنَّ اللهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ اِنَّ اللهَ كَانَ سَمِيْعاً بَصِيْراً.

قرضوں کوادا کرنے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان، ''اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو، اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۲۲۳۹﴿حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اَبُوشِهَابٍ عَنِ الاَعْمَشِ عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ عن اَبِى ذَرٍّ قال كنتُ مَعَ النبىِّ صلى الله عليه وسلم فلمَّا اَبْصَرَ يَعْنِى اُحُداً قال مَااُحِبُّ اَنَّه يُحَوَّلُ لِى ذَهَباً يَمْكُثُ عِنْدِى مِنهُ دِيْنَارٌ فوق ثَلاثٍ اِلاَّ دِيناراً اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ ثمَّ قال اِنَّ الاَكْثَرِيْنَ هُمُ الاَقَلُّونَ اِلاَّ مَن قال بالمَالِ هٰكَذا وَهٰكَذا وَاَشَارَ اَبُوشِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وعن يَمِيْنِه وَعن شِمَالِهِ وَقلِيْلٌ مَاهُمْ وَقال مَكانَكَ وَتقَدَّمَ غيرَ بَعِيْدٍ وَسَمِعْتُ صَوتاً فَاَرَدْتُ اَنْ آتِيَه ثمَّ ذَكَرْتُ قولَه مَكَانَكَ حتى آتِيَكَ فلمَّا جَاءَ قلتُ يارسولَ الله الَّذِى سَمِعْتُ او قال الصَّوتُ الَّذِى سَمِعْتُ قالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قلتُ نَعَمْ قال اَتَانِى جِبْرِيْلُ فقال مَنْ ماتَ مِنْ اُمَّتِكَ لايُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئاً دَخَلَ الجَنَّةَ قلتُ وَمَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَ قال نعَمْ.﴾

ترجمہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونے سے بدل دیا جائے (یعنی پورا پہاڑ سونے کا ہو جائے) اور پھر اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے سوائے اس دینار کے جسے میں قرض ادا کرنے کے لئے بچا رکھوں، پھر فرمایا زیادہ مال والے (دولتمند) ہی زیادہ تنگدست (محتاج) ہیں (یعنی آخرت میں ان کو ثواب کی کمی ہوگی۔ (آنانکہ غنی ترند محتاج ترند) مگر جو مال اس طرح اور اس طرح خرچ کرے اور ابوشہاب راوی نے اپنے سامنے اور اپنے دائیں اور اپنے بائیں اشارہ کیا اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔

اور فرمایا اپنی جگہ رہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دور آگے بڑھ گئے اور میں نے ایک آواز سنی اور ارادہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو یاد کیا'' کہ میرے آنے

تک اپنی جگہ رہنا" پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے جو آواز سنی تھی وہ کیا تھی؟ فرمایا "کیا تم نے سنی تھی میں نے عرض کیا جی ہاں، ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کی امت میں سے جو مرے اس حال میں کہ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر چہ وہ ایسا ایسا کام کرتا ہو (یعنی ان زنی وان سرق) فرمایا "ہاں"۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الا دينارا ارصده لدين" من حيث ان فيه مايدل علي الاهتمام باداء الدين.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۱، ومر الحديث ص۱۶۵، ويأتي ص۴۵۷، وص۸۶۶ تا ص۸۶۷، وص۹۲۷، وص۹۵۳، وص۹۵۴، وص۱۱۱۵۔

۲۲۴۰ ﴿حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِى عن يُوْنُسَ قال ابنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بنُ عبدِ الله بنِ عُتْبَةَ قال قال اَبُوهُرَيْرَةَ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لَوكَانَ لِي مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَباً مايَسُرُّنِي اَنْ لايَمُرَّ عَلَيَّ ثَلاثٌ وعندِى مِنْهُ شيءٌ اِلاَّ اُرْصِدُه لِدَيْنٍ رواهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عنِ الزُّهْرِيِّ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تب بھی مجھ کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ تین دن گذر جائیں، اور اس میں سے کچھ سونا میرے پاس رہے ہاں قرض ادا کرنے کے لئے کچھ میں رکھ چھوڑوں گا تو اور بات ہے، اس حدیث کو صالح اور عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | وجه مطابقته للترجمة مثل الوجه المذكور في الحديث السابق. اى في قوله "الا شيء ارصده لدين".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۱، ويأتي ص۹۵۴ وص۱۰۷۳۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ قرض ادا کرنے کی فکر ہر شخص کو کرنا چاہئے اور اس کا ادا کرنا خیرات کرنے پر مقدم ہے۔

﴿بابُ ۱۴۸۹ اسْتِقْرَاضِ الإِبِلِ﴾

اونٹ قرض لینے کا بیان

۲۲۴۱ ﴿حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخبَرنا سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ قال سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَةَ بِبَيْتِنَا يُحَدِّثُ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً تَقَاضَى رسولَ الله ﷺ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُه

فقال دَعُوهُ فإنّ لِصَاحِبِ الحقِّ مَقالاً وَاشترُوا لَهُ بَعِيراً فاعْطُوهُ إيَّاهُ قالوا لانجِدُ إلاّ اَفْضَلَ مِن سِنِّهِ قال اشتَرُوهُ فاعْطوهُ إيَّاهُ فإنّ خيرَكُم اَحسَنُكُم قضاءً.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا اور سخت کلامی کی (کہنے لگا عبدالمطلب کی اولاد تم میں جھوٹ بولنے اور قرض خواہ کو ٹالنے کی عادت ہے) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس کو (قولاً یا فعلاً) سزا دینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو جس کا کچھ حق نکلتا ہو ایسی باتیں کہہ سکتا ہے اس کیلئے ایک اونٹ خرید و اور اس کو دیدو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا سا اونٹ نہیں ملتا اس سے بڑھیا ملتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی خرید کردے دو، تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واشتروا له بعيرا فاعطوه الخ. فان فيه دفع الحيوان عوض الحيوان.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۱، ومر الحديث ص ۳۰۹، ويأتی ص ۳۲۲، وص ۳۲۳، وص ۳۵۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اونٹ کا قرض لینا جائز ہے اور اس پر قیاس کر کے دوسرے جانوروں کا استقراض (قرض لینا) جائز ہوگا۔ یہی مسلک امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا ہے یعنی امام بخاریؒ استقراض الحیوان کے مسئلے میں شافعیہ اور مالکیہ کی موافقت و تائید فرما رہے ہیں۔

مذاہب ائمہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک استقراض الحیوان یعنی حیوان کو بطور قرض لینا اور دینا جائز ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وهذه الترجمة على ما ذهب اليه من جواز استقراض الحيوان وهو مذهب الاوزاعیؒ والليث بن سعدؒ ايضا وبه قال مالكؒ والشافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ. وقال الثوریؒ والحسن بن صالحؒ وابوحنيفةؒ واصحابهؒ لايجوز استقراض الحيوان الخ. (عمدۃ القاری ج ۱۲/ص ۲۳۰)

مسئلہ مفصل گذر چکا ہے ملاحظہ ہو اسی جلد ششم کا باب ۱۳۸۶/ باب بيع العبد بالعبد الخ۔

۱۴۹۰ باب حُسنِ التَّقاضِی

تقاضا و مطالبہ کرنے کا استحباب (یعنی نرمی سے تقاضا کرنے کا ثواب)

۲۲۴۲ حَدَّثَنَا مُسلِمٌ حَدَّثَنَا شُعبَةُ عن عبدِ المَلِكِ بنِ عُمَيرٍ عن رِبْعِیِّ عن حُذَيفَةَؓ قال سَمِعتُ النبیَّ صلى الله عليه وسلم يقول مَاتَ رَجُلٌ فقِيلَ لَهُ مَاكُنتَ تقولُ قال

كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ قَالَ أَبُومَسْعُودٍ سَمِعْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ایک شخص مرگیا اس سے پوچھا گیا تو کیا کرتا تھا (یعنی تیرے پاس کوئی نیکی ہے؟ معلوم ہوا کہ تقول بمعنی تصنع ہے) وہ کہنے لگا میں لوگوں سے معاملہ کرتا تھا (یعنی تاجر و دوکاندار تھا ادھار دیتا تھا) تو مالدار کو مہلت دیتا تھا اور نادار کو معاف کردیتا تھا چنانچہ اس کو بخش دیا گیا، حضرت ابومسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے بھی اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كنت أبايع الناس" الى آخره فانه يتضمن حسن التقاضي.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۱ تا ص۳۲۲، ومر الحديث ص۲۷۸، وياتي ص۴۹۰، وأخرجه مسلم في البيوع.

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے مطالبہ اور تقاضا میں نرمی کرنا باعث ثواب ہے۔ خلق خدا پر شفقت و مہربانی کرنا عظیم ترین نیکی ہے۔

باقی کے لئے حدیث ۱۹۵۶/ملاحظہ فرمایئے۔

﴿ بَابٌ ۱۴۹۱ هَل يُعْطَى أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ ﴾

کیا قرضے کے اونٹ کے عوض زیادہ عمر کا اونٹ (یعنی بہتر) دیا جاسکتا ہے؟

(هل کا جواب محذوف ہے ای نعم يعطى.)

۲۲۴۳ ﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَتَقَاضَاهُ بَعِيْراً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَانَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ایک اونٹ کا آپ ﷺ سے تقاضا کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا اونٹ دے دو لوگوں نے عرض کیا اس کے اونٹ سے افضل

یعنی بڑی عمر کا اونٹ موجود ہے (جو اس کے اونٹ سے زیادہ قیمت کا ہے) (تب وہ شخص کہنے لگا آپ نے میرا پورا حق دیدیا اللہ آپ کو پورا ثواب دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی اونٹ دے دو اس لئے کہ اچھے وہی لوگ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۲، ومر الحديث ص۳۰۹، وص۳۲۱، ويأتي ص۳۲۳، وص۳۵۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر عقد قرض میں زیادتی کی شرط نہ ہو اور مقروض فضل کرے کہ قرض کی ادائیگی بہتر طریقہ سے ادا کرے تو یہ ربوا نہیں ہے بلکہ جائز ہے جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہے۔ البتہ اگر عقد قرض میں زیادتی کی شرط ہو تو بلاشبہ ربوا ہے، ناجائز و حرام ہے۔

باب ۱۴۹۲ حُسنِ القَضاءِ

اچھی طرح سے ادا کرنا

۲۲۴۴ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيمٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن سَلَمَةَ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال كانَ لِرَجُلٍ علَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم سِنٌّ مِنَ الإبِلِ فجَائَهُ يَتَقَاضَاهُ فقال اَعْطُوهُ فطَلَبُوا سِنَّه فلَمْ يَجِدُوا لَهُ اِلاّ سِنًّا فَوقَهَا فقال اَعْطُوهُ فقال اَوْفَيْتَنِي اَوْفَى اللهُ لَكَ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّ خِيَارَكُم اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ پر ایک شخص کا اونٹ ایک عمر کا قرض تھا آپ ﷺ سے وہ تقاضا کرنے آیا آپ ﷺ نے (صحابہؓ سے) فرمایا اس کا اونٹ دو، صحابہؓ نے ڈھونڈا تو اس عمر کا اونٹ نہ پایا البتہ زیادہ عمر کا موجود تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہی دے دو، وہ کہنے لگا آپ نے میرا قرض بھرپور دے دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھرپور ثواب دے گا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں وہی اچھے لوگ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۲، ومر الحديث ص۳۰۹، وص۳۲۱، ويأتي ص۳۲۳، وص۳۵۵۔

۲۲۴۵ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بنُ يَحيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا مُحارِبُ بنُ دِثَارٍ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ رضى الله عنه قال اَتَيتُ النبيَّ ﷺ وهو فى المَسْجِدِ قال مِسْعَرٌ اُرَاهُ قال ضُحًى فقال صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكانَ لى عَلَيْهِ دَيْنٌ فقَضَانِى وَزَادَنِى.

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے کہا چاشت کا وقت تھا آپ ﷺ نے فرمایا (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھ اور میرا کچھ قرض آپ ﷺ پر تھا آپ ﷺ نے ادا کر دیا اور آپ ﷺ نے کچھ زیادہ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقضاني وزادني" لان القضاء مع زيادة هو حسن القضاء.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۲، ومر الحديث ص ۶۳۔ باقی مواضع کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۲۰/ حدیث ۴۲۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اچھی طرح سے قرض ادا کرنا مستحب باعث ثواب ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اگر عقد قرض میں زیادتی کی شرط نہ ہو تو بلا شرط قرض ادا کرتے وقت زیادہ دینا منع نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

﴿ بَابٌ [۱۴۹۳] اِذَا قَضٰى دُوْنَ حَقِّهٖ اَوْ حَلَّلَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ ﴾

جب مدیون (قرض دار) قرضہ سے کم ادا کرے اور وہ راضی ہو جائے یا معاف کر دے تو جائز ہے

او حللہٗ صحیح واو عطف کے ساتھ ہے قالہ ابن بطال (عمدہ)

۲۲۴۶ ﴿حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا يونُسُ عَنِ الزُّهْرِي حَدَّثَنِي ابنُ كعبِ بنِ مالِكٍ اَنَّ جابِرَ بنَ عبدِ اللهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يومَ اُحُدٍ شهيداً وَعليه دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الغُرَمَاءُ في حُقُوقِهِمْ فَاَتَيْتُ النبيَّ صلَّى الله عليه وسلم فَسَاَلَهُمْ اَنْ يَقْبَلوا تَمْرَ حائِطِي وَيُحَلِّلُوا اَبِي فَاَبَوا فَلَمْ يُعْطِهِمْ النبيُّ صلى الله عليه وسلم حَائِطِي وَقال سَنَغْدُو عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنا حِيْنَ اَصْبَحَ فَطَافَ بِالنَّخلِ ودَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنا مِنْ تَمْرِهَا.﴾

ترجمہ عبداللہ بن کعب بن مالک (یا عبدالرحمن بن کعب بن مالک) نے بیان کیا، ان کو جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی کہ ان کے والد احد کے دن شہید ہوئے اور ان پر قرض تھا قرض خواہوں نے اپنے قرض کیلئے سخت تقاضا کیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ سے بیان کیا) آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا کہ باغ میں جتنی کھجور ہے

سب لے لو اور باقی قرض معاف کر دو، لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو میرا باغ (یعنی میرے باغ کا پھل نہیں دیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے) فرمایا ہم صبح کو تیرے باغ میں آئیں گے (قرض خواہوں کو بلوا لینا) چنانچہ آپ ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ ﷺ نے باغ میں چکر لگایا اور اس کے پھل میں برکت کی دعا فرمائی پھر میں نے کھجور کاٹی اور قرض خواہوں کا سب قرض ادا کر دیا اور کچھ پھل باقی بچ رہا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فسألهم ان يقبلوا تمر حائطي ويحللوا ابي". بيان ذلك ان تمر حائط جابرؓ كان اقل من دين ابيه فسألهم ان يقضي دون حقهم ويحللوا اباه الخ (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۲، ومر الحديث ص۲۸۵ تا ص۲۸۶، ويأتي ص۳۲۴، وص۳۵۴، وص۳۷۴، وص۳۹۰، وص۵۰۵ تا ص۵۰۶، وفي المغازي ص۵۸۰، وص۸۰۸ تا ص۸۰۹، وص۹۲۳۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اگر مقروض قرض سے کم دے اور قرض خواہ راضی ہو جائے یعنی باقی معاف کر دے تو جائز ہے یا قرض خواہ مکمل معاف کر دے یہ بھی جائز ہے۔

تشریح رحمت عالم حضور اکرم ﷺ کا ارشاد قرض خواہوں سے بطور صلاح خیر اور مفید مشورہ تھا لیکن بدقسمتی سے انہوں نے قبول نہیں کیا دراصل پروردگار عالم کو حضرت جابرؓ کا فائدہ کرانا منظور تھا کہ مکمل قرض ادا ہو گیا اور پھل کھانے کے لئے بچ گیا۔

﴿بَابٌ ۱۴۹۴ اِذَا قَاصَّ اَوْجَازَفَه فِی الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ اَوْ غَيْرِه﴾

اگر قرض ادا کرتے وقت کھجور کے عوض اتنی ہی کھجور یا اور کوئی پھل یا غلہ اسی پھل یا اناج کے عوض برابر برابر ناپ تول کر یا اندازہ کر کے دے تو جائز ہے

۲۲۴۷﴿حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عن هِشَامٍ عن وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّه اَخْبَرَه اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّیَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَاَبٰى اَنْ يُنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِيَشْفَعَ لَهُ اِلَيْهِ فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِیَّ لِيَاْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّتِیْ

لَه فَابٰی فدَخَلَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم النَّخلَ فَمَشٰی فِیْهَا ثُمَّ قال لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَاَوْفِ لَهُ الَّذِی لَهُ فجدَّهُ بعدَ مَارَجَعَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم فَاَوْفَاهُ ثَلاثِیْنَ وَسْقاً وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقاً فجاءَ جابرٌ رسولَ اللہ صلی اللہ علیه وسلم لِیُخْبِرَهُ بِالَّذِی کَانَ فوَجَدَهُ یُصَلِّی العَصْرَ فلمّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُ بِالفَضْلِ فقال اَخْبِرْ ذٰلِكَ ابنَ الخطّابِ فذَهَبَ جابرٌ اِلٰی عُمَرَ فَاَخْبَرَه فقال لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِیْنَ مَشٰی فِیْهَا رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم لَیُبَارَکَنَّ فِیْهَا.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ان کے والد شہید ہوئے اور تیس وسق کھجور ایک یہودی کا قرضہ چھوڑ گئے حضرت جابرؓ نے اس یہودی (ابوشحم) سے مہلت مانگی اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا تو حضرت جابر بن عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اس یہودی سے سفارش کر دیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے فرمایا کہ اپنے قرض کے عوض اس باغ کی ساری کھجور لے لے اس نے نہیں مانا پھر رسول اللہ ﷺ باغ میں تشریف لے گئے اور اس باغ میں چلے پھرے پھر آپ ﷺ نے جابرؓ سے فرمایا تو کھجور کاٹ اور اس کا قرض ادا کر حضرت جابرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لوٹ آنے کے بعد کھجور کاٹی اور یہودی کے تیس وسق پورے دے دیئے اور سترہ وسق کھجور جابرؓ کے لئے بچ گئے تو جابرؓ یہ خبر دینے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو جابرؓ نے کھجور کے بچنے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی خبر عمر بن خطابؓ کو کر دے تو جابرؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے حال بیان کیا اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ باغ میں چل پھر رہے تھے کہ اس کے پھل میں ضرور برکت ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "وکلم الیهودی لیاخذ ثمر نخله بالذی له".

تعد موضعہ والحدیث هنا ص۳۲۲، ومر الحدیث ص۲۸۵، ویاتی ص۳۲۴، وص۳۵۴، وص۳۷۴، وص۳۹۰، وص۵۰۵، وص۵۸۰، وص۸۱۸، وص۹۲۳۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگرچہ کھجور کی بیع کھجور کے عوض اندازے سے جائز نہیں جیسا کہ مزابنہ میں گذر چکا ہے یعنی اس کھجور کی بیع جو ابھی درخت پر ہے اور تر ہے خشک کھجور کے عوض جائز نہیں کیونکہ کمی وزیادتی کا احتمال ہے بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ بیع میں یہ صورت ناجائز ہے مگر قرض کی ادائیگی کا حکم علیحدہ ہے قرض ادا کرتے وقت اگر باغ کا میوہ جو درختوں پر ہو اسی خشک میوے کے عوض جو قرض ہے انداز کر کے دیدے تو جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب سے جواز نکلتا ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے پہلے جابر کے قرض خواہوں کو یہی صلاح دی کہ وہ اپنی خشک کھجور کے بدلے جو حضرت جابرؓ کے والد عبداللہؓ پر ہے باغ کی تر کھجور جو درختوں پر ہے لے لیں۔

تشریح یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا عرب لوگوں کو درخت پر کے کھجور کا ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ کاٹ کر ناپیں، تولیں تو اندازہ تقریباً صحیح نکلتا ہے سیر دو سیر کی کمی بیشی ممکن ہے لیکن ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ ڈیوڑھے یا اس سے زیادہ کا فرق نکلے، اگر کھجور پہلے ہی سے زیادہ ہوتی تو یہودی خوشی سے باغ کا سب میوہ اپنے قرض کے بدلے قبول کر لیتا مگر وہ میوہ تیس وسق سے کم معلوم ہوتا تھا آپ ﷺ کے وہاں پھرنے اور دعا کرنے کی برکت سے سینتالیس وسق ہو گیا۔ وصلی اللہ علی رسولہ وسلم

﴿بَابُ [۱۴۹۵] مَنِ استَعاذَ مِنَ الدَّيْنِ﴾

قرض سے اللہ کی پناہ مانگنے کا بیان

۲۲۴۸﴿حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ اَخبَرَنا شُعَیبٌ عَنِ الزُّهرِیِّ ح وَحَدَّثَنا اِسمَاعِیلُ حَدَّثَنِی اَخِی عَن سُلَیمَانَ عَن محمّدِ بنِ اَبِی عَتِیقٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَن عُروَةَ عَن عائِشَةَ اَخبَرَتهُ اَنَّ رسولَ اللہ ﷺ کانَ یَدعُو فی الصَّلٰوۃِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ المَاثَمِ وَالمَغرَمِ فقالَ لَهُ قَائِلٌ مَااَکثَرَ مَاتَستَعِیذُ مِنَ المَغرَمِ قالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذا غَرِمَ حَدَّثَ فَکَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخلَفَ.﴾

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد اور درود کے بعد) یہ دعا کرتے تھے اے اللہ! گناہوں اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس پر ایک کہنے والے نے عرض کیا (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا) کہ کیا سبب ہے کہ آپ قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جب قرضدار ہوتا ہے تو جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان المغرم هو الدين.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۲، ومر الحديث ص۱۱۵، ويأتي ص۹۴۲، وص۹۴۳، وص۹۴۳ تاص۹۴۴، وص۱۰۵۵ تاص۱۰۵۶۔

مقصد مقصد یہ بتلانا ہے کہ بلاشدید ضرورت کے قرض سے بچنا چاہئے کچھ صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے کیونکہ قرض جھوٹ اور وعدہ خلافی کا ذریعہ ہے اور یہ دونوں کبائر میں سے ہیں۔

﴿بَابُ [۱۴۹۶] الصَّلٰوةِ علٰی مَن تَرَكَ دَیناً﴾

قرض دار پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

(یعنی قرض دار پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی)

۲۲۴۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِیدِ حَدَّثَنَا شُعبَةُ عَن عَدِیِّ بنِ ثَابِتٍ عَن اَبِی حازِمٍ عَن اَبِی هُرَیرَةَ

عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَن تَرَكَ مالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَمَن تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو شخص بوجھ یعنی بال بچے اور قرض چھوڑ جائے اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اسکے بال بچوں کی پرورش اور اس کا قرض ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے یہ خرچہ دیا جائیگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ومن ترك كلاً فالينا". اس لئے کہ اس کے معنی ہیں من ترك عيالاً او ديناً فالينا.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۳، مر الحديث ص۳۰۸، ويأتي ص۷۰۵، وص۸۰۹، وص۹۹۷، وص۹۹۸، وص۱۰۰۰۔

۲۲۵۰ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمّدٍ حَدَّثَنَا ابوعامرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عن هِلالِ بنِ عَلِيٍّ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ اَبِي عَمْرَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال مامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهِ فِي الدُّنيا وَالآخِرَةِ اقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ "النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ ماتَ وَتَرَكَ مالاً فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ من كانوا وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً اَوْ ضِيَاعاً فَلْيَاْتِنِي فَاَنَا مَوْلاهُ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں جس سے مجھ کو سب سے زیادہ قربت نہ ہو دنیا اور آخرت دونوں میں، تم اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو النبی اولی الایۃ یعنی نبی مسلمانوں کا خود ان کی جانوں سے قریب تر ہے (احزاب) پھر جو کوئی مرجائے اور مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا جو اس کے وارث ہوں اور جو کوئی قرضہ یا بال بچے چھوڑ جائے، وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولی ہوں۔ (یعنی میں بندوبست کروں گا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من ترك ديناً" الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۳، ومر الحديث ۳۰۸، ويأتي الحديث ۷۰۵، وص۸۰۹، وص۹۹۷، وص۹۹۸، وص۱۰۰۰۔

مقصد | امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرضدار ہونے سے دین میں خلل نہیں آتا اور اسی لئے قرض دار پر جنازے کی نماز پڑھی جاتی ہے ابتداء اسلام میں جب مسلمان نادار تھے آپ ﷺ نے اپنی ذات سے قرضدار پر جنازے کی نماز چھوڑ دی تھی تاکہ لوگ حتی الامکان قرض داری سے بچتے رہیں جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مسلمان مالدار ہوگئے تو آپ ﷺ بذات خود قرضدار پر نماز پڑھنے لگے اور اس کا قرض اپنے ذمہ لینے لگے۔

﴿ بَابٌ ۱۴۹۷ مَطْلُ الغَنِي ظُلْمٌ ﴾

مالدار ہو کر ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

۲۲۵۱﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الاَعْلٰى عن مَعْمَرٍ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ اَخِي وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ اَنَّه سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقول قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَطْلُ الغَنِي ظُلْمٌ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۳۲۳، و مر الحديث ص ۳۰۵۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ جو شخص مالدار ہے اس پر لازم ہے کہ وقت پر قرض بلا تاخیر ادا کر دے، مالدار ہو کر قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا سخت گناہ ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۴۹۸ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالٌ ﴾

وَيُذْكَرُ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّه قال لَيُّ الوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وعُقُوبَتَه قال سُفيَانُ عِرْضُهٗ يقول مَطَلْتَنِي وَعُقُوبَتُهُ الحَبْسُ.

حق والے کیلئے گفتگو کی گنجائش ہے (تقاضا کر سکتا ہے)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذی استطاعت (مالدار) کا ٹال مٹول کرنا اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے (یعنی اس کو بے عزت کرنا اور سزا دینا درست ہے) سفیان ثوریؒ نے کہا آبرو حلال کرنے (بے عزت کرنے) کا مطلب یہ ہے کہ قرض خواہ کہدے کہ تو نے ٹال مٹول کیا اور سزا دینا یہ ہے کہ قید کیا جائے۔

(جب تک قرض ادا نہ کرے یا اس کی مفلسی ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک قید کیا جائے)

۲۲۵۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰ عن شُعْبَةَ عن سَلَمَةَ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال اَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَتَقَاضَاهُ فاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِه اَصْحَابُهٗ فقال دَعُوهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالًا. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے لگا اور سخت کلامی کی اس پر آپ ﷺ کے اصحابؓ نے اس کو سزا دینا چاہا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کے لئے گفتگو کی گنجائش ہے۔ (یعنی ایسی باتیں کر سکتا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة نفس الترجمة هو لفظ الحديث بعينه.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۳، ومر الحديث ص ۳۰۹، وص ۳۲۱، وص ۳۲۲، ويأتي ص ۳۵۵۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ صاحب حق کو تقاضا کرنے کا حق ہے۔ (غالبًا یہ دیہاتی گنوار تھا جو ادب وتہذیب سے عمومًا ناواقف ہوتے ہیں) علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں فاغلظ له، في الطلب بكلام غير مؤذ اذ ايذاؤه عليه الصلوة والسلام كفرٌ. (قس)

﴿ بَابٌ[۱۴۹۹] اِذَا وَجَدَ مَالَهٗ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِى الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيْعَةِ فَهُوَ اَحَقُّ بِه ﴾

وقال الحَسَنُ اِذَا اَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهٗ وَلَابَيْعُهٗ وَلَا شِرَائُهٗ وقال سَعِيْدُ بنُ المُسَيَّبِ قَضٰى عُثمانُ مَنِ اقتضٰى مِنْ حَقِّهٖ قَبْلَ اَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهٗ وَمَن عَرَفَ مَتَاعَهٗ بِعَيْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ.

اگر بیع یا قرض یا امانت کا مال بعینہٖ مفلس شخص کے پاس مل جائے تو جس کا مال ہے وہ دوسرے قرض خواہوں سے اس مال کا زیادہ حقدار ہے

اور حضرت حسن بصریؒ نے کہا جب کوئی مفلس ہو جائے اور ظاہر ہو جائے (یعنی مفلس ہونے کی یعنی دیوالیہ پن کی شہرت ہو جائے) تو اس کا آزاد کرنا اور اس کا بیچنا خریدنا جائز نہیں (درست نہ ہوگا) اور سعید بن مسیبؒ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے یہ فیصلہ دیا کہ جس شخص نے مفلس ہونے (دیوالیہ ہو جانے) سے پہلے اپنا مال لے لیا تو وہ مال اسی کا ہے اور جس شخص نے اپنے سامان کو بعینہٖ پہچان لیا تو وہ اس کا (دوسروں سے) زیادہ حقدار ہے۔

۲۲۵۳﴿حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِى اَبُوبَكْرِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ بنَ عبدِ العَزِيْزِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرِ بنَ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشَامٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ الله صلى الله عليه

وسلم اَوْ قال سَمِعْتُ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم یقولُ مَنْ اَدْرَكَ مَالَهُ بِعَیْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ اَوْ اِنْسَانٍ قدْ اَفْلَسَ فهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَیْرِهِ قال اَبُوعبدِ اللهِ هذا الاسْنادُ كُلُّهُمْ كانوا عَلَى القَضَاءِ یَحْيَ بنُ سَعِیْدٍ وَاَبوبكرِ بنُ محمّدٍ وَعُمَرُ بنُ عبدِ العَزِیْزِ وَابوبكرِ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ وَابوهُرَیْرَةَ كانُوا كُلهُمْ عَلَى المَدِیْنَةِ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شک روای) یا یوں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص بعینہ (بجنسہ جوں کی توں) اپنے مال کو کسی شخص کے پاس پائے جو مفلس ہو گیا ہو تو وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہے۔

امام بخاریؒ نے کہا کہ اس سند کے تمام راوی یعنی یحیٰ بن سعید اور ابوبکر بن محمد وغیرہ اپنے زمانے میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔

فائدہ: قال ابوعبدالله الخ یہ عبارت صرف ہندوستانی نسخے میں ہے لیکن عمدۃ القاری، فتح الباری، قسطلانی اور کرمانی کسی میں یہ عبارت نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مطابقته للترجمة لاتطابق الا بقوله فی البیع الخ (عمدہ)

حالانکہ حدیث الباب میں نہ بیع کا لفظ ہے اور نہ ہی قرض کا۔ معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے حدیث پر جو ترجمہ قائم کیا ہے وہ اپنی سمجھ اور مسلک کے مطابق قائم فرمایا ہے تفصیل آرہی ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۲۳، واخرجه مسلم فی البیوع وكذا ابوداؤد والترمذی والنسائی واخرجه ابن ماجه فی الاحكام.

مقصد حضرات شافعیہ کی تائید و موافقت ہے۔

معنی الافلاس افلاس کے معنی ہیں مفلس ہونا، مافی الید سے قرض غالب ہو، یہاں اصطلاح میں مفلس سے مراد وہ شخص ہے هو الذی حكم الحاكم بافلاسه یعنی جس کے بارے میں حاکم نے فیصلہ کر دیا ہو کہ یہ مفلس ہے جس کو آج کل دیوالیہ کہتے ہیں۔ عند مفلس فی البیع.

تصویر مسئلہ ایک شخص نے کوئی سامان خریدا اور سامان پر قبضہ بھی کر لیا لیکن ثمن ادا نہیں کیا اور مفلس ہو گیا مگر مبیع (سامان) مشتری کے پاس محفوظ ہے لیکن ثمن مشتری کے پاس نہیں ہے کہ بائع کا قرض ادا کر سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری نے سامان خریدنے کے بعد مبیع پر قبضہ کر لیا اور ثمن کی ادائیگی سے قبل مر گیا۔

مذاہب ائمہ ۱ امام شافعیؒ کے نزدیک مذکورہ دونوں صورتوں میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع واپس لے لے یا مطالبہ ثمن کر کے دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ شریک ہو جائے، عام ازیں کہ مشتری مفلس (دیوالیہ) ہو جائے یا مشتری کا

انتقال ہو جائے ہر دو صورت میں بائع مختار ہے۔ (یعنی بیع کو فسخ کر کے مبیع واپس لے سکتا ہے)

۲۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک یرجع فی صورة الافلاس ویضارب فی الموت یعنی مشتری اگر مفلس ہو جائے اور ثمن کی ادائیگی سے عاجز ہے تو بائع کو اختیار ہے کہ اپنی مبیع واپس لے لے مثل قول الشافعیؒ۔ لیکن اگر مشتری مر گیا تو بائع کو مبیع لوٹانے کا حق نہیں بلکہ غرماء کے ساتھ یہ بائع بھی ایک غریم ہوگا فیاخذ مثل مایاخذون ویحرم مایحرمون.

۳۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں لایجوز الرجوع بل تتعین المضاربة یعنی ہر دو صورت میں بائع ثمن کا مطالبہ کرے گا اور غرماء (دوسرے قرض خواہوں) کے ساتھ شریک فی الطلب رہے گا مبیع لوٹانے کا حق نہیں ہوگا اور یہی مذہب صاحبینؒ کا ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں نیز طحاوی شریف جلد ثانی ص ۲۴۵ ر میں صاحبینؒ کا مسلک امام اعظمؒ کے ساتھ ہی بیان کیا گیا ہے اور یہی منقول ہے امام حسن بصریؒ، امام زہریؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے۔

دلائل: حدیث الباب سے حضرات شوافع استدلال کرتے ہیں نیز اس باب میں امام مسلمؒ نے اس مفہوم کی چھ حدیثیں ذکر کی ہیں امام نوویؒ زوردار لفظوں سے فرماتے ہیں احتج الشافعیؒ بهذه الاحادیث الخ مطلب یہ ہے کہ ان حدیثوں سے شوافع کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ فهو احق به من غیره یعنی بائع اس مبیع کا زیادہ حقدار ہے۔

جوابات: فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثوں میں کہیں بھی بیع و شراء کا لفظ نہیں ہے ارشاد نبویؐ ہے "اذا افلس الرجل فوجد الرجل متاعه بعینه" جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور ایک شخص اپنا مال اس کے پاس پائے تو وہ اس مال کا احق ہے اور تمام روایات اسی مفہوم کی ہیں چنانچہ بخاری کی یہ حدیث الباب من ادرك ماله بعینه عند رجل قد افلس الخ غرض حدیث الباب میں نیز مسلم شریف کی ذکر کردہ حدیثوں کو بنظر غائر منصفانہ طور پر دیکھا جائے کہ کہیں بھی بیع و شراء کا ذکر نہیں ہے اس لئے ان تمام سے ودائع، عواری اور اموال مغصوبہ مراد ہیں۔

حاصل یہ ہوا کہ احادیث کے محمل میں اختلاف ہے لیکن اگر بنظر غائر الفاظ نبویہ کو دیکھا جائے تو امام طحاویؒ کی تحقیق حق ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں من ادرك ماله بعینه الخ اور ظاہر ہے کہ مبیع بائع کا عین مال نہیں ہے کیونکہ ایجاب اور قبول کے بعد اگر قبضہ مشتری بلا خیار ہو تو مکمل طور پر یہ مال مشتری کا ہے اور کسی کے نزدیک بائع کا ملک نہیں ہے، ہاں مشتری مدیون اور مقروض ہے البتہ اگر یہ مال ودیعت اور امانت ہو یا عاریت یا بطور رہن پڑا ہو تو صاحب مال کے لئے مال بعینه ہوگا اسی طرح اگر غاصب نے غصب کر کے مال لایا ہے تو یہ مال چونکہ مال مغصوب ہے غاصب ہرگز مالک نہیں ہے اب اگر صاحب مال ادرك ماله بعینه فهو احق به.

۲۔ فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ بائع جب مال فروخت کر چکا اور مشتری نے قبضہ کر لیا تو اب غرماء میں شامل

ہو گیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة" پس مفلس مستحق مہلت ہے اور اصولاً اخبار آحاد کا ایسا محمل ہرگز نہیں نکالنا چاہئے کہ آیت کریمہ کے معارض ہو بالخصوص جبکہ روایات محتمل ہوں۔

۳ حضرت سمرہؓ سے روایت ہے قال رسول الله ﷺ من سرق له متاع اوضاع له متاع وجده فی یدی رجل بعینه فهو احق به ویرجع المشتری علی البائع بالثمن. (طحاوی ج۲ رص۲۴۴)

۴ عن سمرةؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من وجد متاعه عند مفلس بعینه فهو احق به. (مسند احمدؒ حدیث ر۲۰۲۷۰)

طحاوی اور مسند احمد کی حدیث سے حدیث الباب کی پوری پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ اگر کسی کا سامان چوری ہو گیا یا کسی طرح سے ضائع ہو گیا اب مال والا اپنے مال کو کسی کے پاس دیکھتا اور پاتا ہے تو صاحب المال احق وزیادہ حقدار ہے۔ رہا یہ کہ اگر صاحب مکان نے خریدا ہے تو بائع سے ثمن کا مطالبہ کرے مگر سامان ہر حال میں مالک کو دیا جائے گا چونکہ اس کی ملک ہے۔

۵ ممکن ہے کہ حدیث الباب اور روایات مافی الباب بیع بالخیار پر محمول ہو یعنی بائع نے خیار شرط کے ساتھ فروخت کیا اور مدت ہی کے اندر دوسرے دن یا تیسرے دن بائع کو معلوم ہوا کہ مشتری مفلس ہے یا مشتری کی وفات ہو گئی تو اس صورت میں بائع کو اختیار ہے فسخ بیع کا، اور مبیع واپس لے سکتا ہے۔

۶ یا یہ صورت ہو کہ بائع نے فروخت کیا مشتری نے قبول کر کے خرید لیا مگر ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا فالبائع احق به من بقیة الغرماء حتی یستوفی حقه. واللہ اعلم

﴿ باب ۱۵۰۰ مَنْ اَخَّرَ الغَرِيْمَ اِلَى الغَدِ اَوْنَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلاً ﴾

وَقال جابرٌ اشْتَدَّ الغُرَمَاءُ فی حُقُوقِهِمْ فی دَيْنِ اَبِی فَسَاَلَهُمْ النبیُّ صلی الله علیه وسلم اَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِی فَاَبَوا فَلَمْ يُعْطِهِمِ النبیُّ صلی الله علیه وسلم الحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقال سَاَغْدُو عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَدَعَا فی ثَمَرِهَا بالبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ.

اگر کوئی مالدار ہو کر کل پرسوں تک قرض ادا کرنے کا وعدہ کرے تو یہ ٹال مٹول نہ ہوگا

(یعنی مطل الغنی ظلم کا مصداق نہیں ہوگا کیونکہ ایک دو روز یا تین روز کا وعدہ کرنا ٹالنا نہیں ہے اس کی ضرورت مالدار کو بھی پڑتی ہے)

اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حقوق یعنی قرضوں کا سخت تقاضا کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کا سارا پھل لے لیں لیکن ان لوگوں نے نہیں مانا آخر نبی اکرم ﷺ نے ان کو باغ نہیں دیا اور نہ ہی ان کے لئے پھل تڑوایا اور فرمایا کہ میں آئندہ کل آؤں گا چنانچہ صبح کو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور باغ کے پھل میں برکت کی دعا فرمائی میں نے ان سب کا قرض ادا کر دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

﴿بابٌ ۱۵۰۱ مَن بَاعَ مَالَ المُفلِسِ اَوِ المُعْدِمِ فَقسَمه بَيْنَ الغُرَمَاءِ اَوْ اَعطَاهُ حتى يُنفِقَ علٰى نَفسِهٖ﴾

دیوالیے یا محتاج کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو تقسیم کر دینا یا خود اسکو دینا کہ اپنی ذات پر خرچ کرے

۲۲۵۴﴿حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بنُ اَبِى رَبَاحٍ عن جابرِ بنِ عبدِ الله قال اَعتَقَ رَجُلٌ مِنّا غُلامًا لَهُ عن دُبُرٍ فقال النبيُّ ﷺ مَن يَشتَرِيهِ مِنِّى فاشتَرَاهُ نُعَيمُ بنُ عبدِ الله فاَخَذَ ثَمنَهُ فدَفَعَهُ اِلَيهِ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ہم (انصار) میں سے اپنے ایک غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد کر دیا (یعنی مدبر بنایا) پھر وہ شخص محتاج ہو گیا (یعنی اس مدبر غلام کو بیچنے کی حاجت ہو گئی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ تو نعیم بن عبداللہ نے اس کو آٹھ سو درہم سے خرید لیا آپ ﷺ نے اس کی قیمت لے کر اس انصاری کو دیدی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من جهة انه عليه السلام باع على الرجل ماله لكونه مديونا ومال المديان اما ان يقسمه الامام بنفسه اويسلمه اليه ليقسمه بين غرمائه (قاله ابن المنير. قس)

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۲۳، ومر الحديث ص ۲۸۷، وص ۲۹۷، وص ۳۲۵، وص ۳۴۴، وص ۹۹۴، وص ۱۰۲۷، وص ۱۰۶۶۔

تشریح: اس حدیث کی تشریح کے لئے نصر الباری جلد ششم باب ۱۳۳۷ کی حدیث ۲۰۱۷ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۱۵۰۲ اِذَا اَقْرَضَه اِلٰی اَجَلٍ مُسَمّٰی اَوْ اَجَّلَه فی البَیْعِ

وَقال ابنُ عُمَرَ فی القَرْضِ اِلٰی اَجَلٍ لاباسَ به وَاِنْ اُعْطِیَ اَفْضَلَ مِن دَرَاهِمِه مَالَمْ یَشْتَرِطْ وَقال عَطاءٌ وَعَمْرُو بنُ دِینارٍ هُوَ الی اَجَلِه فی القَرْضِ وقال اللّیْثُ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بنُ رَبِیْعَةَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّه ذَکَرَ رَجُلاً مِنْ بَنِی اِسْرَائِیْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِی اِسْرَائِیْلَ ان یُسْلِفَهُ فَدَفَعَهَا اِلَیْهِ اِلٰی اَجَلٍ مسمّٰی فذَکَرَ الحَدِیْثَ.

میعادِ مقررہ تک کسی کو قرض دیا یا بیع میں میعاد مقرر کی

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے میعاد مقررہ تک قرض کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس (قرض خواہ) کو اپنے روپے سے عمدہ روپے ملیں جب تک اس کی شرط نہ کرے، (کیونکہ اگر شرط کرے گا تو لینا جائز نہیں) اور عطاء اور عمرو بن دینار نے کہا قرض دینے والا اپنی مدت کا پابند رہے گا (یعنی مدت سے پہلے تقاضا کرنے کا حق نہیں، امام مالکؒ نے یہی کہا ہے باقی ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ وہ جب چاہے ہر وقت تقاضا کر سکتا ہے۔)

وقال اللیث الخ : اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اس نے بنی اسرائیل کے کسی آدمی سے قرض مانگا اس نے ایک معین میعاد پر اس کو قرض دیا پھر حدیث ذکر کی (جو کتاب الکفالہ کے پہلے باب، باب ۱۴۲۸ر کے تحت اسی جلد ششم میں گذر چکی)

باب ۱۵۰۳ الشَّفاعَةِ فی وَضْعِ الدَّیْنِ

قرض میں کمی کرنے کیلئے سفارش کرنا

۲۲۵۵ حَدَّثَنَا موسٰی حَدَّثَنِی اَبُوعَوَانَةَ عن مُغِیْرَةَ عن عامِرٍ عن جابِرٍ قال اُصِیبَ عبدُ اللّٰه وَتَرَكَ عِیالاً وَدَیْنًا فطَلَبْتُ الی اَصْحَابِ الدَّیْنِ اَن یَضَعُوا بَعْضًا مِن دَیْنِهِ فاَبَوا فاَتَیْتُ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فاسْتَشْفَعْتُ به عَلَیْهِمْ فَاَبَوا فقال صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شیءٍ مِنْهُ عَلٰی حِدَةٍ عِذْقَ ابنِ زَیْدٍ عَلٰی حِدَةٍ وَاللِّیْنَ عَلٰی حِدَةٍ وَالعَجْوَةَ عَلٰی حِدَةٍ ثم

أَحضِرْ بهم حتى آتِيَكَ ففعلتُ ثم جاءَ فقعَدَ عَلَيهِ وكالَ لِكُلِّ رجلٍ حتى استوفى وبَقِيَ التَمْرُ كَمَا هُوَ كأنَّه لَمْ يُمَسَّ وَغزوْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم على ناضِحٍ لنا فأزحفَ الجَمَلُ فتخلّفَ عليَّ فوكَزَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مِن خَلفِهِ قال بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُه إلَى المَدِينَةِ فلمّا دَنونَا استأذَنتُ قلتُ يا رسولَ الله إنّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قال فما تزوّجتَ بكرًا اَوْ ثَيِّبًا قلتُ ثَيِّبًا أُصِيبَ عبدُ الله وتَرَكَ جَوارِيَ صِغارًا فتزوّجتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وتُؤدِّبُهُنَّ ثم قال ائتِ أهلَكَ فقدِمتُ فأخبرتُ خالي بِبَيعِ الجَمَلِ فلامَنِي فأخبَرْتُه بإعياءِ الجَمَلِ وبالّذي كانَ مِنَ النّبيِّ صلى الله عليه وسلم وَ وَكْزِهِ إيّاهُ فلمّا قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم غَدَوْتُ إلَيهِ بالجَمَلِ فأعطانِي ثَمَنَ الجَمَلِ والجَمَلَ وَسَهْمِي مَعَ القَومِ ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا (میرے والد) حضرت عبداللہؓ شہید ہوئے اور بال بچے اور قرضہ چھوڑ گئے میں نے قرض خواہوں سے یہ چاہا کہ وہ اپنے قرض میں سے کچھ چھوڑ دیں لیکن انہوں نے نہیں مانا آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کی سفارش کراؤں (آپ ﷺ نے سفارش کی) پھر بھی انہوں نے نہیں مانا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہر قسم کے کھجور کے الگ الگ ڈھیر لگا عذق ابن زید کو علیحدہ اور لین علیحدہ اور عجوہ علیحدہ، پھر قرض خواہوں کو میرے آنے تک بلا لو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر پر بیٹھ گئے اور ہر ایک قرض خواہ کو ناپ کر دینے لگے یہاں تک کہ انھوں نے پورا حق لیا اور کھجور ویسی ہی باقی رہی جیسے کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا، اور میں پانی بھرنے کے ایک اونٹ پر سوار ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں گیا تو اونٹ تھک گیا اور لوگوں کے پیچھے رہ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے ایک لکڑی کی مار لگائی اور فرمایا جابر اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس پر سوار ہو کر مدینہ تک جانے کی تجھ کو اجازت ہے پھر جب ہم مدینہ کے قریب پہونچے تو میں نے آپ ﷺ سے (الگ ہونے کی) اجازت چاہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نئی شادی کی ہے آپ ﷺ نے پوچھا کیا باکرہ (کنواری) یا ثیبہ (بیوہ) سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ (میرے والد) شہید ہوئے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گئے تو میں نے بیوہ سے شادی کی کہ ان لڑکیوں کو علم وادب سکھائے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اپنی بیوی کے پاس جا، پھر میں گھر آیا اور اپنے ماموں کو خبر دی کہ میں نے اونٹ بیچ ڈالا انہوں نے مجھ کو ملامت کی میں نے ان سے بیان کیا کہ وہ اونٹ تھک گیا اور حضور اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکڑی ماری پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں دوسرے دن اونٹ لے کر حاضر خدمت ہوا آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت دی اور اونٹ بھی دے دیا اور مجاہدین کے ساتھ غنیمت کا حصہ بھی مجھ کو دلایا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاستشفعت به عليهم".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۲۴، ومر الحديث ص۲۸۵ تا ۲۸۶، باقی مواضع کیلئے جلد ششم کی حدیث ۲۰۰۳ دیکھئے۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ قرض کے بارے میں تخفیف کی سفارش کرنا اور سفارش کروانا جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۵۰۴ مَايُنهىٰ عن اِضَاعَةِ المَالِ ﴾

وقولِ اللهِ تعالىٰ "وَالله لايُحِبُّ الفَسَادَ وَلايُصْلِحُ عَمَلَ المُفْسِدِيْنَ" وَقال اَصَلاتُكَ تامُرُكَ اَنْ نَتْرُكَ مَايَعْبُدُ آباؤُنَا اَوْ اَن نَفْعَلَ فِى اَموَالِنَا مانَشاءُ وقال وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ وَالحَجْرِ فِى ذٰلِكَ وَمَا يُنهىٰ عنِ الخِدَاعِ.

مال ضائع کرنے سے منع فرمایا گیا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ فساد پسند نہیں کرتا ہے، اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ یونس میں) اللہ فسادیوں کے کام نہیں بناتا، اور فرمایا (سورہ ہود میں) قوم نے کہا کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ جن بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم چھوڑ دیں یا چھوڑ دیں کرنا جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں، اور فرمایا (سورہ نساء میں) اور بیوقوفوں کو اپنا مال مت دو اور اس بارے میں پابندی لگانے اور دھوکا دینے سے ممانعت کا بیان۔

۲۲۵۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيمٍ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن عبدِ اللهِ بنِ دِينارٍ سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ قال قال رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اِنِّى اُخْدَعُ فِى البُيُوعِ فقال اِذا بَايَعْتَ فقل لاخِلَابَةَ فكانَ الرَّجُلُ يقولُهُ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک صاحب (حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بیع میں دھوکہ دیا جاتا ہے (یعنی خرید و فروخت میں لوگ مجھ کو ٹھگ لیتے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا جب بیع کرو (خرید و فروخت کرو) تو کہہ دیا کرو لاخلابة (یعنی دھوکہ نہیں ہونا چاہئے) چنانچہ وہ ایسا ہی کہہ دیا کرتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الرجل كان يغبن فى البيوع وهو من اضاعة المال.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۲۴، ومر الحديث ص۲۸۴، ويأتى ص۳۲۵، وص۱۰۳۰۔

۲۲۵۷﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عنِ الشَّعْبِيِّ عن وَرَّادٍ مَولىٰ المُغِيْرَةِ عنِ المُغِيْرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال قال النبيُّ ﷺ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ البَنَاتِ وَمَنْعاً وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ المَالِ. ﴾

ترجمہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور مستحقین کو مال دینے سے رکنا اور ناحق مال حاصل کرنا اور تمہارے لئے ناپسند فرمایا قیل وقال (غیر مفید فضول باتیں کرنا) اور بکثرت سوال کرنا (یعنی بلاضرورت جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام تھا، حضرت آدم جب دنیا میں آئے تو سب سے پہلے کیا کھایا وغیرہ) اور مال ضائع کرنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "واضاعة المال".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۴، ومر الحديث مختصراً ص ۲۰۰، ويأتي ص ۸۸۴۔

مقصد واضح رہے کہ ناجائز کاموں میں مال خرچ کرنا اور اسراف وتبذیر یعنی فضول خرچی اضاعت مال ہے جو ناجائز اور ممنوع ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۵۰۵ العبدُ راعٍ في مالِ سَيِّدِهِ وَلايَعمَلُ اِلَّا بِاِذْنِهِ ﴾

غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے بلا اجازت کوئی کام نہ کرے

۲۲۵۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمانِ اَخبَرَنا شُعَیبٌ عَنِ الزُّهرِیِّ اَخبَرَنِی سَالِمُ بنُ عبدِ اللهِ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّه سَمِعَ رسولَ الله صلى الله عليه يقولُ كُلُّكُم رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ فالِامَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فی اَهْلِهِ رَاعٍ وَهو مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ وَالمَرْاَةُ فی بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِیَ مَسْئُولَةٌ عن رَعِيَّتِهَا وَالخادِمُ فی مالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ قال وَسَمِعْتُ هٰؤلاءِ مِن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَاَحْسِبُ النبیَّ صلى الله عليه وسلم قال وَالرَّجُلُ راعٍ فی مَالِ اَبِيهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ فَكُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے متعلق (یعنی ماتحتوں کے متعلق) پرسش ہوگی، امام (یعنی حاکم) نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی اور نوکر اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہوگی ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے ان سب لوگوں کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا

نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی غرض تم میں ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا (ماتحتوں) کے متعلق باز پرس ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والخادم في مال سيده راع" لان المراد من الخادم هنا هو العبد وان كان اعم منه.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۲۴، ومر الحديث ص ۱۲۲، باقی مواضع کیلئے نصر الباری جلد چہارم ص ۹۲ دیکھئے۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کا ذمہ دار ونگراں ہے لہذا ہر ایک کو اپنے ماتحت لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے کسی کی حق تلفی نہ ہو بلکہ عدل وانصاف سے ہر ایک کے معاملے میں کام لے۔ واللہ اعلم

براعۃ اختتام حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں "والاوجه عندي ان البراعة في قوله كلكم مسئول" فان المسئولية تكون في الآخرة.

* * *

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الخصومات

ای هذا كتاب فی بيان الخصومات اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے مثلاً کرمانی، عمدۃ القاری اور قسطلانی میں اسی طرح ہے۔ صرف ہمارے ہندوستانی نسخہ میں ہے "فی الخصومات" (مقدمات کے بیان میں)

﴿ باب ۱۵۰۶ مايُذكرُ فی الاَشْخاصِ وَالخُصُومَةِ بينَ المُسْلِمِ وَاليَهُودِی ﴾

مجرم کو حاکم کے پاس لیجانے اور مسلمان و یہودی کے جھگڑے میں جو منقول ہے

۲۲۵۹ ﴿حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال عبدُ المَلِكِ بنُ مَيْسَرَةَ اَخْبَرَنِی قال سمِعْتُ النَّزَّالَ بن سَبْرَةَ سَمِعْتُ عبدَاللهِ يقول سَمِعْتُ رَجُلاً قَرَأ آيَةً سَمِعْتُ مِنْ رسولِ الله صلی الله عليه وسلم خِلَافَهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ فَاَتَيْتُ به رسولَ اللهِ صلی الله عليه وسلم فقال كِلاكُمَا مُحْسِنٌ قال شُعْبَةُ اَظُنُّهُ قال لاتَخْتَلِفُوا فَاِنَّ مَن كانَ قَبْلَكُمْ اختلفوا فَهَلَكُوا. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ ﷺ نے (دونوں سے سن کر) فرمایا تم دونوں نے صحیح پڑھا، شعبہ نے کہا میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا آپس میں اختلاف نہ کرو اس لئے کہ تم سے پہلے کے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لاتختلفوا" الی آخره.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۲۵، ویاتی الحدیث ۴۹۴ تا ۴۹۵، وص ۷۵۷۔

۲۲۶۰ ﴿حَدَّثَنَا يَحيَ بنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن اَبِی سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحمٰنِ الاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال اسْتَبَّ رَجُلانِ رَجلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ اليَهُودِ فقال المُسْلِمُ وَالَّذِی اصْطَفٰی محمَّدًا عَلَی العَالَمِينَ

وقال الیَهُودِیُّ وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوسٰی علی العَالَمِینَ فرَفَعَ المُسْلِمُ یَدَهُ عِندَ ذٰلِكَ فلَطَمَ وَجْهَ الیَهُودِیِّ فذَهَبَ الیَهُودِیُّ اِلَی النبیِّ صلی الله علیه وسلم فاَخبَرَهُ بِمَا كانَ مِن اَمْرِهٖ وَاَمْرِ المُسْلِمِ فدَعَا النبیُّ صلی الله علیه وسلم المُسْلِمَ فسَاَلَهُ عن ذٰلِكَ فاخبَرَهُ فقال النبیُّ صلی الله علیه وسلم لاتُخَیِّرُونِی عَلٰی مُوسٰی فاِنَّ النّاسَ یَصْعَقُونَ یومَ القِیامَةِ فاَصْعَقُ مَعَهُم فاَكُونُ اَوَّلَ مَن یُفِیقُ فاِذَا مُوسٰی باطِشٌ جَانِبَ العَرْشِ فلااَدْرِیْ اَكَانَ فِیمَنْ صَعِقَ فاَفَاقَ قَبْلِی اَوْ كانَ مِمَّنْ اسْتَثْنَی اللّٰهُ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھے (حضرت ابوبکر صدیقؓ) اور ایک یہودی تھا (فنحاص) ایک دوسرے کو برا بھلا کہا مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو سارے جہاں پر بزرگی دی اور یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے عالم پر منتخب فرمایا یہ سنکر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ مارا یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا اور جو کچھ اس کا معاملہ اور مسلمان کا معاملہ ہوا سب آپ ﷺ سے بیان کیا اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو اس لئے کہ قیامت کے دن لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا پھر سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا اس وقت میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا کونہ پکڑے ہوئے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بیہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا ان لوگوں میں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "استب رجلان" فان الاستباب عن النين لایكون الا بالخصومة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۵، ویاتی ۴۸۴، وص ۴۸۵، وفی التفسیر ص ۶۱۱، وص ۹۶۵، وص ۱۰۲۱، وص ۱۱۰۴، وص ۱۱۱۳۔

۲۲۶۱﴿ حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسمَاعِیلَ حَدَّثَنا وُهَیبٌ حَدَّثَنَا عَمرُو بنُ یَحْیٰ عن اَبِیهِ عن اَبِی سَعِیدِ الخُدرِیِّ قال بَینَمَا رَسولُ الله صلی الله علیه وسلم جَالِسٌ جاءَ یَهُودِیٌّ فقال یَااَبَا القاسِمِ ضَرَبَ وَجهِی رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِكَ فقال مَن قال رَجُلٌ مِنَ الاَنصَارِ قال ادْعُوهُ فقال اَضَرَبْتَهُ فقال سَمِعْتُ بِالسُّوقِ یَحْلِفُ وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوسٰی عَلَی البَشَرِ قلتُ اَی خَبِیثُ عَلٰی محمّد صلی اللّٰه علیه وسلم فاَخَذَتْنِی غَضْبَةٌ فضَرَبْتُ وَجْهَه فقال النبیُّ صلی الله علیه وسلم لاتُخَیِّرُوا بَینَ الاَنْبِیَاءِ فاِنَّ النّاسَ یَصْعَقُونَ یَومَ القِیَامَةِ فاَكُونُ اَوَّلَ مَنْ تَنشَقُّ عَنهُ الاَرْضُ فاِذَا اَنَا بِمُوسٰی آخِذٌ بِقائِمَةٍ مِن قَوائِمِ

الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَکَانَ فِیْ مَنْ صَعِقَ اَوْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْاُوْلٰی. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے میرے منھ پر تھپڑ مارا ہے آپ ﷺ نے پوچھا کس نے؟ اس نے کہا انصار میں سے ایک شخص نے آپ ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ (وہ آئے) تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو نے اس کو مارا ہے؟ وہ کہنے لگا (جی ہاں) واقعہ یہ ہے کہ میں نے بازار میں اس کو یوں قسم کھاتے سنا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام بشر پر بزرگی دی میں نے کہا اے خبیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ اور مجھ کو غصہ آگیا تو میں نے اس کو تھپڑ مار دیا یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء (علیہم السلام) کے درمیان ایک دوسرے پر (اس طرح) فضیلت مت دو اس لئے کہ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے پہلا وہ شخص جو قبر سے باہر نکلے گا میں ہوں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے ہیں اب میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ بیہوش ہوئے یا پہلی بیہوشی کے عوض محفوظ رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ادعوه" فان المراد اشخاصه بين يدى النبى عليه السلام.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۲۵، ويأتى ص ۴۸۱، وص ۶۶۸، وص ۱۰۲۱، وص ۱۱۰۴۔

سوال: سابق حدیث ۲۲۶۰ میں گذر چکا ہے کہ مارنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اس روایت میں تصریح ہے کہ مارنے والے انصاری صحابی تھے اور معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انصاری نہ تھے بظاہر تعارض ہے۔

جواب: ۱ یہ دوسرا واقعہ ہے۔ ۲ انصار سے لغوی معنی مددگار مراد ہے اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ علیٰ وجہ الکمال شامل ہیں۔

۲۲۶۲ ﴿حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ مَنْ فَعَلَ هٰذا بِكِ اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حتى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَأَتْ بِرَاسِهَا فَاُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ النبيُّ ﷺ فَرُضَّ رَاسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا (اس میں کچھ جان باقی تھی) اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے کیا فلاں نے؟ یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس (مجرم) یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے سر سے اشارہ کیا (ہاں) پھر وہ یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چنانچہ اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يشتمل على خصومة بين يهودى وجارية من الانصار، مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاخذ اليهودى فاعترف" لانه من لاشخاص.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۲۵، ويأتى الحديث ص۳۸۳، وص۷۹۸، وص۱۰۱۵ تا ۱۰۱۶، ايضاً ص۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ///۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ مقدمات وخصومات میں مدعی ومدعا علیہ کا ایک مذہب کا ہونا ضروری نہیں جیسا کہ احادیث الباب سے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان تھا اور ایک یہودی تھا۔

تشریح حدیث ۲۲۶۰ | بخاری ص ۳۸۵ رمیں اس جھگڑے کی بنیاد آرہی ہے کہ ایک یہودی اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے پیش کر رہا تھا مسلمان نے اس کی قیمت کم لگائی اس پر یہودی نے کہا "لا والذی اصطفی موسٰی علی البشر" یہ سنکر ایک انصاری نے اس یہودی کو طمانچہ رسید کر دیا۔

لاتخیرونی علی موسٰی الخ: یعنی مجھ کو حضرت موسٰی علیہ السلام پر فضیلت مت دو، اس کے بعد والی حدیث ۲۲۶۱ رمیں ہے: "لاتخیروا بین الانبیاء" یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو۔ حالانکہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض" الاية.

جواب: انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایسی تقابلی تفضیل ممنوع وناجائز ہے کہ کسی نبی کی تحقیر لازم آئے۔

۲۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت قیاس سے نہیں کی جاسکتی بلکہ اس کا دار ومدار نصوص کتاب وسنت پر ہے چونکہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ یا حضور اقدس ﷺ نے اپنی فضیلت مطلقہ یا حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفضیل کے مدارج بیان نہیں فرمائے تھے ان صحابی نے جو کچھ فرمایا تھا اپنے قیاس سے فرمایا تھا اس سے منع فرمایا گیا البتہ جب قرآن وحدیث سے تفضیل بتادی جائے تو اس کے مطابق اعتقاد رکھو شرط یہ ہے کہ کسی دوسرے نبی کی تحقیر نہ ہو۔

۳۔ آپ ﷺ کا ارشاد اپنے متعلق تواضع پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ (۱۵۰۷) مَن رَدَّ اَمرَ السَّفِيهِ وَالضَّعيفِ العَقْلِ وَاِن لَّمْ يَكُنْ حَجَرَ عليهِ الاِمَامُ ﴾

وَيُذْكَرُ عن جابرٍ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم رَدَّ عَلَى المُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهيِ ثُمَّ نَهَاهُ وَقَال مالكٌ اِذا كانَ لِرَجُلٍ عَلى رَجُلٍ مالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لاشَيئَ لَهُ غَيْرُهُ فَاَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتقُهُ وَمَن بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ ونحوِهِ وَرَفَعَ ثَمَنَهُ اِلَيهِ وَاَمَرَهُ بِالاِصلاحِ وَالقِيَامِ

بِشَانِهِ فَاِنْ اَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَه لِاَنَّ النبیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِی يُخْدَعُ فِی الْبَيْعِ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ وَلَمْ يَاخُذِ النبیُّ صلی الله علیه وسلم مَالَهٗ.

جس نے بیوقوف اور کم عقل کے معاملہ کو رد کر دیا اگر چہ حاکم نے اس پر پابندی (روک) نہ لگائی ہو

اور حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا صدقہ رد کر دیا نہی سے قبل، پھر اس کو ایسی حالت میں صدقہ کرنے سے منع فرمایا (علامہ قسطلانیؒ نے اس قصہ کو نقل کیا ہے کہ ایک شخص سونے کا ایک ڈلا انڈے کے برابر لے کر آیا اور کہنے لگا "یارسول الله خذها منی صدقة فوالله مالی مال غيرها" الخ (ارشاد الساری ج ۵) یعنی کہنے لگا یارسول اللہ میری طرف سے بطور صدقہ یہ قبول فرمایئے خدا کی قسم اس کے سوا میرے پاس کچھ مال نہیں ہے آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اس شخص نے دوبارہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے وہ ڈلا اس کی طرف پھینک مارا اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنا مال لے کر آتا ہے جس کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور وہ صدقہ کرتا ہے پھر بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے خیرات اس وقت کرنا چاہئے جب آدمی کے پاس خیرات کرنے کے بعد مال رہے)۔

وقال مالك الخ اور امام مالکؒ نے کہا اگر کسی کا قرض کسی پر ہو اور قرضدار کے پاس صرف ایک غلام ہو اور اس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اس کو آزاد کرنا جائز نہ ہوگا۔ (اس میں اشارہ ہے بیع مدبر کے قصہ کی طرف، اس کے لئے جلد ششم حدیث ۲۰۱۷ کا بیع مدبر ملاحظہ فرمایئے)

ومن باع علی الضعيف الخ اگر کسی نے ایک کم عقل اور اس کے مانند کا مال بیچ کر قیمت اس کے حوالے کر دی اور اس سے یہ کہہ دیا کہ حفاظت اور درستی سے رکھو تو یہ جائز ہے، پھر اگر روپیہ برباد کرے تو حاکم منع کر سکتا ہے (پابندی لگا سکتا ہے) کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، اور جس شخص کو (یعنی حضرت حبان بن منقذؓ کو کمامر) خرید و فروخت میں فریب دیا جاتا تھا اس سے فرمایا کہ تو خرید و فروخت کے وقت یہی کہہ دیا کر کہ دھوکے کا کام نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال نہیں لیا۔ (معلوم ہوا کہ کم عقلی کی وجہ سے حجر جائز نہیں یعنی اس کی بیع درست ہے یہی حنفیہ کا مسلک ہے البتہ صاحبین کے یہاں تفصیل ہے کہ ایسے تصرفات جو ہزل کے ساتھ صحیح نہیں ان میں حجر درست ہے جیسے بیع وغیرہ اور جو تصرفات ہزل کے ساتھ درست ہیں ان میں حجر درست نہیں جیسے طلاق وغیرہ۔ عمدہ)

۲۲۶۳ ﴿حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ بنِ مُسْلِم حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ دِيْنَارٍ قال سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قال كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فی البَيْعِ فقال النبی صلی الله عليه وسلم اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ فَكَانَ يَقُولُهٗ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (حضرت حبان بن منقذؓ) کو خرید وفروخت میں فریب دیا جاتا تھا (یعنی لوگ اس کو ٹھگ لیتے تھے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو خرید وفروخت کے وقت کہدیا کر لاخلابۃ (دھوکہ نہیں ہونا چاہئے) چنانچہ وہ (حبان بن منقذ) ایسا ہی کہدیا کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وقال للذي يخدع في البيع" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۵، ومر الحديث ص ۲۸۴، وص ۳۲۴، ويأتي ص ۱۰۳۰۔

۲۲۶۴﴿حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عن محمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ عن جابرٍ اَنَّ رَجُلاً اَعْتَقَ عَبْداً لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بنُ النَّحَّامِ.﴾

ترجمہ حضرت جابر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو آزاد کردیا اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی رد کردی اور نعیم بن نحام نے وہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خریدا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرد النبي صلى الله عليه وسلم" (أى تدبيرهٗ) یعنی بخاریؒ کا مختار رد ہے۔ مسئلہ مختلف فیہ ہے بخاریؒ نے حدیث مدبر سے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے تدبیر کو رد کر کے مدبر غلام کو فروخت کر کے قیمت مالک کے حوالے کردیا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۵، ومر الحديث ص ۲۸۷، وص ۲۹۷، وص ۳۲۳، ويأتي الحديث ص ۳۴۴، وص ۹۹۴، وص ۱۰۲۷، وص ۱۰۶۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کم عقل کے تصرفات ومعاملات کو حاکم رد کر سکتا ہے مسئلہ مختلف فیہ ہے کما مر۔

﴿ بابٌ [۱۵۰۸] كَلامِ الخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ ﴾

مدعی مدعا علیہ کا ایک دوسرے کی نسبت بات کرنا (یعنی غیبت محرمہ نہیں ہے)

۲۲۶۵﴿حَدَّثَنَا محمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الاَعْمَشِ عن شَقِيْقٍ عن عبدِ اللهِ قال قَالَ رسولُ الله ﷺ مَن حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عليهِ غَضْبَانُ قال فقال الاَشْعَثُ فِيَّ وَاللهِ كَانَ ذٰلِك كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ وَبَيْنِي اَرضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال لي رسولُ الله

صلی اللہ علیہ وسلم اَلَکَ بَیِّنَۃٌ قلتُ لَا قال فقالَ للیَھُودِیِّ احلِفْ قال قلتُ یارسولَ اللہ اِذا یَحلِفَ وَیَذْھَبَ بِمَالِی قال فَاَنزَلَ اللہُ اِنَّ الَّذِینَ یَشتَرُونَ بِعَھْدِ اللہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَناً قَلِیلاً الیٰ آخر الآیۃ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے کسی مسلمان کا مال (ناحق) مار لینے کے لئے، وہ جب قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اللہ اس پر غصہ ہوگا، اشعث نے کہا قسم خدا کی میرے ہی بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی میرے درمیان اور ایک شخص (یہودی) کے درمیان ایک زمین ساجھے کی تھی اس نے میرے حصہ کا انکار کر دیا تو میں اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "کیا تیرے پاس بینہ (گواہ) ہے میں نے عرض کیا جی نہیں، اشعث نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا اشعث نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو وہ قسم کھا کر میرا مال مارے گا پھر اللہ نے (سورہ آل عمران کی) یہ آیت نازل فرمائی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض (دنیا کی) تھوڑی پونجی خریدتے ہیں الخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ "اذا یحلف ویذھب بمالی" فانہ نسب الیھودی الی الحلف الکاذب الخ (عمدہ)

اشعث بن قیس نے جو مدعی تھے اپنے مدعا علیہ یعنی یہودی کی برائی بیان کی کہ اس کو جھوٹی قسم کھانے میں کوئی باک وخوف نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۲۶، ومر الحدیث ص۳۱۷، ویاتی الحدیث ص۳۴۲، وص۳۶۶، وص۳۶۷، وص۳۶۸، وص۶۵۲، وص۹۸۵، وص۹۸۷، وص۱۰۶۵، وص۱۰۹۔

۲۲۶۶﴿حَدَّثَنَا عبدُاللہِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنا عثمانُ بْنُ عُمَرَ اَخبَرَنا یُونُسُ عنِ الزُّھْرِیِّ عن عبدِ اللہِ بنِ کَعْبِ بنِ مَالِکٍ عن کَعْبِ بنِ مالِکٍ اَنَّہ تَقَاضٰی ابنَ اَبِی حَدْرَدٍ دَیْناً کانَ لہُ عَلَیْہِ فِی المَسْجِدِ فَارتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا حتی سَمِعَھَا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی بَیْتِہٖ فَخَرَجَ اِلَیْھِمَا حتی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِہٖ فنادیٰ یاکَعْبُ قال لَبَّیْکَ یارسولَ اللہِ قال ضَعْ مِنْ دَیْنِکَ ھٰذا وَاَوْمَأَ اِلَیْہِ اَیِ الشَّطْرَ قال لقد فَعَلْتُ یارسولَ اللہ قال قُمْ فَاقْضِہٖ.﴾

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت کعبؓ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدردؓ سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا تو دونوں کی آواز بلند ہوگئی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی آوازیں سن لیں درانحالیکہ

آپ ﷺ اپنے گھر میں تھے پھر آپ ﷺ اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر باہر ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور حضرت کعب کو پکارا کعبؓ نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض میں سے اتنا چھوڑ دے اور اشارہ سے بتلایا یعنی آدھا قرض، کعبؓ نے کہا میں نے چھوڑ دیا یا رسول اللہ، تب آپ ﷺ نے ابن ابی حدردؓ سے فرمایا اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم" لان رفع الاصوات يدل على كلام كثير.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۶، ومر الحديث ص۶۵، وص۶۷تا۶۸، وياتي الحديث ص۳۲۷، وص۳۷۳، وص۳۷۴۔

۲۲۶۷﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عبدِ القارِيِّ اَنَّه قال سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ يقولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بنَ حَكِيْمِ بنِ حِزامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الفُرْقانِ عَلٰى غَيْرِمَا اَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَقْرَأَنِيْهَا وَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثمّ اَمْهَلْتُهُ حتّٰى انْصَرَفَ ثمّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فجِئْتُ بِهِ رَسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقُلْتُ اِنّي سَمِعْتُ هٰذا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِمَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فقال لِي اَرْسِلْهُ ثمّ قال لَه اقْرَأْ فَقَرَأَ فقَالَ هٰكَذا اُنْزِلَتْ ثمّ قال لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فقال هٰكَذا اُنْزِلَتْ اِنَّ القُرآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فاقْرَأُوا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ.﴾

ترجمہ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورہ فرقان اس طریقے کے علاوہ اور طریقے سے پڑھتے ہوئے سنا جیسے میں پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یہ سورہ پڑھائی تھی اور قریب تھا کہ میں ان پر جلدی کر بیٹھوں (یعنی ماروں یا کچھ سخت الفاظ کہہ بیٹھوں) مگر میں نے ان کو مہلت دیدی جب وہ فارغ ہو گئے تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر کھینچا (کہ کہیں بھاگ نہ جائیں) اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جیسے مجھے قرآن پڑھایا تھا اس کے علاوہ اور طریقے سے پڑھتا ہے تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا پڑھ تو اس نے پڑھا آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح یہ سورہ نازل ہوئی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا پڑھ تو میں نے پڑھا تو فرمایا اسی طرح نازل ہوئی بیشک قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اس میں سے جو تمہیں آسان ہو پڑھو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ثم لببته بردائه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۶، وياتي الحديث ص۷۴۷، وص۷۵۳، وص۱۰۲۵، وص۱۱۲۶، واخرجه مسلم في الصلوة.

مقصد مقصد یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ ایک دوسرے کے خلاف کچھ بات کرے تو وہ غیبت محرمہ نہیں ہے اور نہ موجب سزا ہے بشرطیکہ کلام میں ایسی بات نہ کریں جو موجب حد یا تعزیر ہو۔

علی سبعة احرف: اس سے کیا مراد ہے؟ علماء کے اقوال مختلف ہیں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "اختلفوا فی معنی هذا علی عشرة اقوال الاول قال الخليل هی القراءات السبعة الخ. (عمدہ)

ارجح الاقوال یہ ہے کہ اس سے مراد قرأت سبعہ ہے۔ باقی تفصیل کے لئے عمدۃ القاری کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿بابٌ[۱۵۰۹] اِخْرَاجِ اَهْلِ المَعَاصِی وَالخُصُومِ مِنَ البُيُوتِ بَعْدَ المَعْرِفَةِ وقَدْ اَخْرَجَ عُمَرُ اُخْتَ اَبِی بَکْرٍ حِیْنَ نَاحَتْ﴾

اہل معاصی اور خصوم (جھگڑنے والے) کو پہچاننے کے بعد گھروں سے نکال دینا، اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بہن (ام فروہ) کو گھر سے نکال دیا جب انہوں نے نوحہ کیا

۲۲۶۸﴿حَدَّثَنا محمّدُ بنُ بَشّارٍ حَدَّثَنا محمّد بنُ اَبِی عَدِیٍّ عن شُعْبَةَ عن سَعْدِ بنِ اِبْرَاهِیْمَ عن حُمَیْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ النبیَّ ﷺ قال لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بالصَّلٰوةِ فتُقَامَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی مَنَازِلِ قومٍ لایَشْهَدُونَ الصَّلٰوةَ فاُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ نماز کا حکم دوں کہ وہ کھڑی کی جائے پھر میں ان کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو نماز (یعنی جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھر جلادوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هؤلاء الذين لايشهدون الصلوة لواحرقت منازلهم عليهم لاسرعوا فی الخروج وهو لايكون الا باخراجهم من بيوتهم لكونهم اهل المعاصی بتركهم الجماعة.

مطلب یہ ہے کہ جب گھر جلائیں گے وہ نکل بھاگیں گے پس گھر سے نکلنا جائز ہوا چونکہ ترک جماعت کی وجہ سے اہل معاصی ہیں۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۶، والحديث طرف من حديث مر فی ص۸۹، ويأتی الحديث ص۱۰۷۲ تا ص۱۰۷۳۔

مقصد اہل معاصی کو گھروں سے تادیباً نکالنے کا جواز ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے اثر و عمل سے تائید ہوتی ہے۔

فائدہ: اس مسئلے میں پوری تفصیل اور جماعت کے حکم میں ائمہ کے مذاہب کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد سوم ص ۳۶۹ تا ص ۳۷۰۔

﴿بَابُ (۱۵۱۰) دَعْوَى الوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ﴾

میت کا وصی میت کی طرف سے دعویٰ کرسکتا ہے

۲۲۶۹﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنا سُفْيانُ عنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنَّ عبدَ بنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بن اَبِي وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم في ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فقال سَعْدٌ يارسولَ اللهِ اَوْصَانِي اَخِي اِذَا قَدِمْتُ اَنْ اَنْظُرَ ابنَ اَمَةِ زَمْعَةَ فَاَقْبِضْهُ فَاِنَّهُ ابْنِي وَقل عبدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِي وَابْنُ اَمَةِ اَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ اَبِي فَرَاَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم شَبَهاً بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فقال هُوَ لَكَ ياعَبْدَ بْن زَمْعَةَ الوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَاسَوْدَةُ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دونوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے بارے میں جھگڑا کیا حضرت سعد نے کہا یارسول اللہ میرے بھائی (عتبہ) نے مرتے وقت وصیت کی تھی کی جب تو مکہ پہونچے اور زمعہ کی لونڈی کا لڑکا دیکھے تو اس کو لے لے وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے وہ میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا اس لڑکے کی صورت صاف عتبہ سے ملتی تھی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہے بچہ اسی کا ہوتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو اور ام المومنین حضرت سودہؓ سے فرمایا تو اس لڑکے سے پردہ کر۔

(حالانکہ جب وہ لڑکا زمعہ کا ٹھہرا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بھائی ٹھہرا مگر چونکہ لڑکے کی واضح مشابہت عتبہ سے تھی اس لئے یہ شبہ تھا کہ عتبہ کا نطفہ ہے آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم دیا یہ حکم احتیاطاً تھا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "أوصاني اخي" الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۶، ومر الحديث ص ۲۷۶، وص ۲۹۵ تا ص ۲۹۶، ويأتي ص ۳۴۴، وص ۳۸۳، وص ۶۱۶، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۱، وص ۱۰۰۷، وص ۱۰۶۵۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے میت کا وصی میت کی طرف سے دعویٰ کرسکتا ہے ولا خلاف فیہ۔

﴿ باب ۱۵۱۱ التَّوَثُّقِ مِمَّن تُخْشٰی مَعَرَّتُهٗ ﴾

وَقَيَّدَ ابنُ عبَّاسٍ عِكْرِمَةَ على تَعْلِيمِ القُرآنِ وَالسُّنَنِ وَالفَرَائِضِ

جس سے فساد (شرارت) کا خطرہ ہو اس کو باندھنا (قید کرنا) درست ہے

اور حضرت ابن عباسؓ نے (اپنے مولیٰ) عکرمہ کو قید کیا تا کہ قرآن مجید واحادیث اور دین کے فرائض سیکھے۔

۲۲۷۰﴿حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن سَعِيْدِ بنِ اَبِی سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يقولُ بَعَثَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فجاءَتْ بِرَجُلٍ مِن بَنِی حَنِيْفَةَ يُقالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ اليَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِن سَوَارِی المَسْجِدِ فخَرَجَ اِلَيْهِ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال ماعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ قال عِنْدِی يامحمّدُ خَيْرٌ فذَكَرَ الحَدِيثَ فقال اَطْلِقُوا ثُمَامَةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب کچھ سوار بھیجے وہ لوگ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے جو اہل یمامہ کا سردار تھا اور صحابہ نے مسجد کے ایک ستون سے ثمامہ کو باندھ دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''ثمامہ تمہارا کیا خیال ہے؟ ثمامہ نے کہا اے محمد (ﷺ) میرا خیال اچھا ہے پھر حدیث کو اخیر تک بیان کیا آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فربطوه بسارية".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۲۶ تا ص ۳۲۷، ومر الحديث ص ۶۶، وص ۶۷، ويأتی فی المغازی ص ۶۲۷۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے یعنی جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو قید کرنا درست ہے۔

تشریح مفصل واقعہ کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۴۴۹ ر دیکھئے اور ''واقعہ ثمامہ بن اثال'' پڑھئے۔

﴿ باب ۱۵۱۲ الرَّبْطِ وَالحَبْسِ فی الحَرَمِ ﴾

وَاشْتَرٰی نافِعُ بنُ عبدِ الحارِثِ داراً لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِن صَفوانَ بنِ اُمَيَّةَ عَلٰی اَنَّ عُمَرَ اِنْ رَضِیَ بالبَيْعِ فالبَيْعُ بَيْعُهٗ وَاِنْ لَمْ يَرْضَ عُمَرُ فلِصَفوانَ اَرْبَعُ مِائَةِ دينارٍ وسَجَنَ ابنُ الزبَيْرِ بمَكَّةَ.

حرم میں باندھنے اور قید کرنے کا بیان

اور حضرت نافع بن عبد الحارثؓ (جو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے حاکم تھے) نے صفوان بن امیہ سے مکہ میں ایک گھر قید خانہ (یعنی جیل) بنانے کے لئے اس شرط پر خریدا کہ اگر حضرت عمرؓ اس خریداری کو منظور کریں گے تو بیع پوری ہوگی ورنہ صفوان کو چار سو دینار کرایہ کی بابت ملیں گے، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ میں لوگوں کو قید کیا۔

۲۲۷۱﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بنُ اَبِي سَعِيْدٍ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ قال بَعَثَ النبيُّ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِن بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِن سَوَارِي المَسْجِدِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف روانہ کیا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا اور صحابہ نے ثمامہ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فربطوه بسارية من سوارى المسجد" اى مسجد المدينة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۷، ومر الحديث ص ۶۶، وص ۶۷، وص ۳۲۶، ويأتي ص ۶۲۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان حضرات پر رد کرنا ہے جو لوگ حرم یعنی مکہ مکرمہ میں قید خانہ کو مکروہ کے قائل تھے کہ مکہ مکرمہ بیت رحمت ہے یہاں بیت عذاب یعنی قید خانہ مناسب نہیں، امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے آثار سے ثابت کردیا کہ جائز ہے کیونکہ مذکورہ حضرات سب کے سب صحابی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿بابُ ۱۵۱۳ المُلازَمَةِ﴾

قرض دار کے ساتھ رہنے کا بیان

۲۲۷۲﴿حَدَّثَنَا يَحيَ بنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن جَعْفَرٍ وقال غيرُه حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قال حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بنُ رَبِيْعَةَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ هُرْمُزَ عن عبدِ الله بنِ كعبِ بنِ مالِكٍ الاَنصارِيِّ عن كَعْبِ بنِ مالِكٍ اَنَّه كانَ لَه عَلٰى عبدِ اللهِ بنِ اَبِي حَدْرَدٍ الاَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ النبيُّ ﷺ فَقَال يا كَعْبُ وَاَشارَ بِيَدِهِ كَاَنَّه يقولُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ ما عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفاً.﴾

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے ان کا قرض حضرت عبد اللہ بن ابی حدردؓ پر تھا وہ عبد اللہ سے ملے اور ان کے پیچھے پڑ گئے پھر دونوں نے باتیں کیں یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں پھر نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گذرے اور فرمایا اے کعب! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا یعنی آدھا قرض معاف کر دے کعبؓ نے یہ سن کر آدھا قرض ان سے وصول کیا اور آدھا قرض چھوڑ دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلزمه" أي لزم كعب بن مالك عبد الله بن ابي حدرد ولم ينكر عليه النبي صلى الله عليه وسلم حين وقف عليهما و امر كعبا يحط النصف.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۷، ومر الحديث ص۶۵، وص۶۷ تا ص۶۸، ويأتي الحديث ص۳۷۳، وص۳۷۴۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر ہے کہ دائن یعنی قرض خواہ مدیون کا پیچھا کر سکتا ہے تقاضا کرنا جائز اور درست ہے ابواب المساجد میں بحث گذر چکی ہے۔

﴿ باب ۱۵۱۴ التَّقَاضِي ﴾

تقاضا کرنے کا بیان

۲۲۷۳﴿حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوْتَى مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾

ترجمہ حضرت خبابؓ نے فرمایا میں زمانہ جاہلیت میں لوہاری کا پیشہ کرتا تھا عاص بن وائل (کافر) پر میرا کچھ قرض نکلتا تھا تو میں تقاضا کرنے اس کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا میں تو تیرا قرض اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرے۔

تو میں نے جواب دیا خدا کی قسم میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر مار کر اٹھائے وہ کہنے لگا پھر تو مجھ کو چھوڑ دے یہاں تک کہ میں مر کر پھر اٹھایا جاؤں گا تو مجھ کو مال اور اولاد ملے گی تو تیرا قرض ادا کر دوں گا اس وقت (سورہ مریم کی) یہ آیت نازل ہوئی "اے پیغمبر کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا

انکار کیا اور کہنے لگا میں مال اور اولاد ضرور دیا جاؤں گا الخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاتيته اتقاضاه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۷، ومر الحديث ص ۲۸۰ تا ص ۲۸۱، وص ۳۰۴، ويأتي الحديث ص ۶۹۱، وص ۶۹۲۔

مقصد اس سے قبل یہ بیان کیا گیا تھا کہ قرض دار کا پیچھا کرنا درست ہے اب یہاں تصریح ہے کہ قرض کا مطالبہ اور تقاضا کر سکتا ہے۔

* * *

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

پڑی ہوئی چیز ملنے کے مسائل کا بیان

﴿ بَابُ ۱۵۱۵ اِذَا اَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالعَلَامَةِ دَفَعَ اِلَيْهِ ﴾

جب لقطہ کا مالک اس کی علامت (صحیح) بتلا دے تو وہ چیز اس کے حوالے کر دے

لقطہ کی لغوی تحقیق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "واللقطة بضم اللام وفتح القاف اسم للمال الملتقط" (عمدہ) تقریباً یہی حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اہل لغت اور محدثین کے نزدیک مشہور بضم اللام وفتح القاف ہے (فتح) اگرچہ زباں زد قاف کے سکون کے ساتھ ہے علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں "يجوز اسكانها والمشهور عند المحدثين فتحها". (قس) وفيها لغتان اخريان اللُّقاطه بضم اللام، واللَّقَط باللام والقاف المفتوحتين (كرماني، قسطلاني، فتح الباري) ومعناه لغةً هو مالٌ يوجد ولايعرف مالكه. (یعنی وہ مال جو راستے میں پڑا ہوا ملے اور اس کے مالک کا پتہ نہ ہو)

۲۲۷۴﴿حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنا غُنْدرٌ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ قال سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قال لَقِيْتُ اُبَيَّ بنَ كَعْبٍ فقال اَخَذْتُ صُرَّةً فيها مِائَةُ دِيْنارٍ فَاَتَيْتُ النبيَّ ﷺ فقال عَرِّفْهَا حولاً فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ مَن يَعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُه فقال عَرِّفْهَا حولاً فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ ثالِثًا فقال احْفَظْ وِعَائَهَا وَعَدَدَهَا

وَوِكَائَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلاً وَاحِداً.

ترجمہ سوید بن غفلہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک تھیلی لے لی تھی (یعنی پائی تھی) جس میں سو دینار تھے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ ﷺ سے پوچھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ایک سال تک تشہیر کر میں نے اس کی تشہیر کی لیکن اس کا جاننے والے مجھے کوئی نہیں ملا پھر میں (دوبارہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال اور اس کی تشہیر کر چنانچہ میں نے تشہیر کی پھر نہیں پایا پھر میں تیسری مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ظرف (تھیلی) اور اس کا عدد اور اس کی بندش (رسی) محفوظ رکھ پھر اگر اس کا مالک آجائے (اور اس کی علامتیں یعنی تھیلی، گنتی اور بندش بتلائے تو اس کو دیدو) ورنہ تم خود اس سے فائدہ اٹھالو (یعنی اپنے کام میں لاؤ) چنانچہ میں نے اس کو خرچ کردیا۔ شعبہ نے کہا میں اس کے بعد جب سلمہ سے مکہ میں ملا تو کہنے لگے مجھ کو یاد نہیں کہ (اعلان کو) تین سال کہا یا ایک سال۔

مطابقۃ للترجمۃ اس حدیث میں اگرچہ ترجمۃ الباب کے مطابق کوئی لفظ نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق دوسری روایت کی طرف اشارہ کیا ہے مسلم شریف جلد ثانی کتاب اللقطہ میں تصریح ہے "فان جاء صاحبھا فادھا الیہ" اور بعض روایت میں ہے "فاعطھا ایاہ" پس ترجمہ کی مطابقت صاف ہے اس لئے کہ ترجمۃ الباب ہے جب رب اللقطہ علامت بیان کردے تو اس کو اس کا مال دیدے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۲۷، وباقی الحدیث ص ۳۲۹۔

مقصد لقطہ پانے والا لقطہ کا مالک نہیں بلکہ مالک وہی ہے جس کا مال ہے لقطہ لاقط کے پاس امانت ہے چنانچہ مدت گذرنے کے بعد بھی اگر مالک آجائے تو دینا پڑے گا اور اگر خرچ کردیا تو تاوان لازم ہوگا۔

لقطہ اٹھانے کا حکم اگر لاقط (لقطہ پانے والے) کو اپنے اوپر اطمینان ہے کہ اعلان کرے گا تو التقاط یعنی اٹھانا افضل ہے یہی جمہور حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے (۲) امام احمدؒ سے دو اقوال منقول ہیں مشہور قول یہ ہے کہ نہ اٹھانا افضل ہے، دوسرا قول جمہور کے موافق ہے۔

اعلان وتعریف کی مدت (۱) جمہور کے نزدیک اعلان وتشہیر کی مدت ایک سال ہے یہی مذہب امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے نیز امام اعظمؒ سے بھی ظاہر روایت یہی ہے اور یہی اکثر روایات میں ایک سال اعلان کا حکم ہے۔

(۲) دوسری روایت امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ لقطہ اگر دس درہم سے کم کا ہے تو صرف چند ایام کا اعلان کردینا کافی ہے اور اگر لقطہ دس درہم یا دس درہم سے زیادہ کا ہے تو ایک سال اعلان کرے۔

اعلان کی جگہ جہاں لقطہ پایا ہے اور جہاں لوگوں کا مجمع دیکھے، بازار اور مسجد کے دروازہ پر اعلان کرے کہ اگر کسی کی کوئی چیز کھوگئی ہو تو وہ میرے پاس آوے اور نشانیاں بیان کر کے لے جائے۔

لقطہ کا مصرف ائمہ ثلاث (امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ) فرماتے ہیں کہ لقطہ اٹھانے والا غنی ہو یا فقیر ہو مدت تعریف یعنی ایک سال اعلان کے بعد وہ لقطہ پانے والے کے لئے حلال ہو جاتا ہے اور اس لاقط کے لئے فائدہ اٹھانا جائز ہے، البتہ لقطہ کو استعمال کر لینے کے بعد اگر مالک آجائے تو اس کو وہ چیز لوٹانی ضروری ہوگی اور اگر وہ چیز خرچ ہو چکی ہے تو اس کا ضمان ادا کرنا ہوگا۔

(۲) امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اگر لقطہ اٹھانے والا فقیر ہے اور مستحق زکوۃ ہے تو اس کے لئے خود استعمال کرنا جائز ہے اور اگر وہ مالدار ہے تو خود اس کو استعمال کرنا جائز نہیں، البتہ اس کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو اس چیز کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس امانت رکھ لے کہ جب اس کا مالک آئے گا اس کو دے دوں گا اور چاہے تو صدقہ کر دے، اب صدقہ کرنے کے بعد مالک وصول کرنے کے لئے آگیا تو اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس شخص کے صدقے کو نافذ کر دے، اس صورت میں صدقہ کا ثواب مالک کو ہوگا اور اگر چاہے تو اٹھانے والے شخص سے ضمان کا مطالبہ کرے تو اٹھانے والے شخص پر ضمان ادا کرنا واجب ہوگا البتہ صدقہ کرنے کا ثواب اس کو ملے گا۔

﴿ باب ۱۵۱۶ ضالَّةِ الإبلِ ﴾

گم شدہ اونٹ کا بیان

۲۲۷۵﴿حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عباسٍ حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ مَهْدِي حَدَّثَنَا سُفيانُ عن رَبِيْعَةَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ مَوْلَى المُنْبَعِثِ عن زَيْدِ بنِ خالدِ الجُهَنِيِّؓ قال جاءَ اَعْرَابِيٌّ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فسَأَلَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فقال عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا فإنْ جاءَ اَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإلاَّ فَاسْتَنْفِقْهَا قال يارسولَ الله ضَالَّةُ الغَنَمِ قال لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ فقال ضَالَّةُ الإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النبيِّ ﷺ فقال مالَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وسِقَاؤُهَا تَرِدُ المَاءَ وَتَاكُلُ الشَّجَرَ.﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پڑی ہوئی چیز کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال تک اس کا اعلان کر پھر اس کی تھیلی اور بندھن پہچان رکھ، اب اگر کوئی آجائے اور اس کے بارے میں تجھ سے بیان کرے (یعنی پورا پتہ بتلادے فبہا اس کو دیدے) ورنہ اس کو خرچ کر دے

(اس سے فائدہ اٹھالو) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے ہے، پھر اس نے پوچھا گم شدہ اونٹ؟ یہ سنکر (غصہ سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا اور فرمایا اونٹ سے تجھے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ تو اس کا جوتا اور مشک موجود ہے وہ پانی پر جائے گا اور درخت (کے پتے) کھائے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ضالة الابل".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۲۷، ومر الحديث ص ۱۹، وص ۳۱۹، وص ۳۲۷ تا ص ۳۲۸، وص ۷۹۷، وص ۹۰۲۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اونٹ کو پکڑنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ اتنا بڑا اور قوی جانور ہے کہ اس کو بھیڑیے وغیرہ کا ڈر نہیں اور نہ کھانے پینے کے لئے کسی چرواہے کی ضرورت ہے یہ خود پانی پر جا کر پی لیتا ہے اور اگر اونٹ چاہتا ہے تو آٹھ روز، دس روز کا پانی اپنے پیٹ میں بھر لیتا ہے اور اسی کے حکم میں بڑا جانور مثلاً گھوڑا اور بیل ہے۔

لیکن اب چور ڈاکو اتنے شاطر ہو چکے ہیں کہ موٹر، جیپ تک غائب کر دیتے ہیں تو اونٹ کو کب چھوڑیں گے تو چونکہ اس دور میں اونٹ کا بھی رہنا اور مالک تک پہونچنا مشکل ہے اس لئے اس دور میں گم شدہ اونٹ کو پکڑنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

مالك ولها: مطلب یہ ہے کہ گم شدہ اونٹ کو پکڑا نہ جائے اس کو چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہے لیکن اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ فی زمانہ اونٹ کو بھی پکڑنا جائز ہے۔

۱۵۱۷ باب ضالّة الغنم

گم شدہ بکری کا بیان

۲۲۷۶ ﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ اَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ يقولُ سُئِلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ اَنَّهُ قال اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يقولُ يَزِيْدُ ان لَمْ تُعْرَفِ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَه قال يَحْيَ فَهٰذَا الَّذِي لَااَدْرِي اَفِي حَدِيْثِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ اَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِه ثُمَّ قال كَيْفَ تَرٰى فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم خُذْهَا فَاِنَّمَا هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قال يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ اَيْضاً ثُمَّ قال كَيْفَ تَرٰى فِي ضَالَّةِ الْاِبِلِ قال فقال دَعْهَا فَاِنَّ مَعَهَا حِذَائَهَا وَسِقَائَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا.﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالدؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ اس کا حکم کیا ہے؟) حضرت زید بن خالدؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن پہچان رکھ پھر ایک سال اس کا اعلان کر (کہ ایک چیز پڑی ہوئی ملی ہے جس کی ہو وہ لیجائے) یزید نے کہا کہ اگر کوئی پہچاننے والا نہ آئے تو جس نے پایا ہے وہ اس کو خرچ کر ڈالے اور وہ مال اس کے پاس امانت رہے گا یحیی نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ یہ جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں داخل ہے یا یزید نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ (یحیی کی دوسری روایت سے یہ ثابت ہے کہ یہ حدیث میں داخل ہے یعنی حضور اقدس ﷺ کا فرمودہ ہے)

پھر سائل نے پوچھا آپ گم شدہ بکری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پکڑ لے کیونکہ بکری یا تو تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے، یا بھیڑئے کی ہے، یزید نے کہا اور بکری کا بھی اعلان کیا جائے گا پھر اس نے پوچھا گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اس لئے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور اس کا مشک سب موجود ہے وہ پانی پی لیتا ہے درخت سے کھالیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالیتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كيف ترى فى ضالة الغنم".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۷ تا ص ۳۲۸، ومر الحديث ص ۱۹، وص ۳۱۹، ويأتى الحديث ص ۷۹۷، وص ۹۰۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد گم شدہ اونٹ اور گم شدہ بکری میں فرق بیان کرنا ہے نیز یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ بکری میں بھی اعلان وتشہیر کرنی پڑے گی۔ واللہ اعلم

﴿باب ۱۵۱۸ اِذَا لَمْ يُوجَدْ صاحِبُ اللُّقْطَةِ بعدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا﴾

اگر ایک سال (اعلان وتشہیر) کے بعد بھی لقطہ کا مالک نہ ملے تو لقطہ اسی کا ہے جس نے پایا ہے

۲۲۷۷﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مالِكٌ عن رَبِيعَةَ بنِ اَبِى عبدِ الرَّحْمٰنِ عن يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عن زَيْدِ بنِ خالِدٍ قال جاءَ رَجُلٌ اِلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلَهُ عنِ اللُّقْطَةِ فقال اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جاءَ صاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قال فَضَالَّةُ الغَنَمِ قال هِىَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قال فَضَالَّةُ الاِبِلِ

قال مالك ولها معها سقاؤها وحذاؤها ترد الماء وتاكل الشجر حتى يلقاها ربها.

ترجمہ حضرت زید بن خالدؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (بلال یا سوید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور لقطہ کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن کو پہچان رکھ پھر ایک سال اس کا اعلان کر اب اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر (یعنی اس کو دیدو) ورنہ تیرا اختیار ہے اس لقطہ میں، سائل نے پوچھا کہ گم شدہ بکری؟ (یعنی کیا کروں؟) فرمایا وہ بکری تیری یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی، اس نے پوچھا گم شدہ اونٹ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے تجھے کیا کام؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کا مشک ہے وہ پانی پی لیتا ہے اور درخت سے کھالیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالیتا ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فشانك بها" بنصب النون اى الزم شانك ملتبسًا بها.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۲۸، ومر الحديث ص۱۹، وص۳۱۹، ويأتى الحديث ص۳۲۹، وص۷۹۷، وص۹۰۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر سال بھر اعلان وتشہیر کے بعد بھی لقطہ کا مالک نہ ملے تو پانے والا اس کا مالک ہے گویا امام بخاریؒ جمہور کے خلاف داؤد ظاہریؒ وغیرہ کی موافقت کر رہے ہیں لیکن اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ لقطہ پانے والے کے پاس امانت ہے جیسا کہ حدیث سابق میں تصریح ہے "كانت وديعة عنده" یہی جمہور کا مذہب ہے یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔ کمامر

[۱۵۱۹] باب اذا وجد خشبة فى البحر او سوطا او نحوه

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ.

اگر کوئی شخص سمندر میں لکڑی پائے یا کوڑا یا اس کے مثل کوئی چیز پائے

اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کا ذکر فرمایا اور حدیث کو

بیان کیا (جو ص ۳۰۶ ر میں مفصل گذر چکی جس میں قرض کا ذکر ہے) پھر وہ شخص نکلا اس قصد سے کہ شاید کوئی کشتی آگئی ہو اور اس کا مال (یعنی روپیہ) لایا ہو پھر دیکھا کہ ایک لکڑی تیر رہی ہے وہ اس لکڑی کو اپنے گھر جلانے کے لئے لے لیا پھر جب اس لکڑی کو چیرا تو اس میں (اپنا) روپیہ اور خط پایا۔

(پوری حدیث کے لئے کتاب الکفالۃ باب ۱۴۲۸ ر کا مطالعہ کیجئے)

باب [۱۵۲۰] اِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِی الطَّرِیْقِ

جب راستے میں کھجور پائے

۲۲۷۸ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ یُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عن مَنْصُورٍ عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ عن اَنَسٍ قال مَرَّ النبیُّ صلی الله علیه وسلم بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فقال لَوْلَا اَنّی اَخافُ اَن تکونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُهَا وَقال یَحْیٰ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِی عن مَنْصُورٍ ح وقال زَائِدَةُ عن منصورٍ عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفِ الیامِیِ حَدَّثَنَا اَنَسٌ وَحَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخبَرَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ ﷺ قال اِنّی لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً علٰی فِرَاشِی فَاَرْفَعُهَا لِآکُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَکُونَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا.

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے راستے میں ایک کھجور پائی تو فرمایا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقے کی ہے تو میں اس کو کھالیتا، اور یحیٰ بن سعید نے کہا مجھ سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہا مجھ سے منصور نے بیان کیا اور زائدہ بن قدامہ نے بھی منصور سے بیان کیا، انہوں نے طلحہ بن مصرف یامی سے، طلحہ نے کہا ہم سے حضرت انسؓ نے بیان کیا اور ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارکؒ نے حدیث بیان کی، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا انہوں نے ہمام بن منبہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر لوٹ کر جاتا ہوں تو اپنے بچھونے پر ایک کھجور پڑی پاتا ہوں میں اس کو کھانے کی نیت سے اٹھاتا ہوں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں صدقے کی نہ ہو پھر میں اس کو پھینک دیتا ہوں۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحدیث هنا ص ۳۲۸، و مر الحدیث ص ۲۷۶۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر لقطہ معمولی وحقیر شیٔ ہے جس کے بارے میں پانے والے کو ظن غالب بلکہ یقین ہے اتنی

معمولی چیز کے لئے کوئی تلاش نہیں کرے گا تو بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اعلان کی بھی ضرورت نہیں، بغیر اعلان وتشہیر پانے والا استعمال کرسکتا ہے جیسے کاشتکار کھیت سے غلہ کاٹ کر جب کھلیان لاتا ہے تو راستے میں جو بالیاں گر پڑیں تو اس کو پالے وہی مالک ہے۔

باب[۱۵۲۱] كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقْطَةُ اَهْلِ مَكَّةَ

اہل مکہ کے لقطہ کی تشہیر کیسے ہونی چاہئے (یعنی مکہ کے لقطہ کا کیا حکم ہے؟)

وقال طاؤسٌ عن ابنِ عبّاسٍ عنِ النبيِّ ﷺ لايَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا اِلاّ مَن عرّفَهَا وقال خالِدٌ عن عِكْرِمَةَ عن ابنِ عبّاسٍ عنِ النبيِّ ﷺ قال لاتُلْتَقَطُ لُقطَتُها اِلاّ لِمُعَرِّفٍ وقال اَحْمدُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنا زَكَرِيا حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ دِيْنارٍ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنّ رسولَ الله ﷺ قال لايُعْضَدُ عِضاهُهَا وَلاَيُنفَّرُ صَيْدُهَا وَلاتحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلاَّ لِمُنْشِدٍ وَلايُخْتَلٰى خَلاهَا فقال عبّاسٌ يارسولَ اللهِ اِلاَّ الاِذْخِرَ قال اِلاَّ الاِذْخِرَ.

اور طاؤس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا، انہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے مگر وہ جو اس کی تشہیر (اعلان) کرے اور خالد حذار نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے مگر وہ جو اعلان کرے اور احمد بن سعید نے کہا ہم سے روح نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا درخت نہ کاٹا جائے نہ وہاں کا شکار بھڑکایا جائے نہ وہاں کی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جائے مگر جو اعلان کرے وہ اٹھا سکتا ہے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے اس پر حضرت عباسؓ نے عرض کیا یارسول اللہ مگر اذخر کاٹنے کی اجازت دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اذخر کاٹ سکتے ہیں۔

۲۲۷۹ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا الوَلِيْدُ بنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الاَوْزاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَ بنُ اَبِي كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي اَبُوسَلَمَةَ بنُ عبدِ الرّحمٰنِ حَدَّثَنِي اَبُوهُرَيْرَةَ قال لَمّا فَتَحَ اللهُ على رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ قَامَ فِى النّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمّ قال اِنَّ اللهَ قد حَبَسَ عن مَكَّةَ الفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالمُؤمِنِيْنَ فَاِنَّهَا لاتَحِلُّ لِاَحَدٍ كانَ قَبْلِي وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِن نَهَارٍ وَاِنَّهَا لَن تَحِلَّ لِاَحَدٍ مِن بَعْدِي فَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلايُخْتَلٰى شَوكُهَا وَلاَ تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلاّ لِمُنْشِدٍ وَمَن قُتِلَ لَه قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ

النَّظَرَیْنِ اِمَّا اَنْ یُّفْدٰی وَاِمَّا اَنْ یُّقِیْدَ فقال العباسُ اِلاَّ الاِذْخِرَ فاِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُوْرِنَا وَبُیُوْتِنَا فقال رسولُ اللهِ ﷺ اِلاَّ الاِذْخِرَ فقامَ اَبُوشاۃٍ رَجُلٌ مِن اَهْلِ الیَمَنِ فقال اُکْتُبُوا لِی یارسولَ اللهِ فقال رسولُ اللهِ ﷺ اُکْتُبُوا لِاَبِی شاۃٍ قلتُ لِلْاَوْزَاعِیِّ ماقولُهُ اُکْتُبُوا لِی یارسولَ اللهِ قال هٰذِهِ الخُطْبَةَ الَّتِی سَمِعَهَا مِن رسولِ اللهِ ﷺ.

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر مکہ فتح کرادیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک لیا اور اس پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو حکومت دی بلاشبہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی مکہ میں قتل وقتال جائز نہیں ہوا تھا) اور میرے لئے بھی ایک دن تھوڑی دیر کے لئے حلال کیا گیا اب میرے بعد کسی کے لئے حلال نہیں ہوگا، نہ وہاں کا شکار بھڑکایا جائے نہ وہاں کے خار دار درختوں کو کاٹا جائے اور وہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھانا جائز نہیں مگر اعلان کرنے والے کے لئے، (یعنی جو مالک کو تلاش کرنے کی نیت سے اٹھائے اس کے لئے جائز ہے) اور جس کا کوئی عزیز قتل کیا جائے اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو فدیہ یعنی دیت لے یا قصاص، اس پر حضرت عباسؓ نے کہا مگر اذخر (یعنی عباسؓ نے کہا یارسول اللہ اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت مرحمت فرمائیے) اس لئے کہ ہم اس کو اپنی قبروں اور اپنے گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر (یعنی اذخر کاٹنے کی اجازت ہے) پھر یمن والوں میں سے ایک شخص ابوشاہ نامی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ یہ خطبہ مجھ کو لکھوا دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ ابوشاہ کیلئے لکھ دو، (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ "اکتبوا لی یارسول اللہ" کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا وہ خطبہ جوانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولاتحل ساقطتها الا لمنشد".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۲۸ تا ص ۳۲۹، ومر حديث ابی هريرة ص ۲۱ تا ۲۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد جمہور ائمہ اربعہ کی موافقت ہے کہ مکہ مکرمہ کے لقطہ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اعلان وتشہیر کے ذریعہ مالک کو پہونچانے کی نیت ہے تو مکہ کا لقطہ اٹھانا بھی جائز ہے البتہ اپنے لئے اٹھانا نا جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ [۱۵۲۲] لاتُحْلَبُ مَاشِیَةُ اَحَدٍ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ ﴾

کسی کا جانور (خواہ اونٹنی ہو یا بکری یا گائے بھینس) اسکی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے

۲۲۸۰ ﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِکٌ عن نافعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَایَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِیَۃَ امْرِیٍٔ بِغَیْرِ اِذْنِہٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تُؤْتٰی مَشْرُبَتُہٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُہٗ فَیُنْتَقَلَ طَعَامُہٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَھُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْھِمْ اَطْعِمَاتِھِمْ فَلَایَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِیَۃَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کسی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر ہرگز نہ دوھے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی تمہارے بالاخانے پر آکر خزانہ توڑ کر تمہارا غلہ لے کر چل دے؟ ان کے جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں اس لئے کوئی کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر ہرگز نہ دوہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۲۹، اخرجہ مسلم فی القضاء و ابو داؤد فی الجھاد.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے جانور کا دودھ بغیر اجازت دوہنا جائز نہیں ہے اس سے ان حضرات پر رد کرنا مقصد ہے جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی باغ پر سے گذرے یا جانوروں کے گلے پر سے، تو باغ کا پھل اور جانور کا دودھ کھا پی سکتا ہے اگرچہ مالک سے اجازت نہ لے، بخاریؒ نے حدیث پیش کر کے رد کر دیا گویا بخاریؒ نے جمہور کی تائید اور موافقت کی۔

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ کسی مسلمان کا معمولی مال بھی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں۔

﴿بابٌ (۱۵۲۳) اِذَا جَاءَ صَاحِبُ اللُّقْطَۃِ بعدَ سَنَۃٍ رَدَّھَا عَلَیْہِ لِاَنَّھَا وَدِیْعَۃٌ عِنْدَہٗ﴾

اگر لقطہ کا مالک سال بھر کے بعد آئے تب بھی لقطہ اٹھانے والے کو واپس کرنا پڑیگا کیونکہ وہ لقطہ اس کے پاس امانت تھی

۲۲۸۱﴿حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عبدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللہ ﷺ عَنِ اللُّقْطَۃِ قال عَرِّفْھَا سَنَۃً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَھَا وَوِکَائَھَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِھَا فَاِنْ جَاءَ رَبُّھَا فَاَدِّھَا اِلَیْہِ فَقَال یَارسولَ اللہ فَضَالَّۃُ الْغَنَمِ فَقَال خُذْھَا فَاِنَّمَا ھِیَ لَکَ اَوْ لِاَخِیْکَ اَوْ لِلذِّئْبِ قال یَارسولَ اللہ فَضَالَّۃُ الْاِبِلِ قال فَغَضِبَ رسولُ اللہ صلی

الله عليه وسلم حتى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ اَوِاحْمَرَّ وَجْهُهُ ثم قال مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وسِقَاؤُهَا حتى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (سوید یا بلال) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال اس کا اعلان کرو، پھر اس کی تھیلی (ظرف) اور اس کا سر بندھن پہچان رکھ اس کے بعد (یعنی سال بھر اعلان کے بعد) اس کو خرچ کر ڈال اب اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کردے (یعنی اگر بعینہ چیز موجود ہو تو بجنسہ دیدے ورنہ اس کی قیمت ادا کر) سائل نے پوچھا یا رسول اللہ گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکڑ لو وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے، یا بھیڑئے کی، سائل نے پوچھا یا رسول اللہ گم شدہ اونٹ؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے یا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر فرمایا اونٹ سے تیرا کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کا مشک ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فان جاء ربها فادّها اليه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۲۹، ومر الحديث ص ۱۹، وص ۳۱۹، وص ۳۲۷، وص ۳۲۸، ويأتي الحديث ص ۷۹۷، وص ۹۰۲۔

مقصد مقصد واضح ہے کہ لقطہ چونکہ امانت ہے اس لئے مدت اعلان میں مالک کے آنے پر جس طرح حوالہ کرنا ضروری ہے اسی طرح مدت اعلان یعنی سال بھر کے بعد بھی اگر مالک آگیا تو ادا کرنا ضروری ہے۔

﴿بَابٌ۱۵۲۴ هَلْ يَاخُذُ اللُّقْطَةَ وَلا يَدَعُهَا تَضِيعُ حتى لا يَاخُذَهَا مَنْ لَايَسْتَحِقُّ﴾

لقطہ کو اٹھالینا بہتر ہے اور اسکو نہ چھوڑ دے کہ ضائع ہو جائے یا غیر مستحق اسکو لے بھاگے

۲۲۸۲﴿حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ قال سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قال كنتُ مَعَ سُلَيْمَانَ بنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بنِ صُوحَانَ في غزاةٍ فوَجَدتُ سَوْطًا فقالا لِي اَلْقِهِ قلتُ لَا وَلٰكِن اِنْ وَجَدْتُ صاحِبَه وَاِلَّا اسْتَمْتَعتُ بِهِ فلما رَجَعْنَا حَجَجْنَا فمَرَرْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فَسالتُ اُبَيَّ بنَ كَعْبٍ فقال وَجَدْتُ صُرَّةً على عَهْدِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْهَا مِائَةُ دِيْنارٍ فَاَتَيْتُ بِهَا النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال

عَرِّفْهَا حَولاً فعرَّفتُهَا حَولاً ثم اَتيتُه فقال عَرِّفْها حَولاً فعرَّفتُها حَولاً ثم اَتيتُه فقال عَرِّفْهَا حَولاً ثم اَتيتُه الرَّابِعَةَ فقال اعرِف عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا فإنْ جاءَ صَاحِبُها وَإلاّ استَمتِعْ بِهَا.

ترجمہ | سوید بن غفلہ نے کہا کہ میں سلیمان بن ربیعہ (والاصح سلمان بفتح السین وسکون اللام) اور زید بن صوحان کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا تو میں نے ایک کوڑا پایا ان دونوں نے مجھ سے کہا اسے پھینک دے میں نے کہا نہیں پھینکوں گا لیکن اگر اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دیدوں گا ورنہ میں خود اس سے نفع حاصل کروں گا پھر جب ہم غزوہ سے لوٹے اور حج کو گئے تو مدینہ میں حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں نے ایک تھیلی پائی تھی جس میں سو اشرفیاں تھیں میں اس تھیلی کو لیکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال اس کا اعلان کرو (تشہیر کر) چنانچہ میں نے سال بھر اعلان کیا (مگر کوئی نہیں ملا) پھر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال اور اس کا اعلان کر، میں نے پھر ایک سال اعلان کیا پھر میں حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر ایک سال اعلان کر، اس کے بعد میں چوتھی بار حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی گنتی اور سر بندھن اور اس کا ظرف خیال میں رکھ اب اگر اس کا مالک آجائے تو خیر (یعنی اس کو دیدے) ورنہ خود اس سے نفع حاصل کر لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان امره صلى الله عليه وسلم اياه بالتعريف يدل على ان اخذ اللقطة مشروع لئلا تضيع اذا تركها وتقع في يد غير مستحقها.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۲۹، ومر الحديث ص ۳۲۷۔

۲۲۸۳ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخبَرَنِي اَبِي عن شُعْبَةَ عن سَلَمَةَ بِهٰذَا قال فلَقِيتُهُ بعدُ بِمَكَّةَ فقال لااَدرِي ثلاثةَ اَحوالٍ اَو حَولاً وَاحِداً.

ترجمہ | شعبہ نے کہا پھر سلمہ سے اس کے بعد مکہ میں ملا تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا اس حدیث میں سوید نے تین سال تک اعلان کا ذکر کیا تھا یا ایک سال تک۔

عن سلمة بهذا: یعنی ماقبل کی حدیث ذکر کی یعنی سوید بن غفلہ نے کہا کہ میں اور سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان نکلا۔ الی آخرہ۔

مقصد | مدت اعلان کے بارے میں جب راوی کو اس میں شک ہے کہ ایک سال کا ذکر کیا یا تین سال کا، تو ایک کی روایت یقینی ہوئی جو اکثر روایات میں ہے نیز جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ اصل مدت ایک سال ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تین سال محمول ہے تقویٰ وتبرع پر۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۵۲۵ مَنْ عرَّفَ اللُّقْطَةَ ولَمْ يَدْفَعْهَا اِلَى السُّلْطَانِ﴾

جس نے لقطہ کا اعلان کیا (تشہیر کی) لیکن حاکم کے سپرد نہیں کیا؟ (تو کیا حکم ہے؟)

۲۲۸۴﴿حَدَّثَنَا محمدُ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن رَبِيعَةَ عن يَزِيدَ مَولَى المُنْبَعِثِ عن زَيْدِ بنِ خالِدٍ اَنَّ اعرابياً سَاَلَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عنِ اللُّقْطَةِ فقال عَرِّفْهَا سَنَةً فإنْ جَاءَ اَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإلاّ فاستَنْفِقْ بِها وَسَاَلَهُ عن ضَالَّةِ الإبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَها سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ المَاءَ وتاكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حتى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَاَلَهُ عن ضَالَّةِ الغَنَمِ فقال هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيكَ اَوْ لِلذِّئْبِ.﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک سال اس کا اعلان کرو پھر اگر کوئی آئے اور اس کا ظرف اور سر بندھن (ٹھیک ٹھیک) تم سے بیان کرے تو اس کے حوالے کردو، ورنہ تو خرچ کر ڈال اور سائل نے آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ کا چہرہ (غصہ سے) متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ سے تیرا کیا واسطہ؟ اس کے لئے اس کے ساتھ اس کا مشک اور اس کا جوتا ہے پانی پی لیتا ہے اور درخت سے کھا لیتا ہے اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالیگا اور سائل نے آپ ﷺ سے گم شدہ بکری کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیئے کے لئے ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لايجب على الملتقط دفعها الى السلطان بل هو يعرفها وهو حاصل معنى قوله "من عرف اللقطة ولم يدفعها الى السلطان".

والحديث مضى مكررا.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۲۹، ومر الحديث ص ۱۹، وص ۳۱۹، وص ۳۲۷، وص ۳۲۸، ويأتي الحديث ص ۷۹۷، وص ۹۰۲۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ امام اوزاعی کا رد فرما رہے ہیں کیونکہ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ اگر لقطہ بیش قیمت ہے تو حاکم کے پاس یعنی بیت المال میں داخل کرے۔

جمہور ائمہ کے نزدیک قلیل وکثیر میں کوئی فرق نہیں ہے ہر صورت میں ملتقط یعنی لقطہ پانے والے پر سال بھر اعلان لازم ہے گویا بخاریؒ جمہور کی تائید وموافقت کر رہے ہیں۔

﴿ باب ۱۵۲۶ ﴾

أی هذا باب بالتنوين بغير ترجمة فهو كالفصل من سابقه.

۲۲۸۵﴿حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عن أَبِي إِسْحَاقَ قال أَخْبَرَنِي البَرَاءُ عن أَبِي بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عن أَبِي إِسْحَاقَ عنِ البَرَاءِ عن أَبِي بَكْرٍ رضى الله عنهما قال انْطَلَقْتُ فإذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ فقلتُ مِمَّنْ أَنْتَ قال لِرَجُلٍ مِن قُرَيْشٍ فسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فقُلْتُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِن لَبَنٍ قال نَعَمْ فقلتُ فهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِي قال نَعَمْ فَأَمَرْتُه فاعْتَقَلَ شَاةً مِن غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُه أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُه أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فقال هٰكذا ضَرَبَ إِحدى كَفَّيْهِ بالأُخرى فحَلَبَ كُثْبَةً مِن لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِدَاوَةً عَلَى فيها خِرْقَةٌ فصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حتى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فانْتَهَيْتُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقلتُ اشْرَبْ يارسولَ اللهِ فَشَرِبَ حتى رَضِيتُ.﴾

ترجمہ (ہجرت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں چلا تو ایک بکری کے چرواہے کو دیکھا وہ بکریاں ہانک رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو کس کا چرواہا ہے؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں اسے پہچان لیا پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے میں نے کہا کیا تو میرے لئے دودھ نچوڑے گا؟ اس نے کہا جی ہاں اب میں نے اس کو حکم دیا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی ٹانگیں رسی سے باندھیں پھر میں نے اس سے کہا اس کا تھن گرد وغبار سے صاف کرلے اور اپنے ہاتھوں کو بھی صاف کرلے تو اس نے کیا کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا گرد وغبار جھاڑنے کے لئے، پھر ایک پیالہ دودھ دوہا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک لوٹا رکھ لیا تھا اور اس کے منہ پر کپڑا رکھ لیا تھا میں نے اس میں پانی لے کر دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہوگیا اب اسے لیکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا یا رسول اللہ اسے نوش فرمایئے آپ ﷺ نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میرا دل باغ باغ ہوگیا۔

مطابقتہ للترجمۃ یہ باب بلا ترجمہ ہے جو کالفصل من الباب السابق ہے۔ اس حدیث کا تعلق باب اللقطہ سے یہ ہے کہ جنگل میں اس دودھ کا پینے والا کوئی نہ تھا، تو وہ بھی مثل لقطہ ہوا، چرواہا اگرچہ موجود تھا لیکن چرواہا دودھ کا مالک نہیں تھا۔ یہ مسئلہ گذر چکا ہے کہ کم قیمت کی چیز جیسے گری پڑی کھجور کھالینا درست ہے، یہ دودھ لقطہ کے مثل ٹھہرا۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۲۹ تا ص۳۳۰، ویاتی الحدیث ص۵۱۰، وص۵۱۵، وص۵۵۵،

وص ۵۵۷، وص ۸۳۹۔

مقصد | والغرض منه شرب النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر رضی الله عنه من لبن الشاة. (الابواب والتراجم)

﴿ ابوابُ المَظالِمِ والقِصاصِ ﴾

مظالم اور قصاص کا بیان

﴿ بابٌ[۱۵۲۷] فی المَظَالِمِ وَالغَصْبِ وقولِ اللهِ عزّ وجلَّ الخ ﴾

"وَلاتَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غافِلاً عمّا يَعْمَلُ الظالِمُونَ اِنّما يُؤَخِّرُهُمْ لِيَومٍ تَشْخَصُ فِيهِ الاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِى رُءُوسِهِم رَافِعِى رُؤُسِهِم المُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ واحدٌ لايَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ جُوفاً لا عُقُولَ لَهُمْ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَومَ يَاْتِيهِمُ العَذَابُ فَيَقُولُ الّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنا اَخِّرْنا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اِلٰى قوله اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ وَقال مجاهدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدْمِنِى النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ.

مظالم اور غصب اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بیان میں

اور ظالموں کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو غافل ہرگز مت سمجھنا اللہ تعالیٰ انہیں صرف اس دن کے لئے ڈھیل دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی سر اٹھا کر بھاگے جا رہے ہوں گے (مقنعی رؤسہم کے معنی ہیں اپنے سروں کو اٹھائے اور مقنع و مقمح کے معنی ایک ہیں) اس حالت میں کہ ان کی نگاہ خود ان کی طرف لوٹتی نہ ہوگی اور ان کے قلوب ہوا ہوں گے (یعنی ان کے دل عقل سے خالی ہوں گے) اور لوگوں کو اس دن سے ڈرایئے جس دن ان پر عذاب آئے گا تو اس روز ظالم لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار تھوڑی دیر اور ہمیں مہلت دے کہ ہم تیری دعوت مان لیں اور رسولوں کی پیروی کریں الی قولہ (یعنی بیالیسویں آیت تک) بیشک اللہ تعالیٰ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اور مجاہد نے کہا مھطعین کے معنی برابر نظر ڈالنے والے، اور بعضوں نے کہا جلدی بھاگنے والے۔

تحقیق وتشریح | مظالم جمع مظلمة بکسر اللام وفتحها والکسر اکثر (قس) ظلم کے معنی ہیں وضع الشئ فی غیر موضعه.

جوف بضم الجیم وسکون الواو اجوف بمعنی کھوکھلا کی جمع ہے۔
عقول مصدر ہے جسکے معنی عقل رکھنے اور سمجھنے کے ہیں یعنی یا تنے بدحواس ہوں گے کہ کچھ بھی سمجھ بوجھ باقی نہ رہے گی۔
مهطعین اسم فاعل جمع مذکر از باب افعال اهطاع سے، سر جھکائے تیزی سے دوڑنے والا۔
مقنعی اسم فاعل جمع مذکر اصل میں مقنعین تھا اضافت کی وجہ سے نون کو گرا دیا بمعنی اٹھائے ہوئے مصدر اقناع ہے بمعنی سر اٹھانا۔

﴿ بابٌ ۱۵۲۸ قِصَاصِ المَظَالِم ﴾

ظلم کے بدلے کا بیان

۲۲۸۶﴿حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ اَخْبَرَنِی اَبِی عَن قَتَادَةَ عن اَبِی الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِیِّ عن اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عن رسولِ الله ﷺ قَالَ اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَیَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَیْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِی الْجَنَّةِ اَدَلُّ بِمَسْكَنِهٖ كَانَ فِی الدُّنْیَا وَقَالَ یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عن قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن (قیامت کے روز) جہنم سے نجات حاصل کرلیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان روک دیئے جائیں گے اب ان کے درمیان جو حقوق دنیا میں ہونگے ان کا ایک دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا یہاں تک کہ جب پاک صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ہر شخص کو جنت میں اپنا مکان دنیا کے مکان سے بڑھ کر معلوم رہے گا۔ اور یونس بن محمد نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے ابو المتوکل نے بیان کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فيقاصون مظالم كانت بينهم فی الدنيا".

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۳۰، ویاتی ص ۹۶۷۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مظالم صرف توبہ سے معاف نہیں ہوں گے بلکہ حقوق العباد کا بدلہ لیا جائے گا خواہ اس طرح کہ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دے کر، یا مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال کر، یا مظلوم کو حکم دیا جائے گا کہ

ظالم کو اتنی سزا دے لے، اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا اس کے مظلوم کو اس سے راضی کر دے گا۔

تشریح: امام بخاریؒ کا مقصد دوسری سند سے یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابوالمتوکل سے معلوم ہو جائے۔

﴿ بابُ [۱۵۲۹] قولِ اللهِ تعالىٰ "اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ" ﴾

اللہ تعالیٰ کا (سورہ ہود میں) یہ ارشاد "سن لو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے"

۲۲۸۷﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسماعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنِي قتادةُ عن صَفْوَانَ بنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ قال بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِي مَعَ ابنِ عُمَرَ آخِذٌ بِيَدِهِ اِذ عَرَضَ رَجُلٌ قال كَيفَ سَمِعْتَ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فى النَّجْوٰى قال سَمِعْتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يقولُ اِنَّ اللهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فيقولُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذا فيقول نَعَمْ اَىْ رَبِّ حتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَآى فى نَفْسِه اَنّه هَلَكَ قال سَتَرْتُها عَلَيْكَ فى الدُّنْيا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ اليومَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَاَمَّا الكافِرُونَ وَالمُنَافِقُونَ فيقولُ الاَشهادُ هٰؤلاءِ الذِينَ كَذَبُوا على رَبِّهِمْ اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ. ﴾

ترجمہ صفوان بن محرز مازنی نے کہا میں حضرت ابن عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ساتھ چل رہا تھا اتنے میں ایک شخص سامنے آیا اور کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے (یعنی قیامت کے دن جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سرگوشی کرے گا؟) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا (کما یلیق بشانہ) اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اس کو چھپالے گا پھر پوچھے گا کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے؟ کیا فلاں گناہ جانتا ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں اے رب معلوم ہے جب سب گناہوں کا اقرار کرالے گا اور مومن اپنے دل میں سمجھ لے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈال رکھا تھا اور آج بخش دیتا ہوں پھر نیکیوں کا کتابچہ (اعمال نامہ) دیا جائے گا۔ لیکن کافر اور منافق ان پر سارے گواہ (فرشتے، انسان اور جن) کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا سن لو کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى آخر الحديث.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۳۰، وياتى فى تفسير هود ص ۶۷۸، وص ۸۹۶، وص ۱۱۱۹، واخرجه مسلم

فی التوجہ والنسائی فی التفسیر.

مقصد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یُدنی بضم الیاء من الادناء وھو التقریب الرتبی لا المکانی (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے اس لئے قریب کرنے سے مراد اظہار تقرب ہے کہ جس پر خصوصی فضل کرنا چاہے گا تو ایک خاص تجلی ظاہر فرمائے گا جس سے بندہ یہ محسوس کرے گا کہ وہ اللہ کے قریب ہے اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنی تجلی میں ایسا چھپالے گا کہ اہل موقف سے پوشیدہ رہے گا اور جو کلام فرمائے گا اس پر دوسرے اہل موقف مطلع نہ ہوں گے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

﴿ باب ۱۵۳۰ لایَظْلِمُ المُسْلمُ المُسْلِمَ وَلایُسْلِمُهُ ﴾

مسلمان مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ کسی ظالم کو اس پر ظلم کرنے دے

۲۲۸۸﴿ حَدَّثَنَا یَحیَ بنُ بُکَیرٍ حَدَّثَنا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ اَنَّ سَالِماً اَخبَرَهُ اَنَّ عبدَ اللهِ بنَ عُمَرَ اَخبَرَهُ اَنَّ رَسولَ الله ﷺ قال المُسلِمُ اَخُو المُسلِمِ لایَظلِمُهُ وَلایُسلِمُهُ وَمَنْ کانَ فی حَاجَةِ اَخِیهِ کانَ الله فی حاجَتِهِ وَمَن فَرَّجَ عن مُسلِمٍ کُربَةً فَرَّجَ الله عَنه کُربَةً مِن کُرُباتِ یَومِ القِیامَةِ وَمَن سَتَرَ مُسلِماً سَتَرَهُ الله یومَ القِیامَةِ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس پر ظلم کرنے دے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں رہے گا (یعنی کسی مسلمان کا کام نکالے گا) اللہ اس کی حاجت پوری فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۳۰، ویاتی الحدیث ص۱۰۲۸، واخرجہ مسلم وابوداؤ والترمذی فی الحدود.

مقصد بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسلمان جب مسلمان کا بھائی ہے تو نہ خود کسی مسلمان پر ظلم کرے اور نہ کسی مسلمان پر ظلم ہونے دے۔

تشریح اس سلسلے میں روایات واحادیث کثیر ہیں ایک روایت میں ہے کہ مسلمان مسلمان کے لئے کا عضاء جسد واحد ہے اور ظاہر ہے۔

چوں عضوے بدرد آورد روزگار ٭ دگر عضوہا را نماند قرار

کاش مسلمان رحمتِ دوعالم ﷺ کے ہدایات پر چلتے تو آج دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں ذلیل وخوار نہ ہوتے۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وهذا في غير المجاهر الخ یعنی جو مسلمان نماز روزہ کا پابند ہے علانیہ فسق وفجور کا عادی نہیں ہے ایسے مسلمان کو اتفاقاً کسی گناہ میں مبتلا دیکھا تو اس کے گناہ کی پردہ پوشی باعث فضیلت وسعادت ہے لیکن جو علانیہ فسق وفجور کا مرتکب ہے، بدعات پھیلاتا ہے لوگوں کے اعمال واخلاق کو خراب کرتا ہے اس کے عیب کو اس کے فسق وفجور کو بیان کرنا واجب ہے یہ غیبت محرمہ نہیں ہے لقوله صلی الله علیه وسلم اترعون عن ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروه بما فيه يحذره الناس.

فاجر وفاسق کے تذکرے سے بچتے ہو لوگ کب اسے پہچانیں گے اس میں جو برائی ہے بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں (عمدہ، ج ۱۲، ص ۲۸۹)

﴿ بَابٌ ۱۵۳۱ اَعِنْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا ﴾

اپنے بھائی مسلمان کی مدد کر، ظالم ہو یا مظلوم ہو

۲۲۸۹﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ اَبِي بَكْرِ بنِ اَنَسٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ سَمِعَا اَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقول قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم انْصُرْ اَخاكَ ظالِمًا اَوْمَظْلومًا. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

۲۲۹۰﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم انْصُرْ اَخاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلومًا قال يارسولَ اللهِ هٰذا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فكيفَ نَنْصُرُهُ ظالِمًا قال تَاخُذُ فوقَ يَدَيْهِ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر، وہ ظالم ہو یا مظلوم، سائل نے عرض کیا یارسول اللہ وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کریں گے لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کریں؟ فرمایا اس کے ہاتھ کو پکڑ لے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انصر اخاك ظالماً او مظلوماً"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۰ تا ص ۳۳۱، ومر الحديث ص ۳۳۰، ویاتی الحديث ص ۱۰۲۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر مسلمان بھائی کسی پر ظلم کررہا ہوتو اس کی مدد اس طرح کرے کہ اس کو ظلم سے باز رکھے کیونکہ ظلم کا انجام برا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان بھائی آفت میں پڑ جائے۔

﴿ باب ۱۵۳۲ نَصْرِ المَظْلُومِ ﴾

مظلوم کی مدد کرنا (یعنی واجب ہے)

۲۲۹۱﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنِ الأَشْعَثِ بنِ سُلَيْمٍ قال سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ البَرَاءَ بنَ عازِبٍ قال أَمَرَنَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عن سَبْعٍ فذَكَرَ عِيَادَةَ المَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ العَاطِسِ وَرَدَّ السَّلامِ وَنَصْرَ المَظْلُومِ وَإِجَابَةَ الدَّاعِي وَإِبْرَارَ المُقْسِمِ. ﴾

ترجمہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا پھر (جن باتوں کا حکم دیا) ان کا بیان کیا مریض کی عیادت، (یعنی بیمار پرسی کرنا) جنازوں کے ساتھ جانا، چھینک کا جواب دینا، اور سلام کا جواب دینا، اور مظلوم کی مدد کرنا، اور دعوت قبول کرنا، اور قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ونصر المظلوم وهو احد السبعة المذكورة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۳۱، ومر الحديث ص۱۶۶، ويأتي الحديث ص۷۷۷، وص۸۴۲، وص۸۴۳، وص۸۶۸، وص۸۷۰، وص۸۷۱، وص۹۱۹، وص۹۲۱، وص۹۸۴۔

۲۲۹۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ العَلاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ عن أَبِي بُرْدَةَ عن أَبِي مُوسَى عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال، المُؤمِنُ لِلْمُؤمِنِ كالبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کے مانند ہے کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے ہوئے ہے اور آپ ﷺ نے انگلیوں کے درمیان قینچی کرلی۔ (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو ڈال کر بتایا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث فان المؤمن اذا شد المؤمن فقد نصره.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۳۱، ومر الحديث ص۶۹، ويأتي الحديث ص۸۹۰۔

مقصد مقصد واضح ہے مظلوم کی مدد کرنا۔ وقال القسطلانیؒ فی شرح الحدیث قوله ونه۔ المظلوم مسلما کان اوذمیا واجب علی الکفایة ویتعین علی السلطان وقدیکون بالقول او بالفعل الخ من الفتح. (الابواب والتراجم)

﴿ باب ۱۵۲۲ الاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ لِقَوله عَزَّ وجَلَّ ﴾

"لایُحِبُّ اللّٰهُ الجَهْرَ بالسُّوءِ مِنَ القَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ" وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ البَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ، قال اِبْرَاهِیْمُ کانوا یَکْرَهُوْنَ اَنْ یُسْتَذَلُّوا فَاِذَا قَدَرُوا عَفَوا.

ظالم سے بدلہ لینا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے

اللہ برائی کے اعلان کو پسند نہیں فرماتا، مگر یہ کہ مظلوم ظالم کے ظلم کو ظاہر کرے، (سورہ نساء، ۱۴۸) اور وہ لوگ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو واجبی بدلہ لیتے ہیں (سورہ الشوریٰ، ۳۹)

ابراہیم نخعیؒ نے کہا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی انہیں ذلیل سمجھے جب ان کو قدرت حاصل ہوجاتی تو معاف کر دیتے۔

تشریح یعنی اگر کسی میں کوئی عیب معلوم ہو تو اس کو مشہور نہ کرنا چاہئے البتہ مظلوم کو رخصت ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کرے۔

﴿ باب ۱۵۲۴ عَفوِ المَظلُومِ لقوله تعالیٰ الخ ﴾

"اِنْ تُبْدُوا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوهُ اَوْ تَعفُوا عن سُوْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ عَفُوًّا قَدِیْرًا، وَجَزَاءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهُ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهُ لَایُحِبُّ الظَّالِمِیْنَ" اِلٰی قَوْلِهٖ "هَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِن سَبِیْلٍ".

ظالم کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے

اگر تم کھلم کھلا نیکی کر دیا چھپا کر یا برائی کو معاف کر دو تو بیشک اللہ بھی معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔ اور فرمایا برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کے مثل پھر جو کوئی معاف کر دے اور بھلائی کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا، بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا، الی قولہ "هَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِن سَبِیْلٍ"۔ (سورہ حم عسق)

﴿ باب ۱۵۳۵ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یومَ القِیَامَةِ ﴾

ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے

۲۲۹۳﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیْزُ بنُ المَاجِشُونَ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ بنُ دِیْنارٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عنِ النبیِّ ﷺ قال الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یومَ القِیَامَةِ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔ (یعنی ظالم کو قیامت کے دن نور نہ ملے گا اندھیروں پر اندھیرا تاریکیاں ہی تاریکیاں اسے گھیر لیں گی)

مطابقۃ للترجمۃ الترجمة هی عین الحدیث.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۳۱۔

مقصد ظالم ظلم کرنے کی وجہ سے اکٹھے متعدد گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اللہ کے بندے مسلمان کو ناحق تکلیف دینا، گالی گلوج کرنا وغیرہ اس لئے اس کی سزا قیامت کے دن تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں گی روشنی سے محروم رہے گا۔

﴿ باب ۱۵۳۶ الاِتِّقَاءِ وَالحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ المَظْلُومِ ﴾

مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا (لانها لاترد)

۲۲۹۴﴿ حَدَّثَنَا یَحْیَ بنُ مُوسٰی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا زَکَرِیا بنُ اِسْحَاقَ المَکِّیُّ عن یَحْیَ بنِ عبدِ اللهِ بنِ صَیْفِیٍّ عن اَبِی مَعْبَدٍ مَوْلٰی ابنِ عبَّاسٍ عنِ ابنِ عبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم بَعَثَ مُعَاذاً اِلَی الیَمَنِ فقالَ اتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ فاِنَّهَا لَیْسَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللهِ حِجَابٌ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کو اللہ تک پہونچنے میں کوئی روک نہیں ہے۔ یعنی فوراً اللہ تک پہونچ جاتی ہے اور ظالم پر مصیبت آتی ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ● اجابت از در حق بہر استقبال می آیند

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اتق دعوة المظلوم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۳۱، ومر الحديث ص۱۸۷، وص۱۹۶، وص۲۰۲، ويأتي الحديث ص۶۳۲، وص۱۰۹۶۔

مقصد | ظلم سے بچنے کی ترغیب ہے کہ مظلوم کی آہ اور بددعا رد نہیں ہوتی اس لئے مظلوم کی بددعا سے بچو۔

﴿بَابُ [۱۵۳۷] مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِندَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ﴾

اگر کسی نے دوسرے شخص پر ظلم کیا ہو اور اس سے معاف کرالے تو کیا اس ظلم وقصور کو بیان کرنا ضروری ہے؟

۲۲۹۵﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ المَقْبُرِيُّ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيهِ مِن عِرْضِهِ اَوْ شيءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ اليَومَ قَبلَ اَنْ لايكونَ دينارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إنْ كانَ لَه عَمَلٌ صالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَاِن لَمْ تَكُن لَه حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِن سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ قال اَبُوعبدِ اللهِ وَسَعِيْدٌ المَقْبُرِيُّ هو مَولى لبَنِى لَيْثٍ وَهو سَعِيْدُ بنُ اَبِي سَعِيْدٍ وَاسمُ اَبِي سَعِيْدٍ كَيْسَانُ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی بھائی کی آبروریزی کی ہو یا اور کوئی ظلم کیا ہو تو وہ آج (دنیا میں) معاف کرالے اس دن سے پہلے کہ نہ اسکے پاس دینار ہوں نہ درہم اگر اسکے پاس نیک عمل ہوگا تو وہ اسکے ظلم کے موافق لے لیا جائیگا اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے لی جائیں گی اور اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (یہ اس آیت کے خلاف نہیں ہے "لاتزر وازرة وزر اخرىٰ" کیونکہ ظالم پر مظلوم کی برائیاں ڈالا جانا خود اسی کا کرتوت ہے)

قال ابوعبدالله: امام بخاریؒ نے کہا اور سعید مقبری بنی لیث کے غلام تھے اور یہ سعید ابوسعید کے صاحبزادے تھے اور ابوسعید کا نام کیسان ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من معنى الحديث فانه اعم من ان يبين قدر مايتحلل به او لا يبين الخ.

مطلب یہ ہے کہ اگر ظالم معاف کرائے تو کیا ظلم وقصور کو بیان کرنا ضروری ہے؟ حدیث سے معلوم ہوا کہ قصور کی

تصریح ضروری نہیں اجمالاً کافی ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۳۱، ویاتی الحدیث ص ۹۶۷۔

مقصد | ظالم کو دنیا ہی میں مظلوم سے معاف کرانے کی ترغیب ہے کیونکہ آخرت کا معاملہ انتہائی سنگین ہے۔

﴿ بابٌ ۱۵۳۸ اِذَا حَلَّلَهُ مِن ظُلمِهِ فلا رُجُوعَ فِيهِ ﴾

جب آدمی اپنا قصور (اپنا حق) معاف کردے تو اب پھر رجوع نہیں کرسکتا

۲۲۹۶﴿ حدثنا محمدٌ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخبَرَنا هِشَامُ بنُ عُروَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ رضي الله عنها في هٰذِهِ الآيَةِ "وَاِنِ امرَاَةٌ خَافَت مِن بَعلِهَا نُشُوزًا اَو اِعرَاضًا" قالتِ الرَّجُلُ تكونُ عِندَهُ المَرَاةُ لَيسَ بِمُستَكثِرٍ مِنها يُرِيدُ اَن يُفَارِقَهَا فتقولُ اَجعَلُكَ مِن شَانِي في حِلٍّ فنزلَتْ هٰذِهِ الآيَة في ذٰلِكَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے آیت ذیل کی تفسیر میں فرمایا ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے، عائشہؓ نے فرمایا کہ کسی مرد کے پاس ایک عورت ہے مرد اس کے پاس بہت کم آتا جاتا ہے اور اس کو چھوڑ دینا چاہتا ہے اس پر وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے اپنا حق تجھ کو معاف کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة؟ بعض علماء نے تو کہدیا ہے کہ ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت نہیں ہے لیکن امام بخاری نے "اجعلك من شاني في حل" سے اس طرح مطابقت لی ہے کہ جب حق متوقع میں اسقاط نافذ ہے تو حق محقق میں بطریق اولیٰ نافذ ہوگا اور ترجمہ حق کے اسقاط ہی کا ہے۔ یعنی معاف کردینا۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۳۱، ویاتی الحدیث ص ۳۷۱، وفی التفسیر ص ۶۶۲، وفی النکاح ص ۷۸۴۔

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ جب عورت کی بدزبانی یا بدخلقی کی وجہ سے شوہر کی بے توجہی ونفرت دیکھے اور طلاق کا اندیشہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اپنے کل حقوق یا بعض حقوق مثلاً مہر سے دست بردار ہوکر صلح کرلے۔

﴿ بابٌ ۱۵۳۹ اِذَا اَذِنَ لَهُ اَو حَلَّلَهُ لَهُ وَلَم يُبَيِّن كَم هُوَ ﴾

اگر کوئی شخص دوسرے کو اجازت دے یا معاف کردے مگر یہ نہ بیان کرے کہ کتنے کی اجازت اور معافی دی

۲۲۹۷﴿ حدثنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن اَبِي حازِمِ بنِ دِينَارٍ عن سَهلِ بنِ سَعدٍ

السَّاعِدِیّ عَنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وعن یَمِیْنِهٖ غلامٌ وعن یَسَارِهِ الْاَشْیَاخُ فقال لِلْغُلامِ اَتَاذَنُ لِی اَنْ اُعْطِیَ هٰؤلاءِ فقال الغُلامُ لا وَاللهِ یارسولَ اللهِ لاأُوْثِرُ بِنَصِیْبِی مِنْکَ اَحَداً قال فَتَلَّهٗ رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم فی یَدِهٖ.

ترجمہ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دودھ پینے کے لئے لایا گیا آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک لڑکا (ابن عباسؓ) تھا اور بائیں طرف معمر مشائخ تھے آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا کیا تم اس کی اجازت دیتے ہو کہ میں یہ پیالہ ان مشائخ کو دوں تو لڑکے نے کہا نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ میں تو اپنا حصہ جو آپ کا جھوٹا ملے کسی کو دینے والا نہیں ہوں پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی کے ہاتھ میں پیالہ دیدیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من معنى الحديث الخ مطلب یہ ہے کہ پہلے حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ سے اجازت مانگی اگر وہ اجازت دیدیتے تو وہ اجازت ایسی ہی ہوتی جس کی مقدار بیان نہیں کی گئی کہ کتنے دودھ کی اجازت ہے اور ترجمہ یہی ہے۔ ولم یبین کم هو.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۳۱، ومر الحديث ص۳۱۶، وص۳۱۸، ویاتی الحديث ص۳۵۴، وص۳۵۵، وص۸۴۰۔

مقصد مقصد ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنا حق دوسرے کو دے سکتا ہے صرف رضا شرط ہے۔

﴿ بابٌ[۱۵۴۰] اِثْمِ مَن ظَلَمَ شَیْئاً مِنَ الْاَرْضِ ﴾

جو شخص کسی کی کچھ زمین ناحق لے لے اس کے گناہ کا بیان

۲۲۹۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنِی طَلْحَةُ بنُ عبدِ اللهِ اَنَّ عبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَمْرِو بنِ سَهْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعِیْدَ بنَ زَیْدٍ رضی الله عنه قال سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ یقولُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئاً طُوِّقَهٗ مِن سَبْعِ اَرَضِیْنَ. ﴾

ترجمہ حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے ناحق کچھ بھی زمین لی اتنی زمین کا ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان قوله شيئا فی الترجمة يتناول قدر شبر ومافوقه ومادونه.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۳۱ تا ص ۳۳۲، ویاتی الحدیث ص ۴۵۴، و مسلم ج ۲، ص ۳۲، ایضا ص ۳۳۔

۲۲۹۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَينٌ عن يَحْيَ بنِ اَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ اِبْرَاهِيمَ اَنَّ اَبَاسَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُومَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ.﴾

ترجمہ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ان میں اور چند لوگوں میں کچھ (زمین کا) جھگڑا تھا تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا اے ابوسلمہ زمین سے بچ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت کے برابر بھی زمین ناحق لے گا تو اتنی زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة مثل ما ذكرنا في الحديث الماضي.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۳۲، ویاتی الحدیث ص ۴۵۳۔

۲۳۰۰﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن سالِمٍ عن اَبِيهِ قال قال النبيُّ ﷺ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئاً بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يومَ الْقِيَامَةِ اِلَى سَبْعِ اَرَضِيْنَ، قَالَ الْفِرَبْرِيُّ قال اَبُوجَعْفَرِ بنُ اَبِي حاتِمٍ قال اَبُو عبدِ الله هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِي كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا اَمْلَى عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کچھ بھی زمین ناحق لے گا قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ فربری نے کہا ابوجعفر بن ابی حاتم نے کہا ابوعبداللہ امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ حدیث عبداللہ بن مبارکؒ کے خراسان کی کتابوں میں نہیں ہے البتہ بصرہ میں اپنے شاگردوں کو لکھایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من اخذ من الارض شيئا بغير حقه" لان الاخذ بغير الحق ظلم.

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۳۲، ویاتی الحدیث ص ۴۵۳۔

مقصد زمین کے سات طبقے ہیں جس نے بالشت بھر زمین ناحق لی تو گویا اس نے ساتوں طبقے تک اس کی زمین ناحق لی تو زمین کے اتنے حصے کے ساتوں طبق اسی کی گردن میں ڈال دیئے جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ساتویں طبق زمین تک دھنسایا جائے گا۔

سوال: سزا کے متعلق دونوں روایتوں میں فرق ہے، فكيف التوفيق؟

جواب: جواب یہ ہے کہ پہلے طوق پہنایا جائے گا پھر گردن پر سارا بوجھ لئے ہوئے زمین میں دھنستا چلا جائیگا۔

﴿ بابٌ ۱۵۴۱ اِذَا اَذِنَ اِنْسَانٌ لِاٰخَرَ شَيْئًا جَازَ ﴾

جب انسان کسی چیز کی دوسرے کے لئے اجازت دیدے تو جائز ہے (وہ کرسکتا ہے)

۲۳۰۱﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن جَبَلَةَ قال كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِى بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَتْنَا سَنَةٌ فكانَ ابنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فكانَ ابنُ عُمَرَ رضى الله عنهما يَمُرُّ بِنَا فيقولُ اِنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم نَهٰى عنِ الْاِقْرَانِ اِلَّا اَنْ يَسْتَاذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ. ﴾

ترجمہ جبلہ بن سحیم نے کہا ہم مدینہ میں کچھ عراق والوں میں تھے ہم پر قحط آیا (یعنی اتفاق سے قحط سالی ہوگئی) تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہمیں کھجور کھانے کے لئے دیا کرتے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گذرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں ایک بار اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ اس کا بھائی (جو اس کے ساتھ کھا رہا ہو) اجازت دیدے (تو ایسا کرسکتا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الا ان يستاذن الرجل منكم اخاه.

تعدد مواضعہ والحديث هنا ص ۳۳۲، ويأتى الحديث ص ۳۳۸، وص ۸۱۹۔

۲۳۰۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عنِ الْاَعْمَشِ عن اَبِى وَائِلٍ عن اَبِى مَسْعُودٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اَبُوشُعَيْبٍ كان لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فقال لَهُ اَبُو شُعَيْبٍ اصْنَعْ لِى طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّى اَدْعُو النبيَّ صلى الله عليه وسلم خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاَبْصَرَ فِى وَجْهِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فقال النبيُّ ﷺ اِنَّ هٰذَا قَدْ اتَّبَعَنَا اَتَاذَنُ لَهُ فقال نَعَمْ. ﴾

ترجمہ حضرت ابومسعود انصاری بدریؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے جس کا نام ابوشعیب تھا اپنے ایک غلام سے کہا جو قصائی (گوشت بیچنے والا) تھا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کردے شاید کہ میں دوسرے چار آدمیوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں، آپ ﷺ سمیت پانچ آدمی ہوں گے اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر بھوک کا نشان دیکھا تھا چنانچہ حضور اقدس ﷺ کو بلایا، مدعوئین کے ساتھ ایک شخص چلا گیا جس کو دعوت نہیں دی گئی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خانہ سے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ (بن بلائے) آگیا ہے کیا تو اس کو اجازت دیتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "الاذن لہ قال نعم" فان معنی الترجمۃ یشمل ذلک.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۳۳۲، ومر الحدیث ص۲۷۹، ویاتی ص۸۱۷، وص۸۲۱۔

مقصد | مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ بغیر دعوت کے کسی کے یہاں جا کر کھانا کھانا درست نہیں، مگر جب صاحب خانہ اجازت دے تو درست ہے۔

﴿ بَابُ[۱۵۴۲] قولِ اللہِ تعالیٰ وَهُوَ اَلَدُّ الخِصَامِ ﴾

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بیان میں ''وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے''

۲۳۰۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَیْجٍ عنِ ابنِ اَبِی مُلَیْکَۃَ عن عائشۃَ عنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قال اِنَّ اَبغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللہِ الاَلَدُّ الخَصِمُ. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۳۳۲، ویاتی فی التفسیر ص۶۴۹، وص۱۰۶۶۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ معمولی معمولی بات پر جھگڑنا ظلم تک پہونچادیتا ہے اس لئے پرہیز کرنا چاہئے چونکہ جھگڑالو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے۔

تشریح: تشریح کے لئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص۷۳، ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ بَابُ[۱۵۴۳] اِثمِ مَنْ خَاصَمَ فی باطِلٍ وَهُوَ یَعْلَمُهُ ﴾

جان بوجھ کر ناحق جھگڑا کرنے والوں کا گناہ

۲۳۰۴﴿ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیزِ بنُ عبدِ اللہ حَدَّثَنِی اِبراهیمُ بنُ سَعْدٍ عن صالحٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِی عُرْوَۃُ بنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ زَیْنَبَ بِنتَ اُمِّ سَلَمَۃَ اَخبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَۃَ زوجَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبَرَتْهَا عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَۃً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فخَرَجَ اِلَیْهِمْ فقال اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهُ یَاتِینِی الخَصْمُ

فَلَعَلَّ بَعْضَكُم اَنْ يَكُونَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّه قَدْ صَدَقَ وَاَقْضِي لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَه بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَاخُذْهَا اَوْ فَلْيَتْرُكْهَا. ﴾

ترجمہ | زینب بنت ام سلمہ نے بیان کیا کہ ان کی والدہ حضرت ام سلمہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہ آپ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو جھگڑنے والے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا دیکھو میں انسان ہی ہوں (یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر وحی نہ آئے میں بھی تمہاری طرح غیب کی بات سے ناواقف رہتا ہوں کیونکہ میں آدمی ہوں اور آدمیت کے لوازم سے پاک نہیں ہوں۔ اس حدیث سے ان بیوقوف بدعتیوں کا رد ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں سمجھتے۔ قاتلهم الله انی یؤفکون)

اور میرے پاس جھگڑنے والا آتا ہے (اپنی دلیل بیان کرتا ہے) تم میں سے کچھ لوگ بہ نسبت دوسرے کے زیادہ بلیغ ہوتا ہے میں خیال کر لیتا ہوں کہ اس نے سچ کہا اور اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں لیکن اگر میں اس کو (اس کے ظاہری بیان پر بھروسہ کر کے) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو یہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے (حرام ہے) تو اب چاہے اس کو لے یا چھوڑ دے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "فانما هي قطعة من النار".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۳۳۲، ویاتی الحدیث ص۳۶۸، وص۱۰۳۰، وص۱۰۶۲، وص۱۰۶۴، وص۱۰۶۹، واخرجه مسلم في القضاء.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور عالم الغیب نہیں تھے لیکن بشر ہونے کے ساتھ آپ ﷺ اللہ کے رسول تھے اس لئے جب کوئی اہم مسئلہ آپ ﷺ کے سامنے آتا تو آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتے، خلاصہ یہ ہے کہ۔

محمد بشر لیس کالبشر ❁ یاقوت حجر لیس کالحجر

فلیاخذھا امر تهديد لاتخيير كقوله تعالىٰ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر.

﴿ بَابٌ [۱۵۴۴] اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ﴾

جھگڑے کے وقت بدزبانی کرے (تو کیا حکم ہے؟)

۲۳۰۵﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ

بنِ مُرَّةَ عن مَسْرُوقٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كانَ مُنافِقاً أَوْ كانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِن أَرْبَعٍ كانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفاقِ حتى يَدَعَها إِذا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذا عاهَدَ غَدَرَ وَإِذا خاصَمَ فَجَرَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں گی وہ منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، اور جب معاہدہ کرے تو خلاف عہد کرے، (یعنی دغا دے) اور جب کسی سے جھگڑے تو بدزبانی کرے۔ (گالی گلوچ پر اتر آئے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "واذا خاصم فجر".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۳۲، و مر الحديث ص۱۰، و ياتى الحديث ص۴۵۱۔

مقصد | بدزبانی، گالی گلوچ کی مذمت مقصود ہے کہ گالی گلوچ گناہ کبیرہ ہے۔

مفصل و مکمل تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۲۸۶ تا ص ۲۸۸، نیز نصر المنعم۔

﴿ بابُ (۱۵۴۵) قِصاصِ المَظْلومِ إذا وَجَدَ مالَ ظالِمِهِ ﴾

وَقالَ ابنُ سِيرِينَ يُقاصُّهُ وَقَرَأَ وَإِنْ عاقَبْتُم فَعاقِبُوا بِمِثْلِ ماعُوقِبْتُم بِهِ.

اگر مظلوم ظالم کا مال پالے تو وہ اپنے مال کے موافق اس میں سے لے سکتا ہے

اور ابن سیرینؒ نے کہا اس سے بدلہ وصول کرے اور ثبوت میں یہ آیت تلاوت فرمائی "وَإِنْ عاقَبْتُم فَعاقِبُوا بِمِثْلِ ماعُوقِبْتُم بِهِ".

۲۳۰۶ ﴿ حَدَّثَنا أَبو اليَمانِ أَخْبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَني عُرْوَةُ أَنَّ عائِشَةَ رضى الله عنها قالَتْ جاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بنِ رَبِيعَةَ فَقالَتْ يارسولَ الله إِنَّ أَباسُفيانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيالَنا فَقالَ لا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِم بِالمَعْرُوفِ. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہند بن عتبہ بن ربیعہ (ابوسفیانؓ کی زوجہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے کیا میں اس کا روپیہ لیکر اپنے بال بچوں کو کھلاؤں جو اسی سے ہے ارشاد فرمایا تجھ پر کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق کھلانے کے لئے لو۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث اذن النبی ﷺ لهند بالاخذ من مال زوجها.

قال ابن بطال فهذا يدل على جواز اخذ صاحب الحق من مال من لم يوفه او جحده قدر حقه.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۳۳۲ تا ص۳۳۳، ومر الحديث ص۲۹۴، وياتی الحديث ص۵۳۹، وص۸۰۷، وص۸۰۸، وص۸۰۹، وص۹۸۲، وص۱۰۶۰، وص۱۰۶۴۔

۲۳۰۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بنُ اَبِي حَبِيب عن اَبِي الخَيْرِ عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال قلنا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اِنَّكَ تَبْعَثُنا فَنَنْزِلُ بِقَومٍ لايَقْرُونَنا فمَا تَرٰی فِيْهِ فقال لَنا اِنْ نَزَلتُمْ بِقَومٍ فَاَمِرَ لَكُمْ بِما يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فاِنْ لَم يَفعَلُوا فخُذُوا مِنهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ. ﴾

ترجمہ | حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہم کو دوسرے ملک والوں کے پاس بھیجتے ہیں تو ہم کبھی ایسے لوگوں کے پاس اترتے ہیں جو ہماری ضیافت (مہمانداری) نہیں کرتے تو ایسی صورت میں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا تم جب کسی قوم پر اترو، تو اگر دستور کے موافق تمہاری مہمانی کرنے کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو اور اگر ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق وصول کرلو۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة توخذ بالتكلف من قوله فخذوا منهم حق الضيف، فانه اثبت فيه حقاً للضيف ولصاحب الحق اخذ حقه ممن يتعين فی جهته وفيه معنى قصاص المظلوم.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۳۳۳، وياتی الحديث ص۹۰۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر ظالم کا مال پائے ہاتھ آئے تو اپنے مال کے موافق مظلوم لے سکتا ہے۔

تشریح | مسئلہ مختلف فیہ ہے اگر مظلوم بعینہٖ اپنا مال پائے یا اس کی جنس سے پائے مثلاً درہم تھا دینار پایا گیا یا دینار تھا درہم پایا گیا تو بالاتفاق بقدر حق لے سکتا ہے البتہ غیر جنس میں اختلاف ہے فی زماننا غیر جنس بھی بقدر حق لے سکتا ہے۔ واللہ اعلم

۱۵۴۶ ﴿ بَابٌ مَاجَاءَ فِي السَّقَائِفِ ﴾

وَجَلَسَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَصْحَابُهُ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ.

چھپروں کے بیان میں (سائبانوں یعنی چھپروں کے نیچے بیٹھنا)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اصحاب بنی ساعدہ کے چھپروں کے نیچے بیٹھے۔

۲۳۰۸﴿ حَدَّثَنَا يَحيَى بنُ سُلَيمانَ اَخبَرَنِي ابنُ وَهبٍ حَدَّثَنِي مالِكٌ ح وَاَخبَرَنِي يُونُسُ عن

ابنِ شِهابٍ اَخْبَرَنِی عُبَیْدُ اللهِ بنُ عبدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابنَ عباسٍ اَخْبَرَهُ عن عُمَرَ قال حِیْنَ تَوَفَّی اللهُ نَبِیَّهُ صلی الله علیه وسلم اِنَّ الْاَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فی سَقِیْفَةِ بَنِی سَاعِدَةَ فقلتُ لِاَبِی بَکْرٍ انْطَلِقْ بِنا فَجِئْنَاهُم فی سَقِیْفَةِ بَنِی سَاعِدَةَ ﴾

ترجمہ | حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اٹھالیا تو حضرات انصارؓ بنی ساعدہ کے سائبان میں جمع ہوئے تو میں نے ابوبکرؓ سے کہا آپ ہمارے ساتھ چلئے پھر ہم بنی ساعدہ کے سائبان میں ان حضرات انصار کے پاس پہنچے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فجئناهم في سقيفة بني ساعدة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۳۳، ومطولاً ص ۱۰۰۹۔

مقصد | قال القسطلانیؒ "ومراد المؤلف التنبيه على جواز اتخاذها" الخ (قس)

یعنی سائبان بنانا درست ہے تاکہ راستہ چلنے والے اس کے سایہ تلے چل سکیں اور دھوپ سے بچ سکیں اسی سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت ہوئی تھی۔ تفصیل آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ بابٌ ۱۵۴۷ لَایَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ یَغْرِزَ خَشَبَةً فی جِدَارِهِ ﴾

ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے

(عندالجمہور ممانعت تنزیہی ہے)

۲۳۰۹ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم قال لَایَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ یَغْرِزَ خَشَبَةً فی جِدَارِهِ ثُمَّ یقولُ اَبُوهُرَیْرَةَ مالِی اَرَاکُم عنها مُعْرِضِیْنَ وَاللهِ لَاَرْمِیَنَّ بِها بَیْنَ اَکْتَافِکُمْ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے، پھر ابوہریرہؓ کہنے لگے میں تم لوگوں کو اس سے اعراض کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں خدا کی قسم میں تو اس حدیث کو تمہارے درمیان ہمیشہ بیان کرتا رہوں گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۳۳، ویاتی الحدیث ص ۸۴۱۔

مقصد | چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے امام بخاریؒ نے کوئی صریح وصاف حکم نہیں بیان کیا مقصد پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور مکارم اخلاق کی تعلیم ہے۔ عندالجمہور یعنی حنفیہ، مالکیہ اور امام شافعیؒ فی الجدید یہ فرماتے ہیں کہ اگر

پڑوسی اپنی ضرورت کی بنا پر درخواست کرے لکڑی گاڑنے کی، اور جبکہ اس کا کوئی ضرر نہیں ہے تو اجازت دے دینی چاہئے۔
والنهي على التنزيه جمعا بينه وبين الاحاديث الدالة على تحريم مال المسلم الا برضاه.
امام احمدؒ واسحاقؒ اور اصحاب ظواہر واجب کہتے ہیں یعنی دیوار کے مالک کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿ باب ۱۵۴۸ صَبِّ الخَمْرِ فى الطَّرِيْقِ ﴾

راستے میں شراب بہانا

۲۳۱۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيم اَبُويَحْيٰ حَدَّثَنا عَفَّانُ حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ حَدَّثَنا ثابِتٌ عن اَنَسٍ قال كنتُ سَاقِيَ القَومِ فى مَنْزِلِ اَبِى طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الفَضِيْخَ فامَرَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مُنادِيًا يُنادِى اَلاَ اِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فقال لِى اَبُوطَلْحَةَ اخْرُجْ فَاَهْرِقْهَا فخَرَجْتُ فهَرَقْتُهَا قال فجَرَتْ فى سِكَكِ المَدِيْنَةِ فقال بعضُ القَومِ قد قُتِلَ قومٌ وَهِىَ فى بُطُونِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيما طَعِمُوا. الآية﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں ابوطلحہ کے مکان میں لوگوں کا ساقی تھا (یعنی شراب پلا رہا تھا) ان دنوں ان کی شراب فضیخ تھی (یعنی ان دنوں کھجور ہی کی شراب پیا کرتے تھے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کردے ''سن لو کہ بیشک شراب حرام کردی گئی تو مجھ سے حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا باہر نکل کر شراب کو بہادے، چنانچہ میں باہر نکلا اور شراب کو بہادیا اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ کچھ لوگ اس حال میں انتقال کر گئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی (یعنی ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر کوئی گناہ نہیں جو وہ (پہلے) کھاپی چکے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فهرقتها فجرت فى سكك المدينة".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۳۳، ویاتی الحدیث ص ۶۶۴، وص ۸۳۶، وص ۸۳۹، وص ۸۴۱، وص ۱۰۷۷، مسلم وابوداؤد فى الاشربة.

مقصد عام راستے پر شراب بہانے کا مقصد عام اعلان ہے تاکہ سب کو معلوم ہوجائے اور شراب پینا چھوڑ دے۔

خمر کے معنی ازباب نصر وضرب خمر چھپانا اور اصطلاح میں خمر اس مشروب کو کہتے ہیں کہ انگور کے کچے شیرے کو بغیر آگ دکھائے اس طرح چھوڑ دیا جائے کہ اس میں نشہ آجائے، یہ بالاتفاق قطعی حرام ہے اسکا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

فضیح: فضیح سے مراد کھجور کی شراب ہے کہ کھجوریں پانی میں چھوڑ دیں بغیر آگ دکھائے اتنا چھوڑ دیں کہ نشہ آجائے۔

﴿ بَابُ ۱۵۴۹ اَفْنِيَةِ الدُّورِ وَالجُلوسِ فِيهَا وَالجُلوسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ ﴾

وقالت عائِشَةُ فَابتَنى اَبُوبكرٍ مَسْجِداً بِفِناءِ دَارِه يُصَلِّى فِيهِ وَيَقرَأُ القُرآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ المُشرِكِينَ وَاَبنَاؤُهُمْ يَعجَبُونَ مِنهُ وَالنَّبِىُّ ﷺ يَومَئِذٍ بِمَكَّةَ.

گھروں کے صحن اور ان میں اور راستوں پر بیٹھنے کا حکم

اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی جس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے پھر مشرکوں کی عورتیں اور بچے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے سنتے، اور دیکھتے اور ان دنوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تشریف فرماتھے۔

تحقیق الفاظ افنیة فِنا بکسر الفاء کی جمع ہے گھر کے سامنے جو جگہ چھوٹی ہوئی ہو گھر کے سامنے کا میدان جسے صحن کہتے ہیں۔

صعدات بضمتین صعید کی جمع، جیسے طریق کی طرقات، راستے کے معنی میں۔ (عمدہ)

قالت عائشةؓ یہ تعلیق ابواب المساجد میں موصولاً گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد سوم ص ۶۸۔

۲۳۱ ﴿ حَدَّثَنَا مُعاذُ بنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا اَبُوعُمَرَ حَفصُ بنُ مَيسَرَةَ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن عَطاءِ بنِ يَسَارٍ عن اَبِي سَعِيْدِ الخُدْرِيِّؓ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِيَّاكُمْ وَالجُلوسَ عَلَى الطُّرُقاتِ فقالوا مَالَنا بُدٌّ اِنَّما هُوَ مَجَالِسُنا نَتَحَدَّثُ فيه قال فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلا المَجَالِسَ فَاَعطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا قالوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ قال غَضُّ البَصَرِ وَكَفُّ الاَذَى وَرَدُّ السَّلامِ وَاَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ المُنْكَرِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو، تو لوگوں نے عرض کیا حضور اس کے بغیر چارہ نہیں، راستے ہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں جہاں ہم بات چیت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی ضروری ہے تو راستے کا حق ادا کرو، لوگوں نے عرض کیا راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا نگاہ نیچے رکھنا اور تکلیف نہ دینا اور سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ایاکم والجلوس علی الطرقات" فان قلت الترجمۃ علی الصعدات قلت الصعدات ھی الطرقات کما ذکرنا ولا فرق بینھما فی المعنی.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۳۳، ویاتی الحدیث ص۹۲۰۔

مقصد گھر کے سامنے صحن میں بیٹھنا مجلس قائم کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ پڑوسی یا کسی راہی کو ایذا اور ضرر نہ پہونچے مثلاً عورت گذر رہی ہے تو نظر نیچی کرے، گذرنے کے لئے راستہ چھوڑ کر مجلس قائم کرے۔

﴿ بَابٌ (۱۵۵۰) الآبَارِ عَلَى الطُّرُقِ اِذَا لَمْ يُتَاذَّ بِهَا ﴾

راستے پر کنویں کھودنا جائز ہے اگر اس سے تکلیف نہ ہو

۲۳۱۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن سُمَيٍّ مَولى ابى بكرٍ عن اَبِى صالِحِ السَّمَّانِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله ﷺ قال بَيْنَما رَجُلٌ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ العَطَشُ فوَجَدَ بِئراً فَشَرِبَ ثُمَّ خرَجَ فإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاكُلُ الثَّرٰى مِنَ العَطَشِ فقالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الكَلْبَ مِنَ العَطَشِ مِثْلُ الَّذِى كان بَلَغَ مِنِّى فَنَزَلَ البِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى الكَلْبَ فشَكَرَ الله لَهُ فغفَرَ لَهُ قالوا يارسولَ الله وَاِنَّ لَنا فى البَهَائِمِ لَاَجْراً قال فى كُلِّ ذاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص راستے میں جارہا تھا اس کو سخت پیاس لگی پھر اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اترا اور پانی پیا پھر نکلا تو دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے تو وہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہوا ہوگا جو میرا ہوا تھا پھر کنوے میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا اور کتے کو پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اور اس کو بخشدیا صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہمارے لئے ان جانور میں بھی ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا ہر تازے جگر والے میں ثواب ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ مشتمل علی ذکر بئر فی طریق ولم یحصل منھا الا منفعۃ لآدمی وحیوان.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۳۳، ومر الحدیث ص۲۹، وص۳۱۸، ویاتی الحدیث ص۸۸۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ راستے میں کنواں کھود سکتے ہیں تاکہ آنے جانے والے اس میں سے پانی پی سکیں اور آرام اٹھائیں بشرطیکہ ضرر کا ظن غالب نہ ہو۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۵۵۱ اِمَاطَةِ الاَذٰی ﴾

وَقال هَمّامٌ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ ﷺ یُمِیطُ الاَذٰی عنِ الطَّرِیقِ صَدَقَةٌ.

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا

اور ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دے تو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

اس تعلیق کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد میں وصل کیا، ملاحظہ ہو بخاری شریف ص ۴۱۹۔

﴿ بابُ ۱۵۵۲ الغُرفَةِ وَالعُلِّیَّةِ المُشْرِفَةِ وَغیرِ المُشْرِفَةِ فی السُّطُوحِ وَغَیْرِهَا ﴾

بلند اور پست بالا خانوں میں چھت وغیرہ پر رہنا جائز ہے

(جبکہ محلے کی عورتیں پیش نظر نہ ہوں)

۲۳۱۳﴿ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ محمّدٍ حدّثنا ابنُ عُیَینَةَ عنِ الزُّهرِیِّ عن عُروَةَ عن اُسامَةَ بنِ زَیدٍ قال اَشرَفَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم عَلٰی اُطُمٍ من آطامِ المَدِینَةِ ثمّ قال هَل تَرَونَ مَا اَرٰی مَواقِعَ الفِتَنِ خِلالَ بُیُوتِکُم کَمَواقِعِ القَطرِ. ﴾

ترجمہ | حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ کے بلند مکانوں میں سے ایک مکان پر چڑھے پھر فرمایا کیا تم لوگ اپنے گھروں میں فتنے (فساد) کے مواقع کو ایسے دیکھ رہے ہو جیسے میں دیکھ رہا ہوں مقامات بارش کی طرح۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اشرف النبی صلی الله علیه وسلم اطم من آطام المدینة.

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص ۳۳۴، ومر الحدیث ص ۲۵۲، ویاتی الحدیث ص ۵۰۸، وص ۱۰۴۶۔

۲۳۱۴﴿ حدّثنا یَحیَی بنُ بُکَیرٍ حدّثنا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخبَرَنِی عُبَیدُ اللهِ بنُ عَبدِ اللهِ بنِ اَبِی ثَورٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عبّاسٍ قال لَم اَزَل حَرِیصًا عَلٰی اَن اَسالَ عُمَرَ عَنِ المَراَتَینِ مِن اَزوَاجِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم اللَّتَینِ قالَ اللهُ لَهُمَا اِن تَتُوبَا اِلَی

الله فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهُ فَعَدَلَ وَعَدَلتُ مَعَهُ بِالإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّتَانِ قَالَ الله عزّ وجلّ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فقال وَاعَجَبا لَكَ يَا ابنَ عبَّاسٍ عائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الحَدِيثَ يَسُوقُهُ فقال إِنِّي كُنتُ وجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِن عَوَالِي المَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِن خَبَرِ ذَلِكَ اليَوْمِ مِنَ الأَمْرِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فلمّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنا يأخُذْنَ مِن أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فقالتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحداهُنَّ لَتَهْجُرُهُ اليومَ حتى اللَّيلِ فَأَفْزَعَنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَن فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فقلتُ أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم اليَوْمَ حتى اللَّيْلِ فقالتْ نَعَمْ فقلتُ خابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَن يَغْضَبَ اللهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ فَتَهْلِكِيْنَ لاتَسْتَكْثِرِي عَلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَلاتُرَاجِعِيْهِ فِي شيءٍ وَلاتَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِي مَابَدَا لَكِ وَلَايَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يُرِيْدُ عائشةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنا أَنَّ غسَّانَ تُنعِلُ النِّعالَ لِغَزْوِنا فَنَزَلَ صَاحِبِي يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ أَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وقال حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ فقلتُ مَاهُوَ أَجَاءَتْ غسَّانُ قال لابَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم نِسَائَهُ قال قَدْ خابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كنتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلٰوةَ الفَجْرِ مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا فَدَخَلتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي قلتُ مَايُبْكِيْكِ أَوَ لَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ أَطَلَّقَكُنَّ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قالتْ لَا أَدْرِي هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُم فَجَلَسْتُ مَعَهُم قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيها فقلتُ

لِغُلامٍ له اَسْوَدَ اسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النبيَّ صلي الله عليه وسلم ثُمَّ خَرَجَ فقال ذَكَرْتُكَ له فصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حتي جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَجِدُ فجئتُ فقلتُ لِلْغُلامِ فَذَكَ مِثْلَه فجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الذين عِنْدَ المِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَجِدُ فجئتُ الغلامَ فقلتُ اسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَه فلمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فإذا الغُلامُ يَدْعُونِي قال اَذِنَ لَكَ رسولُ الله صلي الله عليه وسلم فدَخَلْتُ عَلَيْهِ فإذا هُوَ مُضْطَجِعٌ على رِمالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بينه وَبَيْنَه فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتكئٌ على وِسَادَةٍ من اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قلتُ وَاَنا قائِمٌ طَلَّقْتَ نِسائَكَ فرَفَعَ بَصَرَهُ اِلَيَّ فقال لَا ثُمَّ قلتُ وَاَنا قائِمٌ اَسْتَانِسُ يَارسولَ اللهِ لَوْ رَاَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّساءَ فلمَّا قَدِمْنَا علي قومٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَائُهُمْ فَذَكَرَهُ فتَبَسَّمَ النبيّ صلي الله عليه وسلم ثمّ قلتُ لَو رَاَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلي حَفْصَةَ فقلتُ لايَغُرَّنَّكِ اَنْ كانَتْ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَأَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَي النبيّ صلي الله عليه وسلم يُرِيْدُ عائِشَةَ فتَبَسَّمَ اُخرىٰ فجَلَسْتُ حِيْنَ رَاَيْتُه تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِي في بَيْتِهِ فوَاللهِ مَارَاَيْتُ فِيهِ شَيْئاً يَرُدُّ البَصَرَ غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلاثَةٍ قلتُ ادْعُ اللهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلي اُمَّتِكَ فانَّ فارِسَ وَالرُّومَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوا الدُّنيا وَهُمْ لايَعْبُدونَ اللهَ وَكانَ مُتّكِئاً فقال اَوَفِي شَكٍّ اَنْتَ يَاابْنَ الخَطَّابِ اُولئِكَ قومٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّباتُهُمْ في الحَياةِ الدُّنيا فقلتُ يارسولَ الله اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النبيُّ صلي الله عليه وسلم مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلي عَائِشَةَ وكانَ قد قال مَا اَنا بِداخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِن شدة مَوْجَدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللهُ فلمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ علي عائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فقالتْ لَهُ عائشَةُ اِنَّكَ اَقْسَمْتَ اَن لاتَدْخُلَ عَلَيْنا شَهْراً وَاِنَّا اَصْبَحْنا لِتِسْعٍ وعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا فقال النبيُّ صلي الله عليه وسلم الشَّهْرُ تِسعٌ وعِشْرُونَ وكان ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وعِشْرُونَ قالتْ عائِشَةُ فأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِي اَوَّلَ امرَاَةٍ فقال اِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا وَلا عَلَيْكِ اَنْ لاتَعْجَلِي حتي تَسْتَامِرِي اَبَوَيْكِ قالتْ قَدْ اَعْلَمُ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكونا يَامُرَانِي بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قال اِنَّ اللّٰهَ تَعالىٰ قال يٰـاَيُّهَا النبيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِلَي قولِه عَظِيماً قلتُ اَفِي هٰذا اَسْتَامِرُ اَبَوَيَّ فانِّي اُرِيْدُ اللهَ وَرَسُولَه وَالدَّارَ الآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَائَه فقُلْنَ مِثْلَ مَاقالتْ عائِشَةُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں مدت دراز سے اس کا خواہشمند تھا کہ حضرت عمرؓ سے یہ پوچھوں کہ نبی اکرم ﷺ کے ازواج مطہرات میں سے وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے لئے (سورہ تحریم میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے (جھک پڑے) ہیں۔ پھر میں نے ان کے ساتھ حج کیا۔

وہ قضائے حاجت کے لئے راستہ چھوڑ کر مڑے تو میں بھی لوٹا لیکر ان کے ساتھ مڑا اور قضائے حاجت کے لئے چلے گئے پھر آئے تو میں نے لوٹے سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا اس وقت میں نے پوچھا امیر المؤمنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ''اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہو بہتر ہے تمہارے دل بگڑ گئے ہیں فرمایا تعجب ہے اے ابن عباس یہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔

پھر حضرت عمرؓ نے پورا قصہ شروع کیا بیان کرنے لگے تو فرمایا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی بنی امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے جو عوالی مدینہ میں سے ہے ہم دونوں باری باری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ میں) آیا جایا کرتے، ایک دن وہ حاضر ہوتا اور ایک دن میں حاضر ہوتا تو جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی خبر وحی وغیرہ سب لیکے آتا اور جس دن وہ جاتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے، جب ہم (مدینہ میں) انصار کے پاس آئے تو دیکھا کہ انصار پر ان کی عورتیں غالب ہیں پھر ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کا رنگ ڈھنگ سیکھنے لگیں۔

ایک بار میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے لوٹ کر جواب دیدیا اس کا لوٹ کر جواب دینا مجھے ناگوار ہوا تو کہنے لگی آپ نے میرا جواب دینا کیوں برا سمجھا خدا کی قسم ازواج مطہرات نبی اکرم ﷺ کو لوٹ کر جواب دیتی ہیں اور ان میں کوئی تو دن دن بھر رسول اللہ ﷺ سے بات کرنا چھوڑ دیتی ہیں اس بات نے مجھ کو گھبرا دیا میں نے کہا ان میں سے جس نے بھی یہ کیا ہے وہ بہت خائب و خاسر ہوئی پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے حفصہ (تم لوگوں کا کیا حال ہے؟) تم میں سے بعض دن دن بھر بلکہ رات تک رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلاتی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں (ایسا تو ہوتا ہے) میں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ خائب و خاسر ہوئی کیا تمہیں اطمینان ہے؟ (تم بے خوف ہو) کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ غضب فرمائے اور تم برباد ہو جاؤ، آئندہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ فرمائش نہ کیا کرو اور آپ ﷺ کا جواب نہ دیا کرو اور نہ آپ ﷺ سے بولنا چھوڑو تمہیں جو ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور تم اپنی پڑوسن (عائشہؓ) سے دھوکہ نہ کھانا وہ تم سے زیادہ حسین ہے اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہیں وہ حضرت عائشہؓ کو مراد لیتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اور ہم میں یہ بات مشہور تھی کہ غسان ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کرا رہا ہے میرا ساتھی اپنی باری کے دن خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عشاء کے وقت واپس ہوا اور اس نے میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کیا حضرت عمرؓ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر نکلا وہ کہنے لگا ایک بھاری حادثہ ہو گیا میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کیا غسان کے لوگ آ گئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور طویل واقعہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

ازواج مطہرات کو طلاق دے دیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا حفصہ نامراد ہوگئی میں پہلے ہی خیال کر رہا تھا کہ عنقریب یہ ہوگا پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی حضور ﷺ تو نماز کے بعد اپنے بالا خانے کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں سب سے الگ رہے پھر میں حفصہ کے پاس گیا دیکھا کہ وہ رو رہی ہے میں نے کہا کس چیز نے تمہیں رلایا (یعنی رونے کی کیا وجہ ہے؟) کیا میں تجھے ڈراتا نہیں تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو طلاق دیدیا انہوں نے کہا میں نہیں جانتی حضور اس بالا خانے میں ہیں میں حفصہ کے گھر سے باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا دیکھا کہ منبر کے گرد کچھ لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے کچھ رو رہے ہیں میں تھوڑی دیر ان کے ساتھ بیٹھا۔

پھر مجھ پر میرا اندیشہ غالب آیا تو میں اس بالا خانے کے پاس آیا جس میں حضور اقدس ﷺ تھے میں نے حضور اقدس ﷺ کے حبشی غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت طلب کر وہ اندر گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر نکلا اور بتایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آپ کا تذکرہ کیا لیکن حضور ﷺ خاموش رہے (حضرت عمرؓ نے کہا) میں لوٹ آیا اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو لوگ منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر میرا اندیشہ غالب ہوا اور میں پھر بالا خانے کے پاس آیا اور غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت مانگ لیکن غلام نے پھر ویسی ہی بات کی۔

میں پھر منبر والے گروہ کے ساتھ بیٹھا پھر میری الجھن مجھ پر غالب آئی اور میں غلام کے پاس آیا اور اس سے کہا عمر کے لئے اجازت مانگ اب پھر غلام نے پہلے ہی جیسی بات کی آخر میں پیٹھ موڑ کر (گھر کو) چلا تو دیکھا کہ مجھ کو غلام بلا رہا ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دیدی یہ سن کر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر کوئی فرش (بچھونا) نہیں تھا اور چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر پڑ گئے تھے آپ ﷺ ایک چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے عرض کیا کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی نگاہ میری طرف اٹھا کر فرمایا "نہیں" پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے رسول اللہ ﷺ کو مانوس کرنے کے لئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ دیکھئے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم ایسی قوم میں آئے جن کی عورتیں ان پر غالب رہتی ہیں۔

پھر حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ ذکر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حفصہ کے پاس گیا اور میں نے کہا تجھ کو یہ بات غرور میں نہ لائے کہ تیری پڑوسن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ان کی مراد عائشہؓ تھیں یہ سن کر حضور دوبارہ ہنس پڑے جب میں نے حضور ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے حضور ﷺ کے گھر میں نظر ڈالی تو واللہ تین سامان کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا میں نے عرض کیا اللہ سے دعا فرمایئے کہ اللہ آپ کی امت کو وسعت عطا فرمائے کیونکہ فارس (ایران) اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے (وہ مالدار ہیں) انہیں دنیا (کی دولت) دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے اس

وقت حضور ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب کیا تو شک میں ہے (تو دنیا کی دولت اچھی سمجھتا ہے؟) یہ وہ قوم ہیں جنہیں دنیا کے مزے (آسائشیں) دنیا ہی کی زندگی میں جلدی دیدئے گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے استغفار فرمایئے (قصہ یہ ہوا تھا) نبی اکرم ﷺ اس بات کی وجہ سے سب سے الگ تھلگ ہو گئے تھے۔

جب حفصہ نے عائشہؓ کو آپ ﷺ کا راز بتا دیا اور حضور ﷺ نے فرمایا میں ایک مہینہ تک ان کے پاس نہ جاؤں گا ان پر سخت ناراضگی کی وجہ سے، جبکہ اللہ نے حضور ﷺ پر عتاب فرمایا، جب انتیس دن گذر گئے تو حضور ﷺ عائشہؓ کے پاس گئے اور ان ہی سے شروع فرمایا تو عائشہؓ نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور ابھی انتیس ہی راتیں گذری ہیں جن کو میں نے گن گن کر کاٹا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہی تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر آیت تخییر نازل کی گئی یعنی (یایها النبی قل لازواجك ان کنتن الآیة)

تو سب سے پہلے حضور ﷺ نے مجھ سے شروع فرمایا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں اور اس میں تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو، عائشہؓ نے فرمایا کہ میں خوب جانتی تھی کہ میرے والدین حضور ﷺ سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہ دیں گے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یاایها النبی قل لازواجك الی قوله عظیماً میں نے عرض کیا کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں گی میں اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں پھر آپ ﷺ نے اپنے دوسری عورتوں کو یہی اختیار دیا ان سب نے اسی کے مثل کہا جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فدخل فی مشربة له لان المشربة هی الغرفة.

تعدد موضعه والحدیث هنا ص ۳۳۴ تا ص ۳۳۵، واعجبا لك یا ابن عباس عائشة وحفصة الخ مر الحدیث فی کتاب العلم ص ۱۹، ویاتی الحدیث ص ۷۸۰، وص ۷۸۴، وص ۷۸۵، وص ۷۲۹ تا ص ۷۳۰، وص ۱۰۷۸، مسلم فی الطلاق.

۲۳۱۵ ﴿ حَدَّثَنَا ابنُ سَلَامٍ اَخبَرَنَا الفَزَارِیُّ عن حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عن اَنَسٍ قال آلیٰ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم مِن نِسَائِهٖ شَهرًا و کانتِ انْفَکَّتْ قَدَمُه فجَلَسَ فی عُلِّیَّةٍ لَهٗ فجاءَ عُمَرُ فقال اَطَلَّقتَ نِسَائَكَ قال لاوَلٰکِنِّی آلَیْتُ مِنهُنَّ شَهراً فمَکَثَ تِسعًا وَّعِشرِیْنَ ثمَّ نَزَلَ فدَخَلَ عَلٰی نِسَائِهٖ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کے پاس ایک مہینے تک نہ جانے کی قسم کھائی اور آپ ﷺ کے قدم مبارک میں موچ آگئی تھی تو آپ ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھ رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور پوچھا

کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن میں نے ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے پھر آپ ﷺ انتیس دن تک ٹھہرے رہے اس کے بعد اپنی عورتوں کے پاس تشریف لے گئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فجلس في علية له".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۳۵، ومر الحديث ص۵۵، وص۹۶، وص۱۰۱، وص۱۱۰، وص۱۵۰، وص۲۵۶، ويأتي ص۷۸۳، وص۷۹۷، وص۹۸۹۔

افادہ: واقعہ کی تفصیل کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۴۰۱ر کا مطالعہ فرمائیے۔

مقصد والمقصود بذلك بيان جوازه ودفع مايتوهم من كراهته لما فيه من الاطلاع على عورات الجوار واحوالهم غير ان الجواز مشروط بما اذا لم يضر الجار والمارة.

﴿ بابٌ [۱۵۵۳] مَن عَقَلَ بَعِيرَهُ عَلَى البَلاطِ اَوْ بابِ المَسْجِدِ ﴾

مسجد کے دروازے پر جو پتھر بچھے ہوتے ہیں وہاں یا مسجد کے دروازے پر اونٹ باندھنا

تشریح حدیث میں تو صرف بلاط یعنی مسجد کے دروازے پر جو پتھر بچھے ہوتے ہیں وہاں اونٹ باندھنا مذکور ہے اور دروازے کو اسی پر قیاس کیا، حافظ نے کہا کہ اس حدیث کے دوسرے طرق میں مسجد کے دروازے کا بھی ذکر ہے امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کیا۔

۲۳۱۶﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمٌ حَدَّثَنا اَبُوعَقِيلٍ حَدَّثَنا اَبُو المُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قال اَتَيْتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللّٰهِ قال دَخَلَ النبيُّ ﷺ المَسْجِدَ فدَخَلتُ فِيْهِ وَعَقَلْتُ الجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ البَلاطِ فقلتُ هٰذا جَمَلُكَ فخَرَجَ فجَعَلَ يُطِيفُ بالجَمَلِ فقال الثَّمَنُ وَالجَمَلُ لَكَ. ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے میں بھی مسجد میں حاضر خدمت ہوا اور اونٹ کو بلاط کے کونے میں باندھ دیا اور میں نے عرض کیا یہ آپ کا اونٹ حاضر ہے آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور اونٹ کے نزدیک پھرنے لگے پھر فرمایا قیمت بھی لے اور اونٹ بھی لیجا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وعقلت الجمل في ناحية البلاط".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۳۵، ومر الحديث ص۶۳، وص۲۸۲، وص۳۰۹، وص۳۲۱، وص۳۲۲، وص۳۲۴، ويأتي الحديث ص۳۵۵، وص۳۷۵، وص۴۰۱، وص۴۱۶، وص۴۳۴، ،، ،، وص۵۸۰، وص۷۶۰، وص۷۸۹، وص۸۰۸، وص۹۴۵۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ بلاط میں یا مسجد کے دروازے پر سواری باندھنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے ضرر نہ ہو۔

﴿ باب ۱۵۵۴ الوُقُوفِ وَالبَولِ عندَ سُبَاطَةِ قَومٍ ﴾

کسی قوم کے کوڑے کرکٹ کے پاس ٹھہرنا اور وہاں پیشاب کرنا

۲۳۱۷﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ عن شُعْبَةَ عن مَنْصُورٍ عن اَبِی وَائِلٍ عن حُذَیفَةَ رضی الله عنه قال لقد رَاَیتُ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم اَوقال لَقَد اَتَی النبیُّ صلی الله علیه وسلم سُبَاطَةَ قومٍ فبَالَ قائِمًا. ﴾

ترجمہ | حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۳۵ تا ص ۳۳۶، ومر الحديث ص ۳۵، وص ۳۶۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ کوڑی پر پیشاب کرنا جائز ہے خواہ کسی کی مملوک جگہ ہو کیونکہ کوڑی کا مطلب ہی یہ ہے کہ گندی چیزیں اور نجاستیں ڈالی جائیں لانها اعدت لالقاء النجاسات والمستقذرات.

مذاہب ائمہ | ائمہ کرامؒ کے مذاہب واقوال اور سوال وجواب کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ۱۵۶۔

﴿باب ۱۵۵۵ مَن اَخَذَ الغُصْنَ وما یُؤذِی النّاسَ فی الطَّرِیقِ فرمٰی بِه﴾

راستے سے کانٹوں کی شاخ (ٹہنی) یا اور کوئی تکلیف دہ چیز اٹھا کر پھینک دینا

۲۳۱۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن سُمَیٍّ عن اَبِی صَالِحٍ عن اَبِی هُرَیرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال بَینَمَا رَجُلٌ یَمشِی بِطَرِیقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوكٍ علَی الطَّرِیقِ فَاَخَذَهُ فشَكَرَ الله له فغَفَرَ لَهُ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستے میں جارہا تھا راستے پر کانٹے کی شاخ (ٹہنی) دیکھی تو اس کو اٹھالیا (اور پھینک دی) تو اللہ نے اس کام کی قدر (اس کے عمل کو قبول فرمایا) چنانچہ اس کو بخش دیا۔

(کیونکہ اس نے خلق خدا کی تکلیف گوارہ نہ کی اور ان کے آرام وراحت کے لئے اس کانٹے کو اٹھا کر پھینک دیا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کے پاؤں میں چبھ جائے)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۳۶، ومر الحديث ص۹۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قلیل عمل معمولی عمل پر بھی کثیر ثواب اور فضل فرماتے ہیں۔

﴿بَابٌ ۱۵۵۶ اِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ اَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا لِلطَّرِيْقِ سَبْعَةُ اَذْرُعٍ﴾

جب کسی عام راستہ میں اختلاف ہو اور زمین کشادہ ہو پھر وہاں کے رہنے والے عمارت بنانا چاہیں تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دیں

۲۳۱۹﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيْقِ بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب لوگ راستے کے بارے میں جھگڑتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سات ہاتھ چوڑا راستہ چھوڑنے کا فیصلہ فرماتے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۳۶، واخرجه الترمذي في الاحكام.

مقصد بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع نزاع کا طریقہ بتایا ہے مثلاً دو آمیوں کے گھر آمنے سامنے ہیں اور درمیان میں راستہ ہے ان دونوں نے ایک دوسرے پر الزام لگایا کہ تو نے راستے کا حصہ اپنے گھر میں لے لیا ہے اور راستے کی تعیین کا کوئی بینہ موجود نہیں ہے تو اس صورت میں رفع نزاع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ راستہ سات ذراع کا ہے۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد کوئی تشریع ابدی نہیں ہے کہ ہمیشہ راستہ سات ذراع ہی کا ہونا چاہئے بلکہ جتنا بھی مصلحت کے مطابق ہو راستہ بنا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۵۵۷ النُّهبیٰ بِغَیْرِ اِذْنِ صاحِبِهِ ﴾

وَقال عُبادةُ بَایَعْنَا النبیُّ صلی الله علیه وسلم اَنْ لاَنَنْتَهِبَ.

کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر لینا (منع ہے)

اورعبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ لوٹ نہ کریں گے

۲۳۲۰﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِی اِیَاسٍ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا عَدِیُّ بنُ ثَابِتٍ سَمِعتُ عبدَ اللهِ بنَ یَزِیدَ الاَنصارِیَّ وَهُوَ جَدُّهُ اَبُو اُمِّهِ قال نهَی النبیُّ ﷺ عنِ النُّهبیٰ وَالمُثْلَةِ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ نے فرمایا اور وہ ان کی ماں کے باپ کے نانا تھے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۳۶، وياتي الحديث ص ۸۲۹۔

۲۳۲۱﴿ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بنُ عُفَیرٍ حَدَّثَنا اللَّیثُ حَدَّثَنا عُقَیلٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن اَبِی بَکرِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِی هُرَیرة قال قال النبیُّ صلی الله علیه وسلم لایَزْنِی الزَّانِی حین یَزْنِی وَهو مؤمِنٌ وَلا یَشْرَبُ الخَمرَ حِینَ یَشرَبُ وَهُوَ مؤمنٌ وَلایَسْرِقُ حِین یَسْرِقُ وهو مؤمنٌ وَلایَنْتَهِبُ نُهْبَةً یَرفَعُ الناسُ اِلَیهِ فِیها اَبْصارَهُمْ حِینَ یَنْتَهِبُها وهو مؤمِنٌ وعن سَعِیدٍ وَاَبِی سَلَمَةَ عن اَبِی هُرَیرة عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم مِثلَه اِلاّ النُّهْبَةَ قال الفِرَبْرِیُّ وَجَدْتُ بخَطِّ اَبِی جَعْفَرٍ قال ابوعبدِ الله قالِ ابنُ عباسٍ تفسِیرُهُ اَنْ یُنْزَعَ مِنهُ یُرِیْدُ الاِیمانَ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا، اور شراب پینے والا جس وقت شراب پیتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا، اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور جب کوئی لٹیرا ایسا مال لوٹتا ہے جس کی جانب لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ سعید اور ابوسلمہ نے بھی ابوہریرہؓ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی مگر اس میں لوٹ کا ذکر نہیں ہے۔ فربری نے کہا میں نے ابوجعفر کے خط میں یہ لکھا پایا امام بخاریؒ نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس حدیث کی تفسیر یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ایمان سلب ہوجاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولاينتهب نهبة يرفع الناس اليه فيها ابصارهم"۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۶، ويأتي الحديث ص ۸۴۳٦، وص ۱۰۰۱ تا ص ۱۰۰۲، وص ۱۰۰۶۔

مقصد بخاریؒ کے ترجمۃ الباب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مالک کی اجازت سے لے تو جائز ہے بشرطیکہ اپنے آگے کی چیز لے دوسرے کے سامنے سے نہ کھینچے۔ واللہ اعلم باقی تفصیل گذر چکی ہے۔

﴿ باب ۱۵۵۸ كَسْرِ الصَّلِيْبِ وقتلِ الخِنْزِيرِ ﴾

صلیب کے توڑ ڈالنے اور خنزیر کے مار ڈالنے کا بیان

۲۳۲۲﴿ حدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللهِ حدَّثَنا سُفيانُ حدثنا الزُّهرِيُّ اَخبَرَنِي سَعِيْدُ بنُ المُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قال لاتقومُ السَّاعَةُ حتى يَنْزِلَ فِيكُمْ ابنُ مَرْيَمَ حَكماً مُقسِطًا فيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ ويقتُلَ الخِنْزِيْرَ ويَضَعَ الجِزْيَةَ وَيُفِيضَ المَالَ حتى لايَقْبَلَهُ اَحَدٌ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم بن کر نہ اتریں وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ لینا موقوف کر دیں گے اور مال (روپیہ پیسہ) کی اس وقت ایسی کثرت ہوگی کہ کوئی قبول ہی نہیں کرے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۶، ومر الحديث ص ۲۹۶، ويأتي ص ۴۹۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی صلیب توڑ ڈالے یا سور (خنزیر) مار ڈالے تو اس پر ضمان نہ ہوگا بشرطیکہ وہ حربیوں کا مال ہو یا ایسے ذمیوں کا مال ہو جو معاہدہ پر قائم نہیں ہو لیکن اگر ایسے ذمی کا مال ہو جو اپنے عہد پر قائم ہو تو ایسا کرنا درست نہیں۔ (قس)

تشریح یہ حدیث نہایت صحیح ہے اس کے راوی سب ثقہ اور امام ہیں اس میں صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور ابھی آسمان پر زندہ ہیں نازل ہونے پر دین محمدی پر عمل کریں گے۔

یہ حدیث گذر چکی ہے۔

﴿ باب ۱۵۵۹ هَل تُكْسَرُ الدِّنانُ الّتِي فِيهَا الخَمْرُ ... ﴾

... اَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ فَاِنْ كَسَرَ صَنَمًا اَوْ صَلِيْبًا اَوْ طُنبُورًا اَوْ مَالا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِه وَاُتِي

شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

جن مٹکوں میں شراب ہو تو کیا انہیں توڑ دیا جائے...

... یا مشکیں پھاڑ ڈالی جائیں؟ پھر اگر کسی نے مورت (بت) یا صلیب توڑ دی یا ستار یا ایسی لکڑی جس سے انتفاع نہ ہو جیسے ڈھول، سارنگی (اس پر تاوان ہوگا یا نہیں؟) قاضی شریح کے پاس طنبورہ توڑنے کا مقدمہ آیا تو قاضی صاحب نے کچھ بھی تاوان نہیں دلایا۔

۲۳۲۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِي عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بنِ الاَكْوَعِ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم رَاى نِيْرَاناً تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ فقال عَلٰى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيْرانُ قالوا عَلَى الحُمُرِ الاِنْسِيَّةِ قال اكسِرُوهَا وَاَهْرِقُوهَا قالوا اَلاَ نُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قال اغسِلُوا قال اَبُوعبدِ اللهِ كانَ ابنُ اَبِي اوَيسٍ يقولُ الحُمُرُ الاَنَسِيَّةِ بِنَصْبِ الاَلِفِ وَالنُّونِ.﴾

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن آگ دیکھی جو جلائی جا رہی تھی آپ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کس پر جلائی جا رہی ہے (یعنی کیا پکا رہے ہیں؟) لوگوں نے عرض کیا دیسی گدھوں پر (یعنی پالتو گدھوں پر) فرمایا یہ ہانڈیاں توڑ دو اور گوشت بہا دو لوگوں نے عرض کیا کیا ایسا نہ کریں کہ گوشت بہا دیں اور ہانڈیاں دھو لیں فرمایا دھو لو۔ ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے کہا ابن ابی اویس کہا کرتے تھے الحُمُر الاَنَسِيَّة الف اور نون کے نصب کے ساتھ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله اكسروها أى القدور يدل عليه السياق فلا يكون اضمار قبل الذكر و كسر القدور هنا فى الحكم مثل كسر الدنان التى فيها الخمر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۳۶، وياتى الحديث فى المغازى ص۶۰۳، وص۸۲۶، وص۹۰۸، وص۹۳۷، وص۱۰۱۷۔

قال ابوعبدالله كان ابن ابى اويس يعنى شيخه اسمعيل قوله الأنسية بنصب الالف والنون. حافظ عسقلانیؒ نے تین لغات ذکر کی ہیں ان میں ایک لغت "اَنَس ضدّ الوحشة" بھی ہے جس کو بخاریؒ کے شیخ ابن ابی اویسؒ نے لیا ہے۔ پھر حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "والمشهور فى الروايات بكسر الهمزة وسكون النون" ہے۔

امام بخاریؒ نے ہمزہ کو الف سے اور فتحہ کو نصب سے تعبیر فرمایا۔ اس اشکال کو دور کرنے کیلئے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وتعبيره عن الهمزة بالالف وعن الفتح بالنصب جائز عند المتقدمين" (فتح، ج۵)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حافظ کا دعوی بلا دلیل ہے یہ اصطلاح نہ متقدمین کے یہاں ہے نہ متاخرین کے نزدیک ہے۔ (عمدہ، ج ۱۳)

۲۳۲۴﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ الله حدثنا سُفيانُ حدثنا ابنُ اَبِی نَجِیْحٍ عن مُجَاهِدٍ عن اَبِی مَعْمَرٍ عن عبدِ الله بنِ مَسْعودٍ قال دَخَلَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم مَكَّةَ وحَولَ الكَعْبَةِ ثَلاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِی يَدِهٖ وَجَعَلَ يقولُ جاءَ الحَقُّ وزَهَقَ البَاطِلُ الآيَة. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے (خانہ کعبہ کے پاس گئے) اور کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ ﷺ ایک لکڑی سے جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کو کونچا مارتے (وہ گر پڑتا صحابہ توڑ ڈالتے) اور آپ ﷺ (سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھتے) حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ اخیر آیت تک۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فجعل يطعنها بعود فی يده" ای يطعن النصب وهی التی نصبت للعبادة من دون الله وهو داخل فی الترجمة فی قوله فان كسر صنماً او صليباً.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۳۶، ويأتی فی المغازی ص ۶۱۴، وفی التفسير ص ۶۸۶۔

۲۳۲۵﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ حدثنا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القاسِمِ عن اَبِيْهِ القاسِمِ عن عائِشَةَ اَنَّها كانَتِ اتَّخَذَتْ علی سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيْهِ تماثِيْلُ فهَتَكَهُ النبیُّ صلی الله علیه وسلم فاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فكانَتَا فِی البَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے حجرے کے چبوترے پر ایک ایسا پردہ لٹکایا جس میں تصویریں تھیں تو اس کو نبی اکرم ﷺ نے پھاڑ ڈالا (یعنی اتار دیا) حضرت عائشہؓ نے اس کے دو بچھونے بنا ڈالے جو گھر میں رکھے رہتے حضور ﷺ ان پر بیٹھا کرتے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله فهتكه" ای فهتك الستر ای شقه وهذا يدخل فی قوله فان كسر صنما لان التماثيل التی هی الصور كانت تعبد كما كان الصنم يعبد.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۳۶ تا ص ۳۳۷، ويأتی ص ۸۸۰، وص ۹۰۲۔

مقصد مقصد ان حضرات پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ حرام صرف وہ تصویر ہے جو مجسمہ ہو اس لئے کہ تمثال صرف مجسمہ ہی کو کہتے ہیں۔ بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجسمہ کے علاوہ وہ تصاویر بھی حرام ہیں جو کپڑے پر یا کاغذ پر یا دیوار پر بنی ہوئی ہوں اس لئے کہ یہ تصاویر جو اس حدیث مذکور میں ہے پردے پر بنی ہوئی تھیں نیز اس حدیث سے یہ بھی

معلوم ہوا کہ تمثال کا اطلاق کپڑے وکاغذ پر بنی ہوئی تصویروں پر بھی ہوتا ہے۔ انشاء اللہ کتاب اللباس میں اس پر مفصل بحث آئے گی۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مورتیوں اور تصویروں والا پردہ ہٹانا واجب ہے البتہ تو شک تکیہ یا بچھونے پر چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوں تو جواز کی گنجائش ہے کیونکہ اس میں اہانت ہے اور لٹکانے میں احترام ہے۔ نیز ام المؤمنین عائشہؓ نے پردے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دئے تو تصویروں کے بھی ٹکڑے ہوگئے۔

﴿ بابُ۱۵۶۰ مَنْ قُتِلَ دُونَ مالِه ﴾

جو شخص اپنا مال بچانے میں مارا جائے

۲۳۲۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يَزِيْدَ حدثنا سَعِيْدُ بنُ اَبِي اَيّوب حدثني اَبُو الاَسْوَدِ عن عِكْرِمَةَ عن عبدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال سَمِعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول مَنْ قُتِلَ دونَ مالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو اپنا مال بچانے کے لئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۷، ترمذی ابواب الديات ج ۱ ص ۱۷۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے مال پر حملہ آور ہوا اور اس نے اپنے مال کو بچانے کے لئے مقابلہ کیا اور اس مقابلے میں مارا گیا تو وہ شہید ہے۔ ترمذی شریف میں مزید حضرات کا ذکر ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷۰۔

﴿ بابُ۱۵۶۱ اِذا كَسَرَ قَصْعَةً اَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ ﴾

اگر کسی کا پیالہ یا اور کچھ سامان توڑ دے

۲۳۲۷﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَحْيَ بنُ سَعِيْدٍ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ عِندَ بَعْضِ نِسائِهِ فَاَرْسَلَتْ اِحدٰى اُمَّهاتِ المُؤمِنِينَ مَعَ خادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيها طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ القَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فيها الطَّعَامَ وقال كُلُوا

وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حتى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُوْرَةَ وَقَالَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيَ بْنُ اَيُّوبَ حدثنا حُمَيْدٌ حدثنا اَنَسٌ عن النبيِّ ﷺ.

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج (حضرت عائشہؓ) کے یہاں تشریف فرماتے بعض امہات المومنین (حضرت صفیہؓ) نے ایک خادمہ کے ہاتھ ایک پیالہ میں کھانا بھیجا تو حضرت عائشہؓ نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ (گر پڑا) اور ٹوٹ گیا حضور ﷺ نے اس پیالہ کو اٹھا کر اس کو جوڑا اور کھانا پیالہ میں رکھا اور صحابہ سے فرمایا کھاؤ اور لانے والے اور پیالے کو روک لیا جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے صحیح سلامت یعنی دوسرا پیالہ واپس فرمایا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے پاس روک لیا اور ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحیٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم سے حضرت انسؓ نے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فكسرت القصعة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۷، وباقي الحديث ص ۷۸۶۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ نقصان کا تاوان (بدلہ) دینا پڑے گا۔

وقال ابن ابی مریم الخ ابن ابی مریم حضرت امام بخاریؒ کے شیخ سعید بن ابی مریم ہیں اس سند کے ذکر کرنے سے بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حمید کا سماع حضرت انسؓ سے معلوم ہو جائے۔

﴿ باب ۱۵۶۲ اِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ ﴾

اگر کسی کی دیوار گرادے تو اسی کے مثل بنادے

۲۳۲۸﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حدثنا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عن محمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم كَانَ رَجُلٌ في بَنِي اِسْرَائِيْلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي فَجَاءَتْهُ اُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَاَبَى اَنْ يُجِيْبَهَا فقال اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّي ثُمَّ اَتَتْهُ فقالت اللّٰهُمَّ لَاتُمِتْهُ حتى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وكَانَ جُرَيْجٌ في صَوْمَعَتِهِ فقالتِ امْرَأَةٌ لَاَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ له فَكَلَّمَتْهُ فَاَبَى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فقالت هُوَ من جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَاَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فقال مَنْ اَبُوكَ يَاغُلَامُ قال الرَّاعِي قالوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قال لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک (عابد) شخص تھا جس کا نام جریج تھا وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا اتنے میں اس کی ماں آئی اور اس کو بلایا لیکن وہ نماز میں تھا اس نے جواب نہ دیا (حالانکہ اس کے دین میں نماز میں بات کرنا جائز تھا اس لئے جواب دینا لازم تھا مگر اس نے نہ دیا) اور اپنے دل میں کہنے لگا میں نماز پڑھوں یا جواب دوں؟ پھر دوبارہ اس کی ماں آئی (اور پکارا اور جواب نہ ملا) تو اس کی ماں نے بددعا دی کہنے لگی اے اللہ جریج جب تک فاحشہ عورتوں (چھنال عورتوں) کا منہ نہ دیکھ لے اس کو موت نہ دے۔

اور جریج اپنے گرجا گھر (عبادت خانہ) میں رہا کرتا تھا ایک فاحشہ عورت کہنے لگی میں اس کو فتنے میں مبتلا کروں گی وہ آئی اور جریج سے بات کی لیکن جریج نے انکار کردیا پھر وہ فاحشہ ایک چرواہے کے پاس پہونچی اور اس سے بدفعلی کی تو ایک لڑکا جنی تو کہنے لگی یہ جریج کا لڑکا ہے یہ سن کر اس کی قوم کے لوگ آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور وہاں سے اس کو اتار کر خوب گالیاں دیں (بڑا عابد بنا ہے اور رنڈی بازی کرتا ہے؟) جریج نے وضو کیا نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آیا اور کہنے لگا اے بچہ (بتلا) تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا میرا باپ چرواہا ہے جب تو لوگ جنہوں نے اس کا عبادت خانہ توڑا تھا شرمندہ ہوئے کہنے لگے ہم دوبارہ تیرا عبادت خانہ سونے سے بنادیتے ہیں اس نے کہا نہیں مٹی سے بنادو (جیسے پہلے سے بنا ہوا تھا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نبنى صومعتك من ذهب قال لا الا من طين.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۷، ومر الحديث ص ۱۶۱، ويأتى ص ۴۸۹، مسلم ثانى ص ۳۱۳۔

مقصد اگر کسی نے کسی کا گھر بلا اجازت صاحب خانہ اور بلا حکم حاکم توڑ دیا تو ضامن ہوگا تاوان لازم ہوگا اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد چہارم، ص ۴۰۱۔

براعۃ اختتام عند الحافظ فى قوله كسروا صومعته وانزلوه. وعند الشيخ "فقالت اللهم لاتمته.
(الابواب والتراجم، ص: ۴)

وقد تكلم من الاطفال ستة: ۱ شاهد يوسف ۲ ابن ماشطه بنت فرعون ۳ عيسى عليه الصلوة والسلام ۴ وصاحب جريج هذا ۵ صاحب الاخدود ۶ ولد المرأة التى من بنى اسرائيل.
(قسطلانی ج ۵، ص ۵۵۴)

• • •

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب الشركة

شرکت کا بیان

﴿باب ۱۵۶۳ الشِّرْكَةِ فی الطَّعامِ وَالنِّهْدِ وَالعُرُوضِ﴾

فكيفَ قِسمَةُ ما يُكالُ وَيُوزَنُ مُجازَفَةً او قَبْضَةً قَبْضَةً لِما لَمْ يَرَ المُسلِمونَ فی النَّهْدِ باسًا اَن يَاكُلَ هٰذا بعضًا وهٰذا بَعضًا وَ كذٰلِكَ مُجازَفَةُ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَالقِرانِ فی التمْرِ.

کھانے اور سفرخرچ اور سامان میں شرکت کا بیان

اور مکیل اور موزون کی تقسیم کس طرح ہو اندازے سے یا مٹھی مٹھی کر کے اس وجہ سے کہ مسلمانوں نے سفرخرچ میں کوئی قباحت نہیں دیکھی کہ کوئی کچھ کھالے اور کوئی کچھ، اور اسی طرح سونے چاندی کو اندازے سے تقسیم کرنا، اسی طرح دو کھجوریں ساتھ ساتھ کھانے میں۔

تشریح نہد بفتح النون و کسرھا (عمدہ) زادراہ، سفرخرچ، سفر میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ چند رفقاء اپنے اپنے کھانے ایک دسترخوان پر جمع کر کے کھاتے ہیں کھانے کا سامان مختلف ہوتا ہے نیز کسی کا کم اور کسی کا زیادہ پھر دسترخوان پر کھانے والے مختلف ہوتے ہیں کوئی کم کھاتا ہے اور کوئی زیادہ، مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ جمع ہو کر کھانے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک نے اپنی چیز دوسرے کے لئے مباح کر دی۔ فلاباس به.

مجازفة الذهب و الفضة سونے اور چاندی کو اندازے سے تقسیم کرنا۔ یعنی اگر سونا مشترک ہے تو اندازے اور تخمینے سے تقسیم کر سکتے ہیں اسی طرح اگر چاندی مشترک ہے تو تقسیم کر سکتے ہیں لیکن سونا سونے کے عوض یا چاندی کے عوض اندازے سے تقسیم ناجائز و حرام ہے البتہ جنس جب مختلف ہو مثلاً سونا بعوض چاندی یا گیہوں بعض جو یا چاول کی بیشی میں کوئی مضائقہ نہیں۔

والقران فی التمر دو کھجوریں ملا کر کھانا اس صورت میں جائز ہے جب کہ کھجوریں بہت ہوں شرکاء کی اجازت پر

کھانا درست ہے والا فلا۔ بہرحال مجلس میں پرہیز ہی کرنا چاہئے کہ اس سے حرص کا پتہ چلتا ہے۔

۲۳۲۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن وَهْبِ بنِ كَيْسانَ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ اَنَّه قال بَعَثَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَاَمَّرَ عَلَيهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بنَ الجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلاثُ مِائَةٍ وَاَنَا فِيهِمْ فَخَرَجْنا حتى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوعُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ ذٰلِكَ الجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكانَ مِزْوَدَي تَمْرٍ وكانَ يُقَوِّتُنا كُلَّ يومٍ قَلِيلاً قَلِيلاً حتى فَنِيَ فَلَمْ يَكن يُصِيبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ فقال لَقَدْ وَجَدْنا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ قال ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى البَحْرِ فَاِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَكَلَ مِنهُ ذٰلِكَ الجَيْشُ ثَمانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوعُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ اَضْلاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر ساحل کی جانب (سمندر کے کنارے) بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا یہ تین سو آدمی تھے میں بھی ان ہی میں تھا ہم لوگ مدینہ سے نکلے راستے ہی میں تھے کہ توشہ ختم ہو گیا ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ پورے لشکر کے توشوں کو جمع کیا جائے چنانچہ یہ سب جمع کئے گئے تو کل کھجوروں کے دو تھیلے ہوئے ابوعبیدہؓ ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا توشہ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا اب ہمیں صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔

وہب بن کیسان نے کہا کہ میں نے حضرت جابرؓ سے کہا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا تو جابرؓ نے فرمایا جب یہ بھی ختم ہو گئی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی اس کے بعد ہم سمندر تک پہونچے دیکھا تو پہاڑ کی طرح ایک مچھلی پڑی ہے جس سے اس لشکر نے اٹھارہ دن کھایا پھر ابوعبیدہؓ نے حکم دیا تو اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں پھر اونٹ پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا یہ اونٹ ان دونوں کے تلے سے گذر گیا لیکن اس کا سر پسلیوں تک نہیں پہونچ سکا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فامر ابو عبيدة بازواد ذلك الجيش فجمع ذالك كله الخ جب سب کا توشہ ایک جگہ کر دیا گیا اور سب کو تھوڑا تھوڑا ملنے لگا اندازے سے تو سفر خرچ کی شرکت اور اندازے سے اس کی تقسیم معلوم ہوئی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۷، ویاتی الحدیث ص ۴۱۹، وفی المغازی ص ۶۲۵، وص ۶۲۶، وص ۸۲۶۔

۲۳۳۰﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ مَرْحُومٍ حدثنا حَاتِمُ بنُ اِسْمَاعِيلَ عن يَزِيدَ بنِ اَبِي عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بنِ الاَكْوَعِ قال خَفَّتْ اَزْوَادُ القَومِ وَاَمْلَقُوا فَاَتَوُا النبيَّ صلى الله عليه وسلم فِي نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوهُ فقال مَابَقَاؤُكُمْ بَعْدَ اِبِلِكُم فَدَخَلَ

عَلی النبیّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہ مَا بَقَاءُھُمْ بَعْدَ اِبِلِھِمْ فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نادِ فِی الناسِ یَاتُونَ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِکَ النِّطَعُ وجعلوہ عَلی النِّطَعِ فَقَامَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فَدَعَا وَبَرَّکَ عَلَیْهِ ثُمَّ دَعَا ھُمْ بِاَوْعِیَتِھِمْ فَاحْتَثَی النَّاسُ حتی فَرَغُوا ثُمَّ قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اَشْھَدُ ان لَااِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہ وَاَنِّی رَسُولُ اللّٰہِ ﴾

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کے توشے ختم ہو گئے اور محتاج ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس ﷺ میں آئے اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے، حضور ﷺ نے انہیں اجازت دیدی پھر حضرت عمرؓ ان سے ملے لوگوں نے یہ حال ان سے بیان کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا اونٹوں کے بعد تم لوگ کیسے زندہ رہو گے؟ (یعنی پیدل چلتے چلتے ہلاک ہو جاؤ گے) پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اونٹوں کے بعد لوگ کیسے جئیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں منادی کر دو کہ سب لوگ اپنے بچے ہوئے توشے لے کر آجائیں اس کے لئے ایک دسترخوان بچھایا گیا اور سب نے اپنے توشے اس پر ڈال دیئے پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کی برکت کے لئے دعا فرمائی پھر اپنے اپنے برتنوں کے ساتھ سب کو بلایا چنانچہ سب نے لپ بھر بھر کر برتن بھر لئے یہاں تک کہ سب فارغ ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فياتون بفضل ازوادهم" ومن قوله فدعا وبرّك عليه" فان فيه جمع ازوادهم وهو فى معنى النهد. الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۷ تا ص ۳۳۸، ویاتی ص ۴۱۸۔

۲۳۳۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ یُوسُفَ حَدَّثَنَا الاَوْزَاعِیُّ حدثنا اَبُو النَّجَاشِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بنَ خَدِیجٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی مَعَ النبیِّ صلی اللّٰہ علیه وسلم العَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُوراً فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَاکُلُ لَحْمًا نَضِیجًا قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ. ﴾

ترجمہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے تھے پھر اس کے دس حصے کرتے اور ہم میں ہر ایک سورج ڈوبنے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھاتا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فتقسم عشر قسم" فان فيه جمع الانصباء مما يوزن مجازفة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۸۔

۲۳۳۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ العَلاءِ حدثنا حمَّادُ بنُ أُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ عن أبِی بُرْدَةَ عن أبِی مُوسٰی قال قال النبیُّ صلی الله علیه وسلم إنَّ الأشْعَرِیِّیْنَ إذَا أرْمَلُوا فی الغَزْوِ أو قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالمَدِیْنَةِ جَمَعُوا مَاكَانَ عِنْدَ هُمْ فی ثَوبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَیْنَهُمْ فی إنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَهُمْ مِنِّی وَأنَا مِنْهُمْ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعر قبیلے کے لوگ جب غزوے (لڑائی) میں محتاج ہوجاتے ہیں یا مدینے میں ان کے بال بچوں کا غلہ کم ہوجاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرلیتے ہیں پھر ایک برتن سے برابر تقسیم کرلیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "جمعوا ماكان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموه بينهم" ولايخفٰی علی المتامل ذلك.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۳۸، وأخرجه مسلم فی الفضائل.

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سفر میں زادراہ (سفر خرچ) سب کا ایک جگہ مثلاً امیر قافلہ کے پاس جمع کرکے تھوڑا تھوڑا انداز ے سے دیا جائے تو جائز ہے اور اسی پر تعامل ہے۔ واللہ اعلم

تشریح: امام بخاریؒ نے اس باب میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

حدیث ۲۳۲۹ اس حدیث کا تعلق غزوہ یعنی سریہ سیف البحر سے ہے اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص ۴۳۱۔

حدیث ۲۳۳۰ اس حدیث کا تعلق غزوۂ ہوازن سے ہے۔
علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "خفت ازواد القوم" ای فی غزوة هوازن الخ (قس). حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی تفصیل یعنی مفصل بحث کتاب الجہاد میں آئے گی۔ انشاء اللہ (فتح)

غزوۂ ہوازن کی تفصیل نصر الباری کتاب المغازی میں اگر دیکھنا چاہیں تو جلد ہشتم ص ۳۷۴ دیکھئے۔

اس حدیث یعنی حدیث ۲۳۳۰ میں حضور اقدس ﷺ کے عظیم معجزہ کا ذکر ہے کہ پہلے تو توشہ اتنا کم تھا کہ لوگ اپنی سواریاں ذبح کرنے لگے پھر حضور ﷺ کی دعا سے اتنا زیادہ ہوگیا، اس قدر برکت ہوئی کہ ہر ایک نے اپنی خواہش کے مطابق تھیلے بھر لئے، اور اس قسم کا معجزہ حضور ﷺ سے متعدد بار صادر ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۲۳۳۱ اس میں نماز عصر کے وقت کا ذکر ہے اس کے لئے نصر الباری جلد سوم ص ۱۱۰، وص ۱۴۷ کا مطالعہ فرمائیے۔

حدیث ۲۳۳۲ اس حدیث کی سند میں عن ابی بردہ کے بعد عن ابی موسیٰ رہ گیا ہے اور غالباً کتابت کی غلطی

ہے اس لئے کہ تمام شروح عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۴۴، اور فتح الباری ج ۵ ص ۹۸، میں اور ارشاد الساری ج ۵ ص ۵۶۰، سب میں عن ابی بردہ (جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے صاحبزادے ہیں) کے بعد سند میں عن ابی موسیٰ موجود ہے صرف ہمارے ہندوستانی نسخہ میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اذا ارملوا جب ان کا توشہ ختم ہوجاتا یعنی ختم ہونے کے قریب ہوتا، محتاج ہوجاتے۔

فھم منی وانا منھم یعنی وہ لوگ مجھ سے متصل ہیں یہاں من اتصالیہ ہے یہ کلمہ غایت محبت کے اظہار کیلئے کہا جاتا ہے۔

﴿ باب [۱۵۶۴] ما کانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ ﴾

جو مال دو شریکوں میں مشترک ہو وہ زکوۃ میں ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں

۲۳۳۳ ﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو فرض زکوۃ کا بیان لکھدیا جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا آپ ﷺ نے فرمایا جو مال دو شخصوں میں مشترک ہو تو وہ زکوۃ میں ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وما کان من خلیطین" الی آخرہ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۳۸، ومر الحدیث ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۵، وص ۱۹۵، وص ۱۹۶، ویاتی الحدیث ص ۴۳۸، وص ۸۷۳، وص ۱۰۲۹۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر زکوۃ کا مال دو یا تین ساجھیوں کی شرکت میں ہو اور زکوۃ کا تحصیلدار ایک ساجھی سے پوری زکوۃ وصول کرے تو وہ دوسرے ساجھیوں سے حصے کے موافق وصول کرے۔

﴿ باب [۱۵۶۵] قِسْمَةِ الْغَنَمِ ﴾

بکریوں کی تقسیم (یعنی گن کر تقسیم کرنا)

۲۳۳۴ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ

عَبَايَةَ بنِ رِفَاعَةَ بنِ رافعِ بنِ خَدِيْجٍ عن جَدِّهِ قال كُنَّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِذِي الحُلَيْفَةِ فَاصابَ الناسَ جُوعٌ فَاَصابوا اِبِلاً وَغَنماً قال وكانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في اُخْرَيَاتِ القومِ فعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا القُدُورَ فَاَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالقُدُورِ فاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فعَدَلَ عَشرَةً مِن الغَنَمِ بِبَعِيرٍ فنَدَّ مِنها بَعِيرٌ فطَلَبُوهُ فاَعْيَاهُم وكان في القومِ خَيلٌ يَسِيْرَةٌ فاَهْوٰى رَجُلٌ مِنهُم بِسَهْمٍ فحَبَسَهُ الله ثُمَّ قال اِنَّ لِهٰذِهِ البَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الوَحشِ فمَا غَلَبَكُم مِنها فاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذا فقال جَدِّى اِنَّ نَرْجُو اَوْ نَخافُ العَدُوَّ غَداً وَلَيْسَتْ مَعَنا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالقَصَبِ قال مَاأَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسمُ اللهِ عَلَيْهِ فكُلُوهُ لَيسَ السِّنَّ وَالظُّفرَ وَسَاُحَدِّثُكم عن ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فعَظمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فمُدَى الحَبَشَةِ.

ترجمہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک لگی اور ان لوگوں نے بہت سے اونٹ اور بکریاں کمائی تھیں، حضرت رافعؓ نے کہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اخیر میں تھے پھر لوگوں نے جلدی کی (یعنی تقسیم سے پہلے) جانوروں کو ذبح کر دیا اور ہانڈیاں چڑھادیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈیوں کو الٹ دینے کا حکم دیا تو ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر آپ ﷺ نے تقسیم کی تو ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں رکھیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے انہیں تھکا دیا اور لشکر میں گھوڑے کم تھے پھر ان میں سے ایک صاحب نے اس اونٹ کو تیر مارا تو اللہ نے اس کو ٹھہرا دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان چوپایوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح بھاگنے کی لت ہوتی ہے تو جو بھاگ کر بے قابو ہو جائے (یعنی تم ان کو نہ پکڑ سکو) تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ (یعنی تیر مار کر گرا دیا کرو)

عبایہ نے کہا پھر میرے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ کل صبح کو دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے گی اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے تو کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں؟ فرمایا جو چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لے لیا جائے تو اس کو کھاؤ مگر دانت اور ناخن نہ ہو (ان دونوں سے ذبح جائز نہیں) میں اس کی وجہ تم سے بیان کرتا ہوں دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم قسم فعدل عشرة من الغنم ببعير".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۸، ويأتي الحديث ص ۳۴۱، وص ۴۳۲، وص ۸۲۶ تا ص ۸۲۷، ،، وص ۸۲۷ تا ص ۸۲۸، وص ۸۳۱، وص ۸۳۲، واخرجه مسلم في الاضاحي وابو داؤد في الذبائح والترمذي في الصيد والسير وابن ماجه في الاضاحي.

مقصد مقصد یہ ہے کہ اموال غنیمت میں بکری ہو یا اونٹ قیمت کا لحاظ کئے بغیر شمار (عدد) سے تقسیم جائز ہے یہی جمہور کا مذہب ہے خلافاً للشافعیہؒ۔

۲۔ نیز مال غنیمت جب دارالاسلام پہونچ جائے تو تقسیم سے پہلے کھانا جائز نہیں ہے۔

تحقیق وتشریح یہ واقعہ ۸ھ غزوہ حنین کا ہے۔ بذی الحلیفۃ قال صاحب التلویحؒ وذو الحلیفۃ هذه لیست المیقات. (عمدہ) یعنی یہاں ذوالحلیفہ وہ نہیں ہے جو مدینہ طیبہ کے قریب اہل مدینہ کی میقات ہے بلکہ یہ علاقہ تہامہ میں ذات عرق کے نزدیک ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ کی تصریح ہے کہ ہم تہامہ کے ذوالحلیفہ میں تھے۔

اوابد جمع آبدہ بالمد وکسر الباء الموحدۃ از باب نصر ابد یابُد ابودا جنگلی ہونا، لوگوں سے بھاگنا، بھڑکنا۔

لیس السن والظفر یہاں لیس بمعنی الاّ ہے اس کا مابعد منصوب ہے۔

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک ظفر اور سن اگر بدن سے متصل ہے تب ذبح جائز نہیں لیکن اگر منفصل ہو تو جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

﴿باب ۱۵۶۶ القِرانِ فی التَّمْرِ بَیْنَ الشُّرَکاءِ حتی یَسْتَاذِنَ اَصْحَابَه﴾

دو دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا کسی شریک کو درست نہیں
جب تک دوسرے شریکوں سے اجازت نہ ملے

۲۳۳۵﴿ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بنُ یَحْیٰ حَدَّثَنا سُفیانُ حَدَّثَنا جَبَلَةُ بنُ سُحَیْمٍ سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ یقولُ نَهَی النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم اَنْ یَقْرُنَ الرَّجُلُ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ جَمِیْعاً حتی یَسْتَاذِنَ اَصْحَابَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ ملے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۳۸، ومر الحدیث ص ۳۳۲، ویاتی ص ۳۳۸، وص ۸۱۹۔

۲۳۳۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِیْدِ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن جَبَلَةَ قال کُنَّا بِالمَدِیْنَةِ فَاَصَابَتْنا سَنَةٌ فکان ابنُ

الزُّبَيرِ يَرْزُقُنَا التَّمرَ وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فيقولُ لاتَقرُنُوا فانَّ النبى صلى الله عليه وسلم نهٰى عنِ الإقرانِ الّا اَن يَستاذِنَ الرَّجُلُ مِنكم اَخاهُ.

ترجمہ | جبلہ نے کہا کہ ہم لوگ مدینہ میں تھے ہم لوگوں پر قحط آیا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہم لوگوں کو کھجور کھلایا کرتے، اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گذرتے تو فرماتے دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے مگر جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اجازت حاصل کرلے۔

(جمہور کے نزدیک یہ ممانعت تنزیہی ہے، البتہ ظاہریہ کے نزدیک بطور تحریم ہے۔ (قس وعمدہ)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نهٰى عن الاقران" الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۳۸، ومر الحديث ص۳۳۲، وص ۳۳۸، ويأتى ص ۸۱۹۔

مقصد | ایک ساتھ ایک سے زائد کھجوریں ملا کر کھانے سے دوسرے کا حق تلف ہوتا ہے اور اس سے حرص وطمع معلوم ہوتی ہے اس لئے پرہیز بہتر ہے لیکن اگر ایسا موقع ہے کہ کھجوریں بہت ہیں اور ہر ایک کو اجازت ہے اور سب ملا کر کھا رہے ہیں تو بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم

دسواں پارہ

باب ۱۵۶۷ تَقوِيمِ الاَشياءِ بَينَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدلٍ

مشترک چیزوں کی انصاف کے ساتھ ٹھیک قیمت لگا کر شریکوں میں تقسیم کرنا

۲۳۳۷ حَدَّثَنا عِمرانُ بنُ مَيسَرَةَ حَدَّثَنا عبدُ الوَارِثِ حَدَّثَنا اَيُّوبُ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال قال رسولُ الله ﷺ مَن اَعتَقَ شِقصًا له مِن عبدٍ اَو شِرْكًا اَوْ قال نَصِيبًا وَكانَ له مايَبلُغُ ثَمَنَه بِقِيمَةِ العَدلِ فَهُوَ عَتِيقٌ وَاِلّا فَقَدْ عَتَقَ مِنهُ مَاعَتَقَ قال لَا اَدرِى قولُهُ عَتَقَ مِنه قولٌ مِن نافِعٍ اَو فى الحَدِيثِ عنِ النبىِّ ﷺ.

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مشترک (ساجھے کے) غلام میں اپنا حصہ آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو پورے غلام کی قیمت کے برابر ہو تو وہ مکمل آزاد ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو بس جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا ایوب نے کہا میں نہیں جانتا کہ عتق منه نافع کا قول ہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں داخل ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "بقيمة العدل".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۳۹، ويأتی الحديث ص۳۴۰، وص۳۴۲، وص۳۴۲ تا ص۳۴۳، وص۳۴۳، وص۳۴۷۔

۲۳۳۸﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ محمَّدٍ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ اَبِی عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ عنِ النَّضْرِ بنِ اَنَسٍ عن بَشِيْرِ بنِ نَهِيْكٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله عليه وسلم قال مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِن مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خَلاصُهُ فی مَالِهِ فإنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مالٌ قُوِّمَ المَمْلُوكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِیَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مملوک (غلام) کا کوئی حصہ آزاد کیا تو اس کا چھڑانا (یعنی دوسرے حصہ کا بھی آزاد کرنا) اسی کے مال سے ہوگا اگر اس کے پاس مال ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس مملوک کی مناسب قیمت (انصاف سے) لگا کر اس کی کمائی سے قیمت وصول کی جائے مگر اس کو مشقت میں نہ ڈالا جائے (یعنی ایسی تکلیف نہ دیں جس کا وہ تحمل نہ کر سکے جب وہ باقی حصے کی قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قوّم المملوك قيمة عدل".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۳۹، ويأتی ص۳۴۰، وص۳۴۳، واخرجه مسلم فی العتق والنذور، وابوداؤد فی العتق والترمذی فی الاحكام والنسائی فی العتق وابن ماجه فی الاحكام.

تحقیق وتشریح | پہلی روایت ۲۳۳۷/ میں شِقصاً بكسر الشين المعجمة وسكون القاف، اور شِركا بكسر الشين اور نَصِيبًا سب کا مفہوم ایک ہے بمعنی حصہ۔

راوی کو اس میں شک ہے کہ ان الفاظ میں سے کون سا لفظ ارشاد فرمایا تھا بعض محدثین روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے، روایت باللفظ کو لازم جانتے ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ روایت باللفظ افضل و مستحب ہے راوی نے اسی لئے اس کا لحاظ کیا۔

من عبد يتناول الذكر والانثى (عمدہ) یعنی یہ لفظ مذکر و مؤنث غلام اور باندی (کنیز) سب کو شامل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ باب کی دوسری حدیث یعنی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں بجائے عبد کے مملوک ہے اور مملوک عام ہے غلام ہو یا کنیز۔ نیز اسی بخاری ص۳۴۳/ میں ابن عمرؓ کا فتویٰ ہے "انه كان يفتی فی العبد او الامة يكون بين شركاء" اسلئے اسحاق بن راہویہؒ کا یہ کہنا کہ یہ حکم غلام کے ساتھ خاص ہے باندی کیلئے نہیں قول شاذ كما قال النوویؒ (عمدہ)

مقصد | قال ابن بطال لا خلاف بين العلماء ان قسمة العروض وسائر الامتعة بعد التقويم جائز وانما اختلفوا فی قسمتها بغير تقويم فاجازه الاكثر اذا كان علی سبيل التراضی ومنعه الشافعیؒ (ف)

ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بخاریؒ کا مقصد امام شافعی کی موافقت ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۵۶۸ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيْهِ ﴾

کیا تقسیم میں اور حصہ لینے میں قرعہ اندازی کی جائے گی؟

(عند الجمہور جائز ہے، ابن بطال نے کہا سنت ہے)

۲۳۳۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اِنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا. ﴾

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حدود پر قائم رہنے والے (ای الآمر بالمعروف والناهي عن المنكر) اور جو حدود میں گھسنے والے (ای التارك للمعروف والمرتكب للمنكر) ہیں ان دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنھوں نے کشتی میں (یا جہاز میں) سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی تو بعض نے اوپر کا حصہ لیا اور بعض نے نیچے کا حصہ، اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے وہ پانی لینے کے لئے اوپر کے درجے والوں پر گذرے پھر کہنے لگے اگر ہم نیچے درجے میں ایک سوراخ کرلیں تو بار بار اوپر آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہیں دیں گے اب اگر اوپر والے انہیں چھوڑ دیں، ایسا کرنے دیں تو سب کے سب ڈوب کر تباہ وہلاک ہوجائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ لیں (یعنی روک دیں) تو خود بھی بچ جائیں گے اور سب بھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "استهموا على سفينة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۳۹، ويأتي الحديث ص ۳۶۹۔

مقصد شرکاء میں تقسیم کرتے وقت قطع نزاع کے لئے قرعہ ڈالنا جائز ودرست ہے۔ قال ابن بطالؒ والعلماء متفقون على القول بالقرعة الخ (فس) نیز احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر میں جاتے وقت ازواج مطہرات کے لئے قرعہ اندازی کرتے، پھر جس کا نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، حنفیہ کے نزدیک بھی قرعہ اندازی تقسیم کے وقت جائز ہے۔

﴿ باب ۱۵۶۹ شِرْكَةِ الْيَتِيمِ وَاَهْلِ الْمِيْرَاثِ ﴾

یتیم کا دوسرے وارثوں کے ساتھ شریک ہونا

(وَاَهْلِ الْمِيْرَاثِ اَىْ مَعَ اهلِ الميراثِ. (قس)

۲۳۴۰﴿ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِىُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عن صالحٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّه سَاَلَ عَائِشَةَ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِى يُوْنُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّه سَاَلَ عَائِشَةَ عن قولِ اللهِ عزّ وجلّ "وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا ماطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ" قالتْ يَاابْنَ اُخْتِى هِىَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِى حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُه فِى مالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِاَنْ يُقْسِطَ فِى صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُه فَنُهُوا اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوا اَنْ يَنْكِحُوا مَاطَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قال عُرْوَةُ قالتْ عائِشَةُ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْ رَسُوْلَ الله صلى اللّهُ عليه وسلم بَعْدَ هٰذِهِ الآيَةِ فَاَنْزَلَ اللّهُ عَزَّ وجَلَّ "وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَاءِ قُلِ الله يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتَابِ فِى يَتٰمَى النِّسَاءِ الى قوله وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالَّذِى ذَكَرَ اللّهُ اَنَّه يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتَابِ الآيَةُ الْاُوْلٰى الَّتِى قالَ اللّهُ فِيْهَا "وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِى الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا ماطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ قالتْ عائشةُ وقولُ اللهِ فِى الآيَةِ الْاُخْرٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ هِىَ رَغْبَةُ اَحَدِكُمْ لِيَتِيْمَتِهِ الَّتِى تَكُوْنُ فِى حَجْرِهِ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوا اَنْ يَنْكِحُوا مَارَغِبُوا فِى مالِهَا وَجَمَالِهَا مِن يتامَى النِّسَاءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ ﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (جو سورہ نساء میں ہے) کے بارے میں پوچھا "اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو عورتوں میں جو تمہیں پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار نکاح کرلو" عائشہؓ نے فرمایا اے میرے بھانجے! یہ آیت اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور وہ ترکے کے مال میں اس کی شریک ہو وہ اس کے مال اور حسن پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح

کرلینا چاہے لیکن انصاف سے پورا مہر جتنا اس کو دوسرا دیتا نہ دیکر، تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے سے منع کردیا گیا، مگر یہ کہ مہر میں انصاف کریں اور انہیں ان کی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مہر دیں (تو پھر جائز ہے) اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے ماسوا دوسری عورتیں جو پسند آئیں ان سے نکاح کریں۔

عروہ نے کہا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس آیت کے بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی "آپ سے لوگ عورتوں کے بارے میں فتوی پوچھتے ہیں (یعنی ایسی لڑکیوں سے نکاح کی اجازت مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اجازت مل گئی) آپ فرما دیجئے اللہ ان کے بارے میں تمہیں بتاتا ہے اور جو تم پر قرآن میں تلاوت کیا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں جنہیں ان کا مقرر حق نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔ اور جو اللہ نے یہ ذکر فرمایا کہ وہ کتاب میں تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی ہے اس سے مراد پہلی آیت ہے، جس میں اللہ نے یہ فرمایا "وان خفتم" الآیۃ یعنی اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں نکاح کرلو۔ عائشہؓ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد دوسری آیت وترغبون ان تنکحوھن اس سے یہ غرض ہے کہ یتیم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال و جمال میں کم ہو تو اس سے تم اعراض کرتے ہو اس لئے جس یتیم لڑکی کے مال و جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی منع کردیا گیا مگر اس صورت میں جب کہ مہر میں انصاف سے کام لو اور پورا حق دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تؤخذ من قولہ "الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا تشارکہ فی مالہ".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۳۹، ویاتی ص۳۸۷، وفی التفسیر ص۶۵۸، وص۶۶۱، وص۷۵۸، وص۷۶۳، ،،، وص۷۷۰، ،،، وص۷۷۲، وص۱۰۳۰، ومسلم ثانی فی التفسیر ص۴۲۰، وابوداؤد فی النکاح وکذا النسائی.

مقصد واھل المیراث میں واؤ بمعنی مع ہے، یتیم کے مال میں شرکت کرنا درست نہیں مگر جبکہ اس میں یتیم کا فائدہ راجح ہو، قالہ ابن بطال (فتح) اس پر تفصیل کتاب النکاح میں آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿ بابٌ ۱۵۷۰ الشَّرِكَةِ فِی الْاَرْضِیْنَ وَغَیْرِھَا ﴾

زمین و باغ وغیرہ میں شرکت کا بیان

۲۳۴۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنا ھِشَامٌ اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عن اَبِی سَلَمَةَ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ قال اِنَّما جَعَلَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الشُّفْعَةَ فِی کُلِّ مَالَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلا شُفْعَةَ. ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مال میں شفعہ قائم فرمایا جو تقسیم نہ ہوا ہو تو جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تؤخذ من قولہ "مالم یقسم" لان ھذا یشعر بان مالم یقسم یکون بین الشرکاء والقسمۃ لاتکون الا بینھم.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۳۹، ومر الحدیث ص ۲۹۴، وص ۳۰۰، ویاتی ص ۱۰۳۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زمین یعنی کھیت، باغ اور گھر کی تقسیم جائز ہے البتہ جس کی تقسیم سے کوئی فائدہ نہ ہو وہ مستثنیٰ ہے۔

افادہ: اس حدیث کی تشریح وتفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ششم، باب ۱۴۰۰، باب الشفعہ۔

﴿ بَابٌ [۱۵۷۱] إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّورَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلَا شُفْعَةٌ ﴾

جب شرکاء گھر وغیرہ بانٹ لیں تو انہیں رجوع اور شفع کا حق نہیں ہے

لان القسمۃ عقد لازم فلا رجوع فیھا.

۲۳۴۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مال میں شفعہ کا حکم دیا جس کی تقسیم نہ ہوئی تو جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تؤخذ من قولہ "فلا شفعۃ" کیونکہ تقسیم کے بعد شفعہ کا حق نہ رہا تو تقسیم بھی پھر نہیں ہو سکتی یعنی شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم ہے کیونکہ اگر شریک کو رجوع کا حق ہو تو جائداد مشترک ہو جائے گی اور شرکاء کو شفعہ کا حق پیدا ہو جائے گا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۳۹، ومر الحدیث ص ۲۹۴، وص ۳۰۰، ویاتی ص ۱۰۳۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ قسمت (بٹوارہ) ایک لازمی عقد ہے اس میں رجوع نہیں ہو سکتا ہے۔

﴿بَابُ ۱۵۷۲ الِاشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ﴾

سونے چاندی اور جن چیزوں میں بیع صرف ہوتی ہے ان میں شرکت کا بیان

۲۳۳۳﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ عن عثمانَ يعنى ابنَ الْاَسْوَدِ قال اَخْبَرَنِي سُلَيمانُ بنُ اَبِي مُسْلِمٍ قال سَاَلْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ عنِ الصَّرفِ يَداً بِيَدٍ فقال اشْتَرَيْتُ اَنَا وَشَرِيكٌ لِي شَيئًا يَداً بِيَدٍ وَنَسِيئَةً فجائَنَا البَرَاءُ بنُ عَازِبٍ فَسَاَلْنَاهُ فقال فَعَلْتُ اَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بنُ اَرْقَمَ فَسَاَلْنَا النبيَّ صلى الله عليه وسلم عن ذٰلِكَ فقال مَا كَانَ يَداً بِيَدٍ فَخُذُوهُ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَذَرُوهُ.﴾

ترجمہ سلیمان بن ابی مسلم نے کہا کہ میں نے ابوالمنہال سے ہاتھ بہ ہاتھ یعنی نقد بیع صرف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے کچھ چیز نقد خریدی اور کچھ ادھار اتنے میں حضرت براء بن عازبؓ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقمؓ نے ایسا کیا تھا اور ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا جو نقد انقد ہو اس کو لے لو اور جو ادھار ہو اس کو چھوڑ دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله اشتريت انا وشريك لى شيئا" الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۳۹ تا ص۳۴۰، ومر الحديث ص۲۷۷، وص۲۹۱، ويأتي ص۵۶۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ بیع صرف میں تقابض شرط ہے ادھار جائز نہیں۔ ولا بد من قبض العوضين قبل الافتراق. (ہدایہ ثالث)

افادہ: بیع صرف کی تعریف وتفصیل کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد ششم باب ۱۲۸۶ / باب التجارۃ۔

﴿بَابُ ۱۵۷۳ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ﴾

کھیتی میں مسلمان کا ذمی اور مشرک کے ساتھ شریک ہونا (یعنی جائز ہے)

۲۳۳۴﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بنُ اَسْمَاءَ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللهِ قال اَعْطَى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ الْيَهُودَ اَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کے حوالے کردی اس اقرار پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں اور پیداوار کا آدھا حصہ لیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من معنى الحديث وهو ان فيه مشاركة اليهود فى مزارعة خيبر من حيث انه صلى الله عليه وسلم جعل لهم شطر ما يخرج من الزراعة من خيبر الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۰، ومر الحديث ص۳۰۵، وص۳۱۳، وص۳۱۴، وص۳۱۵، وص۳۷۶، وص۴۳۶، وفى المغازى ص۷۰۹۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ کھیتی کا معاملہ ہو یا باغ کا، ذمی اور مشرک یعنی مستامن کے ساتھ شرکت جائز و درست ہے اور یہی حنفیہ کا بھی مسلک ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد مخالفین جواز پر رد ہے جیسے ثوریؒ اور لیثؒ وغیرہ۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۵۷۴ قِسْمَةِ الغَنَمِ وَالعَدْلِ فِيهَا ﴾

بکریوں کا انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا

۲۳۳۵﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِى حَبِيْبٍ عن اَبِى الخَيْرِ عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم اَعْطَاهُ غَنَماً يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايا فَبَقِىَ عَتُودٌ فَذَكَرَه لِرَسولِ الله ﷺ فقال ضَحِّ بِهِ اَنْتَ. ﴾

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں کہ صحابہ میں قربانی کے لئے تقسیم کردیں پھر ایک سال بھر کا بکری کا بچہ بچ رہا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ ﷺ نے حضرت عقبہ سے فرمایا تو اس کی قربانی کر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۰، ومر الحديث ص۳۰۸، ويأتى ص۸۳۲، وص۸۳۳۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کو تقسیم کا وکیل بنایا جائے تو وکیل پر لازم ہے کہ انصاف سے تقسیم کرے یہ نہ ہو کہ کسی کو ایک اور کسی کو دو۔ بلکہ سب کو برابر تقسیم کرے اور اگر تقسیم کے بعد باقی رہے تو مالک یعنی مؤکل کی طرف رجوع کرے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تطوع و تبرع تھا۔

﴿ بابُ ۱۵۷۵ الشَّرْكَةِ فى الطَّعَامِ وغَيْرِه ﴾

وَيُذْكَرُ اَنَّ رَجُلاً سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهُ آخَرُ فَرَاٰى عُمَرُ اَنَّ لَهُ شِرْكَةً.

غلے وغیرہ میں شرکت کا بیان

اور منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک چیز کا دام طے کیا تو دوسرے نے اس کو آنکھ سے اشارہ کیا حضرت عمرؓ نے سمجھا یہ اس کا شریک ہے۔

۲۳۴۶﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بنُ الفَرَجِ اَخْبَرَنِی عبدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی سَعِیْدٌ عن زُهْرَةَ بنِ مَعْبَدٍ عن جَدِّهٖ عبدِ اللهِ بنِ هِشَامٍ وکان قَدْ اَدْرَكَ النبیَّ صلی الله علیه وسلم وَذَهَبَتْ بِه اُمُّهٗ زَیْنَبُ بِنْتُ حُمَیْدٍ اِلٰی رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فقالتْ یارسولَ الله بایِعْهُ فقال هُوَ صَغِیْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ وَدَعَا لَه وعن زُهْرَةَ بنِ مَعْبَدٍ اَنَّه کان یَخْرُجُ بِه جَدُّهٗ عبدُ اللهِ بنُ هِشَامٍ اِلَی السُّوقِ فَیَشْتَرِی الطَّعَامَ فَیَلْقَاهُ ابنُ عُمَرَ وَابنُ الزُّبَیْرِ فَیَقولانِ لَه اَشْرِکْنَا فَاِنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم قَدْ دَعَا لَكَ بِالبَرَکَةِ فَیُشْرِکُهُمْ فَرُبَّما اَصَابَ الرَّاحِلَةَ کَمَا هِیَ فَیَبْعَثُ بها اِلَی المَنْزِلِ قال ابوعبدِ اللهِ اِذَا قال الرَّجُلُ اَشْرِکْنِی فَاِذَا سَکَتَ فیکونُ شَرِیْکَهٗ بِالنِّصْفِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تھیں اور عرض کیا تھا یارسول اللہ اس سے بیعت لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ چھوٹا ہے (یعنی ابھی بچہ ہے بیعت کے لائق نہیں ہے) اور حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام انہیں لے کر بازار جاتے اور غلہ خریدتے پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو بھی اس غلہ میں شریک کرلو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے حضرت عبداللہ بن ہشام ان کو شریک کر لیتے ہیں کبھی پورا اونٹ (مع غلہ) نفع میں پاتے اور اس کو گھر بھیج دیتے۔ ابوعبداللہ امام بخاریؒ نے کہا کہ جب کسی نے کسی سے کہا مجھے شریک کرلو اور وہ خاموش رہا تو آدھے کا شریک ہوگیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فیقولان له اشرکنا" الیٰ آخره.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۴۰، ویاتی الحدیث ص ۱۰۷۰۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ غلہ وغیرہ میں شرکت جائز ہے اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔

فمسح راسه: صحابہ کرامؓ کا دستور تھا کہ بچوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لاتے اور حضور اقدس ﷺ ان کے سر پر دست اقدس پھیرتے اور ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔ کبھی کبھی کھجور چبا کر اس کے منہ میں

ڈالتے جسے تحنیک کہتے ہیں الحمد للہ اب تک مسلمانوں میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ بچوں کو علماء کرام و مشائخ عظام کی خدمت میں لاتے ہیں اور یہ مشائخ سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں۔

﴿ بَابُ ۱۵۷۶ الشِّرْكَةِ فِی الرَّقِیْقِ ﴾

غلام (مملوک) میں شرکت کا بیان

۲۳۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عن نافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال مَنْ اَعْتَقَ شِرْکًا له فی مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَیْهِ اَنْ یُعْتِقَ کُلَّه اِنْ کانَ لَهُ مالٌ قَدْرَ ثَمَنِهِ یُقَامُ قِیْمَةَ عَدْلٍ وَیُعْطَی شُرَکَاؤُهُ حِصَّتَهُمْ وَیُخَلّٰی سَبِیْلُ المُعْتَقِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مملوک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اگر وہ اس غلام کی قیمت کے برابر مالدار ہو تو اس پر واجب ہے کہ پورے غلام کو آزاد کرا دے انصاف کے ساتھ اس غلام کی قیمت لگائی جائے اور دوسرے شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت ادا کرے اور غلام کا راستہ چھوڑ دے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة تؤخذ من قوله "من اعتق شرکا له" لان الاعتاق یبنی علی صحة الملك فلو لم تکن الشرکة فی الرقیق صحیحة لما ترتب علیها صحة العتق.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۴۰، ومر الحدیث ص۳۳۹، ویاتی الحدیث ص۳۴۲، ۳۴۳، وص۳۴۳، وص۳۴۷۔

مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ غلام میں شرکت جائز و درست ہے۔ (حدیث گزر چکی ہے)

۲۳۴۸ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حازِمٍ عن قَتَادَةَ عن النَّضْرِ بنِ اَنَسٍ عن بَشِیْرِ بنِ نَهِیْكٍ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قال مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فی عبدٍ اُعتِقَ کُلُّهُ اِن کانَ له مَالٌ وَاِلَّا یُسْتَسْعٰی غَیْرَ مَشْقُوقٍ عَلَیْهِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ مالدار ہو تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا ورنہ باقی حصے کے لئے اس سے کمائی کرا کر قیمت وصول کی جائے مگر اس کو مشقت میں نہ ڈالا جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة مثل ما ذکرنا فی الحدیث الذی قبله.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۴۰، ومر الحدیث ص۳۳۹، ویاتی ص۳۴۲۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے اور احادیث الباب سے ظاہر ہے کہ غلام میں شرکت جائز ہے۔

﴿ باب ۱۵۷۷ الإشتراك في الهدي والبدن ﴾

وإذا أشرك الرجل رجلا في هديه بعد ما أهدى.

قربانی کے جانور اور اونٹوں میں شریک ہونا

اور اگر کوئی مکہ کو قربانی بھیج چکے پھر اس میں کسی کو شریک کرے۔

۲۳۴۹﴿ حدثنا أبو النعمان حدثنا حماد بن زيد أخبرنا عبد الملك بن جريج عن عطاء عن جابر وعن طاؤس عن ابن عباس قالا قدم النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه صبح رابعة من ذي الحجة مهلين بالحج لا يخلطهم شيء فلما قدمنا أمرنا فجعلناها عمرة وأن نحل إلى نسائنا ففشت في ذلك القالة قال عطاء قال جابر فيروح أحدنا إلى منى وذكره يقطر منيا فقال جابر بكفه فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقام خطيبا فقال بلغني أن أقواما يقولون كذا وكذا والله لأنا أبر وأتقى لله عز وجل منهم ولو أني استقبلت من أمري ما استدبرت ما أهديت ولولا أن معي الهدي لأحللت فقام سراقة بن مالك بن جعشم فقال يارسول الله هي لنا أو للأبد فقال لا بل للأبد قال وجاء علي بن أبي طالب فقال أحدهما يقول لبيك بما أهل به رسول الله ﷺ وقال الآخر لبيك بحجة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يقيم على إحرامه وأشركه في الهدي. ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اصحابؓ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ صبح کو مکہ مکرمہ میں آئے حج کا احرام باندھے ہوئے تھے اور کوئی نیت (یعنی عمرہ کی) نہ تھی پھر جب ہم لوگ مکہ میں پہونچے تو آپ ﷺ نے ہم کو حکم دیا اور ہم نے حج کو عمرہ کر ڈالا اور آپ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا کہ ہم عورتوں سے صحبت کرلیں اس سلسلے میں بات پھیل گئی (یعنی اس کا چرچا ہونے لگا) عطاء نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا کہ لوگ کہنے لگے کیا ہم (حج کے لئے) منیٰ کی طرف اس کیفیت سے جائیں کہ ذکر سے منی ٹپک رہی ہو اور جابرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پھر یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا مجھ کو یہ خبر پہونچی کہ کچھ لوگ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان سے زیادہ نیک اور پرہیزگار ہوں اگر پہلے سے جانتا جو بعد کو معلوم ہوا تو

میں ہدی (یعنی قربانی) ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو یقیناً میں احرام کھول دیتا اس وقت سراقہ بن جعشم کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ یہ حکم خاص ہم لوگوں کے لئے ہے یا ہمیشہ (سب لوگوں کے) کے واسطے آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے خاص نہیں ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضرت جابرؓ نے کہا اور حضرت علی بن ابی طالب بھی (یمن سے) آپہونچے اب عطاء اور طاؤس میں سے ایک نے کہا کہ حضرت علیؓ نے احرام کے وقت یوں کہا "لبیك بما اهل به رسول الله صلى الله عليه وسلم" اور دوسرے نے کہا کہ انہوں نے "لبّيك بحجة رسول الله صلى الله عليه وسلم" کہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ احرام قائم رکھیں اور ان کو قربانی میں شریک کرلیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "و اشركه في الهدى".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۰ تا ص ۳۴۱، مر حديث عبدالله ابن عباسؓ ص ۱۴۷، وص ۲۱۲، وياتي الحديث ص ۴۵۰، ومر حديث جابر بن عبداللهؓ ص ۲۱۱، وص ۲۱۳، وص ۲۲۳، وص ۲۳۹، وياتي الحديث ص ۶۲۴، وص ۱۰۷۳، وص ۱۰۹۴۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ قربانی کا جانور روانہ کرنے کے بعد بھی شرکت جائز ہے۔

آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے لئے تریسٹھ اونٹ لے گئے تھے اور حضرت علیؓ یمن سے سینتیس (۳۷) اونٹ لائے تھے حضرت علیؓ یمن سے سیدھے مکہ مکرمہ پہونچے تھے آپ ﷺ نے حضرت علی کو ان اونٹوں میں یعنی ہدی میں شریک کرلیا۔

﴿ باب ۱۵۷۸ مَنْ عَدَلَ عَشرَةً مِنَ الغَنَمِ بِجَزُورٍ فِى القَسْمِ ﴾

تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھنا

جزور بفتح الجيم وضم الزاء یعنی اونٹ۔ في القسم بفتح القاف قيد به احترازا عن الاضحية فان فيها يعدل سبعة بجزور (عمدہ) یعنی قسم کی قید سے قربانی کا اونٹ خارج کرنا مقصود ہے کیونکہ قربانی کے مسئلے میں ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے۔ اسی طرح گائے، بھینس یعنی بڑے جانوروں میں سات حصے ہوں گے جیسا کہ معمول بھی ہے۔

۲۳۵۰﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ عن اَبِيْهِ عن عَبَايَةَ بنِ رِفَاعَةَ عن جَدِّهِ رَافِعِ بنِ خَدِيْجٍ قال كُنَّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِذِى الحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَبْنَا غَنَماً وَاِبِلاً فَعَجِلَ القَوْمُ فَاَغْلَوا بِهَا القُدُورَ فجاءَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم

فَامَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الغَنَمِ بِجَزُورٍ ثُمَّ اِنَّ بَعِيْرا مِنها نَدَّ وَلَيْسَ فى القَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ لِهٰذِهِ البَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الوَحْشِ فما غَلَبَكُم مِنها فَاصْنَعُوا بِهِ هكذا قال قال جَدِّى يارسولَ الله اِنَّا نَرْجُو اَوْ نَخافُ اَنْ نَلْقَى العَدُوَّ غداً وَلَيْسَ مَعَنا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالقَصَبِ قال اعْجَلْ اَوْ اَرْنِى مَااَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسمُ الله عليهِ فَكُلوا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عن ذٰلِك اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الحَبْشَةِ.

ترجمہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم علاقہ تہامہ کے مقام ذوالحلیفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں لوگوں نے جلدی کر کے ان کا گوشت ہانڈیوں میں کر کے (پکنے کیلئے) چڑھا دیا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حکم دیا وہ ہانڈیاں سب الٹ دی گئیں (کیونکہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں تصرف کرنا درست نہیں بلکہ سارے اموال غنیمت کو حاکم کے پاس حاضر کرنا چاہئے) پھر آپ ﷺ نے تقسیم میں ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں رکھیں اور ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا اور لوگوں میں گھوڑے سوار کم تھے آخر ایک شخص نے تیر مار کر اس کو روک دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو ان چوپایوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح چمک نکلتے ہیں جب تم ان کو پکڑ نہ سکو تو ایسا ہی کیا کرو، عبایہ نے کہا میرے دادا رافعؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کو امید ہے یا کہا (شک راوی) ڈر ہے کہ کل دشمن سے ملیں (بھڑ جائیں) اور ہمارے پاس چھری نہیں۔ کیا دھار دار لکڑی سے ذبح کر ڈالیں فرمایا جلدی کرو جو چیز خون بہائے اسی سے ذبح کر دو اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ مگر دانت اور ناخن سے ذبح نہ کرو میں اس کی وجہ بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم عدل عشرة من الغنم بجزور".

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۳۴۱، و مر الحديث ص ۳۳۸، ويأتى الحديث ص ۴۳۲، وص ۸۲۶، وص ۸۲۷، وص ۸۲۸، وص ۸۳۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ تقسیم غنیمت کے اونٹ کو دس بکریوں کے برابر رکھا جائے بخلاف قربانی کے اونٹ کے کہ قربانی کا اونٹ سات بکریوں کے برابر ہوگا یعنی ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ کما مر ذکرہ

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ بَابُ ۱۵۷۹ الرَّهْنِ فى الحَضَرِ ﴾

وقولِ اللهِ تعالى وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ.

حضر میں رہن کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) اگر تم سفر پر ہو، اور لکھنے والا کوئی نہ ملے تو ہاتھ میں گروی رکھنی چاہئے۔

۲۳۵۱ ﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنا هِشامٌ حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أَنَسٍ قال وَلَقَدْ رَهَنَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ وَمَشَيْتُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِخُبْزِ شَعِيرٍ وإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ما أَصْبَحَ لِآلِ محمَّدٍ وَلا أَمْسَى وَإِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ أَبْيَاتٍ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زرہ جو کے عوض رہن (گروی) رکھی اور میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور بدبودار چربی لے کر حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج (غلہ) کے سوا کچھ نہ رہا۔ حالانکہ وہ نو گھر ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولقد رهن النبي ﷺ درعه بشعير".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۱، ومر الحديث ص ۲۷۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضر میں بھی رہن (گروی) رکھنا درست ہے۔

رہن کی تعریف لغت میں حبس الشيء بای سبب كان یعنی کسی چیز کا روکنا، گروی رکھنا۔
فقہاء کے یہاں کسی مال کو روکنا کسی ایسے حق کے بدلہ میں کہ اس حق کو اس شئ مرہون سے وصول کرنا ممکن ہو۔ اس مال مرہون کو رہن بھی کہتے ہیں رہن دینے والے کو راہن اور لینے والے کو مرتہن کہتے ہیں۔

کتاب الشرکۃ سے مناسبت شرکت میں ایک چیز پر چند آدمیوں کو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اور رہن کے اندر بھی شئ مرہون میں دو شخصوں کا حق مشترک ہوتا ہے راہن کا اس میں ملکیت کا حق ہے اور مرتہن کو حق حبس۔ فرق صرف یہ ہے کہ شرکت میں یکساں حق ثابت ہے اور رہن میں حقوق مختلف ہیں۔

رہن کا ثبوت قرآن حکیم سے ثابت ہے جس کو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں نقل فرمایا ہے "وان كنتم على سفر" الآیہ یعنی اگر تم سفر میں ہو اور کاتب (دستاویز لکھنے والا) نہ پاؤ تو گروی رکھنی چاہئے۔

اس آیت کریمہ سے سفر میں رہن کا ثبوت ہوتا ہے اور حدیث پاک سے حالت حضر میں رہن کا ثبوت ہے جیسا کہ آئندہ ابواب میں مذکور ہے، بخاریؒ نے ترجمہ میں حضر کی قید بڑھا کر بتا دیا ہے کہ آیت کے اندر سفر کی قید احترازی نہیں ہے۔ چونکہ سفر میں اس کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے ورنہ حضر میں بھی اور کاتب کی موجودگی میں بھی رہن درست ہے۔

● ● ●

﴿ بابٌ ۱۵۸۰ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ ﴾

اپنی زرہ کو رہن رکھنا

۲۳۵۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الواحِدِ حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ قال تَذَاكَرْنا عندَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالقَبِيْلَ فِى السَّلَمِ فقال ابراهِيْمُ حَدَّثَنَا الاَسْوَدُ عن عائِشَةَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اشْتَرٰى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ. ﴾

ترجمہ اعمش نے کہا کہ ہم نے ابراہیم نخعیؒ کے پاس گروی اور ضمانت دینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے کہا ہم سے اسود نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابوالشحم) سے وعدے پر غلہ (جو) خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھدی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ورهنه درعه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۱، ومر الحديث ص ۲۷۷، وص ۲۸۱، وص ۲۹۳، وص ۳۰۰، وص ۳۲۱، ويأتى ص ۴۰۹، ،،، وص ۶۴۱۔

مقصد مقصد واضح ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گروی رکھنا ثابت ہے حضرت عائشہؓ کی روایت کتاب الجہاد ص ۴۰۹ ر میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہودی سے تیس صاع جو خریدا جس کے بدلے میں لوہے کی زرہ گروی رکھی اور وفات تک یہ زرہ یہودی کے پاس رہی۔ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا اور غلہ کی قیمت ایک دینار تھی اور ادھار کی مدت ایک سال تھی اخیر تک آپ ﷺ اس کو نہ چھڑا سکے ابوبکرؓ یا حضرت علیؓ نے اس کو چھڑایا۔

سوال: حضور ﷺ نے یہ غلہ ابوشحم سے خریدا مسلمانوں سے کیوں نہیں خریدا؟

جواب: ۱ تا کہ یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ غیر مسلم سے لین دین، خرید و فروخت جائز ہے۔ ۲ اس وقت کسی مسلمان کی دوکان میں غلہ نہیں تھا، ۳ مسلمان رہن نہیں رکھتے بلکہ ہدیۃً دینے کی کوشش کرتے۔

﴿ بابٌ ۱۵۸۱ رَهْنِ السِّلاحِ ﴾

ہتھیار گروی رکھنا

۲۳۵۳﴿ حَدَّثَنَا عليُّ بنُ عبدِ الله حَدَّثَنَا سُفْيانُ قال عَمْرٌو سَمِعْتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللهِ يقول قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ لِكَعْبِ بنِ الاَشْرَفِ فَاِنَّهُ قد آذَى اللهَ

وَرَسُولَهُ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ قَالَ ارْهَنُونِي نِسَائَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَائَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُونِي أَبْنَائَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَائَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرُوهُ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے کعب بن اشرف کے لئے (یعنی تم میں سے کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟) اس لئے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے یہ سن کر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "میں ہوں" چنانچہ وہ کعب کے پاس پہونچے اور کہا ہم تم سے ایک دو وسق غلہ قرض لینا چاہتے ہیں تو کعب نے کہا تم اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا ہم اپنی عورتوں کو تمہارے پاس کیسے رہن رکھ سکتے ہیں تم تو سارے عرب میں خوبصورت ہو، کعب نے کہا اچھا اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو، محمد بن مسلمہؓ وغیرہ نے کہا ہم اپنے بیٹوں کو کیسے رہن رکھیں؟ لوگ ہمیشہ طعنہ دیتے رہیں گے کہ ایک دو وسق میں گروی کئے گئے تھے یہ ہم پر عار ہے (ہمارے لئے بڑے شرم کی بات ہے) البتہ ہم تیرے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں محمد بن مسلمہؓ نے وعدہ کرلیا کہ اس کے پاس آئیں گے پھر دوبارہ حسب وعدہ گئے اور کعب کو قتل کردیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ (آپ ﷺ خوش ہوئے اور دعا دی)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ولکنا نرھنک اللامۃ ای السلاح".

تعدد موضع والحدیث ھنا ص ۳۴۱، ویاتی الحدیث ص ۴۲۵، وایضا ص ۴۲۵، وفی المغازی ص ۵۷۶ تا ص ۵۷۷، مسلم فی المغازی ابوداؤد فی الجہاد۔ تفصیل وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ہشتم، کتاب المغازی، ص: ۸۰ تا ۸۲۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ عند الضرورت ہتھیار کا رہن رکھنا جائز ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۵۸۲ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ ﴾

وَقَالَ الْمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

رہن (کے جانور) پر سوار ہو سکتے ہیں اور اس کا دودھ دوہ سکتے ہیں

اور مغیرہ نے کہا ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ گم شدہ جانور پر اس کے چارے کی مقدار سواری کی جاسکتی ہے اور اس کو

چارے کی مقدار دوہا جا سکتا ہے اور رہن (گروی جانور) اسی کے مثل ہے۔

تشریح الرھن مرکوب ومحلوب یعنی جائز ہے یہ ترجمۃ بعینہ حدیث کا لفظ ہے۔ اخرجه الحاكم وصححه. (عمدہ، فتح)

وقال المغيرة الخ اس تعلیق کو سعید بن منصور نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے، مغیرہ سے مراد مغیرہ بن مقسم (بکسر المیم) ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کسی نے گم شدہ جانور پایا تو وہ اس کو اتنی سواری کے کام میں لا سکتا ہے جس کی اجرت اس کے چارے کی قیمت کے برابر ہو، اور اگر دودھ والا جانور ہے تو اتنا دودھ نکال کر پی سکتا ہے جو اس کے چارے کی قیمت کے برابر ہو اور یہی حکم رہن کا ہے۔

۲۳۵۴﴿ حَدَّثَنَا ابو نعيم حدثنا زكريا عن عامر عن ابی هريرة عن النبی ﷺ انه كان يقول الرهن يركب بنفقته ويشرب لبن الدر اذا كان مرهوناً. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے گروی جانور پر اس کا خرچ نکلنے کے لئے (چارہ کے عوض) سواری کی جا سکتی ہے اگر دودھ والا جانور گروی ہو تو دودھ پیا جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۱، ویاتی الحديث ص ۳۴۱۔

۲۳۵۵﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا زَكَرِيّا عنِ الشَّعْبِيِّ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ اِذَا كَانَ مَرْهُونا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ اِذَا كَانَ مَرْهُوناً وَعَلَى الَّذِي يُرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کا جانور جب مرہون ہو تو اس کے خرچے کے مطابق سواری کی جائے گی اور دودھ والا جانور جب مرہون ہو تو اس کے خرچے کے مطابق اس کا دودھ پیا جائے گا اس کا خرچا اس پر ہے جو اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پیے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. وهذا طريق آخر فی الحديث المذكور.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۱، ومر الحديث ص ۳۴۱۔

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہے علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "واحتج به الامام حيث قال يجوز للمرتهن الانتفاع بالرهن اذا قام بمصلحته ولو لم ياذن له المالك. (قس)

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ مرتہن کے لئے جائز ہے رہن یعنی مرہون

سے انتفاع کرے۔ جب کہ اصلاح اور خبر گیری کرتا رہے، اور امام بخاریؒ کا مقصد اس کی تائید وموافقت ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

جمہور فقہاء (احنافؒ ومالکؒ واحمدؒ فی روایۃ) کے نزدیک انتفاع بالمرہون جائز نہیں اگر رہن میں جانور ہے تو مرتہن کے لئے اس پر سوار ہونا یا اس کا دودھ پینا جائز نہیں کما فی الحدیث کل قرض جر نفعاً فھو الربا یعنی جس قرض سے کچھ فائدہ ہو وہ سود ہے البتہ اس جانور کا خرچہ مرتہن پر واجب نہیں بلکہ راہن پر واجب ہے جو دراصل مالک ہے۔ لیکن اگر مرتہن نے اس پر خرچہ کیا تو اس صورت میں اس خرچ کے بقدر اس پر سواری کرنا یا اس کا دودھ پینا مرتہن کے لئے جائز ہے مگر مقدار خرچ سے زیادہ جائز نہیں۔

یا یہ کہا جائے کہ حدیث الباب حکم ربا سے قبل کی ہے آیت ربوا سے منسوخ ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۵۸۳ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِم ﴾

یہود وغیرہ (کافروں) کے پاس رہن رکھنا؟

۲۳۵۶ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَاماً وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی زرہ اسکے پاس گروی رکھدی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۴۱، ومر الحدیث ص ۲۷۷، وص ۳۴۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ لین دین، قرض وغیرہ لیکر رہن رکھنا یعنی معاملات یہود اور دوسرے کفار سے جائز ہیں۔

﴿ بابٌ ۱۵۸۴ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ﴾

جب راہن اور مرتہن وغیرہ اختلاف کریں تو مدعی پر بینہ ہے (یعنی گواہ لانا) اور مدعی علیہ یعنی منکر پر قسم ہے

۲۳۵۷ ﴿ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ

عباسٍ فكتبَ اِلَيَّ اَنَّ النبيَّ ﷺ قَضٰى اَنَّ اليَمِينَ عَلَى المُدَّعٰى عَلَيْهِ.﴾

ترجمہ | ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے (دو عورتوں کے مقدمہ میں) حضرت ابن عباسؓ کو لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اليمين على المدعى عليه".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۲، ویاتی ص ۳۶۷، وص ۶۵۳۔

۲۳۵۸﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عن اَبِي وَائِلٍ قال قال عبدُ الله مَنْ حَلَفَ عَلٰى يمينٍ يَسْتَحِقُّ بها مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَان ثم اَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْترونَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيمانِهِمْ ثَمناً قليلاً" فقرأ اِلٰى عَذَابٌ اَلِيْمٌ ثم اِنَّ الاَشْعَثَ بن قَيْسٍ خَرَجَ اِلَيْنا فقال مايُحَدِّثُكُمْ اَبُو عبدِ الرحمٰنِ قال فحدَّثْناهُ قال فقال صَدَقَ لَفِيَّ اُنْزِلَتْ كانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ في بِئْرٍ فاختَصَمْنَا اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم شاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُه قلتُ اِذَنْ يَحْلِفُ وَلا يُبَالِي فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُ بِهَا مَالاً وَهُوَ فِيْهَا فاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبانُ قال فَاَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثم اقْتَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً اِلٰى قولِهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے آیت نازل فرمائی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی خریدتے ہیں الی آخر عذاب الیم تک۔ پھر اشعث ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ تم سے کیا حدیث بیان کرتے ہیں؟ تو ہم نے یہ حدیث سنائی انہوں نے کہا سچ کہتے ہیں یہ آیت میرے مقدمہ میں نازل ہوئی، قصہ یہ ہوا کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان کنویں کے بارے میں جھگڑا ہوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو گواہ لاؤ یا تو اس سے قسم لے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھالے گا کچھ پرواہ نہ کرے گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو وہ شخص جب اللہ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی، پھر اشعث نے یہ آیت تلاوت کی "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. تک۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "شاهداك او يمينه".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۳۴۲، ومر الحدیث ص۳۱۷، وص۳۲۶، ویاتی الحدیث ص۳۶۶، وص۳۶۷، رر، وص۳۶۸، وص۶۵۲، وص۹۸۵، وص۹۸۷، وص۱۰۶۵، وص۱۱۰۹۔

مقصد | مقصد شرعی اصول بتلاتا ہے کہ اگر راہن اور مرتہن میں اختلاف ہو مثلاً راہن کہتا ہے کہ میں نے رہن رکھا ہے سو روپے کے عوض میں، اور مرتہن کہتا ہے کہ تو نے دوسو کے عوض میں رہن رکھا ہے۔ یا بائع اور مشتری میں اختلاف ہو تو فیصلہ کے لئے اصول یہ ہے کہ مدعی پر بینہ یعنی دو گواہ لانا ہے اور مدعی علیہ یعنی منکر پر یمین یعنی قسم ہے۔

براعۃ اختتام | عند الحافظ فی قولہ "اولئك لاخلاق لھن فی الآخرۃ" الآیۃ. وعند الشیخ یمکن ایضاً فی قولہ لقی اللہ وھو غضبان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ بَابٌ^١٥٨٥ فِی العِتْقِ وَفَضْلِهِ ﴾

ای باب ماجاء فی العتق وفضلہ

غلام آزاد کرنے اور اس کی فضیلت کے بیان میں

(یعنی آزاد کرنے کا ثواب)

وقولِ اللہ تعالٰی "فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطعامٌ فی یَومٍ ذِی مَسْغَبَةٍ یَتِیمًا ذَامَقْرَبَةٍ".

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بلد میں) "گردن چھڑانا (آزاد کر دینا) یا بھوک کے دن رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا۔

ہر چند ہر یتیم کو بھوک کے وقت کھلانا ثواب مگر رشتہ دار یتیم کو کھلانا بہت زیادہ ثواب ہے۔

۲۳۵۹ ﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا عاصِمُ بنُ محمّدٍ حَدَّثَنِی وَاقِدُ بنُ محمّدٍ حَدَّثَنِی سَعِیْدُ بنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِیِّ بنِ الحُسَیْنِ قال قال لی اَبُوهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً اسْتَنْقَذَ اللہ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قال سَعِیْدُ بنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰی عَلِیِّ بنِ الحُسَیْنِ فَعَمَدَ عَلِیُّ بنُ الحُسَیْنِ رضی اللہ عنہ اِلٰی عبدٍ لَهٗ قَدْ اَعْطَاهُ بِهٖ عبدُ اللہِ بنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلافِ دِرْهَمٍ اَوْ اَلفَ دِینَارٍ فَاَعْتَقَهٗ ﴾

ترجمہ | سعید بن مرجانہ نے جو امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے تلمیذ تھے حدیث بیان کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس

کے ہر عضو کو غلام کے ہر عضو کے بدلے دوزخ سے آزاد کردے گا سعید بن مرجانہ نے کہا میں حضرت علی بن حسین کی خدمت میں یہ حدیث لے کر پہنچا (ان کو حدیث سنائی) تو انہوں نے اپنے ایک ایسے غلام کو آزاد کردیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس ہزار یا ایک ہزار دینار دینے کو تیار تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه يخبر عن فضل عظيم في العتق.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۲، وياتي الحديث ص۹۹۴، اخرجه مسلم في العتق والترمذي في الايمان.

مقصد عتق کی عظیم فضیلت سے مقصد غلام کو آزاد کرنے کی ترغیب ہے۔ واللہ اعلم

تشریح بخاری ہی کی ایک روایت ص۹۹۴ر میں اتنا زیادہ ہے حتی فرجہ بفرجہ۔ (یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ کے عوض)

﴿ بَابٌ ۱۵۸۶ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ ﴾

کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

۲۳۶۰﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسٰى عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن اَبِي مُرَاوِحٍ عن اَبِي ذَرٍّ قال سَالتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اَيُّ العَمَلِ اَفْضَلُ قال اِيْمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ قلتُ فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قال اَعْلاهَا ثَمَناً وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قلتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قال تُعِيْنُ صانِعاً اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قلتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قال تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّها صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، میں نے عرض کیا کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو بہت پسند ہو میں نے عرض کیا اگر میں نہ کرسکوں آپ ﷺ نے فرمایا تو کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر (یہاں صانع کا لفظ ہے جس کے معنی کاریگر یعنی کوئی پیشہ کرنے والا، بعض نسخوں میں ضائع کا لفظ ہے جیسا کہ حاشیہ میں بھی ضاد معجمہ سے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کوئی تباہ حال، فقر و فاقہ میں مبتلا)

او تصنع لاخرق یا بے ہنر کا کام بنادو میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرسکوں؟ ارشاد فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ کہ یہ ایک صدقہ ہے جو تم اپنے اوپر کرو گے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فای الرقاب افضل".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۳۴۲۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلاموں سے ایک غلام آزاد کرنا چاہے تو افضل اور بہتر یہ ہے کہ محبوب تر اور قیمتی غلام آزاد کرے۔ قال النوویؒ محله والله اعلم فيمن اراد ان يعتق رقبة واحدة اما لو كان مع شخص الف درهم مثلا فاراد ان يشترى بها رقبة يعتقها فوجد رقبة نفيسة او رقبتين مفضولتين فالرقبتان افضل. الخ (الابواب والتراجم)

﴿ بابٌ ۱۵۸۷ مَايُسْتَحَبُّ مِنَ العَتَاقَةِ فِى الكُسُوفِ وَالآيَاتِ ﴾

سورج گہن اور دوسری نشانیوں کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے

۲۳۶۱ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بنُ قُدَامَةَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن فاطِمَةَ بِنْتِ المُنْذِرِ عن اَسْمَاءَ بنتِ اَبِى بَكْرٍ قالتْ اَمَرَ النبیُّ صلى الله عليه وسلم بِالعَتَاقَةِ فى كُسُوفِ الشَّمْسِ تابَعَهُ عَلِیٌّ عنِ الدَّرَاوَرْدِیِّ عن هِشَامٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی اسماءؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے سورج گہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا، موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مدینیؒ نے بھی عبدالعزیز دراوردیؒ سے روایت کیا انہوں نے ہشام سے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۳۴۲، ومر الحديث ص ۱۸، وص ۳۰، وص ۱۲۶، وص ۱۴۴، وص ۱۴۵، وص ۱۶۵، ويأتى ص ۳۴۲، وص ۱۰۸۲۔

۲۳۶۲ ﴿ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ اَبِى بَكْرٍ حَدَّثَنا عَثَّامٌ حَدَّثَنا هِشَامٌ عن فاطِمَةَ بِنْتِ المُنْذِرِ عن اسماءَ بِنْتِ اَبِى بَكْرٍ قالتْ كُنَّا نُؤْمَرُ عندَ الكُسُوفِ بِالعَتَاقَةِ. ﴾

ترجمہ | حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا کہ ہمیں سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔
(کیونکہ سورج گہن عذاب کی ایک نشانی ہے اس وقت غلام آزاد کرنا یا کوئی خیرات کرنا مفید ہے۔)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۳۴۲، ومر الحديث ص ۱۸، وص ۳۰، وص ۱۲۶، وص ۱۴۴، وص ۱۴۵، وص ۱۶۵، ويأتى ص ۱۰۸۲۔

مقصد | چونکہ سورج گہن آیۃ من آیات اللہ ہے اس لئے صدقہ وخیرات کرنا چاہئے غلام آزاد کرنا چاہئے۔

﴿ بَابٌ ۱۵۸۸ اِذَا اَعْتَقَ عبداً بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ اَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَاءِ ﴾

اگر مشترک غلام یا لونڈی کو آزاد کرے

۲۳۶۳ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنا سُفيانُ عن عَمْرٍو عن سالِمٍ عن اَبِيْهِ عنِ النبيِّ ﷺ قال مَنْ اَعْتَقَ عَبْداً بَيْنَ اثْنَيْنِ فإنْ كانَ مُوسِراً قُوِّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُعْتَقُ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو شخص کے درمیان ساجھے کا غلام آزاد کرے تو اگر وہ مالدار ہو تو دوسرے کے حصے کی قیمت ادا کرے اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من اعتق عبدا بين اثنين" الخ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۴۲، ومر الحديث ص۳۳۹، وص۳۴۰، ويأتي ص۳۴۳، وص۳۴۷۔

۲۳۶۴ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال مَنْ اَعْتَقَ شِرْكاً لَهُ في عبدٍ فكانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ العَبْدِ قُوِّمَ العبدُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ فأعطى شُرَكَائَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ العَبْدُ وَإلاَّ فقد عَتَقَ مِنهُ مَاعَتَقَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے پھر اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کو کافی ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اپنے شریکوں کو ان کا حصہ ادا کرے اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ اس کی جانب سے جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد ہوا۔

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخر في حديث ابن عمرؓ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۴۲، ومر الحديث ص۳۳۹، وص۳۴۰، وص۳۴۲، // ويأتي ص۳۴۷۔

۲۳۶۵ ﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بنُ إسماعِيلَ عن اَبِي اُسامَةَ عن عُبَيْدِ اللهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ اَعْتَقَ شِركاً لَهُ في مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلِّهِ اِنْ كانَ لَه مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فإنْ لَمْ يَكُنْ لَه مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ عَلَى المُعْتِقِ فَأُعْتِقَ مِنْهُ مَا اَعْتَقَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مملوک (غلام) کا ایک

حصہ آزاد کردے اس پر پورا آزاد کرنا لازم ہے اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس غلام کی واجبی قیمت کو کافی ہو اور اگر اتنا مال نہ ہو جو اس کی واجبی قیمت کو کافی ہو تو بس جو حصہ آزاد ہوا وہی آزاد ہوا۔

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخر في حديث ابن عمرؓ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۲ تا ص ۳۴۳، ومر الحديث ص ۳۳۹، وص ۳۴۰، وص ۳۴۲، وص ۳۴۷۔

۲۳۶۶﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشرُ بنُ المُفَضَّلِ عن عُبَيْدِ اللهِ اختَصَرَهُ. ﴾

ترجمہ | عبید اللہ نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا۔ أي اختصر مسددٌ بالاسناد المذكور الخ.

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخر في حديث ابن عمرؓ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۳۔

۲۳۶۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمَانِ حَدَّثَنَا حمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال مَنْ اَعتَقَ نَصِيباً لَهُ في مَملوكٍ اَوْ شِركاً لَه في عَبْدٍ فكانَ لَه مِنَ المَالِ مايَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ العَدْلِ فهُوَ عَتِيقٌ قال نافِعٌ وَاِلَّا فقَدْ عَتَقَ مِنه مَاعَتَقَ قال اَيُّوبُ لا اَدرِي اَشَيٌّ قالَه نافِعٌ اَوْ شَيٌّ في الحَدِيثِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے یا یوں فرمایا (الشك فيه من ايوب) غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے اور اس کی واجبی قیمت کے برابر وہ مال رکھتا ہو تو پورا غلام آزاد ہو جائیگا (باقی حصے کی قیمت اس کو دینی ہوگی) نافع نے کہا "والا فقد عتق منه ماعتق" ایوب نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ نافع نے یہ اپنی طرف سے کہا یا حدیث میں داخل ہے (مطلب یہ ہے کہ یہ عبارت والا فقد عتق حدیث میں داخل ہے یا نافع کا قول ہے اور راویوں نے جیسے عبید اللہ اور مالک وغیرہ نے اس عبارت کو حدیث میں داخل کیا اور یہی راجح ہے۔)

مطابقتہ للترجمۃ | هذا طريق آخر في حديث ابن عمرؓ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۳۔

۲۳۶۸﴿ حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ مِقدَامٍ حدثنا فُضَيلُ بنُ سُلَيمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ اَخبَرَنِي نافِعٌ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّه كانَ يُفتِي في العَبْدِ اَوِ الاَمَةِ يَكونُ بَيْنَ شُرَكَاءَ فيُعتِقُ اَحَدُهُم نَصِيبَهُ مِنهُ يقولُ قد وَجَبَ عَلَيهِ عِتقُهُ كُلِّهِ اِذا كانَ لِلَّذِي اَعتَقَ مِنَ المالِ مايَبْلُغُ يُقَوَّمُ مِن مَالِهِ قِيمَةَ العَدْلِ وَيُدْفَعُ اِلَى الشُّرَكَاءِ اَنصِبَاؤُهُم وَيُخَلَّى سَبِيلُ المُعتَقِ يُخبِرُ بِذٰلِكَ ابنُ عُمَرَ عنِ النبيِّ ﷺ وَرَوَاهُ اللَّيثُ وَابنُ اَبِي ذِئبٍ وَابنُ اِسحَاقَ وَجُوَيرِيَةُ وَيحيَى بنُ سَعِيدٍ وَاِسمَاعِيلُ بنُ اُمَيَّةَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ ﷺ مُختَصَراً. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے تھے اگر کسی غلام یا لونڈی کئی آدمیوں کے ساجھے میں ہو پھر ان میں کوئی اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس پر پورے غلام، لونڈی کو آزاد کرنا واجب ہے جب اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس غلام لونڈی کی واجبی قیمت کو کافی ہو اور ہر ایک ساجھی کو اس کے حصے کی قیمت دلا کر غلام لونڈی کو چھوڑ دیں گے (اس سے کچھ محنت نہ کرائیں گے) حضرت ابن عمرؓ اس فتوے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے اس حدیث کو لیث اور ابن ابی ذئب اور ابن اسحاق اور جویریہ اور یحیی بن سعید اور اسماعیل بن امیہ نے بھی نافع سے روایت کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اختصار کے ساتھ۔

(لیث کی روایت امام مسلم اور نسائی نے اور ابن ابی ذئب ابونعیم نے مستخرج میں اور ابن اسحاق کی ابوعوانہ اور جویریہ کی خود امام بخاریؒ نے کتاب الشرکۃ میں اور یحیی بن سعید کی امام مسلم نے اور اسماعیل بن امیہ کی عبدالرزاق نے وصل کی)

مطابقتہ للترجمۃ هذا طريق آخر في حديث ابن عمرؓ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۳۔

مقصد قال ابن التين اراد ان العبد كالامة لاشتراكهما في الرق اهـ. وكانه اشار الى رد قول اسحاق بن راهويه ان هذا الحكم مختص بالذكور وهو خطاء. (الابواب والتراجم، وعمدہ وغیرہ)

﴿بابٌ [۱۵۸۹] اِذَا اَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ العَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نحوِ الْكِتَابَةِ﴾

اگر کسی نے ساجھے کے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور وہ نادار ہے تو دوسرے ساجھے والوں کیلئے اس سے محنت کرائینگے جیسے مکاتب سے کراتے ہیں اس پر سختی نہیں کرینگے

۲۳۶۹﴿ حَدَّثَنَا احمَدُ بنُ اَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنا يَحيَ بنُ آدَمَ حَدَّثَنا جَرِيْرُ بنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قتادَةَ حَدَّثَنِي النَّضرُ بنُ اَنَسٍ عن بَشِيْرِ بنِ نَهِيكٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ اَعْتَقَ شَقِيصاً مِن عبدٍ ح وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيعٍ حَدَّثَنا سَعِيْدٌ عن قتادَةَ عنِ النَّضرِ بنِ اَنَسٍ عن بَشِيْرِ بنِ نَهِيكٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه قال مَنْ اَعْتَقَ نَصِيباً اَوْ شَقِيصًا فِي مَمْلوكٍ فخلاصُهُ عَلَيْهِ فِي مالِهِ اِن كانَ لَه مالٌ وَاِلاَّ قُوِّمَ عَلَيْهِ فاستُسْعِيَ بِه غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ تابَعَه حَجَّاجُ بنُ حَجَّاجٍ وَاَبَانُ وَمُوسَى بنُ خَلَفٍ عن قَتَادَةَ اختَصَرَهُ شُعْبَةُ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام کا ایک حصہ آزاد کردے، ح (دوسری سند) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ یا اپنا ٹکڑا (شک راوی) آزاد کردے تو اس کو اپنے مال میں سے اس کا چھڑانا (پورا آزاد کرنا) واجب ہے اگر وہ مالدار ہو ورنہ اس کی قیمت لگا کر اس سے محنت مزدوری کرائی جائے گی بغیر سختی کے اس پر۔ سعید کے ساتھ اس حدیث کو حجاج بن حجاج اور ابان اور موسیٰ بن خلف نے بھی قتادہ سے روایت کیا، شعبہ نے اس کو مختصر کردیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۴۳، ومر الحدیث ص۳۳۹، ۳۴۰ و ص۳۴۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد روایت کے الفاظ میں تطبیق ہے بعض روایت میں ہے والا فقد عتق منه ماعتق اور بعض میں ہے استسعی به غیر مشقوق علیه. امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ پہلی صورت جب ہے کہ آزاد کرنے والا نادار ہو اور غلام محنت ومشقت کے قابل نہ ہو اور دوسری صورت جب ہے کہ غلام محنت ومشقت اور کمائی کے قابل ہو۔

﴿ باب۱۵۹۰ الخطاءِ وَالنِّسيانِ فى العَتاقَةِ وَالطَّلاقِ وَنَحْوِهِ ﴾

وَلاعَتاقَةَ إلَّا لِوَجْهِ الله وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم
لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوىٰ وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِئ.

غلام آزاد کرنے اور طلاق وغیرہ میں بھول چوک کا بیان

اور آزاد کرنا صرف اللہ کی رضا کے لئے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس کی نیت ہو اور بھولنے والے اور چوکنے والے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔

۲۳۷۰ ﴿ حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ حدثنا سُفيانُ حدثنا مِسْعَرٌ عن قَتَادَةَ عن زُرَارَةَ بنِ اَوْفىٰ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم إنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِى عن أُمَّتِى ماوَسْوَسَتْ بِه صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے میری وجہ سے میری امت کے سینوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف فرمادیا ہے جب تک (ہاتھ پاؤں سے) عمل یا زبان سے بات نہ کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قوله "ماوسوست". (قس)

اس لئے کہ وسوسہ (خیال) جب تک عزم بالجزم تک نہ پہونچے اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس پر کوئی گناہ ومواخذہ نہیں

چونکہ وسوسہ دل پر جمتا نہیں ہے آیا گیا اسی طرح خطاونسیان۔ (یعنی چوک اور بھول کو قرار نہیں)

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۴۳، ویاتی الحدیث ص ۹۴/۷، وص ۹۸۶۔

۲۳۷۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ عن سُفيانَ حدثنا يَحْيَ بنُ سَعِيدٍ عن محمَّدِ بنِ اِبْرَاهِيمَ التَّيمِيِّ عن عَلْقَمَةَ بنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قال سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال الاعمالُ بالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَانَوٰى فمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فهِجْرَتُهُ اِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُه لِدُنْيَا يُصِيبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فهِجْرَتُهُ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ.﴾

ترجمہ | حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جیسی اس نے نیت کی ہے تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے طرف ہوئی اور جس کی ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کی خاطر ہو پس اس کی ہجرت (اپنی نیت کے مطابق) اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے ہجرت کی ہے۔

اس کی پوری تفصیل اور مفصل تشریح کے لئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد اول ص ۹۱ تا ۱۰۰۔

﴿باب ۱۵۹۱ اِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى العِتْقَ وَالاِشهادُ فى العِتْقِ﴾

جب کوئی شخص اپنے غلام سے کہے وہ اللہ کیلئے ہے اور آزاد کرنیکی نیت کرے، (تو وہ آزاد ہو جائے گا) اور آزاد کرنے پر گواہ بنانا

۲۳۷۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ اللهِ بنِ نُمَيْرٍ عن محمَّدِ بنِ بِشْرٍ عن اِسْمَاعِيلَ عن قَيْسٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّهُ لَمَّا اَقْبَلَ يُرِيْدُ الاِسْلامَ وَمَعَهُ غُلامُهُ ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صاحِبِه فاَقْبَلَ بعدَ ذٰلِكَ وَاَبُوهُرَيْرَةَ جالِسٌ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يااَبَا هُرَيْرَةَ هٰذا غُلامُكَ قد اَتَاكَ فقال اَمَا اِنِّى اُشْهِدُكَ اَنَّهُ حُرٌّ قال فهو حِيْنَ يقولُ "يَالَيْلَةً مِن طُولِهَا وَعَنَائِهَا ☆ عَلٰى اَنَّها مِنْ دَارَةِ الكُفْرِ نَجَّتِ.﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہونے کی نیت سے (۷ھ میں) آرہے تھے تو ان کے ساتھ ان کا غلام تھا لیکن راہ بھول کر دونوں الگ الگ ہوگئے اس کے (کچھ مدت بعد) حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں غلام آگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ تیرا غلام آگیا

اس پر ابو ہریرہؓ نے کہا سن لیجئے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے، ابو ہریرہؓ جس وقت مدینہ پہونچے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے:

ہائے وہ رات کتنی لمبی اور اذیت ناک تھی ✽ مگر اس نے دار الکفر سے نجات دی ہے

ہے پیاری کو کٹھن ہے اور لمبی میری رات ✽ پر دلائی اس نے دار الکفر سے مجھ کو نجات

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اما اني اشهدك انه حرّ".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۳، ويأتي ص ۳۴۳ تا ص ۳۴۴، وفي المغازي ص ۶۳۰۔

۲۳۷۳ ﴿حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ حدثنا اَبُو اُسَامَةَ حدثنا اِسْمَاعِيلُ عن قَيْسٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال لمّا قَدِمْتُ على النبيّ صلى الله عليه وسلم قلتُ في الطَّرِيقِ ـ

يا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَ عَنائِهَا ✽ عَلَى اَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

قال وَاَبَقَ مِنّي غُلامٌ في الطَّرِيقِ فلما قَدِمْتُ على النبيّ صلى الله عليه وسلم فبايَعْتُهُ فَبَيْنا اَنَا عِنْدَه اِذْ طَلَعَ الغلامُ فقال لي رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يااَبَا هُرَيْرَةَ هذا غُلامُكَ فقلتُ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ فاَعْتَقْتُه قال ابو عبدِ اللهِ لَم يقُل اَبُو كُرَيْبٍ عن اَبِي اُسَامَةَ حُرٌّ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں (مسلمان ہونے کی نیت سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرہا تھا تو راستے میں (یعنی مدینہ کے حدود میں) میں نے یہ شعر پڑھا "یالیلة" الی آخرہ

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ راستے میں میرا غلام بھاگ گیا پھر جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کرلی میں آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں غلام آنکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ تیرا غلام حاضر ہے میں نے عرض کیا کہ وہ آزاد ہے اللہ کے لئے پھر میں نے اس کو آزاد کردیا۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ابو کریب نے اپنی روایت میں ابو اسامہ سے یہ نہیں کہا کہ وہ آزاد ہے۔ (بلکہ صرف اتنا کہا کہ وہ اللہ کے لئے ہے ابو کریب کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے)

مطابقتہ للترجمۃ هذا طريق آخر في حديث المذكور.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۳ تا ص ۳۴۴، ويأتي في المغازي ص ۶۳۰۔

۲۳۷۴ ﴿حَدَّثَنَا شِهَابُ بنُ عَبَّادٍ حدثنا اِبْرَاهِيمُ بنُ حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِي عن اِسْمَاعِيلَ عن قَيْسٍ قال لَمَّا اَقْبَلَ اَبُوهُرَيْرَةَ وَمَعَهُ غُلامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الاسْلامَ فَضَلَّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَقال اَمَا اِنّي اُشْهِدُكَ اَنَّهُ لِلّٰهِ.﴾

ترجمہ | قیس نے کہا جب ابو ہریرہؓ مسلمان کی ہونے کی نیت سے آ رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کا ایک غلام تھا پھر ان دونوں میں سے ایک (یعنی ابو ہریرہؓ کا غلام) بھٹک کر الگ ہو گیا (پھر یہی حدیث بیان کی اس میں ہے) سن لیجئے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ (غلام) اللہ کے لئے ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ھذا طریق آخر فی الحدیث المذکور.

تعدد موضعہ | و الحدیث ھنا ص۳۴۴، و مر الحدیث ص۳۴۳، و یاتی فی المغازی ص۶۳۰۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا ھو للہ اور نیت آزاد کرنے کی ہے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا اگرچہ حر کا لفظ صراحۃً نہیں کہا۔ نیز آزادی کے لئے گواہ بنانا شرط نہیں یعنی اگر گواہ نہیں بنایا جب بھی غلام آزاد ہو جائے گا مگر چونکہ حدیث پاک میں اشہاد تھا اس لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اس کا ذکر فر دیا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ اُمِّ الوَلَدِ ﴾ ۱۵۹۲

امّ ولد کا بیان

وَقال اَبُوهُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم مِن اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تَلِدَ الاَمَةُ رَبَّتَهَا.

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔

(اس کی مفصل تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص۳۳۵ تا ص۳۴۴۔)

۲۳۷۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو اليَمَانِ حدثنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِیِّ حدثنی عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عائِشَةَ رضی اللہ عنها قالتْ كانَ عُتْبَةُ بنُ اَبِی وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰی اَخِيهِ سَعْدِ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ اَن يَقْبِضَ اِلَيْهِ ابنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ قال عُتْبَةُ اِنَّه اِبْنِی فلمَّا قدِمَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم زَمَنَ الفَتْحِ اَخذَ سَعْدٌ ابنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فاَقْبَلَ بِه اِلٰی رسولِ اللہ صلی اللہ علیه وسلم وَاَقْبَلَ مَعَهُ بِعَبْدِ بنِ زَمْعَةَ فقال سَعْدٌ يارسولَ اللہ هٰذا ابنُ اَخِی عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّه ابْنُهُ فقال عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ هٰذا يَارسولَ اللہ اَخِی ابنُ زَمْعَةَ وُلِدَ علٰی فِرَاشِهِ فنَظَرَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم اِلٰی ابنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فاِذَا هُوَ اَشْبَهُ بِهِ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم هُوَ لَكَ يا عبدُ بنَ زَمْعَةَ مِن اَجلِ اَنَّه وُلِدَ علٰی فِرَاشِ اَبِيهِ وَقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم احْتَجِبِی مِنْهُ يَاسَوْدَةُ بِنتَ زَمْعَةَ لِمَا رَاٰی مِن شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ وَكانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص (جب مرنے لگا تو اس) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کو اپنے قبضہ میں کر لینا عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے پھر جب فتح مکہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو سعدؓ نے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کو لے لیا اور اس کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آیا حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ لڑکا میرا بھتیجا ہے میرے بھائی عتبہ نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کو غور سے دیکھا تو دیکھا کہ تمام لوگوں میں یہ لڑکا عتبہ کے بہت مشابہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا (عبد الرحمٰن) تیرا ہے کیونکہ یہ تیرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا (اور باوجود اس کے چونکہ عتبہ سے اس کی صورت ملتی تھی) آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا تم اس سے پردہ کرو (حالانکہ وہ حضرت سودہؓ کا بھائی ہوا) اور حضرت سودہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "هذا اخي ولد على فراش ابي".

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۴۴، و مر الحديث ص ۲۷۶، وص ۲۹۵، وص ۳۲۶، ويأتي الحديث ص ۳۸۳، وص ۶۱۶ تعليقاً، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۱، وص ۱۰۰۷، وص ۱۰۶۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں جیسا کہ ترجمہ میں اشارہ ہے کہ ام ولد کی بیع اور اس کو اپنی اولاد کی ملک میں رکھنا قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

نیز جمہور حنفیہ، مالکیہ بلکہ ائمہ اربعہ کا اصح قول عدم جواز ہی ہے اگرچہ بعضوں سے جواز بھی منقول ہے، ام ولد وہ لونڈی ہے جس سے لونڈی کا مالک (سید) وطی کرے اور اس کو بچہ پیدا ہوا تو ام ولد یعنی بچہ کی ماں۔

﴿ بَابٌ ۱۵۹۳ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ ﴾

مدبر کی بیع کا بیان

مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک (سید) کہدے کہ تو میرے مرنے پر آزاد ہے۔

۲۳۷۶﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ حدثنا شُعْبَةُ حدثنا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عبدِ اللّٰهِ قال اَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عبداً لَهُ عن دُبُرٍ فدعا النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِهِ فَبَاعَهُ قال جابِرٌ ماتَ الغلامُ عامَ اوّلَ. ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک شخص نے اپنے ایک غلام (یعقوب نامی) کو اپنے مرنے

کے بعد آزاد کردیا (یعنی مدبر بنادیا) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو بلایا اور اس کو بیچ دیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ وہ غلام پہلے ہی سال مرگیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۴۴، ومر الحدیث ص ۲۸۷، وص ۲۹۷، وص ۳۲۳، وص ۳۲۵، ویاتی ص ۹۹۴، وص ۱۰۲۷، وص ۱۰۶۶۔

مقصد بخاریؒ نے یہی بیع مزایدہ قائم کرکے یہی حدیث ذکر فرمائی ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ششم کا باب ۱۳۳۷، حدیث ۲۰۱۷۔

۱۵۹۴ ﴿ بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ ﴾

ولار کی بیع (یعنی غلام اور لونڈی کے ترکہ کی بیع) اور اس کا ہبہ کرنا

۲۳۷۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي عبدُ اللهِ بنُ دِينَارٍ سمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يقولُ نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن بَيْعِ الوَلَاءِ وَعن هِبَتِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولار کی بیع اور ہبہ سے منع فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یبین الابہام الذی فیہا.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۴۴، ویاتی الحدیث ص ۱۰۰۰۔

۲۳۷۸﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ اَبِي شَيْبَةَ حدثنا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عن اِبْرَاهِيْمَ عن الاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فذَكَرتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اَعْتِقِيْهَا فاِنَّ الوَلَاءَ لِمَنْ اَعطَى الوَرِقَ فاَعْتَقْتُهَا فدَعَاهَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم فخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فقالتْ لَو اَعْطَانِي كَذا وَكَذَا مابَتُّ عِنْدَهُ فاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے بریرہ کو خریدا اس کے مالک کہنے لگے ولار ہم لیں گے تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کردے ولار تو اسی کو ملے گا جو روپیہ خرچ کرے (خریدے) میں نے اس کو آزاد کردیا پھر نبی اکرم ﷺ نے بریرہ کو بلوایا اور فرمایا تجھ کو اپنے خاوند کے بارے میں اختیار ہے وہ کہنے لگی اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا (بہت) مال دے جب بھی میں اس کے پاس نہ رہوں گی غرض وہ اس سے جدا ہوگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فان الولاء لمن اعطى الورق".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۴، ومر الحديث ۶۵، وص ۲۰۲، وص ۲۸۸، وص ۲۹۰، ویاتی ص ۳۴۷، وص ۳۴۸، وص ۳۴۹، وص ۳۵۰، وص ۳۷۵، وص ۳۷۶، وص ۳۷۷، وص ۳۸۱، وص ۶۳۷، وص ۷۹۵، وص ۷۹۶، وص ۸۱۶، وص ۹۹۴، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ حق ولاء یعنی غلام کے ترکہ کا حق اسی کا ہے جو غلام کو آزاد کرے نیز ولاء کی بیع اور ہبہ جمہور کے نزدی جائز نہیں ہے معلوم ہوا کہ بخاریؒ جمہور ائمہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں

قال الخطابی لما کان الولاء کالنسب کان ان اعتق ثبت له الولاء کمن ولد له ولد ثبت له نسبه فلو نسبه الی غیره لم ینتقل نسبه عن والده و کذا اذا اراد نقل ولائه عن محله لم ینتقل. (فتح)

تشریح بریرہؓ کے خاوند کا نام مغیث تھا اور حضرت مغیث غلام تھے مسئلہ یہ کہ جب لونڈی آزاد ہو جائے تو اس کو اپنے خاوند کے بارے میں اگر خاوند غلام ہو تو اختیار رہتا ہے کہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر دے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مغیث آزاد تھا لیکن علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ مغیث غلام تھے مغیث بریرہ کے فراق پر روتے پھرتے تھے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بریرہ سے سفارش فرمائی تھی کہ مغیث کا نکاح باقی رکھے مگر بریرہ نے ان کے نکاح میں رہنا منظور نہیں کیا۔

﴿باب ۱۵۹۵ اِذَا اُسِرَ اَخُو الرَّجُلِ اَوْ عَمُّهُ هَل يُفَادٰی اِذَا کَانَ مُشْرِکًا؟﴾

جب کسی کا مشرک بھائی یا چچا گرفتار ہو جائے تو کیا اس کا فدیہ دیا جاسکتا ہے؟

(یعنی فدیہ دے کر چھڑا لینا)

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ العَبّاسُ لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فَادَیْتُ نَفْسِی وَفَادَیْتُ عَقِیْلًا وکَانَ عَلِیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ لَهٗ نَصِیبٌ فِی تِلْکَ الغَنِیمَةِ التِی اَصَابَ مِن اَخِیهِ عَقِیْلٍ وَعَمِّه عبّاسٍ.

اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنا فدیہ دیا ہے اور عقیل کا فدیہ دیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کا بھی اس مال غنیمت میں حصہ تھا جو ان کے بھائی عقیل اور ان کے چچا عباسؓ سے ملی تھی۔

۲۳۷۹﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عبدِ اللهِ حدثنا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بنِ عُقْبَةَ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ عنِ ابنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالاً مِنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاذَنُوا رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فقالوا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فقال لَاتَدَعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا. ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ انصار کے کچھ حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور عرض کیا اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه مشتمل على حكم من احكام الفداء وهو انه لافرق فيه بين القرابة من ذوى الارحام وبين القرابة من العصبات.

تعدد موضعه او الحديث هنا ۲ / ۳۴۴، وياتى الحديث ص ۴۲۸، وفى المغازى ص ۵۷۲۔

مقصد | مسئلہ چونکہ مختلف فیہ تھا اسلئے امام بخاریؒ نے حسب عادت کوئی حکم نہیں لگایا بلکہ سوال کر کے چھوڑ دیا۔

یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے بھائی یا چچا کو گرفتار کرے تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر آزاد ہو جائے گا تو فدیہ [illegible] اگر آزاد نہ ہوگا تو فدیہ دینا ہوگا۔

امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آزاد نہیں ہوگا اور استدلال کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں حضرت عقیل گرفتار ہوئے جو حضرت علیؓ کے بھائی تھے اور حضرت عباسؓ گرفتار ہوئے جو چچا تھے آزاد نہ ہوئے ان سے فدیہ لیا گیا اس سے امام بخاری نے اس حدیث کی تضعیف کی طرف اشارہ [illegible] جس کو سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا "عن النبی صلى الله عليه وسلم من ملك ذارحم محرم فهو حُرٌّ" ، ابوداؤد نے تو اس حدیث پر مستقل باب قائم کیا ہے باب فيمن ملك ذا رحم محرم (ابوداؤد، ج ۲ / ص ۵۵۰)

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں قيل انه اشار بهذه الترجمة الى ضعيف الحديث الوارد فيمن ملك ذارحم فهو حرٌّ وهو حديث اخرجه اصحاب السنن الخ (فتح) یعنی بخاریؒ نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی تائید وموافقت کی ہے۔

تشریح | احنافؒ کے نزدیک اصحاب فرائض کی تخصیص نہیں بلکہ ذورحم محرم کے ساتھ عام ہے اور حدیث صحیح ہے اور حجت ہے حافظ عسقلانیؒ کا بھرپور جواب علامہ عینیؒ نے دیا ہے (عمدۃ القاری) ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث ۲۳۷۹: اس کی مفصل تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص ۶۲۔

* * *

﴿ باب ۱۵۹۶ عتقِ المُشرِكِ ﴾

مشرک کا آزاد کرنا

یعنی اگر کوئی کافر مشرک غلام آزاد کرے تو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ جواب حدیث سے معلوم ہوگا۔

۲۳۸۰﴿ حدثنا عُبَيْدُ بنُ إسْمَاعِيلَ حدثنا أبو أسامةَ عن هِشَامٍ أخبرني أبي أنَّ حَكِيمَ بنَ حِزامٍ رضي الله عنه أعتَقَ في الجاهليةِ مِائةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ على مِائةِ بَعِيرٍ فلمَّا أسْلَمَ حَمَلَ عَلى مِائةِ بَعِيرٍ وَأعْتَقَ مِائةَ رَقَبَةٍ قال فسألتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقلتُ يارسولَ الله أرأيتَ أشياءَ كنتُ أصْنَعُهَا في الجاهليَّةِ كنتُ أتَحَنَّثُ بها يعني أتبَرَّرُ بِهَا قال فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم أسْلَمْتَ عَلى ماسَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ. ﴾

ترجمہ عروہ کا بیان ہے کہ حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت کے زمانہ میں (اسلام سے پہلے) سو غلام آزاد کیے تھے اور سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لئے دئے تھے پھر جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے سو اونٹ سواری کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کیے، حکیم بن حزامؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں جاہلیت میں میں نے جو ثواب کے کام کیے ہیں (ان کا ثواب مجھ کو ملے گا یا نہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تو اسلام لایا ہے تو جتنے نیک کام پہلے کیے وہ سب قائم رہیں گے۔ (یعنی ثواب ملے گا)

(یعنی یہ اللہ رب العالمین کا فضل وکرم ہے مسلمان بندوں پر حالانکہ کافر کی کوئی نیکی مقبول نہیں اور آخرت میں اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا مگر جو کافر مسلمان ہو جائے تو اسلام کی برکت سے کفر کے زمانہ کی نیکیاں بھی ضائع نہ ہوں گی اس پر بھی ثواب ملے گا)

﴿ باب ۱۵۹۷ مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ ﴾

وقولِ اللهِ تعالى "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لايَقْدِرُ عَلى شَيءٍ وَمَن رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أكْثَرُهُمْ لايَعْلَمُونَ".

جو شخص عرب کے کسی غلام کا مالک ہوا (یعنی عربوں پر جہاد ہوا اور کوئی انکو غلام بنائے) پھر ہبہ کیا یا بیچا یا اس سے ہمبستری کی یا فدیہ دیا یا عرب کے ذریت کو قیدی بنایا (یہ سب باتیں درست ہیں)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ''اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ایک بندہ ہے کسی کی ملک (غلام ہے) کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا (ذرا بھی اختیار نہیں) اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم نے اچھی دولت دے رکھی ہے اور وہ اس میں سے علانیہ اور خفیہ خرچ کرتا کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے؟ ساری تعریف اللہ کیلئے ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

(اس آیت کے اطلاق سے کہ آیت میں لفظ عبد مطلق ہے اس میں یہ قید نہیں ہے کہ وہ غلام عرب کا نہ ہو بلکہ عربی و عجمی سب کو شامل ہے)

۲۳۸۱ ﴿ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِی مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِی عُقَيْلٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ ذَكَرَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النبی صلی الله علیه وسلم قَامَ حِيْنَ جَاۤئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَسَاَلُوهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فقال اِنَّ مَعِی مَنْ تَرَونَ وَاَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَیَّ اَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا المالَ وَاِمَّا السَّبْیَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَاْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فلمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم غیرُ رَادٍّ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قالوا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فقامَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم فی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی الله بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثمّ قال اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوانَكُمْ قدْ جَاؤُنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّی رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يكونَ عَلٰی حَظِّهِ حتی نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِن اَوَّلِ مَايُفِیءُ الله عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فقال الناس طَيَّبْنَا ذٰلِكَ قال اِنَّا لا نَدْرِی مَنْ اَذِنَ مِنكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوا حتی يَرْفَعَ اِلَيْنا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثمّ رَجَعُوا اِلَى النبیِّ صلی الله علیه وسلم فَاَخْبَرُوهُ اَنَّهُمْ طَيَّبُوه وَاَذِنُوا فَهٰذَا الَّذِی بَلَغَنَا عن سَبْیِ هَوَازِنَ وَقال اَنَسٌ قال عبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فَادَيْتُ نَفْسِی وَفَادَيْتُ عَقِيْلاً. ﴾

ترجمہ مروان اور مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ان کے اموال اور ان کے (قبیلے کے) قیدی (جو مسلمانوں کے پاس غنیمت کے طور آیا تھا) انہیں واپس دیدئے جائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا میرے ساتھ اور لوگ بھی

ہیں جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو (میں اکیلا ہوتا تو تم کو واپس دیدیتا) اور سچی بات مجھ کو زیادہ پسند ہے اس لئے تم لوگ دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر دیا تو مال لو یا قیدی، (یعنی دونوں چیزیں واپس نہیں ہوسکتیں اس لئے دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرو) اور میں نے تو ان قیدیوں کو تقسیم میں تاخیر کی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تھے تو دس دن سے زیادہ ان لوگوں کا انتظار کیا تھا آخر جب ان پر واضح ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں (مال اور قیدی) میں سے صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو ان لوگوں نے کہا پھر ہم اپنے قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا اما بعد! تمہارے بھائی (یعنی قبیلہ ہوازن کے لوگ) کفر سے توبہ کرکے ہمارے پاس آئے ہیں (یعنی مسلمان ہوگئے ہیں) اور میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کردوں اس لئے جو شخص (بلا کسی دنیاوی صلہ کے) تم میں سے خوشی واپس کرنا چاہے وہ واپس کردے اور جو لوگ تم میں سے اپنے حصے پر قائم رہنا چاہتے ہیں (یعنی بلاعوض چھوڑنا نہیں چاہتے) تو وہ لوگ ایسا کریں کہ اس کے بعد سب سے پہلے جو غنیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے اس میں ہم انہیں اس کے بدلہ میں دیدیں تو وہ ان کے قیدی واپس کردیں تمام صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم خوشی سے واپس کرنا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہم کو معلوم نہیں تم میں کون اس بات پر راضی ہے اور کون راضی نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تم اب جاؤ اور تمہارے چودھری لوگ (یعنی تمہارے اہل الرائے نمائندے) تمہارا حال ہم سے بیان کریں تو لوگ چلے گئے پھر ان کے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ وہ سب راضی ہیں اور انہوں نے (خوشی سے) اجازت دی امام زہری نے کہا یہی ہے وہ حدیث جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہونچی ہے۔ اور حضرت انسؓ نے کہا کہ حضرت عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا۔

(یہ حدیث کتاب الصلوۃ باب القسمة وتعليق القنو میں تعلیقاً گذر چکی ہے نصر الباری جلد دوم ص ۴۴۵ ملاحظہ فرمائیے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من ملك رقيقاً من العرب فوهب".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۵، ومر الحديث ص ۳۰۹، ويأتي الحديث ص ۳۵۱، وص ۳۵۵، وص ۴۴۲، وص ۶۱۸، وص ۱۰۶۴۔

افادہ: وفد ہوازن کی تفصیل کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی، ص ۳۸۲۔

۲۳۸۲﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى نَافِعٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ

وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنِي بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ.﴾

ترجمہ عبداللہ بن عون نے کہا کہ میں نے نافع کو لکھا تو انہوں نے (جواب میں) مجھ کو لکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر اچانک حملہ کر دیا اور وہ لوگ غفلت میں تھے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے جو لوگ ان میں لڑنے والے تھے ان کو تو آپ ﷺ نے قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو آپ ﷺ نے قید کر لیا اور اسی میں جویریہؓ آپ کے ہاتھ آئیں۔ نافع نے کہا یہ عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا اور وہ اس لشکر میں تھے۔

افادہ: اس غزوہ کی تفصیل کے لئے نصر الباری جلد ہشتم ص ۱۹۰ ''غزوہ بنی المصطلق'' ملاحظہ فرمائیے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وسبىٰ ذراريهم" وفي الترجمة وسبى الذرية.

تعدد موضعہ والحديث هنا: ص ۳۴۵۔

۲۳۸۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَاسَعِيدٍ رضي الله عنه فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ فَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَاَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.﴾

ترجمہ عبداللہ بن محیریز نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو دیکھا میں نے ان سے (عزل کا) مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم غزوہ بنی المصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور عرب کے چند قیدی ہمارے ہاتھ آئے، اس وقت ہم کو عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورت سے الگ رہنا ہم کو مشکل پڑ گیا پھر ہم نے چاہا عزل کریں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم پر کوئی ضرر نہیں کہ عزل نہ کرو جو جان بھی قیامت تک پیدا ہونے والی ہے تو ضرور پیدا ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله في الترجمة "وجامع".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۵، ومر الحديث ص ۲۹۷، ويأتي الحديث ص ۵۹۳، وص ۷۸۴، وص ۹۷۷، وص ۱۱۰۱۔

افادہ: عزل اور اس کے حکم کے لئے ملاحظہ فرمائیے کتاب المغازی ص ۱۹۹، مفصل مذکور ہے۔

۲۳۸۴﴿ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ ح وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ

بنِ القعقاعِ عن اَبی زُرْعَةَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال مازلْتُ اُحِبُّ بَنِی تَمِیمٍ مُنْذُ ثَلاثٍ سَمِعْتُ مِن رَسولِ الله ﷺ یقولُ فِیهِمْ سَمِعْتُهُ یقولُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِی عَلَی الدَّجَّالِ قال وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فقال رسولُ الله ﷺ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَ کَانَتْ سَبِیَّةٌ مِنْهُمْ عند عائِشَةَ رضی الله عنها فقال اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّهَا مَنْ وَلَدِ اِسْمَاعِیْلَ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں تو بنی تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو جریر بن عبد الحمید نے خبر دی انہوں نے مغیرہ سے، انہوں نے حارث سے، انہوں نے ابوزرعہ سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے۔ تیسری سند مغیرہ نے عمارہ بن قعقاع سے روایت کی انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں بنی تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا ہوں تین وجہ سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے میری امت میں سب سے زیادہ بنی تمیم دجال کے مخالف ہوں گے اور ایک بار بنی تمیم کے صدقات خدمت اقدس میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوۃ ہے (کیونکہ تمیم کا نسب الیاس بن مضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتا ہے) اور ان کی ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس قید تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو اس لئے کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وباع" (عمده) واللفظ فی بعض طرق حدیث ابی هریرةؓ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۵ تا ص ۳۴۶، یاتی وفی المغازی ص ۶۲۶، واخرجه مسلم فی الفضائل عن زهير.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عربی کو بھی غلام بنانا جائز ہے اور آیت کے اطلاق سے استدلال کیا ہے کہ آیت میں "عبداً مملوکاً" مطلق ہے اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ وہ غلام عرب کا نہ ہو بلکہ عربی اور عجمی دونوں کو شامل ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۵۹۸ فَضْلِ مَنْ اَدَّبَ جَارِیَتَهُ وَعَلَّمَهَا ﴾

جو شخص اپنی لونڈی کو ادب اور علم سکھائے اس کی فضیلت کا بیان

۲۳۸۵﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَیْلٍ عن مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عن اَبِی بُرْدَةَ عن اَبِی مُوسٰی قال قال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم مَنْ کَانَتْ لَهُ جَارِیَةٌ فَعَلَّمَهَا وَاَحْسَنَ اِلَیْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا کَانَ لَهُ اَجْرَانِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اس کو علم

سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان له اجران" وهما اجر التعليم واجر العتق قاله العينیؒ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۴۶، وطرف من الحديث مر فی ص۲۰، ويأتی الحديث ص۴۲۲، وص۴۹۰، وص۷۶۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد غلام آزاد کرنے کی فضیلت وترغیب ہے۔ واللہ اعلم

افادہ: ہمارے ہندوستانی نسخہ کے متن میں فعلمها کے بجائے فعالها ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جس نے اچھی طرح پرورش کی۔

تشریح: اس حدیث پر مفصل بحث مع اشکال وجواب کیلئے نصر الباری جلد اول ص ۲۴۷ کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

﴿ بَابُ[۱۵۹۹] قولِ النّبیِّ صلی الله علیه وسلم العَبِیْدُ اِخْوَانُکُمْ فَاطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَاْکُلُونَ ﴾

وقولِ اللهِ تعالٰی "وَاعْبُدُوا اللهَ وَلاتُشْرِکُوا بِهِ شَیْئاً وَّبِالوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَّبِذِی القُرْبٰی وَالیَتَامٰی وَالمَسَاکِیْنِ الیٰ قوله مُخْتَالاً فَخُوراً" قال ابوعبدِ اللهِ ذِی القُرْبٰی القَرِیْبُ وَالجُنُبُ الغَرِیْبُ الجارُ الجُنُب یعنی الصَّاحِبَ فی السَّفَرِ.

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد "غلام تمہارے بھائی ہیں (آدم کی اولاد) جو تم کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء میں) واعبدوا الله الاية ۳۶) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو (یعنی ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو) بیشک اللہ تعالیٰ اترانے والے، بڑائی کرنے والے (متکبر) کو پسند نہیں کرتا۔

قال ابوعبدالله امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ آیت میں ذوالقربیٰ سے رشتہ دار اور جنب سے غیر یعنی اجنبی مراد ہیں اور جار جنب سے سفر کا رفیق۔

۲۳۸۶﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِی اِیَاسٍ حدثنا شُعْبَةُ حدثنا وَاصِلُ الاَحْدَبُ قال سَمِعْتُ المَعْرُورَ

بنَ سُوَيْدٍ قال رايتُ اباذرٍّ الغِفَارِيَّ وَعَلَيهِ حُلَّةٌ وعلى غُلامِهِ حُلَّةٌ فسألناهُ عن ذٰلك فقال اِنِّي سَابَبْتُ رَجُلاً فشَكَانِي اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال لِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَعَيَّرْتَهُ بِاُمِّهِ ثم قال اِنَّ اِخْوانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَن كَانَ اَخُوه تحتَ يَدِهِ فَلْيُطعِمْهُ مِمَّا يَاكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ولاتُكَلِّفُوهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ فَاَعِيْنُوهُمْ.

ترجمہ معرور بن سوید (تابعیؒ) نے کہا میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھا ان کے اوپر ایک حلہ تھا اور ان کے غلام پر ایک حلہ تھا (یعنی ابوذرؓ ایک جوڑا پہنے تھے) اور ان کا غلام بھی (ویسا ہی) ایک جوڑا (پہنے ہوئے تھا) ہم نے ان سے اس کی وجہ پوچھی (کہ آپ اپنا اور غلام کا لباس یکساں کیوں رکھتے ہیں؟) تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو گالی دی تھی تو اس نے نبی اکرم ﷺ سے میری شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی؟ پھر فرمایا دیکھو تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں (جو تمہاری خدمت کرتے ہیں) اللہ نے ان کو تمہارے زیر دست کر دیا ہے تو جس کا کوئی بھائی اس کا زیردست (تابعدار) ہو وہ جو آپ کھائے اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے اس کو بھی پہنائے اور ان کو ایسے کام کی تکلیف مت دو جو ان سے بسہولت نہ ہو سکے اگر ایسا کام کرنے کو کہو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۶، ومر الحديث ص۹، ويأتي الحديث ص۸۹۳۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ غلام اور لونڈی سے کام لینے میں تکلیف مالا یطاق سے پرہیز کرنا ضروری ہے وہ بھی اولاد آدم ہونے کی وجہ سے بھائی ہیں اس لئے کھانے پینے اور لباس میں بھی ان کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ ان کا دل خوش رہے۔

اس حدیث پر مفصل بحث کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۲۸۰۔

﴿ بابُ [۱۶۰۰] العَبْدِ اِذَا اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ ﴾

غلام جب اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے سید (مالک) کی بھی خیر خواہی کرے (اس کا ثواب)

۲۳۸۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله ﷺ قال العَبْدُ اِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ كانَ لَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے پروردگار (خدا) کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دونا ثواب ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۴۶، ويأتى الحديث ص۳۴۶۔

۲۳۸۸﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنا سُفيانُ عن صالِحٍ عنِ الشَّعْبِيِّ عن اَبِي بُرْدَةَ عن اَبِي مُوسَى الاَشْعَرِيِّ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَيُّما رَجلٍ كانَتْ لهُ جَارِيَةٌ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرانِ وَاَيُّمَا عَبْدٍ اَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ اَجْرَانِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح اس کو تعلیم دے اور اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور جو غلام اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق بھی، تو اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ايما عبد ادى حق الله" الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۴۶، وهو طرف من الحديث مر ص۲۰ بطوله، ويأتى الحديث ص۳۴۶، وص۴۲۲، وص۴۹۰، وص۷۶۱۔

۲۳۸۹﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ محمَّدٍ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا يُونُسُ عنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بنَ المُسَيَّبِ يقولُ قال اَبوهريرةَ قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لِلْعَبْدِ المَمْلوكِ الصَّالِحِ اَجْرانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلاَ الجِهادُ فى سَبِيْلِ اللهِ وَالحَجُّ وبِرُّ اُمِّي لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوتَ وَاَنا مَمْلُوكٌ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک غلام کے لئے دو اجر ہے (نیک غلام وہی ہے جو حقوق اللہ کے ساتھ اپنے مالک کے حقوق بھی پورا پورا ادا کرتا ہو) ابوہریرہؓ نے کہا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا نہ ہوتا اور حج اور ماں کی خدمت نہ ہوتی میں یہی پسند کرتا کہ میں دنیا سے اس حال میں جاؤں کہ مملوک رہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا مطلب یہ ہے کہ غلام پر جہاد فرض نہیں ہے اسی طرح حج، اور وہ تو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر حج کے لئے جا ہی نہیں سکتا، اسی طرح اپنی ماں کی خدمت بھی آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتا اس لئے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو آزادی کے مقابلے میں میں کسی کا غلام رہنا پسند کرتا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۶۔

۲۳۹۰﴿ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ نَصْرٍ حدثنا أَبُوأُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حدثنا أَبُوصَالِحٍ عن أَبِي هريرةَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم نِعْمَ ما لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (غلاموں) کے لئے کتنی اچھی بات ہے کہ اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کریں اور اپنے سید (مالک) کی خیر خواہی کریں۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معناه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۴۶..

مقصد | نیک غلام کی فضیلت اور اس کے ثواب کا بیان کرنا مقصود ہے۔ واللہ اعلم

نعم ما : علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس میں چار لغات ہیں: ۱ بفتح النون وكسر العين وادغام في الاخرىٰ نَعِمَّا، ۲ وكسر النون وكسر العين نِعِمَّا، ۳ بفتح النون واسكان العين نَعْم ما، ۴ وكسر النون ايضاً نِعْمَ ما، فالجملة اربع لغات، اور ماشیٔ کے معنی میں ہے (عمدہ) یعنی کیا اچھی بات ہے۔

﴿ باب (۱۶۰۱) كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وقولِهِ عَبدِى وأَمَتِى ﴾

وقولِ اللهِ تعالىٰ "وَالصَّالِحِيْنَ مِن عِبَادِكم وَإِمَائِكُمْ" وقال "عَبداً مَملوكاً، وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى البابِ" وقال عز وجل "من فَتَيَاتِكم المُؤمِناتِ" وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم قُومُوا إلىٰ سَيِّدِكم، وَاذكُرنِى عندَ رَبِّكَ يعنى عندَ سَيِّدِكَ.

غلام کے بارے میں ترفع (اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھنا) اور یوں کہنا "میرا غلام ہے" اور یہ کہنا "میری لونڈی ہے" مکروہ (تنزیہی) ہے

(لیکن اگر ترفع کے لئے نہ ہو صرف اظہار واقعہ کے طور پر ہو تو مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے) اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد "اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں نکاح کردو، (سورہ نور، ۳۲) اور فرمایا (سورہ نحل میں) غلام مملوک، اور (سورہ یوسف میں فرمایا) دونوں (یوسف اور زلیخا) نے زلیخا کے آقا کو دروازہ پر پایا (اور سورہ نساء آیت ۲۵، میں) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا "من فتياتكم المؤمنات" (آپس کی کسی لونڈی سے نکاح ... مسلمان ہو) اور نبی

اکرم ﷺ نے (انصارؓ سے) فرمایا قوموا الی سیدکم (اپنے سردار سعد بن معاذ کو لینے کیلئے اٹھو۔ اس کی تفصیل کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص ۷۱ تا ص ۷۵ دیکھئے)

(اور اللہ نے سورہ یوسف میں آیت ۴۲ رمیں فرمایا) "واذکرنی عند ربك" اور اپنے بادشاہ یعنی اپنے سید کے پاس میرا بھی ذکر کرنا۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ان آیات وروایات کے ذکر سے جواز ثابت کرنا ہے کہ اظہار واقعہ کیلئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ میرا غلام ہے، یہ میری لونڈی ہے اسی طرح یہ بھی آیات سے معلوم ہوا کہ غلام اور لونڈی اپنے آقا کو سیدی کہہ سکتا ہے۔

عند ربك: رب کا لفظ اضافت کے ساتھ غیر اللہ کے لئے جائز ہے بلا اضافت جائز نہیں ہے۔

افادہ: آیات کی توضیح وتشریح کے لیے تفاسیر دیکھئے، سہولت کے لئے آیات کی نشاندہی کردی گئی ہے۔

۲۳۹۱﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَحْيَ عن عُبَيْدِ اللهِ حدثني نافِعٌ عن عبدِ الله عنِ النبى ﷺ قال اِذَا نَصَحَ العَبْدُ سَيِّدَهُ وَاَحْسَنَ عِبادَةَ رَبِّهِ كانَ لَه اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام اپنے مالک کا کام خیر خواہی سے کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح سے کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان العبد اذا نصح واحسن عبادة ربه.

مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں غلام کو عبد فرمایا اور مالک کو سید فرمایا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۶، ومر الحديث ص۳۴۶۔

۲۳۹۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ العَلَاءِ حدثنا اَبُواُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ عن اَبِى بُرْدَةَ عن اَبِى مُوسٰى عنِ النبى صلى الله عليه وسلم قال لِلْمَمْلُوكِ الَّذِى يُحسِنُ عِبادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّى اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِى لهُ عَلَيْهِ مِنَ الحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ اجْرَانِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ مملوک غلام جو اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی جیسی لائق ہے خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ خدمت کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "ويؤدى الى سيده" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۶، والحديث طرف من حديث مر ص۲۰، ويأتى الحديث ص۴۹۰، وص۷۶۱۔

۲۳۹۳﴿ حَدَّثَنَا محمَّدٌ حدثنا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ اَنَّه سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّه قال لايَقُل اَحَدُكُم اَطْعِمْ رَبَّكَ

وَضِّیء رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ عَبْدِي اَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرۃؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے (کسی غلام کو) یوں نہ کہے اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلاؤ، اپنے رب کو وضو کراؤ، اپنے رب کو پانی پلاؤ بلکہ سیدی و مولای کہو (یعنی بجائے رب کے سید اور مولا سردار اور آقا کہو کہ اپنے سید کو کھلاؤ، پلاؤ) اور کوئی تم میں سے عبدی (میرا غلام) امتی (میری لونڈی) نہ کہے بلکہ کہو فتای (میرا چھوکرا) فتاتی (میری چھوکری) میرا غلام کہو۔

(اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ میرا غلام، میری لونڈی اگر علی سبیل التفاخر اور اپنی بڑائی و برتری ظاہر کرنے کے لئے ہو تو مکروہ تنزیہی ہے لیکن صرف اظہار واقعہ کے لئے میرا غلام، میری لونڈی کہنے میں کوئی حرج نہیں)

۲۳۹۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حدثنا جَرِيْرُ بنُ حازِمٍ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال قال النبيُّ صلی الله عليه وسلم مَنْ اَعْتَقَ نَصِيبًا له مِنَ العَبْدِ وَكَانَ له مِن المالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَته قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ وَاُعْتِقَ مِن مَالِهِ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْه مَا عَتَقَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس کے پاس غلام کی قیمت کے برابر مال ہو تو اس کی واجبی قیمت لگا کر اس کے مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی سہی۔ (جتنا معتق نے آزاد کیا باقی شریک کا غلام رہے گا)

(اس حدیث کو اس واسطے لائے ہیں کہ اس میں عبد کا لفظ غلام کے لئے ہے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لولم يحكم عليه بعتق كله عند البيان لكان بذلك متطاولا عليه.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۶ تا ص ۳۴۷، ومر الحديث ص ۳۳۹، وص ۳۴۰، وص ۳۴۲، ؍؍، وص ۳۴۳، ؍؍

۲۳۹۵﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَحْيٰ عن عُبَيْدِ اللهِ حدثنی نافِعٌ عن عبدِ اللهِ اَنَّ النبيَّ صلی الله عليه وسلم قال كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ فالاَمِيْرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ فهو راعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ راعٍ على اَهْلِ بَيْتِه وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ على بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِه وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالعَبْدُ راعٍ على مالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور (ہر شخص سے) اس کی رعیت (ماتحتوں) کے متعلق باز پرس ہوگی اور امیر (یعنی حاکم) جو لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ لوگوں

پر نگہبان ہے اس سے رعایا کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگراں ہے اور ان کی اولاد کی اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کی باز پرس ہوگی سن لو تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "والعبد راع على ماله سيده" فانه اذا كان ناصحاً له في خدمته مؤديا له الامانة ينبغي ان يعينه ولايتطاول عليه. (عمده)

(خلاصہ یہ ہے کہ غلام کو عبد فرمایا)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۷، ومر الحديث ص ۱۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۸۴، وص ۷۷۹، وص ۷۸۳، وص ۱۰۵۷۔

۲۳۹۶﴿ حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ اِسْمَاعِيلَ حدثنا سُفيانُ عنِ الزُّهرِيِّ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيرَةَ وَزَيْدَ بنَ خالِدٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا زَنَتِ الاَمَةُ فاجْلِدُوهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فاجلِدُوهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فاجْلِدُوهَا قال في الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَبِيْعُوهَا وَلَو بِضَفِيْرٍ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ (دونوں) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لونڈی جب زنا کرائے تو اس کو کوڑے مارو (یعنی حد لگاؤ) پھر اگر زنا کرائے تو پھر کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے تو پھر کوڑے مارو تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ (شک روای) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس کو بیچ ڈالو اگر چہ بالوں کی ایک رسی ہی کے عوض ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من حيث ان الامة اذا زنت لايكره التطاول عليها وانما يكره التطاول اذا نصحت سيدها وادت حق الله فاذا زنت. الخ (عمده)

(اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس میں لونڈی کے لئے امۃ کا لفظ فرمایا ہے)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۷، ومر الحديث ص ۲۸۸، وص ۲۹۷، ///، وياتي ص ۱۰۱۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ان روایات کو ذکر کر کے تطبیق بین الروایات ہے کہ جن روایات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے کہ سیدی، عبدی اور امتی نہ کہو بخاریؒ نے جمہور کی موافقت کی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور اس وقت ہے جب کہ تطاول وتفاخر کے طور پر ہو لیکن تفاخر اور اپنی بڑائی کے لئے نہ ہو بلکہ صرف اظہار واقعہ مقصود ہو تو بلا کراہت ان الفاظ کا استعمال جائز ہے۔

﴿ باب ۱۶۰۲ اِذَا اَتَاهُ خادِمُهُ بِطَعَامِهِ ﴾

جب کسی کا خادم اس کا کھانا اس کے پاس لائے

۲۳۹۷﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنهَالٍ حدثنا شُعبَةُ اَخبَرَنِی محمّدُ بنُ زِيَادٍ قال سَمِعتُ اَبَاهُرَيرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله عليه وسلم اِذَا اَتَی اَحَدَکُم خادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَاِنْ لَم يُجلِسهُ مَعَه فَليُناوِلهُ لُقمَةً اَو لُقمَتَينِ اَو اُکلَةً اَو اُکلَتَينِ فَاِنَّه وَلِیَ عِلاجَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو اسے ایک نوالہ یا دو نوالہ یا ایک لقمہ یا دو لقمے (شک راوی) اس کو دیدے کیونکہ اسی نے تیار کیا ہے۔ (تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۴۷، ويأتي الحديث ص ۸۲۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ کھانا لانے والے خادم کو اپنے ساتھ بیٹھا لے یہی بہتر اور مستحب ہے تاکہ کھانا تیار کرنے کی تکلیف کا احساس نہ ہو لیکن اگر کسی وجہ سے اپنے ساتھ نہ بیٹھا سکے تو ایک دو لقمہ اس کے لئے ضرور چھوڑ دے۔

﴿ باب ۱۶۰۳ العبدُ رَاعٍ فی مالِ سَيِّدِهِ ﴾

وَنَسَبَ النبیُّ صلی الله عليه وسلم المالَ اِلَی السَّيِّدِ.

غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اس کے صاحب کا قرار دیا۔

۲۳۹۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنَا شُعَيبٌ عنِ الزُّهرِیِّ اَخبَرَنِی سَالِمُ بنُ عبدِ اللهِ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّه سَمِعَ رسولَ اللهِ صلی الله عليه وسلم يقولُ کُلُّکُم رَاعٍ وَمَسئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ فالاِمَامُ رَاعٍ وَمَسئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فی اَهلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ وَالمَرأَةُ فی بَيتِ زَوجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِیَ مَسئُولَةٌ عن رَعِيَّتِهَا وَالخادِمُ فی مالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ قال سَمِعتُ هٰؤلاءِ مِنَ النبیِّ صلی الله عليه

وسلم وَاَحسِبُ النبیَّ ﷺ قال وَالرَّجُلُ فی مالِ اَبِیْهِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عن رَعِیَّتِهٖ فکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عن رَعِیَّتِهٖ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے تم میں کا ہر شخص نگہبان ہے (ایک طرح کا حاکم ہے) اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور امام (بادشاہ) نگہبان (حاکم) ہے اس سے اپنی رعیت کے باز پرس ہوگی اور آدمی بھی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے وہ بھی اپنی رعیت کے متعلق پوچھی جائے گی اور خادم (لونڈی، غلام) اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے وہ بھی اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باتیں سنی ہیں اور میرا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت (باپ کے مال) کی پوچھ ہوگی، غرض تم میں سے ہر کوئی نگہبان (حاکم) ہے اس سے اس کی رعایا کی پوچھ ہوگی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والخادم فى مال سيده راع" والمراد من الخادم هنا العبد وان كان يتناول غيره ممن يخدم غيره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۷، مر الحديث ص ۱۲۲، وص ۳۲۴، ويأتى الحديث ص ۳۸۴، وص ۷۷۹، وص ۷۸۳، وص ۱۰۵۷۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ غلام پر مالک کے مال کی حفاظت لازم ہے اور یہ کہ بلا اجازت تصرف نہ کرے۔

﴿ بابٌ [۱۶۰۴] اِذَا ضَرَبَ العَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ ﴾

اگر کوئی غلام کو مارے تو چہرے سے بچے (یعنی چہرہ پر نہ مارے)

۲۳۹۹﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عُبَيْدِ اللهِ حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال حدثنی مالِكُ بنُ اَنَسٍ قال وَاَخْبَرَنِی ابنُ فُلانٍ عن سَعِيْدِ المَقْبُرِیِّ عن اَبِیْهِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم ح وحدثنی عبدُ اللهِ بنُ محمدٍ حدثنا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال اِذَا قَاتَلَ اَحَدُکُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (دوسری سند) امام بخاریؒ نے کہا ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے

انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنگ کرے (مار پیٹ کرے) تو چہرے سے بچا رہے (یعنی منہ پر نہ مارے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه اذا وجب اجتناب الوجه عند القتال مع الكافر فاجتناب وجه العبد المؤمن اوجب.

یعنی جب کافر کے ساتھ جنگ وقتال میں چہرے پر مارنے سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے تو غلام کو جو مسلمان بھی ہوسکتا ہے چہرے پر مارنا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

چہرے پر مارنے سے ممانعت کی وجہ ایک حدیث میں یہ مذکور ہے "اذا قاتل احدکم اخاه فليجتنب الوجه فان الله تعالى خلق آدم على صورته" (مسلم ثانی ص ۳۲۷) امام نوویؒ فرماتے ہیں "اختلف العلماء فی تاویله فقالت طائفة الضمير فی صورته عائد على الاخ المضروب وهذا ظاهر" الخ (شرح نووی، ج ۲، ص ۳۲۷) علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "والاکثر علی ان الضمير يعود على المضروب" (قس) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس کی صورت پر بنایا یعنی مضروب مار کھانے والے شخص کی صورت پر۔

قال النوویؒ قال العلماء انما نهى عن ضرب الوجه لانه لطيف الخ (عمده) یعنی ممانعت کی علت یہ ہے کہ چہرہ لطیف اور محاسن کا مجموعہ ہے اسی سے آدمی کا علم وشناخت ہوتی ہے چہرہ پر مارنے سے چہرہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے۔ فان قلت ماحکم هذا النهی قلت ظاهره التحريم والدليل عليه مارواه مسلم من حديث سويد بن مقرنؓ انه رآی رجلاً لطم غلامه فقال اما علمت ان الصورة محرمة. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۷، واخرجه مسلم ج ۲ ر ص ۳۲۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام ونوکر کو تادیب وتنبیہ کے لئے مارے تو چہرے پر نہ مارے حتی کے ماں باپ اور اساتذہ کرام بھی پرہیز کریں جیسا کہ مسلم ص ۳۲۷ رکی روایت میں فلا يلطمن الوجه. (یعنی چہرہ پر ہرگز نہ مارے)

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ المُكَاتَبِ

﴿ بابُ ۱۶۰۵ المُكاتَبِ وَنُجُومِهِ، في كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ ﴾

مکاتب اور اس کی قسطوں کا بیان کہ سال میں ایک قسط ہے

﴿ وقولِهِ تعالىٰ "وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيمانُكُمْ فَكاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْراً وَآتُوهُمْ مِن مَالِ اللهِ الذي آتاكُمْ" وقال رَوْحٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قلتُ لِعَطاءٍ اَوَاجِبٌ عَلَيَّ اِذا عَلِمْتُ لَه مَالاً اَن اُكَاتِبَهُ قال مَا اُرَاهُ اِلاَّ وَاجِبًا وَقال عَمرو بنُ دِينارٍ قلتُ لِعَطاءٍ اَتَاثُرُهُ عن اَحَدٍ قال لا ثُمَّ اَخْبَرَنِي اَنَّ مُوسَى بنُ اَنَسٍ اَخبرَهُ اَنَّ سِيرِينَ سَالَ اَنَسًا المُكَاتَبَةَ وكانَ كَثِيرَ المالِ فَابَى فَانطَلَقَ اِلَى عُمَرَ رضى الله عنه فقال كاتِبْهُ فَابَى فضرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ فكاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْراً فكَاتَبَهُ وَقالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهاب قال عُرْوَةُ قالتْ عائِشَةُ اِنَّ بَرِيْرَةَ دَخلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِينُهَا في كِتَابَتِهَا وعليها خَمْسَةُ اَوَاقي نُجِّمَتْ عَلَيْها في خَمْسِ سِنِينَ فقالتْ لَها عائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا اَرَايْتِ اِنْ عَدَدتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً اَيَبِيعُكِ اَهْلُكِ فَاُعْتِقَكِ فيَكُونَ وَلاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ اِلَى اَهلِها فعَرَضَتْ ذٰلِك عَلَيْهِم فقالوا لا اِلاَّ اَن يكونَ لَنا الوَلاءُ قالتْ عائِشَةُ فدَخَلْتُ علىٰ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فذَكَرْتُ لَهُ فقال لَهَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اشْتَرِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا فاِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثم قامَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال مابالُ رِجالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطاً لَيْسَتْ في كِتابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ في كتابِ الله فهو باطِلٌ شَرطُ اللهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ. ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (نور آیت ۳۳) اور تمہارے مملوکوں میں سے (غلام ہوں یا لونڈیاں) جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو (بہتر ہے کہ) ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں خیر (کے آثار) جانو اور اللہ کے اس مال میں سے انہیں

بھی دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے" اور روح بن عبادہ نے ابن جریج سے نقل کیا ابن جریج نے کہا میں نے عطار بن ابی رباح سے پوچھا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ غلام کے پاس مال ہے تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ اس کو مکاتب بنا دوں؟ فرمایا میں تو واجب ہی سمجھتا ہوں اور عمرو بن دینار نے کہا میں نے عطار سے پوچھا کیا یہ (مکاتبت کا وجوب) آپ کسی سے روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر انہوں نے موسیٰ بن انس سے نقل کیا کہ سیرین نے حضرت انسؓ سے مکاتبت کی درخواست کی اور وہ بہت مالدار تھے حضرت انسؓ نے انکار کر دیا تو سیرین حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ اس کو مکاتب کر دو حضرت انسؓ نے انکار کیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں درے سے مارا اور یہ آیت تلاوت فرمانے لگے "فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً" (تم انہیں مکاتب بنا دو اگر تم ان میں خیر جانو) پھر حضرت انسؓ نے ان کو مکاتب بنا دیا۔

اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے، کہ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہ ان کے پاس آئی اپنی بدل کتابت میں حضرت عائشہؓ سے مدد مانگ رہی تھی اس بریرہ پر پانچ اوقیہ چاندی تھی جو پانچ سال میں قسط کر دی گئی (یعنی پانچ سال میں چاندی ادا کرنی تھی) تو حضرت عائشہؓ نے بریرہ سے کہا اور عائشہؓ نے بریرہ کو آزاد کرنا پسند کیا فرمانے لگیں اے بریرہ! بتلا اگر میں یہ پانچ اوقیے تیرے مالکوں کو ایک مشت دیدوں تو کیا تیرے مالک تجھ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالیں گے؟ کہ میں تجھ کو آزاد کر دوں اور تیرے ولار (ترکہ) میں لوں گی، بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کے سامنے یہ بیان کیا ان لوگوں نے نہیں مانا مگر اس شرط پر کہ ولار ہم لیں گے، حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ ﷺ سے یہ بیان کیا (کہ بریرہ کے مالک ایسا کہتے ہیں) آپ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے اور اس کو آزاد کر دے، ولار تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سنانے) کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی اصل اللہ کی کتاب (یعنی اللہ کے حکم) میں نہیں ہے (وہ محض لایعنی ہے) اللہ کی مقرر کی ہوئی شرط زیادہ عمل کرنے کے لائق اور مضبوط ہے۔

مُکَاتَب: مکاتب بضم المیم وفتح التار، وہ غلام یا لونڈی جس کا مالک یہ کہدے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ اس صورت میں آقا کو مکاتب بکسر التار، اور غلام کو مکاتب بفتح التار کہتے ہیں اور غلام اور آقا کے درمیان جو معاملہ طے پایا اس کو مکاتبت کہتے ہیں۔

اسلام میں غلامی

زمانہ قدیم سے دنیا میں غلام بنانے کا رواج تھا جنگ کے موقع پر فاتح مفتوح کے مردوں، بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرتے اور غلام و باندی بنا کر رکھتے اور اس کے علاوہ غلام بنانے کی بعض صورتیں ظالمانہ تھیں مثلاً ڈاکہ ڈال کر گرفتار کر لیا جاتا اور غلام بنا لیا جاتا، بچوں کو چرا لیا جاتا اور غلام بنا لیا جاتا وغیرہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم تھے جن کی رحمت سے دنیا کے سارے انسان اور حیوان کو حصہ ملا حتی کہ

غلاموں کو بھی حصہ ملا کہ غلام بنانے کی جتنی ظالمانہ صورتیں تھیں سب کو یک لخت ختم کر دیا۔ اسلام نے غلامی کی صرف ایک صورت یعنی پہلی صورت باقی رکھی جو جنگ کے نتیجہ میں ہوتی ہے اس صورت کو ختم کرنے میں سخت دشواری یہ تھی کہ اگر رحمت عالم ﷺ غلامی کی یہ صورت بھی ختم کر دیتے اور مسلمانوں کو پابند فرما دیتے کہ کسی کو غلام نہ بنائیں، مسلمان تو اس کی پابندی کرتے اور کسی مفتوح قوم کو بھی غلام نہ بناتے مگر دوسری قومیں اگر مسلمان پر فتح پاتیں تو مسلمانوں کو غلام بناتیں اس صورت میں یک طرفہ توہین تھی اور مسلمان کو اس سے سخت نقصان پہونچتا۔

اس لئے اسلام نے غلامی کی صرف ایک صورت کو باقی رکھا مگر غلام کو اتنے حقوق دئے کہ آزاد لوگوں کے قریب قریب ہو گئے غلاموں کے آقا اور مولی کو حکم دیا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں جو کھاؤ کھلاؤ بلکہ اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ پھر آزاد کرنے کی اس قدر ترغیب دی اور آزاد کرنے پر عظیم ثواب ارشاد فرمائے، اور اتنے مواقع بتلائے کہ آہستہ آہستہ غلاموں کی مقدار کم سے کم ہو گئی پھر آزاد ہونے کی آسان صورت مکاتبت بتائی کہ اگر غلام طاقتور اور محنتی ہے تو اپنے مالک سے درخواست کر کے آپس میں طے کر لیں کہ غلام اتنا مال ادا کر دے تو وہ آزاد ہے اسی کو مکاتبت کہتے ہیں اور امام بخاریؒ نے سورہ نور کی آیت نقل فرما کر مسئلہ مکاتبت کو ثابت فرمایا ہے۔

وقال روح الخ: اس تعلیق کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں اسی طرح عبدالرزاق اور شافعیؒ نے وصل کیا ہے (فتح، قس) وهذا التعليق رواه ابن حزم من طريق اسماعيل بن اسحاق (عمدہ) ابن جریج سے عبدالملک بن عبدالعزیز مکی مراد ہیں۔ (ترجمہ دیکھئے)

وقال عمرو بن دينار الخ: حافظ عسقلانیؒ کہتے ہیں هكذا وقع في جميع النسخ التي وقعت لنا عن الفربري الخ اس کا مطلب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء سے یہ پوچھا، لیکن حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں وليس كذلك بل وقع في الرواية تحريف لزم منه الخطأ (فتح) صحیح یہ ہے کہ یہ ابن جریج کا قول ہے یعنی ابن جریج نے عطاء سے پوچھا جیسا کہ اسماعیل کی روایت میں ہے وقاله لي ايضا عمرو بن دينار والضمير يعود على القول بوجوبها" (فتح)

یعنی عمرو بن دینار نے بھی اس کو واجب کہا ہے۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا آپ یہ کسی سے روایت کرتے ہیں؟ (اس کے بعد ترجمہ دیکھئے)

تشریح جب غلام کے پاس مال ہو اور وہ مکاتبت کا مطالبہ کرے تو مولیٰ (مالک) پر مکاتبت واجب ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک مستحب ہے واجب نہیں وحجة الجمهور في هذا ان الاجماع منعقد على ان السيد لا يجبر على بيع عبده الخ (عمدہ) یعنی اس پر اجماع ہے کہ کوئی مالک مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے کہ غلام کو بیچ دے تو پھر مکاتبت پر کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے جو در حقیقت بلا عوض آزاد کرنا ہے اس لئے کہ غلام جب تک غلام ہے اس کا مال

اس کے مولیٰ (مالک) کی ملک ہے اس اعتبار سے مکاتبت کے بعد بھی چونکہ رقیت باقی ہے اس لئے جو کمائے گا وہ مالک کی ملک ہوگی اب بدل کتابت ادا کرنا ایسا ہے گویا غلام مولیٰ کا مال مولیٰ کے سپرد کر رہا ہے۔

قائلین وجوب کے دلائل اور جواب امام داؤد وغیرہ جو وجوب کے قائل ہیں وہ سورہ نور کی آیت مذکورہ سے استدلال کرتے ہیں کہ آیت میں **فکاتبوھم** امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

جواب یہ امر استحباب کے لئے ہے جیسا کہ آیت میں مشروط بالشرط ہے کہ اگر ان میں خیر جانو، اور ظاہر ہے کہ غلام کے خیر و دینداری کا فیصلہ مولیٰ پر ہے اور یہ شرط ہے اور شرط اختیاری تو جزا کا اختیاری ہونا لازم ہے۔

دوسرا استدلال دوسرا استدلال حضرت عمرؓ کے عمل سے ہے کیونکہ اگر مکاتبت واجب نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ درہ نہیں مارتے۔

جواب: حضرت عمرؓ کا عمل بھی وجوب کی دلیل نہیں اسلئے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ کتابت کرلو تو انسؓ نے انکار کیا تو عمرؓ نے عدول حکمی پر درہ لگایا ورنہ اگر مکاتبت واجب ہوتی تو حضرت انسؓ پہلے ہی انکار نہیں کرتے۔ واللہ اعلم

﴿باب ۱۶۰۶ مایَجُوزُ مِن شُرُوطِ المُکَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطاً لَیْسَ فی کِتابِ اللهِ عزّ وجلّ فِیهِ عنِ ابنِ عُمَرَ﴾

مکاتب (بفتح التاء) سے کون سی شرطیں درست ہیں؟ اور جو شخص ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو

(لیس فی کتاب اللہ تعالیٰ وھو الشرط الذی خالف کتاب اللہ او سنة رسوله صلی اللہ علیه وسلم او اجماع الامة. (عمدہ)

فیه عن ابن عمرؓ اور اس باب میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو موصولاً آرہی ہے۔

۲۴۰۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عنِ ابنِ شِهاب عن عُرْوَةَ اَنَّ عائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِیْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُهَا فی کِتَابَتِهَا وَلَمْ تَکُنْ قَضَتْ مِنْ کِتَابَتِها شَیْئاً قالَتْ لَهَا عائِشَةُ ارْجِعِی اِلَی اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَقْضِیَ عَنْكِ کِتَابَتَكِ وَیَکُونَ وَلاؤُكِ لی فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ بَرِیْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوا وَقَالُوا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَیْكِ فَلْتَفْعَلْ

وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فقال لَهَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ابْتَاعِي فَاعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قال ثُمَّ قَامَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال مَابَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطاً لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطاً لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ بریرہ لونڈی ان کے پاس آئی اپنی بدل کتابت میں ان سے مدد چاہتی تھی اور اس نے اس روپے میں سے کچھ ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا اپنے مالکوں کے پاس لوٹ جا اور ان سے کہہ اگر وہ پسند کریں تو میں تیری کتابت کا روپیہ ادا کر دیتی ہوں اور تیری ولاء میں لوں گی تو میں کروں گی بریرہ نے اپنے مالکوں سے یہ ذکر کیا مالکوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے اگر حضرت عائشہؓ کو ثواب کی نیت سے تیرے ساتھ سلوک کرنا منظور ہے تو کریں باقی ولاء تو ہم لیں گے، حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تو بریرہ کو خرید کر آزاد کردے ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد کردے۔ راوی نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ (خطبہ سنانے کیلئے) کھڑے ہوئے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے ایسی ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ کی کتاب (اللہ کے حکم) میں پتہ تک نہیں، جو شخص ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا گو سو بار شرط لگائے اللہ کی شرط سب سے زیادہ لائق قبول اور مضبوط ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من اشترط شرطاً ليس في كتاب الله".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۸، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد سوم کا ص ۳۸ دیکھئے، طویل ہے۔

۲۳۰۱ ﴿حَدَّثَنَا عبدُاللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال اَرَادَتْ عائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا فقال اَهْلُهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا قال رسولُ الله ﷺ لَايَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ایک لونڈی خرید کر آزاد کرنا چاہا تو اس (لونڈی) کے مالک کہنے لگے ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ ولاء ہم لیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عائشہ تو اپنا کام کر (خرید کر آزاد کر دے) ولاء اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "على ان ولائها لنا لان هذا ليس شرط في كتاب الله عز وجل.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۸، ومر الحديث ۲۸۹، وص ۲۹۰، ویاتی ص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ جو شرط کتاب اللہ یعنی کتاب وسنت سے مشروع نہیں ہے وہ شرط لغو و باطل ہے۔ واللہ اعلم

باب ۱۶۰۷ اسْتِعَانَةِ الْمُكَاتَبِ، وَسُوالِهِ النَّاسَ

مکاتب اگر دوسروں سے مدد چاہے اور لوگوں سے سوال کرے (تو کیسا ہے؟)

۲۴۰۲ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدثنا أَبُوأُسَامَةَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ جاءَتْ بَرِيْرَةُ فقالتْ إِنِّي كَاتَبْتُ علىٰ تِسْعِ أَوَاقٍ في كُلِّ عامٍ أُوقِيَّةٌ فأَعِيْنِيْنِي فقالتْ عائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فعلتُ فَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوا ذلك عَلَيْهَا فقالتْ إِنِّي قد عَرَضْتُ ذلك عَلَيْهِمْ فَأَبَوا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ فَسَمِعَ بِذلك رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فقال خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قالتْ عائِشَةُ فقامَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم في الناسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قال أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطاً لَيْسَتْ في كِتَابِ الله فَأَيُّمَا شَرْطٍ كانَ لَيْسَ في كِتَابِ الله فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَقَضَاءُ الله أَحَقُّ وَشَرْطُ الله أَوْثَقُ مابالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يقولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے ہر سال ایک اوقیہ آپ میری مدد فرمایئے عائشہؓ نے یعنی میں نے کہا اچھا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں ان کو نو اوقیے یکمشت دے دیتی ہوں اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں اور تیری ولاء میں لوں گی وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی ان سے کہا انہوں نے نہیں مانا (کہا ولاء ہم لیں گے) پھر بریرہ آئی اور کہنے لگی میں نے ان لوگوں سے گفتگو کی لیکن وہ اس شرط سے مانتے ہیں کہ ولاء وہ لیں، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا میں نے عرض کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو خرید لے اور آزاد کر دے اور ولاء ان ہی کو دینا قبول کر لے ولاء تو اسی کو ملتی ہے جو آزاد کرے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے، پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا امابعد! تم میں سے بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (کیا دیوانے ہیں؟) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ کی کتاب میں وجود ہی نہیں ہے دیکھو جو شرطیں اللہ کی کتاب میں نہ ہوں وہ محض لغو ہیں اگر چہ سو شرطیں ہوں اللہ کا جو حکم ہے اسی پر چلنا چاہئے اور اللہ ہی کی شرط کا اعتبار ہے تم میں سے بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہتے ہیں اے فلاں آزاد

کر دے ولاء ہم لیں گے ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاعينيني".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۸، ومر الحديث ص ۶۵، باقی مواضع اور تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۳۸ تا ص ۴۰۔

مقصد ترجمۃ الباب میں عطف الخاص علی العام ہے مقصد یہ ہے کہ اگر غلام ضرورت پڑنے پر بدل کتابت کے سلسلے میں کسی سے مدد مانگے تو مدد مانگنا جائز ہے جیسا کہ حضرت بریرہؓ کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

﴿ بَابُ ۱۶۰۸ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ اِذَا رَضِيَ ﴾

وَقالتْ عَائِشَةُ هو عَبْدٌ مابَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وقال زَيْدُ بنُ ثَابتٍ مَابَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وقال ابنُ عُمَرَ هُو عَبْدٌ اِنْ عَاشَ وَاِن ماتَ وَاِنْ جَنٰى مَابَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

مکاتب جب اپنے تئیں بیچ ڈالنے پر راضی ہو تو اس کی بیع کا بیان

اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مکاتب پر جب تک کچھ باقی رہے وہ غلام ہی ہے۔ اور حضرت زید بن ثابت نے فرمایا ایک درہم بھی باقی رہے تو وہ غلام ہے اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا وہ (مکاتب) زندگی اور موت اور جرم کرنے پر غلام ہے جب تک اس پر کچھ باقی رہے۔ (جرم کرنے پر مثلاً مکاتب زنا کرے تو اس کو غلام کی طرح ہی پچاس کوڑے لگائیں گے)

۲۴۰۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن يَحْيَ بنِ سَعِيْدٍ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُ عَائِشَةَ اُمَّ المُؤْمِنِيْنَ فقالتْ لَهَا اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً واحِدَةً فَاُعْتِقَكِ فعَلْتُ فذَكَرَتْ بَرِيْرَةُ ذلك لِاَهْلِهَا فقالوا لا اِلاَّ اَن يكونَ وَلاؤُكِ لَنا قال مالِكٌ قال يَحْيٰ فزَعَمتْ عَمْرَةُ اَنَّ عائِشَةَ ذَكَرَتْ ذلك لِرَسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال اشْتَرِيهَا وَاَعْتِقِيهَا فَاِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ. ﴾

ترجمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہؓ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مدد مانگنے آئیں (اپنی بدل کتابت کی ادائیگی میں) تو حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں تیری قیمت انہیں ایک مشت دیتی ہوں اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے اس کا ذکر کیا ان لوگوں نے نہیں مانا مگر اس شرط پر کہ ولاء ہم لیں گے۔ امام مالک نے کہا کہ یحیٰ نے کہا کہ عمرہ کہتی تھیں کہ حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اس کو خرید لے اور آزاد کر دے ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله صلى الله عليه وسلم "اشتريها" اس لئے کہ حضور ﷺ نے خریدنے کا حکم دیا۔ هذا يدل على جواز البيع وهو حجة الشافعیؒ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۸ تا ص۳۴۹، مر الحديث ص۶۵، وص۳۴۸، وص۳۴۹، ويأتي الحديث ص۳۸۱۔

مقصد مکاتب کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے کہ امام بخاریؒ نے حکم کی تصریح نہیں کی لیکن باب کے تحت جو آثار و تعلیقات لائے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بخاریؒ کے نزدیک جائز ہے۔

تشریح: بیع مکاتب میں ائمہ کے مذاہب مع سوال و جواب کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۴۰۔

امام بخاریؒ اس مسئلے میں امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی موافقت فرمارہے ہیں۔

﴿ بَابٌ [۱۶۰۹] إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَاعْتِقْنِي فَاشْتَرَاهُ لِذٰلِكَ ﴾

اگر مکاتب نے کسی سے کہا مجھے خرید لے اور آزاد کردے تو اس نے اس کیلئے خریدا

۲۴۰۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حدثنا عبدُ الوَاحِدِ بنُ اَيْمَنَ حدثني اَبِي اَيْمَنُ قال دخلْتُ على عائِشَةَ فقُلتُ كُنتُ غلاماً لِعُتبَةَ بنِ اَبِي لَهَبٍ وماتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ وإنَّهُم باعُونِي مِنِ ابنِ اَبِي عَمْرٍو المَخْزُومِيِّ فَاَعْتَقَنِي ابنُ اَبِي عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بنُوعُتبَةَ الوَلاءَ فقالتْ دَخَلَتْ بَرِيرَةُ وَهِيَ مُكاتَبَةٌ فقالتْ اشْتَرِينِي وَاعْتِقِينِي قالتْ نعَمْ قالتْ لايَبِيعُونِي حتى يَشْتَرِطُوا وَلائِي فقالتْ لَهَا لا حَاجَةَ لِي بذٰلِكَ فَسَمِعَ بذٰلِكَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَوْ بَلَغَهُ فذَكَرَ لِعَائِشَةَ فذَكَرَتْ عائِشَةُ ماقالتْ لَهَا فقال اشْتَرِيهَا وَاعْتِقِيهَا وَدَعِيهِمْ يَشْتَرِطُوا مَاشَاؤُا فاشتَرَتْهَا عائِشَةُ فَاَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا الوَلاءَ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ. ﴾

ترجمہ عبد الواحد نے کہا کہ میرے باپ ایمن نے کہا میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں عتبہ بن ابولہب کا غلام تھا وہ مر گیا اور اس کے بیٹے میرے وارث ہوئے اور ان لوگوں نے مجھ کو عبد اللہ بن ابی عمرو مخزومی کے ہاتھ بیچ دیا پھر عبد اللہ بن ابی عمرو نے مجھ کو آزاد کردیا اور عتبہ کے لڑکوں نے ولاء کی شرط اپنے لئے کرلی حضرت عائشہؓ نے فرمایا بریرہؓ میرے پاس آئی اور وہ مکاتبہ تھی وہ مجھ سے کہنے لگی مجھ کو خرید لو اور مجھ کو آزاد کردو عائشہؓ نے کہا (یعنی میں نے) اچھا پھر بریرہ بولی وہ اسی شرط پر فروخت کریں گے کہ ولاء وہ لیں حضرت عائشہؓ نے کہا اس شرط پر مجھ کو خریدنے کی ضرورت

نہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی یا یہ خبر آپ ﷺ کو پہونچ گئی (شک راوی) آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا عائشہؓ نے بیان کیا جو بریرہ نے کہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کردے اور ان کو جو شرطیں چاہیں لگانے دے پھر حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خریدا اور آزاد کر دیا اور بریرہ کے مالکوں نے ولاء کی شرط کر لی اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اگر چہ وہ سو شرطیں لگائیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اشترینی واعتقینی".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۹، ومر الحديث ص۶۵، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد سوم ص۳۸ دیکھئے۔

مقصد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ باب میں اذا قال کا جواب محذوف ہے تقدیرہ جاز مسئلہ بار بار گذر چکا ہے۔

☆ ☆ ☆

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا

ہبہ اور اس کی فضیلت اور اس پر ترغیب کا بیان

۲۴۰۵﴿ حَدَّثَنَا عاصِمُ بنُ عَلِيٍّ حدثنا ابنُ اَبِى ذِئْبٍ عنِ المَقْبُرِىِّ عن اَبِيهِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبىِّ ﷺ قال يانِسَاءَ المُسْلِمَاتِ لاتَحْقِرَنَّ جارَةٌ لِجارَتِها وَلو فِرْسِنَ شَاةٍ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! ایک پڑوسن اپنے ہمسایہ عورت (پڑوسن) کو حقیر نہ جانے (کہ اس کو کبھی کچھ نہ دے) اپنے ہمسایہ کو کچھ نہ کچھ دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہی ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت ہمسایہ عورت کے ہبہ، ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرے کیونکہ یہ سینے کے کینے کو دور کرتا ہے محبت بڑھتی ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه تحريضا على الخير الى احد ولو كان بشئ وهو داخل فى معنى الهبة من حيث اللغة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۴۹، ویاتی ص۸۸۹۔

۲۴۰۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ حدثنا ابنُ اَبِى حازِمٍ عن اَبِيهِ عن يَزِيدَ بنِ رُومَانَ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنَّها قالَتْ لِعُرْوَةَ ابنَ اُخْتِى اِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ الى

الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة في شهرين وما اوقدت في ابيات رسول الله صلى الله عليه وسلم نار فقلت ياخالة ما كان يعيشكم قالت الاسودان التمر والماء الا انه قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الانصار كانت لهم منائح وكانوا يمنحون رسول الله صلى الله عليه وسلم من البانهم فيسقيناه.﴾

ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے! ہم ایک چاند سے دوسرے چاند پھر تیسرے چاند تک دو مہینے انتظار کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلائی جاتی (کھانا نہیں پکایا جاتا تھا) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "اے خالہ! آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ فرمایا دو سیاہ چیزیں کھجور اور پانی۔ مگر یہ کہ کچھ انصار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کو (ہدیہ کے طور پر) دودھ پیش کر دیتے تو ہم اس کو پی لیتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "وكانوا يمنحون رسول الله صلى الله عليه وسلم من البانهم" وذلك لانهم كانوا يهدون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من البان منايحهم وفي الهدية معنى الهبة على معناها اللغوى. (عمده).

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۹، ويأتي مختصراً ص ۹۵۶۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ ہمسایہ (پڑوسی کے لوگوں) کو تحفہ تحائف بھیجا کرے نیز ہمسایہ کے ہدیہ اور تحفہ کو قبول کرے گرچہ تھوڑے ہوں یا کم قیمت کے ہوں غرضکہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کریں کیونکہ یہ سینے کے کینے کو دور کرتا ہے اور باہمی محبت بڑھتی ہے۔

تشریح هبة بكسر الهاء مصدر ہے وهب يهب وهباً وهبة اصلها وهب لانها معتلة الفاء فلما حذفت الفاء عوّض عنها الهاء. (قس) ہبہ کے معنی ہیں تملیک بلاعوض یعنی کسی چیز کا کسی کو بلاعوض مالک بنا دینا، صدقہ بھی اسی طرح تملیک بلاعوض ہے۔

ہبہ اور صدقہ میں فرق ہبہ یعنی ہدیہ اور صدقہ اسی طرح عطیہ متقارب المعنی ہیں ہدیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ میں مقصود بالذات اللہ کی رضا اور اس کا قرب ہوتا ہے۔ اور ہدیہ میں جس کو ہدیہ دیا جاتا ہے اس سے محبت اور اس کا قرب مقصود بالذات ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ ہدیہ استعمال فرماتے تھے لیکن صدقہ آپ کیلئے حرام تھا۔

ثلاثة اهلة تكملها في شهرين باعتبار رؤية الهلال في اول الشهر الاول ثم رؤيته ثانيا في اول الشهر الثاني ثم رؤيته في اول الشهر الثالث فالمدة ستون يوما والمرئى ثلاثة اهلة. الخ (قس)

منائح جمع منيحة بفتح الميم وكسر النون اى غنم فيها لبن. (قس)

﴿ بابُ ۱۶۱۰ القَلِيْلِ مِنَ الهِبَةِ ﴾

تھوڑے سے ہبہ (ہدیہ) کا بیان

۲۴۰۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ حدثنا ابنُ اَبِى عَدِيٍّ عن شُعْبَةَ عن سُلَيْمانَ عن اَبِى حازِمٍ عن اَبِى هريرةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لَو دُعِيْتُ اِلٰى ذِرَاعٍ اَوْكُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَو اُهْدِىَ اِلَىَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک دست یا ایک پائے کے لئے مجھے دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا (اور جاؤں گا) اور اگر ایک دست یا ایک پایا مجھے ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کرلوں گا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "ولو اهدى الى ذراع او كراع لقبلت" وذلك يدل على ان القليل من الهدية جائز ولايرد، والهدية في معنى الهبة من حيث اللغة. (قس)

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۴۹، ويأتي الحديث في النكاح ص ۷۷۸۔

مقصد مقصد حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کا ہدیہ رد نہ کیا جائے بلکہ قبول کرلیا جائے خواہ صرف پایا ہی ہو کیونکہ رد کرنے میں دل شکنی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب ہے۔

ذراع بالذال المعجمة وهو الساعد (قس) یعنی بازو، کہنی سے لے کر بیچ کی انگلی کے سرے تک۔

کراع بضم الكاف وبعد الراء الف گائے بکری کے پائے، اس سے مراد معمولی اور حقیر چیز ہے اور ذراع سے مراد عمدہ چیز ہے دست کا گوشت عمدہ ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا۔

﴿ بابُ ۱۶۱۱ مَنِ اسْتَوهَبَ مِن اَصْحابِهِ شَيْئًا ﴾

وَقال اَبوسَعِيْدٍ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اضْرِبُوا لِى مَعَكُم سَهْمًا.

جو شخص اپنے دوستوں سے کوئی چیز مانگے ؟

اور حضرت ابو سعید نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگاؤ۔

۲۴۰۸﴿ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِى مَرْيَمَ حدثنا اَبُوغَسَّانَ حدثنى اَبُوحَازِمٍ عن سهلٍ اَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم اَرْسَلَ اِلٰى امْرَاَةٍ مِنَ المُهاجِرِيْنَ وكانَ لَهَا غلامٌ نَجّارٌ قال لَهَا مُرِى عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنا اَعْوادَ المِنْبَرِ فَاَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفاءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا

قَضَاهُ اَرْسَلَتْ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنّه قد قضاهُ قال اَرْسِلِي بِهٖ اِلَيَّ فجاؤُ بِه فاحْتَمَلَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین میں سے ایک عورت کو کہلا بھیجا اس کا ایک غلام بڑھئی تھا، آپ ﷺ نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے غلام سے کہہ کر ہمارے لئے منبر کی لکڑیاں بنا دے اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ (غابہ کی طرف) گیا وہاں سے جھاؤ کی لکڑی کاٹی اور آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا پھر جب پورا کام کر چکا تو اس عورت نے نبی اکرم ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ کا کام اس نے پورا کر دیا آپ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ وہ منبر میرے پاس بھیج دے پھر لوگ اس کو لے کر آئے تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اٹھا کر وہاں رکھا جہاں تم اب دیکھ رہے ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "ان النبى صلى الله عليه وسلم ارسل الى امرأة" الى آخره فان ارساله صلى الله عليه وسلم اليها وقوله لها بان تامر غلامها يعمل اعواد المنبر استيهاب فيه من المرأة.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص۳۴۹، و مر الحديث ص۵۵، وص۶۴، وص۱۲۵، وص۲۸۱۔

ارسل الى امرأة من المهاجرين هذا وهم من ابى غسان والصوابُ انها من الانصار نعم يحتمل ان تكون الصارية حالفت مهاجريا. الخ (قس)

۲۴۰۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ اللهِ حدثني محمّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن اَبِي حَازِمٍ عن عبدِ الله بنِ اَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عن اَبِيْهِ قال كُنْتُ يوماً جالِسًا مَعَ رِجالٍ مِن اَصْحابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم في مَنْزِلٍ في طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرسولُ الله صلى الله عليه وسلم نازِلٌ اَمَامَنا وَالقومُ مُحْرِمُونَ وَاَنا غَيرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوا حِماراً وَحْشِيًّا وَاَنا مَشْغُولٌ اَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي بِهٖ وَاَحَبُّوا لَو اَنِّي اَبْصَرتُهُ فَالْتَفَتُّ فَاَبصَرْتُهُ فَقُمْتُ اِلَى الفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهُ ثمّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوطَ وَالرُّمْحَ فَقُلتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي السَّوطَ وَالرُّمْحَ فقالوا لا وَاللهِ لانُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثمّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثمّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيْهِ يَاكُلُونَه ثمّ اِنَّهُمْ شَكُّوا في اَكْلِهِمْ اِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَاْتُ العَضُدَ مَعِي فَاَدْرَكْنا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فَسَاَلْنَاهُ عن ذٰلِكَ فقال مَعَكُم مِنه شَيٌّ فقُلتُ نَعَم فناوَلْتُهُ العَضُدَ فاَكَلَها حتى نَفَّذَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فحدثني بِهٖ زَيْدُ بنُ اَسْلَمَ عن عَطاءِ بنِ يَسَارٍ عن اَبِي قَتادَةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے ساتھ مکہ کے راستے میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے آگے (فاصلہ سے) اترے ہوئے تھے اور قوم (یعنی میرے ساتھی لوگ) احرام باندھے ہوئے تھے اور میں غیر محرم تھا لوگوں نے ایک جنگلی گدھا (گورخر) دیکھا اور میں اپنی جوتیاں ٹانکنے میں مشغول تھا ان لوگوں نے مجھ کو اس کی خبر نہ کی لیکن ان لوگوں نے دل میں چاہا کاش میں اس کو دیکھ لیتا پھر میں نے جو نگاہ پھیری تو اس کو دیکھ لیا جلدی سے گھوڑے کے پاس جا کر اس پر زین لگایا اور سوار ہو گیا اور میں کوڑا اور برچھا لینا بھول گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور برچھا اٹھا دو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم تو کسی چیز سے تمہاری مدد نہیں کریں گے میں ناراض ہوا اور خود اتر کر کوڑا اور برچھا لے لیا پھر سوار ہوا اور گورخر پر حملہ کیا اور میں نے اس کو زخمی کر دیا پھر اس کو لے کر آیا وہ مر گیا تھا تو میرے ساتھی اس پر گرے اور اس کو کھانے لگے پھر ان کو احرام کی حالت میں اس کے کھانے میں شک پیدا ہوا پھر ہم چلے اور گورخر کا ایک دست میں اپنے پاس چھپا رکھا تھا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اس کا مسئلہ پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کچھ گوشت تمہارے پاس ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے اور میں نے وہ دست آپ ﷺ کو دیدیا آپ ﷺ نے اس کو کھا کر تمام کر دیا اور آپ ﷺ محرم تھے۔ محمد بن جعفر نے کہا یہ حدیث زید بن اسلم نے مجھ سے بیان کی انہوں نے عطار بن یسار سے، انہوں نے حضرت ابوقتادہ سے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فقال معكم منه شيء" فانه في معنى الاستيهاب من الاصحاب.

قال ابن بطال استيهاب الصيد حسن اذا علم ان نفسه تطيب به.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۴۹ تا ص ۳۵۰، ومر الحديث ص ۲۴۵، وص ۲۴۶، وياتي الحديث ص ۴۰۰، وص ۴۰۸، وص ۵۹۷، وص ۸۱۴، وص ۸۲۵، ؍؍؍، ؍؍۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جن روایات میں سوال کی مذمت وارد ہوئی ہے اس سے یہ مستثنیٰ ہے یعنی اگر یہ معلوم ہو کہ مسئول کو برا نہیں معلوم ہوگا بلکہ خوشدلی سے دے گا جیسا کہ ابن بطال کا قول مذکور ہوا۔

تشریح ساتھیوں نے ابوقتادہ کی اعانت نہیں کی اور صاف انکار کر دیا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں نہ شکار کرنا درست ہے نہ شکار میں مدد کرنا۔

۱۶۱۲ ﴿بَابٌ مَنِ اسْتَسْقٰى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اسْقِنِي﴾

پانی (یا دودھ) مانگنا، اور سہل بن سعدؓ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا پانی پلاؤ

۲۴۱۰ ﴿ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حدثني أَبُو طُوَالَةَ قال سَمِعْتُ أَنَسًا

رضی اللہ عنہ یقولُ اَتَانَا رسولُ اللہ ﷺ فی دَارِنا ھٰذِہٖ فاستَسقٰی فحَلَبنَا شاۃً لنا ثُمَّ شِبْتُهٗ مِن مَاءِ بِئرِنا ھٰذِہٖ فاَعطیتُہ وَاَبوبکرٍ عن یَسارِہٖ وَعُمَر تُجَاھَہٗ وَاَعرابیٌّ عن یَمِینِہٖ فلمّا فرَغ قال عُمَرُ ھٰذا اَبوبکرٍ فاَعطَی الاَعرابیَّ فَضلَہٗ ثُمَّ قال الاَ یمنُونَ الاَ یمنُونَ اَلاَ فیَمّنُوا قال اَنَسٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ فَھِیَ سُنَّۃٌ ثلاثَ مَرّاتٍ.﴾

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اس گھر میں تشریف لائے اور پانی مانگا تو ہم نے اپنی ایک بکری کا دودھ دوہا پھر اپنے کنویں کا پانی اس میں ملایا اور آپ ﷺ کو دیا اس وقت حضرت ابوبکرؓ آپ کے بائیں طرف تھے اور حضرت عمرؓ آپ کے سامنے، اور ایک دیہاتی داہنی طرف، جب آپ ﷺ پی چکے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یہ ابوبکرؓ ہیں (ان کو دیجئے) لیکن آپ ﷺ نے اپنا بچا ہوا دودھ دیہاتی کو دیا اور فرمایا داہنی طرف والے مقدم ہیں سن لو داہنی طرف سے شروع کیا کرو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے تین بار کہا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاستسقی".

تعدد موضعہ والحديث ھنا ص ۳۵۰، ومر الحديث ص ۳۱۷، ویاتی الحديث ص ۸۳۹، وص ۸۴۰۔

مقصد غرض الترجمة قد تقدم فی الباب السابق یعنی اگر معلوم ہو کہ مسئول بطیب خاطر دیگا تو مانگنا جائز ہے۔

﴿ بابٌ ۱۶۱۳ قبولِ ھَدِیَۃِ الصَّیدِ ﴾

وَقَبِلَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلّم من اَبِی قَتَادَۃَ عَضُدَ الصَّیدِ.

شکار کا ہدیہ قبول کرنا

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ سے شکار کا دست قبول فرمایا۔

۲۴۱۱﴿ حَدَّثَنَا سُلَیمانُ بنُ حَربٍ حَدَّثَنا شُعبَۃُ عن ھِشامِ بنِ زَیدِ بنِ اَنَسِ بنِ مالِکٍ عن اَنَسٍ قال انفَجنَا اَرنَبًا بِمَرِّ الظَّھرانِ فسَعَی القومُ فلَغِبُوا فاَدرَکتُھَا فاَخَذتُھَا فاَتَیتُ بِھَا اَبَا طَلحَۃَ فذَبَحَھا وبَعَثَ اِلٰی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِوَرِکِھَا اَو فَخِذَیھَا قال فَخِذَیھَا لاشَکَّ فِیہِ فقَبِلَہٗ قلتُ وَاَکَلَ مِنہُ قال وَاَکَلَ مِنہُ ثُمَّ قال بَعدُ قَبِلَہٗ.﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم نے مرالظہران میں ایک خرگوش کو بھڑکایا لوگ دوڑے (پیچھا کیا) لیکن تھک گئے میں نے اس کو پایا اور پکڑ لیا اور ابوطلحہ کے پاس لایا تو انہوں نے اس کو ذبح کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی سرین یا دونوں رانیں بھیجیں (شک راوی) کہا دونوں رانوں کے بارے میں شک نہیں اور آپ ﷺ نے اس کو

قبول فرمایا میں نے پوچھا آپ ﷺ نے اس سے کھایا یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں کھایا پھر کہنے لگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقبله".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۰، ويأتي ص ۸۲۵، وص ۸۳۰، والحديث اخرجه مسلم في الذبائح وابو داؤد في الاطعمة والترمذي والنسائي وابن ماجه في الصيد. (قس)

۲۴۱۲ ﴿حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم حِمَاراً وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ اَمَا اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے حضرت صعب بن جثامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگلی گدھا (گورخر) ہدیہ بھیجا اس وقت آپ ابوار یا وڈان میں تھے (اور محرم تھے) آپ ﷺ نے رد کر دیا پھر جب آپ ﷺ نے حضرت صعبؓ کے چہرے میں تغیر دیکھا (ان کو رنج ہوا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے صرف اس وجہ سے پھیر دیا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انه اهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم" وقال بعضهم وشاهد الترجمة منه مفهوم قوله "لم نرده عليك الا انا حرم" فان مفهومه انه لو لم يكن محرما لقبله منه. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۰، ومر الحديث ص ۲۴۶، ويأتي الحديث ص ۳۵۳۔

مقصد ومراد المؤلف منه هنا قوله "لم نرده عليك الا انا حرم" لان مفهومه انه لو لم يكن محرما لقبله. یعنی اگر آپ ﷺ احرام کی حالت میں نہ ہوتے تو ہدیہ ضرور قبول فرماتے۔

تحقیق وتشریح حدیث ۲۴۱۱ انفجنا اس کا مادہ نفج ہے از باب نصر بھڑکنا، خرگوش یا جنگلی چوہے کا دوڑ کر نکل بھاگنا۔ انفج بھڑکانا، انفج الارنب خرگوش کو بھڑکا کر نکالنا۔ ارنب خرگوش۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرگوش کھانا حلال ہے۔ مرّ الظہران مکہ کے قریب مدینہ کے راستے میں ایک بستی کا نام ہے۔

لا شك فيه: پہلے شعبہ کو شک ہوا کہ ران کے اوپر کا گوشت انسؓ کے معرفت بھیجا تھا یا ران پھر خیال آ گیا اور یقین ہو گیا کہ ران بھیجی تھی تو کہا کہ ران میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح یہ شک ہوا کہ آپ ﷺ نے کچھ کھایا یا نہیں؟ مگر اس پر یقین تھا کہ قبول فرمایا خلاصہ یہ ہوا کہ قبول فرمانے پر یقین ہے البتہ کھانے کے بارے میں شک ہے۔

دوسری حدیث ۱۴۱۲ | ابواء، اور ودان کے لئے دیکھئے نصر الباری ہشتم کتاب المغازی ص ۱۰۔

سوال : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کا ہدیہ قبول فرمایا اور صعب بن جثامہ کا ہدیہ رد کر دیا حالانکہ دونوں حال میں آپ ﷺ محرم تھے۔

جواب : حضرت ابوقتادہ نے ذبح کر کے گوشت بھیجا تھا اب یہ شکار نہیں رہا بخلاف حضرت صعب بن جثامہ کے کہ انہوں نے گورخر ہدیہ میں پیش کیا اور محرم شکار کا مالک نہیں ہو سکتا ہے دونوں میں فرق واضح ہے۔

﴿ بابُ ۱۶۱۴ قَبُولِ الهَدِيَّةِ ﴾

ہدیہ (تحفہ) قبول کرنے کا بیان

۲۲۱۳﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسٰى حدثنا عَبْدَةُ حدثنا هِشَامٌ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ رضى الله عنها اَنَّ الناسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا اَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسولِ الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگ یعنی صحابۂ کرامؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحائف بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری کا قصد کرتے تھے (عائشہؓ کی باری کے دن ہدایا تحائف بھیجتے) اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتے تھے۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اس لئے صحابہ چاہتے تھے کہ جس دن حضرت عائشہؓ کی باری ہو اس دن آپ ﷺ کو تحفہ بھیجیں تا کہ زیادہ خوشی ہو)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وهو واضح لمن له تامل وحسن نظر. (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۰، ويأتي الحديث ص ۳۵۱، وص ۵۳۲، اخرجه مسلم في الفضائل.

۲۲۱۴﴿ حَدَّثَنَا آدمُ بنُ اَبِي اِيَاسٍ حدثنا شُعْبَةُ حدثنا جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ قال سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عن ابنِ عباسٍ قال اَهْدَتْ اُمُّ حُفَيْدٍ خالةُ ابنِ عبّاسٍ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَقِطًا وَسَمْنًا وَاَضُبًّا فاَكَلَ النبيُّ ﷺ مِنَ الاَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الاَضُبَّ تَقَذُّرًا قال ابنُ عبّاسٍ فَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رسولِ الله ﷺ وَلَوْ كانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اُمّ حفید (ھزیلہ، وھی اخت میمونۃ ام المؤمنین) جو عبداللہ ابن عباسؓ کی خالہ تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پنیر اور گھی اور گوہ ہدیہ بھیجی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کھایا اور گوہ سے نفرت کر کے (گھن محسوس کر کے) چھوڑ دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ گوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھایا گیا (صحابہ نے کھایا) اور اگر حرام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہیں کھایا جاتا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاقط والسمن" واکلہ دلیل علی قبول ھدیۃ ام حفید.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۵۰، ویاتی الحدیث ص ۸۱۱، وص ۸۱۲، وص ۸۱۳، وص ۸۳۱، وص ۱۰۹۴۔

تحقیق وتشریح اُمّ حفید بضم الحاء المھملۃ وفتح الفاء واسمھا ھزیلۃ مصغر ھزلۃ بالزاء وھی اخت میمونۃ ام المؤمنین. اقط بفتح الھمزۃ وکسر القاف بعدھا طاء مھملۃ پنیر۔ اضب بفتح الھمزۃ وضم الضاد المعجمۃ وتشدید الموحدۃ جمع ضب بفتح الضاد دویبۃ لاتشرب الماء وتعیش سبعمائۃ سنۃ الخ. (قس) یعنی ضب کے معنی گوہ کے ہیں جس کو فارسی میں سوسمار کہتے ہیں یہ ایک بری جانور ہے جو قد میں بلی سے چھوٹا جانور ہے اس کی دم انتہائی چھوٹی ہوتی ہے۔

علامہ قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ایسا جانور ہے جو پانی نہیں پیتا ہے اور سات سو سال زندہ رہتا ہے عرب کا مشہور مقولہ ہے لاافعلہ حتی یرد الضب یعنی میں یہ کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ گوہ پانی پر آئے۔ اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ گوہ پانی پر نہیں آیا کرتی۔ علامہ دمیری فرماتے ہیں کہ یہ جانور چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے اس کے نر یعنی مذکر کے دو ذکر ہوتے ہیں مزید تفصیل کے لئے حیوۃ الحیوان دیکھئے۔

۲۴۱۵ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حدثنا مَعْنٌ حدثنی اِبْرَاھِیْمُ بْنُ طَھْمَانَ عن محمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قال کانَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْہُ اَھَدِیَّۃٌ اَمْ صَدَقَۃٌ فاِنْ قِیْلَ صَدَقَۃٌ قال لِاَصْحَابِہٖ کُلُوا وَلَمْ یَاکُلْ وانْ قِیْلَ ھَدِیَّۃٌ ضَرَبَ بِیَدِہٖ فاَکَلَ مَعَھُمْ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس سے پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب سے فرماتے تم لوگ کھالو اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ کھانے لگ جاتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وان قیل ھدیۃ" الی آخرہ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۵۰۔

۲۴۱۶﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا غُنْدَرٌ حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال اُتِيَ النبيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فقِيلَ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ فقال هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنا هَدِيَّةٌ. ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا یہ وہ گوشت ہے جو بریرہؓ کو صدقہ میں ملا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولنا هدية" حيث اهدت بريرة الينا فهو هدية.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۵۰، و مر الحديث ص ۲۰۲۔

۲۴۱۷﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا غُنْدَرٌ حدثنا شُعْبَةُ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القاسِمِ قال سَمِعْتُهُ مِنه عنِ القاسِمِ عن عائِشَةَ اَنَّها اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ وَاَنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلاءَهَا فذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اشْتَرِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا فاِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فقِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم هٰذا تُصُدِّقَ به عَلٰى بَرِيْرَةَ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنا هَدِيَّةٌ وَخُيِّرَت قال عبدُ الرَّحمٰنِ زَوْجُهَا حُرٌّ اَوْ عَبْدٌ قال شُعْبَةُ ثُمَّ سَاَلْتُ عَبْدَ الرحمٰنِ عن زَوْجِهَا قال لاَاَدْرِي حُرٌّ اَوْ عَبْدٌ. ﴾

ترجمہ | شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنی انہوں نے قاسم سے روایت کی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت بریرہؓ کو خریدنا چاہا مگر بریرہ کے مالکوں نے ولاء کی شرط کرلی (کہ ولاء ہم لیں گے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے فرمایا تو بریرہ کو خرید کر آزاد کردے ولاء، تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے، اور بریرہ کو خیرات میں گوشت ملا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ گوشت حضرت بریرہؓ کو صدقہ میں ملا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

اور بریرہؓ جب آزاد ہوئیں تو ان کو اپنے خاوند کے معاملہ میں اختیار دیا گیا، عبدالرحمٰن نے کہا اس کا خاوند مغیث آزاد تھا یا غلام؟ شعبہ نے کہا پھر میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ وہ آزاد تھا یا غلام۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولنا هدية" لان التحريم يتعلق بالصفة لا بالذات وقد تغير ماتصدق به علي بريرة بانتقاله. یعنی بریرہ نے یہ گوشت حضور ﷺ کو بطور ہدیہ بھیجا تھا گو بریرہ کو صدقہ میں ملا تھا معلوم ہوا فقیر و محتاج کو اگر صدقہ ملے اور وہ کسی مالدار کو تحفہ کے طور پر دے تو مالدار کے لئے جائز ہے۔

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۵۰ تا ص ۳۵۱، و مر الحديث ص ۶۵، وص ۲۰۲، وص ۲۸۸، وص ۲۹۰، وص ۳۴۴،

وص ۳۴۷، وص ۳۴۸، ،، وص ۳۴۹، وبالی الحدیث ص ۳۷۵، وص ۳۷۶، وص ۳۷۷، وص ۳۸۱، وص ۷۶۳، وص ۷۹۵، وص ۷۹۶، وغیرہ۔

۲۴۱۸﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الحَسَنِ اَخْبَرَنا خَالِدُ بنُ عبدِ اللهِ عن خَالِدٍ الحَذَّاءِ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عن اُمِّ عَطِيَّةَ قالتْ دَخَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم على عائِشَةَ فقال اَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قالتْ لا اِلاَّ شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ اُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ التي بَعَثْتَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قال اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا. ﴾

ترجمہ حضرت ام عطیہ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ عائشہؓ نے کہا کچھ نہیں مگر کچھ (یعنی گوشت) ہے جو ام عطیہ نے بھیجا ہے اس بکری کا جو آپ ﷺ نے ام علیہ کو صدقہ بھیجا تھا آپ ﷺ نے فرمایا بکری اپنے ٹھکانے پہونچ گئی۔ (یعنی صدقہ ام عطیہ کو دینے سے پورا ہو گیا اب ام علیہ نے جو بھیجا ہے وہ ہدیہ شمار ہوگا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من معنى قوله "انها قد بلغت محلها" لانها معناه قد زال عنها حكم الصدقة وصارت حلالا لنا.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۵۱، ومر الحديث ص ۱۹۴، وص ۲۰۲۔

مقصد امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس فقیر اور محتاج کے لئے صدقہ لینا جائز ہے جب وہ صدقہ پر قبضہ کرے قبضہ کے بعد اس میں تصرف کرے مثلاً کسی کو ہدیہ دے یا اس صدقہ سے کوئی چیز خریدے الغرض قبضہ کے بعد اس میں تصرف کرنے سے صدقہ کا حکم زائل ہو جائے گا اور مالدار، دوکاندار سب کے لئے حلال ہے۔

بعض ہدیہ رشوت ہے: آجکل بعض ہدیہ رشوت ہے اور حرام ہے صرف ہدیہ نام دینے سے حکم نہیں بدلے گا۔

﴿بابٌ ۱۶۱۵ مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ﴾

جو شخص اپنے دوست کو ہدیہ دے اور اسکی بعض عورتوں کی باری کے دن کا انتظار کرے

(مطلب یہ ہے کہ اس کی متعدد بیویاں ہوں اور وہ باری باری ہر ایک کے پاس رات گذارتا ہو تو ایسے دن کا خیال رکھتا ہو جب وہ ایک معین بیوی کے پاس ہو اور اسی دن تحفہ بھیجے)

۲۴۱۹﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِي وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّ صَوَاحِبِي

اجْتَمَعْنَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا.

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ہدایا (تحائف) بھیجنے میں میری باری کے دن کا خیال رکھتے اور حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میری سوکنیں سب جمع ہوئیں پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے اعراض کیا۔ (یعنی جواب نہیں دیا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى قول عائشة "كان الناس يتحرون بهداياهم يومي".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۵۱، ومر الحديث ص۳۵۰، ويأتي الحديث ص۵۳۲۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر لوگ ایسا کریں کہ ہدایا و تحائف کے لئے کسی معین زوجہ کی باری کے دن کا انتظار کریں اور اسی دن ہدیہ بھیجیں تو خاوند کے واجبی عدل میں کوئی ضرر و بے انصافی نہیں۔

واقعہ کی تفصیل واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویاں ام المؤمنین ام سلمہؓ کے گھر میں جمع ہوئیں اور یہ کہا تم (ام سلمہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ آپ ﷺ صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہدایا و تحائف بھیجنے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بیوی کے پاس تشریف لیجائیں تو تحفہ بھیجیں بلکہ بلا قید آپ کسی بیوی کے پاس ہوں بھیج دیا کریں۔

چنانچہ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے عرض کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معروضے پر کچھ التفات نہ فرمایا عدم التفات کی وجہ ظاہر ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی درخواست معقول نہ تھی، ہدیہ بھیجنے والے کی مرضی وہ جب چاہیں بھیجیں اس کو جبراً کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا کہ فلاں وقت یا فلاں دن بھیجے اور فلاں دن نہ بھیجے۔

۲۴۴۰ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حدثني أَخِي عن سُلَيْمَانَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ عن عائِشَةَ أَنَّ نِسَاءَ رَسولِ الله صلى الله عليه وسلم كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَودَةُ وَالحِزْبُ الآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَكَانَ المُسْلِمُونَ قد عَلِمُوا حُبَّ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم عائِشَةَ فَإِذَا كانَتْ عندَ أَحَدِهِم هَدِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم أَخَّرَهَا حتى إِذَا كانَ رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم في بَيْتِ عائِشَةَ بَعَثَ صاحِبُ الهَدِيَّةِ بِهَا إِلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم في بَيْتِ عائِشَةَ فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِي رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يُكَلِّمُ النَّاسَ فيقولُ مَن أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهَا إِلَيْهِ حيثُ كانَ مِن

بیوتِ نِسائِهِ فکَلَّمَتْهُ اُمُّ سلمَةَ بِمَا قُلنَ فلَمْ یَقُل لها شیئاً فسَألنَها فقالتْ ماقال لِی شیئاً فقُلنَ لَهَا کَلِّمِیهِ حتی یُکَلِّمَكِ فدَارَ اِلَیْهَا فکَلَّمَتْهُ فقال لَهَا لاتُؤذِینِی فی عائِشَةَ فاِنَّ الوَحْیَ لَمْ یاتِنِی وَاَنا فِی ثَوبِ امْرَاَةٍ اِلاَّ عائِشَةَ قالتْ فقالتْ اتوبُ اِلَی اللهِ عزَّ وجَلَّ مِن اَذاكَ یارسولَ الله ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَونَ فاطِمَةَ بِنْتَ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فَاَرْسَلنَ اِلی رسول الله صلی الله علیه وسلم تقولُ اِنَّ نِسَائَكَ یَنْشُدْنَكَ العَدْلَ فی بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ فکَلَّمَتْهُ فقال یَابُنَیَّةُ اَلاَ تُحِبِّیْنَ مَااُحِبُّ فقالتْ بَلٰی فرَجَعَتْ اِلَیْهِنَّ فاَخبَرَتهُنَّ فقُلْنَ ارْجِعِی اِلَیْهِ فاَبَتْ اَنْ تَرجِعَ فَارْسَلْنَ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فاَتَتْهُ فَاَغْلَظَتْ وَقالتْ اِنَّ نِسَائَكَ یَنْشُدْنَكَ الله العَدْلَ فی بِنْتِ ابنِ اَبِی قُحافَةَ فرَفَعَتْ صَوتَهَا حتی تناوَلَتْ عائِشَةَ وَهِیَ قَاعِدَةٌ فسَبَّتْهَا حتی اِنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم لَیَنْظُرُ اِلٰی عائِشَةَ هَل تکَلَّمُ قال فتکَلَّمَتْ عائِشَةُ تَرُدُّ عَلٰی زَیْنَبَ حتی اَسْکَتَتْهَا قالتْ فنَظَرَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم اِلٰی عائِشَةَ وقال اِنَّهَا بِنْتُ اَبِی بَکْرٍ قال البخاریُّ الکلام الاَخِیرُ قِصَّةُ فاطِمَةَ یُذْکَرُ عن هِشامِ بنِ عُروَةَ عن رجلٍ عنِ الزُّهْرِیِّ عن محمد بنِ عبدِ الرحمٰن وقال اَبُومَرْوَانَ الغَسَّانِی عن هِشامٍ عن عُروَةَ کانَ النَّاسُ یَتَحَرَّوْنَ بِهَدَایَاهُمْ یومَ عائِشَةَ وعن هِشَامٍ عن رَجُلٍ مِن قُرَیْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ المَوَالِی عنِ الزُّهْرِیِّ عن محمدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ قالتْ عَائِشَةُ کُنْتُ عندَ النبیِّ صلی الله علیه وسلم فاسْتَاذَنَتْ فاطِمَةُ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک گروہ میں حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت صفیہؓ، اور حضرت سودہؓ تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور رسول اللہ ﷺ کی بقیہ ازواج مطہرات تھیں اور مسلمان (صحابۂ کرامؓ) رسول اللہ ﷺ کی عائشہؓ کے ساتھ محبت کو جانتے تھے اور جب کوئی صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے تو اسے مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہوتے تو وہ ہدیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔

اس پر حضرت ام سلمہؓ کے گروہ نے آپس میں گفتگو کی اور انہوں نے ام سلمہؓ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ حضور لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہے وہ پیش کردے حضور کسی بھی زوجہ کے پاس ہوں، چنانچہ ام سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو حضور ﷺ نے ام سلمہؓ سے کچھ نہیں فرمایا دوسری ازواج مطہرات نے ام سلمہؓ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا

انہوں نے دوبارہ کہا پھر بات کرو جب ام سلمہؓ کی باری میں حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے تو دوبارہ عرض کیا پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا ازواج مطہرات نے پوچھا تو بتادیا کہ کچھ نہیں فرمایا اس پر ازواج مطہرات نے ان سے کہا پھر بات کرو یہاں تک کہ حضور ﷺ تم کو جواب دیں پھر جب حضور ام سلمہؓ کی باری میں ان کے یہاں تشریف لائے تو ام سلمہؓ نے پھر حضور ﷺ سے بات کی (اس تیسرے معروضہ پر) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا مت دو اس لئے کہ کسی عورت کے کپڑے میں جب میں ہوتا ہوں میرے پاس وحی نہیں آتی مگر عائشہؓ کے کپڑے میں وحی آتی ہے ام سلمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میں آپ کو تکلیف دینے سے توبہ کرتی ہوں۔

اس کے بعد ان ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلوایا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے کے لئے بھیجا کہ آپ کی ازواج ابو بکرؓ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے پیاری بیٹی میں جس سے محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں فاطمہؓ نے عرض کیا ضرور، اب وہ ازواج مطہرات کے پاس واپس ہوئیں اور ان ازواج کو سب کچھ بتادیا پھر ان ازواج نے حضرت فاطمہؓ سے کہا حضور ﷺ کے پاس دوبارہ جائیں حضرت فاطمہؓ نے دوبارہ جانے سے انکار کردیا۔

اب ازواج مطہرات نے حضرت زینب بنت جحشؓ کو بھیجا آخر وہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سخت انداز میں گفتگو کرنے لگیں اور کہنے لگیں حضور آپ کی ازواج ابن ابی قحافہ کی بیٹی کے بارے میں اللہ کا واسطہ دے کر انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں انہوں نے آواز بھی بلند کردی یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کو بھی بہت کچھ کہہ دیا اس وقت حضرت عائشہؓ بیٹھی ہوئی تھیں عائشہؓ کو کچھ برا بھلا کہہ دیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھنے لگے (آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ) کچھ بولتی کیوں نہیں؟ اب حضرت عائشہؓ بولنے لگیں اور حضرت زینبؓ کو بھرپور جواب دینے لگیں یہاں تک کہ ان کو خاموش کردیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا آخر یہ ابو بکر کی بیٹی ہے۔

امام بخاریؒ نے کہا اخیر مضمون یعنی حضرت فاطمہؓ کا قصہ ہشام بن عروہ سے مروی ہے انہوں نے ایک شخص سے (جس کا نام نہیں لیا گیا) انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے۔

اور ابو مروان نے ہشام سے روایت کی انہوں نے عروہ سے کہ لوگ اپنے اپنے ہدایا بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری تاکتے رہتے اور ہشام سے انہوں نے قریش کے ایک شخص سے اور ایک غلام سے۔ (دونوں کے نام معلوم نہیں ہوئے) انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے، انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اتنے میں حضرت فاطمہؓ نے اجازت چاہی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "وكان المسلمون قد علموا حبّ رسول

الله ﷺ عائشةؓ" الی قوله "الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیت عائشةؓ".

تعدد موضعہ و الحدیث هنا ص ۳۵۱، ومر الحدیث ص ۳۵۰، ویاتی ص ۵۳۲، مسلم ثانی ص ۲۸۵۔

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو مبیت یعنی شب باشی اور نان ونفقہ ولباس میں عدل وانصاف واجب مگر ہدایا اور تحائف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا کوئی حکم چونکہ نہیں ہے اس لئے یہ معاملہ ہدیہ دینے والے کی مرضی پر ہے پھر کسی بیوی سے محبت کی زیادتی اور کمی قلبی وغیر اختیاری ہے۔

وقد قال النبی ﷺ "اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تواخذنی فیما تملك ولا املك".

تشریح اس حدیث کے آخر کا حصہ مسلم ثانی ص ۲۸۵ رمیں یہ تفصیل ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گروہ نے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خدمت اقدس میں بھیجا حضرت فاطمہؓ نے اجازت طلب کی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اس وقت میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فاطمہؓ کو اجازت دی تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ازواج نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ ابو قحافہ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ) کے بارے میں آپ سے عدل کی درخواست کر رہی ہیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں خاموش تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا اے پیاری بیٹی! میں جس سے محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ضرور کرتی ہوں ارشاد فرمایا تو اس (عائشہؓ) سے محبت کر یہ سن کر حضرت فاطمہؓ اٹھ کر چلی گئیں اور ازواج مطہرات کے پاس جا کر پوری گفتگو بیان کر دی انہوں نے کہا تم نے ہمارا کچھ بھی کام نہیں کیا حضور ﷺ کے پاس پھر جاؤ اور ہم لوگوں کی درخواست پیش کرو فاطمہ نے دوبارہ جانے سے سختی سے انکار کیا تو ان لوگوں نے حضرت زینب بنت جحشؓ کو بھیجا ان کا مقصد ایک تھا۔ باقی کے لئے حدیث بخاری کا ترجمہ دیکھئے۔

افادہ: روافض جل کر مر جائیں اس صحیحین کی صحیح تر حدیث سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خاص فضیلت ثابت ہوئی کہ حضرت عائشہؓ تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں اور علم وفضل میں بھی سب سے فائق تھیں۔

۱۶۱۶ ﴿بَابُ مَالَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ﴾

جو ہدیہ رد نہ کیا جائے (یعنی واپس نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبول کر لینا چاہئے)

۲۴۲۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ حدثنا عبدُ الوَارِثِ حدثنا عَزْرَةُ بنُ ثَابِتٍ الانصارِیُّ قال حدثنی ثُمَامَةُ بنُ عبدِ اللهِ قال دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِی طِيْبًا قال كَانَ اَنَسٌ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ قال وَزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ. ﴾

ترجمہ عزرہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا، عزرہ نے کہا کہ میں ثمامہ بن عبداللہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ کو خوشبو دی اور کہا حضرت انسؓ خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے انہوں نے کہا کہ حضرت انسؓ نے یہ فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔(جو بھی دیتا قبول فرمالیتے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه اوضح ما في الترجمة من الابهام لان قوله "مالا يرد من الهدية" غير معلوم فالحديث اوضحه وهو ان المراد منه الطيب.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۱، وياتى الحديث ص ۸۷۸، ترمذی ثانی فی استیذان والآداب ص ۱۰۲۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ خوشبو واپس نہ کی جائے جو کوئی پیش کرے قبول کرلینا چاہئے واپس کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں كانه اشار الى مارواه الترمذى من حديث ابن عمر مرفوعا ثلاث لاترد الوسائد والدهن واللبن، قال الترمذى يعنى بالدهن الطيب. الخ (فتح) یعنی تین چیزوں کو واپس نہ کیا جائے تکیہ، تیل اور دودھ۔ ترمذی نے کہا تیل سے خوشبو مراد ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس کے سامنے خوشبو پیش کی جائے تو واپس نہ کرے اس لئے کہ وہ ہلکی چیز ہے اور خوشبودار ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۶۱۷ مَنْ رَاى الْهِبَةَ الْغَائِبَةَ جَائِزَةً ﴾

غائب چیز کے ہبہ کرنے کا بیان

۲۴۲۲﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِى مَرْيَمَ حدثنا اللَّيْثُ حدثنى عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قال ذَكَرَ عُرْوَةُ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ جاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فى الناسِ فاثنى على اللهِ بما هُوَ اَهْلُهُ ثم قال اَمَّا بعدُ! فان اِخْوانَكُمْ جَاؤنا تائِبِيْنَ وَاِنِّى رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يكونَ على حَظِّهِ حتى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مايُفِيءُ الله عَلَيْنا فقال النَّاسُ طَيَّبْنا لَكَ. ﴾

ترجمہ عروہ نے کہا کہ مسور بن مخرمہ اور مروان نے ان سے بیان کیا کہ جب ہوازن کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے پاس آیا تو حضور علیہ السلام لوگوں کے سامنے (خطبہ سنانے کے لئے) کھڑے ہوئے اور اللہ کے شان کے مطابق اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا امابعد! تمہارے بھائی کفر سے توبہ کرکے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے

قیدی انہیں واپس کردوں اب تم میں سے جو کوئی بخوشی ایسا کرنا چاہے وہ کرلے اور جو چاہے کہ اپنے حصہ پر قائم رہے (یعنی واپس نہ کرے) یہاں تک کہ میں معاوضہ دوں پہلے مال غنیمت میں سے جو اللہ مجھ کو دے وہ ایسا ہی کرے اس پر سب لوگوں نے کہا آپ کے ارشاد کی وجہ سے ہم سب نے خوشی سے یہ کیا۔ (یعنی بلا معاوضہ ہم واپس کرنے پر راضی ہیں)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وفي الفيض اراد من الهبة الشئ الموهوب والمعنى ان هبة الشئ جائزة ان كان غائبا عن المجلس. الخ (الابواب والتراجم)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۱ تا ص۳۵۲، ومر الحديث ص۳۰۹، وص۳۴۵، ويأتي الحديث ص۳۵۱، وص۳۵۵، وص۴۴۲، وص۶۱۸، وص۱۰۶۴۔

وفد هوازن: وفد ہوازن کی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص۳۸۲۔

مقصد بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت ہبہ کیلئے مجلس میں قبضہ شرط نہیں ہے مسئلہ اختلافیہ ہے چند باب کے بعد اسکی تفصیل آئیگی یعنی بخاری شریف ص۳۵۳، بابٌ اذا وهب هبة او وعد. الخ

۱۶۱۸ ﴿بَابُ الْمُكَافَاةِ فِي الْهِبَةِ﴾

ہبہ کا بدلہ دینے کا بیان

۲۴۲۳﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا عِيْسَى بنُ يُوْنُسَ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ رضي الله عنها قالت كانَ رسولُ الله ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا قال اَبُوعبدِ اللهِ لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَمُحَاضِرٌ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمالیتے تھے اور اس کا بدل عطا فرمادیتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو وکیع اور محاضر (بضم المیم وکسر الضاد) نے بھی روایت کیا مگر انہوں نے اس کو عن هشام عن ابيه عن عائشةؓ وصل نہیں کیا بلکہ مرسلاً ہشام سے روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة متجهة اذا اريد بلفظ الهبة معناها الاعم. (قس)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۲، والحديث اخرجه ابو داؤد في البيوع والترمذي في البر. (قس)

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے امام بخاریؒ نے حکم کی تصریح نہیں کی۔

مذاہب ائمہ حنفیہ وشافعیہ اور جمہور کے نزدیک عوض دینا سنت ہے واجب نہیں۔ بعض مالکیہ نے اس حدیث سے ہبہ کا عوض دینا واجب کہا ہے۔ اور اگر واہب عوض کی شرط پر کوئی چیز ہبہ کرے تو یہ درحقیقت بیع ہے اب اگر عوض معلوم ومعین ہو تو بیع صحیح ہے لیکن اگر مجہول ہو تو بیع فاسد۔

﴿ بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ ﴾ ۱۶۱۹

وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِينَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدَّى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان

اور جب اپنی بعض اولاد کو کچھ دے تو جائز نہیں یہاں تک کہ ان سب کے درمیان عدل (انصاف) نہ کرے اور دوسری اولاد کو بھی اس کے برابر دے اور ایسے (ظلم کے ہبہ) پر گواہ نہ بنایا جائے، اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو دینے میں برابری کرو، اور کیا والد کے لئے جائز ہے کہ اپنے عطیہ (ہبہ) میں رجوع کرے (یعنی اپنی اولاد کو کچھ ہبہ کرے پھر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں) اور اپنی اولاد کا مال بطریق معروف کھا سکتا ہے حد سے تجاوز نہ کرے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہ اونٹ حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو دیدیا اور فرمایا تو جو چاہے کر۔

۲۴۲۴﴿ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ. أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ.** ﴾

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ان کے باپ (بشیر) ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام دیا ہے آپ ﷺ نے دریافت کیا ''کیا تو نے اپنے سب بیٹے کو اسی کے مثل دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا واپس لے لے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة فيما اذا اعطى لبعض ولده لم يجز حتى يعدل ويعطي الاخرين مثله.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۲، وياتي الحديث ص۳۵۲، وص۳۶۱، مسلم جلد ثانی ص ۳۶۔

مقصد ہبہ میں اختلاف ہے اگر موہوب لہ نے ہبہ پر قبضہ کرلیا تو واہب کا ہبہ سے رجوع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۱ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینا جائز نہیں صرف والد کے لئے اپنی

اولاد خواہ بیٹا ہو یا پوتا ہو رجوع عن الہبہ جائز ہے، اما اذا وھب لولدہ وان سفل فلہ الرجوع فیہ کما صرح فی حدیث النعمان بن بشیر. الخ (شرح نووی ثانی ص۳۶)

استدلال میں حدیث پیش کرتے ہیں العائد فی ھبتہ کالعائد فی قیئہ. (متفق علیہ) حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ انسان کا قئ کر کے رجوع کرنا ناجائز وحرام ہے اس لئے رجوع فی الہبہ بھی ناجائز وحرام ہوگا۔

۲۔ جمہور احناف (امام اعظمؒ وصاحبینؒ) حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ سات موانع کے سوا باقی تمام صورتوں میں ہبہ کو واپس لینا جائز ہے لیکن مکروہ ہے یعنی شان مؤمن کے خلاف ہے کہ کتے جیسے خسیس جانور کی صفت اختیار کرے۔

جواب شوافع ۱۔ حضرات شوافع رحمہم اللہ کا استدلال درست نہیں کیونکہ حدیث پاک کا یہ مطلب اس وقت درست ہوگا جبکہ کتا حرمت وحلت کا مکلف ہوتا، حالانکہ کتا کسی کے نزدیک مکلف نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث پاک میں تشبیہ صرف گندگی میں ہے، کہ جس طرح کتے کی یہ حرکت قابل نفرت ونامناسب ہے، اسی طرح رجوع فی الہبہ نامناسب حرکت ہے۔

۲۔ یہ روایت محمول ہے دیانت پر۔ یعنی قضاءً رجوع کر سکتا ہے۔ ۳۔ یا یہ حدیث محمول ہے بلا رضامندی پر یعنی قطعاً مناسب نہیں کہ والدین کے علاوہ کوئی شخص قاضی یا تراضی کے بغیر ہبہ میں رجوع کرے۔ اور والدین کا رجوع دراصل رجوع عن الہبہ نہیں ہوگا بلکہ عند الضرورت اس وجہ سے اولاد کا مال لے گا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "انت و مالك لابيك".

موانع رجوع رجوع فی الہبہ حنفیہ کے نزدیک سات صورتوں میں جائز نہیں۔ ان موانع سبعہ کو در مختار وغیرہ میں سات حرفوں "دمع خزقه" میں ضبط کیا ہے۔ ۱۔ دال سے مراد زیادتی متصلہ ہے یعنی زمین پر مکان یا باغ۔ ۲۔ م سے موت احد العاقدین ہے۔ ۳۔ ع سے عوض ہے۔ ۴۔ خ سے خروج الہبہ من ملک الموہوب لہ ہے۔ ۵۔ ز سے زوجیت وقت الہبہ ہے۔ ۶۔ ق سے قرابت محرمیت جس سے نکاح حرام ہے۔ ۷۔ ہ سے ہلاک الہبہ ہے۔

علامہ نسفیؒ نے شعر میں جمع فرمایا ہے۔

یمنع الرجوع فی فصل الھبة ❁ یاصاحبی حروف دمع خزقه

﴿ بَابُ ۱۶۲۰ الإِشْهَادِ فِى الْهِبَةِ ﴾

ہبہ پر گواہ بنانے کا بیان

۲۴۲۵﴿ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حدثنا اَبُوعَوَانَةَ عن حُصَيْنٍ عن عَامِرٍ قال سَمِعْتُ النُّعْمَانَ

بن بَشِيرٍ وَهُوَ عَلَى المِنبَرِ يقولُ أعطاني أبي عَطِيَّةً فقالت عَمرةُ بنتُ رَوَاحَةَ لَا أَرضَى حتى تُشهِدَ رسولَ الله ﷺ فأتى رسولَ الله ﷺ فقال إنّي أعطيتُ ابني مِن عَمرةَ بنتِ رَوَاحَةَ عِطيَّةً فَأَمَرَتني أن أُشهِدَكَ يارسولَ الله قال أعطيتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثلَ هٰذا قال لا قال فَاتَّقُوا اللهَ وَاعدِلُوا بَينَ أَولَادِكُم قال فرَجَعَ فرَدَّ عَطِيَّتَهُ.

ترجمہ عامر شعبی نے کہا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے سنا وہ منبر پر فرمارہے تھے کہ میرے والد نے مجھ کو کچھ (غلام) دیا اس پر عمرہ بنت رواحہ (میری ماں) نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس ہبہ کا) گواہ نہ بنادے یہ سن کر میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ کے بطن سے ہے کچھ دیا ہے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناؤں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا بقیہ اولاد کو بھی اس کے برابر دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو وہ واپس لوٹ گئے اور عطیہ واپس لے لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وهو ظاهر. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۲، ويأتي الحديث ص ۳۶۱، ومسلم کتاب الهبات ص ۳۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تسویہ بین الاولاد واجب ہے اگر کسی نے ایسا کیا کہ بعض کو دی تو رجوع واجب ہے اور یہی مذہب امام احمدؒ اور اسحاقؒ کا ہے گویا بخاریؒ امام احمدؒ کی تائید و موافقت کررہے ہیں۔

۱۶۲۱ ﴿ بابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامرَأَتِهِ وَالمَرأَةِ لِزَوجِهَا ﴾

قال إبراهيمُ جَائِزٌ وَقالَ عُمَرُ بنُ عبدِ العَزِيزِ لايَرجِعَان واستَأذَنَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ فِي أن يُمَرَّضَ في بَيتِ عائِشَةَ وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم العَائِدُ في هِبَتِهِ كَالكَلبِ يَعُودُ فِي قَيئِهِ وَقالَ الزُّهرِيُّ فِيمَن قال لِامرَأَتِهِ هَبِي لِي بَعضَ صَدَاقِكِ أو كُلَّهُ ثُمَّ لَم يَمكُث إلّا يَسِيراً حتى طَلَّقَهَا فرَجَعَت فِيهِ قال يَرُدُّ إلَيهَا إن كانَ خَلَبَهَا وَإن كانَت أعطَتهُ عن طِيبِ نَفسٍ لَيسَ في شيءٍ مِن أمرِهِ خَدِيعَةٌ جازَ وَقالَ اللهُ تعالىٰ "فَإن طِبنَ لَكُم عن شيءٍ مِنهُ نَفساً فَكُلُوهُ هَنِيئاً مَرِيئاً.

خاوند کا بیوی کو، اور بیوی کا خاوند کو ہبہ کرنا

اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا یہ جائز ہے اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا دونوں میں سے کوئی رجوع نہیں کرسکتا (یعنی اگر شوہر

بیوی کو ہبہ کرے یا بیوی شوہر کو، دونوں صورتوں میں ہبہ نافذ ہوگا رجوع جائز نہیں) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے بیماری کی حالت میں حضرت عائشہؓ کے گھر رہنے کی اجازت مانگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے جوقئ کرکے پھر اس کو کھاتا ہے۔

اور امام زہری نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ کل مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کردے (اس نے معاف کردیا) پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس کو طلاق دیدی اور عورت نے ہبہ سے رجوع کرلیا تو شوہر جو مہر عورت نے ہبہ کیا تھا وہ بھی لوٹائے (یعنی ادا کرے) اگر شوہر کی نیت فریب کی تھی اور جو عورت نے اپنی خوشی سے معاف کیا تھا اور شوہر نے کوئی فریب نہیں کیا تھا تو ہبہ جائز ہوا (اب شوہر کو اس کا ادا کرنا ضروری نہیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اگر وہ (تمہاری بیویاں) کچھ اپنے مہر میں سے بخوشی معاف کردیں تو اسے مزے سے کھاؤ"۔ (سورہ نساء)

۲۴۲۶﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰى اَخبَرَنا هِشَامٌ عن مَعْمَرٍ عنِ الزُّهْرِيِّ اَخبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بنُ عبدِ اللهِ قالتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النبيُّ ﷺ فاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَاذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَاَذِنَّ لَه فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الارضَ وَكَانَ بَيْنَ العَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قال عُبَيْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَاقَالَتْ عَائِشَةُ فقال لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الذِي لَمْ تُسَمِّ عائِشَةُ قلتُ لا قال هُوَ عَلِيُّ بنُ اَبِي طَالِبٍ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کی تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری ازواج سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر (یعنی عائشہؓ کے گھر) میں کی جائے چنانچہ سب نے اجازت دیدی آپ ﷺ (حضرت میمونہؓ کے گھر سے) دو آدمیوں (حضرت عباس اور ایک دوسرے شخص) کے درمیان سہارا لے کر نکلے۔ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے عبید اللہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو انہوں نے پوچھا کیا تو جانتا ہے وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا میں نے کہا نہیں، ابن عباسؓ نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "استاذن ازواجه ان يمرض في بيتي فاذن له" (یعنی دوسری بیویوں نے اپنی باری کا حق آپ ﷺ کو ہبہ کردیا)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۲، ومر الحديث ص۳۲ تا ص۳۳، وص۹۱ تا ص۹۲، وص ۹۵، وبالتي الحديث ص ۴۳۷، وفي المغازي ص۶۳۹، وص۸۵۱۔

۲۴۲۷﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ حدثنا وُهَيْبٌ حدثنا ابنُ طَاؤسٍ عن اَبِيهِ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ

قال قال النبیُّ ﷺ العَائِدُ فی هِبَتِهِ کَالْکَلْبِ یَقِیُٔ ثُمَّ یَعُوْدُ فی قَیْئِہِ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہبہ کرکے رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے کہ قئی کرتا ہے پھر اپنے قئی میں رجوع کرتا ہے۔ (یعنی قئی کرکے اپنے قئی کو چاٹتا ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "العائد فی هبته" الی آخره یعنی ہبہ میں رجوع کرنے والا مانند کتے کے ہے الخ اس عموم میں زوج اور زوجہ، شوہر بیوی سب داخل ہیں۔

مقصد مقصد واضح ہے کہ ہبہ کرکے رجوع کرنا نہایت نامناسب اور مذموم ہے کہ کتے کی صفت ہے۔

اس مسئلے کی تفصیل گذر چکی ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے تفصیل کیلئے صرف ایک باب قبل حدیث ۲۴۲۴ر کا مطالعہ فرمائیے۔

امام اعظمؒ کے نزدیک زوجین کے ہبہ میں رجوع کا حق نہیں جیسا کہ "دمع خزقه" میں گذر چکا ہے۔

۱۶۲۲

﴿ بابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَیْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا ﴾

إذَا کَانَ لَهَا زَوْجٌ فهو جائزٌ إذَا لَمْ تَکُنْ سَفِیْهَةً فإذَا کَانَتْ سَفِیْهَةً لَمْ یَجُزْ قال الله تعالی "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَکُمْ".

عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرنا اور اس عورت کا آزاد کرنا

جب کہ اس عورت کا شوہر ہبہ کے وقت موجود ہو تو ہبہ جائز ہے بشرطیکہ عورت خفیف العقل نہ ہو، اور اگر عورت خفیف العقل (بیوقوف، کم عقل) ہو تو ہبہ جائز نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ولا تؤتو السفهاء" الخ (سورہ نساء آیت ۵ر) (یعنی کم عقلوں کو وہ مال نہ دو جو تمہارے پاس ہے الخ۔ اس میں نابالغ بچے نابالغ یتیم سب شامل ہیں جب تک سمجھدار نہ ہو جائیں کہ وہ نفع ونقصان کو سمجھنے لگیں)

۲۴۲۸﴿ حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُولَ اللهِ مَالِی مَالٌ إلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَیَّ الزُّبَیْرُ أَفَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِی وَلَا تُوْعِی فَیُوعِی عَلَیْكِ.﴾

ترجمہ حضرت اسماءؓ (بنت ابی بکرؓ) نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس صرف وہی مال ہے جو حضرت زبیرؓ نے مجھ کو دیا کیا میں اس مال سے صدقہ دوں آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ دے اور تھیلیوں میں جمع کرکے محفوظ مت رکھ ورنہ اللہ بھی تیرا رزق بند کردے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "تصدقی" فان یدل علی ان للمرأة التی لها زوج

ان تتصدق بغير اذن زوجها.

فان قلت الترجمة هبة المرأة ولفظ الحديث بالصدقة. قلت المراد من الهبة معناها اللغوی وهو يتناول الصدقة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۳، ومر الحديث ص ۱۹۲، وص ۱۹۳۔

۲۴۲۹﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ نُمَيْرٍ حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن فاطِمَةَ عن اَسْمَاءَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال اَنْفِقِي وَلاَ تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلاتُوعِي فيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ. ﴾

ترجمہ | حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرا ور شمار مت کر، کہ اللہ بھی تجھ کو گن گن کر دے گا اور حفاظت کر کے مت روک کہ اللہ بھی تیرا رزق روک دے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث الماضی لها.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۳، ومر الحديث ص ۱۹۲، وص ۱۹۳۔

۲۴۳۰﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ عن اللَّيْثِ عن يَزِيْدَ عن بُكَيْرٍ عن كُرَيْبٍ مَولَى ابنِ عباسٍ اَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الحارِثِ اَخْبَرَتْهُ انها اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَاذِنِ النبیَّ صلى الله عليه وسلم فلمَّا كانَ يومُهَا الَّذِی يَدُورُ عَلَيْها فِيْهِ قالتْ اَشَعَرتَ يارسولَ اللهِ اَنِّي اَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِي قال اَوَفعلْتِ قالتْ نعَم قال اَمَا اِنَّكِ لَو اَعْطَيْتِهَا اَخوالَكِ كانَ اَعظَمَ لاجرِكِ وقال بَكْرُ بنُ مُضَرَ عن عَمرٍو عن بُكَيْرٍ عن كُرَيْبٍ اَنَّ مَيْمونَةَ اَعْتَقَتْ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کریب سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت میمونہؓ نے ایک کنیز کو آزاد کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی جب ان کی باری کا دن آیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو معلوم ہوا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی فرمایا کیا واقعی تو نے ایسا کر دیا ہے؟ میمونہؓ نے عرض کیا جی ہاں، ارشاد فرمایا سن لو اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دیتی تو تجھ کو زیادہ ثواب ہوتا، اور بکر بن مضر نے بھی اس حدیث کو عمرو سے، انہوں نے کریب سے روایت کیا کہ حضرت میمونہؓ نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ الخ

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ميمونةؓ كانت رشيدة واعتقت وليدتها من غير استئذان من النبی صلى الله عليه وسلم فلو لم يكن تصرف الرشيدة فی مالها نافذا لابطلهُ النبیُّ صلى الله عليه وسلم.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۵۴۔

۲۴۳۱﴿ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالَتْ كانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اِذَا اَرادَ سَفَراً اَقْرَعَ بينَ نِسائِهِ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَه وكانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنهُنَّ يَومَهَا وَلَيْلَتَها غيرَ اَنَّ سَودَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَومَهَا وَلَيْلَتَها لِعَائِشَةَ زوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم.﴾

ترجمہ | ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، جس کا حصہ (یعنی نام) نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے اور ہر زوجہ کے لئے ایک دن اور ایک رات کی باری تھی صرف سودہ بنت زمعہؓ نے (جو بوڑھی ہوگئی تھیں) اپنا دن رات (اپنی باری) نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہؓ کو ہبہ کردی تھی اس سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی تھی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وهبت يومها وليلتها لعائشةؓ".

یعنی عورت کا ہبہ اپنے خاوند کے دوسرے شخص کو ثابت ہوا کیونکہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ہبہ کردیا تھا۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۳، صدر الحديث طرف من قصة الافك سياتي مواضع مختصراً ومطولاً ياتي ص ۳۵۹، وص ۳۶۳، وص ۳۷۰، وص ۴۰۳، وفي المغازي ص ۵۷۳، وص ۵۹۳، وفي التفسير ص ۶۷۹، وص ۶۹۶، وص ۶۹۹، وص ۹۸۵، وص ۹۸۸، وص ۱۰۹۶، وص ۱۱۱۷، وص ۱۱۲۶۔

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت اپنے مال میں تصرف کرسکتی ہے کسی کو ہبہ کرسکتی ہے اگرچہ شوہر کی اجازت کے بغیر خلاف اولیٰ ہے۔ یہی احناف وشوافع کا بھی مذہب ہے البتہ امام مالکؒ کے نزدیک عورت کا ہبہ جب اس کا خاوند موجود ہوتو خاوند کی اجازت کے بغیر ہبہ صحیح نہ ہوگا گو صحیح العقل ہو، مگر تہائی مال تک نافذ ہوگا وصیت کی طرح۔ واللہ اعلم

تشریح | شوہر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس بیوی کو لے جانا مناسب سمجھے لے جائے البتہ سب سے دریافت کرے، قرعہ اندازی کرلے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہوتو افضل وبہتر ہے۔

﴿ بابٌ ۱۶۲۳ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ ﴾

پہلے کن لوگوں کو ہدیہ دینا چاہئے (اول خویش، بعدہ درویش)

وقال بَكْرٌ عن عَمْرٍو عن بُكَيْرٍ عن كُرَيْبٍ مَولَى ابنِ عباسٍ اَنَّ مَيْمُونَةَ زوجَ النبيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فقال لها لَو وَصَلتِ بَعْضَ اَخْوَالِكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ.

اور بکر بن مضر نے عمرو بن حارث سے روایت کی، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کے مولیٰ کریب سے، کہ حضرت میمونہؓ نے اپنی ایک لونڈی آزاد کردی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے فرمایا کہ اگر تو اپنے بعض ماموؤں کو یہ لونڈی دیتی تو تجھ کو زیادہ ثواب ہوتا۔

سوال: فان قلت الترجمة بلفظ الهدية والحديث بلفظ الصلة فكيف المطابقة؟

جواب: قلت الهدية فيها معنى الصلة وملاحظة هذا المقدار فی وجه المطابقة تكفی. (عمده)

۲۴۳۲ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ حدثنا شُعْبَةُ عن اَبِی عِمْرَانَ الجَونِیِّ عن طلحةَ بنِ عبدِ اللهِ رَجلٍ مِن بَنِی تَيمِ بنِ مُرَّةَ عن عائِشَةَ قالتْ قلتُ يارسولَ الله ان لِی جَارَيْنِ فَالِىٰ اَيِّهِمَا اُهْدِی قال اِلىٰ اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا. ﴾

ترجمہ طلحہ بن عبداللہ سے روایت ہے جو بنی تیم بن مرہ قبیلے کے ایک شخص تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ان دونوں میں سے کس کو (پہلے) ہدیہ دوں ارشاد فرمایا جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "الى اقربهما منك باباً" کیونکہ جس کا دروازہ نزدیک تر ہوگا وہ تیرے کھانے پکنے اور تیری چیزیں آتی جاتی دیکھے گا اس کے دل میں شوق پیدا ہوگا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۳، ومر الحديث ص۳۰۰، ويأتی الحديث ص۸۹۰۔

مقصد امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کے ایک سے زائد پڑوسی ہوں، تو ابتدا کیلئے قریب تر کو ترجیح ہوگی۔

﴿ بابُ ۱۶۲۴ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ ﴾

وقال عُمَرُ بنُ عبدِ العَزِيزِ كانتِ الهدِيَّةُ فی زَمَنِ رسولِ الله صلی الله عليه وسلم هَدِيَّةً وَاليَومَ رِشوةً.

جس نے کسی وجہ سے ہدیہ قبول نہیں کیا

اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہدیہ (تحفہ) ہدیہ تھا، لیکن آجکل تو رشوت ہے۔

۲۴۳۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بن عبّاس اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وكان مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُخْبِرُ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ فقال صَعْبٌ فلمّا عَرَفَ وَجْهِي رَدَّهُ هَدِيَّتِي قال لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صعب بن جثامہ لیثیؓ سے سنا اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے وہ بیان کرر ہے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنگلی گدھا (گورخر) ہدیہ (تحفہ) دیا اس وقت آپ ﷺ ابوار یا ودّان میں تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ہدیہ واپس کر دیا، صعبؓ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے میرے چہرے پر ہدیہ واپس لوٹانے کی ناراضی دیکھی تو فرمایا ہم تیرا ہدیہ کچھ پھیرنا نہیں چاہتے، لیکن ہم احرام کی حالت میں ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرده" اى رد حمار وحش الذى اهداه صعب ولم يقبله لعلة وهى كونه محرماً.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۳، ومر الحديث ص۲۴۶، وص۳۵۰۔

۲۴۳۴﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حدثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عن اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قال اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فلمّا قَدِمَ قال هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِي قال فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهِ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهُ اَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَايَاخُذُ اَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حتى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا. ﴾

ترجمہ حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جس کو عبداللہ بن اتبیہ کہا جاتا تھا زکوۃ وصول کرنے پر مامور فرمایا جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا یہ مال تو آپ کا ہے اور یہ مال مجھ کو ہدیہ (تحفہ) ملا ہے ارشاد فرمایا (ہدیہ ہدیہ کرتا ہے) اپنے باپ کے گھر یا ماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھتا کہ کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کوئی شخص اس مال (زکوۃ) میں سے لے گا (ناحق) وہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بلبلا رہا ہوگا (یعنی آواز کر رہا ہوگا) یا گائے ہوگی تو وہ آواز کر رہی ہوگی یا

بکری ہوگی تو میں میں کر رہی ہوگی پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچایا، یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث، یعنی عامل اس عذر سے کہ میں عامل ہوں ہدیہ واپس کر سکتا ہے۔

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۵۳، ومر الحديث ص ۱۲۶، وص ۲۰۳، ويأتي الحديث ص ۹۸۱، وص ۱۰۳۳، وص ۱۰۶۴، وص ۱۰۶۸۔

مقصد حاکم اور عامل کو ہدیہ نہ لینا چاہئے اور ان کو جو کچھ ہدیہ ملے وہ بادشاہ وقت ان سے لے کر بیت المال میں شامل کرلے البتہ اگر بادشاہ اس کو خوشی سے کچھ دے تو وہ ہدیہ قبول کر سکتا ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اجازت دی تھی۔

﴿ بَابٌ [۱۶۲۵] إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ ﴾

تشریح یہاں دو مسئلے ہیں اور مختلف فیہ ہیں احنافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک ہبہ تام ہونے کے لئے قبضہ شرط ہے اور صورت مذکورہ میں قبضہ نہیں ہے اس لئے واہب یا موہوب لہ کی موت کے بعد ہبہ باطل ہوگیا اور شیٔ موہوب واہب کی یا واہب کے ورثہ کی ملک ہوگی۔

اور وعدہ کیا تھا مگر ابھی اس پر عمل نہیں کیا تھا کہ مرگیا تو اس صورت میں بات ختم ہوجائے گی، وعدہ کرنے والے کے وارثین پر اس کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

جب کوئی چیز ہبہ کی، یا ہبہ کرنے کا وعدہ کیا، پھر موہوب لہ تک وہ چیز پہونچنے سے پہلے مرگیا

وَقَالَ عَبِيْدَةُ إِنْ مَاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهُ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ أَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ.

وقال عَبِيْدة: (بفتح العين المهملة وكسر الباء الموحدة) اور عبیدہ نے کہا اگر واہب مرجائے اور جس کے لئے ہدیہ کیا گیا اس کی زندگی میں ہدیہ علیحدہ کرلیا گیا ہو تو ہدیہ اس کے وارثین کے لئے ہے اور اگر علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو ہدیہ دینے والے کے ورثہ کا ہے۔ (خلاصہ یہ کہ عبیدہ (ابن عمرو السلمانی) کے نزدیک ہبہ تام ہونے کے لئے قبضہ شرط نہیں

صرف واہب کا اپنے مال سے ہبہ کو علیحدہ کر دینا کافی ہے اسی وجہ سے اگر ہبہ کرنے والے نے ہبہ کو الگ نہیں کیا ہے تو واہب کے ورثہ کا ہوگا۔ اور گذر چکا کہ ہبہ تام ہونے کے لئے موہوب لہ یا اس کے وکیل کا قبضہ ضروری ہے۔

وقال الحسن: اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو بھی پہلے مر جائے تو ہبہ موہوب لہ کے ورثہ کا ہے جب کہ قاصد (وکیل) نے اس پر قبضہ کر لیا ہو۔ (یعنی قبضہ کی وجہ سے ہبہ تام ہو گیا اس لئے وہ موہوب لہ کے ورثہ کا ہے۔ یہ تقریباً جمہور شافعیہؒ کے موافق ہے۔ واللہ اعلم

۲۴۳۵﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا سُفْيانُ حدثنا ابنُ المُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جابِرًا قال قال لی النبیُّ ﷺ لو جَاءَ مالُ البَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكذا ثلاثًا فلم يَقْدَمْ حتی تُوُفِّيَ النبیُّ ﷺ فَاَمَرَ اَبُوبَكرٍ مُنَادِيًا فنادٰی مَن كانَ لهُ عند النبیِّ صلی الله عليه وسلم عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فلْيَاْتِنَا فاَتَيْتُهُ فقلتُ اِنَّ النبیَّ صلی الله عليه وسلم وَعَدَنِی فحَثٰی لی ثلاثًا. ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھ کو اس طرح تین لپ دوں گا وہ مال نہیں آسکا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک منادی (معلن) کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے وعدہ کیا ہو یا آپ ﷺ پر قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے چنانچہ میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں آیا اور میں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا تو انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے روپیہ دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبی صلی الله عليه وسلم وعد جابراً بشيء ومات قبل الوفاء به.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۳ تا ص۳۵۴، ومر الحديث ص۳۰۶، ويأتی الحديث ص۳۶۹، وص۴۴۳، وص۴۴۸، وص۶۲۹۔

مقصد گذر چکا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک ہبہ کے لئے قبضہ شرط نہیں اور بطور دلیل حضرت جابرؓ کی حدیث نقل فرماتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وعدہ کر کے کوئی وفات پا جائے تو ورثہ کو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

لیکن جمہور (حنفیہ، وشافعیہ) کہتے ہیں کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بر سبیل تطوع پورا فرمایا۔

﴿ بابٌ (۱۶۲۶) كيف يُقْبَضُ العَبدُ وَالمَتاعُ ﴾

وقال ابنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلٰی بكرٍ صَعْبٍ فاشْتَراهُ النبیُّ ﷺ وَقال هُوَ لَكَ ياعبدَ اللهِ.

غلام (اور لونڈی) اور سامان پر کیسے قبضہ کیا جاتا ہے؟

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں ایک شریر (سرکش) اونٹ پر سوار تھا تو اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید لیا اور فرمایا اے عبداللہ! یہ اونٹ تیرا ہے۔ (تو لے لے)

۲۴۳۶﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حدثنا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّه قال قَسَمَ رسولُ الله ﷺ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْها شَيْئًا فقال مَخْرَمَةُ يابُنَيَّ انْطَلِقْ بنا اِلَى رسولِ الله ﷺ فانطَلَقْتُ مَعَهُ فقال ادْخُلْ فَادْعُهُ لِى فَدَعَوْتُه لَهُ فخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْها فقال خَبَأنَا هٰذا لَكَ قال فَنَظَرَ اِلَيْهِ فقال رَضِيَ مَخْرَمَةُ. ﴾

ترجمہ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم کیں اور (میرے والد) مخرمہ کو اس میں سے کچھ نہیں دیا تو مخرمہ نے (مجھ سے) کہا اے بیٹے! مجھ کو رسول اللہ کی خدمت میں لے چلو میں ان کے ساتھ گیا تو کہا تو اندر جا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے بلاؤ میں نے حضور ﷺ کو بلایا تو حضور ﷺ مخرمہ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے کندھے پر ان میں سے ایک قبا تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ قبا تیرے لئے چھپا رکھی تھی مخرمہ نے اسے دیکھا اور عرض کیا مخرمہ خوش ہو گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان نقل المتاع الى الموهوب له قبض.

یعنی جب آپ ﷺ نے وہ قبا مخرمہ کو دی تو ان کا قبضہ پورا ہو گیا، اور گذر چکا ہے کہ جمہور کے نزدیک ہبہ میں جب تک موہوب لہ کا قبضہ نہ ہو اس کی ملک پوری نہیں ہوتی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۴، وباقي الحديث ص۳۶۳، وفي الجهاد ص۴۴۰، وص۸۶۳، وص۸۷۱، وص۹۰۵، وأخرجه مسلم في الزكوة وبوداؤد في اللباس والترمذي في الاستئذان.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہبہ کا موہوب لہ کی طرف انتقال قبض ہے اس سے بخاریؒ نے اس اعتراض کا بھی جواب دے دیا کہ ترجمۃ الباب میں عبد یعنی غلام کا ذکر ہے اور حدیث میں عبد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بخاریؒ نے اشارہ کر دیا ہے کہ جیسے سامان یعنی قبا، منقولات میں سے ہے غلام ولونڈی بھی منقولات میں سے ہے اور دونوں کا حکم ایک ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۶۲۷ اِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ ﴾

اگر ایک شخص ہبہ کرے اور اس پر دوسرے (یعنی موہوب لہ) نے قبضہ کر لیا اور زبان سے قبلتُ نہیں کہا

ہبہ جائز و درست ہے ہبہ میں زبان سے ایجاب وقبول ضروری نہیں ہے۔ خلافاً للشوافعؒ یعنی حضرات شوافعؒ

کے نزدیک زبان سے ایجاب وقبول شرط ہے۔

۲۴۳۷﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ حدثنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال جاءَ رَجُلٌ إِلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال هَلَكْتُ فقال وَمَا ذَاكَ قال وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قال تَجِدُ رَقَبَةً قال لا قال فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قال لا قال فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِيناً قال لا قال فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالعَرَقُ المِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فقال اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قال عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يارسولَ الله وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قال اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (سلمہ بن صخر اوسلمان بن صخر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا میں تباہ ہو گیا آپ ﷺ نے پوچھا کیوں؟ عرض کیا میں نے رمضان میں (روزے میں) اپنی بیوی سے صحبت کر لی آپ ﷺ نے فرمایا تجھے ایک غلام آزاد کرنے کی قدرت ہے؟ عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔

اتنے میں ایک انصاری شخص ایک ٹوکرا لے کر آیا، عرق ایک ٹوکرا تھا جس میں کھجور تھی آپ ﷺ نے پہلے شخص (یعنی رمضان میں صحبت کرنے والے) سے فرمایا اس کو لیجاؤ اور خیرات کر دو اس نے عرض کیا یارسول اللہ! کس کو خیرات دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں ہم سے زیادہ کوئی گھر والے محتاج نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وهو انه صلى الله عليه وسلم اعطى الرجل التمر المذكور فيه فقبضه ولم يقل قبلتُ ثم قال له "اذهب فاطعم اهلك" واختيار البخاريؒ على هذا وهو ان القبض بالهبة كاف لايحتاج ان يقول قبلت فلذلك عقد الترجمة المذكورة وذكر لها الحديث المذكور. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۲، ومر الحديث ص ۲۵۹، وص ۲۶۰، ويأتي الحديث ص ۸۰۸، وص ۸۹۹، وص ۹۱۰، وص ۹۹۲، وص ۹۹۳، وص ۱۰۰۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ موہوب لہ نے اگر قبول کر لیا اور قبضہ کر لیا تو قبلت کہنا ضروری نہیں۔

قولہ الفيض ولا يلزم القبول باللفظ عندنا وهو مذهب البخاريؒ اهـ. قلت وهو مذهب الجمهور خلافاً للشافعيؒ. (الابواب والتراجم)

﴿ بَابٌ ۱۶۲۸ اِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ ﴾

قال شُعْبَةُ عنِ الحَكَمِ هو جَائِزٌ وَوَهَبَ الحسَنُ بنُ عليٍّ لِرَجُلٍ دَيْنَه وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ كانَ عليهِ حَق فلْيُعْطِهِ اَوْ لِيَتَحلّلْهُ مِنه وقال جابِرٌ قُتِلَ اَبِى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فسَاَلَ النبيُّ ﷺ غُرمَائَهُ اَن يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِى وَيُحَلّلُو اَبِى.

اگر کوئی اپنا قرض کسی کو ہبہ کردے (مدیون پر جو قرض تھا وہ قرض اسی کو ہبہ کردے)

شعبہ نے حکم نقل کیا کہ یہ جائز ہے (یہ صورت سب کے نزدیک جائز ہے کہ مدیون پر جو قرض تھا اس دین کا ہبہ کرنا درست ہے) اور حضرت امام حسن بن علیؓ نے ایک شخص کو اپنا قرض ہبہ کردیا۔ (یعنی حضرت امام حسنؓ کا ایک شخص پر قرض تو ظاہر ہے کہ قبضہ پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے یہ تو بالاتفاق درست ہے)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کسی کا حق ہو تو یا تو اس کو دیدے یا معاف کرالے۔

وقال جابرؓ: اور حضرت جابر ابن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میرے والد (غزوہ احد میں) شہید ہو گئے اور ان پر قرض تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا کہ میرے باغ کا پھل لے لیں، اور میرے باپ کو معاف کردیں۔

۲۴۲۸﴿ حدَّثَنَا عَبْدانُ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا يُونُسُ ح وقال اللَّيْثُ حدثنى يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ حدثنى ابنُ كَعْبِ بنِ مالِكٍ اَنَّ جابرَ بنَ عبدِ اللهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يومَ اُحُدٍ شَهِيْداً فاشْتَدَّ الغُرَمَاءُ فى حُقُوقِهِمْ فَاَتَيْتُ رَسولَ الله صلى الله عليه وسلم فكَلَّمْتُهُ فسَاَلَهُمْ اَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِى وَيُحَلِّلُوا اَبِى فَاَبَوا فلَمْ يُعْطِهِمْ رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم حائِطِى وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَلكِنْ قال سَاَغْدُو عَلَيْكَ فغَدَا عَلَينا حين اَصْبَحَ فطَافَ فى النَّخْلِ فدَعا فى ثَمَرِهِ بِالبَرَكَةِ فجَدَدْتُهَا فقَضَيْتُهُمْ حُقوقَهُمْ وبَقِيَ لَنا مِن ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثمَّ جِئْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم وَهُوَ جالِسٌ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فقالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهو جالِسٌ ياعُمَرُ فقال عُمَرُ الا يكونُ قد عَلِمْنَا اَنَّكَ رسولُ الله وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَرَسولُ الله. ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی کہ ان کے والد (عبداللہؓ) احد کے دن شہید ہوئے تو قرض خواہوں نے اپنے قرضوں کا سخت تقاضا کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا (سفارش چاہی) آپ ﷺ نے ان قرض خواہوں سے فرمایا تم جابرؓ کے باغ کا پھل لے لو اور اس کے باپ کا قرض چھوڑ دو ان لوگوں نے انکار کردیا پھر

رسول اللہ ﷺ نے ان کو میرا باغ نہیں دیا اور نہ ان کیلئے پھل تڑوایا اور آپ ﷺ نے فرمایا میں کل صبح تیرے پاس آؤں گا۔ پھر صبح کے وقت آپ ﷺ تشریف لائے اور کھجور کے درختوں میں پھرے اور اس کے پھل میں برکت کی دعا فرمائی پھر میں نے اس کا پھل کاٹا اور سارے قرض خواہوں کا حق ادا کر دیا اور ہمارے لئے کچھ پھل باقی بچ گئے اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ ﷺ تشریف فرما تھے میں نے آپ ﷺ سے یہ حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے اے عمر! سن لو تو عمرؓ نے کہا کیوں نہ ہو ہم کو تو یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں خدا کی قسم آپ اللہ کے رسول ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث ولكنه بالتكلف وهو انه سال غرماء ابى جابر رضى الله عنهما ان يقبضوا ثمر حائطه ويحللوا من بقية دينه ولو قبلوا ذلك كان ابراء ذمة ابى جابر رضى الله عنهما من بقية الدين وهو فى الحقيقة لو وقع كان هبة الدين ممن هو عليه وهو معنى الترجمة. (عمده)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کے قرض خواہوں سے یہ سفارش فرمائی کہ باغ میں جتنا میوہ نکلے وہ اپنے قرض کے عوض لے لو اور جو قرض باقی رہے وہ معاف کر دو، گویا باقی دینے کا جابرؓ کو ہبہ ہوا۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۴، ومر الحديث ص۲۸۵، وص۳۲۲، وص۳۲۴، ویاتی الحديث ص۳۷۴، وص۳۹۰، وص۵۰۵، وص۵۸۰، وص۸۱۸، وص۹۲۳۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ قرض خواہ خود قرض دار کو معاف کر دے یا دوسرے شخص کو وہ قرض دے ڈالے کہ تم وصول کر کے اپنے کام میں لاؤ۔

مالکیہ کے نزدیک غیر شخص کو بھی دین کا ہبہ درست ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک درست نہیں ہے، البتہ مدیون کو دین کا ہبہ کرنا سب کے نزدیک درست ہے۔ گویا امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ کی تائید و موافقت ہے۔

۱۶۲۹ ﴿ بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ ﴾

وَقَالَتْ أَسماءُ لِلْقَاسِمِ بنِ محمَّدٍ ابنِ اَبِى عَتِيقٍ وَرِثْتُ عن أُخْتِى عائِشَةَ بِالْغَابَةِ وَقَدْ أَعْطانِى مُعَاوِيَةُ مِائَةَ اَلْفٍ فَهُوَ لَكُمَا.

ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرنے کا بیان

اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے قاسم بن محمد اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ صدیقہؓ کے ترکہ میں

سے غابہ میں جو زمین ملی ہے اور حضرت معاویہؓ اس کے عوض ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے (میں نے نہیں دی) وہ تم دونوں کے لئے ہے۔

۲۴۳۹﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ قَزَعَةَ حدثنا مالكٌ عن اَبِى حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍؓ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اُتِيَ بِشَرَابٍ فشَرِبَ وعن يَمِينِهِ غلامٌ وعن يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فقال لِلْغُلامِ اِنْ اَذِنْتَ لِي اَعْطَيْتُ هٰؤلاءِ فقال مَاكنتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِي مِنْكَ يارسولَ الله صلى الله عليه وسلم اَحَدًا فتَلَّهُ في يَدِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دودھ پینے کیلئے لایا گیا آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک لڑکا (ابن عباسؓ) تھا اور آپ ﷺ کے بائیں طرف معمر مشائخ تھے آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا اگر تو اجازت دے تو میں پہلے (یہ پیالہ) ان بوڑھوں کو دوں وہ کہنے لگا یارسول اللہ! میں تو آپ کے جھوٹے میں سے اپنا حصہ کسی کو دینے والا نہیں آخر آپ ﷺ نے وہ پیالہ اسی کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ (تلّه في يده اى دفعه بعنف)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ماقاله ابن بطال انه صلى الله عليه وسلم سال الغلام ان يهب نصيبه للاشياخ وكان نصيبه منه مشاعا غير متميز فدل على صحة هبة المشاع.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۴، ومر الحديث ص۳۱۶، وص ۳۱۸، وص ۳۳۱، ويأتي ص۸۴۰۔

مقصد قال ابن بطال غرض المصنف اثبات هبة المشاع الخ یعنی مشاع کا ہبہ جائز ہے اس حدیث سے اس طرح ثابت ہوا کہ جب ایک سے زائد کو ہبہ کیا تو ان کا حصہ مشاع رہا۔

حنفیہؒ کے نزدیک تھوڑی سی تفصیل ہے کہ اگر چیز نا قابل تقسیم ہے تو بلا اختلاف ہبہ درست ہے اور اگر قابل تقسیم ہے اور قبضے کے وقت تقسیم کرلی گئی اور شیوع ختم ہو گیا تب بھی ہبہ درست ہے لیکن اگر چیز قابل تقسیم ہو اور قبضے کی وقت تک مشاع ہی رہے تو عندالاحناف ہبہ درست نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ۱۶۳۰ الهِبَةِ المَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ المَقْبُوضَةِ وَالمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ المَقْسُومَةِ ﴾

وقد وهَبَ النبيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَاغَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غيرُ مَقْسُومٍ.

جو چیز قبضہ میں ہو یا قبضہ میں نہ ہو، اور جو چیز بٹ گئی ہو اور جو نہ بٹی ہو اسکے ہبہ کا بیان

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ﷺ کے اصحابؓ نے ہوازن کے لوگوں سے جو غنیمت حاصل کی تھی وہ ان

کو ہبہ کردی حالانکہ وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

۲۴۴۰﴿ حَدَّثَنَا ثابتٌ قال حدثنا مِسْعَرٌ عن مُحارِبِ بنِ دِثارٍ عن جابِرٍ قال اَتَيْتُ النبىَّ صلى اللهُ عليه وسلم فى المَسْجِدِ فقَضَانِى وَزَادَنِى ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا (میں سفر سے لوٹ کر) مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ ﷺ نے میرا قرض ادا فرمایا اور کچھ زیادہ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فقضانى وزادنى" یعنی حضور نے وہ اونٹ بھی دیدیا اور مزید دیا تو قبضہ سے پہلے دینا ثابت ہوگیا۔

۲۴۴۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ حدثنا غُنْدَرٌ حدثنا شُعْبَةُ عن مُحارِبٍ قال سَمِعْتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللهِ قال بِعتُ مِن رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعِيراً فى سَفَرٍ فلمَّا اَتَيْنا المَدِيْنَةَ قال ائتِ المَسْجِدَ فصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فوَزَنَ قال شُعْبَةُ اُرَاهُ فوَزَنَ لى فَاَرْجَحَ فَمَا زالَ شئٌ حتى اَصَابَهَا اهلُ الشامِ يومَ الحَرَّةِ. ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک اونٹ بیچا پھر جب ہم مدینہ منورہ پہونچے تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجد جاؤ اور (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھو پھر آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت تول کردی، شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یوں کہا جھکتی ہوئی تول کردی اس میں سے کچھ (بطور تبرک کے) ہمیشہ میرے ساتھ رہتی لیکن حرہ کے دن شام والوں نے مجھ سے چھین لی۔

مطابقۃ للترجمۃ | اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے مشکل ہے شاید امام بخاریؒ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں یہ ہے کہ وہ اونٹ بھی حضور اکرم ﷺ نے مجھ کو ہبہ کردیا تو قبضہ سے پہلے ہبہ ثابت ہوا۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۵، ومر الحديث ص ۶۳، وص ۲۸۲، وص ۳۰۹، وص ۳۲۱، وص ۳۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۳۵، ويأتى الحديث ص ۳۷۵، وص ۴۰۱، وص ۴۱۶، وص ۴۳۴، وص ۵۸۰، وص ۷۶۰، وص ۷۸۹، ،،، وص ۸۰۸، وص ۹۴۵۔

۲۴۴۲﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عن مالِكٍ عن اَبِى حازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم اُتِىَ بِشَرابٍ وعن يَمِيْنِهِ غلامٌ وعن يسارِهِ اَشْياخٌ فقال لِلْغُلامِ اَتَاذَنُ لِى اَنْ اُعطِىَ هٰؤلاءِ فقال الغلامُ لا وَاللهِ لاأُوثِرُ بِنَصِيْبِى مِنكَ اَحَداً فتَلَّهُ فى يَدِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ پینے کے لئے لایا گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف ایک لڑکا (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ) تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف معمر مشائخ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا (اے لڑکے!) کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں پہلے ان بزرگوں کو دوں تو لڑکے نے کہا نہیں بخدا میں تو آپ کا تبرک اپنے حصہ کا کسی کو دینے والا نہیں، آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں ڈال دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله اتاذن لى ان اعطى هؤلاء الخ یعنی آپ ﷺ نے لڑکے کا حق جس پر اس کا قبضہ نہیں ہوا تھا بوڑھے بزرگوں کو ہبہ کرنا چاہا۔

۲۴۴۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ عثمانَ بنِ جَبَلَةَ اَخْبَرَنِى اَبِى عن شُعْبَةَ عن سَلَمَةَ قال سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال كان لِرَجُلٍ على رسولِ الله صلى الله عليه وسلم دَيْنٌ فَهَمَّ بِهِ اَصْحابُهُ فقال دَعُوهُ فإنّ لِصَاحِبِ الحقِّ مَقالاً وَقالَ اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَاَعْطُوهَا اِيَّاهُ فقالوا اِنّا لانَجِدُ سِنًّا اِلّا هِىَ اَفْضَلُ مِن سِنِّهِ قال فاشْتَرُوهَا فَاَعْطُوهَا اِيَّاهُ فإنّ مِن خَيْرِكُمْ اَوْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَاءً. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (ایک اونٹ) قرض تھا (اس نے سخت کلامی کی) تو صحابہؓ نے اس کو سزا دینا چاہا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو بات کرنے کا حق ہے (یعنی جس کا حق نکلتا ہے وہ ایسا کہہ سکتا ہے) اور فرمایا ایک اونٹ خرید کر اس کو دیدو، صحابہؓ نے عرض کیا اس کے اونٹ سے بہتر (زیادہ قیمت کا) اونٹ ملتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہی خرید کر اس کو دے دو اس لئے کہ تم میں بہتر وہی لوگ ہیں جو قرض اچھی طرح ادا کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث لان فيه امر باعطاء سن لصاحب الدين افضل من سنه و الزيادة فيه غير مقسومة. (غير مقبوضة)

یعنی آپ ﷺ نے قرض سے بڑھ کر جو مال دیا تھا اس پر قبضہ نہیں کیا اور ہبہ کر دیا تو غیر مقسوم و غیر مقبوض کا ہبہ ہوا۔

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۳۵۵، و مر الحديث ص ۳۰۹، و ص ۳۲۱، و ص ۳۲۲، و ص ۳۲۳۔

مقصد | امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ہبہ میں وسعت ہے مقبوضہ ہو یا غیر مقبوضہ اسی طرح مشاع ہو یا مقسومہ ہبہ درست ہے اور ہوازن کے قیدی سے استدلال فرمایا جو صحیح نہیں کیونکہ ہوازن کے قیدی کو حضور ﷺ نے بجائے غلام و باندی بنانے کے آزاد کر دیا۔ فلا يصح الاستدلال.

نیز حدیث پاک سے جو استدلال فرمایا ہے مشاع کے ہبہ پر وہ بھی اس لئے قابل نظر ہے کہ قیمت راستے ہی میں عند العقد متعین ہو چکی ہے اور زیادہ علیحدہ بطور مدد ہے پھر مشاع کہاں؟ واللہ اعلم

﴿ بابٌ (۱۶۳۱) اِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ اَوْ وَهَبَ رَجُلٌ جَمَاعَةً جَازَ ﴾

اگر ایک جماعت ایک قوم (یعنی چند لوگوں) کو ہبہ کرے، یا ایک شخص ایک جماعت کو ہبہ کرے تو جائز ہے

افادہ: یہ دوسرا ٹکڑا یعنی او وھب رجل الخ کے بارے میں علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں: "وزاد ابوذر عن الکشمیھنی او وھب رجل جماعة جاز" وھذہ الزیادۃ لافائدۃ فیھا لتقدمھا قبل. (قس)

۲۴۴۴﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حدثنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ عن مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال حين جاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فقال لَهُمْ مَعِي مَن تَرَوْنَ وَاَحَبُّ الحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فلمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ انَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم غيرُ رادٍّ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قالوا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فقامَ في المُسْلِمِيْنَ فَاَثْنَى على اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قال اَمَّا بعدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ هٰؤلاءِ جاؤُنا تَائِبِيْنَ وَاِنِّي رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يكونَ عَلَى حَظِّهِ حتى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ ما يُفِيْءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فقال النَّاسُ طَيَّبْنَا يارسولَ اللهِ لَهُم فقال لَهُمْ اِنَّا لانَدْرِي مَنْ اَذِنَ مِنكم فِيْهِ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوا حتى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَاَذِنُوا فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ قال ابوعبدِ اللهِ هٰذا الْاَخِيْرُ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ يعني فَهٰذا الذي بَلَغَنَا. ﴾

ترجمہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے عروہ سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب ہوازن کا وفد اسلام قبول کر کے آیا اور ان لوگوں نے اپنے اموال اور قیدیوں کے واپس لوٹانے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا (میں تنہا نہیں ہوں) میرے ساتھ اتنے لوگ ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، اور مجھ کو سچی بات پسند ہے، اس لئے تم ایک بات اختیار کر دو یا تو قیدی لو یا مال، اور میں نے (تمہارے خیال سے تقسیم میں) دیر کی تھی، اور (واقعی) نبی اکرم ﷺ

جب طائف سے لوٹ کر آئے تو دس راتوں سے زیادہ ان لوگوں کا انتظار کرتے رہے۔

جب ہوازن کے لوگ سمجھ گئے کہ نبی اکرم ﷺ دونوں چیزوں میں سے صرف ایک ہی چیز لوٹائیں گے تو (مجبوراً) کہنے لگے ہم قیدی کو اختیار کرتے ہیں (یعنی ہمارے قیدی ہمیں لوٹا دیجئے) یہ سن کر حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کے سامنے خطبہ سنانے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی شان کے مطابق اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد! دیکھو مسلمانو! تمہارے یہ بھائی کفر سے توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں ان کے قیدی انہیں پھیر دینا مناسب سمجھتا ہوں پس جو کوئی تم میں سے بخوشی ایسا کرنا چاہے تو کر لے اور جو اپنا حق چھوڑنا منظور نہ کرے وہ اس کا معاوضہ پہلی غنیمت کے مال میں سے لے لے جو اللہ ہم کو دیگا۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم خوشی سے ان کے قیدی پھیر دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہم نہیں سمجھ سکے کہ تم میں سے کس نے اس کو منظور کیا اور کس نے نہیں کیا (تم بہت سے آدمی ہو) بہتر یہ ہے کہ تم جاؤ اور تمہارے نقیب (چودھری) تمہارا حال ہم سے بیان کریں گے یہ سن کر لوگ لوٹ گئے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا کہ سب نے خوشی سے اجازت دی۔ ہوازن کے قیدیوں کا یہ حال ہم کو پہنچا۔ امام بخاریؒ نے کہا یہ آخری قول امام زہری کا کلام ہے فهذا الذی بلغنا.

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وهو ان الغانمين وهم جماعة وهبوا بعض الغنيمة لمن غنموها منهم وهم قوم هوازن.

یعنی صحابۂ کرامؓ جو ایک جماعت تھی جنہوں نے ہوازن کے وفد کو قیدیوں کا ہبہ کیا۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۵، ومر الحديث ص ۳۰۹، وص ۳۴۵، وص ۳۵۱. ويأتى الحديث ص ۴۴۲، وص ۶۱۸، وص ۱۰۶۴۔

مقصد | مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ صحابہ کی جماعت نے ہوازن کے وفد کو ہبہ کیا اور سب مشاع تھا امام بخاریؒ کا مقصد جواز بتانا ہے۔ والحديث مر مراراً

﴿ بَابٌ [۱۶۳۲] مَن اُهْدِىَ لَهُ هَدِيَّةٌ وعندَهُ جُلَسَاؤُهُ فهو اَحَقُّ بِهِ ﴾

وَيُذكَرُ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَائَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَمْ يَصِحَّ.

جب کسی کو ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو جس کو دیا جائے وہ زیادہ حقدار ہے

اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی اس میں شریک ہوں گے مگر یہ روایت صحیح نہیں

ہے۔(چونکہ اس کے اسناد میں مندل بن علی راوی ضعیف ہے)

اقول وباللہ التوفیق لم یصح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حدیث غلط ہے۔صحیح نہیں ہے کا مطلب یہ ہے کہ حسن لغیرہ کے درجہ میں ہے۔

۲۴۴۵﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ اَخبَرَنا عبدُ اللهِ اَخبَرَنا شُعبَةُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيلٍ عن اَبی سَلَمَةَ عن اَبی هُرَيرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم اَنَّه اَخذَ سِنًّا فجاءَ صَاحِبُهُ يَتقَاضَاهُ فقالوا لَهُ فقال اِنَّ لِصَاحِبِ الحقِّ مَقالاً ثم قَضَاهُ اَفضَلَ مِن سِنِّهِ وَقالَ اَفضَلُكُم اَحسَنُكُم قَضاءً. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک اونٹ قرض لیا تھا پھر قرض والا تقاضا کرنے آیا (اس نے سخت کلامی کی) تو صحابہؓ نے اس کو جواب دیا (یعنی زجر وتوبیخ کی بعض روایات میں ہے ھمّ به اصحابه صحابہؓ نے سزا دینا چاہا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حق والے کو بات کرنے کا حق ہے (یعنی قرض والا ایسی باتیں کرسکتا ہے) پھر آپ ﷺ نے اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ دیا اور فرمایا تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قضاه الفضل من سنة" یعنی اس زیادتی میں دوسرے لوگ جو وہاں بیٹھے تھے شریک نہیں ہوئے بلکہ اسی کو ملی جس کا اونٹ آپ ﷺ پر قرض تھا۔

روی عن ابی یوسف القاضی الخ (کرمانی) یعنی امام ابو یوسفؒ کی خدمت میں ہارون رشید نے خطیر رقم بھیجی وہ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کسی نے یہ حدیث پڑھی "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم جلساؤکم شرکاؤکم" فقال ابویوسف انه لم یرد فی مثله وانما ورد فیما خف من الهدایا نحو الماکولات والمشروبات". (کرمانی)

تعدد موضعه والحدیث ھنا ص ۳۵۵، ومر الحدیث ص ۳۰۹، وص ۳۲۱، وص ۳۲۲، وص ۳۲۳۔

۲۴۴۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا ابنُ عُيَينَةَ عن عَمرٍو عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّه كانَ مَعَ النبیِّ صلی الله علیه وسلم فِی سَفَرٍ وَكانَ عَلٰی بَكرٍ صَعبٍ لِعُمَرَ وكانَ يَتَقَدَّمُ النبیَّ صلی الله علیه وسلم فيَقُولُ اَبُوهُ يَاعبدَ الله لايَتَقَدَّمُ النبیَّ صلی الله علیه وسلم اَحَدٌ فقال لَهُ النبیُّ صلی الله علیه وسلم بِعنِيهِ فقال عُمَرُ هُوَ لَكَ فاشتَراهُ ثمَّ قال هُوَ لَكَ يَاعبدَ اللهِ فاصنَعْ بِه ماشِئتَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور حضرت عمرؓ کے

سرکش اونٹ (منہ زور) پر سوار تھے اور (رفتار میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے والد حضرت عمر فاروقؓ فرمانے لگے اے عبداللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہ بڑھے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا وہ آپ ہی کا ہے (لے لیجئے) آپ ﷺ نے اس کو خرید لیا اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ کو دے دیا اور فرمایا جو چاہے کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابن عمرؓ کو ہدیہ عنایت فرمایا اس میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ والے شریک نہیں ہوئے۔ وقال ابن بطال هبته لابن عمرؓ مع الناس فلم يستحق احد منهم فيه شركة هذا مارايته في وجه المناسبة لهم. والله اعلم (قس)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۵ تا ص ۳۵۶، ومر الحديث ص ۲۸۴۔

مقصد | اس قول کا ابطال مقصود ہے جو کہتے ہیں الهدايا مشتركة.

﴿ باب ۱۶۳۳ اِذَا وَهَبَ بَعِيراً لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهُ فهو جَائِزٌ ﴾

وَقال لَنا الحُمَيْدِيُّ حدثنا سُفيانُ حدثنا عَمْرٌو عن ابنِ عُمَرَ قال كُنَّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم في سَفرٍ وَكُنْتُ عَلى بَكْرٍ صَعْبٍ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِعُمَرَ بِعْنِيهِ فباعه فقال النبيُّ ﷺ هُوَ لَكَ ياعبدَ الله!.

اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور دوسرا شخص اس کو وہ اونٹ ہبہ کر دے تو جائز ہے

اور ہم سے حمیدی نے کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں ایک شریر جوان اونٹ پر سوار تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈالو، حضرت عمرؓ نے بیچ دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے عبداللہ! یہ اونٹ تیرا ہے لے جاؤ۔

﴿ باب ۱۶۳۴ هَدِيَّةِ مَايُكْرَهُ لُبْسُهَا ﴾

ایسی چیز (یعنی کپڑے) کا ہدیہ دینا جس کا پہننا مکروہ ہے

۲۴۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالكٍ عن نافعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال رَآى عُمَرُ بنُ الخطابِ حُلَّةَ سِيَرَاءَ عند بابِ المَسْجِدِ فقال يارسولَ اللهِ لَوِاشْتَرَيْتَهَا

فَلَبِسْتَها يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ قال اِنّما يَلْبَسُهَا مَن لا خَلاقَ له في الآخِرَةِ ثُمّ جائَتْ حُلَلٌ فاَعْطٰى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم عُمَرَ مِنها حُلَّةً فقال اَكَسَوتَنِيْهَا وَقُلتَ في حُلّةِ عُطارِدٍ مَاقُلتَ فقال اِنّي لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ اَخًا لَهُ بِمَكّةَ مُشْرِكاً.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مسجد نبوی کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ (سوٹ) بکتے دیکھا تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اس کو خرید لیں اور جمعہ کے دن یا وفد کے وقت (یعنی جب باہر والے آپ کے پاس آئیں) پہنا کریں (تو بہتر ہو) آپ ﷺ نے فرمایا اس کو تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، پھر اسی قسم کے چند ریشمی حلے آپ کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک حلہ (جوڑا) حضرت عمرؓ کو دیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کیا آپ یہ حلہ مجھے پہناتے ہیں؟ اور آپ ہی نے عطارد کے حلہ میں ایسا فرمایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ میں نے تجھ کو اس لئے نہیں دیا کہ تو خود پہنے آخر حضرت عمرؓ نے وہ حلہ اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں تھا۔ (یہ حضرت عمرؓ کا اخیافی بھائی تھا و قیل رضاعی۔ واللہ اعلم)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم اهدى تلك الحلة الى عمرؓ مع انه يكره لبسها.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۵۶، ومر الحديث ص۱۲۱، وص۱۳۰، وص۲۸۳، ويأتي الحديث ص۳۵۷، وص۴۲۹، وص۸۶۸، وص۸۸۵، وص۸۹۸۔

۲۴۴۸﴿ حَدّثَنَا محمّدُ بنُ جَعْفَرٍ حدثنا محمّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن اَبِيْهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال اَتَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْتَ فاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فذكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فقالَ اِنّي رَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتراً مَوشِيًّا فقال مالِي وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فقالتْ لِيَامُرْنِي فِيْهِ بِمَا شَاءَ قال تُرسِلُ بِهِ اِلٰى فلانٍ اهلِ بيتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے لیکن اندر تشریف نہیں لے گئے (باہر ہی سے واپس لوٹ گئے) حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے یہ بیان کیا پھر حضرت علیؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا (یعنی واپس لوٹنے کی وجہ دریافت کی) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے فاطمہ کے دروازے پر دھاری دار پردہ پڑا دیکھا اور فرمایا بھلا ہم لوگوں کو دنیا کی آرائش سے کیا غرض، یہ سن کر حضرت علیؓ فاطمہؓ کے پاس آئے اور فاطمہؓ سے بیان کیا تو فاطمہؓ نے کہا حضور جو چاہیں مجھے حکم دیں (یعنی آپ ﷺ سے پوچھئے کہ میں اس پردے کا کیا

کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا فلاں گھر والوں کو بھیج دے کہ وہ لوگ محتاج ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان فیہ امرہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بارسال ذلک الستر الموشی ای المخطط الی آل فلان.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۵۶۔

۲۴۴۹﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ حدثنا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِی عبدُ المَلِکِ بنُ مَیْسَرَةَ قال سمعتُ زیدَ بنَ وَهْبٍ عن عَلِیٍّ قال اَهْدٰی اِلَیَّ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حُلَّةَ سِیَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَیْتُ الغَضَبَ فی وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَیْنَ نِسَائِی.﴾

ترجمہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار ریشمی حلہ مجھ کو ہدیہ دیا اور میں نے اس کو پہن لیا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں غضب دیکھا تو اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تؤخذ من قولہ فرایت الغضب فی وجھہ فانہ کرہ لبسھا لعلی مع انہ اھداھا الیہ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۵۶، ویاتی الحدیث ص۸۰۸، وص۸۶۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس کپڑے کا پہننا ناجائز ہے اس کا ہدیہ کرنا جائز ہے اس لئے کہ اس کو فروخت کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے نیز یہ دوسرے کو ہبہ کر سکتا ہے جیسے ریشم کے کپڑے اگر کسی کو ہدیہ میں دیئے تو وہ اپنی عورتوں کو پہنا سکتا ہے کیونکہ ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی صرف مردوں کے لئے ناجائز ہے اور عورتوں کے لئے جائز ہے۔

﴿ بابٌ قبولِ الهَدِیَّةِ مِنَ المُشْرِکِیْنَ ﴾ ۱۶۳۵

وَقالَ اَبُوهُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم هَاجَرَ اِبْرَاهِیْمُ علیهِ السَّلامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْیَةً فِیها مَلِکٌ اَوْ جَبَّارٌ فقال اَعْطُوهَا آجَرَ وَاُهْدِیَتْ لِلنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم شاةٌ فِیهَا سَمٌّ وَقال اَبُوحُمَیْدٍ اَهْدٰی مَلِکُ اَیْلَةَ لِلنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَغْلَةً بَیْضَاءَ فَکَسَاهُ بُرْدًا وَکَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ.

مشرکین کا ہدیہ قبول کرنے کا بیان

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کو لے کر (نمرود کے ملک سے) ہجرت کر گئے اور ایک بستی میں پہونچے جہاں کا بادشاہ ظالم تھا (اس نے سارہ کو بلا کر دست درازی

کرنا چاہا اس کا ہاتھ بیکار ہوگیا) تو کہنے لگا اس کو ہاجرہ دے دو، (اور یہاں سے نکالو) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری زہر آمیز تحفہ بھیجی گئی، اور ابوحمید نے کہا ایلہ (ایک شہر ہے وہاں) کے بادشاہ نے نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چادر بھیجی اور اس کے ملک کی اس کو ایک سند لکھ دی۔

مختصر تشریح: ہاجر ابراھیمؑ اس کی مفصل روایت گذر چکی ہے دیکھئے جلد ۶/ حدیث ۲۸۵۔

شاة فیھا سَمّ: یہ حدیث اسی باب میں موصولاً آرہی ہے۔

قال ابوحمید: اس کی تفصیل کتاب الزکوۃ میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ۵/ ص ۱۴۸۔

۲۴۵۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا یُونُسُ بنُ محمَّدٍ حدثنا شَیْبَانُ عن قَتَادَةَ حدثنا اَنَسٌ قال اُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم جُبَّةُ سُنْدُسٍ وکانَ یَنْهٰی عنِ الحَرِیْرِ فعَجِبَ الناسُ مِنْها فقال وَالَّذِی نَفْسُ محمَّدٍ بِیَدِهٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بنِ مُعاذٍ فی الجنَّةِ اَحْسَنُ مِن هٰذا وقال سَعِیْدٌ عن قتادَةَ عن اَنَسٍ اَنَّ اُکَیْدِرَ دُوْمَةَ اَهْدٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم.﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سندس (باریک ریشم) کا جبہ (چغہ) ہدیہ کیا گیا اور آپ ﷺ ریشم سے منع فرماتے تھے لوگوں نے اس جبہ (کی خوبی) پر تعجب کیا (کہ کیسا عمدہ کپڑا ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں۔ اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ ہدیہ پیش کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة لان فیه قبول الهدیة من المشرك لان الذی اهداها هو اکیدر دومة علی ما یجیٔ عن قریب.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۵۶، ویاتی الحدیث ص۴۶۰۔

۲۴۵۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ قال حدثنا خالدُ بنُ الحارِث حدثنا شُعْبَةُ عن هِشَامِ بنِ زَیْدٍ عنْ اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً اَتَتِ النبیَّ صلی الله علیه وسلم بِشاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فاَکَلَ مِنها فَجِیْءَ بِهَا فقِیْلَ اَلَا نَقْتُلُهَا قال لا قال فمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فی لَهَوَاتِ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت (زینب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک زہر آمیز بکری لے کر آئی آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھایا (صحابہ سے فرمایا تم اس میں سے کچھ نہ کھاؤ اس میں

زہر ہے) پھر اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا اور حضور ﷺ سے پوچھا گیا "کیا اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں اس زہر کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تالوؤں میں برابر دیکھتا رہا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم قبل هدية تلك اليهودية واكله منها يدل على قبوله اياها.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ٣٥٦۔

۲۴۵۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ حدثنا المُعْتَمِرُ بنُ سُلَيْمانَ عن اَبِيْهِ عن اَبِي عُثمانَ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ اَبِي بَكرٍ قال كُنّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ثلاثِيْن ومِائةً فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِنكُمْ طَعَامٌ فإذَا مَعَ رَجلٍ صاعٌ مِن طعامٍ او نَحوُهُ فعُجِنَ ثمَّ جاءَ رَجلٌ مُشرِكٌ مُشْعَانٌّ طويلٌ بغَنَمٍ يَسُوقُهَا فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْعًا اَمْ عَطِيَّةً اَوْ قال اَمْ هِبَةً قال لابَلْ بَيْعٌ فاشتَرٰى مِنْه شاةً فصُنِعَتْ وَاَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَوادِ البَطْنِ اَنْ يُشْوٰى وَاَيْمُ اللهِ مافِي الثَّلاثِيْنَ وَالمِائَةِ اِلَّا قد حَزَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَهُ حُزَّةً مِن سَوادِ بَطْنِهَا اِنْ كانَ شاهِداً اَعْطاهَا اِيَّاهُ واِنْ كانَ غائِبًا خَبَاَلَهُ فجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فاَكَلُوا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنا ففَضَلَتِ القَصْعَتَانِ فحَمَلْناهُ عَلَى البَعِيرِ اَوْ كما قال. ﴾

ترجمہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے؟ دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کے مثل کچھ غلہ تھا اس کا آٹا گوندھا گیا پھر ایک پریشان لمبا تڑنگا مشرک بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا (ایک بکری) ہم کو عطیہ (ہدیہ) دیتا ہے یا بیچتا ہے اس نے کہا بلکہ بیچتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی پھر بکری ذبح کی گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں قسم خدا کی ان ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی باقی نہ رہا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلیجی کا ایک ٹکڑا نہ دیا ہو اگر وہ حاضر تھا (یعنی سامنے آیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیدیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ رکھ چھوڑا اور گوشت کے دو پیالے تیار کئے سب نے سیر ہو کر کھایا اور دونوں پیالوں میں کچھ کچھ بچ رہا تو ہم نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا، یا جیسا کہا۔ (یعنی راوی کو شک ہے کہ حملناه على البعير کہا یا اور کوئی لفظ اسی مفہوم کا کہا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ام عطية" والعطية تطلق على الهدية وعلى الهبة ولهذا قال ام هبة وفيه دلالة على جواز قبول هدية المشرك لانه لو لم يجز لما قال صلى الله عليه

وسلم ام عطية.

تعدد موضع | والحدیث هنا ص۳۵۶ تاص ۳۵۷، وص ۲۹۵، وہاتی ص ۸۱۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں سے مانوس کرنے کے لئے، تالیف قلوب کی خاطر مشرک کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔

﴿ بابٌ الهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ۱۶۳۶

وقولِ اللهِ عزَّ وجَلَّ "لاَيَنْهٰكُمُ اللهُ عنِ الَّذِينَ لَمْ يُقاتِلُوكُمْ فِی الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ.

مشرکین کو ہدیہ دینے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ تعالیٰ تم کو ان کافروں کے ساتھ انصاف اور بھلائی (حسن سلوک) کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کے بارے میں تم سے لڑے نہیں (جیسے عورت، بچے وغیرہ) اور نہ تم کو انہوں نے تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا۔

۲۴۵۳﴿ حدَّثَنَا خالِدُ بنُ مَخْلَدٍ حدثنا سُلَيْمانُ بنُ بِلالٍ حدثنی عبدُ اللهِ بنُ دِينارٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال رَاٰى عُمَرُ حُلَّةً عَلٰى رَجُلٍ تُبَاعُ فقال لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم ابْتَعْ هٰذِهِ الحُلَّةَ تَلْبَسْها يومَ الجُمُعَةِ وَاِذا جاءَكَ الوَفْدُ فقال اِنَّما يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لا خلاقَ لَه فی الاٰخِرَةِ فَاُتِیَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم مِنْها بِحُلَلٍ فاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فقال عُمَرُ كَيْفَ اَلْبَسُهَا وَقد قُلْتَ فِيْهَا ماقلتَ فقال اِنِّی لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيْعُهَا اَوْتَكْسُوهَا فاَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ اِلٰی اَخٍ لَه مِن اَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص (عطارد بن حاجب) حلہ (ریشمی کپڑے کا جوڑا یعنی سوٹ) بیچ رہا ہے تو عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ﷺ یہ حلہ خرید لیجئے اور جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفد (یعنی باہر کے لوگ) آئے تو پہنا کیجئے اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ریشمی حلہ وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ویسے ہی کپڑے کے (یعنی ریشمی حلے کے) متعدد جوڑے آئے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اس کو کیونکر پہنوں حالانکہ آپ عطارد کے جوڑے کے بارے میں ایسا ایسا فرما چکے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تجھے اس لئے نہیں دیا کہ تو خود پہنے، تو اس کو بیچ ڈال یا اور کسی کو پہنا دے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے ایک (رضاعی) بھائی کو

بھیج دیا جو مکہ میں تھا اور ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔ (اس وقت تک مشرک تھا اور اس کا نام عثمان بن حکیم تھا)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معناه وهو ان عمرؓ ارسل تلك الحلة التى ارسلها اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اخ له بمكة وهو مشرك فدل ذلك على جواز الاهداء للرحم من المشركين.. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۷، ومر الحديث ص ۱۲۱، وص ۱۳۰، وص ۲۸۳، وص ۳۵۶، ويأتى ص ۴۲۹، وص ۸۶۸، وص ۸۸۵، وص ۸۹۸۔

۲۴۵۴﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدثنا اَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامٍ عن اَبِيهِ عن اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بكرٍ قالت قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عهدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فاسْتَفْتَيْتُ رسولَ الله ﷺ قُلْتُ وهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ أُمِّي قال نعمْ صِلِي أُمَّكِ.﴾

ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا میری مشرکہ ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس آئیں (میں نے اس کو گھر میں نہیں آنے دیا اور نہ اس کا تحفہ لیا) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور میں نے عرض کیا کہ وہ نیک سلوک کی خواہشمند ہے (یعنی محبت سے آئی ہے اور محبت آمیز سلوک چاہتی ہے) کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی (نیک سلوک) کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. (عمده) (اى فى قوله نعم صلى امك یعنی احسان وحسن سلوک کے ذریعہ صلہ رحمی کرو)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۷، ويأتى الحديث ص ۴۵۱، وص ۸۸۴۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ ہدیہ لینا دینا جائز ہے۔

تشریح حضرت اسماءؓ کی والدہ کا نام قتیلہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو زمانہ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی قتیلہ جب اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کو دیکھنے مدینہ آئی تو اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر آئی اور منقی اور گھی وغیرہ تحفہ لے کر آئی تھی حضرت اسماءؓ نے اس کا تحفہ قبول نہیں کیا اس موقع پر سورہ ممتحنہ کی آیت مذکورہ نازل ہوئی "لاینھکم الله عن الذين لم يقاتلوكم" الخ حضرت اسماءؓ نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا تھا کہ ان کا ہدیہ قبول کروں یا نہیں؟ اور اس کے عوض انہیں کچھ ہدیہ دوں یا نہیں؟

آیت سے معلوم ہوا کہ والدہ اگرچہ مشرک ہو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کے عوض ہدیہ دینا جائز ہے البتہ حربی کفار کو ہدیہ دینا جائز نہیں، ہندوستان کے ماحول میں دفع شر کے لئے ہدیہ لینا دینا جائز ہے مگر قلبی و دلی دوستی حرام ہے جسے موالات کہتے ہیں کما فی القرآن لايتخذ المومنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين، قرآن حکیم میں بار بار اس کی

تاکید آئی ہے جیسا کہ سورہ مائدہ میں ہے یاایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء الخ بہرحال کافروں سے موالات یعنی قلبی محبت و دوستی جائز نہیں۔ البتہ مدارات یعنی ظاہری خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی جائز ہے نیز مواسات یعنی احسان ونفع رسانی، اکرام ضیف جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۶۳۷ لایَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَرْجِعَ فی هِبَتِهِ وَصَدَقَتِهِ ﴾

اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرنا کسی کیلئے درست نہیں

۲۴۵۵﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبراهِيْمَ حدثنا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قالا حدثنا قَتَادَةُ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عنِ ابنِ عباسٍ قالَ قالَ النبيُّ ﷺ العَائِدُ فی هِبَتِهِ كَالعَائِدِ فی قَيْئِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا (یعنی ہبہ کو واپس لینے والا) ایسا ہے جیسے قے کر کے پھر کھانے والا۔

مطابقۃ للترجمۃ | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "لیس فیه لفظ یدل علی لفظ الترجمة ولایتم به استدلاله علی نفی حل الرجوع عن هبته. (عمدہ) یعنی حدیث پاک سے ترجمہ ثابت نہیں۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۵۷، ومر الحدیث ص۳۵۲، ویاتی الحدیث ص۱۰۳۲۔

۲۴۵۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ المُبَارَكِ حدثنا عبدُ الوَارِثِ حدثنا اَيُّوبُ عن عِكرِمَةَ عنِ ابنِ عباسٍ قالَ قالَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم لَيْسَ لَنا مَثَلُ السَّوءِ الَّذِی یَعُودُ فی هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَرْجِعُ فی قَيْئِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو یہ بری مثال اپنے لئے پسند نہیں کہ ہبہ میں رجوع کرے (یعنی ہبہ کر کے واپس لے) وہ کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر کھاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | ھذا طریق آخر فی حدیث ابن عباسؓ.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۵۷۔

۲۴۵۷﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ قَزَعَةَ حدثنا مالِكٌ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن اَبِيهِ قالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الخطابِ يقولُ حَمَلْتُ علٰی فَرَسٍ لی فی سَبِيْلِ اللهِ فَاَضَاعَهُ الذی كان عندهُ فَارَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنّه بائِعُه بِرُخْصٍ فَسَالْتُ عن ذٰلِكَ النبیَّ ﷺ فقالَ لاتَشْتَرِهِ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَاِنَّ العَائِدَ فی صَدَقَتِهِ كَالكَلْبِ يَعُودُ فی قَيْئِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے مولی اسلم نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں نے ایک شخص (مجاہد) کو فی سبیل اللہ سواری کے لئے ایک گھوڑا دیا اس نے اس گھوڑے کو تباہ کردیا (مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ دیا تھا وہ کما حقہ اس گھوڑے کی پرورش ونگرانی نہ کرسکا اور اس کو لاغر وکمزور کردیا) تو میں نے چاہا کہ اس کو اس سے خریدلوں اور میں نے یہ خیال کیا کہ وہ ارزاں (سستا کم قیمت میں) بیچ ڈالے گا پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت خریدو اگرچہ وہ ایک درہم میں تجھے دے اس لئے کہ اپنا صدقہ لوٹانے والا اس کتے کی طرح ہے جو قئ کرکے چاٹ لیتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فان العائد فى صدقته كالكلب يعود فى قيئه. والذى يفهم من صنيع البخارى انه لايفرق بين الهبة والصدقة وليس كذلك فان الهبة يجوز الرجوع فيها على ما فيه من الخلاف والتفصيل بخلاف الصدقة فانه لايجوز الرجوع فيها مطلقاً. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۷، ومر الحديث ص ۲۰۲، ويأتى ص ۳۵۹، وص ۴۱۷، وص ۴۲۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اپنا صدقہ خود خریدنا جائز نہیں مکروہ تحریمی ہے یہی مذہب ہے امام احمدؒ کا، گویا امام بخاریؒ امام احمدؒ کی تائید وموافقت کررہے ہیں۔

جمہور علماء اسلام وائمہ عظامؒ مثلاً امام اعظمؒ، امام مالکؒ، اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک صدقہ کیا ہوا مال خریدنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے باقی کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد پنجم ص ۱۵۶۔

۱۶۳۸ باب

من غير ترجمة وهو كالفصل من السابق (قس)

۲۴۵۸ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حدثنا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قال اَخْبَرَنِى عبدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِى مُلَيْكَةَ اَنَّ بَنِى صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم اَعْطٰى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فقال مَرْوَانُ مَنْ يشهَدُ لَكُمْ علٰى ذٰلك قالوا ابنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَاَعْطٰى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضٰى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ.

ترجمہ عبداللہ بن عبیداللہ ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ابن جدعان کے مولی حضرت صہیب رومی کی اولاد نے دعوی کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صہیب کو دو گھر اور ایک کوٹھری عطا فرمائی تھی تو مروان نے کہا (جو حاکم تھا) اس پر تمہارے

لئے گواہی کون دے گا؟ ان لوگوں نے کہا کہ ابن عمرؓ، پھر مروان نے ابن عمرؓ کو بلایا انہوں نے گواہی دی کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے صہیب کو دو گھر اور ایک کوٹھری عطا فرمایا تھا مروان نے حضرت ابن عمرؓ کی گواہی پر ان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ یہ باب بلاترجمہ ہے کالفصل من الباب السابق۔ اور باب سابق سے مطابقت یہ ہے کہ جب صہیب کے بیٹوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہبہ کا بیان کیا تو مروان نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ ﷺ نے رجوع کیا تھا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع نہیں ہے۔ ہبہ میں رجوع اور عدم رجوع کی تفصیل گذر چکی ہے۔

سوال: مروان نے صرف ایک گواہی پر فیصلہ کیسے کر دیا جبکہ دو گواہ ضروری ہیں۔

جواب: مروان کونسا عادل حاکم ہے اگر اس نے ایک گواہ اور اپنے اعتماد پر فیصلہ کر دیا کوئی تعجب کی بات نہیں۔
۲۔ ممکن ہے کہ مروان نے ایک گواہی کے بعد مدعیوں سے ایک قسم لی ہو اور مروان کا مذہب ہو جیسا کا امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۵۷۔

﴿بَابُ[۱۶۳۹] مَاقِيْلَ فِى الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى، اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِىَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهٗ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا جَعَلَكُمْ عُمَّاراً﴾

عمریٰ اور رقبیٰ کے بارے میں جو وارد ہے ان کے احکام کا بیان

عرب لوگ کہتے ہیں **اعمرته الدار** میں نے اسے عمر بھر کے لئے (زندگی بھر کے لئے) گھر دیا تو یہ عمریٰ ہے، **جعلتها له** میں نے اس کے لئے کر دیا یعنی عمر بھر کے لئے اس کی ملک کر دیا۔ (اور سورہ ہود میں جو آیا ہے) **استعمرکم فیها** اور اس زمین میں تم کو آباد کیا، بخاریؒ نے اس کو تفسیر ابوعبیدہ سے نقل کیا **جعلکم عُمّارا** یعنی تم کو آباد کرنے والا بنایا، کھیتی باڑی کرنے کی اجازت دی۔

۲۴۵۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حدثنا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم بِالْعُمْرٰى اَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهٗ.﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے عمریٰ میں یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ عمریٰ اس کا ہے جس کے لئے ہبہ کیا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قضى النبى صلى الله عليه وسلم بالعمرىٰ" الى آخره.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۵۷، اخرجہ مسلم ج ۲ ص ۳۸۔

۲۴۶۰﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ حدثنا هَمَّامٌ حدثنا قَتَادَةُ قال حدثني النَّضْرُ بنُ اَنَسٍ عن بَشِيْرِ بنِ نَهِيْكٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال العُمْرىٰ جائِزَةٌ وقال عطاء حدثني جابِرٌ عَنِ النبيِ صلى الله عليه وسلم نحوَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمریٰ جائز ہے۔ اور عطاء نے بھی کہا مجھ سے حضرت جابرؓ نے بیان کیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "العمرىٰ جائزة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۷، مسلم ثانی ص ۳۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ عمریٰ جائز ہے۔ بخاریؒ نے ترجمہ میں عمریٰ کے ساتھ رقبیٰ کو ذکر کیا ہے شاید مصنف کے نزدیک عمریٰ اور رقبیٰ متحد المعنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم

تفسیر عمریٰ علامہ خطابیؒ سے عمریٰ کی تفسیر یہ منقول ہے کہ کسی گھر یا زمین کا مالک کسی کو یہ کہدے کہ یہ گھر یا زمین تیری ہے یعنی مالک کہتا ہے کہ میں نے یہ گھر یا زمین زندگی بھر کے لئے تجھ کو دے دیا، تقریباً یہی تفسیر امام نوویؒ سے بھی منقول ہے۔

انواع واحوال عمریٰ عمریٰ کی تین صورتیں ہیں ۱۔ مالک یہ کہے کہ یہ زمین یا گھر میں نے زندگی بھر کے لئے تجھ کو دیدیا، پھر تیرے مرنے کے بعد تیری اولاد کا ہوگا، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں موہوب لہ اس گھر کا مالک ہوگا اور اس میں وراثت جاری ہوگی وہ گھر مالک یعنی واہب کے ملک سے ہمیشہ کے لئے خارج ہو جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مالک کہے یہ گھر یا زمین تیرے مدت حیات کے لئے ہے تو جمہور احناف کے نزدیک ہبہ ہے اور پہلی صورت کی طرح وراثت جاری ہوگی۔ اور امام شافعیؒ کا بھی جدید قول اور واضح قول یہی ہے البتہ امام شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ اس صورت میں وراثت جاری نہیں ہوگی بلکہ موہوب لہ کے مرنے کے بعد اس گھر کی ملکیت واہب کی طرف لوٹ جائے گی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مالک کہے کہ یہ گھر تیرے لئے تیری مدت عمر تک ہے تیرے مرنے کے بعد میری یا میری اولاد کا ہے اس صورت میں بھی احناف وشوافع کے نزدیک ہبہ ہے اور وراثت جاری رہے گی اور تحدید بالعمریٰ کی شرط لغو ہوگی اور ہبہ درست ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ احنافؒ وشوافعؒ کے نزدیک عمریٰ بجمیع الانواع ہبہ ہے موہوب لہ ہر حال میں شئ موہوب کا مالک ہو جائے گا۔ امام مالکؒ کے نزدیک عمریٰ تملیک منفعت ہے نہ کہ تملیک عین۔

﴿ بَابُ ۱۶۴۰ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا ﴾

جس نے لوگوں سے گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ منگنی لیا

یہاں سے عاریۃ کے احکام بیان کررہے ہیں یعنی تملیک المنفعۃ بلاعوض۔

۲۴۶۱ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ قال سَمِعْتُ انَسًا يقولُ كانَ فَزَعٌ بالمَدِينَةِ فاسْتَعَارَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا مِنْ اَبِي طَلْحَةَ يقالُ لَهُ المَنْدُوبُ فرَكِبَ فلمَّا رَجَعَ قال مارَاَينا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْناهُ لَبَحْرًا. ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ ایک بار مدینے میں (دشمن کے آنے کا) خوف پیدا ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے ایک گھوڑا منگنی (عاریت) لیا جس کا نام مندوب تھا آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے پھر جب لوٹ کر آئے تو فرمایا ہم نے خوف کی کوئی بات نہیں دیکھی اور اس گھوڑے کو دریا پایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فاستعار النبي ﷺ" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۸، ويأتي الحديث ص ۳۹۵، وص ۴۰۰، وص ۴۰۱، ،، ،، وص ۴۰۷، وص ۴۱۷، ،، وص ۴۲۶، وص ۸۹۱، وص ۹۱۷۔

مقصد اکثر نسخوں کے اعتبار سے بخاریؒ نے کتاب الہبہ ہی میں عاریت کو بیان کیا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مطلقاً ہبہ کا بیان ہے خواہ تملیک عین ہو یا تملیک منفعت؟ دونوں جائز و درست ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق وتشریح وان وجدناه لبحراً قال الخطابی ان هي النافية واللام في لبحراً بمعنى الّا اى ماوجدناه الا بحراً. ۲ یہ بھی ہوسکتا ہے ان مخففہ من المثقلہ ہو اور لام زائدہ ہو، اور بحر سے مقصد تیز رفتار، عمدہ گھوڑا۔

﴿ بَابُ ۱۶۴۱ الْاِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ البِنَاءِ ﴾

زفاف کے وقت دلہن کیلئے منگنی مانگنا

۲۴۶۲ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حدثنا عبدُ الواحد بنُ اَيْمَنَ حدثني ابي قال دَخَلْتُ على عائشة وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دراهم فقالت ارْفَعْ بصرك الى جاريتي انْظُرْ اِلَيْهَا

فَإِنَّهَا تُزْهَى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ. ﴾

ترجمہ ایمنؒ (مخزومی تابعی) نے کہا میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ قطر کا کرتہ پہنے ہوئی تھیں جس کی قیمت پانچ درہم تھی حضرت عائشہؓ نے فرمایا نظر اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھو یہ گھر میں اس کرتے کے پہننے کو ناپسند کرتی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان میں کا ایک کرتا (یعنی ایسا ہی موٹا کرتا) میرے پاس تھا جب مدینے میں کسی عورت کو دلہن بنانا ہوتا (شادی کے وقت سنورنے کی ضرورت ہوتی) تو یہ کرتا مجھ سے عاریۃً منگوالیتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فما كانت امرأة" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۸،

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد جواز بتانا ہے کہ شادی وغیرہ کے موقع پر جو نادار غرباء اچھے کپڑے خرید نہیں سکتے وہ بطور عاریت کسی سے مانگ لیں تو یہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق وتشریح وعليها درع قطر جملہ حالیہ ہے درع بكسر الدال وسكون الراء قميص المرأة وقطر بكسر القاف وسكون الطاء ثم راء مع اضافة درع لقطر (قس) یعنی درع المرأۃ عورت کی قمیص، درع الحدید زرہ، قطر کے معنی میں مختلف اقوال ہیں موٹی چادر۔

وقال الازهرى الثياب القطرية منسوبة الى قطر قرية في البحرين فكسروا القاف للنسبة. (عمده) یعنی قطر بفتح القاف بحرین میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں کے تیار کردہ کپڑے کو قطر کہا جاتا ہے قاف کا کسرہ نسبت کے لئے ہے۔

ثمن خمسة دراهم برفع ثمن وجر خمسة (یعنی ثَمَنُ خمسةِ دراهم) اس صورت میں ضمیر مقدر ہے اى ثمنه خمسة دراهم. ۲۔ ثمن بالنصب بنزع الخافض وخمسة بالجر على الاضافة يعنى بثمن خمسة دراهم. ۳۔ ثُمِّن بضم المثلثة وتشديد الميم المكسورة على صيغة المجهول من الماضى وخمسة بالنصب بنزع الخافض اى قوم بخمسة دراهم.

﴿ بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ ﴾ (۱۶۴۲)

دودھ والا جانور (یا اور کوئی چیز) مانگنے پر دینے کی فضیلت

منيحة بفتح الميم والحاء المهملة وبينهما نون مكسورة بروزن عظيمة بمعنی عطیہ، یعنی دودھ والا

جانور اونٹنی، گائے بکری کسی کو دینا کہ وہ اس سے نفع حاصل کر کے لوٹا دے۔

۲۴۶۳﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حدثنا مالِكٌ عن اَبِى الزِّنَادِ عن الاَعْرَجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال نِعْمَ المَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصفىُّ منحة وَالشَّاةُ الصَّفِىُّ تغدُو بِاِناءٍ وَتَرُوحُ بِاِناءٍ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عطیہ خوب دودھ دینے والی اونٹنی اور خوب دودھ دینے والی بکری ہے صبح کو بھی برتن بھر دے اور شام کو بھی برتن بھر دے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم ذكر المنيحة بالمدح ولايمدح النبى صلى الله عليه وسلم شيئاً الا وفى العمل به فضل.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۵۸، ويأتى ص ۳۵۸، وص ۸۳۹۔

۲۴۶۴﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ وَاِسْمَاعِيلُ عن مالِكٍ قال نِعْمَ الصَّدَقَةُ. ﴾

ترجمہ ہم سے عبد اللہ بن یوسف اور اسماعیل بن ابی اویس نے امام مالکؒ سے یہی حدیث نقل کی اس کے الفاظ ہیں نعم الصدقة. (کیا ہی اچھا صدقہ ہے)

یہاں صدقہ سے مراد لغوی صدقہ ہے جو بمعنی ہدیہ، ہبہ اور عطیہ کے ہے۔ فلا اشکال

۲۴۶۵﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ حدثنا ابنُ وَهبٍ حدثنا يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال لَمَّا قدِمَ المُهاجِرُونَ المَدِيْنَةَ مِن مَكةَ وَلَيسَ بِاَيْدِيْهِمْ يعنى شَيئًا وكَانَتِ الاَنْصارُ اَهْلَ الاَرضِ وَالعَقارِ فقَاسَمَهُمُ الاَنصارُ على اَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عامٍ وَيَكْفُوهُمُ العَمَلَ وَالمَؤُنَةَ وَكانَتْ اُمُّه اُمُّ اَنَسٍ اُمُّ سُلَيمٍ كانَتْ اُمَّ عبدِ اللهِ بنِ اَبِى طَلْحَةَ فكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسِ بنِ مالِكٍ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم عِذَاقًا فَاَعْطَاهُنَّ النبىُّ صلى الله عليه وسلم اُمَّ اَيمَنَ مَولاتَه اُمَّ اُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قال ابنُ شِهابٍ فاَخبَرَنِى اَنَسٌ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا فَرَغَ مِن قِتالِ اَهْلِ خَيْبَرَ وَانصَرَفَ اِلَى المَدِيْنَةِ رَدَّ المُهَاجِرُونَ اِلَى الاَنصارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِى كَانُوا مَنَحُوهُم مِن ثِمَارِهِم فرَدَّ النبىُّ صلى الله عليه وسلم اِلَى اُمِّهِ عِذَاقَها فاَعطَى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اُمَّ اَيمَنَ مَكَانَهُنَّ مِن حائِطِهِ وقال احمدُ بنُ شَبِيبٍ اَخبَرَنا اَبِى عن يُونُسَ بِهٰذا وقال مَكَانَهُنَّ مِن خالِصِهِ. ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے ان کے پاس کچھ نہ تھا (محتاج تھے) اور

انصار زمین وجائداد والے تھے (یعنی انصار کے پاس کھیت بھی تھے اور باغ بھی) تو انصار نے مہاجرین کو بانٹ دیا اس طور پر کہ وہ ان کے پھلوں میں سے ہر سال دیں گے اور انصار کو کام ومحنت سے بچائے رکھیں (یعنی مہاجرین ان باغوں میں عمل ومحنت کریں گے اور ہر سال کچھ پھل دیں گے) اور حضرت انسؓ کی ماں ام سلیمؓ جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں تھیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے کچھ درخت دئے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن کو عطا فرما دیئے۔

ابن شہاب نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خیبر سے فارغ ہوئے اور مدینہ واپس تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کے عطیات انصار کو واپس کردئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسؓ کی والدہ کو ان کے درخت واپس کردیئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو ان کے معاوضے میں اپنے باغ سے عطا فرمایا۔ اور احمد بن شبیب نے (جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں) کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے یونس سے یہی روایت کی، اس میں بجائے حائطه کے خالصه کہا یعنی خالص اپنے مال میں سے دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة تعرف من قوله فقاسمهم الانصار الى قوله قال ابن شهاب.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۵۸، وياتي في المغازي ص۵۹۱، ومسلم ثاني ص۹۶۔

۲۴۶۶﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ حدثني الاَوْزَاعِيُّ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ عن اَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قال سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرٍو يقول قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَرْبَعُون خَصْلَةً اَعْلاهُنَّ مَنِيحَةُ العَنْزِ مامِن عامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا اِلاّ اَدْخَلَهُ الله بِها الجَنَّةَ قال حَسَّانُ فَعَدَدْنا مادُونَ مَنِيحَةِ العَنْزِ مِن رَدِّ السَّلامِ وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ وَاِمَاطَةِ الاَذىٰ عنِ الطَّرِيقِ ونَحْوِه فما استطعنا اَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشرةَ خَصْلَةً. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے افضل دودھ والی بکری کا عاریت دینا ہے جو کوئی ان خصلتوں میں سے ثواب کی امید اور اللہ کے وعدے کو سچ جانتے ہوئے ایک خصلت (عادت) پر عمل کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا، حسان بن عطیہ نے کہا ہم نے بکری کے عطیہ کے علاوہ دوسری خصلتوں کا شمار کیا جیسے سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، راستے میں سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا، اور ہم پندرہ خصلتوں سے زیادہ بیان نہ کرسکے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعلاهن منيحة العنز".

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۵۸۔

۲۴۶۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ یُوسُفَ حدثنا الاَوْزَاعِیُّ حدثنی عَطاءٌ عن جابرٍ قال کَانَتْ لِرِجالٍ مِنَّا فضُولُ اَرَضِینَ فقالوا نُؤاجِرُهَا بالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فقال النبیُّ صلی الله علیه وسلم مَنْ کانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْهَا اَوْ لِیَمْنَحْهَا اَخاهُ فاِن اَبیٰ فَلْیُمْسِكْ اَرْضَه وَقال محمَّدُ بنُ یُوسُفَ حدثنا الاَوْزَاعِیُّ حدثنا الزُّهْرِیُّ حدثنی عَطاءُ بنُ یَزِیْدِ حدثنی اَبُوسَعِیْدٍ قال جاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النبیِّ صلی الله علیه وسلم فسَاَلَهُ عنِ الهِجْرَةِ فقال وَیْحَكَ اِنَّ الهِجْرَةَ شَانُهَا شَدِیْدٌ فهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قال نَعَمْ قال فتُعْطِی صَدَقَتَهَا قال نَعَمْ قال فهَلْ تَمْنَحُ مِنها شَیْئًا قال نَعَمْ قال فتَحْلُبُهَا یومَ وِرْدِهَا قال نَعَمْ قال فاعْمَل مِنْ وَرَاءِ البِحَارِ فاِنَّ اللهَ لَنْ یَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَیْئًا. ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا ہم لوگوں میں (انصار میں) بعضوں کے پاس ضرورت سے زیادہ زمینیں تھیں وہ کہنے لگے ہم اس کو تہائی یا چوتھائی یا نصف (یعنی آدھوں آدھ) پیداوار (یعنی بٹائی) پر دے دیں یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو بلا کرایہ یونہی دے اگر وہ انکار کرے تو اپنی زمین خالی رہنے دے۔

اور محمد بن یوسف (امام بخاریؒ کے شیخ) نے کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا کہا مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ہجرت کے متعلق حضور ﷺ سے درخواست کی (یعنی ہجرت پر بیعت کرنا چاہی، اور مہاجرین کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر مدینے میں رہنا چاہا حضور ﷺ جانتے تھے کہ اس اعرابی سے ہجرت نہ نبھ سکے گی اس لئے یہ فرمایا کہ اپنے ملک میں رہ کر نیک کام کرتا رہ یہی کافی ہے، یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے جب ہجرت فرض نہیں رہی تھی)

آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہجرت بہت مشکل ہے کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو ان کی زکوۃ دیتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو دودھ پینے کے لئے مانگنے پر دیتا ہے اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا ان کو پانی پلاتے وقت دوہتا ہے؟ (اور دودھ محتاجوں کو پلاتا ہے؟) اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو سارے بستیوں سے پرے رہ کر عمل کرتا رہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقـة الحـديث للترجمة في قوله "فهل تمنع منها شيئا" الى قوله فاعمل من وراء البحار.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۵۸، وحديث جابر قال كانت لرجال من الخ مر الحديث ص ۳۱۵۔

وحدیث ابو سعید قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ مر الحدیث ص ۱۹۵، ویاتی ص ۵۵۸، وص ۹۱۱۔

۲۴۶۸﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا عبدُالوَهَّابِ حدثنا اَيُّوبُ عن عَمْرٍو عن طاؤسٍ قال حدثنی اَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ یعنی ابنَ عبَّاسٍ اَنَّ النبی صلی الله علیه وسلم خَرَجَ اِلٰی اَرْض تَهْتَزُّ زَرْعًا فقال لِمَنْ هذهِ فقالوا اكتَرَاهَا فلانٌ فقال اَمَا اِنَّه لَو مَنَحَهَا اياه كانَ خَيْرًا له من اَنْ يَاخُذَ عَلَيْهَا اَجْرًا مَعْلُوماً. ﴾

ترجمہ طاؤس سے روایت ہے طاؤس نے کہا کہ سارے صحابہؓ میں سے سب سے زیادہ اس (مزارعت کو) جاننے والے نے مجھ سے بیان کیا یعنی حضرت ابن عباسؓ نے کہ نبی اکرم ﷺ ایک زمین (کھیت) کے پاس تشریف لے گئے جو لہلہا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس کی زمین ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نے فلاں شخص کی ہے جس نے اس کو کرایہ پر لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا سن لو کہ اگر زمین کا مالک اس کو یونہی (بلا کرایہ) اپنی زمین دیتا تو کرایہ ٹھہرا کر دینے سے بہتر ہوتا۔

(مطلب یہ ہے کہ اگر زمین فاضل ہو اور بے کار پڑی ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو بلا کرایہ مفت زراعت کے لئے دیدے یہ افضل ہے کہ اس سے کرایہ لے، یعنی آپ ﷺ نے کرایہ لینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ افضل و بہتر صورت بتائی۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اما انه لو منحها اياه" الی آخره.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۳۵۸، و مر الحدیث ص ۳۱۳، وص ۳۱۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد خود ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اگر کسی کے پاس اپنی کھیتی سے زائد زمین ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو بلا کرایہ عاریۃ دیدے تو یہ باعث ثواب اور افضل ہے اگرچہ کرایہ پر دینا جائز ہے۔

﴿ باب ۱۶۴۳ اِذَا قال اَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الجَارِيَةَ عَلٰى مايَتَعَارَفُ النَّاسُ فهو جائِزٌ ﴾

مطلب یہ ہے کہ اخدام (خادم دینا، خدمت میں دینا اس علاقہ کے عرف پر محمول ہوگا اگر عام عرف میں ہبہ ہے تو ہبہ مراد ہوگا ورنہ عاریت)

اگر کوئی دوسرے سے کہے میں نے اس لونڈی کو تیری خدمت میں دیا لوگوں کے رواج کے مطابق تو یہ جائز ہے

وقال بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهِ عارِيَةٌ وَاِن قال كَسَوْتُكَ هٰذَا الثوبَ فهٰذِهِ هِبَةٌ.

وقال بعض الناس: اور بعض حضرات نے کہا کہ یہ عاریت ہے (شارح بخاری علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں وقیل اراد به الحنفية وغرضه انهم يقولون انه اذا قال اخدمتك هذا العبد فهو عارية وقصة هاجر تدل على انه هبة الخ.

علامہ عینیؒ جواب دیتے ہیں "ليس فى قصة هاجر مايدل على الهبة الا قوله فاعطوها هاجر وقوله اخدمها هاجر لايدل على الهبة".

وان قال كسوتك هذا الثوب فهذه هبة: قال ابن بطال لم يختلف العلماء انه اذا قال كسوتك هذا الثوب مدة يسميها فله شرطه وان لم يذكر اجلا فهو هبة لان لفظ الكسوة يقتضى الهبة لقوله تعالى "فكفارته اطعام عشرة مساكين اوكسوتهم". ولم تختلف الامة ان ذلك تمليك للطعام والثياب".

۲۴۶۹ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حدثنا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَاَعْطَوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ فقالتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ الله كَبَتَ الكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً وَقال ابنُ سِيْرِيْنَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عن النبىِّ صلى الله عليه وسلم فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام سارہ کو لے کر ہجرت کر گئے (پھر ظالم بادشاہ کا قصہ بیان کیا یہاں تک کہ) ان کو ہاجرہ لونڈی دی وہ لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور کہنے لگیں آپ کو معلوم ہوا اللہ نے کافر (بادشاہ) کو ذلیل کیا اور اس نے خدمت کے لئے ایک لونڈی دی۔

اور ابن سیرین نے کہا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کیا ان کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة هذا قطعة من حديث فى قصة ابراهيم وهاجر سلخها من الحديث الذى ذكره بتمامه فى كتاب البيوع فى باب شرى المملوك من الحربى، (ملاحظہ فرمایئے جلد ششم باب ۱۳۲۸) وذكر ايضا قطعة منه معلقة فى باب قبول الهدية من المشركين وذكر هذه القطعة هنا موصولة عن ابى اليمان الحكم بن نافع عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة واراد بها الاستدلال على الحنفية فى قولهم ان قول الرجل اخدمتك هذا العبد عارية ولكن لايصلح استدلاله بهذا لما ذكرنا ان الان وكذالك قال ابن بطال واستدلال البخارى فاخدمها هاجر على الهبة لايصح الخ. (عمدۃ القاری ج ۱۳، ص ۱۸۹ تا ص ۱۹۰)

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۵۹، ومر الحدیث ص۲۹۵، ویاتی الحدیث ص۴۷۳، وص۶۱۷، ؍؍، وص۱۰۲۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ کی تردید ہے حالانکہ اس مسئلے میں حنفیہ منفرد نہیں ہیں بلکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے قال الحافظ قال ابن بطال لااعلم خلافا ان من قال اخدمتك هذه الجارية انه وهب له الخدمة خاصة فان الاخدام لايقتضي تمليك الرقبة كما ان الاسكان لايقتضي تمليك الدار قال واستدلاله بقوله فاخدمها هاجر على الهبة لايصح. (الابواب والتراجم)

انتہائی حیرت اور تعجب ہے کہ ترجمہ میں امام بخاریؒ نے جمہور کے مطابق علی مایتعارف الناس فرماتے ہیں اس کا تو صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ اگر عرف میں اخدمتك سے ہبہ مراد ہے تو ہبہ ہے اور اگر عاریۃ مراد ہے تو عاریۃ ہے پھر رد کرنا کیسے صحیح ہوگا۔

﴿ باب^۱۶۴۴ اِذَا حَمَلَ رَجُلٌ علٰی فَرَسٍ فهو كَالعُمْرٰی وَالصَّدَقَةِ وقال بَعضُ النّاسِ لَهُ اَنْ يَرْجِعَ فِيْهَا ﴾

اگر کسی نے (اللہ کی راہ میں) کسی کو سواری کیلئے گھوڑا دیا تو وہ عمری اور صدقہ کے حکم میں ہے

(یعنی عمری اور صدقہ کی طرح اس کی ملک ہوجاتا ہے اس میں رجوع جائز نہیں)

وقال بعض الناس : اور بعض لوگوں (یعنی حنفیہ) نے کہا اس میں رجوع کرسکتا ہے۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "فهو كالعمرٰى" اى فحكمه كالعمرى فى عدم الرجوع. عمری کا مسئلہ مفصل گذر چکا ہے نیز امام اعظمؒ کے نزدیک اجنبی کے ہبہ میں رجوع جائز ہے البتہ اگر موانع سبعہ پائے جائیں تو رجوع ممنوع ہوگا اس لئے علی الاطلاق جواز رجوع کی نسبت امام اعظم کی طرف صحیح نہیں ہے۔ (کتاب الہبہ دیکھئے)

۲۴۷۰ ﴿ حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ حدثنا سُفيانُ قال سَمِعْتُ مالِكاً يَسْاَلُ زَيْدَ بنَ اَسْلَمَ قال سَمِعْتُ اَبِي يقولُ قال عُمَرُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فى سَبِيْلِ اللهِ فَرَاَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَاَلْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقال لاتَشْتَرِ وَلاتَعُدْ فى صَدَقَتِكَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کے لئے دیدیا پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بیچا جارہا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کہ کیا میں اس کو خریدلوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا مت خریدو، اپنا صدقہ واپس مت لو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حملت على فرس فى سبيل الله".

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۵۹، و مر الحدیث ص ۲۰۲، وص ۳۵۷، و یاتی ص ۴۱۱، وص ۴۲۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد رجوع فی الہبہ کے قائلین جواز پر رد ہے کیونکہ اجنبی کے ہبہ میں امام کے نزدیک رجوع جائز ہے مگر گذر چکا کہ اگر موانع سبعہ پائے جائیں تو رجوع فی الہبہ جائز نہیں ہے لیکن یہاں تو اللہ کی راہ میں حضرت عمرؓ نے صدقہ دیا ہے اور اس کو مالک بنادیا جیسا کہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ خریدنا چاہتے تھے تو حضور ﷺ نے منع فرمادیا اور ممانعت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

براعة اختتام فی قوله "فی سبیل الله" فان اصله الجهاد وهو مذكر للموت فافهم.

❁ ❁ ❁

بسم الله الرحمٰن الرحيم

كِتَابُ الشَّهَادَاتِ

گواہیوں کا بیان

﴿بَابٌ [۱۶۴۵] ماجاءَ فی البیّنةِ علی المُدّعِی﴾

لقولهِ تعالىٰ "يآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلَى اَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ الاية وقوله تعالىٰ "يآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ الى قوله بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرًا.

مدعی پر بینہ یعنی گواہ لانا لازم ہے

بوجہ ارشاد خداوندی (سورہ بقرہ آیت ۲۸۲) اے ایمان والو! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کرو کسی وقت مقرر تک تو لکھ لیا کرو، الایۃ (اس آیت کے اندر تصریح ہے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ الخ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء ۱۳۵) اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو گواہی دو اللہ کے حکم کے موافق اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا اور قرابت والوں کا الی قوله بماتعلمون خبیرا (یعنی اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے)

﴿ بَابٌ [۱۶۴۶] اِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ اَحَدًا فقال لَانَعلَمُ اِلّا خَيْرًا اَوْ مَا عَلِمْتُ اِلّا خَيْرًا ﴾

اگر کوئی شخص کسی کی تعدیل کرے (یعنی نیک اور مقبول الشہادت بتلانا چاہے) اور کہے "ہم تو اسکو نیک ہی سمجھتے ہیں یا میں نے تو اس کو نیک ہی جانا ہے (تو کیا حکم ہے؟)

۲۴۷۱﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حدثنا عبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ النُّمَيرِيُّ حدثنا يُونُس ح وقال اللَّيْثُ حدثني يُونُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخبَرَنِی عُرْوَةُ وَابنُ المُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بنُ وَقَّاصٍ وعُبَيْدُ اللهِ عن حديثِ عائِشَةَ وَبعضُ حَدِيْثِهِم يُصَدِّقُ بَعْضًا حِيْنَ قال لَهَا اَهْلُ الإفْكِ ماقالوا فدَعا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم عَلِيًّا وَاُسَامَةَ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الوَحْيُ يَسْتَامِرُهُمَا فی فِرَاقِ اَهْله فَاَمَّا اُسَامَةُ فقال اَهْلَكَ وَلانَعْلَمُ اِلّا خَيْرًا وَقالتْ بَرِيْرَةُ اِنْ رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهُ اَكْثَرَ مِنْ اَنها حَدِيْثَةُ السِّنِّ تنَامُ عن عَجِيْنِ اَهْلِهَا فتَاتِي الدَّاجِنُ فتَاكُلُهُ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَنْ يَعْذِرُنِی مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي اَذَاهُ فی اَهْلِ بَيْتِي فوَاللهِ ماعَلِمْتُ مِنْ اَهْلِي اِلّا خَيْرًا وَلَقَد ذَكَرُوا رَجُلًا مَاعَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلّا خَيْرًا.﴾

ترجمہ | ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کا قصہ بیان کیا اور ان میں سے ہر ایک کی روایت سے دوسرے کی تصدیق ہوتی ہے جب تہمت لگانے والوں نے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور اسامہؓ کو بلایا جب وحی آنے میں دیر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کی رائے پوچھی اپنی اہلیہ (حضرت عائشہؓ) کے چھوڑنے میں، تو حضرت اسامہؓ نے کہا اپنی اہلیہ کو رہنے دیجئے ہم تو اس کو نیک ہی جانتے ہیں اور بریرہ نے کہا میں نے عیب کی کوئی بات اس میں نہیں دیکھی اتنا ہے کہ وہ کم سن لڑکی ہے (ایسی بھولی بھالی) کہ آٹا گندھا ہوا (بن ڈھانکے) چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آکر کھا جاتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہماری مدد کرتا ہے اس شخص کے مقابلے میں جس کی تکلیف (میری بیوی پر تہمت لگا کر) مجھ کو پہونچی ہے قسم خدا کی میں تو اپنی بیوی کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور مرد سے تہمت لگایا ہے اس کو بھی میں نے اچھا ہی جانا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا تعلم الا خيرا".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۹. ويأتي الحديث ص۳۶۳، وص۳۷۰، وص۴۰۳، وفي المغازي ص۵۷۳، ومفصلاً ص۵۹۳ تا ص۵۹۴، وص۶۷۹، وص۶۹۶، وص۶۹۹، وص۹۸۵، وص۹۸۸، وص۱۱۱۷، وص۱۱۲۶۔

مقصد امام بخاریؒ نے کوئی حکم صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا بلکہ اذا عدل الخ سے سوالیہ جملہ قائم فرمایا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا امام کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کسی کی تعدیل (یعنی مقبول الشہادۃ ہونے) کے لئے یہ کافی ہے کہ میں اس کو نیک جانتا ہوں، میں اس کو اچھا ہی جانتا ہوں۔ واللہ اعلم

یہ حدیث یعنی حدیث الافک مفصل کتاب المغازی میں ملاحظہ فرمایئے۔

﴿ باب ۱۶۴۷ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِى ﴾

وَاَجَازَه عَمْرُو بنُ حُرَيْثٍ قال وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِالكَاذِبِ الفاجِرِ وقال الشَّعْبِيُّ وَابنُ سِيْرِيْنَ وَعطاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ وَكَانَ الحَسَنُ يقولُ لَمْ يُشْهِدُونِى على شيءٍ ولكِن سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

چھپے ہوئے آدمی کی گواہی (یعنی جو شخص اپنے تئیں چھپا کر گواہ بنا ہو اس کی گواہی درست ہے)

اور حضرت عمرو بن حریثؓ نے اسے جائز رکھا اور فرمایا جو شخص جھوٹا بدکار ہو اس کے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے (مطلب یہ ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اراد به المديون الذي لايعترف بالدين ظاهرا ثم يختلي به الدائن في موضع وقد كان اخفى فيه من يسمع اقراره بالدين فاذا شهد بذلك بعد ذلك يسمع عند عمرو وبه قال الشافعي في الجديد وابن ابي ليلى ومالك واحمد واسحاقؒ. وروى عن شريح والشعبي والنخعي انهم كانوا لايجيزون شهادة المختبي وهو قول ابي حنيفة والشافعي في القديم.

یعنی حنفیہ کے نزدیک تحمل شہادت کیلئے ضروری ہے کہ بات کرنے والے کو دیکھتا ہو اور دونوں ایک مکان میں ہوں۔

وقال الشعبي: اور شعبی، ابن سیرین، عطاء، اور قتادہ نے کہا جو کوئی کسی سے کوئی بات سنے تو اس پر گواہی دینا جائز ہے۔ اور امام حسن بصریؒ نے کہا (ایسی صورت میں گواہ یوں کہے) انہوں نے مجھ کو کسی چیز پر گواہ نہیں بنایا ہے ہاں میں نے ایسے ایسے سنا ہے۔

۲۴۷۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال سَالِمٌ سَمِعْتُ عبدَ اللهِ ابنَ عُمَرَ يقولُ انْطَلَقَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وَاُبَيُّ بنُ كَعْبٍ الاَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ

النَّخلَ الَّتِي فِيهَا ابنُ صَيَّادٍ حتى إِذَا دَخَلَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم طَفِقَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخلِ وَهُوَ يَختِلُ اَنْ يَسمَعَ مِنَ ابنِ صَيَّادٍ شَيئًا قَبلَ اَنْ يَرَاهُ وَابنُ صَيَّادٍ مُضطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمرَمَةٌ اَو زَمزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابنِ صَيَّادٍ النبيَّ صلى الله عله وسلم وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخلِ فَقَالَتْ لِابنِ صَيَّادٍ اَيْ صَافِ هٰذَا محمَّدٌ فَتَنَاهَى ابنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم لَو تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب انصاریؓ اس باغ کا قصد کر کے چلے جس باغ میں ابن صیاد رہتا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہونچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کی آڑ میں چلنے لگے آپ ﷺ اس فکر میں تھے کہ ابن صیاد آپ ﷺ کو نہ دیکھے اور آپ ﷺ اس کی کچھ باتیں سن لیں اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹے ہوئے اپنے بچھونے پر لیٹا تھا اس میں گنگناہٹ (یعنی آہستہ آہستہ کچھ بول رہا تھا) اتنے میں ابن صیاد کی ماں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (آتے ہوئے) دیکھ لیا کہ آپ ﷺ درختوں کے تنوں میں آڑ لے کر (یعنی چھپ چھپ کر) آرہے ہیں تو وہ (ایک دم) ابن صیاد سے بول اٹھی ''اے صاف یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپہونچے ہیں یہ سنکر ابن صیاد چپ ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو وہ اپنا حال کھول دیتا (ابن صیاد بولتا رہتا اور ہم سنتے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وهو يختل ان يسمع من ابن صياد شيئا قبل ان يراه".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۹، ومر الحديث ص۱۸۰ تا ص۱۸۱، وياتي ص۴۲۹، وص۹۱۲۔

۲۴۷۳ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا سُفيانُ عَنِ الزُّهرِيِّ عن عُروَةَ عن عائشةَ قالتْ جاءتْ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ القُرَظِيُّ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقالتْ كُنتُ عند رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَاَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجتُ عبدَ الرَّحمٰنِ بنَ الزَّبِيرِ وَاِنَّمَا مَعَهُ مِثلُ هُدْبَةِ الثَّوبِ فقال اَتُرِيدِينَ اَنْ تَرجِعِي اِلَى رِفَاعَةَ لا حتى تَذُوقِي عُسَيلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيلَتَكِ وَاَبُوبَكرٍ جَالِسٌ عِندَهُ وَخَالِدُ بنُ سَعِيدِ بنِ العَاصِ بِالبَابِ يَنتَظِرُ اَن يُؤذَنَ لَهُ فقال يَا اَبَابَكرٍ اَلَا تَسمَعُ اِلَى هٰذِهِ مَاتَجهَرُ بِهِ عِندَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی اس نے مجھے طلاق دیدی، اور قطعی (یعنی تین طلاق) دیدی اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا مگر میں نے ان کے ساتھ کپڑے کے حاشیہ (پھندنا) کی طرح پایا (یعنی نامرد ہیں ان کا عضو بالکل کپڑے کی

طرح نرم ہے سخت نہیں ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟ نہیں (یعنی پہلے شوہر رفاعہ کی طرف نہیں لوٹ سکتی) جب تک تو اس دوسرے خاوند سے مزہ نہ چکھ لے (جماع نہ کرلے) اور وہ تجھ سے مزہ نہ اٹھائے اور حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن سعید بن العاص دروازے پر کھڑے اجازت کے منتظر تھے خالد نے کہا اے ابوبکرؓ کیا آپ اس عورت کی بات نہیں سن رہے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے پاس بلند آواز سے کہہ رہی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "وخالد بن سعيد" الى آخر الحديث. بيان ذلك ان خالدا انكر على امرأة رفاعة ماتلفظت به عند النبى صلى الله عليه وسلم الخ.

یعنی امام بخاریؒ نے یہیں سے یہ نکالا کہ چھپ کر گواہ بننا درست ہے کیونکہ خالد دروازے کے باہر تھے عورت کے سامنے نہ تھے باوجود اسکے خالد نے ایک قول کی نسبت اس عورت کی طرف کی اور آنحضرت ﷺ نے خالد پر اعتراض نہیں کیا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۵۹ تا ص۳۶۰، ويأتى الحديث ص۷۹۱، وص۷۹۲، وص۸۰۱، وص۸۶۲، وص۸۶۶، وص۹۸۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مختفی کی شہادت قابل قبول ہے اگرچہ دیکھا نہیں جیسے کہ خالد نے زوجہ رفاعہ کی بات سنی اور چونکہ خالد دروازہ سے باہر تھے اس لئے اس عورت کو دیکھا نہیں پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ واللہ اعلم

احناف: حنفیہ کے نزدیک ضروری ہے کہ گواہ اس مکان میں موجود ہو جہاں واقعہ ہوا اگر مکان کے باہر سے کوئی بات سنی تو شہادت جائز نہیں، اور یہاں شہادت کا سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۶۴۸ اِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ اَوْ شُهُوْدٌ بِشَيْءٍ ... ﴾

... فَقال آخرُونَ ماعَلِمْنا ذٰلك يُحْكَمُ بِقولِ مَنْ شَهِدَ، قال الحُمَيْدِيُّ هذا كما اَخْبَرَ بِلالٌ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم صَلّى فى الكَعْبَةِ وقال الفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَاَخَذَ النّاسُ بِشَهَادَةِ بِلالٍ كذلك اِنْ شَهِدَ شاهِدَانِ اَنَّ لِفُلانٍ على فُلانٍ الفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ آخَرانِ بِاَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ يُقْضٰى بالزِّيادَةِ.

اگر ایک گواہ یا چند گواہوں نے ایک بات کی گواہی دی

اور دوسرے لوگوں نے کہا ہم کو یہ معلوم نہیں تو جس نے گواہی دی اس کے قول پر فیصلہ ہوگا (یعنی اس نے ایک امر ثابت کیا اسی کے موافق حکم ہوگا اس لئے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے) حمیدی نے کہا اس کی مثال یہ ہے جیسے بلالؓ نے یوں

روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی، اور فضل بن عباس نے یہ روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلالؓ کی شہادت کو لیا، اسی طرح اگر دو گواہوں نے گواہی دی ہے کہ زید کے بکر پر ہزار روپے قرض نکلتے ہیں اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ ایک ہزار پانچ سو روپے ہیں تو ایک ہزار پانچ سو دلانے کا حکم دیا جائے گا۔

۲۴۷۴﴿ حَدَّثَنَا حِبَّانُ اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنا عُمَرُ بنُ سَعِيْدِ بنِ اَبِى حُسَيْنٍ اَخْبَرَنِى عبدُ اللهِ بنُ اَبِى مُلَيْكَةَ عن عُقْبَةَ بنِ الحارِثِ اَنَّه تَزَوَّجَ بِنتًا لِاَبِى اِهَابِ بنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فقالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِى تَزَوَّجَ فقال لَهَا عُقْبَةُ مااَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِى ولا اَخْبَرْتِنِى فَاَرْسَلَ اِلٰى آلِ اَبِى اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النبىِّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فقال رسولُ الله ﷺ كَيْفَ وقد قِيْلَ فَفَارَقَهَا ونكحَتْ زوجًا غَيْرَهُ. ﴾

ترجمہ حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی ایک بیٹی (غنیۃ) سے نکاح کیا پھر عقبہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں نے عقبہ کو اور اس لڑکی کو جس سے نکاح کیا ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے تو عقبہ نے اس سے کہا میں تو نہیں جانتا کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ سے کبھی بیان کیا پھر عقبہ نے ابواہاب کے لوگوں سے پوچھوایا (دریافت کروایا) تو ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس عورت نے غنیۃ کو دودھ پلایا ہے آخر عقبہ سوار ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس عورت کو تو کیونکر رکھ سکتا ہے جب ایسی بات کہی گئی (کہ وہ تیری بہن ہے) چنانچہ عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس (غنیۃ) نے اس کے علاوہ دوسرا نکاح کر لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من جهة امرهٗ بالمفارقة تورعا فجعل كالحكم واخبارها كالشهادة وعقبة نفى العلم. (قس)

(مطلب یہ ہے کہ حضرت عقبہ اور ان کی بیوی غنیۃ کے عزیزوں کا بیان نفی تھا اور مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی عورت کا بیان اثبات تھا آپ ﷺ نے مرضعہ کی شہادت قبول فرمائی اور مفارقت کا حکم دیا۔)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۰، ومر الحديث فى العلم ص۱۹، وص۲۷۶، ويأتى ص۳۶۳، وص۷۶۴ تاص۷۶۵۔

مذاہب ائمہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ائمہ کے اقوال و مذاہب کیلئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد اول ص۴۳۶ تا ص۴۳۷ خلاصہ یہ ہے کہ جمہور ائمہ کے نزدیک ثبوت رضاعت کے لئے بھی نصاب شہادت ضروری ہے۔

۱۶۴۹ ﴿ بَابُ الشُّهَدَاءِ العدُولِ ﴾

وقولِ اللهِ "وَاَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِنْكُمْ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ.

عادل گواہوں کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ طلاق میں) اور تم اپنے میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنالو اور ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۲)

۲۴۷۵ ﴿ حَدَّثَنَا الحَكَمُ بنُ نافِعٍ اَخبَرَنا شُعَيبٌ عنِ الزُّهرِيِّ قال حدثني حُمَيْدُ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عوفٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُتبَةَ قال سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الخطابِ يقولُ اِنَّ اُناسًا كانوا يُؤخَذُونَ بِالوَحيِ في عَهْدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَاِنَّ الوَحيَ قَدِ انقَطَعَ وَاِنّما ناخذكُمُ الآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنا مِن اَعمالِكُمْ فمَنْ اَظْهَرَ لنا خَيْرًا اَمِنَّاهُ وَقَرَّبْناهُ وَلَيسَ اِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِه شَيءٌ اللّٰهُ يُحَاسِبُهُ في سَرِيْرَتِه وَمَنْ اَظْهَرَ لَنا سُوءًا لَمْ نامَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِن قال اِنَّ سَرِيْرَتَه حَسَنَةٌ. ﴾

ترجمہ عبداللہ بن عتبہ نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ فرمار ہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی کی بناء پر کچھ لوگوں سے مواخذہ ہوتا تھا اور اب وحی منقطع ہوگئی اب ہم تم کو تمہارے ظاہری اعمال سے پکڑیں گے جس سے اچھے اعمال ظاہر ہوں گے ہم اسے امن دیں گے اور اسے اپنے قریب کریں گے ہمیں اس کے باطن سے کوئی غرض نہیں اس کے باطن کا حساب اللہ لے گا اور جو کوئی ظاہر میں برا کام کرے گا ہم اسے نہ امن دیں گے اور نہ اس کو سچا سمجھیں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ میرا باطن اچھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوخذ منه ان العدل من لم يوجد منه الريبة. (مطلب یہ ہے کہ حدیث کی مطابقت ترجمۃ سے یہ ہے من اظهر لنا سوءًا لم نامنه ولم نصدقه الخ معلوم ہوا کہ عادل سے مراد مسلمان، آزاد اور عاقل بالغ نیک ہو تو کافر، غلام، مجنون یا نابالغ فاسق کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ گواہ کا گواہی دیتے وقت عادل ہونا ضروری ہے علانیہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں۔ عہد رسالت میں تو وحی کے ذریعہ لوگوں کی اندرونی حالت بھی معلوم ہو جاتی تھی مگر اب کسی کی باطنی حالت معلوم نہیں ہو سکتی اس لئے مدار کار ظاہر پر ہی ہوگا یعنی اگر کوئی شخص ظاہر کے اعتبار سے عامل ہے تو اسے عادل ہی مانیں گے اس کی گواہی قبول کریں گے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۶۵۰ تَعْدِيل كَمْ يَجُوزُ ﴾

تعدیل کے لئے کتنے آدمی ضروری ہیں؟

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حاصله ان العدد المعين هل شرط فى التعديل ام لا وفيه خلاف فلذلك لم يصرح بالحكم فقال مالك والشافعي لايقبل فى الجرح والتعديل اقل من رجلين وقال ابوحنيفة يقبل تعديل الواحد وجرحه قاله ابن بطال. قلت مذهب ابى حنيفة وابى يوسف يقبل فى الجرح والتعديل واحد ومحمد بن الحسن مع الشافعيؒ. (عمدہ)

۲۴۷۶﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حدثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن ثَابِتٍ عن أَنَسٍ قال مُرَّ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلّم بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوا عَلَيْهَا خَيْرًا فقال وَجَبَتْ ثم مُرَّ بِأُخْرَى فَأَثْنَوا عَلَيْها شَرًّا أَوْ قال غَيْرَ ذلكَ فقال وَجَبَتْ فَقِيلَ يارسولَ الله قُلْتَ لِهٰذا وَجَبَتْ وَلِهٰذا وَجَبَتْ قال شَهَادَةُ القومِ المؤمنونَ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الأَرْضِ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی تعریف کی آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی کی یا راوی نے کوئی اور لفظ کہا آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہوگئی، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے دونوں کے لئے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی گواہی موجب ہے (شهادة القوم مبتدا ہے اور اس خبر محذوف ہے ای مقبولة موجبة شرعاً یعنی جس کی مسلمانوں نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی) مسلمان زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تاتى على ماذهب اليه ابوحنيفةؒ من ان الواحد يكفى فى التعديل لان قوله "والمومنون" جمع محلى بالالف واللام والالف واللام اذا دخل الجمع يبطل الجمعية ويبقى الجنسية وادناها واحد. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۰، ومر الحديث ص۱۸۳۔

۲۴۷۷﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدثنا داوُدُ بْنُ أَبِي الفُرَاتِ حدثنا عبدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِي الأَسْوَدِ قال أَتَيْتُ المَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَهُمْ يَمُوتُونَ مَوتًا

ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ.

ترجمہ ابوالاسود نے کہا میں مدینہ آیا وہاں ایک بیماری پھیل گئی تھی جس میں لوگ جلدی سے مرجاتے تھے آخر میں حضرت عمرؓ کے پس بیٹھا اتنے میں ایک جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی تعریف کی تو حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ گذرا اس کی بھی لوگوں نے تعریف کی حضرت عمرؓ نے فرمایا واجب ہوگئی پھر تیسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی حضرت عمرؓ نے فرمایا واجب ہوگئی۔

ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی اے امیرالمؤمنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے لئے چار آدمی نیکی کی گواہی دیں اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا میں نے کہا اگر تین گواہی دیں آپ ﷺ نے فرمایا اور تین بھی، میں نے عرض کیا اگر دو، تو آپ ﷺ نے فرمایا دو بھی پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔

مطابقۃ للترجمۃ وجه المطابقة مثل المذكور في الحديث السابق.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ٣٦٠، ومر الحديث في الجنائز ص ١٨٣۔

مقصد امام بخاریؒ نے اس (تعدیل وتزکیہ کے) مسئلے میں دو باب قائم کرکے دونوں باب کے تحت حدیث نقل فرمائے ہیں چونکہ اس تعدیل کے مسئلے میں دو مذہب تھا اس لئے بخاریؒ نے دو ترجمہ قائم کرکے دونوں مذہب کی طرف اشارہ کردیا قال ابن بطال اختلفوا في عدد المعدلين فقال مالك والشافعي لايقبل في الجرح والتعديل اقل من رجلين وقال ابو حنيفة يقبل تعديل الواحد وجرحه. (کرمانی)

اس باب کی حدیث سے بخاریؒ نے مذہب اول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تعدیل وتزکیہ کے لئے کم سے کم دو شخصوں کی گواہی ضروری ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی قول ہے۔

چند ابواب کے بعد بخاری ۳۶۶ کا پہلا باب ہے "باب اذا زكى رجل رجلا كفاه" سے مذہب ثانی کی طرف اشارہ فرمایا اور اسی مذہب ثانی (مذہب حنفیہ) کی طرف امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے لانه صرح فيها بالحكم بكفاية تعديل الواحد ولم يصرح ههنا بالحكم. واللہ اعلم

• • •

﴿بابُ ۱۶۵۱ الشَّهَادَةِ عَلَى الأَنْسَابِ وَالرَّضَاعِ الْمُسْتَفِيْضِ وَالمَوتِ الْقَدِيْمِ﴾

وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاسَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ والتَّثَبُّتِ فِيْهِ.

نسب اور رضاعت میں جو مشہور ہو اسی طرح پرانی موت پر گواہی کا بیان

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے اور رضاعت میں پوری تحقیق کرنا۔ (مطلب یہ ہے کہ صرف سنی سنائی بات پر رضاعی بھائی وغیرہ بنانا درست نہیں)

۲۴۷۸﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حدثنا شُعْبَةُ حدثنا الحَكَمُ عن عِرَاكِ بنِ مالِكٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ قالتِ اسْتَاذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ فلَمْ آذَنْ لَهُ فقال اَتَحْتَجِبِيْنَ مِنِّي وَاَنا عَمُّكِ فقلتُ كَيْفَ ذٰلِكَ فقال اَرْضَعَتْكِ امْرَاَةُ اَخِي بِلَبَنِ اَخِي فقالتْ سَالتُ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صَدَقَ اَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت نہیں دی تو انہوں نے کہا آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا چچا ہوں میں نے پوچھا یہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا میرے بھائی کی بیوی نے میرے بھائی کا دودھ آپ کو پلایا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو فرمایا افلح نے سچ کہا ہے اسے اجازت دے دو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقته لجزء الترجمة التي هي قوله والتثبت فيه وذلك لان عائشةؓ قد تثبتت في امر حكم الرضاع الذي كان بينها وبين افلح المذكور والدليل على تثبتها انها ماأذنت له حتى سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۰، ويأتي الحديث ص ۷۰۷، وص ۷۶۴، وص ۷۸۸، وص ۹۰۹۔

۲۴۷۹﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ حدثنا هَمَّامٌ حدثنا قَتَادَةُ عن جابِرِ بنِ زَيْدٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم في بِنْتِ حَمْزَةَ لاتَحِلُّ لي يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی کے بارے میں فرمایا یہ میرے لئے حلال نہیں رضاعت سے وہ حرام ہے جو نسب سے حرام ہے یہ میری رضاعی بھتیجی ہے

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه حكم الرضاع.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۶۰، ويأتي الحديث في النكاح ص ۷۶۴۔

۲۴۸۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي بَكْرٍ عن عَمْرَةَ بنتِ عبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّ عائشةَ زوجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَخْبَرَتْها اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كان عندَها وَاَنَّها سَمِعَتْ صَوتَ رَجُلٍ يَسْتَاذِنُ في بَيتِ حَفْصَةَ قالتْ عَائِشَةُ يارسولَ الله هٰذا رَجُلٌ يَسْتاذِنُ في بَيْتِك قالتْ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم أُرَاهُ فلانا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضاعةِ فقالتْ عائِشَةُ لو كان فلانٌ حَيًّا لِعَمِّها مِنَ الرَّضاعةِ دَخَلَ عَلَيَّ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم نَعَمْ اِنَّ الرَّضاعَةَ تُحَرِّمُ مَايَحْرُم مِنَ الوِلادَةِ.﴾

ترجمہ | عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ انہوں نے ایک شخص کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہا تھا عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کوئی شخص ہے جو آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ فلاں شخص حفصہ کا رضاعی چچا ہے تو حضرت عائشہؓ نے اپنے رضاعی چچا کے متعلق عرض کیا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میرے پاس آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک رضاعت بھی ان لوگوں کو حرام کرتی ہے جیسے ولادت حرام کرتی ہے۔ (نسبی رشتے کی طرح رضاعی رشتے بھی ہیں)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه حكم الرضاع.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۶۰ تا ص ۳۶۱، ويأتي الحديث ص ۴۳۸، وص ۷۶۴۔

۲۴۸۱﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ كَثِيرٍ اَخبرنا سُفيانُ عن اَشعَثَ بنِ اَبِي الشَّعْثاءِ عن اَبِيهِ عن مَسْروقٍ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ دَخَلَ عَلَيَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وعِندِي رَجُلٌ فقال ياعائِشَةُ مَنْ هٰذا قلتُ اَخِي مِن الرَّضَاعَةِ قال ياعائِشَةُ انْظُرْنَ مَنْ اِخوانُكُنَّ فَاِنَّما الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجاعَةِ تابَعَه ابنُ مَهْدِيٍّ عن سُفيانَ.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت ایک شخص (عائشہؓ کا رضاعی بھائی) میرے پاس بیٹھا تھا آپ ﷺ نے پوچھا اے عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میرا رضاعی بھائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تحقیق کرلیا کرو کون تمہارا بھائی ہے اس لئے کہ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک دور کرے۔ (یعنی دو سال کے اندر دودھ پیا ہو)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۶۱، ويأتي الحديث ص ۷۶۴۔

مقصد قال ابن بطال: مقصود هذا الباب ان ماصح من الانساب والموت والرضاع بالاستفاضة وثبت في النفوس لايحتاج فيه الى معرفة الشهود ولا الى عددهم الا ترى ان الرضاع الذي كان في الجاهلية وكان مستفيضا معلوما عندهم ثبت به الحرمة في الاسلام. (کرمانی)

یعنی نسب وغیرہ میں بر بنائے شہرت شہادت دینا درست ہے اگرچہ گواہ نے اپنی آنکھ سے واقعات کو نہ دیکھا ہو۔

تحقیق وتشریح ترجمۃ الباب کا دوسرا جزء "اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاسَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ" ارضعتني فعل ومفعول واباسلمة بالنصب عطف على المفعول وثويبة بالرفع فاعله. ثويبة مصغر الثوبة بالمثلثة ثم الموحدة مولاة ابى لهب ارضعت اولا حمزة وثانيا رسول الله صلى الله عليه وسلم وثالثا اباسلمة واختلف في اسلامها (كرماني) وقال الذهبي يقال انها اسلمت. (عمده)

باب کی دوسری حدیث ۲۴۷۹ اس میں تصریح ہے کہ ثویبہ نے حضرت حمزہؓ اور حضور اقدس ﷺ کو دودھ پلایا ہے اسی وجہ سے حضرت علیؓ کے ارشاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمزہ کی بیٹی میرے لئے حلال نہیں ہے "يحرم من الرضاعة مايحرم من النسب" الخ تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ

۱۶۵۲ بَابُ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي

وقولِ اللهِ تعالى: "وَلَاتَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوا" وجَلَدَ عُمَرُ اَبَابَكْرَةَ وَشِبْلَ بنَ مَعْبَدٍ ونافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيْرَةِ ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وقال مَنْ تاب قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَاَجَازَهُ عبدُ اللهِ بنُ عُتْبَةَ وَعُمَرُ بنُ عبدِ الْعَزِيزِ وَسَعِيْدُ بنُ جُبَيْرٍ وطاؤسٌ وَمُجَاهِدٌ وَالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارِبُ بنُ دِثَارٍ وشُرَيحٌ وَمُعَاوِيَةُ بنُ قُرَّةَ وَقال اَبُوالزِّنَادِ الْاَمْرُ عندنا بِالْمَدِيْنَةِ اِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عن قوله فاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وقالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا اَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ وَقُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وقالَ الثَّوْرِيُ اِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ اُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ وَاِذَا اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وقال بعضُ النَّاسِ لاتجوزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَاِنْ تاب ثُمَّ قال لايجوزُ نكاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَاِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُوْدَيْنِ جَازَ وَاِنْ تَزَوَّجَ

بِشَهادَةِ عَبْدَيْنِ لم يَجُزْ وَاَجازَ شهادةَ المَحْدُودِ وَالعَبْدِ وَالاَمَةِ لِرُؤيَةِ هلالِ رَمَضَانَ وَكَيفَ تُعْرَفُ توبَتُهُ وقد نَفَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم الزَّانِي سَنَةً وَنَهى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن كلامِ كَعْبِ بنِ مالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حتى مَضى خَمْسُونَ لَيْلَةً.

قاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) اور چور اور زانی کی گواہی کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نور میں) اور ان لوگوں کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو یہی لوگ تو فاسق (بدکار) ہیں مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرہ (صحابی نفیع بن حارث) اور شبل بن معبد اور نافع کو حضرت مغیرہؓ پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے کوڑے مارے۔

مختصر تشریح اگر کوئی شخص پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائے یا پاکباز مردوں پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہیں کیے تو وہ شخص قاذف ہے اس پر حد قذف (یعنی اسی درے) لگائے گئے ہوں تو اب آئندہ ہمیشہ کے لئے معاملات میں مردود الشہادت قرار دیا جائے گا، حنفیہ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اس کی شہادت معاملات میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ اس سلسلے میں سورہ نور کی چوتھی آیت ہے:

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَلَاتَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ".

آیت کریمہ میں لاتقبلوا لهم شهادة میں شہادۃ نکرہ تحت النفی ہے جو عموم واستغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی اس کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو جو صراحتہ بعد توبہ کو بھی شامل ہے۔ یہی مذہب سلف میں قاضی شریح ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول، حسن بصری، محمد بن سیرین اور سعید بن میسب رحمہم اللہ کا ہے۔ کمافی الدر المنثور وابن کثیر۔ (منقول از فوائد عثمانی)

امام شافعیؒ کے نزدیک توبہ کے بعد ان کی گواہی مقبول ہے۔

ثم استتابهم پھر ان سے توبہ کرائی اور کہا جو کوئی توبہ کرے اس کی گواہی قبول کروں گا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: والتعليق الذي رواه البخاري وصله الشافعيؒ في الام عن سفيان قال سمعت الزهري يقول زعم اهل العراق ان شهادة المحدود لاتجوز الخ. (عمده) اس کے اصل و بنیادی راوی سعید بن میسب ہیں اور سعید بن میسبؒ کا مذہب اس کے خلاف تھا جیسا کہ اوپر گذرا کہ سعید بن میسب کا مذہب یہ تھا کہ محدود فی القذف کی گواہی مقبول نہیں اور ظاہر ہے کہ اگر سعید بن میسبؒ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی تو اس کے خلاف فتوی نہیں دیتے معلوم ہوا کہ یہ روایت ان کے نزدیک معلول ہے۔ واللہ اعلم

واجازه عبدالله بن عتبة وعمر بن عبد العزيز: اور توبہ کے بعد محدود فی القذف کی گواہی کو عبداللہ بن عتبہ،

اور عمر بن عبد العزیز وغیرہ نے جائز رکھا ہے۔

وقال ابو الزناد الامر عندنا بالمدينة اذا رجع القاذف عن قوله فاستغفر ربه قبلت شهادته اور ابوالزناد نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ طیبہ میں یہ حکم ہے کہ جب قاذف اپنے قول سے رجوع کرلے اور اپنے رب سے استغفار کرے تو اس کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔

(علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس تعلیق کو سعید بن منصور نے بطریق حصین بن عبدالرحمٰن ان الفاظ میں روایت کی میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسے قذف کی حد ماری جارہی ہے جب وہ سزا پاچکا تو اس نے توبہ کی تو میں نے ابوالزناد سے ملاقات کی اور پوچھا تو اس نے کہا "الامر عندنا بالمدينة" الخ.

وقال الشعبی وقتادة "اذا اكذب نفسه وقبلت شهادته" اور شعبی (عامر بن شراحیل) اور قتادہ نے کہا جب اپنے آپ کو جھٹلائے تو اسے کوڑے مارے جائیں اور اس کی گواہی قبول کی جائے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قلت قد صح عن الشعبی فی احد قوليه انه لاتقبل" (عمدہ)

وقال الثوری "اذا جلد العبد ثم اعتق جازت شهادته واذا استقضى المحدود فقضاياه جائزة" اور سفیان ثوری نے کہا جب غلام کو حد قذف پڑے پھر آزاد کردیا جائے تو اس کی گواہی درست ہے (یعنی قبول ہوگی) اور اگر محدود فی القذف (یعنی جس کو حد قذف پڑی ہو) کو قاضی بنایا جائے تو اس کے فیصلے نافذ ہوں گے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "روی عبدالرزاق عن الثوری عن واصل عن ابراهيم قال لاتقبل شهادة القاذف توبته فيما بينه وبين الله وقال الثوری ونحن على ذلك. (عمدہ) یعنی سفیان ثوریؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ قاذف توبہ بھی کرلے جب بھی اس کی گواہی مقبول نہیں۔

وقال بعض الناس "لاتجوز شهادة القاذف وان تاب" اور بعض الناس نے کہا قاذف کی گواہی جائز نہیں اگرچہ توبہ کرلے۔

تشریح یہاں بعض الناس سے مراد امام اعظمؒ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ امام بخاریؒ کی کرم فرمائی ہے اس قول کو صرف امام اعظمؒ کی طرف منسوب فرمایا حالانکہ یہی حضرت ابن عباسؓ کا بھی قول ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں : لكن هذا لايمشي ولايرد به قلب المتعصب فان اباحنيفة مسبوق بهذا القول وليس هو بمخترع له وقدذكرنا عن قريب عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما نحوه وعن جماعة من التابعين الخ. (عمدہ)

معلوم ہوا کہ مسئلہ صحابہؓ و تابعین ہی کے وقت سے مختلف فیہ رہا ہے پھر صرف امام اعظمؒ کی طرف منسوب کرنا کیسے صحیح ہوگا جب کہ حسن بصریؒ، سعید بن مسیبؒ وغیرہ اسی کے قائل تھے وقال ابن حزم ايضا وصح ذلك ايضا عن الشعبی فی احد قوليه والحسن البصری ومجاهد فی احد قوليه وعكرمه فی احد قوليه وشريح

وسفيان بن سعيد، وروى ابن ابى شيبة فى مصنفه عن الحسن وسعيد بن المسيب قالا لاشهادة له وتوبته بينه وبين الله تعالىٰ وهذا سند صحيح على شرط مسلم انتهىٰ.

وقال شمس الائمة السرخسیؒ فى المبسوط وعن ابراهيم اى النخعى قال لاتجوز شهادة المحدود فى القذف وان تاب.

ثم قال لايجوز نكاحٌ بغير شاهدين فان تزوج بشهادة محدودين جاز وان تزوج بشهادة عبدين لم يجز.

پھر اس نے کہا کہ کوئی نکاح بغیر دو گواہوں کے درست نہیں لیکن اگر محدو (یعنی حد قذف پڑے ہوئے) گواہوں کی گواہی میں نکاح کیا تو نکاح درست ہے، اور اگر دو غلاموں کی گواہی سے کیا تو درست نہ ہوگا۔

تشریح یہ امام اعظمؒ پر تعریض ہے امام بخاریؒ پر تعجب ہے جب محدود فی القذف کی گواہی نا قابل قبول ہے تو ان کی گواہی میں نکاح کیسے درست ہے؟ اور انہیں حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ دو غلاموں کی گواہی میں نکاح صحیح نہیں مانتے۔

یہ معارضہ اس کی دلیل ہے کہ حضرت امام بخاریؒ امام اعظمؒ کے مدارک علمیہ کے سمجھنے سے قاصر ہیں، فرق یہ ہے کہ تحمل شہادت اور ادا شہادت دو مختلف درجے ہیں تحمل شہادت کے لئے بالغ، عادل ہونا شرط نہیں بلکہ اسلام بھی شرط نہیں، صحابہ کرامؓ نے حالت کفر میں بہت سی باتیں دیکھیں اور سنیں اور اسلام لانے کے بعد اسے بیان کیا تو تمام امت نے بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

اس پر اتفاق ہے کہ فاسق اور بچے کی گواہی مقبول نہیں مگر ان کا تحمل شہادت درست ہے یعنی وقوع کے وقت نابالغ تھے یا فاسق تھے مگر ادائے شہادت کے وقت متدین (عادل) اور بالغ ہیں تو ان کی شہادت مقبول ہے نکاح کے وقت ادائے شہادت نہیں ہوتا بلکہ صرف تحمل ہوتا ہے اس لئے دو محدود کی گواہی میں نکاح درست ہے رہ گیا دو غلاموں کی شہادت میں نکاح صحیح نہیں؟ اس کی بنیاد اس پر قائم ہے کہ نکاح صحیح ہونے کے لئے ایسے گواہ ضروری ہیں جو قبول ورد کا اختیار رکھتے ہوں، غلام اس کا اختیار نہیں رکھتا اس لئے اس کی گواہی سے نکاح درست نہیں۔ تفصیل کے لئے ہدایہ وغیرہ ملاحظہ فرمایئے۔

واجاز شهادة المحدود والعبد والامة لروية هلال رمضان اور انہوں نے محدود اور غلام اور باندی کی گواہی ہلال رمضان کی رویت کے لئے جائز رکھی ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **هذا الاعتراض ايضا ليس بشئ اصلا الخ. (عمده)** یعنی حنفیہ پر یہ اعتراض امام بخاریؒ کا بالکل بے جان ہے اس لئے کہ ہلال رمضان کی رویت کے لئے شہادت شرط نہیں محض خبر کافی ہے اور خبر و شہادت میں فرق ظاہر ہے۔

وكيف تعرف توبته وقد نفى النبیُّ صلى الله عليه وسلم الزانى سنةً" اور اس باب میں یہ بیان ہے

کہ قاذف کی توبہ کیونکر معلوم ہوگی؟ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا تھا۔

(یہ باب کا تتمہ ہے) قاذف کی توبہ کے بارے میں اختلاف ہے امام شافعیؒ اور اکثر سلف کا قول ہے کہ قاذف جب تک اپنے تئیں جھٹلائے نہیں، (یعنی یہ اقرار کرے کہ میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی) اس وقت تک اس کی توبہ صحیح نہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صلاح وتقوی پر پابندی (یعنی جب نیک کام زیادہ کرنے لگے) تو یہی توبہ ہے (یعنی اپنے تئیں جھٹلانا ضروری نہیں) امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے جیسا کہ ابھی آ رہا ہے نیز امام مالکؒ سے یہی منقول ہے گویا امام بخاریؒ نے امام مالک کی موافقت کی ہے۔

ونهى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن كلام كعب بن مالكٍ وصاحبيه حتى مضى خمسون ليلةً

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالکؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں (مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ) سے بات چیت کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا یہاں تک کہ پچاس راتیں گذر گئیں۔

تشریح: یہ روایت موصولاً تفصیل کے ساتھ کتاب المغازی اور کتاب التفسیر میں آ رہی ہے۔

یہاں امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قاذف کے لئے صرف اقرار معصیت کافی نہیں بلکہ سزا کے بعد صلاح وتقوی کے آثار ضروری ہیں تفصیل کے لئے کتاب التفسیر دیکھئے۔

۲۴۸۲ ﴿ حَدَّثَنَا اِسماعِيلُ حدثنا ابنُ وَهبٍ عن يونُسَ ح وَقالَ اللَّيْثُ حدثني يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ اَخبَرَنِي عُروَةُ بنُ الزُّبَيرِ اَنَّ امرَاَةً سَرَقَتْ في غَزْوَةِ الفَتحِ فأُتِيَ بِهَا رسولُ الله ﷺ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا قالتْ عائِشَةُ فحَسُنَتْ توبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكانتْ تَاتِي بعدَ ذٰلِكَ فَارْفَعُ حَاجَتَها اِلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

ترجمہ | عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ایک عورت (فاطمہ بنت اسود) نے غزوہ فتح میں چوری کی اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس کی توبہ اچھی ہوئی اور اس عورت نے شادی کر لی اور وہ میرے پاس آتی تھی تو میں اس کی ضرورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "فحسنت توبتها" لان فيه دلالة على ان السارق اذا تاب وحسنت حاله تقبل شهادته فالبخارى الحق القاذف بالسارق لعدم الفارق عنده الخ. (عمده)

۲۴۸۳ ﴿ حَدَّثَنَا يَحيَ بنُ بُكَيرٍ حدثني اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ عن زَيدِ بنِ خالِدٍ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ اَمَرَ فِيمَنْ زنٰى ولم يُحصِنْ بِجلدِ مِائَةٍ وَتغرِيبِ عامٍ. ﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جس نے زنا کیا اور محصن نہیں تھا سو کوڑے مارنے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرنے کا حکم دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه ﷺ لم يشترط على الذى زنى واقيم عليه الحد ذكر التوبة وانما قال فى ماعز حصلت التوبة بالحد كذا فى هذا الزانى.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۱، ومر الحديث ص۳۱۱، وياتى الحديث ص۳۷۱، وص۳۷۶، وص۹۸۱، وص۱۰۰۸، وص۱۰۱۰، وص۱۰۱۱، وص۱۰۱۳، وص۱۰۶۸، وص۱۰۷۸، وص۱۰۸۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ جب حدیث میں غیر محصن زانی کی سزا یہی مذکور ہوئی کہ سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی، اور توبہ کا علیحدہ ذکر نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک سال تک بے وطن رہا ہی توبہ ہے اس کے بعد اس کی شہادت مقبول ہوگی۔

﴿ باب ۱۶۵۳ لَا يَشْهَدُ عَلٰى شَهَادَةِ جَوْرٍ اِذَا اُشْهِدَ ﴾

اگر ظلم کی بات پر گواہ بنایا جائے تو نہ بنے

۲۴۸۴ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عبدُ اللهِ اَخْبَرَنَا اَبُوحَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قال سَاَلَتْ اُمِّى اَبِى بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِى مِنْ مالِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِى فقالتْ لَااَرْضٰى حتى تُشْهِدَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فاَخَذَ بِيَدِى وَاَنَا غلامٌ فَاَتٰى بِىَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال اِنَّ اُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَاَلَتْنِى بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا فقال اَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قال نَعَمْ قال فَاُرَاهُ قال لَاتُشْهِدْنِى عَلٰى جَوْرٍ وَقال ابوحَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِى لَااَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ. ﴾

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے فرمایا کہ میری والدہ نے میرے والد سے درخواست کی کہ وہ اپنے مال میں سے کچھ میرے نام ہبہ کردیں (پہلے تو انہوں نے انکار کیا) پھر مان لیا اور (میرے نام ایک غلام یا باغ) ہبہ کردیا پھر والدہ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم اس ہبہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالو گے یہ سن کرے میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا ان دنوں میں غلام یعنی بڑا تھا پھر مجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا اس کی ماں نے جو رواحہ کی بیٹی ہے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس لڑکے کے نام کچھ ہبہ کردوں آپ ﷺ نے پوچھا تیری اور اولاد بھی ہے اس کے سوا؟ والد نے کہا جی ہے، نعمان نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تو مجھ کو ظلم کی بات پر گواہ نہ بنا، اور ابوحریز نے شعبی سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لاتشهدني على جور" وايضا في قوله "لااشهد على جور".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۶۱، ومر الحديث ص۳۵۲۔

۲۳۸۵﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حدثنا شُعْبَةُ حدثنا اَبُوجَمْرَةَ قال سَمِعتُ زَهْدَمَ بنَ مُضَرِّب قال سَمِعتُ عِمْرانَ بنَ حُصَيْنٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم خَيْرُكُم قَرْنِي ثم الَّذِينَ يَلُونَهُم ثمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قال عِمْرانُ لا اَدْرِي اَذَكَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بَعْدُ قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلاثَةً قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّ بَعْدَكُمْ قوماً يَخُونُونَ وَلَايُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.﴾

ترجمہ | حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے (یعنی صحابہ کا زمانہ) پھران کا جوان سے نزدیک ہیں (تابعین کا) پھران کا جوان کے نزدیک ہیں (تبع تابعین کا) حضرت عمرانؓ نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد (یعنی اپنے زمانہ کے بعد) دوزمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہ ہوں گے، گواہی دیں گے حالانکہ گواہ نہیں بنائے گئے ہیں اور منت مانیں گے پوری نہیں کریں گے اور ان میں مٹاپا ظاہر ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ويشهدون ولايستشهدون" لان الشهادة قبل الاستشهاد فيها معنى الجور. (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۶۲، وياتي الحديث ص۵۱۵، وص۹۵۱، وص۹۹۰۔

خیر القرون : خیر کم قرنی اس کے معنی ہیں خیر الناس اهل قرنی یعنی تم سب لوگوں میں سب سے اچھے میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی صحابہؓ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہؓ مطلقاً تمام امت سے افضل ہیں ایمان کے ساتھ حیات ظاہری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وہ فضیلت ہے جس کے برابر امت کا کوئی عمل نہیں ہوسکتا۔ اور بعض ایسی روایات جن سے غیر صحابی کی فضیلت مترشح ہوتی ہے وہ مؤول ہیں، یا کوئی خاص جزئی فضیلت مراد ہے یہ صحابہ کرامؓ کی افضلیت مطلقہ کے معارض نہیں۔

۲۳۸۶﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنا سُفيانُ عن مَنْصُورٍ عن اِبْراهِيمَ عن عَبِيْدَةَ عن عبدِ اللهِ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثمَّ يَجِيءُ اَقوامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قال اِبْراهِيمُ وَكانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالعَهْدِ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جوان کے قریب ہیں، پھر جوان کے قریب، پھر ایسے لوگ (دنیا میں) آئیں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے، اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ (مطلب یہ ہے کہ نہ گواہی میں ان کو باک ہوگا نہ قسم کھانے میں، جلدی کے مارے کبھی گواہی پہلے ادا کریں گے، پھر قسم کھائیں گے، کبھی قسم پہلے کھائیں گے پھر گواہی دیں گے)

قال ابراهيم: ابراہیم نخعیؒ نے کہا (بچپنے میں) ہم کو شہادت اور عہد پر ہمارے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے، تاکہ قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے۔ (مطلب یہ ہے کہ اشهد بالله یا علیّ عهد الله ایسی باتوں کے منہ سے نکالنے پر ہمارے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے تاکہ قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے، اور موقع بے موقع زبان پر جاری نہ ہو جائے۔)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته" لان فيه معنى الجور لان معناه انهم لايتورعون في اقوالهم ويستهينون بالشهادة واليمين.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۶۲، ويأتي الحديث ص ۵۱۵، وص ۹۵۱، وص ۹۸۵، اخرجه مسلم في الفضائل.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عدل وانصاف کے خلاف کاموں پر نہ گواہی دینی چاہئے اور نہ گواہ بننا چاہئے۔ اولاد کے درمیان برابر واجب ہے یا سنت، مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

﴿ باب ۱۶۵۴ ماقِيلَ فی شِهادَةِ الزُّورِ ﴾

لقوله تعالىٰ "وَالَّذِينَ لايَشْهَدُونَ الزُّورَ" وَكِتمانِ الشَّهادَةِ لقوله تعالىٰ "وَلاَ تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فإنَّه آثِمٌ قلبُهُ وَاللهُ بِما تعملُونَ عَلِيْمٌ" تَلْوُوا اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهادَةِ.

جھوٹی گواہی کے بارے میں کیا کہا گیا ہے (جھوٹی گواہی کی مذمت میں کیا وعید وارد ہے)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے "اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یعنی اللہ کے بندے جنت کے مستحق وہ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ سورہ فرقان ۷۲) اور گواہی چھپانے کے بارے میں کہا گیا ارشاد الٰہی گواہی مت چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے (سورہ بقرہ ۲۸۳) اور ارشاد ربانی تلووا السنتكم بالشهادة یہاں امام بخاریؒ نے قرآن مجید کے الفاظ وان تلووا کے ساتھ تفسیری الفاظ السنتكم بالشهادة کو اس طرح ملا دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ السنتكم بالشهادة بھی آیت کا جزء ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے آیت کریمہ کے الفاظ ہیں "وان تلوٗا او تعرضوا فان الله كان بما تعملون خبيرا" (سورہ نساء ۱۳۵) اور اگر تم

(گواہی میں) پیچ دار بات کہو گے (یعنی گول مول بات کہو گے صاف کھول کر حق کو بیان نہ کرو گے) یا (گواہی دینے سے) اعراض کرو گے (تو خوب سمجھ لو) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ (وہ تمہیں اس گول مول اور پیچ دار گواہی کی اور حق کے اظہار سے اعراض کی ضرور سخت سزا دے گا)

۲۴۸۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مُنِيرٍ سَمِعَ وَهْبَ بنَ جَرِيْرٍ وَعبدَ المَلِكِ بنَ ابراهِيْمَ قالا حدثنا شُعْبَةُ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ اَبِى بكرِ بنِ اَنَسٍ عن اَنَسٍ قال سُئِلَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم عنِ الكَبَائِرِ فقال الإِشْرَاكُ باللهِ وَعُقوقُ الوَالِدَيْنِ وَقَتلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ تابَعَهُ غُنْدَرٌ وَاَبُوعامِرٍ وَبَهْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عن شُعْبَةَ.﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے کبائر کے بارے میں پوچھا گیا (کہ گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور (ناحق) خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ وہب بن جریر کے ساتھ اس حدیث کو غندر، اور ابو عامر، اور بہز اور عبد الصمد نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وشهادة الزور".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۲، ویاتی ص۸۸۴، وص۱۰۱۵، مسلم فى الايمان، ترمذى فى البيوع وفى التفسير.

۲۴۸۸﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ حدثنا الجُرَيْرِىُّ عن عبدِ الرحمن بنِ اَبِى بَكْرَةَ عن اَبِيْهِ قال قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الكَبَائِرِ ثلاثا قالوا بلى يارسولَ الله قال الاشراكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وكانَ مُتَّكِئاً فقال اَلَا وقولُ الزُّورِ فمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حتى قلنا لَيْتَهُ سَكَتَ وَقال اسماعِيْلُ بنُ اِبْراهِيْمَ حدثنا الجُرَيْرِىُّ حدثنا عبدُ الرَّحمنِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو سب سے بڑا گناہ کبیرہ نہ بتادوں؟ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے یا رسول اللہ، ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے تکیہ سے الگ ہو کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹ بولنا اس کو بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے (دل میں) کہا کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوجاتے (کیونکہ آپ ﷺ کو بار بار فرمانے میں تکلیف ہورہی تھی صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت کی راہ سے یہ چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف نہ اٹھائیں خاموش رہیں) اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے جریری نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرحمن نے بیان کیا۔ اس سند کے بیان کرنے سے بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جریری کا سماع عبد الرحمن سے ثابت ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۶۲، وياتي ص۸۸۴، وص۹۲۸، وص۱۰۲۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی پر نصوص میں وعید وارد ہے اس لئے یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے نیز کتمان شہادت یعنی سچی گواہی کو چھپانا بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ابطال حق لازم آتا ہے۔

عقوق والدین: یعنی ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری واجب ہے بشرطیکہ شریعت کے خلاف حکم نہ ہو کیونکہ شریعت کے خلاف ماں باپ کی اطاعت بھی جائز نہیں لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق یعنی اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

﴿بَابُ ۱۶۵۵ شَهَادَةِ الْاَعْمٰى وَاَمْرِهٖ وَنِكَاحِهٖ وَاِنْكَاحِهٖ ...﴾

... وَمُبَايَعَتِهٖ وَقُبُوْلِهٖ فِى التَّاذِيْنِ وَغَيْرِهٖ وَمَايُعْرَفُ بِالْاَصْوَاتِ وَاَجَازَ شَهَادَتَهُ الْقَاسِمُ وَالْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَالزُّهْرِىُّ وَعَطَاءٌ وقال الشَّعْبِىُّ وَتَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ اِذَا كَانَ عَاقِلًا وقال الْحَكَمُ رُبَّ شَيْئٍ تجوز فِيْهِ وقال الزُّهْرِىُّ اَرَاَيْتَ ابنَ عباسٍ لوشَهِدَ علٰى شَهَادَةٍ اَكُنْتَ تَرُدُّهٗ وَكَانَ ابنُ عباسٍ يَبْعَثُ رَجُلًا اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ اَفْطَرَ وَيَسْاَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَاِذَا قِيْلَ لَهٗ طلع صلّى رَكْعَتَيْنِ وَقال سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَعَرَفَتْ صَوْتِىْ قالتْ سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَاِنَّكَ مَمْلُوْكٌ مَابَقِىَ عَلَيْكَ شَيئٌ وَاَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ شَهَادَةَ امْرَاَةٍ مُنْتَقِبَةٍ۔

نابینا کی گواہی اور اس کا معاملہ اور اپنا نکاح یا دوسرے کا نکاح پڑھانا...

..نابینا کی گواہی اور اس کا معاملہ اور اپنا نکاح یا دوسرے کا نکاح پڑھانا اور اس کی خرید وفروخت اور اذان وغیرہ میں اس کی بات قبول کرنا (یعنی اندھے کی اذان واقامت بھی درست ہے) اسی طرح اندھے کی گواہی ان باتوں میں جو آوازوں سے پہچانی جاتی ہیں، اور قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ اور حسن بصری اور ابن سیرین اور زہری اور عطاء بن ابی رباح نے اندھے کی گواہی کو جائز رکھا ہے، اور شعبی نے کہا اگر اندھا عقل والا ہو تو اس کی گواہی جائز ودرست ہے، اور حکم نے کہا بعض باتوں میں اندھے کی گواہی جائز ہوگی۔

اور زہری نے کہا بتاؤ اگر حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جو اندھے ہو گئے تھے) کسی بات کی گواہی دیں تو کیا تم اس کو رد کردوگے؟ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کسی آدمی کو بھیجتے جب وہ کہتا کہ سورج ڈوب گیا تو وہ روزہ افطار کرتے اور فجر کے

بارے میں لوگوں سے پوچھتے کیا صبح ہوگئی جب کہا جاتا ہاں صبح ہوگئی تو دو رکعتیں نماز پڑھتے، اور سلیمان بن یسار نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے حاضری کے لئے اجازت طلب کی انہوں نے میری آواز پہچان لی فرمایا سلیمان ہے؟ اندر آجاؤ جب تک تم پر کچھ باقی ہے تم مملوک (غلام) ہو۔

سوال: سلیمان بن یسار ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے غلام تھے حضرت میمونہؓ نے ان کو مکاتب بنادیا تھا پھر یہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس کیسے حاضر ہوئے؟

جواب: علامہ عینیؒ نے اس کے دو جواب نقل فرمائے ہیں:

۱۔ استاذنتُ علی عائشة میں علی بمعنی مِن ہے یعنی میں نے حضرت عائشہؓ سے مسئلہ پوچھا، فتویٰ طلب کیا کہ میں حضرت میمونہؓ کے پاس حاضر ہوسکتا ہوں یا نہیں؟ حضرت عائشہؓ نے مسئلہ بتایا کہ جب تک بدل کتابت میں سے کچھ بھی تم پر باقی ہے تم مملوک ہو یعنی حضرت میمونہؓ کی خدمت میں حاضر ہوسکتے ہو۔

۲۔ یا ام المؤمنین حضرت عائشہؓ غلاموں سے پردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتی تھیں خواہ اپنا غلام ہو یا کسی دوسرے کا۔

واجاز سمرة بن جندبؓ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ نے نقاب پوش عورت کی گواہی جائز رکھی۔

۲۴۸۹﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عُبَيْدِ بنِ مَيْمُونٍ حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن هشامٍ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ سَمِعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً يقرأُ في المَسْجِدِ فقال رحِمَهُ الله لقد اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيةً اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورةِ كَذَا وَكَذَا وَزَادَ عَبَّادُ بنُ عبدِ اللهِ عن عائِشَةَ تَهَجَّدَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في بَيْتِي فَسَمِعَ صَوتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي في المَسْجِدِ فقال ياعائِشَةُ اَصَوتُ عَبَّادٍ هٰذا قلتُ نَعَمْ قال اَللّٰهُمَّ ارحَمْ عَبَّاداً. ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (عبداللہ بن یزید انصاریؓ) کی آواز سنی جو مسجد میں قرآن پڑھ رہے تھے تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے کہ اس نے ایک سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلادیں جو میرے ذہن سے نکل چکی تھیں اور عباد بن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بڑھایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ ﷺ نے عباد کی آواز سنی وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ عائشہؓ نے فرمایا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ عباد پر رحم فرما۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم اعتمد على صوت ذلك الرجل الذي قرأ في المسجد من غير ان يرى شخصه.

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۶۲، ويأتي الحديث ص۷۵۳، وص۷۵۴، وص۹۴۶۔

۲۴۹۰﴿ حَدَّثَنَا مالكُ بنُ اِسمَاعِيلَ حدثنا عبدُ العَزِيزِ بنُ اَبي سلمةَ اَخبَرَنِي ابنُ شِهابٍ عن

سالِمِ بنِ عبدِ اللهِ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنَّ بِلالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشرَبُوا حتى يُؤَذِّنَ ابنُ اُمِّ مَكتُومٍ اَوْ قال حتى تَسْمَعُوا اَذَانَ ابنِ اُمِّ مَكتُومٍ وَكَانَ ابنُ اُمِّ مَكتومٍ رَجُلاً اَعمٰى لايُؤَذِّنُ حتى يقولَ لَهُ الناسُ اَصْبَحْتَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں اس لئے تم لوگ کھاؤ پیو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دینے لگیں۔ یا فرمایا یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کے اذان کی آواز سنو اور ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ اس سے لوگ کہتے کہ صبح ہوگئی۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة من حيث انهم كانوا يعتمدون على صوت اعمى. یعنی ابن ام مکتوم کی اذان پر اعتماد کرتے اور کھانا پینا چھوڑ دیتے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۳۶۲، ومر الحديث ص۸۶، وص۸۷، وص۲۵۷، ويأتى ص۱۰۷۶۔

مذاہب ائمہ: ائمہ کرام کے اقوال ودلائل کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد سوم ص۲۴۰ تا ص۲۴۱۔

۲۴۹۱ حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ يَحْيٰ حدثنا حَاتِمُ بنُ وَرْدَانَ حدثنا اَيُّوبُ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ قال قَدِمَتْ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَقْبِيَةٌ فقال لي اَبِي مَخْرَمَةُ انطَلِقْ بنا اِلَيْهِ عَسٰى اَنْ يُعْطِيَنَا مِنهَا شَيْئًا فقامَ اَبِي عَلَى البَابِ فتَكَلَّمَ فعَرَفَ النبيُّ ﷺ صَوتَهُ فخَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهو يقولُ خَبَاتُ هٰذا لَكَ خَبَاتُ هٰذا لَكَ.

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس چند قبائیں (اچکنیں) آئیں تو میرے والد مخرمہ نے مجھ سے فرمایا کہ تو میرے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے پاس چل شاید حضور ﷺ ہم کو بھی ایک قبا دیں چنانچہ میرے والد دروازے پر کھڑے ہوگئے اور بات کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی آواز پہچان لی تو نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھ ایک قبا لے کر باہر نکلے اور والد کو اس کی خوبیاں دکھلانے لگے اور فرمانے لگے میں یہ تیرے لئے چھپا رکھی تھی، تیرے لئے اٹھا رکھی تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبي صلى الله عليه وسلم اعتمد على صوت مخرمة قبل ان يرى شخصه.

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۳۶۲ تا ص۳۶۳، ومر الحديث ص۳۵۴، ويأتى الحديث ص۴۴۰، وص۸۶۳، وص۸۷۱، وص۹۰۵۔

مقصد: ومقصود البخاريؒ من هذه الترجمة ومن الاحاديث التى اوردها فيها بيان جواز شهادة الاعمى. (عمدہ)

۱۶۵۶ ﴿ بابُ شهادةِ النّساءِ ﴾

وقولِهِ تعالٰی "فإنْ لَمْ يكُونا رَجُلَيْنِ فرَجُلٌ وّامْرَأتانِ.

عورتوں کی گواہی کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ آیت ۲۸۲) اگر (اعتماد کے قابل) دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں سہی۔

۲۳۹۲ ﴿ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخبرنا محمَّدُ بنُ جَعفَرٍ اَخْبَرَنِي زَيْدٌ عن عِيَاضِ بنِ عبدِ اللهِ عن اَبِي سعِيْدِ الخُدْرِيِّ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَلَيْسَ شَهَادَةُ المَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنا بَلٰى قال فذٰلِك مِنْ نُقصانِ عَقْلِهَا. ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی آدمی گواہی کے برابر نہیں؟ ہم نے عرض کیا بے شک مرد کے آدھی گواہی کے برابر ہے آپ ﷺ نے فرمایا بس اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی عقل کم ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اليس شهادة المراة مثل نصف شهادة الرجل".
معلوم ہوا کہ عورت کی شہادت جائز ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۳، و مر مختصراً ص ۴۴، وص ۱۹۷، وص ۲۶۱، ومسلم اول ص ۶۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ فی الجملہ مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز و درست ہے بلکہ بعض امور میں مثلاً حیض، ولادت وغیرہ میں صرف عورتوں کی گواہی مرد کی شرکت کے بغیر بھی درست ہے۔
مزید تفصیل وتشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم ص ۲۶۶، وص ۲۶۷۔

۱۶۵۷ ﴿ بابُ شَهَادَةِ الإمَاءِ وَالعَبِيْدِ ﴾

وقال اَنَسٌ شَهَادَةُ العَبْدِ جَائِزَةٌ اِذَا كانَ عَدْلاً وَاَجازَهُ شُرَيْحٌ وَزُرَارَةُ بنُ اَوْفٰى وقل ابنُ سِيْرِيْنَ شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ اِلَّا العَبْدَ لِسَيِّدِهِ وَاَجازَهُ الحَسَنُ وَاِبراهِيْمُ فى الشَّئِ التَّافِهِ وقال شُرَيْحٌ كُلُّكُمْ بَنُوعَبِيْدٍ وَاِمَاءٍ.

لونڈیوں اور غلاموں کی گواہی کا بیان

اور حضرت انسؓ نے فرمایا غلام کی گواہی جائز ہے جبکہ وہ عادل ہو، اور اسے قاضی شریح اور زرارہ بن اوفی۔ نے بھی جائز

کہا ہے، اور ابن سیرین نے کہا غلام کی شہادت جائز ہے مگر اپنے آقا کے فائدے کیلئے جائز نہیں، اور حسن بصری اور ابراہیم نخعیؒ نے معمولی چیز (کم قیمت کی چیز) میں اس کی گواہی جائز رکھی اور شریح نے کہا تم سب غلاموں اور کنیزوں کی اولاد ہو۔
(مطلب یہ ہے کہ سب کے سب اللہ کے بندے اور مملوک ہیں) اور جمہور اور خاص کر حنفیہ کے نزدیک غلام اور لونڈی کی گواہی مقبول نہیں، یہی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔)

۲۴۹۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابنِ اَبِی مُلَيْكَةَ عن عُقْبَةَ بنِ الحارِثِ ح وحدثنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا يَحْيَ بنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابنِ اَبِی مُلَيْكَةَ حدثنی عُقْبَةُ بنُ الحارِثِ اَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ اَنَّه تَزَوَّجَ اُمَّ يَحْيَ بِنْتَ اَبِی اِهَابٍ قال فَجَاءَتْ اَمَةٌ سَوْدَاءُ فقالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا فذَكرتُ ذلك لِلنَّبِیِّ ﷺ فَاَعْرَضَ عَنِّی فَتَنَحَّيْتُ فَذَكرتُ ذلكَ لَهُ قال وَكيفَ وَقَدْ زَعَمَتْ اَنْ قد اَرْضَعَتْكُمَا فَنَهاهُ عَنْها.﴾

ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا یا میں نے عقبہ سے سنا انہوں نے ام یحیٰ بنت ابی اہاب (غنیہ) سے نکاح کیا پھر ایک کالی لونڈی آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا میں دوسری طرف سے آپ ﷺ کے سامنے آیا اور پھر عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا اب نکاح کیونکر رہ سکتا ہے جب وہ لونڈی کہتی ہے اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے غرض آپ ﷺ نے عقبہ کو اس عورت کے رکھنے سے منع فرمایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الامة المذكورة لولم تكن شهادتها مقبولة ماعمل بها ولذلك امر النبی ﷺ عقبة بفراق امرأته بقول الامة المذكورة.
مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے لونڈی کی شہادت جائز رکھی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۳، ومر الحديث ص۱۹، وص۲۷۶، وص۳۶۰، ويأتی ص۷۶۴۔

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ تنہا دودھ پلانے والی کی شہادت کافی ہے مزید شہادت کی حاجت نہیں یہی امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے گو امام بخاریؒ جمہور ائمہ کے خلاف حنابلہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

تشریح: مزید تشریح اور ائمہ کے اقوال کیلئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد اول ص ۴۳۶، و ۴۳۷، کتاب العلم۔

﴿ بابٌ ۱۶۵۸ شَهادةِ المُرْضِعَةِ ﴾

مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی) کی شہادت کا بیان

۲۴۹۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ عن عُمَرَ بنِ سَعِيْدٍ عنِ ابنِ اَبِی مُلَيْكَةَ عن عُقْبَةَ بنِ الحارِثِ قال

تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَائَتْ امْرَاَةٌ فقالتْ اِنّي اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فقال كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ دَعْهَا عَنْكَ اَوْ نَحْوَهُ.﴾

ترجمہ حضرت عقبہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک عورت (غنیۃ) سے نکاح کیا پھر ایک دوسری عورت آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب تو اس عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے جب ایسی بات کہدی گئی (کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے) تو اس کو چھوڑ دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "دعها عنك" معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس لونڈی کی شہادت جائز رکھی اور عقبہ کو الگ کرنے کا حکم فرمایا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۳، ومر الحديث ص۱۹، وص۲۷۶، وص۳۶۰، ويأتي ص۷۶۴۔

مقصد حدیث سابق کا مقصد ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بَابُ^۱۶۵۹ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضاً﴾

بعض عورتوں کا بعض کو عادل بتانا

(یعنی عورتیں عورتوں کا تزکیہ وثقاہت بیان کرسکتی ہیں)

۲۴۹۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيمانُ بنُ دَاوُدَ وَاَفْهَمَنِي بَعْضَهُ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بن سُلَيمانَ عَنِ ابنِ شِهابٍ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بنِ الْمُسَيِّبِ وَعَلْقَمَةَ بنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ عن عائِشَةَ زَوْجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قال لَهَا اَهْلُ الإفْكِ مَا قالُوا فَبَرَّاَهَا اللهُ مِنْهُ وقال الزُّهْرِيُّ وكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طائِفَةً مِنْ حَدِيْثِها وَبَعْضُهُمْ اَوْعَى مِنْ بَعْضٍ واَثْبَتُ لَه اقْتِصَاصًا وقد وَعَيْتُ عن كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الحَدِيْثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عن عائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوا اَنَّ عائِشَةَ قالتْ كان رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهِ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَمَا اُنْزِلَ الحِجَابُ فَاَنَا اُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حتى اِذَا فَرَغَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ

الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتِ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَانِي اَقْبَلْتُ اِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِن جَزْعِ اَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَاَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ اَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسَبُونَ اَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَاِنَّمَا يَاكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ اَحَدٌ فَاَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِن وَرَاءِ الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَآى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى اَتَانَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْاِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ مِن قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ وَيَرِيبُنِي فِي وَجَعِي اَنِّي لَا اَرَى مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ اَرَى مِنْهُ حِينَ اَمْرَضُ اِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ لَا اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِن ذٰلِكَ حَتَّى نَقِهْتُ فَخَرَجْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلَى لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِن بُيُوتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِي الْبَرِيَّةِ اَوْ فِي التَّنَزُّهِ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَ اُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ اَبِي رُهْمٍ نَمْشِي فَعَثَرَتْ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ يَا هَنْتَاه اَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا فَاَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ اِئْذَنْ لِي آتِ اَبَوَيَّ قَالَتْ وَاَنَا حِينَئِذٍ اُرِيدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِن قِبَلِهِمَا فَاَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاَتَيْتُ اَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِاُمِّي مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّانَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ

رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرائِرُ الاّ اَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فقلتُ سُبْحَانَ اللّٰه ولقَدْ تَحدَّثَ النّاسُ بِهٰذا قالتْ فبتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حتى اَصْبَحْتُ لا يَرْقَأ لِي دَمْعٌ وَلاَ اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ فَدَعَا رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَلِيَّ بنَ اَبِي طَالِبٍ واُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الوَحْيُ يَسْتَشِيْرُ هُمَا فِي فِرَاقِ اَهْلِه فَاَمّا اُسامَةُ فاشارَ عَلَيْهِ بالذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِه مِن الوُدِّ لَهُمْ قال اُسَامَةُ اَهْلُكَ يا رسولَ اللّٰه وَلا نَعْلَمُ وَاللّٰهِ اِلاّ خَيرا وَاَمّا عَلِيُّ بنُ اَبِي طالِبٍ فقال يا رسولَ اللّٰه لَن يُضَيِّقِ اللّٰه عليكَ وَالنِّساءُ سِواهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الجارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بَرِيْرَةَ فقال يا بَرِيْرَةُ هَل رَاَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يَرِيْبُكِ فقالتْ بَرِيْرَةُ لا وَالّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ فِيْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهُ عَلَيْهَا اَكْثَر مِنْ اَنّها جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنامُ عنِ العَجِيْنِ فَتَاتِي الدَّاجِنُ فَتَاكُلُه فقامَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مِنْ يَوْمِهِ فاسْتَعْذَرَ مِن عبدِ اللّٰه بنِ اُبَيّ ابنِ سَلُولَ فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَن يَعْذِرُنِي مِن رَجُلٍ بَلَغَنِي اَذَاهُ فِي اَهْلِي فوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ على اَهْلِي اِلاّ خَيرا وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلاّ خَيْرًا وَمَا كانَ يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِي اِلاّ مَعِي فقامَ سَعْدٌ فقال يا رسولَ اللّٰه اَنَا وَاللّٰهِ اَعْذِرُكَ مِنْهُ اِن كانَ مِنَ الاَوْسِ ضَرَبْنا عُنُقَهُ وَاِنْ كانَ مِنْ اِخْوانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ اَمَرْتَنا فَفَعَلْنَا فِيْهِ اَمْرَكَ فقام سَعْدُ بنُ عُبادَةَ وَهُو سَيِّدُ الخَزْرَجِ وَكانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلاً صَالِحًا وَكانَ احْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ فقال كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰه لا تَقْتُلُه وَلاَ تَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِك فقامَ اُسَيْدُ بنُ الحُضَيْرِ فقال كَذَبتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّه فاِنّكَ مُنافِقٌ تُجَادِلُ عنِ المُنافِقِيْنَ فَثَارَ الحَيّانِ الاَوْسُ وَالخَزْرَجُ حتى هَمُّوا وَرَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَلَى المِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُم حتى سَكَتُوا وَسَكَتَ قالتْ وَبَكَيْتُ يَوْمِي لاَ يَرْقَأ لِي دَمْعٌ وَلا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ فَاَصْبَحَ عِنْدِي اَبَوايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتِي وَيَوْمِي حتى اَظُنُّ اَنَّ البُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي قالتْ فَبَيْنَاهُمَا جالِسَانِ عِنْدِي وَاَنَا اَبْكِي اِذا اسْتَاذَنَتْ امرَاَةٌ مِنَ الاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي فَبَيْنَا نحنُ كَذٰلِك اِذ دَخَلَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِن يومِ قِيْلَ لِي ما قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لا يُوحٰى اِلَيْهِ فِي شَانِي شيءٌ قالتْ فَتَشَهَّدَ ثُمّ قال يا عائِشَةُ فاِنّه قَدْ بَلَغَنِي عَنكِ كَذَا وَكَذَا فَاِن كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ واِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰه وَتُوبِي

إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حتى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال وَاللّٰه مَا أَدْرِيْ مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقلتُ لِأُمِّي أَجِيْبِي عَنِّي رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فِيْمَا قَالَ قالتْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقُلْتُ وَأَنَا جارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لا أَقْرَأُ كَثِيْرًا مِنَ القُرآنِ فقلتُ إِنِّي وَاللّٰه لَقد عَلِمْتُ أنَّكم سَمِعْتُم مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُم به وَلَئِن قلتُ لَكُم إِنِّي بَرِيْئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيْئَةٌ لا تُصَدِّقُوْنِي بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُم بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَايُوسُفَ إِذْ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلٰى فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّءَ نِي اللّٰهُ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ وَلَأَنَا أَحْقَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يُتَكَلَّمَ بِالقرآنِ فِي أَمْرِي وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَن يَرٰى رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في النَّوْمِ رُؤْيَا تُبَرِّءُ نِي فَوَاللّٰهِ مَارَامَ مَجْلِسَهُ وَلا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ البَيْتِ حتى أُنْزِلَ عَلَيْهِ الوَحْيُ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُه مِنَ البُرَحَاءِ حتى إِنَّه لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الجُمَانِ مِنَ العَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عن رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ احمَدِي اللّٰه فَقَدْ بَرَّءَ كِ اللّٰه فقالتْ لِي أُمِّي قُوْمِي إِلٰى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقُلْتُ لا وَاللّٰهِ لا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ فَأَنْزَلَ اللّٰه عزّ وجلّ "إِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ الآيات" فلمَّا أَنْزَلَ اللّٰه هٰذا في بَرَآءَتِي قال أَبوبَكْرِ الصِّدِّيقُ وَكان يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِه مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بعدَ ما قال لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰه "وَلا يَأْتَلِ أُلُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا إلى قوله غفورٌ رَحِيْمٌ" فقال أَبوبَكْرٍ بلٰى وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰه لِي فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ الَّذِي كانَ يُجْرِي عَلَيهِ وَكَانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عن أَمْرِي فقال يا زَيْنَبُ ما عَلِمْتَ مَارَأَيْتِ فقالتْ يا رسولَ اللّٰه أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قالتْ وهِيَ الَّتِي تُسَامِيْنِي فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالوَرَعِ، حَدَّثَنَا أَبوالرَّبِيعِ قال وَحَدَّثَنَا فُلَيحٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ

بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ وَعبدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قال وحدَّثنا فُلَيحٌ عن رَبِيعَةَ بنِ اَبِی عبدِ الرَّحمٰنِ وَيَحْيىٰ بنِ سَعِيْدٍ عنِ القاسِمِ بنِ مُحمّدِ بنِ اَبِی بَكْرٍ مِثْلَهُ﴾

ترجمہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب کہ اہل افک نے ان کے بارے میں کہا جو کہا اور اللہ نے ان کی (یعنی حضرت عائشہؓ) کی اس تہمت سے براءت بیان فرمائی۔ اور امام زہری نے کہا اور ان سبھوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان حضرات میں سے بعض بعض سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اور بیان کرنے میں بہت زیادہ ثابت اور عمدہ تھے (یعنی خوب یاد رکھا اور اچھی طرح روانی سے بیان کیا) اور بلاشبہ میں ان تمام حضرات سے وہ حدیث محفوظ کی جو انہوں نے عائشہؓ کے واسطہ سے مجھ سے بیان کی اور بعض کی بیان کردہ حدیث دوسرے کی تصدیق کرتی ہے ان لوگوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جن کے نام کا قرعہ نکلتا آپ ﷺ اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔

ایک غزوہ (بنی مصطلق) کے موقعہ پر قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلی یہ واقعہ آیت حجاب کے نازل ہونے کے بعد کا ہے چنانچہ میں ہودج کے اندر (یعنی ہودج سمیت) اٹھائی جاتی اور اسی ہودج میں اتاری جاتی (یعنی اتارتے وقت میں ہودج کے اندر رہتی، ہودج سے باہر نہیں نکلتی تھی) ہم چلے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوے سے فارغ ہو گئے اور لوٹ رہے تھے، جب ہم مدینہ کے قریب پہونچے (ایک مقام پر پڑاؤ تھا) ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کرنے کا اعلان فرمایا تو میں اٹھی اور چل پڑی (قضائے حاجت کے لئے) یہاں تک کہ میں لشکر سے باہر چلی گئی۔

پھر جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی اور اپنی قیامگاہ (منزل) کے پاس واپس آئی تو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا دیکھا کہ میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا ہے جو جزع اظفار کا تھا پھر میں واپس ہوئی اور ہار تلاش کرنے لگی اس ہار کی تلاش میں مجھ کو... ہو گئی۔ اس درمیان میں وہ لوگ جو مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ لوگ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج میں ہوں اور عورتیں اس وقت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں موٹی (بھاری بدن) نہ تھیں نہ ان کے بدن پر گوشت چڑھتا تھا کیونکہ کھانا تھوڑی مقدار میں کھاتی تھیں اس لئے لوگوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کی اور بوجھل سمجھ کر اٹھالیا اور میں اس وقت کم سن (دبلی پتلی) لڑکی تھی ان لوگوں نے اونٹ اٹھایا اور چل دیئے لشکر کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنا ہار پایا اور میں ان لوگوں کی قیام گاہ پر آئی تو وہاں کسی کو نہیں پایا میں بالقصد اس جگہ بیٹھ گئی جہاں اتری تھی میں نے خیال کر لیا کہ جب لوگ مجھے ہودج میں نہیں پائیں گے تو اسی جگہ لوٹ کر تلاش کے لئے آئیں گے میں بیٹھی تھی کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گئی۔

اور صفوان بن معطل سلمی ثم الذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے (تاکہ لشکر کی گری پڑی چیز یا خود لشکر کے تھکے

ماندے شخص کو ساتھ لائیں) صبح کے وقت میری منزل کے پاس پہونچے اور انہوں نے ایک سونے والے انسان کا سایہ دیکھا اور جب مجھے دیکھا (قریب آکر) تو پہچان لیا کیونکہ وہ (یعنی صفوان بن معطل) پردے کا حکم اترنے سے پہلے مجھے دیکھا کرتے تھے میں ان کے استرجاع (یعنی انا للہ و انا الیہ راجعون) سے جاگ گئی (یعنی جب قریب آکر انہوں نے مجھے دیکھا اور پہچان لیا تو تعجب سے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کہ یہ تو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ ہیں یہ کیسے یہاں رہ گئیں؟) جب انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے ایک ہاتھ پر پاؤں رکھا (یعنی اونٹ کے اگلے پاؤں کو دبائے رکھا تاکہ حضرت عائشہؓ آسانی سے اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر چڑھ جائیں) اور میں اونٹ پر سوار ہوگئی اب وہ پیدل چلے اور میری سواری کی مہار پکڑ کر کھینچتے ہوئے چلے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہونچے جب کہ وہ لوگ کڑکتی دوپہر میں آرام لینے کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

اب جسے ہلاک ہونا تھا (جس کے قسمت میں تباہی تھی) وہ ہلاک ہوا اور افترا پردازی کرنے والوں کا میر کارواں عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا، اب ہم مدینہ آئے تو میں ایک مہینے تک بیمار رہی اور لوگ بہتان طرازوں کی بات کو پھیلاتے رہے (چرچہ کرتے رہے) دوران علالت مجھے اس بات سے شک ہوتا کہ ان دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وہ مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو اور علالت کے دنوں میں دیکھا کرتی تھی، بس اتنا ہوتا کہ حضور تشریف لاتے اور سلام کرتے پھر دریافت فرماتے کیسی ہو اور مجھے اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی، میں بیماری کی وجہ سے کمزور ہوگئی۔

میں اور مسطح کی ماں (قضائے حاجت کے لئے) میدان جانے کے لئے نکلے ہم لوگ صرف رات ہی رات کو (قضائے حاجت کے لئے) نکلتے تھے اور یہ (میدان جانا) اس سے پہلے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بنائے جائیں ہمارا طریقہ پہلے عرب والوں کا طریقہ تھا کہ میدان میں یا باہر دور جایا کرتے تھے پھر میں اور مسطح کی ماں (سلمی) بنت ابی رہم دونوں چلے رہے تھے وہ (ام مسطح) اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑی اس پر کہنے لگی مسطح ہلاک ہوگیا میں نے اس سے کہا تم نے بری بات کہی ہے تو ایسے شخص کو برا کہتی ہے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا تو وہ کہنے لگی اے بھولی بھالی! کیا تو نے وہ نہیں سنا جو ان لوگوں نے کہا ہے (یعنی طوفان اٹھایا ہے؟) پھر اس نے افترا پردازوں کی بات بتائی تو میری بیماری پر اور بیماری بڑھ گئی پھر جب لوٹ کر گھر پہونچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا مجھے اجازت دیں کہ اپنے والدین کے گھر جاؤں، حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میرا مقصد یہ تھا کہ ان کے پاس جاکر اس خبر کی تحقیق کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی اور میں اپنے والدین کے پاس پہونچی اور میں نے اپنی والدہ سے پوچھا لوگ کیا باتیں کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اے بیٹی! تو مت گھبرا (یعنی اس سے اثر نہ لو) خدا کی قسم ایسا بہت کم ہونا ہے کہ ایک عورت خوبصورت ہو اور ایسے مرد کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں تو اس کی سوکنیں اس

قسم کی باتیں بہت کیا کرتی ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ! (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق؟) لوگوں میں اس کا چرچہ ہو گیا؟ عائشہؓ نے بیان کیا میں نے رات اس طرح گذاری کہ ساری رات نہ میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھ کو نیند آئی پھر میں نے (روتے ہوئے) صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زید کو بلایا جب کہ وحی آنے میں تاخیر ہوگئی ان لوگوں کو اس لئے بلایا تھا کہ اپنی اہل سے جدائی کے بارے میں مشورہ فرمائیں۔

اسامہ اپنے دل میں جو ازواج مطہرات کے ساتھ (مراد عائشہؓ کی خود اپنی ذات ہے) حضور ﷺ کی محبت جانتے تھے اس کے مطابق مشورہ دیا اسامہ نے کہا یارسول اللہ! وہ (عائشہ) آپ کی اہل ہیں خدا کی قسم ان کے بارے میں اچھائی کے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے (یعنی ہم تو ان کو پاکدامن ہی سمجھتے ہیں) اور حضرت علی بن ابی طالب نے یہ فرمایا یارسول اللہ! اللہ آپ کو ضیق میں ہرگز نہیں ڈالے گا اور عورتیں ان کے سوا بہت ہیں اور آپ (عائشہؓ کی) لونڈی (بریرہ) سے دریافت فرمالیں وہ سچ سچ بتادے گی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور دریافت فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے؟ بریرہ نے عرض کیا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے ان میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی ہے جس پر عیب لگاؤں سوائے اس کے کہ وہ نوعمر ہیں آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں بکری آکر کھا جاتی ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز (خطبہ سنانے منبر پر) کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کے مقابلے میں مدد کے خواستگار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے مقابل میں میری کون مدد کرے گا؟ میری رفیقہ حیات کے بارے میں جس کی اذیت ناک باتیں مجھ تک پہونچی ہیں، خدا کی قسم میں اپنی اہل کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا، اور لوگوں نے ایسے شخص (صفوانؓ) کا نام لیا ہے جس کے بارے میں بھی اچھائی کے سوا کچھ نہیں جانتا اور وہ میرے گھر کبھی نہیں داخل ہوتا مگر میرے ساتھ، یہ سنکر حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول میں اس کے مقابلے میں واللہ آپ کی مدد کروں گا اگر وہ آدمی اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہے تو ہمیں حکم دیجئے تو ہم اس کے بارے میں آپ کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔

یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے اور وہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھے لیکن اس وقت خاندانی حمیت (پاسداری) نے انہیں مشتعل کر دیا انہوں نے کہا اے سعد! تم نے جھوٹ کہا بخدا نہ تو اسے قتل کر سکتا ہے اور نہ اس کی قدرت رکھتا ہے اب اسید بن حضیر (جو قبیلہ اوس کے تھے) کھڑے ہوئے اور کہا تو نے غلط کہا بخدا ہم اسے ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے اور تو منافقوں (عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں) کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔

اب اوس اور خزرج کے دونوں قبیلے مشتعل ہو گئے اور لڑنے پر تل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ منبر پر سے اتر گئے اور لوگوں کو ٹھنڈا کیا یہاں تک کہ وہ لوگ خاموش ہو گئے اور حضور ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور میں دن بھر روئی نہ آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند آتی تھی، اب صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آگئے اور میں رات دن روتی رہی (بعض بلکہ اکثر نسخوں میں ہے لیلعین و یوما یعنی دو رات اور ایک دن سے رو رہی تھی) ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گریہ میرے جگر کو پھاڑ دے گا، عائشہؓ نے بیان کیا کہ ابھی وہ دونوں (میرے ماں باپ) میرے ہی پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے اجازت دی وہ آکر بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی، ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔

جس دن سے یہ افواہ پھیلی تھی آج تک کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینے تک میرے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی، عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے تشہد پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ! تیرے بارے میں میرے پاس ایسی ایسی بات پہونچی ہے اگر تو بری ہے (پاکدامن ہے) تو بہت جلد اللہ تیری برارت بیان فرمائے گا اور اگر بالفرض تو گناہ سے آلودہ ہوگئی ہے تو اللہ سے استغفار کر توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات پوری فرما چکے تو میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوا۔ اور میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں، انہوں نے فرمایا خدا کی قسم میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دیں، فرمانے لگیں خدا کی قسم میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔

اب میں نے خود عرض کیا اور میں نوعمر لڑکی تھی ابھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا میں نے عرض کیا میرے علم میں یہ بات آچکی ہے کہ آپ حضرات نے وہ سب سن لیا ہے جو لوگ کہتے پھر رہے ہیں اور وہ آپ حضرات کے دل میں جم گئی ہیں اور آپ حضرات نے اسے سچ مان لیا ہے اب اگر میں کہتی ہوں کہ میں بری ہوں (میں پاک ہوں) اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو آپ حضرات مجھے سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں (جھوٹ موٹ) اس بات (خطا) کا اقرار کرلوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ حضرات مجھے سچا مان لیں گے، خدا کی قسم میں اپنی اور آپ حضرات کی مثال یوسفؑ کے والد (یعقوبؑ) کے علاوہ اور کوئی نہیں پاتی جب کہ انہوں نے فرمایا تھا پس صبر کرنا ہی خوب ہے ان باتوں پر جو آپ حضرات بیان کرتے ہو اللہ ہی میرا مددگار ہے، اس کے بعد میں نے اپنے بچھونے پر گردن موڑ لی۔

اور مجھے امید تھی کہ اللہ میری برارت بیان فرمائے گا لیکن خدا کی قسم میں یہ گمان نہیں کرتی تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی، (جو قیامت تک پڑھی جائے گی) اور میں اپنے آپ کو اس رتبے کا نہیں جانتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن کلام فرمائے گا لیکن مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مقدمے میں کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ میری برارت فرمائے گا پھر خدا کی قسم آپ ﷺ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ

حضور ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی اور حضور ﷺ پر وہی کیفیت طاری ہونے لگی جو نزول وحی کے وقت طاری ہوتی تھی (یعنی پسینہ آنا شروع ہوا جیسے وحی کے وقت آیا کرتا تھا) کہ سردی کے دنوں میں بھی موتی کی طرح پسینے ٹپکنے لگتے تھے۔

جب وحی کی کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (خوشی سے) مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلے جو بات آپ ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! اللہ کا شکر کر بیشک اللہ نے تیری پاکدامنی بیان فرمادی، اس پر میری والدہ نے مجھ سے فرمایا اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو (یعنی حضور ﷺ کا شکریہ ادا کر) تو میں نے کہا خدا کی قسم میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر جاؤں گی اور نہ سوائے اللہ کے اور کسی کا شکریہ ادا کروں گی، اس وقت اللہ تعالی نے یہ (دس) آیتیں نازل فرمائیں "اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ" الآیۃ (بلاشبہ یہ بڑا بہتان لانے والے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ الآیات)

جب اللہ نے میری برارت میں یہ نازل فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے کہا خدا کی قسم میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا اس کے بعد کہ اس نے عائشہؓ پر تہمت لگائی تو اللہ نے یہ نازل فرمایا "ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا الی قوله غفور رحیم". (یعنی تم میں سے بڑے درجہ والے اور وسعت والے (فراخ رزق والے) قسم نہ کھائیں۔ غفور رحیم تک۔)

تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے پھر مسطح کو دوبارہ وہ خرچ دینے لگے جو وہ خرچ دیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طوفان کے زمانے میں) زینب بنت جحشؓ سے میرے معاملے میں دریافت فرمایا تھا اور پوچھا تھا اے زینب تو (عائشہؓ کے معاملہ میں) کیا جانتی ہے؟ تو نے کیا دیکھا ہے؟ تو زینبؓ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! میں اپنے کان اور آنکھ کو محفوظ رکھتی ہوں خدا کی قسم میں اس (عائشہ) کے اندر خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانتی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہی وہ تھی جو میرے مقابل کی تھی مگر ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے اللہ نے (اس طوفان میں شریک ہونے سے) ان کو محفوظ رکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه سوال النبى صلى الله عليه وسلم بريرة وزينب بنت جحشؓ عن عائشةؓ وثناء كل منهما عليها بخير وهذا تعديل وتزكية عن بعض النساء لبعض. (مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت بریرہؓ اور زینب کے تزکیہ پر اعتماد فرمایا)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۳ تا ص۳۶۵، ومر الحديث ص۳۵۳ وص۳۵۹، ويأتى الحديث ص۳۷۰، وص۴۰۳، وص۵۷۳، وص۵۹۳، وص۶۷۹، وص۶۹۶، وص۶۹۹ تعليقاً، وص۹۸۵، وص۹۸۸، وص۱۰۹۶، وص۱۱۱۷، وص۱۱۲۶۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت عائشہؓ کے متعلق ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ اور بریرہؓ سے دریافت کیا تو ان دونوں نے عائشہؓ کی تعدیل کی اور تزکیہ فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے تزکیہ و تعدیل پر اعتماد فرمایا۔

اور ظاہر ہے کہ تعدیل وتزکیہ خبر ہے نہ کہ شہادت؟ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ عورت کے لئے عورت کا تزکیہ وتعدیل جائز و درست ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق وتشریح اس کے لئے نصر الباری جلد ہشتم ص ۲۰۲ باب حدیث الافک کا مطالعہ فرمایئے بالخصوص تشریح کے لئے ص ۲۱۲ ضرور دیکھئے۔

﴿حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ قال وحدثنا فُلَيْحٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ وعبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قال وحدثنا فُلَيْحٌ عن رَبِيْعَةَ بنِ اَبِي عبدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَى بنِ سَعِيْدٍ عنِ القاسِمِ بنِ محمَّدِ بنِ اَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ.﴾

ترجمہ ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے کہا اور ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور عبد اللہ بن زبیر سے یہی حدیث نقل کی، ابو الربیع نے کہا اور ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن اور یحیٰ بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے یہی حدیث۔

الحاصل: فلیح بن سلیمان نے حدیث مذکور کو چار مشائخ سے نقل کیا: ۱ ابن شہاب زہری، ۲ ہشام بن عروہ، ۳ ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن شیخ امام مالکؒ، ۴ یحیٰ بن سعید انصاریؒ سے۔

﴿ بَابٌ ۱۶۶۰ اِذَا زَكّٰى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ ﴾

وقال اَبُو جَمِيْلَةَ وَجَدْتُ مَنْبُوذًا فلمَّا رَآنِي عُمَرُ قال عَسَى الغُوَيْرُ اَبْؤُسًا كانَّه يَتَّهِمُنِي قال عَرِيْفِي اِنَّه رَجُلٌ صالِحٌ قال كذٰلِكَ اِذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

جب ایک مرد کسی مرد کی پاکیزگی بیان کرے تو کافی ہے

(یعنی ایک شخص کا تزکیہ کافی ہے) اور ابوجمیلہ (سُنَین) نے کہا میں نے ایک لڑکا پڑا پایا پھر حضرت عمرؓ نے مجھ کو دیکھا تو فرمانے لگے ایسا نہ ہو کہ یہ غار آفت کا غار ہو، (یہ ایک مثل ہے عرب میں اس موقع پر کہی جاتی ہے جہاں ظاہر میں سلامتی کی امید ہو اور در پردہ اس میں ہلاکت ہو، ہوا یہ تھا کہ کچھ لوگ جان بچانے کے لئے ایک غار میں جا کر چھپے وہ غار ان پر گر پڑا یا دشمن نے وہیں آ کر ان کو مارا جب سے یہ مثل جاری ہوگئی) گویا انہوں نے مجھ پر برا گمان کیا (حضرت عمرؓ یہ سمجھے کہ کہیں اس نے حرام کاری نہ کی ہو اور یہ لڑکا اسی کا نطفہ ہو) پھر میرے نقیب نے ان سے کہا یہ نیک آدمی ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا

ہے تو یہ بچہ لے جا اور اس کا خرچہ ہم پر ہے یعنی بیت المال سے اس کے کھانے پینے کا خرچہ دیا جائے گا اور تو پرورش کر۔

مطابقۃ للترجمۃ ترجمہ سے مطابقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کی گواہی قبول کی۔

۲۴۹۶﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ سَلَامٍ حدثنا عبدُ الوَهَّابِ حدثنا خالِدٌ الحَذَّاءُ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ اَبِی بَکْرَةَ عن اَبِیهِ قال اَثْنٰی رجلٌ علٰی رَجُلٍ عندَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قال مَنْ کانَ مِنْکُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لامَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فلانا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهُ وَلَا اُزَکِّی عَلَی اللّٰهِ اَحَداً اَحْسِبُهُ کَذَا وَکَذَا اِنْ کانَ یَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ.﴾

ترجمہ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا افسوس تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ لی، تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ لی، کئی بار فرمایا، پھر فرمایا اگر تم میں سے کسی کو اپنے بھائی (مسلمان) کی تعریف ضروری ہو، تو کہے میں فلاں کو سمجھتا ہوں، اور اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے، اور میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا، میں اس کو ایسا ایسا سمجھتا ہوں، اگر یہ جانتا ہو کہ وہ ایسا ہی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة انه صلى الله عليه وسلم ارشد الى ان التزكية كيف تكون فلو لم تكن مفيدة لما ارشد اليها. البتہ شرط یہ ہے کہ تعریف میں مبالغہ نہ کرے جیسا کہ عام طور پر شعراء مبالغہ کرتے ہیں۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۶، ويأتى ص ۸۹۵، وص ۹۱۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے کہ ایک شخص کا تزکیہ کافی ہے، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف میں غلو اور مبالغہ سے منع فرمایا ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک تزکیہ کے لئے نصاب یعنی دو شخص تزکیہ کے لئے ضروری ہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿بَابُ [۱۶۶۱] مَایُکْرَهُ مِنَ الاِطْنَابِ فِی المَدْحِ وَلْیَقُلْ مَایَعْلَمُ﴾

کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے جتنا جانتا ہو اتنا ہی کہے

۲۴۹۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ حدثنا اِسماعِیلُ بنُ زَکَرِیَّا حدثنا بُرَیْدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ عن اَبِی بُرْدَةَ عن اَبِی مُوسٰی سَمِعَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم رَجُلاً یُثْنِی علٰی رجُلٍ وَیُطْرِیهِ فِی مَدْحِهِ فقال اَهْلَکْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.﴾

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ ایک شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کو ہلاک کر دیا یا اس کی پیٹھ توڑ دی۔

مطلب یہ ہے کہ جس کی تعریف میں حد سے زیادہ غلو اور مبالغہ ہوگا اس شخص کے اندر تکبر وغرور پیدا ہوگا جو اس کی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہوگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ويطريه فى مدحه".

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ٣٦٦، ويأتى الحديث ص ٨٩٥۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ کسی کی تعریف کرنی ہو تو اتنی ہی تعریف پر اکتفا کرے، حد سے آگے نہ بڑھے یعنی تعریف تو جائز ہے مگر حد سے زیادہ مبالغہ جائز نہیں۔

ان احادیث سے جلسوں کے پوسٹر مرتب کرنے والوں اور اناؤنسری کرنے والوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔

۱۶۶۲ ﴿بَابُ بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ﴾

وقولِ اللهِ تعالىٰ "وَإِذَا بَلَغَ الأَطْفَالُ مِنكُمُ الحُلُمَ فلْيَسْتَأذِنُوا" الاية وقالَ المُغِيرَةُ احتَلَمْتُ وَأنا ابنُ ثِنْتَى عَشَرَةَ سَنَةً وبلوغُ النِّسَاءِ فى الحَيْضِ لِقولِ اللهِ "وَاللائى يَئِسْنَ مِنَ المَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ" الى قوله "اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَاللائى لَمْ يَحِضْنَ واُولاتُ الاَحْمالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" وَقالَ الحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ اَدْرَكْتُ جَارَةً لَنا جَدَّةً بِنْتَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً.

بچوں کے بالغ ہونے اور ان کی شہادت کا بیان

(یعنی بچے کب بالغ ہوتے ہیں اور ان کی شہادت درست ہے یا نہیں؟) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نور آیت ۵۹) اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں (یعنی بالغ ہو جائیں) تو وہ بھی اجازت طلب کریں۔

مختصر تشریح یہاں دو مسئلے ہیں ۱۔ بچے کب بالغ ہوں گے؟ ۲۔ نابالغ بچوں کی شہادت (گواہی) مقبول ہے یا نہیں؟ بلوغ کی اقل مدت لڑکیوں کے لئے نو سال ہے اور لڑکوں کے لئے بارہ سال۔ یعنی نو سال کی لڑکی اور بارہ سال کا لڑکا اگر اپنے کو بالغ کہے تو مان لیا جائے گا، لڑکیوں میں بلوغ کی علامت حیض یا حمل ہے اور لڑکوں میں انزال، بلوغ کی اکثر مدت پندرہ سال ہے، وعلیہ الفتویٰ۔

وقال المغيرة: اور مغیرہ بن مقسم نے کہا مجھے بارہ برس کی عمر میں احتلام ہونے لگا، اور عورتوں کا بلوغ حیض سے

ہے (یعنی حیض آنے پر عورتیں بالغ ہو جاتی ہیں) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے (جو سورہ طلاق میں ہے) اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور حمل والیوں کی (یعنی حاملہ عورتوں کی) عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں (یعنی وضع حمل حاملہ کی عدت ہے) اور حسن بن صالح نے کہا میں نے اپنی ایک پڑوسن کو پایا کہ وہ اکیس سال کی عمر میں نانی تھی۔

اکیس برس کی عمر میں نانی اس کی صورت یہ ہوئی کہ نو سال کی عمر میں بالغہ ہوئی اور دس سال کی عمر میں اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ لڑکی اسی طرح نو سال کی عمر میں بالغہ ہوئی اور دس سال کی عمر میں ماں بن گئی اس صورت میں بیس سال کے بعد پہلی عورت نانی ہو گئی۔

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: وقد روی عن الشافعیؒ أیضا انه رای بالیمن جدة بنت احدی وعشرین سنة وانها حاضت لاستکمال تسع ووضعت بنتا لاستکمال عشر ووقع لبنتها کذلك. (عمدہ)

۲۴۹۸﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا اَبُواُسَامَةَ حدثنی عُبَيْدُ اللهِ حدثنی نافِعٌ قال حدثنی ابنُ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم عَرَضَهُ يَومَ اُحُدٍ وَهُو ابنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَومَ الخَنْدَقِ وَاَنا ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَاَجازَنِي قال نَافِعٌ فَقَدِمتُ علی عُمَرَ بنِ عبدِ العَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هذا الحَدِيثَ فقال اِنَّ هذا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَكَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ وہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے اس وقت ان کی عمر چودہ سال کی تھی حضور ﷺ نے مجھ کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دی پھر جنگ خندق کے موقع پر جبکہ میں پندرہ سال کا تھا پیش ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ کو اجازت دیدی، نافعؒ نے کہا پھر میں عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں آیا جب کہ وہ خلیفہ تھے تو میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ یہ چھوٹے اور بڑے (نابالغ اور بالغ) کی حد ہے اور اپنے نائبوں (ماتحت حاکموں) کو لکھا کہ جو پندرہ سال کا ہو جائے اس کا حصہ (لشکر والوں) میں مقرر کر دیں۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضحها بان بلوغ الصبی فی خمس عشرة سنة باعتبار السن وذلك لانه صلی الله علیه وسلم اجاز لابن عمر وسنه خمس عشرة فدل علی ان البلوغ بالسن بخمس عشرة.

تعدد موضعه والحديث هنا ص٣٦٦، ويأتی الحديث فی المغازی ص٥٨٨، واخرجه ابن ماجه فی الحدود.

۲۴۹۹﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا سُفْيانُ حدثنی صَفْوَانُ بنُ سُلَيْمٍ عن عَطاءِ بنِ يَسارٍ

عن اَبِی سَعِیْدِ الخُدْرِیِّ یَبْلُغُ بِهِ النبیَّ صلی الله علیه وسلم قال غُسْلُ یَوم الجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلیٰ کُلِّ مُحْتَلِمٍ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر اس شخص پر غسل واجب ہے جس کو احتلام ہوتا ہو یعنی ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واجب علی کل محتلم" اذلو لم یتصف المحتلم بالبلوغ لما وجب علیه شیء وهذا البلوغ بالانزال.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۶۶، ومر الحدیث ص۱۱۸، وص۱۲۰، وص۱۲۱، وص۱۲۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ احتلام سے مرد جوان یعنی بالغ ہو جاتا ہے گو اس کی عمر پندرہ سال کو نہ پہنچی ہو اور عورت کا بلوغ حیض سے ہو جاتا ہے خواہ اس کی عمر نو یا دس برس ہی کی ہو۔

تشریح | باب کی پہلی حدیث کی مفصل تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری کتاب المغازی غزوہ احد اور غزوہ خندق ملاحظہ فرمایئے۔

﴿ باب ۱۶۶۳ سُوالِ الحَاکِمِ المُدَّعِیَ هَلْ لَکَ بَیِّنَةٌ قَبْلَ الیَمِیْنِ ﴾

مدعا علیہ کو قسم دلانے سے پہلے حاکم کا مدعی سے یہ پوچھنا کہ تیرے پاس بینہ یعنی گواہ ہیں

۲۵۰۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدٌ حدثنا اَبُومُعَاوِیَةَ عنِ الاَعْمَشِ عن شَقِیْقٍ عن عبدِ اللهِ قال قال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم مَن حَلَفَ علیٰ یَمِیْنٍ وهو فیها فاجِرٌ لِیَقْتَطِعَ بها مالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ الله وهُوَ علیهِ غَضْبانُ قال فقال الاَشْعَثُ بنُ قَیْسٍ فِیَّ وَاللهِ کان ذٰلِكَ کان بَیْنِی وَبَیْنَ رَجُلٍ مِن الیَهُودِ اَرْضٌ فجَحَدَنِی فقَدَّمْتُهُ اِلَی النبیِّ صلی الله علیه وسلم فقال لِی رسولُ الله صلی الله علیه وسلم اَلَكَ بَیِّنَةٌ قال قلتُ لا قال فقال لِلْیَهُودِیِّ احْلِفْ قال قلتُ یارسولَ الله اِذَنْ یَحْلِفَ وَیَذْهَبَ بِمَالِی قال فاَنْزَلَ الله عزوجل "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" الی آخر الآیة.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کی نیت سے جھوٹی قسم (جس کو وہ جھوٹ سمجھتا ہو) کھائے تو وہ خدا سے جب ملے گا خدا اس پر غضبناک ہوگا اشعث بن قیس نے (یہ حدیث سن کر) کہا یہ حدیث تو میرے بارے میں ہی آپ ﷺ نے فرمائی ہوا یہ کہ مجھ میں اور ایک یہودی شخص میں

ایک زمین ساجھے میں تھی وہ مکر گیا تو میں اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا" کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں، تب آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ تو قسم کھا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو قسم کھا کر میرا مال لے لے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ان الذین یشترون" الآیہ۔ (سورہ آل عمران) یعنی جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی خرید تے ہیں الخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الك بينة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۶، ومر الحديث ص۳۱۷، وص۳۲۶، وص۳۴۲، ويأتى ص۳۶۷، وص۳۶۸، وص۶۵۲، وص۹۸۵، وص۹۸۷، وص۱۰۶۵، وص۱۱۰۹۔

مقصد مقصد یہ ہے حاکم کو چاہئے مدعی علیہ کو قسم کھلانے سے پہلے مدعی سے بینہ یعنی گواہ طلب کرے۔

﴿ بابٌ (۱۲۶۴) اليَمِينُ عَلَى المُدّعٰى عليهِ فى الاَمْوَالِ وَالحُدُودِ ﴾

وقالَ النبىُّ ﷺ شاهِدَاكَ اَوْ يَمِينُهُ وَقال قُتَيبَةُ حدثنا سُفيانُ عن ابنِ شُبْرُمَةَ كَلَّمَنِى اَبُوالزِّنَادِ فى شَهادَةِ الشاهِدِ ويَمِينِ المُدَّعِى فقلتُ قال اللهُ عَزّ وَجَلّ "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجالِكُمْ فاِنْ لَمْ يكونا رَجُلَيْنِ فرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَونَ مِنَ الشُّهَداءِ اَنْ تَضِلَّ اِحداهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدَاهُمَا الأُخرىٰ" قلتُ اِذَا كانَ يُكْتَفى بِشَهادَةِ شاهِدٍ وَيَمِينِ المُدَّعِى فمَا يَحْتَاج اَنْ تُذكر اِحْداهُمَا الاُخرىٰ ماكان يَصْنَعُ بِذِكرِ هٰذهِ الاُخرىٰ.

اموال اور حدود (دیوانی اور فوجداری) سب میں یمین مدعی علیہ پر ہے

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو دو گواہ لا، یا اس سے قسم لے (برفع شاهداك خبر مبتدأ محذوف اى الحجة لك شاهداك او مبتدأ خبره محذوف اى شاهداك هم المطلوبان فى دعواك.) (قس) اور قتیبہ نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن شبرمہ سے، (جو کوفہ کے قاضی تھے) انہوں نے کہا مجھ سے ابوالزناد نے (یعنی عبداللہ بن ذکوان مدینہ کے قاضی نے) ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کے یمین کے بارے میں گفتگو کی تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے مردوں میں سے دو گواہ کرلو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو، دو عورتوں کو اس لئے گواہ بناؤ کہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلائے۔ (بقرہ ۲۸۲)

میں نے کہا جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہوتی (یعنی فیصلہ ہوسکتا ہے) تو ایک دوسرے کو یاد دلانے کی کیا حاجت تھی؟ دوسری عورت کے یاد دلانے کو کیا کیا جاتا؟ (یعنی فائدہ ہی کیا ہے)

تشریح عبداللہ بن شبرمہ قاضی کوفہ نے آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ ایک گواہ اور مدعی کے یمین پر فیصلہ جائز نہیں، ابن شبرمہ نے آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ قرآن حکیم نے ثبوت کی صرف دو صورتوں میں تحدید کردی ۱ دو مرد گواہ ہوں، ۲ یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اب خبر واحد سے یہ تیسری صورت کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کتاب اللہ پر زیادتی ہوئی اور یہ خبر واحد یا قیاس سے جائز نہیں یہی حنفیہ کا مذہب ہے مزید تفصیل کے لئے عمدۃ القاری کا مطالعہ کیجئے۔

۲۵۰۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيمٍ حدثنا نافِعُ بنُ عُمَرَ عنِ ابنِ اَبِی مُلَيكَةَ قال كَتَبَ ابنُ عباسٍ اِلَیّ اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَضٰی بِاليَمِينِ عَلَی المُدَّعٰی عَلَيهِ. ﴾

ترجمہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے مدعی علیہ پر قسم کا حکم دیا ہے۔

(یعنی جب مدعی کے پاس بینہ نہ ہو تو مدعی علیہ کو قسم کھلائی جائے گی جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر.)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة باب اليمين على المدعى عليه والحديث فيه انه صلى الله عليه وسلم قضى باليمين على المدعى عليه.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۷، ومر الحديث ص ۳۴۲، ويأتی ص ۶۵۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک شاہد اور مدعی کے یمین سے فیصلہ درست نہیں، بلکہ مدعی پر بینہ یعنی دو گواہ لازم ہیں ورنہ مدعی علیہ کو قسم کھلا کر فیصلہ ہوگا جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ﴾ ۱۶۶۵

بالتنوين من غير ترجمة كالفصل في الباب الذى قبله

۲۵۰۲﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ اَبِی شَيبَةَ حدثنا جَرِيرٌ عن مَنصُورٍ عن اَبِی وَائِلٍ قال قال عبدُ اللهِ مَن حَلَفَ عَلٰی يَمِينٍ يَستَحِقُّ بِها مالاً لَقِیَ اللهَ وهو عليهِ غَضبانُ ثمّ انزلَ اللهُ عزّ وجلّ تَصدِيقَ ذٰلِكَ "اِنَّ الَّذِينَ يَشتَرُونَ بِعَهدِ اللهِ وَاَيمانِهِم ثَمَناً قَلِيلاً" الی قوله "وَلَهُم عَذابٌ اَلِيمٌ" ثمّ اِنَّ الاَشعَثَ بنَ قَيسٍ خَرَجَ اِلَينا فقال مايُحَدِّثُكُم اَبُو عبدِ الرَّحمٰنِ فَحَدَّثناهُ بِما قال فقال صَدَقَ لَفِیَّ نَزَلَت كانَ بَينِی وَبَينَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فی شَیءٍ فاختَصَمنَا اِلَی النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال شاهِدَاكَ اَو يَمِينُهُ فقلتُ له اِنَّهُ اِذَن يَحلِفُ ولايُبالِی فقال النبیُّ ﷺ مَن حَلَفَ عَلٰی يَمِينٍ يَستَحِقُّ بِها مالاً وَهُوَ فِيها

فاجرٌ لَقِیَ اللهَ وهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَانْزَلَ اللهُ تَصْدِیْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الآیَةَ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال مارے تو وہ جب اللہ سے ملے گا اللہ اس پر غضبناک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی پونجی خریدتے ہیں ارشادِ الٰہی عذاب الیم تک۔ جب حضرت عبداللہ یہ حدیث بیان کر چکے تو اشعث بن قیس ہمارے پاس آئے اور پوچھا ابوعبدالرحمٰن (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) کیا حدیث بیان کر رہے تھے؟ ہم نے ان سے بیان کر دی تو انہوں نے کہا عبداللہؓ نے سچ کہا یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی میرے اور ایک شخص (یہودی) کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو دو گواہ لا یا اس سے قسم لے میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا وہ تو قسم کھالے گا اور کچھ پرواہ نہیں کرے گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال مارے گا تو جب اللہ سے ملے گا اللہ اس پر غضبناک ہوگا، پھر اللہ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "شاهداك اويمينه" لانه صلى الله عليه وسلم خاطب بذلك الاشعث وكان هو المدعي فجعل صلى الله عليه وسلم البينة عليه.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۷، ومر الحديث ص۳۱۷، وص۳۲۶، وص۳۴۲، ص۳۶۶، ويأتي ص۳۶۸، وص۶۵۲، وص۹۸۵، وص۹۸۷، وص۱۰۶۵، وص۱۱۰۹۔

مقصد بظاہر مقصد یہ ہے کہ مدعی پر بینہ لازم ہے اور وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں چنانچہ حدیث الباب سے بالکل واضح ہے کہ نصاب شہادت دو مرد ہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں، نیز یہی قرآن مجید سے ثابت ہے واستشهدوا شهيدين من رجالكم الخ جیسا کہ گزشتہ باب باب ۱۶۶۴ میں مفصل گذر چکا ہے اور یہی فقہائے احناف کا مسلک ہے۔

﴿بَابٌ [۱۶۶۶] إِذَا ادَّعٰى اَوْ قَذَفَ فَلَه اَنْ يَلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ﴾

جب دعویٰ کرے یا کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو اسے چاہئے کہ بینہ تلاش کرے اور بینہ تلاش کرنے کیلئے جائے

(یعنی بینہ (گواہ) لانے کے لئے مہلت چاہے تو مہلت دی جائے گی)

۲۵۰۳﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا ابنُ اَبِي عَدِيٍّ عن هِشَامٍ حدثنا عِكْرِمَةُ عنِ ابنِ

عباسٍ انّ هلالَ بنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهُ عِندَ النبيِّ ﷺ بشريكِ بنِ سَحْماءَ فقال النبيُّ ﷺ البيِّنَةَ اَوْحَدٌّ في ظَهرِكَ قال يارسولَ الله اِذا رَاٰى اَحَدُنا عَلٰى امْرَاَتِهِ رَجُلاً يَنطَلِقُ يَلْتَمِسُ البيِّنَةَ فجَعَلَ يقولُ البيِّنَةَ وِالاَّ حَدٌّ في ظَهرِكَ فذَكَرَ حَدِيثَ اللِّعانِ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کرانے کا الزام لگایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بینہ لا (یعنی اس جرم کو ثابت کرنے کیلئے چار گواہ لا) ورنہ تیری پیٹھ پر حد لگے گی انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ جب ہم میں کوئی اپنی عورت کے اوپر کسی مرد کو دیکھے تو وہ بینہ (گواہ) تلاش کرنے جائے گا حضور ﷺ یہی فرماتے رہے کہ بینہ لا ورنہ تیری پیٹھ پر حد ہے پھر حضرت ابن عباسؓ نے لعان کی حدیث ذکر کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ينطلق يلتمس البينة".

فان قلت الحديث ورد في الزوجين والترجمة اعم من ذلك والانطلاق لالتماس البينة لتمكين القاذف من اقامة البينة حتى يندفع الحد عنه وليس الاجنبي كذلك.

قلت كان ذلك قبل نزول آية اللعان حيث كان الزوج والاجنبي سواء ثم كما ثبت للقاذف ثبت لكل مدع بطريق الاولى. (عمده)

یعنی یہ واقعہ لعان کے شروع ہونے سے پہلے کا ہے اس وقت بیوی اور اجنبی پر الزام کا ایک ہی حکم تھا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۷، وياتي الحديث تماما في تفسير النور ص ۶۹۵، وص ۷۹۹، ابو داؤد في الطلاق والترمذي في التفسير.

مقصد مقصد یہ ہے کہ مدعی یعنی قاذف اگر گواہ لانے کیلئے مہلت چاہے تو مہلت دی جائے گی تاکہ حد قذف سے بچ سکے۔

لعان کے معنی اور اسکے احکام پوری تشریح وتفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص ۴۴۱ تا ص ۴۴۶۔

قال ابن بطال هذا الحديث انما هو بين الزوجين واما الاجنبيون فلايترك لطلب البينة بل يحبسه الامام خشية ان يهرب. (کرمانی)

﴿ بابُ الیَمِینِ بَعْدَ العَصْرِ ﴾ (۱۶۶۸)

عصر کی نماز کے بعد (جھوٹی) قسم کھانے کا بیان (یعنی اس میں اور زیادہ گناہ ہے)

۲۵۰۴ ﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا جَرِيرُ بنُ عبدِ الحَمِيدِ عنِ الاَعْمَشِ عن اَبِي صالحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله ﷺ ثَلاثَةٌ لايُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلاَ يَنظُرُ اِلَيهِم وَلاَ

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيْقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِلدُّنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَاِلَّا لَمْ يَفِ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطٰى بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَاَخَذَهَا ۞

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو (گندگی سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر کو نہ دے۔ دوسرے وہ جو دنیا کے لئے (حاکم سے) بیعت کرے اگر اس کی خواہش کے موافق اس کو دے تو اس کی وفاداری کرے (یعنی راضی ہو) ورنہ وفاداری نہ کرے (یعنی راضی نہ ہو اور بیعت توڑ دے) تیسرے وہ شخص جو عصر کے بعد مول تول (یعنی قیمت بتانے میں) جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اس کے کہنے پر دوسرا شخص یعنی خریدار دھوکا کھا کر خرید لے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ٣٦٧، ومر الحديث ص ٣١٨، وص ٣١٩، ويأتي ص ١٠٧١، وص ١١٠٩۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر سامان فروخت کرنا اگرچہ بلا قید وقت گناہ ہے لیکن عصر کے بعد گناہ بڑھ جاتا ہے۔ لكونه وقت ارتفاع الاعمال.

حنفیہ کے نزدیک اس میں زمان و مکان کی شرعاً کوئی قید نہیں ہے، بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ باعث گناہ ہے۔ واللہ اعلم

۞ بَابٌ (۱۶۶۸) يَحْلِفُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى غَيْرِهٖ ۞

قَضٰى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَحْلِفُ لَهُ مَكَانِيْ فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَاَبٰى اَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ وَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ.

مدعیٰ علیہ قسم کھالے جہاں اس پر قسم لازم ہو (یعنی جہاں قسم کھانے کا حکم دیا جائے وہیں قسم کھالے) اور اس (مجلس قضاء) سے دوسری جگہ نہ پھیری جائے

اور مروان نے زید بن ثابت کو منبر شریف پر قسم کھانے کا حکم دیا تو زید نے کہا میں یہیں قسم کھاؤں گا اور حضرت زید قسم کھانے لگے اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا اس پر مروان تعجب کرنے لگا۔

تشریح اس تعلیق کو امام مالکؒ نے مؤطا میں وصل کیا ہے حضرت زید بن ثابت اور عبداللہ بن مطیع میں ایک مکان کے معاملے میں جھگڑا ہوا تھا مروان اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا عبداللہ بن مطیع کے پاس بینہ نہ تھا اس لئے مروان نے حضرت زید بن ثابتؓ کو منبر پر جا کر قسم کھانے کا حکم دیا حضرت زید نے منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا اس پر مروان کو تعجب ہوتا رہا۔

ظاہر ہے کہ زید کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے مروان کی رائے پر عمل کرنے سے، یہی احناف اور حنابلہ کا مسلک ہے امام بخاریؒ کا مسلک بھی احناف کے مطابق ہے۔

وقال النبی ﷺ : اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اشعث سے فرمایا جیسا کہ اوپر حدیث ۲۵۰۲ میں گذر چکی) فرمایا "شاھداك او یمینه" (دو گواہ لاؤ یا اس سے قسم لے) امام بخاریؒ اس سے استدلال فرماتے ہیں لم یخص مکانا دون مکان کہ اس میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں اور نہ نفی ہے لہذا جہاں مجلس قضاء ہو وہاں قسم کافی ہے۔

۲۵۰۵﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدثنا عبدُ الواحِدِ عنِ الأَعْمَشِ عن أَبِي وَائِلٍ عنِ ابنِ مَسْعُودٍ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالاً لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (جھوٹی) قسم کھائے کسی کا مال مار لینے کو، وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة؟ وان كان فيها بعد ولكن يمكن ان يوجه بشیء بتعسف وهو ان الترجمة فی ان المدعی عليه يحلف حيث مايجب عليه اليمين والحديث فی الوعيد الشديد فيمن يحلف كاذبا فالذی يتعين عليه اليمين يتحری الصدق. الخ (عمده)

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۶۷، ومر الحدیث ص۳۱۷، وص۳۲۶، وص۳۴۲، وص۳۶۶، ویاتی ص۳۶۸، وص۶۵۲، وص۹۸۵، وص۹۸۷، وص۱۰۶۵، وص۱۱۰۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر کہ مدعی علیہ پر قسم کھانے کے لئے کسی جگہ پر جا کر لازم نہیں، مجلس قضاء میں بھی قسم کھا سکتا ہے جیسا کہ حنفیہ و مالکیہ کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ [۱۶۶۹] اِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِی الْيَمِيْنِ ﴾

جب کوئی قوم قسم کھانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہے (تو پہلے کس سے قسم لی جائے؟)

۲۵۰۶﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حدثنا عبدُ الرَّزَّاقِ حدثنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ

اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَضَ علی قومٍ الیَمِیْنَ فَاَسْرَعُوا فَاَمَرَ اَنْ یُسْهَمَ بَیْنَهُمْ فِی الیَمِیْنِ اَیُّهُمْ یَحْلِفُ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں پر قسم پیش فرمایا (یعنی حکم دیا کہ قسم کھاؤ) تو ہر ایک جلدی کرنے لگے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قسم کے بارے میں قرعہ ڈالا جائے کہ ان میں کون قسم کھائیگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "عرض علی قوم الیمین فاسرعوا".

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۳۶۷۔

تشریح یہ حدیث بظاہر مشکل ہے کہ مسئلہ کی کوئی صورت مذکور نہیں البتہ ابوداؤد کتاب القضاء میں ایک حدیث ہے اور حضرت ابوہریرہؓ ہی سے مروی ہے ان رجلین اختصما فی متاع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس لواحد منھما بینۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم استھما علی الیمین ما کانا احبا ذلک او کرھا. (ابوداؤد جلد ثانی ص ۵۰۹، فی باب الرجلین یدعیان شیئا ولیست لھما بینۃ) یعنی دو شخص ایک چیز میں جھگڑتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (دونوں کا دعویٰ تھا کہ یہ چیز میری ہے) اور بینہ کسی کے پاس نہیں تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم پر قرعہ ڈالنے کو فرمایا خواہ اس کو اچھا جانیں یا برا جانیں۔

مذاہب ائمہ یہ حدیث حنابلہ کی دلیل ہے ان کے نزدیک اس صورت میں قرعہ اندازی کی جائے گی قرعہ میں جس شخص کا نام نکلے اس سے حلف لے کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے۔

۲۔ حنفیہ وشافعیہ کہتے ہیں تنصیف ہوگی یعنی دونوں کو برابر دی جائے۔

ابوداؤد میں اور بھی چند روایات ہیں مطالعہ فرمالیجئے۔

قرعہ کا مسئلہ کتاب الاذان میں گذر چکا ہے باب الاستہام ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد حنابلہ کی تائید ہے یعنی قرعہ اندازی کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

﴿باب ۱۶۷۰ قولِ اللّٰہِ تعالیٰ "اِنَّ الذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمانِھِم ثَمَنًا قَلِیْلًا"﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (آل عمران میں) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے ذریعہ تھوڑا مال خریدتے ہیں

۲۵۰۷﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ اَخْبَرَنَا العَوَّامُ حدثنی اِبراھِیْمُ اَبُوْاِسْمَاعِیْلَ

السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ اَبِى اَوْفٰى يقولُ اقامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فحلف باللّٰهِ لَقَدْ اَعْطٰى بِهَا مَالَمْ يُعْطِ فنزَلَتْ "اِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قليلاً" وَقال ابنُ اَبِى اَوْفٰى الناجِشُ آكِلُ الرِّبوا خائِنٌ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے بازار میں اپنا سامان رکھا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس کی قیمت اتنی دی ہے جتنی نہیں دی (یعنی قسم کھا کر جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے میں خریدا ہے حالانکہ اتنے میں نہیں خریدا تھا) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "ان الذين يشترون" الاية اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے فرمایا نجش کرنے والا سود خوار خائن ہے۔

تشریح نجش کے معنی گذر چکا ہے کہ بغیر ارادۂ خریداری دوسروں کو پھنسانے کے لئے، دھوکا دینے کے لئے قیمت بڑھانا، ایسی دلالی جائز نہیں۔

۲۵۰۸﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ خالِدٍ اَخْبَرَنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ عن سُلَيمانَ عن اَبِى وائِلٍ عن عبدِ اللّٰهِ عنِ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال مَن حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ كاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مالَ رَجُلٍ اَوْ قال اَخِيْهِ لَقِىَ اللّٰه وهو عَلَيهِ غَضْبَانُ فانزلَ اللّٰه تَصْدِيقَ ذٰلِكَ فى القرآنِ "اِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِم ثَمَنًا قَلِيلاً" الٰى قوله "عذابٌ اَلِيمٌ" فَلَقِيَنِى الاَشْعَثُ فقال ماحَدَّثَكُمْ عبدُ اللّٰهِ اليومَ قلتُ كَذا وَكَذا قال فِىَّ نَزَلَتْ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھائے کسی کا مال مار لینے کو، یا فرمایا اپنے بھائی مسلمان کا مال مار لینے کو، تو وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اللہ نے اس کی تصدیق قرآن میں نازل فرمائی "اِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرونَ" الاية "عذابٌ اَلِيمٌ" تک (آل عمران آیت ۷۷) ابووائل نے کہا پھر مجھ سے اشعث بن قیس ملے انہوں نے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کون سی حدیث آج تم سے بیان کی؟ میں نے کہا یہ اور یہ، تو انہوں نے کہا یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى سبب نزول الآية الكريمة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۸، ومر الحديث ص ۳۱۷، وص ۳۲۶، وص ۳۴۲، وص ۳۶۶، وص ۳۶۷، ويأتى ص ۶۵۲، وص ۹۸۵، وص ۹۸۷، وص ۱۰۶۵، وص ۱۱۰۹۔

مقصد جو لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرتے ہیں، دوکانداری کرتے ہیں ان پر وعید شدید کا بیان مقصود ہے جو آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ والحدیث مر مراراً

باب ۱۶۷۱ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟

قال تعالیٰ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ وَقَولُ اللّٰهِ عزّ وجلّ ثُمَّ جَاوُكَ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلاَّ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيقًا، وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ، يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ، فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، يقال بِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ وَوَاللّٰهِ وقال النبیُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا بعدَ العَصْرِ وَلاَيَحْلِفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ.

قسم کیونکر لی جائے؟

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ توبہ میں) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ثُمَّ جَاوُكَ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ" الآیہ (سورہ نساء آیت ۶۲) پھر آپ کے پاس آتے ہیں اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہماری نیت بھلائی اور ملاپ کی تھی۔

تشریح واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ منافقانہ طور پر مسلمان ہو گئے تھے اور فصل خصومات میں رعایت اور رشوت کے عادی ہو گئے تھے ان لوگوں کے دل میں کفر والحاد تھا محض زبان سے توحید ورسالت کا اقرار کر لیا تھا جب کوئی مقدمہ پیش آتا تو اپنا معاملہ یہودیوں کے عالموں اور سرداروں کے پاس لیجانا پسند کرتے کہ وہ ان کی رعایت کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کے لئے جانے سے گریز کرتے اس لئے کہ آپ ﷺ جو فیصلہ کریں گے وہ غایت درجہ عادلانہ ہوگا اس میں ذرہ برابر کسی کی رعایت نہ ہوگی چنانچہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ ایک منافق بشر نامی کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا یہودی نے اس خیال سے کہ وہ حق پر تھا یہ چاہا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا جائے کہ آپ بلا کسی رعایت کے حق فیصلہ کریں گے، منافق نے چاہا کہ کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرایا جائے یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کے فیصلے پر راضی نہ ہوا آخر یہ طے ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرایا جائے آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور یہودی ہی حق پر تھا وہ منافق اس پر راضی نہ ہوا، جب وہ دونوں آپ کے پاس سے باہر آئے تو منافق یہودی کو چمٹ گیا اور کہا کہ عمر کے پاس چلو وہ ٹھیک فیصلہ کریں گے منافق کو غالباً یہ گمان ہوا کہ عمر کافروں کے حق میں بہت سخت ہیں اور میں کلمہ گو ہوں اس لئے حضرت عمرؓ بمقابلہ یہودی میری رعایت کریں گے۔ یہودی اس پر راضی ہو گیا اور سمجھا کہ عمرؓ کافروں کے حق میں سخت ہیں مگر حق پرست ہیں دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہونچے اور ان سے فیصلہ چاہا، یہودی نے سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر وہ گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں اور آکر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں یہ کہکر حضرت عمرؓ گھر چلے گئے اور تلوار لیکر آئے اور آتے ہی اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا فیصلہ عمر اس

طرح کیا کرتا ہے، منافق کے رشتہ دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور قتل کا دعویٰ کیا اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم عمر کے پاس صرف اس لئے گئے تھے کہ شاید عمر صلح کرادیں یہ وجہ نہ تھی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ تھے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں اصل حقیقت ظاہر کردی گئی۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ (سورہ توبہ آیت ۵۶) اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں، (یعنی محض اس خوف سے کہ کفر ظاہر کریں تو کفار کا سا معاملہ ان کے ساتھ بھی ہونے لگے گا قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو تمہاری ہی جماعت (مسلمین) میں شامل ہیں) حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ (توبہ آیت ۶۲) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے تاکہ تم کو راضی کریں الخ اور "فَيُقْسِمَانِ بِاللهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا الخ پھر قسم کھاویں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیقی ہے پہلوں کی گواہی سے الخ (اس کو سمجھنے کے لئے کتب تفسیر سے شان نزول دیکھئے سورہ مائدہ آیت ۱۰۷)

يقال بالله وتالله ووالله قسم میں یوں کہا جائے بالله اور تالله اور والله (عرب میں بالله اور تالله اور والله کہے جاتے ہیں)

وقال النبی صلى الله عليه وسلم ورجل: ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائی الخ یہ حدیث موصولاً اوپر گذر چکی ہے۔ ولا يحلف بغير الله اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کھائی جائے (یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے شریعت میں اللہ کے سوا دوسرے کسی کی قسم کھانا درست نہیں۔)

۲۵۰۹﴿ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ عبدِ اللهِ حدثني مالكٌ عن عَمِّه أبي سُهَيلٍ عن أبِيهِ أنَّه سَمِعَ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِ اللهِ يقولُ جاءَ رَجُلٌ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فإذا هُوَ يَسْأَلُهُ عنِ الإسلامِ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خَمْسُ صَلَواتٍ في اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فقال هَل عليَّ غَيرُها قال لا إلّا أنْ تَطَوَّعَ فقال رسولُ الله ﷺ وَصِيَامُ شهرِ رَمَضانَ فقال هَل عَلَيَّ غَيرُهُ قال لا إلّا أنْ تَطَوَّعَ قال وَذَكَرَ لَهُ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الزَّكٰوةَ قال هَل عَلَيَّ غَيرُهَا قال لا إلّا أنْ تَطَوَّعَ فأدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لا أزِيدُ على هذا وَلا أنْقُصُ قال رسولُ الله ﷺ أفْلَحَ إنْ صَدَقَ. ﴾

ترجمہ | حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اس نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر (فرض) ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تم نفل پڑھو، طلحہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور اس نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر روزہ

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل روزے رکھو، طلحہؓ کہتے ہیں کہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کو بھی بیان فرمایا اس نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی صدقہ میرے ذمہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفلی صدقہ دینا چاہو، راوی کا بیان ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ خدا کی قسم نہ اس پر بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو گیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والله لا ازيد على هذا" فهذا هو صورة الحلف.

یعنی حدیث پاک سے قسم کی صورت معلوم ہوگئی کہ واللہ وغیرہ ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۸، ومر الحديث ص ۱۱، وص ۲۵۴، ويأتي الحديث ص ۱۰۲۹، ومسلم اول ص ۳۰۔

۲۵۱۰﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ حدثنا جُوَيْرِيَةُ قال ذَكَرَ نَافِعٌ عن عبدِ اللهِ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال مَنْ كانَ حالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ اَوْ لِيَصْمُتْ.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فليحلف بالله".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۸، ويأتي ص ۵۴۱، وص ۹۰۲، وص ۹۵۳، وص ۹۸۳، وص ۱۱۰۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قسم میں تغلیظ یعنی سختی ضروری نہیں صرف واللہ یعنی اللہ کی قسم کافی ہے نیز امام بخاریؒ نے لایحلف بغیر الله سے بتایا ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی مثلاً باپ کی قسم وغیرہ نہ کھائے بس اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

تشریح: حدیث ۲۵۰۹ کی مفصل تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۳۱۴ کتاب الایمان۔

﴿ باب ۱۶۷۲ مَنْ اَقَامَ البَيِّنَةَ بَعْدَ اليَمِينِ ﴾

وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَقال طاؤسٌ وَاِبْرَاهِيمُ وَشُرَيْحٌ البَيِّنَةُ العَادِلَةُ اَحَقُّ مِنَ اليَمِينِ الفَاجِرَةِ.

جو شخص مدعی علیہ کے قسم کھالینے کے بعد پھر گواہ پیش کرے

تشریح وجواب من محذوف تقديره هل تقبل البينة ام لا؟ چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لئے امام بخاریؒ نے حکم کی تصریح نہیں فرمائی۔

مذاہب ائمہ | جمہور کے نزدیک گواہ قبول ہوں گے۔ والیہ ذھب الثوری والکوفیون والشافعی واللیث واحمد واسحاق رحمھم اللہ۔

۲ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر مدعی کو اپنے گواہوں کا علم نہ تھا اور اس نے مدعی علیہ سے قسم لے لی پھر گواہوں کا علم ہوا تو گواہ قبول ہوں گے۔ اور اگر گواہوں کا علم ہوتے ہوئے گواہ پیش نہیں کئے اور مدعی علیہ سے قسم لے لی تو اس صورت میں گواہ منظور نہ ہوں گے۔

۳ وقال ابن ابی لیلی لاتقبل بینته بعد استحلاف المدعی علیه، وبه قال ابوعبید واهل الظاهر. (عمدہ)

وقال النبی صلی الله علیه وسلم لعل: اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تم میں کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ (یہ حدیث باب کے تحت آ رہی ہے)

وقال طاؤس: اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا معتبر گواہ جھوٹی قسم کی نسبت زیادہ قابل قبول ہیں۔

۲۵۱۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن هِشامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن زَيْنَبَ عن اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال اِنكم تَختَصِمُونَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلحَنُ بِحُجَّتِهِ مِن بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا بِقولِهِ فَاِنَّما اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فلا ياخُذْهَا. ﴾

ترجمہ | حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس جھگڑتے آتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض تم میں سے دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے، (قوت بیان بڑھ کر رکھتا ہے) پھر میں (غلطی سے) اگر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو وہ اس کو نہ لے اس لئے کہ اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ بعض حضرات نے تو اس باب کے تحت اس حدیث کو بے محل قرار دیا اور مناسبت سے انکار کر دیا، لیکن علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ مطابقت و مناسبت کی یہ صورت ہے کہ جب دو آدمی یا چند آدمی کسی چیز کے بارے میں جھگڑا کریں گے (مقدمہ کریں گے) تو ظاہر یہی ہے کہ دونوں فریق کے پاس حجت و دلیل ہوگی اور اس میں بعض چرب زبان اور قوت بیان میں بڑھ کر ہوگا اور یہ صورت اسی وقت ہوگی جبکہ یمین کے بعد بینہ قائم کرنا درست ہو۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳٦۸، ومر الحديث ص ۳۳۲، وياتى الحديث ص ۱۰۳۰، وص ۱۰٦۲، وص ۱۰٦۴، وص ۱۰٦۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید اور ابن ابی لیلیٰ و اہل ظواہر کا رد ہے۔ بیان مذاہب پڑھیے۔

مسئلہ حدیث ۲۳۰۴ میں گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ باب ۱۶۷۳ مَنْ اَمَرَ بِاِنْجَازِ الوَعْدِ ﴾

وَفَعَلَهُ الحَسَنُ وَذَكَرَ اسمَاعِيلَ اِنَّه كَانَ صَادِقَ الوَعْدِ وَقَضَى ابنُ الاَشْوَعِ بِالوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدبٍ وَقَالَ المِسْوَرُ بنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فقال وَعَدَنِى فَوَفَانِى قال ابو عبدِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُ اِسْحَاقَ بنَ اِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابنِ اَشْوَعَ.

جن لوگوں نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا

اور اسے حسن بصریؒ نے کیا اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مریم میں) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ وعدہ کے سچے تھے، اور سعید بن اشوع نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا اور اس کو حضرت سمرہ بن جندبؓ سے ذکر کیا (یعنی نقل کیا) اور حضرت مسور بن مخرمہؓ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ ﷺ نے اپنے ایک داماد (ابوالعاص بن ربیع حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے خاوند) کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس نے جو وعدہ مجھ سے کیا وہ پورا کیا (مطلب یہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نے ابوالعاص سے فرمایا کہ زینب کو مدینہ بھیج دو تو اس نے وعدہ کرلیا اور مدینہ پہونچا کر پھر مکہ واپس چلا گیا یعنی ابوالعاص نے وعدہ پورا کیا)

قال ابو عبداللہ: امام بخاریؒ نے کہا کہ میں نے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کو دیکھا کہ ایفائے وعدہ پر ابن اشوع کی حدیث کو حجت مانتے (یعنی حضرت سمرہ بن جندبؓ سے جو مروی ہے بخاریؒ وعدے کو پورا کرنے کے وجوب پر دلیل لیتے۔)

تشریح **وفعله الحسن**: اس میں دوسرا نسخہ ہے کہ فعل مصدر اور الحسن صفت مشبہ کا صیغہ ای فِعْلُه الحَسَن یعنی وعدہ پورا کرنا اچھا ہے۔

وذکر اسماعیل: اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وعدہ کے سچے تھے آپ نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک تو آئے میں اسی جگہ رہوں گا کہتے ہیں کہ وہ ایک برس نہ آیا یہ وہیں رہے یعنی وعدہ پر قائم رہے۔

۲۵۱۲﴿ حَدَّثَنَا اِبراهِيمُ بنُ حَمْزَةَ حدثنا اِبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن صالحٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَه قال اَخْبَرَنِى اَبُوسُفيانَ اَنَّ هِرَقْلَ قال لَهُ سَاَلْتُكَ مَاذَا يَاْمُرُكُمْ فَزَعَمتَ اَنَّه اَمَرَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالعَفَافِ وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ وَاَدَاءِ الاَمَانَةِ قال وَهٰذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے مجھ سے بیان کیا کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے اس (ابوسفیان) سے کہا میں نے تم سے پوچھا کہ یہ پیغمبر تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تو نے کہا کہ انہوں نے حکم دیا ہے نماز کا اور سچ بولنے اور پاکدامنی (یعنی حرام کاری سے بچنے) کا اور وعدہ پورا کرنے اور امانت کو ادا کرنے کا، ہرقل نے کہا اور پیغمبر کی یہی صفت ہوتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والوفاء بالعهد".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۶۸، ومر الحديث مفصلاً ص ۴، وص ۱۳، ویاتی ص ۴۱۲، وغیرہ۔

۲۵۱۳﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا اِسْمَاعِيْلُ بنُ جَعْفَرٍ عن اَبِى سُهَيْلٍ نافِعِ بنِ مالِكِ بنِ اَبِى عَامِرٍ عن اَبِيْهِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال آيَةُ المُنافِقِ ثلاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤتُمِنَ خانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی علامت تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "واذا وعد اخلف".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۶۸ تا ص ۳۶۹، ومر الحديث ص ۱۰، ویاتی الحديث ص ۳۸۴، وص ۹۰۰، ومسلم کتاب الایمان۔

۲۵۱۴﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بنُ مُوسٰى حدثنا هشامٌ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ حدثنى عَمْرُو بنُ دِيْنارٍ عن محمَّدِ بنِ عَلِيٍّ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال لَمَّا ماتَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم جاءَ اَبابَكْرٍ مالٌ مِن قِبَلِ العَلاءِ بنِ الحَضْرَمِيِّ فقال اَبُوبَكْرٍ مَنْ كانَ لَه عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم دَيْنٌ اَوْ كانتْ لَه قِبَلَه عِدَةٌ فلْيَاْتِنا قال جابرٌ فقلتُ وَعَدَنِى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَنْ يُعْطِيَنِى هٰكذا وَهٰكذا وَهٰكذا فبَسَطَ يَدَيْهِ ثلاثَ مَرَّاتٍ فقال جابرٌ فعَدَّ فى يَدِى خَمْسَ مِائةٍ ثمّ خَمْسَ مائةٍ ثمّ خَمْسَ مِائَةٍ.﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی اور علاء بن حضرمی (بحرین کے حاکم) نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس مال بھیجا تو ابوبکرؓ نے فرمایا جن لوگوں کا کچھ قرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو یا آپ ﷺ نے اس سے وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے (یعنی اپنا حق لے لے) جابرؓ نے کہا میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اتنا اتنا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا تین بار حضرت جابرؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا اور جابرؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو شمار کئے پھر پانچ سو، پھر پانچ سو (یعنی تین مرتبہ پانچ پانچ سو شمار کر کے دئے)۔

مطابقۃ للترجمۃ •طابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "او كانت له قبله عدة" اى وعد. وهذا لولا ان انجاز الوعد امر مرغوب مندوب اليه لما التزم ابوبكر بذلك بعد وفاة النبى ﷺ. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۹، ومر الحديث ص۳۰۶، وص۳۵۴، ويأتى ص۴۴۳، وص۴۴۸، وص۶۲۹۔

۲۵۱۵﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيمِ قال حدثنا سَعِيْدُ بنُ سُلَيمانَ حدثنا مَرْوَانُ بنُ شُجاعٍ عن سالِمٍ الاَفطَسِ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ قال سَاَلَنِى يَهُودِىٌّ مِنْ اَهْلِ الحِيْرَةِ اَىَّ الاَجَلَيْنِ قضٰى مُوسٰى قلتُ لااَدْرِى حتى اَقْدَمَ عَلٰى حَبْرِ العَرَبِ فاَسْاَلَهُ فقَدِمْتُ فَسَاَلْتُ ابنَ عباسٍ فقال قضٰى اَكْثَرَهُمَا وَاَطْيَبَهُما اِنَّ رسولَ الله ﷺ اِذَا قالَ فَعلَ.﴾

ترجمہ سعید بن جبیرؒ نے کہا حیرہ (بکسر الحاء وسکون الیاء، عراق کی ایک مشہور بستی ہے) کے ایک یہودی نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میعادوں میں سے کونسی میعاد پوری کی تھی؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں میں عرب کے عالم کے پاس جاؤں گا تو ان سے پوچھوں گا پھر میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور پوچھا انہوں نے فرمایا لمبی میعاد اور عمدہ میعاد (یعنی دس سال کی مدت جو شعیب علیہ السلام کو پسند تھی پوری کی) اللہ کے رسول جو کہتے ہیں کرتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا قال فعل" لان رسول الله صلى الله عليه وسلم اما موسى او غيره على ماذكره من محاسن اخلاقه من انجاز وعده وكذا اى رسول كان لان وعدهم صادق لا خلاف عندهم. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ وعدے کو پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب اور باب کے تحت ذکر کردہ احادیث سے ظاہر ہے حدیث ۲۵۱۳ میں تو وعدہ خلافی منافق کی علامت قرار دی گئی۔

تشریح جمہور علماء وائمہ کے نزدیک وعدہ پورا کرنا فرض وواجب نہیں ہے البتہ مکارم اخلاق میں سے ہے اور مستحب ومندوب ہے جب کہ ممنوع شئی کا نہ ہو۔

لیکن امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان یہ ہے کہ وعدہ کو پورا کرنا واجب ہے۔ واللہ اعلم

حدیث ۲۵۱۵ / حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی خانقاہ میں پہونچنے کے قصہ کے لئے سورہ قصص کا مطالعہ کیجئے۔

﴿ بَابٌ (۱۶۷۴) لايُسْاَلُ اَهْلُ الشِّرْكِ عنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا ﴾

وقال الشَّعْبِىُّ لاتَجُوزُ شَهَادَةُ اَهلِ المِلَلِ بَعْضِهِمْ على بَعْضٍ لِقَولِه تعالىٰ فَاَغْرَيْنَا

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ وقال ابوهُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لاتُصَدِّقُوا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وقُولُوا آمَنَّ بِاللّٰهِ وَمَاأُنْزِلَ الآيَة.

مشرکین سے شہادت وغیرہ کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا

(یعنی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوگی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اختلف العلماء فی ذلک فعند الجمهور لاتقبل شهادتهم اصلاً الخ (عمدہ) یعنی مشرکوں کی گواہی مطلقاً مقبول نہیں، نہ مسلمانوں کے حق میں، نہ مشرکوں پر، ۱۲ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز، شعبی، نافع، حماد، اور وکیع کے نزدیک ان کے ہم مذہب کے حق میں یعنی مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر قبول ہوگی وبه قال ابوحنيفةؒ. (عمدہ)

وقال الشعبي: اور عامر شعبی نے کہا مشرکوں میں ایک مذہب والوں کی گواہی دوسرے مذہب والوں پر قبول نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے (سورہ مائدہ میں) ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔

وقال ابوهريرةؓ: اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب اور یہ کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو حکم ہم پر نازل ہوا الخ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کی شہادت مقبول نہیں یعنی اہل کتاب کی شہادت مسلمانوں کے برخلاف مقبول نہیں۔ وباقی ص ۱۰۹۴۔

۲۵۱۶﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بنُ بُكَيْرٍ حدثنا اللَّيْثُ عن يُونُسَ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عباسٍ قال يامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كيفَ تَسْأَلُونَ اهلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِى اُنْزِلَ عَلٰى نَبِيِّهِ اَحْدَثُ الاَخْبَارِ بِاللّٰهِ تَقْرَؤُنَهُ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ اَنَّ اَهْلَ الكِتَابِ بَدَّلُوا مَاكَتَبَ اللّٰهُ وَغَيَّرُوا بِاَيْدِيْهِمُ الكِتَابَ فقالوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا به ثَمَنًا قَلِيْلًا اَفَلا يَنْهَاكُمْ مَاجَاءَكُمْ مِنَ العِلْمِ عن مَسْأَلَتِهِمْ وَلَا وَاللّٰهِ مَارَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عنِ الَّذِى اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے (دین کی باتیں) کیسے پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری وہ کتاب جو نبی ﷺ پر نازل کی گئی ہے (قرآن مجید) اللہ کی طرف سے آنے والی خبروں میں سب سے نئی ہے (یعنی اللہ کی سب کتابوں کے بعد آنے والی ہے اس میں کوئی تحریف وتبدیلی نہیں ہوئی ہے) جس کو تم پڑھتے ہو اس میں کوئی آمیزش نہیں اور (اسی کتاب میں) اللہ نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کے لکھے کو بدل ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اس میں تغیر کر دیا ہے پھر کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض معمولی قیمت (یعنی دنیا کا مال) حاصل کریں جو علم تمہارے پاس آیا ہے کیا وہ تم کو اہل کتاب سے پوچھنے کو منع نہیں کرتا ہے؟ اور (تعجب تو یہ ہے) قسم خدا کی ہم نے ان

میں سے (یعنی اہل کتاب میں سے) کسی شخص کو کبھی نہیں دیکھا کہ تم پر جو نازل ہوا ہے اس کو تم سے پوچھیں۔

(مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن حکیم کے مضمون تم سے نہیں پوچھتے حالانکہ قرآن حکیم آخری کتاب ہے جو قیامت تک منسوخ نہیں ہوگی اور اس میں کچھ تغیر وتبدل بھی نہیں ہوا بالکل محفوظ ہے جب اہل کتاب ایسی کتاب کی قدر نہیں کرتے اور اپنی محرف کتابوں پر نازاں رہ کر تم سے کوئی بات دریافت نہیں کرتے تو تم کو کیا خبط سوار ہوا ہے کہ ان سے دین کی باتیں پوچھتے ہو، دیکھو تمہاری شریعت میں سب کچھ موجود ہے اس پر عمل کرو ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه الرد عن مسئلة اهل الكتاب لان اخبارهم لاتقبل لكونهم بدلوا الكتاب بايديهم فاذا لم يقبل اخبارهم لاتقبل شهادتهم بالطريق الاولى لان باب الشهادة اضيق من باب الرواية. یعنی جب اہل کتاب کی خبر معتبر نہیں تو شہادت بدرجہ اولی معتبر نہیں کیونکہ شہادت بہ نسبت خبر کے زیادہ وقیع ہے۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۹، ویاتی ص ۱۰۹۴، وص ۱۱۲۲۔

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مشرکوں کی شہادت مطلقاً مقبول نہیں نہ مسلمانوں کے حق میں اور نہ مشرکوں پر۔

تشریح: مسئلہ مختلف فیہ ہے جیسا کہ باب کے تحت علامہ عینیؒ کا قول گذر چکا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک مشرکوں کی شہادت مشرکوں پر قبول ہوگی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو چار یہودیوں کی شہادت پر رجم کیا۔

﴿ بابُ ۱۶۷۵ القُرْعَةِ فی المُشْكِلاتِ ﴾

مشکلات میں قرعہ ڈالنے کا بیان

(یا مشکلات کی وجہ سے قرعہ ڈالنے کا بیان)

وقولِهِ عزّ وجلّ "اِذْ يُلْقُونَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ" وقال ابنُ عباسٍ اقْتَرَعُوا فجرَتِ الاَقْلامُ مَعَ الجِرْيَةِ وعالَ قَلَمُ زَكَرِياء الجِرْيَةَ "فكفَلَهَا زَكَرِيَّا" وقولِهِ فسَاهَمَ اَقْرَعَ "فكان مِنَ المُدْحَضِينَ" يعنى مِنَ المَسْهُومِينَ وقال ابوهُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَرَضَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم على قومِ اليَمِيْنِ فاَسرَعُوا فَاَمَرَ اَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ اَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "جب لوگ اپنے اپنے قلموں کو ڈالنے لگے کہ کون مریم کی کفالت کریگا"۔

(آل عمران)

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ان لوگوں نے قرعہ اندازی کی تو سب قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گئے اور حضرت زکریاؑ کا قلم بہاؤ کے اوپر ہو گیا اس لئے حضرت زکریاؑ نے مریم کو اپنی کفالت (پرورش) میں لے لیا (تفصیل کے لئے آل عمران کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ والصافات میں) فساھم فکان من المدحضین پھر قرعہ ڈلوایا تو (حضرت یونسؑ) ہار جانے والوں میں یعنی خطاوار نکلے (وہ دریا میں پھینک دیئے گئے)

وقال ابو ھریرۃ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے چند لوگوں کو قسم کھانے کا حکم دیا وہ لوگ جلدی کرنے لگے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قرعہ اندازی کرو کہ پہلے کون قسم کھائے۔ (یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ص ۳۶۷)

۲۵۱۷ ﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ حدثنا اَبِی حدثنا الاَعْمَشُ حدثنی الشَّعْبِیُّ اَنَّه سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يقولُ قال النبیُّ ﷺ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِی حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيها مَثَلُ قومٍ اسْتَهَمُوا سَفِيْنَةً فصارَ بَعْضُهُمْ فِی اَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِی اَعْلاهَا فكانَ الَّذِيْنَ فِی اَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالماءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِی اَعْلاهَا فَتَاَذَّوْا بِهِ فاَخَذَ فاسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فاَتَوْهُ فقالوا مَالَكَ؟ قال تَاَذَّيْتُمْ بِی وَلا بُدَّ لِی مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْهُ اَهْلَكُوْهُ وَاَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ. ﴾

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے حدود میں (یعنی گناہوں پر) سکوت کرنے والے ہیں اور گناہوں میں گھسنے والے ہیں ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی میں سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی پھر کچھ لوگ تو کشتی کے نیچے کے درجہ میں رہے اور کچھ لوگ اوپر کے درجے میں، اب نیچے کی منزل والے پانی لے کر اوپر کی منزل والوں پر آنے جانے لگے ان کو تکلیف ہوئی آخر نیچے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑی لی اور کشتی کے نیچے سوراخ کرنے لگا (تاکہ پانی کے لئے اوپر نہ جانا پڑے نیچے ہی سے پانی لے لیں) یہ حال دیکھ کر اوپر والے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ارے یہ کیا غضب کر رہا ہے، وہ کہنے لگا تم لوگوں کو میرے آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا ضروری ہے اب اگر کشتی والے اس کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ بھی بچے اور خود بھی بچ جائیں گے اور اگر چھوڑ دیا (یعنی اوپر والے نے سوراخ کرنے دیا) تو ان کو بھی ہلاک کیا اور خود کو بھی (یعنی سب کے سب ڈوب کر مریں گے نہ نیچے والا بچے گا اور نہ اوپر والا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "استهموا سفينة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۶۹، ومر الحديث ص ۳۳۹۔

۲۵۱۸ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ حدثنی خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ الْاَنصارِیُّ اَنَّ اُمَّ الْعَلاءِ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِمْ قد بَايَعَتِ النبیَّ صلى الله عليه وسلم اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عثمانَ

بنَ مَظْعُونٍ طارَ لَهُمْ سَهْمُهُ في السُكنٰى حِينَ اَقْرَعَتِ الاَنْصارُ سُكنٰى المُهَاجِرِيْنَ قالتْ اُمُّ العَلاءِ فَسَكَنَ عِندَنَا عُثمانُ بنُ مَظْعُونٍ فاشْتَكٰى فمَرَّضناهُ حتى اِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلنَاهُ في ثِيَابِه دَخَلَ علينا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقلتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَاالسَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقد اَكْرَمَكَ الله فقال لِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَمايُدْرِيْكِ اَنَّ اللهَ اَكْرَمَهُ فقلتُ لَااَدْرِي بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي يارسولَ الله فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَمّا عثمانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللّٰهِ اليَقِيْنُ وَاِنِّي لَاَرْجُو لَهُ الخَيْرَ وَاللّٰهِ مَااَدْرِي وَاَنَا رسولُ الله مايُفْعَلُ بِهِ قالتْ فَوَاللّٰهِ لااُزَكِّي اَحَدًا بَعْدَهُ اَبَدًا وَاَحْزَنَنِي ذٰلِكَ قالتْ فَنِمْتُ فَاُرِيْتُ لِعُثمانَ عَيْنًا تَجْرِي فَجِئْتُ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فَاَخْبَرْتُهُ فقال ذٰلِكَ عَمَلُهُ.﴾

ترجمہ خارجہ بن زید انصاری نے بیان کیا کہ ام علاء انصار کی ایک عورت تھی اس نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی اس نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کے رہنے کے لئے قرعہ ڈالا (ہر ایک انصاری نے ایک مہاجر کو قرعہ ڈال کر اپنے پاس رہنے کو جگہ دی تو عثمان بن مظعون کا قرعہ ام علاء کے گھر پر آیا وہ ام علاء کے پاس جا کر رہے) عثمان بن مظعون کا قرعہ ہمارے نام پر نکلا وہ ہمارے پاس رہے (اتفاق سے) بیمار ہو گئے تو ہم نے ان کی تیمارداری کی جب ان کا انتقال ہو گیا اور ہم نے ان کو (غسل دے کر) کفن پہنایا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میں کہنے لگی ابو السائب (عثمان بن مظعون کی کنیت ہے) تم پر اللہ کی رحمت ہو میں اس بات کی شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے آپ کو عزت دی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کو عزت دی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے معلوم نہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان بن مظعون خدا کی قسم اس پر یقین آچکا (یعنی موت آچکی) اور مجھے اس کے بھلائی کی امید ہے خدا کی قسم یقین سے میں بھی نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ عثمان کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ ام علاء نے کہا خدا کی قسم میں عثمان کے بعد اب کسی کی تعریف کبھی نہیں کروں گی اور مجھ کو آپ ﷺ کے اس ارشاد نے غم میں ڈال دیا ام علاء نے بیان کیا کہ میں سو گئی اور خواب میں دیکھا کہ عثمان کے لئے ایک چشمہ جاری ہے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس کا نیک عمل ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۶۹ تا ص۳۷۰، ومر الحديث ص۱۶۶، ويأتي الحديث ص۵۵۹، وص۱۰۳۷، وص۱۰۳۹۔

۲۵۱۹﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ

عن عائِشَةَ قالتْ كانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم إذَا أرَادَ سفَرًا أقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فأيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِها مَعَهُ وكانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَاةٍ مِنْهُنَّ يَومَهَا وَلَيْلَتَها غَيْرَ أنَّ سَوْدَةَ ابنتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَومَهَا وَلَيْلَتَها لِعَائِشَةَ زوجِ النبيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذلكَ رِضا رسولِ الله صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جانا چاہتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر جس کے نام قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے کر سفر میں نکلتے اور ان ازواج میں سے ہر ایک کے پاس باری باری ایک دن ایک رات رہتے صرف حضرت سودہؓ بنت زمعہؓ نے اپنی باری کا دن رات نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دیا تھا اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ خوش ہو جائیں (اور طلاق نہ دیں)

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۰، ومر الحديث ص ۳۵۳، وص ۳۵۹، وص ۳۶۳ بطوله، وياتى الحديث ص ۴۰۳۔

۲۵۲۰ حَدَّثَنَا إسْماعِيلُ حدثنى مالِكٌ عن سُمَيٍّ مَولى أبى بَكرٍ عن أبى صَالِحٍ عن أبى هُرَيْرَةَ أنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لَوْيَعْلَمُ الناسُ مافى النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأوَّلِ ثمَّ لَمْ يَجِدُوا إلاَّ أنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مافى التَّهْجِيرِ لاَسْتَبَقُوا إلَيْهِ وَلَو يَعْلَمُونَ مَافِى العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوهُمَا وَلَو حَبْوًا.

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اور صف اول میں جو ثواب ہے اگر لوگ جانتے پھر قرعہ کے بغیر اس کو حاصل نہ کر سکتے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے اور اگر لوگ جانتے اس ثواب کو جو نماز کے لئے اول وقت جانے میں ہے تو ضرور سبقت کرتے اور اگر لوگ جانتے جو عشاء اور فجر کی جماعت میں شریک ہونے کا ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے جا کر شریک ہوتے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الا ان يستهموا عليه لاستهموا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۰، ومر الحديث ص ۸۶، وص ۹۰، قوله ولو يعلمون مافى العتمة والصبح لاتوهما ولو حبواً. طرف من حديث مر ص ۹۰۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ عند الضرورت قطع نزاع کے لئے قرعہ اندازی جائز و درست ہے نیز اگلی شریعتوں میں بھی قرعہ اندازی مشروع تھی جیسا کہ حضرت مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کے ذریعہ مسئلہ حل کیا گیا اور اس باب کی تمام حدیثیں گذری ہوئی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الصُّلْح

صلح کا بیان

﴿ بَابُ ۱۶۷۶ مَاجَاءَ فِى الإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ ﴾

وقولِ اللّٰهِ تعالىٰ "لاخَيْرَ فِى كَثِيْرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَن اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ اَوْ اِصلاحٍ بَيْنَ النَّاسِ" الأيه وخُرُوج الاِمَامِ اِلى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِاَصْحَابِهِ.

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان "لوگوں کے اکثر سرگوشیوں میں بھلائی نہیں سوائے اس کے جو صدقہ کا حکم کرے یا اچھے کام کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا۔ الآیہ (سورہ نساء آیت ۱۱۴) اور امام کا (حاکم کا) اپنے اصحاب کے ساتھ اختلاف کی جگہوں پر جانا تاکہ لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔

مختصر تشریح والصلح لغة قطع النزاع (قس) یعنی صلح کہتے ہیں جھگڑا مٹانے کو، اور وہ ہر حال میں درست ہے، امام بخاریؒ کا مقصد اس آیت مبارکہ کے نقل سے اصلاح بین الناس یعنی صلح کرانے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ امام بخاریؒ نے صلح کی فضیلت میں اسی آیت پر اکتفاء کیا شاید ان کو کوئی صحیح حدیث اس باب میں اپنی شرط پر نہ ملی۔

امام احمدؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً نقل کیا عن ابی الدرداءؓ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصلوة والصدقة؟ قالوا "بلیٰ" قالَ اصلاح ذات البین هی الحالقة (رواہ احمد، قس)

۲۵۲۱﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بنُ اَبِى مَرْيَمَ حدثنا اَبُوغَسَّانَ حَدَّثَنِى اَبُوحَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ اَنَّ اُنَاسًا مِن بَنِى عَمْرِو بنِ عَوفٍ كانَ بَيْنَهُمْ شَئٌ فخرجَ اِلَيْهِمِ النبىُّ ﷺ فى اُنَاسٍ مِن اَصْحابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُم فحضَرَتِ الصَّلوٰةُ وَلم يَاتِ النبىُّ ﷺ فَاذَّنَ بِلالٌ بِالصَّلوٰةِ وَلَمْ

بات النبیﷺ فجاء الی ابی بکر فقال ان النبیﷺ حبس وقد حضرت الصلوٰۃ فهل لك ان تؤم الناس فقال نعم ان شئت فاقام الصلوٰۃ فتقدم ابوبکر ثم جاء النبیﷺ یمشی فی الصفوف حتی قام فی الصف الاول فاخذ الناس فی التصفیح حتی اکثروا وکان ابوبکر لایکاد یلتفت فی الصلوٰۃ فالتفت فاذا هو بالنبیﷺ وراءه فاشار الیه بیده فامره ان یصلی کما هو فرفع ابوبکر یدیه فحمد الله ثم رجع القهقری وراءه حتی دخل فی الصف فتقدم النبیﷺ فصلی بالناس فلما فرغ اقبل علی الناس فقال یاایها الناس اذا نابکم شیء فی صلوٰتکم اخذتم بالتصفیح انما التصفیح للنساء من نابه شیء فی صلوٰته فلیقل سبحان الله سبحان الله فانه لایسمعه احد الا التفت یاابابکر مامنعك حین اشرت الیك لم تصل بالناس؟ فقال ماکان ینبغی لابن ابی قحافة ان یصلی بین یدی النبیﷺ.

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف (انصار کے ایک قبیلے) میں کچھ تکرار ہوئی (وہ قبا میں رہتے تھے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب (ابی بن کعب سہیل بن بیضاءؓ) کو ساتھ لے کر صلح (ملاپ) کرانے کو تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت (عصر کا وقت) آ گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (قبا سے) تشریف نہیں لا سکے، حضرت بلالؓ نے نماز کی اذان دی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو (قبا میں) رک گئے اور نماز کا وقت آ گیا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہاں (پڑھا دوں گا) اگر تم چاہو پھر بلالؓ نے تکبیر کہی اور ابوبکرؓ آگے بڑھے (نماز شروع کر دی) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ ﷺ صفیں چیرتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بہت بجانا شروع کیں اور حضرت ابوبکرؓ نماز میں ادھر ادھر نگاہ نہیں کرتے تھے جب بہت تالیاں دی گئیں تو انہوں نے نگاہ کی دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے کھڑے ہیں تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو اشارہ کیا اور نماز پڑھانے کا حکم دیا حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا پھر الٹے پاؤں لوٹ کر صف میں آ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو! جب نماز میں تم کو کوئی بات پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانے لگتے ہو تالیاں بجانا تو عورتوں کے لئے ہے جس کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آئے تو سبحان اللہ کہے یہ سن کر ہر ایک نگاہ کرے گا (پھر فرمایا) اے ابوبکر! میں نے تم کو اشارہ کیا تم کیوں نہیں نماز پڑھاتے رہے؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے مناسب نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔ (یعنی امامت کرے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه في الاصلاح بين الناس ولاسيما للجزء الاخير من الترجمة وهو قوله وخروج الامام ومطابقته له صريح في قوله فخرج اليهم النبي ﷺ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ٣٧٠، ومر الحديث ص ٩٤، وص ١٦٠، وص ١٦٢، وص ١٦٥، وياتي الحديث ص ١٠٦٦، وابو داؤد ص ١٣٥ تا ص ١٣٦، واخرجه النسائي ايضاً.

اس حدیث کی مفصل تحقیق و تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد سوم ص ۳۱۷ تا ص ۳۱۸۔

۲۵۲۲ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا مُعْتَمِرٌ قال سَمِعْتُ اَبِي اَنَّ اَنَسًا قال قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَوْاَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ اُبَيّ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ ارضٌ سَبِخَةٌ لَمَّا اَتَاهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قال اِلَيْكَ عَنِّي وَاللّٰهِ لَقَد آذاني نَتْنُ حِمَارِكَ فقال رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْهُم وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِن قومِهِ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَصْحَابُهُ فكانَ بَيْنَهُمَ ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالْاَيْدِي وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا اَنَّها نَزَلَتْ "وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوا فَاَصْلِحُوا بَيْنَهُما" (الحجرات) قال ابو عبدِ اللّٰهِ هذا مِمَّا انْتَخَبْتُ مِن مُسَدَّدٍ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ وَيُحَدِّثَ. ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں تو بہتر ہے یہ سن کر نبی اکرم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر چلے اور مسلمان پیدل حضور ﷺ کے ساتھ چلے اور وہ شور زمین (کھاری) تھی جب نبی اکرم ﷺ اس کے یہاں پہونچے تو اس نے کہا ہم سے دور رہ، واللہ تیرے گدھے کی بدبو نے مجھ کو ایذا (تکلیف) پہنچائی یہ سن کر انہیں میں سے ایک انصاری (حضرت عبداللہ بن رواحہؓ) نے کہا خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے اس پر عبداللہ کی قوم کے ایک شخص کو غصہ آ گیا دونوں گالی گلوچ کرنے لگے پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھی غضبناک ہو گئے اور ان دونوں کے درمیان چھڑی اور ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہونے لگی حضرت انسؓ نے کہا کہ ہم کو یہ خبر پہونچی کہ یہ آیت نازل ہوئی "وان طائفتان الخ" (سورہ حجرات) اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو الخ۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے جو میں نے مسدد سے منتخب کیا ہے قبل اس کے کہ وہ بیٹھیں اور حدیث بیان کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم خرج الى موضع فيه عبدالله بن ابى بن سلول ليدعوه الى الاسلام وكان ذلك في اول قدومه المدينة اذ التبليغ فرض عليه

وكان يرجو ان يسلم من وراله باسلامه لرياسته فى قومه وقد كان اهل المدينة عزموا ان يتوجوه بتاج الامارة للملك وكان خروجه ﷺ فى نفس الامر من اعظم الاصلاح فيهم. (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۰ تا ص ۳۷۱۔

تشریح عبداللہ بن ابی خزرج کا سردار تھا مدینہ والے اس کو بادشاہ بنانے کو تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ معاملہ ملتوی رہا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو یہ رائے دی کہ اگر آپ اس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اس کی دلجوئی ہوگی اور بہت سے لوگ اسلام قبول کریں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ تشریف لے گئے کیونکہ تبلیغ آپ ﷺ پر فرض تھی۔

مگر اس مغرور مردود نے جواب آپ کو بہت نفیس مزاج سمجھتا تھا آپ ﷺ کے گدھے کو بدبودار کہا آپ ﷺ کی سواری کا گدھا اس مردود سے کہیں زیادہ معطر اور خوشبودار تھا یہ خوشبو ایمان والوں کو معلوم ہوتی ہے کافر مردود خود گندے ہیں ان کو خوشبو کی کیا قدر۔ عبداللہ بن ابی کی مثال وہی ہے کہ ایک بھنگی (پاخانہ صاف کرنے والا) عطار کی دوکان پر گذرا اور خوشبو سے بے ہوش ہو گیا لوگوں نے بہت کچھ دوائیں کیں اس کو ہوش نہ آیا آخر ایک بھنگی پہنچا اور ایک سڑے بدبودار چمڑے کی بدبو سنگھائی تو ہوش آ گیا۔

اشکال: آیت کریمہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر مسلمان کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو مگر یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ آیت تو مسلمانوں کے بارے میں ہے اور عبداللہ بن ابی کے ساتھی اس وقت تک کافر تھے؟

جواب: قسطلانیؒ نے کہا کہ ابن عباسؓ کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے کچھ ساتھی مسلمان ہو چکے تھے مگر صرف قومی و برادری کی حمیت میں مسلمانوں سے لڑ پڑے تھے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۶۷۷ لَيْسَ الكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ ﴾

وہ جھوٹا نہیں (یعنی جھوٹ بولنے کا اس کو گناہ نہیں) جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے

شیخ سعدیؒ: شاید شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں اسی باب کی حدیث سے استنباط کیا ہے:۔

"دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز"

۲۵۲۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا ابراهيمُ بنُ سَعْدٍ عن صالحٍ عن ابنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بنَ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّهُ اُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا اَوْ يقولُ خَيْرًا. ﴾

ترجمہ ام کلثوم بنت عقبہ نے بیان کیا کہ انہوں نے (یعنی میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی بات بتائے یا اچھی بات کہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۱، واخرجه مسلم وابو داؤد في الادب.

مقصد | امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بعض حالات میں جھوٹ کی اجازت ہے جہاں مصلحت ہو، یا جہاں لڑائی جھگڑا بند کر کے میل ملاپ کرانا مقصود ہو، ۲- جھوٹ سے مراد اگر توریہ ہو تو مطلقاً جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۶۷۸ قَوْلِ الإمَامِ لِأَصْحَابِهِ اِذْهَبُوا بِنا نُصْلِحُ ﴾

امام (حاکم) کا اپنے اصحاب سے کہنا کہ ہمیں لے چلو، ہم صلح کرا دیں

۲۵۲۴ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ حدثنا عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ اللّٰهِ الاُوَيْسِيُّ واِسْحَاقُ بنُ محمَّدِ الفَرْوِيُّ قالا حدثنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن اَبِى حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ اَنَّ اَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حتى تَرَامَوا بِالْحِجَارَةِ فَاُخْبِرَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بِذٰلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوا بِنا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ. ﴾

ترجمہ | حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ قباء کے لوگ آپس میں لڑ پڑے یہاں تک کہ دونوں طرف سے پتھر چلنے لگے، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا ہم کو (ان کے پاس) لے چلو کہ ہم ان کے درمیان صلح کرا دیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۱، ومر الحديث ص ۹۴، وص ۱۶۰، وص ۱۶۲، وص ۱۶۵، وص ۳۷۰، ويأتي الحديث ص ۱۰۶۶۔

مقصد | امام بخاری کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ اگرچہ اصل قانون تو یہی ہے کہ جھگڑنے والے خود امیر و حاکم کے پاس مقدمہ لے جائیں لیکن اگر خود امیر و حاکم صلح کرانے کے لئے جائیں تو جائز ہے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

﴿ باب ۱۶۷۹ قَوْلِ اللّٰهِ تعالىٰ اَنْ يَصَّالَحا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء میں) زوجین آپس میں صلح کر لیں، اور صلح بہتر ہے

(تفسیر و توضیح کے لئے سورہ نساء آیت ۱۲۸ کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے)

۲۵۲۵ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ "وَاِنِ

امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا اَوْ اِعْرَاضًا" قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرٰى مِنَ امْرَأَتِهِ مَالَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا اَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ اَمْسِكْنِي وَاقْسِمْ لِي مَاشِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَاسَ اِذَا تَرَاضَيَا.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے "اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی یا بے التفاتی سے ڈرے الخ (مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت بوڑھی ہوگئی ہو یا کالی بدصورت ہو اور عورت کو قرائن سے معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دینا چاہتا ہے یا دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں الخ)

قالت ھو الرجل الخ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا مراد وہ مرد (شوہر) ہے جو اپنی عورت میں بوڑھاپا یا اسکے علاوہ بدصورتی دیکھے جو اس کو پسند نہیں اور اس عورت سے جدا ہونا چاہتا ہے تو وہ عورت کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دو (یعنی طلاق مت دے) اور جو تیرا جی چاہے وہ میرے لئے مقرر کردے (یعنی عورت اپنا نفقہ اور باری کم کردے اور مرد اس کو اپنے نکاح میں رہنے دے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر دونوں راضی ہوجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لان ھذا الحدیث تفسیر عائشۃؓ ھذہ الآیۃ التی فی الترجمۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۷۱، ومر الحدیث ص ۳۳۱، ویاتی ص ۶۶۲، وص ۷۸۴۔

مقصد مقصد یہ بتلانا ہے کہ زوجین میں فرقت وخصومت سے مصالحت بہتر ہے اگر ممکن ہو۔ واللہ اعلم

﴿بَابٌ ۱۶۸۰ اِذَا اصْطَلَحُوا عَلٰى صُلْحِ جَوْرٍ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ﴾

جب غیر مشروع بات پر (ظلم کی بات پر) صلح کرلیں تو وہ لغو (یعنی قابلِ رد) ہے

تشریح صلحِ جورٍ اگر "صلح" بالتنوین ہو تو موصوف صفت ہوگی۔ اور یہ بھی جائز و درست ہے کہ جور مضاف الیہ ہو یعنی صُلحِ جورٍ.

۲۵۲۶﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ اِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهِ فَقَالُوْا لِي عَلٰى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا اِنَّمَا عَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ

وَتَغْرِيْبُ عامٍ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الوَلِيْدَةُ وَالغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَااُنَيْسُ لِرَجُلٍ فاغْدُ عَلَى امْرَاَةِ هٰذا فَارْجُمْهَا فغدَا عَلَيْهَا اُنَيْسُ فَرَجَمَهَا۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ کی کتاب (یعنی حکم) کے موافق میرا فیصلہ کردیجئے اب اس کا مقابل کھڑا ہوا اور کہا اس نے سچ کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کردیجئے پھر اعرابی (دیہاتی) نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے پاس نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا تیرے بیٹے پر رجم (سنگسار) ہے تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان لوگوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر کا جلاوطن ہے (کیونکہ وہ محصن نہ تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کی کتاب کے موافق تمہارا فیصلہ ضرور کروں گا لونڈی اور بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس تک جلاوطن ہوگا (یعنی پردیس میں رہے گا) اور اے انیس! کل تو اس شخص کی عورت (بیوی) کے پاس جا اور اس کو رجم کر (اگر وہ عورت زنا کا اقرار کرلے) چنانچہ حضرت انیسؓ صبح کو (دوسرے دن) اس عورت کے پاس گئے اور اس کو رجم کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اما الوليدة والغنم فرد عليك" لانه فى معنى الصلح عما وجب على العسيف من الحد ولم يكن جائزا فى الشرع فكان جورا. (عمدہ)

(مطلب یہ ہے کہ عسیف یعنی نوکر کے باپ نے عورت کے خاوند سے جو ایک لونڈی اور سو بکریاں دے کر صلح کرلی تھی یہ صلح جور تھی یعنی خلاف شرع اور ناجائز تھی اس لئے حضور اقدس ﷺ نے رد کا حکم دیا معلوم ہوا کہ معاوضہ ناجائز کے عوض جو چیز لی جائے وہ واجب الرد ہے، پھیرنا واجب ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۱، ومر الحديث ص ۳۱۱، وص ۳۶۱، ويأتى الحديث ص ۳۷۶، وص ۹۸۱، وص ۱۰۰۸، وص ۱۰۱۰، وص ۱۰۱۱، وص ۱۰۱۳، وص ۱۰۶۸، وص ۱۰۷۸، مسلم ثانی ص ۶۹۔

۲۵۲۷﴿ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ محمَّدٍ حدثنا اِبْراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن اَبِيْهِ عنِ القاسِمِ بنِ محمدٍ عن عائِشَةَ قالتْ قالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ اَحْدَثَ فى اَمْرِنَا هٰذا مالَيْسَ مِنْهُ فهو رَدٌّ رواهُ عبدُ اللّٰهِ بنُ جَعْفَرٍ المَخْرَمِيُّ وعبدُ الواحِدِ بنُ اَبِى عَوْنٍ عن سَعْدِ بنِ اِبْراهِيْمَ۔﴾

ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے اس دین اسلام میں کوئی ایسی بات ایجاد کرے جو دین میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے یعنی لغو ناقابل قبول ہے۔ اس حدیث کو عبد اللہ

بن جعفر مخرمی اور عبد الواحد بن ابی عون نے بھی سعد بن ابراہیم سے روایت کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان من اصطلح على صلح جور فهو داخل فى معنى. یعنی جو صلح شرعی قانون کے خلاف ہو وہ لغو اور باطل ہے اور جب معاہد صلح باطل ٹھہرا تو جو معاوضہ کسی فریق نے لیا وہ واجب الرد ہوگا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۱، واخرجه مسلم فى الاقضية ج ۲/ص ۷۷، وابوداؤد فى السنة، وابوداؤد ثانی کتاب السنۃ ص ۶۳۵، ابن ماجہ ص ۳۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ شریعت کے خلاف کوئی کام ہو یا معاملہ نا قابل قبول و مردود ہے۔

تشریح باب کی دوسری حدیث ۲۵۲۷/ من احدث فى امرنا هذا ماليس منه فهو ردٌّ. رد مصدر بمعنی اسم مفعول مردود کے ہے، اى اطلاق المصدر على اسم المفعول.

امام نوویؒ فرماتے ہیں "وهذا الحديث قاعدة عظيمة من قواعد الاسلام وهو من جوامع كلمه صلى الله عليه وسلم فانه صريح فى رد كل البدع والمخترعات، وهذا الحديث مما ينبغى حفظه واستعماله فى ابطال المنكرات واشاعة الاستدلال به. (شرح نووی ص ۷۷)

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وهذا الحديث معدودٌ من اصول الاسلام وقاعدة من قواعده فان معناه من اخترع فى الدين مالا يشهد له اصل من اصوله فلايلتفت اليه. (فتح، ج ۵)

من احدث فى امرنا هذا: اس سے مراد دین ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے لہٰذا اس دین کی قید سے تمام دنیوی امور بدعت خارج ہوگئیں مثلاً ریل گاڑی، ہوائی جہاز اسی طرح کھانے پینے کی مختلف چیزیں بدعت سے خارج ہوگئیں کیونکہ یہ سب دنیوی چیزیں ہیں اور اس ریل و جہاز پر سوار ہونے کو کوئی بھی عبادت اور باعث ثواب نہیں جانتا بلکہ ضرورت سمجھ کر سوار ہوتا ہے۔

اسی طرح امر یعنی دین کی قید سے وہ رسومات و افعال جن کو لوگ دین اور کار ثواب سمجھ کر نہیں کرتے جیسے شادی کے موقع پر دولہا کو گھوڑے پر سوار کرنا بدعت نہیں البتہ جن رسوم کو دین اور کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں وہ بلاشبہ بدعت اور ناجائز ہے جیسے تیجہ، چالیسواں، اور قبروں کو چادر چڑھانا، عرس کرنا وغیرہ۔

ماليس منه: یعنی جو چیزیں دین میں سے نہ ہوں یعنی اصول شریعت (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس) ۲۔ خلفاء راشدین کے طریقہ۔ ۳۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال و آثار سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں، مزید تفصیل کے لئے فتح الملہم جلد ثانی ص ۴۰۷ کا مطالعہ کیجئے، نیز اردو زبان میں مولانا سرفراز خاں مدظلہ العالی کے رسائل کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

﴿ باب ۱۶۸۱ كَيفَ يُكتَبُ هٰذا ما صَالَحَ فُلانُ بنُ فُلانٍ وفُلانُ بنُ فلانٍ وإن لَم يَنسُبهُ إلى قَبِيلَتِهِ أو نَسَبِهِ ﴾

صلح نامہ کیسے لکھا جائے؟ (اس طرح لکھنا کافی ہے) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے صلح کی، اگرچہ قبیلے اور نسب کا ذکر نہ ہو

۲۵۲۸ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا غُندَرٌ حدثنا شُعبَةُ عن أبي إسحَاقَ قال سَمِعتُ البَرَاءَ بنَ عازِبٍ قال لَمَّا صَالَحَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم أهلَ الحُدَيبِيَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ رضي الله عنه بَينَهُم كِتابًا فَكَتَبَ محمَّدٌ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال المُشرِكُونَ لاتَكتُب محمَّدٌ رسولُ الله لَو كُنتَ رَسُولاً لَم نُقاتِلكَ فقال لِعَلِيٍّ امحُهُ قال عَلِيٌّ ماأنا بالَّذِي أمحَاهُ فَمَحَاهُ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ وَصَالَحَهُم على أن يَدخُلَ هُوَ وَأصحابُهُ ثَلاثَةَ أيامٍ وَلايَدخُلُوهَا إلا بِجُلُبَّانِ السِّلاحِ فَسَألُوهُ مَاجُلُبَّانُ السِّلاحِ قال القِرَابُ بِمَا فِيهِ. ﴾

ترجمہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تو حضرت علیؓ نے ان کے درمیان ایک مکتوب (صلح نامہ) لکھا تو انہوں نے لکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیبیہ والوں سے ان شرطوں پر صلح کی) تو مشرکین کہنے لگے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ لکھئے اگر آپ ہمارے نزدیک) اللہ کے رسول ہوتے تو ہم آپ سے جنگ نہیں کرتے، آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس لفظ رسول اللہ کو مٹا دے حضرت علیؓ نے عرض کیا "میں اس کو نہیں مٹاؤں گا" (حضرت علیؓ نے یہ جملہ بطور عدول حکمی نہیں کہا بلکہ قوت ایمانیہ کے جوش سے ان سے یہ نہیں ہوسکا کہ آپ ﷺ کی رسالت جو سراسر حق اور صحیح تھی اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائیں اور حضرت علیؓ یہ سمجھ چکے تھے کہ آپ ﷺ کا یہ حکم بطور حکم کے نہیں ہے)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے رسول اللہ کا لفظ مٹایا (بعض روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے رسول کی جگہ عبد کا لفظ لکھ دیا اور یہ آپ ﷺ کا کھلا معجزہ تھا باوجود یکہ آپ ﷺ پڑھے نہیں تھے امی تھے پھر آپ ﷺ نے رسول کا لفظ پڑھ لیا اور اس کو مٹا کر عبد کا لفظ لکھ دیا) اور آپ ﷺ نے ان مشرکین سے اس بات پر صلح کر لی کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال ۷ھ میں) تین دن مکہ میں رہیں گے اور ہتھیار جلبان میں رکھ کر مکہ میں

داخل ہوں گے لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا جلبان السلاح کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا غلاف (نیام) اور جو اس میں ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فكتب محمد رسول الله ولم ينسبه لابيه وجده واقره صلى الله عليه وسلم على ذلك لا من اللبس.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۷۱، ويأتي الحديث ص ۳۷۲، وص ۴۵۲، وفي المغازي ص ۶۱۰۔

۲۵۲۹﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ مُوسٰى عن إِسْرَائِيلَ عن أَبِي إِسْحَاقَ عنِ البَرَاءِ قال اعْتَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في ذِي القَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَن يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حتى قَاضَاهُمْ عَلَى أَن يُقِيمَ بِهَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الكِتَابَ كَتَبُوا هٰذَا مَاقَاضَى عليهِ محمَّدٌ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقالُوا لانُقِرُّ بِهَا فَلَو نَعْلَمُ أَنَّكَ رسولُ اللّٰهِ مامَنَعْنَاكَ لٰكِنْ أَنتَ محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال أَنَا رسولُ الله وَأَنَا محمَّد بنُ عبدِ اللّٰهِ ثمَّ قال لِعلي امْحُ رسولَ اللّٰهِ قال لا وَاللّٰهِ لاأَمْحُوكَ أَبَداً فَأَخَذَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الكِتَابَ فكتَبَ هٰذا ماقاضَى عليه محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ لايَدْخُلُ مَكَّةَ بِسِلاحٍ إِلَّا فِي القِرَابِ وأَن لايَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَن يَتْبَعَهُ وَأَن لايَمْنَعَ أَحَدًا مِن أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَن يُقِيمَ بِهَا فلمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوا عَلِيًّا فقالوا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ فَخَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فتَبِعَتْهُمْ ابنَةُ حَمْزَةَ ياعَمِّ ياعَمِّ فتناوَلَهَا عَلِيٌّ فأَخَذَ بِيَدِهَا وَقال لِفَاطِمَةَ دُونَكِ ابنَةَ عَمِّكِ احْمِلِيهَا فاخْتَصَمَ فِيها عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فقال عَلِيٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقال جَعْفَرٌ بنتُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقال زَيْدٌ بِنْتُ أَخِي فقَضَى بِهَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِخَالَتِهَا وقال الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ وَقال لِعَلِيٍّ أَنتَ مِنِّي وَأَنَا مِنكَ وقال لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقال لِزَيْدٍ أَنتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا.﴾

ترجمہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذی قعدہ میں عمرہ کرنے چلے لیکن مکہ والوں نے نہیں مانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے اندر جانے دیں یہاں تک کہ اس بات پر صلح ہوئی کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال تشریف لائیں) تین دن مکہ میں قیام کریں جب صلح نامہ لکھا تو (اس کے شروع میں) یوں لکھا کہ یہ وہ مکتوب ہے جس پر اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صلح کی ہے اس پر اہل مکہ کہنے لگے ہم اس کا اقرار نہیں کرتے (یعنی یہ نہیں مانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں) اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو روکتے نہیں، ہاں آپ محمد بن عبداللہ ہیں

(یعنی صلح نامہ میں محمد رسول اللہ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسول اللہ بھی ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹادے، حضرت علیؓ نے عرض کیا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہیں مٹاؤں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مکتوب لے لیا اور لکھا (یا لکھوایا) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے کہ وہ مکہ میں ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں گے، اور مکہ والوں میں سے کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے تو اسے نہیں لے جائیں گے اور اگر ان کے اصحاب میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہیں کریں گے پھر جب (شرط کے مطابق آئندہ سال) مکہ میں داخل ہوئے اور مدت گذر گئی (یعنی مدت پوری ہونے کے قریب ہوئی) تو اہل مکہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو کہ ہمارے یہاں سے تشریف لے جائیں میعاد پوری ہوچکی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی (امامہ یا عمارہ) اے چچا اے چچا پکارتے ہوئے پیچھے لگ گئی تو حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لو اور اس کو اونٹ پر سوار کرلو، اب حضرت علیؓ، زیدؓ اور جعفرؓ اس کی پرورش کے لئے جھگڑنے لگے، حضرت علیؓ نے کہا میں اس کا زیادہ حقدار ہوں یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ (اسماء بنت عمیس) میرے نکاح میں ہے اور زید نے کہا میرے بھائی کی بیٹی ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حق میں فیصلہ کردیا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ سے فرمایا تم تو میرے ہو اور میں تمہارا ہوں، اور جعفر سے فرمایا تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور زید سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور مولا ہے۔

مولیٰ: اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مالک آزاد کردے آپ ﷺ نے حضرت زید کو آزاد کرکے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔

تشریح جب آپ ﷺ نے یہ لڑکی حضرت جعفرؓ کو دلائی تو اوروں کا دل خوش کرنے کے لئے یہ حدیث بیان فرمائی اس حدیث سے حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرا ہوں اور تو میرا ہے مطلب یہ ہے کہ ہم تم دونوں ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور خون ملا ہوا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "هذا ماقاضى محمد بن عبدالله". یعنی صلح نامہ میں صرف فلاں بن فلاں لکھنے پر اکتفار کیا اور مزید نسب نامہ خاندان وغیرہ نہیں لکھوایا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۱ تا ص ۳۷۲، ومر الحديث ص ۲۳۹، وص ۲۴۹، وص ۳۷۱ تا ص ۳۷۲، ويأتي الحديث ص ۴۵۲، وص ۶۱۰۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ دستاویز و صلح نامہ میں جب بغیر نسب نامہ کے تعیین ہوجائے اور اختلاط و اشتباہ سے اطمینان ہو تو پورے نسب نامہ اور خاندان کا لکھنا ضروری نہیں، صرف فلاں بن فلاں کافی ہے۔ اور فقہاء کرام نے جو لکھا ہے کہ دادا کا نام اور نسب لکھنا ضروری ہے یہ اس صورت پر محمول ہے جب اشتباہ کا اندیشہ ہو البتہ نسب نامہ کا لکھنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۶۸۲ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

فِيهِ عن أَبِى سُفْيَانَ وَقال عَوفُ بنُ مَالِكٍ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ تكونُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الأَصْفَرِ وفِيهِ سَهْلُ بنُ حُنَيْفٍ وَأَسماءُ وَالمِسْوَرُ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم وقال مُوسَى بنُ مَسْعُودٍ حدثنا سُفْيَانُ بنُ سَعِيْدٍ عن أَبِى إِسْحَاقَ عنِ البَرَاءِ بنِ عازِبٍ قال صَالَحَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم المُشْرِكِيْنَ يَومَ الحُدَيْبِيَةِ على ثَلاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى أَنَّ مَن أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ وَمَن أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِن قابِلٍ وَيُقِيمَ بِهَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلاحِ السَّيْفِ وَالقَوسِ وَنحوِهِ فَجَاءَ أَبُو جَندل يَحْجُلُ فِي قُيُودِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ قال ابوعبدِ الله لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عن سُفْيَانَ أَبَاجَنْدَلٍ وقال إِلَّا بِجُلُبِ السِّلاحِ.

مشرکین کے ساتھ صلح کرنے کا بیان

اس میں ابوسفیان کی حدیث ہے (جو کتاب الوحی میں گذر چکی ہے کہ ابوسفیان نے ہرقل کے سامنے کہا تھا کہ ہم میں اور اس پیغمبر (علیہ السلام) میں ایک مدت کے لئے صلح ہوگئی ہے) اور عوف بن مالک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے پھر تم میں اور بنی اصفر (نصاری) میں ایک صلح ہوجائے گی (یہ حدیث اسی بخاری کے کتاب الجزیہ میں آرہی ہے) اور اس باب میں سہل بن حنیف کی حدیث ہے (ابوجندل کی حدیث بھی کتاب الجزیہ میں موصولاً آئے گی) اور اسماء بنت ابوبکرؓ کی اور مسور بن مخرمہ کی (حضرت اسماء کی حدیث کتاب الہبہ میں گذر چکی ہے اور مسور بن مخرمہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب الشروط میں آرہی ہے) اور موسیٰ بن مسعود نے کہا ہم سے سفیان بن سعید (یعنی سفیان ثوری) نے بیان کیا انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے، انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے تین شرطوں پر صلح کی: ۱۔ اس شرط پر کہ جو مشرک (مسلمان ہوکر) ان کے پاس آئے اس کو واپس لوٹا دیں گے، ۲۔ اور جو مسلمان بھاگ کر مشرکوں کے پاس چلا جائے گا تو مشرک اس کو نہیں لوٹائیں گے، ۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں گے اور تین دن مکہ میں رہیں گے اور ہتھیار غلاف میں رکھ کر مکہ میں داخل ہوں گے جیسے تلوار، کمان وغیرہ، (یہ شرط لکھے جانے پر) ابوجندل اپنی بیڑیوں میں دونوں پاؤں سے کودتے ہوئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کردیا، امام بخاریؒ نے کہا مؤمل بن اسماعیل نے سفیان ثوری سے ابوجندل کا ذکر نہیں کیا اور بجائے جلبان کے جلب السلاح کہا۔

ابوجندل کا واقعہ پوری تفصیل کے لئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۲۲۶ کی تیسری سطر سے پڑھئے۔

۲۵۳۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ رَافِعٍ حدثنا سُرَيْجُ بنُ النُّعمانِ حدثنا فُلَيْحٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم خَرَجَ مُعْتَمِرًا فحالَ كفارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ البَيْتِ فنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَاسَهُ بالحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُم على اَنْ يَعْتَمِرَ العَامَ المُقْبِلَ وَلاَ يَحْمِلَ سِلاَحًا عَلَيْهِمْ اِلاَّ سُيُوفًا وَلاَيُقِيْمَ بِهَا اِلاَّ مَااَحَبُّوا فاعْتَمَرَ مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فلمَّا اَقَامَ بِهَا ثلاثًا اَمَرُوا اَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے (مدینہ سے) نکلے تو کفار قریش آپ ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے (مکہ جانے نہیں دیا آڑے آگئے) تو آپ ﷺ نے (حدیبیہ ہی میں) قربانی کرلی اور سر منڈ الیا اور ان سے اس شرط پر صلح کرلی کہ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار نہیں لائیں گے اور مکہ میں اتنا ہی ٹھہریں گے جتنا کفار قریش چاہیں گے چنانچہ آپ ﷺ آئندہ سال (۷ھ میں) مکہ میں داخل ہوئے اور عمرہ فرمایا جب تین دن مکہ میں قیام فرمالیا تو کافروں نے نکلنے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نکل پڑے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وقاضاهم" لان في المقاضاة معنى الصلح.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۳۷۲، وياتي في المغازي ص ۶۱۰۔

۲۵۳۱﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا بِشْرٌ حدثنا يَحْيٰ عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ عن سَهْلِ بنِ اَبِي حَثْمَةَ قال انْطَلَقَ عبدُ اللهِ بنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بنُ مَسْعُودِ بنِ زَيْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ. ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن ابی حثمہؓ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف گئے ان دنوں خیبر والوں سے صلح تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وهي يومئذٍ صلح". چونکہ خیبر والے یہودی تھے تو کافروں سے صلح کرنا ثابت ہوا۔

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۳۷۲، وياتي الحديث ص ۴۵۰، وص ۹۰۷، وص ۱۰۱۹، وص ۱۰۶۷. واخرجه مسلم في الحدود جلد ثانی ص ۵۶، وابو داؤد في الديات كذا الترمذي وابن ماجه في الديات، واخرجه النسائي في القضاء والقسامة.

تشریح: یہ حدیث یہاں انتہائی مختصر ہے اس کی تفصیل ص ۴۵۰ میں آرہی ہے انشاء اللہ وہیں تفصیل آئے گی۔

مقصد کفار و مشرکین سے عند الضرورت مصالحت جائز ہے۔

﴿بابُ ۱۶۸۳ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ﴾

دیت پر صلح کرنے کا بیان

(یعنی قصاص معاف کر کے دیت پر راضی ہو جانا)

۲۵۳۲﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حدثني حُمَيْدٌ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ بِنْتُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا الْاَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَاَبَوا فَاَتَوُا النبيَّ صلى الله عليه وسلم فَاَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ فقال اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ اَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يارسولَ الله لَاوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاتُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فقال يااَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوا فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، زَادَ الْفَزَارِيُّ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ فَرَضِيَ القومُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ربیع بنت نضر نے (جو انس بن مالکؓ کی پھوپھی تھیں) ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا ربیع کے لوگوں نے لڑکی کے وارثوں سے کہا دیت لے لو یا معاف کر دو وہ لوگ راضی نہیں ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا انس بن نضر (انس بن مالکؓ کے چچا) یہ حکم سن کر کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے (قصاص ضرور ہوگا) پھر خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ لڑکی کے اولیا راضی ہو گئے اور قصاص معاف کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے فزاری نے حمید سے، انہوں نے انسؓ سے اتنا بڑھایا کہ لڑکی کے وارث راضی ہو گئے اور دیت منظور کر لی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرضي القوم وقبلوا الارش" لان قبول الارش عوض القصاص لم يكن الا بالصلح.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۷۲، ويأتي الحديث ص۳۹۳، وص۶۴۶ مختصراً، وفي التفسير ص۶۶۴، وص۱۰۱۸۔

مقصد مقصد واضح ہے کہ اگر کسی پر قصاص واجب ہو پھر دیت پر راضی ہو کر قصاص معاف کر دیں تو درست ہے حقدار کو اپنا حق معاف کر دینے کا حق ہے۔

زاد الفزاری یعنی انصاری کی روایت پر فزاری نے عن حمید عن انس سے اتنا اضافہ کیا "وقبلوا الارش" امام بخاریؒ نے اس سے ظاہری تعارض کو دفع کر دیا انصاری کی روایت میں "فرضی القوم وعفوا" بظاہر اس کا مطلب یہ تھا کہ لڑکی کے اولیاء نے بالکل معاف کر دیا یعنی قصاص اور دیت، بخاریؒ نے فزاری کی روایت سے تطبیق بیان کر دی کہ مراد ہے عفوا عن القصاص علی قبول الارش۔

تحقیق : ربیع بضم الراء وفتح الباء وتشدید الیاء، النضر بفتح النون وسکون الضاد.

﴿باب ۱۶۸۴ قولِ النبیِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ اِبْنِی هٰذا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ اَن یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ وقولِهِ فَاَصْلِحُوا بَیْنَهُمَا﴾

نبی اکرم ﷺ کا حضرت حسن بن علیؓ کیلئے یہ ارشاد کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائیگا اور اللہ کا ارشاد انکے درمیان صلح کرادو

۲۵۳۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا سُفیانُ عن اَبی مُوسٰی قال سَمِعْتُ الحَسَنَ یقولُ اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ مُعَاوِیَةَ بِکَتَائِبَ اَمْثَالِ الجِبَالِ فقال عَمْرُو بنُ العَاصِ اِنِّی لَاَرٰی کَتَائِبَ لَاتُوَلِّی حتی تَقْتُلَ اَقْرَانَهَا فقال لَهُ مُعَاوِیَةُ وکانَ وَاللهِ خَیرَ الرَّجُلَیْنِ اَیْ عَمْرُو اِنْ قَتَلَ هٰؤُلاءِ هٰؤُلاءِ وهٰؤُلاءِ هٰؤُلاءِ مَنْ لِی بِاُمُورِ النَّاسِ مَنْ لِی بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِی بِضَیْعَتِهِمْ فبَعَثَ اِلَیْهِ رَجُلَیْنِ مِن قُرَیْشٍ مِنْ بَنِی عبدِ شَمْسٍ عبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَمُرَةَ وعبدَ اللهِ بنَ عَامِرِ بنِ کُرَیْزٍ فقال اذْهَبَا اِلَی هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَیْهِ وقُولَا لَهُ وَاطْلُبَا اِلَیْهِ فاَتَیَاهُ فَدَخَلا علیهِ فَتَکَلَّمَا وَقَالا لَهُ وَطَلَبَا اِلَیْهِ فقال لَهُمَا الحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ اِنَّا بَنُوعبدِ المُطَّلِبِ قداَصَبْنَا مِنْ هٰذَا المَالِ وَاِنَّ هٰذِهِ الاُمَّةَ قَدعَاثَتْ فی دِمَائِهَا قالا فَاِنَّهُ یَعْرِضُ عَلَیْکَ کَذَا وَکَذَا وَیَطْلُبُ اِلَیْکَ وَیَسْاَلُکَ قال فَمَنْ لِی بِهٰذَا قالا نَحْنُ لَکَ بِهٖ فَمَا سَاَلَهُمَا شَیْئًا اِلَّا قالا نَحْنُ لَکَ بِه فَصَالَحَهُ فقال الحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَابَکْرَةَ یقولُ رَاَیْتُ رَسولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَلَی المِنْبَرِ وَالحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَیْهِ اُخْرٰی ویقولُ اِنَّ ابنِی هٰذا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ اَن یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قال ابو عبدِ اللّٰهِ قال لِی عَلِیُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ اِنَّمَا صَحَّ عِندَنَا سَمَاعُ الحَسَنِ مِنْ اَبِی بَكْرَةَ بِهٰذَا الحَدِيْثِ.

ترجمہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت حسن بن علیؓ حضرت معاویہؓ کے مقابلے میں پہاڑوں کے مثل فوجیں لے کر آئے تو عمرو بن العاصؓ (جو حضرت معاویہؓ کے مشیر خاص تھے) نے کہا میں تو یہ فوجیں ایسی دیکھ رہا ہوں کہ جب تک اپنے مقابل کو قتل نہ کرلیں گی پیٹھ نہ پھیریں گی، یہ سن کر معاویہؓ نے (جواباً) عمرو بن العاص سے کہا اور معاویہ ان دونوں میں بہتر تھے (وکان واللہ خیر الرجلین یہ بطور جملہ معترضہ حسن بصریؒ کا کلام ہے یعنی معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں میں حضرت معاویہؓ بہتر تھے اس لئے کہ عمرو بن العاص معاویہ کو قتل وقتال کی ترغیب دے رہے تھے کہ خوب جنگ ہو لوگ مارے جائیں بخلاف حضرت معاویہؓ کے کہ معاویہ صلح کے خواہشمند تھے تاکہ مسلمانوں کی خونریزی نہ ہو) اے عمرو! اگر ان لوگوں نے ان لوگوں کو اور ان لوگوں نے ان لوگوں کو قتل کردیا (یعنی اگر ہمارے لشکر نے ان کے لشکر کو یا ان کے لشکر نے ہمارے لشکر کو قتل کردیا) تو لوگوں کے خون کا (عند اللہ) کون ذمہ دار ہوگا؟ اور ان کی عورتوں اور بچوں کی خبر گیری (دیکھ بھال) کرنے والا میرے پاس کون ہوگا؟ پھر معاویہؓ نے قریش کے دو شخص جو بنی عبد شمس کی اولاد میں سے تھے عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر کو حضرت امام حسنؓ کے پاس بھیجا اور کہا ان کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو اور ان سے بات کرو اور صلح کی طرف بلاؤ چنانچہ یہ دونوں آئے اور ان کے پاس گئے اور دونوں نے بات کی اور صلح کے طلبگار ہوئے اس پر حضرت امام حسن بن علیؓ نے دونوں سے فرمایا "ہم عبد المطلب کی اولاد ہیں ہم نے (خلافت کی وجہ سے) یہ مال پایا ہے (یعنی روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہوگئی ہے اگر ہم خلافت چھوڑ دیں تو روپیہ کہاں سے آئے گا؟) اور یہ جماعت (جو ہمارے ساتھ ہے) خوں ریزی میں طاق ہے (بغیر روپے دیئے ماننے والے نہیں) ان دونوں نے کہا بلاشبہ وہ (معاویہ) آپ کی خدمت میں اتنا اور اتنا پیش کرتے ہیں اور صلح کے طالب ہیں آپ سے صلح کی درخواست کرتے ہیں امام صاحبؓ نے فرمایا اس کا کون ضامن ہے (یعنی ذمہ داری کون لیتا ہے؟) ان دونوں نے کہا ہم ذمہ دار ہیں امام صاحبؓ جو بھی سوال کرتے یہ دونوں یہی کہتے ہم لوگ آپ کے لئے اس کے ذمہ دار ہیں آخر حضرت امامؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی، حضرت حسن بصریؒ نے کہا میں نے حضرت ابوبکرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن بن علیؓ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی امام حسنؓ کی طرف اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے (یعنی مسلمانوں کا سردار ہے) اور اللہ عزوجل اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

قال ابو عبداللہ: یعنی امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے علی بن عبد اللہ مدینیؒ نے کہا حضرت ابوبکرہؓ سے حضرت حسن بصریؒ کا سماع اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة ماخوذة من الحديث.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۷۲ تا ص۳۷۳، ويأتي الحديث ص۵۱۲، وص۵۳۰، وص۱۰۵۳، واخرجه ابوداؤد ثاني في كتاب السنة ص۶۴۱، والترمذي في المناقب.

مقصد | مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان لڑائی جھگڑا اختلاف کے وقت صلح کرانا باعث ثواب وفضیلت ہے، جیسا کہ امام بخاریؒ نے آیت کریمہ فاصلحوا بينهما (سورہ حجرات آیت۹) سے اشارہ کردیا یعنی اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادو الخ۔

﴿ باب ۱۶۸۵ هَل يُشِيرُ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ ﴾

کیا امام صلح کرلینے کیلئے (فریقین کو یا کسی ایک فریق کو) اشارہ کرسکتا ہے؟

۲۵۳۴﴿ حَدَّثَنَا اِسمَاعِيلُ بنُ اَبِي اُوَيسٍ حدثني اَخِي عن سُلَيمَانَ عن يَحيَى بنِ سَعِيدٍ عن اَبِي الرِّجالِ محمّدِ بنِ عبدِ الرّحمٰنِ اَنّ اُمَّهُ عَمرَةَ بِنتَ عبدِ الرّحمٰنِ قالت سَمِعتُ عائِشَةَ تقولُ سَمِعَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم صَوتَ خُصُومٍ بِالبابِ عَالِيَةٍ اَصواتُهُم وَاِذَا اَحَدُهُمَا يَستَوضِعُ الآخَرَ وَيَستَرفِقُهُ فى شَيءٍ وَهُوَ يقولُ وَاللّٰهِ لاافعَلُ فخَرَجَ عَلَيهِما رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال اَينَ المُتَألّى على اللّٰهِ لايَفعَلُ المَعرُوفَ فقال اَنَا يارسولَ الله فلَهُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں سنیں ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے قرض کم کرنے کو کہہ رہا اور کچھ مہربانی طلب کررہا ہے (مطلب یہ ہے مقروض کہہ رہا ہے کہ کچھ معاف کردو یا کچھ دنوں اور مہلت دو) اور وہ (دوسرا) کہہ رہا ہے خدا کی قسم میں نہیں کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ باہر ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہاں ہے وہ شخص جو اللہ کی قسم کھا رہا ہے کہ نیک کام نہیں کروں گا (یعنی قرضہ معاف نہیں کروں گا) اس دائن نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں اس (مقروض) کو اختیار ہے جو چاہے کرے (مجھے منظور ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان في قوله "فله اى ذلك احبّ" معنى الصلح.
یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جو نیک کام نہ کرنے کے لئے قسم کھا رہا تھا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے فعل کو برا سمجھا اور صلح کا اشارہ کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھتے ہی دائن سمجھ گیا اور کہنے لگا میرا مدیون جو چاہے مجھے منظور ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا۔ ص ۳۷۳، اخرجہ مسلم فی الشرکۃ۔

۲۵۳۵﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ حدثنا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ حدثنی عبدُ اللّٰهِ بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ عن كَعْبِ بنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ مَالٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حتى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النبيُّ ﷺ فقال يا كعبُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهُ يقولُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ مَالَهُ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.﴾

ترجمہ | حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ان کا حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ پر کچھ مال (قرض) تھا پھر حضرت کعب کو راستے میں ملے تو کعب نے ان کو پکڑ لیا یہاں تک کہ دونوں کی آواز بلند ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس سے گذرے اور فرمایا اے کعب اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نصف یعنی آدھا قرض چھوڑ دے تو کعبؓ نے آدھا قرض لے لیا جو اسی پر تھا اور آدھا چھوڑ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاشار بیدہ کانہ یقول النصف" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھے قرضے پر صلح کر لینے کا اشارہ فرمایا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۳۷۳، ومر الحدیث ص ۶۵، وص ۶۷، وص ۳۲۶، وص ۳۲۷، ویاتی ص ۳۷۴، مسلم ثانی ص ۱۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حاکم، قاضی کے پاس جب کوئی مقدمہ، جھگڑا پیش ہو تو پہلے صلح کا مشورہ دے اور یہ بہتر و مستحب ہے حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن چونکہ اس میں امام مالکؒ کا اختلاف ہے اس لئے بخاریؒ نے لفظ ھل لا کر اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۶۸۶ فَضْلِ الْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ ﴾

لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور انکے ساتھ انصاف کرنے کی فضیلت

۲۵۳۶﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ اَخْبَرَنَا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّامٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عليه صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے صدقہ ہے (کیونکہ ہر جوڑ اللہ کی ایک نعمت ہے) اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يعدل بين الناس صدقة" وفيه الاصلاح ايضا على مالا يخفى وعطف العدل على الاصلاح من عطف العام على الخاص.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۳، ويأتي الحديث ص ۴۰۴، وص ۴۱۹، واخرجه مسلم في الزكوة.

مقصد | مقصد لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور انصاف کرنے کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔

تشریح | سُلامى بضم السين المهملة وتخفيف اللام وفتح الميم مقصوراً اى كل مفصل من المفاصل. الخ (قس) سُلامی ہڈیوں کا جوڑ یعنی تین سوساٹھ جوڑوں میں سے ہر جوڑ کو سلامی کہتے ہیں اور یہ جوڑ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور حیرت انگیز صنعت ہے کہ انسان بلکہ ہر جاندار ان ہی جوڑوں کی وجہ سے چلتا پھرتا ہے اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے اس لئے فرمایا کہ ہر جوڑ پر صدقہ ہے ہونا تو چاہئے تھا کہ واجب ہو مگر یہ اس ارحم الراحمین کا کرم ہے کہ واجب نہیں فرمایا۔ صدقہ سے مراد کار خیر کا ثواب ہے۔

﴿بَابٌ ۱۶۸۷ اِذَا اَشَارَ الْاِمَامُ بِالصُّلْحِ فَاَبٰى حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ﴾

اگر حاکم صلح کرنے کا اشارہ کرے اور فریق نہ مانے تو قاعدے کا واضح حکم دیدے

۲۵۳۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْراً اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَازُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فقال يارسولَ الله اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم ثم قال اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حتى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعٰى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قَبْلَ ذٰلِكَ اَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَاْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْاَنْصَارِيِّ فَلَمَّا اَحْفَظَ الْاَنْصَارِيُّ رسولَ اللهِ اسْتَوْعٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قال عُرْوَةُ قال الزُّبَيْرُ وَاللهِ مَااَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ اِلَّا فِي ذٰلِكَ "فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" الآية.﴾

ترجمہ | حضرت زبیرؓ بیان کرتے تھے کہ ان میں اور ایک انصاری (حمید) جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا مدینہ کی پتھریلی زمین کی نالی کے بارے میں جھگڑا ہوا دونوں (اپنے اپنے باغ میں) اس کا پانی لیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے زبیرؓ سے فرمایا اے زبیر! اپنے باغ کو سیراب کرلو پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ سن کر انصاری ناراض ہوگیا اور (شیطان کے اغوار سے) کہنے لگا یارسول اللہ! یہ فیصلہ اس وجہ سے ہوا کہ زبیر آپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کا رنگ (غصے سے) بدل گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر! درختوں کو سیراب کرلو پھر پانی کو روک لو یہاں تک کہ پانی مینڈوں تک پہونچ جائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا پورا حق محفوظ فرما دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے زبیر کو جس حکم کی طرف اشارہ کیا تھا اس میں زبیر اور انصاری دونوں کی رعایت تھی جب انصاری نے (بے ادبی کرکے) رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلایا تو رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کا پورا حق صریح حکم دے کر دلا دیا (قاعدے اور ضابطے کا حکم یہی ہے کہ جس کا اوپر ہو وہ مینڈوں تک پانی بھر جانے کے بعد اپنے پڑوسی کے کھیت میں پانی چھوڑ دے) عروہ نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ یہ آیت (سورہ نساء کی) اسی سلسلے میں نازل ہوئی "فلا وربك" الآیہ (تیرے رب کی قسم وہ لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ بنائیں پھر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کو پوری طرح نہ مان لیں۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۷۳ تا ص۳۷۴، ومر الحديث ص۳۱۷، وص۳۱۸، ويأتي الحديث ص۶۶۰، مسلم ثاني ص۲۶۱ تا ص۲۶۲، وابو داؤد في القضايا والترمذي في الاحكام والتفسير والنسائي في القضايا وابن ماجه في السنة.

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر ایک فریق مصلحت آمیز حکم کو نہ مانے تو حاکم صریح اور واضح حکم سے صاحب حق کا پورا حق دلا دے۔ واللہ اعلم

سوال: یہ انصاری مسلمان تھا یا منافق؟

جواب: بعض حضرات سے منقول ہے کہ منافق تھا۔ لیکن اصح اور احوط یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے چنانچہ حدیث الباب میں تصریح ہے "قد شهد بدراً" اور شرکاء بدر کے لئے عظیم وعدے اور خصوصی فضائل ثابت ہیں پھر اصولی طور پر جب تک کسی کا کفر و نفاق نقل صحیح سے ثابت نہ ہو اور تاویل ممکن ہو کافر یا منافق کہنا صحیح نہیں یہاں یہ تاویل درست ہے کہ ان انصاری کے غصہ کی وجہ سے غیر اختیاری طور سے منہ سے نکل گیا البتہ اس گستاخانہ کلمہ کی وجہ سے گنہگار ضرور ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۶۸۸ الصُّلْحِ بَيْنَ الغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ المِيرَاثِ وَالمُجَازَفَةِ فِي ذٰلِكَ﴾

وقال ابنُ عباسٍ لابَاسَ اَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ فَيَاخُذَ هٰذا دَيْنًا وَهٰذا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِاَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَىٰ صَاحِبِهِ.

(میت کے) قرض خواہوں اور وارثوں کے درمیان صلح کا بیان اور قرض کا انداز سے ادا کرنا

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دو شریک اگر یہ ٹھہرالیں کہ ایک نقد مال لے لے اور دوسرا (اپنے حصہ کے بدل) قرضہ وصول کرے تو کوئی حرج نہیں پھر اگر ان میں سے ایک کا حصہ تلف ہو جائے (مثلاً قرضہ ڈوب جائے) تو وہ اپنے ساجھی سے کچھ نہیں لے سکتا۔

۲۵۳۸﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حدثنا عبدُ الوَهَّابِ حدثنا عُبَيْدُ اللهِ عن وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ قال تُوُفِّيَ اَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فعَرَضْتُ عَلىٰ غُرَمَائِهِ اَن يَاخُذُوا التَمْرَ بِمَاعَلَيْهِ فَاَبَوا وَلَمْ يرَوا اَنَّ فِيهِ وَفاءً فاَتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فقال اِذَا جَدَدْتَهُ فوَضَعْتَهُ فى المِرْبَدِ آذَنْتَ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ وَمَعَهُ اَبُوبَكرٍ وَعُمَرُ فجَلَسَ عَلَيْهِ فدَعَا بِالبَرَكَةِ ثم قال ادْعُ غُرَمَائَكَ فَاَوْفِهِمْ فَمَاتَرَكْتُ اَحَدًا لَهُ عَلىٰ اَبِي دَيْنٌ اِلاَّ قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثلاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَونٌ اَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَونٌ فوَافَيْتُ مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم المَغرِب فذَكَرتُ ذٰلِكَ لَهُ فضَحِكَ فقال ائْتِ اَبَابَكرٍ وَعُمَرَ فاَخْبِرْهُمَا فقالا لقَدْ عَلِمْنا اِذْ صَنَعَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَاصَنَعَ اَن سَيَكونُ ذٰلِكَ، وَقال هِشَامٌ عن وَهْبٍ عن جابرٍ صَلوٰةَ العَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبَابَكْرٍ وَلاضَحِكَ وَقالَ وَتَرَكَ اَبِي عَلَيْهِ ثَلاثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا وَقال ابنُ اِسْحَاقَ عن وَهْبٍ عن جابرٍ صَلوٰةَ الظُّهْرِ.﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا میرے والد مر گئے (یعنی شہید ہو گئے) اور ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ تم اپنے قرضہ کے بدل جو مرحوم پر نکلتا ہے درختوں کی کھجور لے لو انہوں نے انکار کر دیا اور یہ سمجھا کہ وہ قرضہ کو کافی نہ ہوں گی پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کھجور کاٹو تو وہیں کھلیان میں رکھ دو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو (میں نے خبر کر دی) آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے آپ ﷺ کھجور کے ڈھیر پر بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور ان کا قرضہ بھرپور ادا کر میرے والد پر جس جس کا قرضہ تھا میں نے ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجور بچ رہی (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) سات وسق عجوہ اور چھ وسق لون یا چھ وسق عجوہ اور سات وسق لون (عجوہ مدینہ کے کھجوروں میں بہت ہی اعلیٰ قسم ہے اور لون بھی ایک قسم کی کھجور کا نام ہے جو عمدہ قسم کی نہیں ہوتی اسی کو لینہ کہا جاتا ہے) (میں سب قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر کے گھر لوٹا) اور مغرب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا

اور میں نے آپ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا ابوبکر اور عمرؓ کے پاس جاکر ان کو بھی خبر کردے، وہ دونوں فرمانے لگے ہم تو جانتے ہی تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا (یعنی اس پر بیٹھے اور برکت کی دعا فرمائی) کہ ایسا ہوگا۔ اور ہشام نے وہب سے انہوں نے جابرؓ سے (بجائے مغرب) کے عصر کہا اور نہ ابوبکرؓ کا ذکر کیا اور نہ مسکرانے کا، اور جابرؓ نے کہا میرا باپ تیس وسق کھجور کا قرضہ چھوڑ گیا، اور محمد بن اسحاق نے وہب سے، انہوں نے جابرؓ سے (بجائے مغرب کے) نماز ظہر کہا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان فيه صلح الوارث مع الغرماء يشعر بذلك.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۴، ومر الحديث ص ۲۸۵، وص ۳۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۵۴، ويأتي ص ۳۹۰، وص ۵۰۵، وص ۵۸۰، وص ۹۲۳۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ قرض کے بدلے میں اگر جنس واحد ہو تو اندازہ سے دینا جائز ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۸۹
﴿ بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالعَيْنِ ﴾

کچھ نقد دیکر قرض کے عوض صلح کرنا

۲۵۳۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا عثمانُ بنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حدثني يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ اَخْبَرَنِي عبدُ اللّٰهِ بنُ كَعْبٍ اَنَّ كَعْبَ بنَ مالِكٍ اَخْبَرَهُ اَنَّه تَقَاضَى ابنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فِي المَسْجِدِ فارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حتى سَمِعَهَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اِلَيْهِمَا حتى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فنادى كَعْبَ بنَ مالِكٍ فقال يا كعبُ فقال لَبَّيْكَ يارسولَ اللّٰهِ قال فَاَشَارَ بيده اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فقال كَعْبٌ قد فَعَلْتُ يارسولَ الله! فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قُمْ فَاقْضِهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت کعب بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ابن ابی حدردؓ پر ان کا قرض تھا انہوں نے اس پر تقاضا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خاص مسجد نبوی میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے میں سے سن لیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور حجرے کا پردہ کھولا اور کعب بن مالک کو پکارا اور فرمایا اے کعب! تو کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں تو آپ ﷺ نے اپنے

ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردے کعب نے کہا یا رسول اللہ! میں نے معاف کردیا تب آپ ﷺ نے ابن ابی حدردؓ سے فرمایا اٹھو اور ادا کردو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قم فاقضه" اٹھو اور ادا کردو۔ مطلب یہ ہے کہ آدھا قرضہ (عین نقد) دے کر کل قرضہ کے عوض صلح کرلے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۴، ومر الحديث ص ۶۵، وص ۶۷، وص ۳۲۶، وص ۳۲۷۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی مقروض اپنے دائن (قرض خواہ) کو کچھ نقد دے کر صلح کرے یعنی راضی کرلے تو یہ صورت جائز ہے۔ واللہ اعلم

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿كِتَابُ الشُّرُوطِ﴾

شرطوں کا بیان

﴿بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الإِسْلَامِ وَالأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ﴾ ۱۶۹۰

اسلام لاتے وقت اور معاملات خرید وفروخت میں جو شرطیں جائز ہیں

(مثلاً حضور اقدس ﷺ نے حضرت جریرؓ سے بیعت کے وقت شرط کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی وغیرہ۔ اور اسلام لاتے وقت اس طرح کی شرطیں جائز نہیں کہ نماز نہیں پڑھیں گے یا قدرت کے باوجود زکوۃ ادا نہیں کریں گے)

۲۵۴۰﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ حدثنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ عن اَصْحَابِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم قال لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ لَايَاتِيكَ مِنَّا اَحَدٌ وَاِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ اِلاَّ رَدَدْتَهُ اِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوا مِنهُ وَاَبٰى سُهَيْلٌ اِلاَّ ذٰلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى ذلك فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ اَبَاجَنْدَلٍ اِلٰى اَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَاتِهِ اَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ اِلاَّ رَدَّهُ فِى تِلْكَ الْمُدَّةِ

وإن كان مُسلِمًا وَجاءَتِ المُؤمِناتُ مُهاجِراتٍ وَكانَتْ أُمُّ كُلثُومٍ بِنتُ عُقبَةَ بنِ أبِي مُعَيطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يَومَئِذٍ وَهِيَ عاتِقٌ فَجاءَ أهْلُها يَسألونَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أنْ يَرْجِعَها إليهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْها إليهِمْ لِما أنزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِنَّ "إذا جاءَكُمُ المُؤمِناتُ مُهاجِراتٍ فامْتَحِنُوهُنَّ اَللهُ أعْلَمُ بإيمانِهِنَّ فإنْ عَلِمتُمُوهُنَّ مُؤمِناتٍ فلاتَرْجِعُوهُنَّ إلى الكُفّارِ" الآية قال عُروَةُ فأخبَرَتنِي عائِشَةُ أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كانَ يَمتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الآيَةِ "يٰأيُّها الّذِينَ آمَنُوا إذا جاءَكُمُ المُؤمِناتُ مُهاجِراتٍ فامْتَحِنُوهُنَّ إلى غَفُورٍ رَحِيمٍ" قال عُروَةُ قالَتْ عائِشَةُ فَمَنْ أقَرَّ بِهٰذا الشَّرْطِ مِنهُنَّ قالَ لَها رسولُ الله صلى الله عليه وسلم قَدْ بايَعْتُكِ كَلامًا يُكَلِّمُها بِهِ وَاللهِ مامَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأةٍ قَطُّ فِي المُبايَعَةِ مابايَعَهُنَّ إلّا بِقَولِهِ ﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر نے مروان بن حکم اور حضرت مسور بن مخرمہؓ سے سنا وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے روایت کرتے تھے قال کل منھما یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک نے کہا جب اس دن (حدیبیہ میں) سہیل بن عمرو نے صلح نامہ لکھوایا ان شرطوں میں سہیل بن عمرو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شرط بھی رکھی کہ اگر ہم (قریش) میں سے کوئی آپ کے پاس آجائے اگرچہ آپ کے دین پر ہو آپ اس کو ہماری طرف لوٹا دیں گے اور ہمارے اور اس کے بیچ سے ہٹ جائیں (اس کو چھوڑ دیں) مسلمانوں نے اس شرط کو ناپسند کیا اور غضبناک ہوگئے اور سہیل نے اس شرط کے بغیر صلح قبول نہیں کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر صلح نامہ لکھوایا چنانچہ اس دن ابوجندل کو اس کے باپ سہیل بن عمرو کو واپس دے دیا اور اس (صلح) کی مدت میں مردوں میں سے جو بھی آپ ﷺ کے پاس آیا اسے آپ ﷺ نے واپس لوٹا دیا اگرچہ مسلمان رہا ہو اور مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے والی عورتوں میں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم تھیں اور وہ جوان تھیں پھر اس کے رشتہ دار لوگ آئے یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ اس کو ان کے پاس لوٹا دیں آپ ﷺ نے اس کو انہیں واپس نہیں دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے ان عورتوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تھی "اذا جاء کم المؤمنات" الایہ (سورہ ممتحنہ) "جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کرلو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر امتحان سے تمہیں مومنہ معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس مت دو" الآیہ۔

قال عروۃ عروہ نے کہا مجھے حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مطابق ان عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے "اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں... غفور رحیم تک، عروہ نے

کہا حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو عورت اس شرط کا اقرار کرتی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھ سے بیعت کرلی آپ ﷺ صرف زبان سے فرمادیتے خدا کی قسم آپ ﷺ کا دست مبارک بیعت کرنے میں کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا عورتوں سے آپ ﷺ صرف زبان سے بیعت لیتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان فيما اشترط سهيل بن عمرو" الى قوله وجاءت المؤمنات. (عمده)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۴ تا ص ۳۷۵، ويأتي مفصلا ومطولا ص ۳۷۷ تا ص ۳۸۰، وفي المغازي ص ۶۰۰ تا ص ۶۰۱، وفي التفسير ص ۷۲۶، وص ۷۹۶، وص ۱۰۷۱۔

۲۵۴۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حدثنا سُفيانُ عن زِيَادِ بنِ عِلاقَةَ قال سَمِعْتُ جَرِيْرًا يقولُ بايعتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. ﴾

ترجمہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ فرماتے تھے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے مجھ سے شرطیں کیں اور یہ بھی شرط لگائی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فاشترط عليّ. الخ

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۵، ومر الحديث ص ۱۳، وص ۱۴، ويأتي بعد هذا متصلاً ص ۳۷۵۔

۲۵۴۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَحْيَ عن اِسمَاعِيْلَ حدثني قَيْسُ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عن جَرِيْرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال بايَعْتُ رَسولَ الله صلى الله عليه وسلم عَلَى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. ﴾

ترجمہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ نماز پڑھوں گا اور زکوۃ دیا کروں گا اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة، هذا طريق آخر في الحديث المذكور.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۵، ومر الحديث ص ۱۳، وص ۱۴، وص ۷۵، وص ۱۸۸، وص ۲۸۹، ويأتي الحديث ص ۱۰۶۹۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ کافر جب اسلام میں داخل ہونے لگے تو شرائع اسلام کی بجا آوری کی شرط درست ہے اور جو امور شریعت کے خلاف ہیں وہ درست نہیں۔

عورتوں کی بیعت حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے بیعت لینے میں صرف زبان سے کہدینا کافی ہے عورتوں کا پکڑنا جائز نہیں، جیسا کہ جاہل پیر ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے ہیں بالکل ناجائز و حرام ہے۔

﴿ بَابٌ إِذَا بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ ﴾ (۱۶۹۱)

اگر تابیر کے بعد کھجور کا درخت بیچے؟ (یعنی پھل کس کا ہوگا؟)

۲۵۴۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال مَنْ بَاعَ نَخْلاً قد اُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلاَّ اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ. ﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تابیر کیا ہوا (مؤبّر) کھجور کا درخت فروخت کرے تو اس کا پھل بائع کا ہوگا مگر جب خریدار شرط لگالے۔ (یعنی اگر عقد بیع کے وقت مشتری نے تصریح کردی کہ میں پھل کے ساتھ خریدتا ہوں تو خریدار کا ہوگا)

تابیر نخلة: تابیر نخلہ نیز تلقیح نخلہ کا مطلب یہ ہے نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا یعنی مادہ کھجور کے شگوفہ کو پھاڑ کر نر کھجور کا شگوفہ ڈال دینا تابیر نخلہ کہلاتا ہے اہل عرب کھجور میں پھل کی زیادتی کے لئے یہ عمل وتدبیر کرتے تھے۔

مسالک ائمہ: اس کے لئے نصر الباری جلد ششم باب ۱۳۶۸، حدیث ۲۰۷۱/ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد: امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ بیع میں ایسی شرط جائز اور درست ہے جو مقتضائے عقد کے خلاف نہ ہو نیز شریعت کے خلاف نہ ہو یعنی ان دو شرطوں سے جائز ہے۔

﴿ بَابُ الشُّرُوطِ فِى الْبَيْعِ ﴾ (۱۶۹۲)

بیع میں شرطیں کرنے کا بیان

۲۵۴۴﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ حدثنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ اَنَّ عائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِيْرَةَ جاءَتْ عائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِى كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قالَتْ لَهَا عائِشَةُ ارْجِعِى إِلَى اَهْلِكِ فَإِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَقْضِىَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونُ وَلاؤُكِ لِى فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ إِلَى اَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فقال لَهَا ابْتَاعِى فَاَعْتِقِى فَإِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ. ﴾

ترجمہ | عروہ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ بریرہؓ اپنے بدل کتابت میں ان سے مدد مانگنے آئی بریرہ نے اپنے بدل کتابت میں سے کچھ ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے بریرہ سے کہا تو اپنے لوگوں کے پاس جا اور اگر وہ اس پر راضی ہوں کہ تیری ولاء میں لوں گی تو میں تیری بدل کتابت کا روپیہ ادا کردیتی ہوں پھر بریرہ گئی اور اپنے لوگوں سے ذکر کیا لیکن ان لوگوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے اگر عائشہؓ اللہ واسطے تیرے ساتھ سلوک کرنا چاہیں تو کریں اور تیری ولاء ہم لیں گے حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے اور آزاد کردے ولاء، تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ | امام بخاریؒ کے اس ترجمہ میں کوئی تصریح نہیں ہے شرط عند العقد کے جواز کا یا عدم جواز کا؟ چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن اس حدیث کے بعض طرق میں تصریح ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ان رسول الله ﷺ قال اشتری بریرۃ واشترطی لهم الولاء. (عمدہ) مطابقت ظاہر ہے بعض شرطیں جائز ہیں۔ کما مر مراراً

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۷۵، ومر الحدیث ص ۶۵، وص ۲۰۲، وص ۲۸۸، وص ۲۹۰، وص ۳۴۴، وص ۳۴۷، وص ۳۴۸، وص ۳۴۹، وص ۳۵۰، ویاتی الحدیث ص ۳۷۶، وص ۳۸۱، وص ۷۶۳، وص ۷۹۵، وص ۷۹۶، وص ۸۱۶، وص ۹۹۴، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ بعض شروط عند العقد جائز ہیں جیسے خیار عیب، خیار رویۃ وغیرہ البتہ جو شرط مقتضی عقد کے خلاف ہو وہ جائز نہیں بیع فاسد ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

﴿بَابٌ ۱۶۹۳ اِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ اِلٰى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ﴾

اگر بائع معین جگہ تک سوار ہونے کی شرط کرے تو جائز ہے

یعنی بائع یہ شرط کرے کہ میں اس شرط پر بیچتا ہوں کہ فلاں مقام تک میں اس پر سوار رہوں گا تو یہ شرط جائز ہے۔

۲۵۴۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حدثنا زَكَرِيَّا قال سَمِعْتُ عَامِرًا يقولُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ اَنَّهُ كان يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ قَدْ اَعْيَا فَمَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَضَرَبَهُ فَدَعَالَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قال بِعْنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ قلتُ لا ثُمَّ قال بِعْنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُه فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ اِلٰى اَهْلِي فلمَّا قَدِمْنَا اَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انصَرَفْتُ فَاَرْسَلَ عَلٰى اِثْرِي ثُمَّ قال مَاكُنْتُ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ ذٰلِكَ فَهُوَ مَالُكَ. وَقال شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عن عَامِرٍ عن جَابِرٍ اَفْقَرَنِي رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وقال

إسْحَاقُ عن جَرِيْرٍ عنِ المُغِيْرةِ فبِعْتُهُ علىٰ اَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حتى اَبْلُغَ المَدِيْنَةَ وقال عَطاءٌ وَغَيْرُه وَلَكَ ظَهْرُهُ اِلَى المَدِيْنَةِ وَقال ابنُ المُنْكَدِرِ عن جابرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ اِلَى المَدِيْنَةِ وَقال زيدُ بنُ اَسْلَمَ عن جابرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حتى ترجِعَ وقال اَبُوالزُّبَيْرِ عن جابرٍ اَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ اِلَى المَدِيْنَةِ وقال الاَعْمَشُ عن سالِمٍ عن جابرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ اِلٰى اَهْلِكَ وَقال عُبَيْدُ اللّٰهِ وابنُ اِسْحَاقَ عن وَهْبٍ عن جابرٍ اشْتَرَاهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زيدُ بنُ اَسْلَمَ عن جابرٍ وقال ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطاءٍ وَغَيْرِه عن جابرٍ اَخَذْتُهُ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَهٰذا يكونُ اُوقِيَّةً علىٰ حِسابِ الدِّيْنارِ بِعَشْرَةٍ وَلَمْ يُبَيِّنِ الثمَنَ مُغِيْرَةُ عنِ الشَّعْبِيِّ عن جابرٍ وابنُ المُنْكَدِرِ وَاَبُوالزُّبَيْرِ عن جابرٍ وقال الاَعْمَشُ عن سالِمٍ عن جابرٍ اُوقِيَّةُ ذَهَبٍ وقال اَبُواسْحَاقَ عن سالِمٍ عن جابرٍ بِمِائَتَي دِرْهَمٍ وقال دَاوُدُ بنُ قَيْسٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ مِقْسَمٍ عن جَابرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيْقِ تَبُوكَ اَحْسِبُهُ قال بِاَرْبَعِ اَوَاقٍ وقال اَبُونَضْرَةَ عن جابرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْناراً وقولُ الشَّعْبِي بِوَقِيَّةٍ اَكْثَرُ قال اَبُوعبدِ اللّٰهِ وَالاِشْتِراطُ اَكْثَرُ وَاَصَحُّ عِنْدِي.

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے ایک اونٹ پر (سفر میں) جارہے تھے جو بالکل تھک چکا تھا (چل نہ سکتا تھا) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے اس کو مارا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ ایسا تیز چلنے لگا کہ ویسا کبھی چلا ہی نہ تھا (روکے سے نہیں رکتا تھا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! ایک اوقیہ چاندی کے عوض اس کو میرے ہاتھ بیچ دو میں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا اس کو ایک اوقیہ میں میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس اونٹ کو بیچ دیا، اور میں نے یہ شرط لگائی کہ میں اپنے گھر پہونچنے تک اس پر سوار رہوں گا، تو جب ہم آگئے (یعنی گھر پہونچ گئے) تو میں اونٹ لے کر حاضر خدمت ہوا آپ ﷺ نے اس کی قیمت مجھ کو دیدی، پھر میں واپس ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور فرمایا میں تیرا اونٹ لینے والا نہیں ہوں، تو اپنا یہ اونٹ لے جا، وہ تیرا مال ہے۔

وقال شعبة : اور شعبہ نے مغیرہ سے، انہوں نے عامر شعبی سے، انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے (اس میں ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کی پیٹھ پر مدینہ تک سوار ہونے کی اجازت دی۔ اور اسحاق بن راہویہ نے جریر سے، انہوں نے مغیرہ سے روایت کی (انہوں نے جابرؓ سے) کہ میں نے اس اونٹ کو اس شرط پر بیچا کہ مدینہ تک اس کی پیٹھ میں سوار رہوں گا۔ اور عطاء بن ابی رواح وغیرہ نے جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ تک اس کی پیٹھ تیرے لئے ہے (یعنی مدینہ تک اس پر چڑھ سکتا ہے)

وقال ابن المنكدر : اور ابن منکدر نے جابرؓ سے روایت کی کہ جابرؓ نے مدینہ تک اس کی پیٹھ پر رہنے کی شرط

کرلی۔ اور زید بن اسلم نے جابرؓ سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی پیٹھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ تو مدینہ لوٹے۔

وقال ابو الزبیر : اور ابوالزبیر نے جابرؓ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے تجھ کو مدینہ تک اس پر سوار رہنے کی اجازت دی۔ **وقال الاعمش** : اور اعمش نے سالم سے، انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اس پر اپنے اہل تک پہونچ جا۔

وقال عبید الله : اور عبیداللہ اور ابن اسحاق نے وہب سے، انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو ایک اوقیہ میں خریدا تھا اور وہب کی طرح زید بن اسلم نے بھی حضرت جابرؓ سے روایت کی۔ **وقال ابن جریج** : اور ابن جریج نے عطاء وغیرہ سے، انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس اونٹ کو چار دینار میں خرید لیا اور یہ چار دینار ایک اوقیہ چاندی ہوتی ہے اس حساب سے کہ دینار دس درہم کا ہوتا تھا، اور مغیرہ نے شعبی سے، انہوں نے جابرؓ سے، اور محمد بن منکدر اور ابوالزبیر نے بھی جابرؓ سے نقل کیا انہوں نے قیمت کا ذکر نہیں کیا۔

وقال الاعمش عن سالم : اور اعمش نے سالم سے، انہوں نے جابرؓ سے ایک اوقیہ سونا نقل کیا۔ **وقال ابو اسحاق** : اور ابواسحاق نے سالم سے انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے دوسو درہم کے عوض خریدا۔ **وقال داؤد بن قیس** : اور داؤد بن قیس نے عبیداللہ بن مقسم سے، انہوں نے جابرؓ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے اس اونٹ کو تبوک کے راستے میں خریدا میں گمان کرتا ہوں کہ کہا بعوض چار اوقیہ۔

وقال ابو نضرة : اور ابونضرہ نے جابرؓ سے روایت کی آپ ﷺ نے اس کو بیس دینار کے عوض خریدا۔ اور شعبی نے جو ایک اوقیہ کہا ہے اکثر روایتوں میں ایسا ہی ہے۔

قال ابو عبدالله : امام بخاریؒ نے کہا کہ مدینہ تک سوار رہنے کی شرط اکثر روایتوں میں ہے اور میرے نزدیک صحیح تر ہے۔

مطابقتہ للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فبعته فاستثنيت حملانه الى اهلي" فانه بيع فيه شرط ركوب الدابة الى مكان مسمى وهو المدينة.

مختصر تحقیق وتشریح | بعنيه بوقية، بعنيه اى الجمل. بوقية بفتح الواو مع اسقاط الهمزة، ولابى ذر باوقية بهمزة مضمومة والتحتية مشددة فيهما. (قس)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۵، ومر الحديث ص ۶۳، وص ۲۸۲، وص ۳۰۹، وص ۳۲۱، وص ۳۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۳۵، وص ۳۵۵، وياتي الحديث ص ۴۰۱، وص ۴۱۶، وص ۴۳۴، ،، وص ۵۸۰، وص ۷۶۰، وص ۷۸۹، وص ۸۰۸، وص ۹۴۵۔

مقصد | بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر کہ اذا اشترط البائع علی المشتری ظهر الدابة التی باعها الی مكان مسمّی جاز هذا البيع. (یعنی بائع یہ شرط کرسکتا ہے کہ مبیع پر فلاں جگہ تک سوار ہوکر جاؤں گا۔ امام بخاریؒ کے نزدیک یہ جائز ہے عند الاحناف ایسی شرط سے بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد بیع اور شرط جائز نہیں، تفصیل کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث پیش کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت جابرؓ غزوہ تبوک سے واپسی میں ایک سست رفتار اونٹ پر سوار تھے حضور نے اس اونٹ کو ایک چھڑی سے مارا تو اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ سب سے آگے نکل جاتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید لیا، حضرت جابرؓ نے یہ شرط کردی کہ میں مدینے تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا، مدینہ پہونچنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قیمت مع زائد جابرؓ کو عنایت فرمائی پھر اونٹ بھی جابرؓ کو عطا فرمادیا۔

جواب: اس حدیث کے الفاظ بہت مختلف ہیں نیز بخاریؒ نے جو اثبات دعوی کے لئے تعلیقات ذکر فرمائے ہیں ان کے الفاظ بھی بہت مختلف ہیں۔

صاف بات یہ ہے کہ یہ بیع ہی نہیں ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جابرؓ کی مدد کرنی مقصود ہے جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت بھی زائد دی پھر اونٹ بھی عنایت فرمایا اس کو خرید و فروخت کہنا ہی درست نہیں۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۶۹۴ الشُّرُوطِ فی المُعَامَلَةِ﴾

معاملات میں شرط لگانے کا بیان (یعنی کھیتی وغیرہ میں)

۲۵۴۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حدثنا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال قالتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم اقسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوانِنَا النَّخِيْلَ فقال لا فقالوا تكفُونَنَا الْمَؤُنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ قالوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا حضرات انصارؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں اور ہمارے بھائی مہاجرین میں کھجور کے درخت تقسیم کردیجئے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ انصار کے درخت جو ان کی زندگی کا قوام وگذران ہے ان کی ملکیت سے نکل جائے آپ ﷺ نے انصار پر شفقت فرمائی کہ یہ نہیں ہوسکتا) تب حضرات انصار مہاجرین سے کہنے لگے کہ آپ لوگ درختوں کی خدمت کریں (سیراب

کریں، درختوں کی تربیت کریں) میوہ میں ہم تم شریک رہیں گے سارے مہاجرین وانصار نے کہا سمعنا و اطعنا یعنی ہم نے سنا اور مان لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "تكفوننا المؤنة ونشرككم في الثمرة" لان فيه شرطا على مالا يخفى.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۵ تا ص ۳۷۶، ومر الحديث ص ۳۱۲، وياتي الحديث ص ۵۳۴۔

۲۵۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسمَاعِيلَ حدثنا جُوَيْرِيَةُ بنُ أَسْمَاءَ عن نافعٍ عن عبدِ اللهِ قال أَعْطَى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ اليَهُودَ أَن يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَايَخْرُجُ مِنْهَا. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کے حوالے کی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں اور پیداوار کا آدھا حصہ وہ لیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان عليه الصلوة والسلام ماعطى خيبر اليهود الا بشرط ان يعملوها ويزرعوها.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۶، ومر الحديث ص ۳۰۵، وص ۳۱۳، وص ۳۱۴، وص ۳۱۵، وص ۳۲۰، وياتي ص ۴۴۶، وص ۶۰۹۔

مقصد | مقصد یہ ہے کھیتی وغیرہ کے معاملات میں شرط جائز ہے۔

﴿ بابُ الشُّرُوطِ فی المَهْرِ عِندَ عُقْدَةِ النِّكاحِ ﴾ [۱۶۹۵]

وقال عُمَرُ إِنَّ مَقاطِعَ الحُقُوقِ عِندَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَاشَرَطتَ وقال المِسْوَرُ سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فی مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قال حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَانِي.

نکاح کرتے وقت مہر میں شرط لگانے کا بیان

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حقوق شرط کے مطابق ہیں (یعنی حق اس وقت ادا ہوتا ہے جبکہ شرط پوری کی جائے) تجھے وہ حق حاصل ہے جو تو نے شرط کی ہے۔ اور مسور بن مخرمہؓ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک داماد (ابو العاص بن ربیع) کا ذکر فرمایا اور اس کی تعریف کی دامادی کے سلسلے میں (یعنی

ارشاد فرمایا کہ انہوں نے دامادی کا رشتہ اچھی طرح ادا کیا) بات کہی تو سچ اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا (یعنی حضرت زینب کو بھیجنے کا وعدہ کیا تو پورا کیا)

۲۵۴۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ حدثنى يَزِيدُ بنُ اَبِى حَبِيْبٍ عن اَبِى الخَيْرِ عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَحَقُّ الشّرطِ اَن تُوفُوا بِهِ مَااسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الفُرُوجَ. ﴾

ترجمہ | حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام شرطوں سے زیادہ پوری کرنے کے لائق وہ ہیں جن سے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من معنى الحديث وهو ان احق الشروط بالوفاء مايستحل به الرجل فرج المرأة وهو المهر والترجمة الشروط فى المهر عند عقد النكاح الخ. (عمده)

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۳۷۶، وياتى الحديث فى النكاح ص ۷۷۴۔

مقصد | مقصد ترجمة الباب سے ظاہر کہ نکاح کے وقت طے شدہ مہر معجل ہو یا موجل طے شدہ وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس مسئلے کی پوری تفصیل کتاب النکاح میں آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿ بابُ الشُّرُوطِ فى المُزارَعَةِ ﴾ (۱۶۹۶)

اى هذا باب فى بيان حكم الشروط فى المزارعة، والباب الذى قبل هذا الباب اعنى باب الشروط فى المعاملة، اعم من هذا الباب، لان ذلك يشمل المزارعة والمساقات، وهذا مخصوص بالمزارعة.

مزارعت میں شرط لگانے کا بیان

۲۵۴۹﴿ حَدَّثَنَا مالِكُ بنُ اِسماعِيلَ حدثنا ابنُ عُيَيْنَةَ حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ سَمِعتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِىَّ قال سَمِعتُ رَافِعَ بنَ خَدِيْجٍ يقولُ كُنَّا اَكثَرَ الاَنصارِ حَقلاً فكنّا نُكرِى الاَرْضَ فَرُبَّمَا اَخرَجَتْ هذِه ولَم تُخرِجْ ذِهِ فنُهِيْنا عن ذٰلِك وَلَم نُنهَ عنِ الوَرِقِ. ﴾

ترجمہ | حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تمام انصاری لوگوں میں ہمارے کھیت زیادہ تھے تو ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے، کبھی ایک جگہ پیداوار ہوتی اور دوسری جگہ نہیں، اس لئے اس سے یعنی مزارعت سے منع کر دئے گئے

لیکن روپے کے عوض کرایہ پر دینے سے ہم منع نہیں کئے گئے۔

تشریح اس مزارعت کی ممانعت ہوئی جس میں یہ شرط ہو کہ اس قطعہ زمین کی پیداوار ہم لیں یعنی ندی کے کنارے اور دوسرے قطعہ کی پیداوار تم لینا، اس میں چونکہ دھوکا ہے اس لئے منع کر دیا گیا لیکن اگر پورے کھیت کی پیداوار پر شرط قرار پائے کہ نصف یا ثلث پر طے ہو جس کو بٹائی کہتے ہیں یہ جائز ہے۔ کتاب المبوع میں تفصیل گذر چکی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه شرطا بين ذلك رافع فى حديثه الذى مضى فى المزارعة فى باب مايكره من الشروط فى المزارعة ولفظه وكان احدنا يكرى ارضه فيقول هذه القطعة لى وهذه لك فربما اخرجت ذه ولم تخرج ذه فنهاهم النبى صلى الله عليه وسلم.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۶، ومر الحديث ص ۳۱۲، وص ۳۱۳، وص ۳۱۵۔

مقصد اس باب سے یہ مقصد ہے کہ مزارعت میں بعض شروط جائز ہیں مثلاً کھیت کا مالک اپنی زمین اس شرط پر دے کہ زمین میری، محنت تیری، پیداوار میں سے نصف میں لوں گا اور نصف تم، یا ثلث وغیرہ جو شرط طے ہو جائے، جسے بٹائی اور مخابرہ بھی کہتے ہیں، بشرطیکہ زمین کے حصہ کی تعیین نہ کرے کہ اس میں دھوکا ہے۔ تفصیل کتاب المبوع میں گذر چکی ہے۔

﴿ بابٌ ۱۶۹۷ مَالَا يجوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِى النِّكَاحِ ﴾

ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز نہیں ہیں

۲۵۵۰﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ حدثنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عن سَعِيدٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم قال لايَبِيْعُ حاضِرٌ لِبادٍ ولا تَنَاجَشُوا وَلا يَزِيْدَنَّ على بَيْعِ اَخِيْهِ وَلا يَخْطُبَنَّ على خِطْبَتِهِ وَلا تَسْاَلِ المَرأةُ طَلاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ اِنائَهَا. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شہر والا کسی باہر سے آنے والے دیہاتی کا مال نہ بیچ دے اور دلالی نہ کرو (یعنی لینے کی خواہش نہ ہو صرف مشتری کو دھوکہ دینے کی غرض سے قیمت بڑھا دینا چونکہ یہ دلالی فریب پر محمول ہے اس لئے ناجائز ہے، ہاں نیلام کی صورت میں جائز ہے چونکہ مقصد خریدنا ہوتا ہے کسی کو ابھارنا اور فریب دینا مقصد نہیں ہوتا ہے) اور اپنے بھائی (مسلمان) کی بیع پر مت بڑھاؤ اور اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام مت دو اور کوئی عورت اپنی بہن یعنی سوکن کو طلاق نہ دلوائے تاکہ اس کا حصہ بھی خود لے لے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولاتسال المرأة طلاق اختها". یعنی نکاح میں یہ

شرط جائز نہیں کہ دوسری بیویوں کو طلاق دیدے گا۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۷۶، ومر الحدیث ص ۲۸۷، وص ۲۸۸، وص ۲۸۹۔

مقصد مقصد ظاہر ہے کہ نکاح میں اس طرح کی شرط جائز نہیں کہ دوسری بیوی یعنی سوکن کو طلاق دیدے۔ واللہ اعلم

تشریح: حدیث کتاب البیوع میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرمالیجئے۔

﴿ بابُ ۱۶۹۸ الشُّروطِ الَّتِي لاتَحِلُّ فِي الحُدُودِ ﴾

ان شرطوں کا بیان جو حدود میں جائز نہیں

۲۵۵۱ ﴿ حدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خالدِ الجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا قالا اِنَّ رَجُلاً مِنَ الاَعْرابِ اَتٰى رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فقال يارسولَ اللّٰه! اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلاَّ قَضَيْتَ لِي بِكِتابِ اللّٰهِ فقال الخَصْمُ الآخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنا بِكِتابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِي فقال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قُلْ قال اِنَّ ابْنِي كانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهِ وَاِنِّي اُخْبِرْتُ اَنَّ عَلٰى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شاةٍ وَوَلِيْدَةٍ فَسَاَلْتُ اَهْلَ العِلْمِ فَاَخْبَرُونِي اَنَّما عَلٰى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عامٍ وَاَنَّ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذا الرَّجْمَ فقال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَالَّذِي نفسي بِيَدِهِ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُما بِكِتابِ اللّٰهِ الوَلِيْدَةُ وَالغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جلدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عامٍ اُغْدُ يااُنَيْسُ اِلٰى امْرَاَةِ هٰذا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قال فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَاَمَرَ بِها رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فَرُجِمَتْ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ میرا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کردیجئے اس کا دوسرا فریق جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہنے لگا جی ہاں ہمارا اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کردیجئے اور مجھ کو بیان کرنے کی اجازت دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بیان کرو، وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کا نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھ سے بیان کیا گیا (یعنی لوگوں نے مجھ سے کہا) تیرے بیٹے پر رجم ہے (یعنی تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہئے) تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دیکر اس کو چھڑا لیا پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان

لوگوں نے بیان کیا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر ہوگا اور اس کی بیوی پر رجم ہے (یعنی اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اللہ کی کتاب کے موافق تمہارا فیصلہ کروں گا بکریاں اور لونڈی تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر، اور اے اُنیس کل تو اس دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرلے تو اس کو سنگسار کر، چنانچہ صبح کو حضرت انیسؓ اس عورت کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے متعلق حکم دیا وہ سنگسار کی گئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فافتدیت منہ بمائۃ شاۃ وولیدۃ". مطلب یہ ہے کہ اس نے زنا کی حد کے بدل یہ شرط کی کہ سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل اور لغو قرار دیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۷۶، ومر الحدیث ص ۳۱۱، وص ۳۶۱، وص ۳۷۱، ویاتی الحدیث ص ۹۸۱، وص ۱۰۰۸، وص ۱۰۱۰، ررر، وص ۱۰۱۱، وص ۱۰۱۳، وص ۱۰۶۸، وص ۱۰۷۸، وص ۱۰۸۱۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہر وہ شرط جو حدود اللہ کے خلاف ہو یا ہر وہ صلح جو حدود اللہ کے خلاف ہو نا قابل قبول اور مردود ہے۔

﴿بابٌ (۱۶۹۹) مایجوزُ مِن شُروطِ المُکَاتَبِ اِذا رَضِیَ بِالبَیعِ علٰی اَن یُعتَقَ﴾

مکاتب اگر آزاد ہونے کی شرط پر بیع پر راضی ہو جائے تو یہ درست ہے

۲۵۵۲﴿ حدَّثَنَا خَلَّادُ بنُ یَحیٰی حدثنا عبدُ الوَاحِدِ بنُ اَیمَنَ المَکِّیُّ عن اَبِیہِ قال دَخلتُ علٰی عائشَۃَ قالتْ دَخلَتْ عَلَیَّ بَرِیرَۃُ وَھِیَ مُکَاتَبَۃٌ فقالتْ یَااُمَّ المُؤمِنِینَ اشتَرِینِی فاِنَّ اَھلِی یَبِیعُونَنِی فاعتِقِینِی قالتْ نعَمْ قالتْ اِنَّ اَھلِی لایَبِیعُونَنِی حتی یَشتَرِطُوا وَلَائِی قالتْ لاحاجَۃَ لِی فِیکَ فَسَمِعَ ذٰلکَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوبَلَغَہٗ فقال ماشانُ بَرِیرَۃ فقال اِشتَرِیھَا فاعتِقِیھَا وَلیَشتَرِطُوا مَاشَاؤا قالت فاشتَرَیتُھَا فاعتَقتُھَا واشترطَ اَھلُھَا وَلائَھَا فقال النبیُّ ﷺ الوَلاءُ لِمَنْ اَعتَقَ واِن اشتَرَطُوا مِائۃَ شرطٍ.﴾

ترجمہ ایمن مکی نے کہا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ لونڈی جو مکاتبہ تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی ام المؤمنین! مجھ کو خرید لیجئے اس لئے کہ میرے مالک مجھ کو بیچ دیں گے پھر مجھ کو آزاد کر دیجئے، حضرت

عائشہؓ نے فرمایا اچھا، بریرہؓ نے کہا میرے مالک اس وقت تک مجھ کو نہیں بیچیں گے جب تک وہ ولاء خود لینے کی شرط نہ کرلیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو مجھ کو خریدنے کی کوئی ضرورت نہیں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن لی یا آپ ﷺ کو یہ خبر پہونچی آپ ﷺ نے پوچھا بریرہ کا کیا حال ہے؟ (میں نے بیان کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے اور اس کو آزاد کردے اور وہ لوگ جو چاہیں شرط لگالیں حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے بریرہؓ کو خرید کر آزاد کردیا اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط (اپنے لئے) کرلی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اگرچہ سو شرطیں لگائیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من معنى الحديث لان بريرة قالت لعائشة اشتريني فاعتقيني والحال انها مكاتبة فكانها شرطت عليها ان تعتقها اذا اشترتها.

مقصد مقصد یہ ہے کہ مکاتب یا مکاتبہ اگر راضی ہو تو مکاتب کی بیع جائز ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے کہ خود مکاتبہ بریرہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اظہار خیال کیا ہے۔

مکاتب کے معنی اور اس کے مسائل واحکام کے لئے ملاحظہ فرمائے نصر الباری جلد سوم ص ۳۹ تا ص ۴۰۔

﴿ بابٌ ۱۷۰۰ الشُّرُوطِ فِی الطَّلاقِ ﴾

وَقَالَ ابنُ المُسَيَّبِ وَالحَسَنُ وَعَطاءٌ اِنْ بَدَا بِالطَّلاقِ اَوْ اَخَّرَ فهو احَقُّ بِشَرْطِهِ.

طلاق میں شرطیں لگانے کا بیان

اور سعید بن مسیبؒ، حسن بصریؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا خواہ شرطوں کو بعد میں بیان کرے یا پہلے (یعنی طلاق کو مقدم کرے اور شرط اس کے بعد ذکر کرے، مثلاً اس طرح کہے "انت طالق ان دخلت الدار" یا شرط کو مقدم کرے اور طلاق بعد میں کہے مثلاً کہے "ان دخلت الدار فانت طالق" ہر حال میں طلاق جب ہی پڑے گی جب شرط پائی جائے یعنی عورت گھر میں ہو۔

۲۵۵۳﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عَرْعَرَةَ حدثنا شُعْبَةُ عن عَدِیِّ بنِ ثابتٍ عن اَبِی حازِمٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال نَهٰی رسولُ الله صلی الله عليه وسلم عن التَّلَقِّی وَاَنْ يَبْتَاعَ المُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِی وَاَنْ تَشْتَرِطَ المَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا وَاَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَومِ اَخِيهِ وَنَهٰی عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ.

تابَعَهُ مُعاذٌ وعبدُ الصَّمَدِ عن شُعْبَةَ وقال غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ نُهِیَ وَقال آدَمُ نُهِينَا

وقال النَّضرُ وَحَجَّاجُ بنُ مِنهَالٍ نَهٰى.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تلقی رکبان سے منع فرمایا ہے (یعنی باہر سے جو قافلہ غلہ لے کر بازار میں فروخت کرنے کے لئے آرہا ہو بازار سے باہر جا کر اس سے ملنا، تفصیل کتاب البیوع میں گذر چکی ہے) اور منع فرمایا ہے کہ شہری دیہاتی کا مال بیچ دے (مسئلہ کتاب البیوع میں مفصل گذر چکا ہے) اور منع فرمایا ہے کہ کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلوانے کی شرط لگائے (مسئلہ گذر چکا ہے) اور منع فرمایا کہ کوئی اپنے بھائی کے نرخ پر (سودا چکانے پر) سودا چکائے اور نجش سے اور تصریہ سے منع فرمایا (سارے مسائل کتاب البیوع میں مفصل مدلل گذر چکے ملاحظہ فرمالیجئے)

محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ اور عبد الصمد نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور غندر اور عبد الرحمٰن نے نُہِیَ کا لفظ کہا یعنی ان باتوں سے منع کیا گیا اور آدم بن ایاس نے کہا نُہِینَا یعنی ہم منع گئے گئے اور نضر اور حجاج بن منہال نے کہا نَہٰی یعنی منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وان تشترط المرأة طلاق اختها". یعنی اگر سوکن کی طلاق کی شرط کرے اور خاوند شرط کے موافق طلاق دیدے تو طلاق پڑ جائے گی ورنہ شرط لگانے کی ممانعت سے کوئی فائدہ نہیں رہتا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۶، حديث ابي هريرةؓ قال "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التلقي" الخ مر الحديث في ص ۲۸۷، وص ۲۸۸، وص ۲۸۹۔

مقصد مقصد تعلیق الطلاق بالشرط کا حکم بتانا ہے کہ شرط مقدم ہو یا مؤخر دونوں صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی جیسے ان دخلت الدار فانت طالق اور اگر شرط مؤخر ہو جیسے انت طالق ان دخلت الدار دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

• • •

گیارہواں پارہ بخاری ص ۳۷۷

﴿ باب ۱۷۰۱ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالقَولِ ﴾

لوگوں سے زبانی شرط کرنا

(یعنی بغیر اشتہار و کتابت کے صرف زبانی شرط لگانے کا بیان)

۲۵۵۴﴿ حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مُوسٰى اَخْبَرَنا هِشامٌ اَنَّ ابنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قال اَخْبَرَنِي يَعْلٰى بنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بنُ دِينارٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ قال اِنَّا لَعِنْدَ ابنِ عَبَّاسٍ قال حَدَّثَنِي اُبَيُّ بنُ كَعْبٍ قال قال رسولُ الله ﷺ قال مُوسٰى رسولُ الله فَذَكَرَ الحَدِيْثَ "قال اَلَمْ اَقُل اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا" كانَتِ الأُوْلٰى نِسْيانًا وَالوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قال لَاتُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ اَمْرِي عُسْرًا لَقِيَا غلامًا فَقَتَلَهُ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ فَاَقَامَهُ قَرَأَهَا ابنُ عَبَّاسٍ اَمَامَهُم مَلِكٌ. ﴾

ترجمہ ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھ کو یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی ان دونوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی اور ان میں ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے، ابن جریج نے کہا مجھ سے یہ حدیث یعلی اور عمرو کے سوا اوروں نے بھی بیان کی ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے سنا غیر سے وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر حدیث بیان کی (یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے جو ملے تھے وہ اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام تھے پھر اخیر تک حدیث ذکر کی) قال الم اقل الخ: خضرؑ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا "کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلا سوال بھول کر کیا تھا اور بیچ کا سوال شرط کے طور پر اور تیسرا (سوال) جان بوجھ کر، موسیٰ علیہ السلام نے (خضرؑ سے) کہا بھول چوک پر میری گرفت نہ کرو اور نہ میرا کام مشکل بناؤ، دونوں کو ایک لڑکا ملا خضرؑ نے اس کو قتل کر دیا پھر دونوں آگے چلے تو ایک دیوار دیکھی جو ٹوٹنے کو تھی (یعنی جھک گئی تھی) خضرؑ نے اس کو سیدھا کر دیا، حضرت ابن عباسؓ نے

یوں پڑھا ہے امامهم مَلِكٌ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والوسطى شرطا لان المراد به قوله ان سالتك عن شئ بعدها فلاتصاحبني والتزم موسیٰ ولم يكتبا ذلك ولايشهدا احدًا وانما وقع ذلك شرطا بالقول.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۷، ومر الحديث ص ۱۷، وص ۳۰۲، ويأتي الحديث ص ۴۶۳، وص ۴۸۲ تا ص ۴۸۳، وص ۶۸۷ تا ص ۶۸۸، وص ۶۹۰، وص ۱۱۱۴۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ شرط کے مطابق عمل کرنا چاہئے خواہ شرط پر نہ شاہد ہو اور نہ اس کی تحریر و کتابت ہو، صرف زبانی شرط ہو پھر بھی عمل کرنا چاہئے جب چنانچہ جب حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شرط کی مخالفت دیکھی تو کہہ دیا هذا فراق بيني وبينك اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر انکار نہیں کیا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ گذر چکا ہے اور نیز پوری تفصیل کے لئے نصر الباری نویں جلد کتاب التفسیر ص ۳۸۰ سے ۳۹۲ کا مطالعہ کیجئے۔

﴿بابُ الشُّرُوطِ فِی الوَلاءِ﴾ ۱۷۰۲

ولاء میں شرط لگانے کا بیان

۲۵۵۵﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ حدثنا مالكٌ عن هِشامِ بنِ عُروَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ جاءَتْنِي بَرِيْرَةُ فقالتْ كاتَبْتُ اَهْلِي على تسعِ اَوَاقٍ فى كُلِّ عامٍ اُوقِيَّةٌ فَاَعِيْنِينِى فقالتْ اِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكونَ وَلاءُكِ لِي فَعَلْتُ فذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ اِلى اَهْلِهَا فقالتْ لَهُمْ فابَوا عَلَيْها فجاءَتْ مِن عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم جالِسٌ فقالتْ اِنِّى قدعَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاَبَوا اِلَّا اَن يَكونَ الوَلاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَاَخبَرَتْ عائِشَةُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الوَلاءَ فَاِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عائِشَةُ ثم قامَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فى النّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عليه ثم قال مَابَالُ رِجالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فى كِتابِ اللّٰهِ مَاكانَ مِن شَرْطٍ لَيسَ فى كتابِ اللّٰهِ فَهُوَ باطِلٌ وَاِن كانَ مِائَةَ شَرْطٍ قضاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وشرطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّما الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالک سے نو اوقیہ (چاندی) پر کتابت کی ہے ہر سال ایک اوقیہ دینا ٹھہرا ہے آپ میری مدد فرمائیے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر تیرے مالک پسند فرمائیں تو میں نو اوقیہ ان کو گن دیتی ہوں اور تیری ولاء میری ہوگی (یعنی ولاء میں لوں گی) تو بریرہؓ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان لوگوں سے کہا لیکن مالکوں نے نہیں مانا پھر بریرہؓ مالکوں کے پاس سے واپس آئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے بریرہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے مالکوں کے سامنے آپ کا قول بیان کیا ان لوگوں نے نہیں مانا مگر اس شرط پر کہ ولاء ہم لیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور حضرت عائشہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے اور ولاء کی شرط ان ہی کے لئے کرے (کہ ولاء تم ہی لینا) ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے گا چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سنانے کے لئے) لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کچھ لوگوں کا کیا حال ہے؟ (کیا ہو گیا ہے؟) کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرطیں اللہ کی کتاب میں نہ ہوں وہ باطل (لغو) ہیں اگرچہ سو شرطیں ہوں اللہ کا حکم (عمل کے) زیادہ لائق ہے اور اللہ ہی کی شرط پختہ اور مضبوط ہے بلاشبہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فیہ من حیث اشتراط اھل بریرۃ الولاء لھم وامرہ علیہ الصلوۃ والسلام عائشۃ بان تشترط الولاء لھم مع قولہ انما الولاء لمن اعتق.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۷۷، ومر الحدیث ص ۶۵، وص ۲۰۲، وص ۲۸۸، وص ۲۹۰، وص ۳۴۴، وص ۳۴۷، وص ۳۴۸، ،،، وص ۳۴۹، وص ۳۵۰، وص ۳۷۵، وص ۳۷۶، ویاتی الحدیث ص ۳۸۱، وص ۶۳۷، وص ۷۹۵، وص ۷۹۶، وص ۸۱۶، وص ۹۹۴، وص ۹۹۹، وص ۱۰۰۰، ،،،۔

مقصد مقصد یہ بتانا ہے کہ کتاب اللہ یعنی حکم خداوندی کے خلاف جو شرطیں بھی ہوں گی وہ باطل اور لغو ہوں گی۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۷۰۳ اِذَا اشْتَرَطَ فِی الْمُزَارَعَةِ اِذَا شِئْتُ اَخْرَجْتُكَ ﴾

اگر زمین کا مالک مزارعت میں یہ شرط لگائے کہ جب چاہونگا تجھ کو (کاشتکار کو) نکال دونگا

مطلب یہ ہے کہ مزارعت میں کوئی مدت معین نہ کرے بلکہ زمین کا مالک یوں شرط کرے کہ میں جب چاہوں گا تجھ کو بے دخل کردوں گا۔

۲۵۵۶ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ اَبُوْ غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا فَدَعَ اَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ اِنَّ

رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ على اَمْوَالِهِم وقال نُقِرُّكُمْ مَاأَقَرَّكُمُ اللهُ وَاِنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ خَرَجَ إلى مالِهِ هُناكَ فعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَداهُ ورِجْلاهُ وَلَيْسَ لَنا هُناكَ عَدُوٌّ غيرَهُمْ عَدُوُّنا وَتُهْمَتُنا وَقَد رَأَيْتُ إجْلاءَ هُمْ فلمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ على ذٰلِكَ أتَاهُ اَحَدُ بَنِي اَبِي الحُقَيْقِ فقال يااَمِيرَ المُؤمِنِيْنَ أتُخرِجُنا وَقد اَقَرَّنا محمَّدٌ وعامَلَنا على الاموالِ وَشَرَطَ ذٰلك لَنا فقال عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّي نَسِيتُ قولَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم كيفَ بِكَ إذَا أُخرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فقال كانَ ذٰلِكَ هٰذِهِ هُزَيْلَةً مِنْ اَبِي القَاسِمِ فقال كَذَبْتَ ياعَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلاهُم عُمَرُ وَاَعْطاهُمْ قِيمَةَ مَاكانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالاً وَاِبِلاً وَعُرُوضًا مِنْ اَقْتابٍ وحِبالٍ وَغيرِ ذٰلِكَ، رَواهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ اَحْسِبُهُ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اختَصَرَهُ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب خیبر کے یہودیوں نے عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھ پاؤں مروڑ دیئے (ٹیڑھے کردیئے، بعض نسخوں میں بجائے عین مہملہ کے غین معجمہ ہے یعنی ہاتھ پاؤں توڑ دیئے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اپنے اموال پر معاملہ کیا تھا (یعنی زمین اور باغ پر بٹائی کا معاملہ کیا تھا) اور فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تم کو یہاں رکھے گا ہم بھی تم کو قائم رکھیں گے، اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے مال کے لئے وہاں یعنی خیبر کی طرف نکلے (قصہ یہ ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ کو خیبر بھیجا کہ وہاں کی پیداوار وصول کریں) تو رات کو ان پر زیادتی کی گئی اور ان کے ہاتھ پاؤں مروڑ دیئے گئے اور وہاں یعنی خیبر میں ان یہودیوں کے علاوہ ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے یہی یہود ہمارے دشمن ہیں ان ہی پر ہمارا گمان ہے میں ان کا وہاں سے نکال دینا مناسب سمجھتا ہوں جب حضرت عمرؓ نے یہ قصد کرلیا تو ابو حقیق یہودی کا ایک لڑکا ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہم کو نکال دیں گے حالانکہ ہم کو محمد (ﷺ) نے ٹھہرایا ہے اور ہم سے بٹائی کا معاملہ کیا ہے اور ہمارے لئے یہ شرط کرلی کہ یہیں رہنا اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھول گیا آپ ﷺ نے تجھ سے فرمایا تھا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا راتوں رات تجھ کو تیری اونٹنی لئے پھرے گی وہ کہنے لگا یہ ابو القاسم ﷺ نے مزاح کیا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا ارے خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے پھر حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا اور پیداوار میں جو ان کا حصہ تھا اس کی قیمت ان کو دلوادی کچھ نقد اور کچھ سامان دیا، اونٹ پالان اور رسیاں وغیرہ، اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا میں سمجھتا انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر طور پر۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نقركم ما اقركم الله" وقد قلنا ان معناه ما قدر الله انا نتركم فاذا شئنا اخرجناكم. (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۷۷۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ زمین کا مالک اگر کاشتکار کا کوئی قصور دیکھے تو اس کو بے دخل کر سکتا ہے اگر وہ کام شروع کر چکا ہو تو اس کا معاوضہ دینا ہوگا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا۔ ۲ ایک قول یہ ہے کہ مالک اس وقت بے دخل کر سکتا ہے جب کاشت پوری ہو جائے اور فصل کاٹ لی جائے۔

﴿بابُ[۱۷۰۴] الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ اَهْلِ الحَرْبِ وكِتَابَةِ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالقَولِ﴾

جہاد میں شرطیں لگانا اور اہل حرب کے ساتھ صلح کرنے اور زبانی بات چیت کر کے لوگوں کے ساتھ شرطوں کا لکھنا

۲۵۵۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حدثنا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخبَرَنا مَعمَرٌ قال اَخبَرَنِي الزُّهرِيُّ اَخبَرَنِي عُروَةُ بنُ الزُّبَيرِ عَنِ المِسوَرِ بنِ مَخرَمَةَ وَمَروَانَ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنهُما حديثَ صَاحِبِهِ قالا خَرَجَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم زَمَنَ الحُدَيبِيَّةِ حتى إِذَا كَانُوا بِبَعضِ الطَّرِيقِ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ خالِدَ بنَ الوَلِيدِ بِالغَمِيمِ فِي خَيلٍ لِقُرَيشٍ طَلِيعَةً فَخُذُوا ذَاتَ اليَمِينِ فَوَاللهِ مَاشَعَرَ بِهِمْ خالِدٌ حتى إِذَاهُم بِقَتَرَةِ الجَيشِ فَانطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيشٍ وَسَارَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم حتى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهبَطُ عَلَيهِم مِنها بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فقال الناسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فقالوا خَلَاَتِ القَصوَاءُ خَلَاَتِ القَصوَاءُ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم ماخَلَاَتِ القَصوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِن حَبَسَهَا حَابِسُ الفِيلِ ثُمَّ قال وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَايَسأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعطَيتُهُم إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قال فَعَدَلَ عَنهُم حتى نَزَلَ بِأَقصَى الحُدَيبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ المَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حتى نَزَحُوهُ وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم العَطَشُ

فانتزع سهمًا من كِنَانَتِهِ ثم أمرهم أن يجعلوه فيه فوالله مازال يجيش لهم بالرِّيِّ حتى صدروا عنه فبينما هم كذلك إذ جاء بُدَيْلُ بن وَرْقَاءَ الخُزَاعِيُّ في نفر من قومه من خُزَاعَةَ وكانوا عَيْبَةَ نُصْحِ رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل تِهَامَةَ فقال إني تركتُ كعبَ بن لُؤَيٍّ وعامرَ بن لُؤَيٍّ نزلوا أعدادَ مياه الحُدَيْبِيَةِ ومعهم العُوذُ المطافيلُ وهم مقاتلوك وصادُّوك عن البيت فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم إنا لم نجئ لقتال أحد ولكنا جئنا معتمرين وإن قريشًا قد نَهِكَتْهُمُ الحربُ وأضرَّت بهم فإن شاؤوا مادَدْتُهم مُدَّةً ويُخَلُّوا بيني وبين الناس فإن أَظْهَرْ فإن شاؤوا أن يدخلوا فيما دخل فيه الناسُ فعلوا وإلا فقد جَمُّوا وإن هم أبوا فوالذي نفسي بيده لأقاتلنَّهم على أمري هذا حتى تنفرد سالفتي ولَيُنْفِذَنَّ اللهُ أمرَه فقال بُدَيْلٌ سأبلِّغهم ماتقولُ فانطلق حتى أتى قريشًا قال إنا قد جئناكم من عند هذا الرجل وسمعناه يقول قولاً فإن شئتم أن نَعْرِضَهُ عليكم فعلنا قال سفهاؤهم لاحاجةَ لنا أن تُخْبِرَ عنه بشيءٍ وقال ذوو الرأي منهم هاتِ ماسمعتَه يقولُ قال سمعتُه يقول كذا وكذا فحدَّثهم بما قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقام عُرْوَةُ بنُ مسعودٍ فقال أي قومِ ألستُ بالوالد قالوا بلى قال أولستم بالولد قالوا بلى قال فهل تتهمونِي قالوا لا قال ألستم تعلمون أني استنفرتُ أهلَ عُكَاظٍ فلما بلَّحوا عليَّ جئتكم بأهلي وولدي ومن أطاعني قالوا بلى قال فإن هذا قد عرض لكم خُطَّةَ رُشْدٍ اقبلوها ودعوني آتِهِ قالوا ائتِهِ فأتاه فجعل يكلِّمُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم نحوًا من قوله لِبُدَيْلٍ فقال عُرْوَةُ عند ذلك أي محمدُ أرأيتَ إن استأصلتَ أمرَ قومك هل سمعتَ بأحدٍ من العرب اجتاح أهلَه قبلك وإن تكن الأخرى فإني واللهِ لأرى وجوهًا وإني لأرى أشوابًا من الناس خليقًا أن يفرُّوا ويدعوك فقال له أبوبكرٍ امصص بَظْرَ اللاتِ أنحن نفرُّ عنه وندعه فقال مَن ذا قالوا أبوبكرٍ فقال أما والذي نفسي بيده لولا يدٌ كانت لك عندي لم أجزك بها لأجبتُك قال وجعل يكلِّمُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فكلَّما تكلَّم أخذ بلحيته والمغيرةُ بنُ شعبةَ قائمٌ على رأس النبيِّ صلى الله عليه وسلم ومعه السيفُ وعليه المِغْفَرُ فكلَّما أهوى عروةُ بيده إلى لحية النبيِّ صلى الله عليه وسلم ضرب يدَه بنعل السيف وقال أخِّر يدَك

عن لِحْيَةِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فرفع عُرْوَةُ رَاسَهُ فقال مَنْ هٰذا قالوا الْمُغِيْرَةُ بنُ شُعْبَةَ فقال اَىْ غُدَرُ اَلَسْتُ اَسْعٰى فى غَدْرَتِك وَكانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فى الجَاهِلِيَّةِ فقَتَلَهُمْ وَاَخَذَ اَمْوَالَهُمْ ثم جَاءَ فَاَسْلَمَ فقال النبىُّ صلى الله عليه وسلم اَمَّا الإِسْلامَ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا المَالَ فلَسْتُ مِنْهُ فى شَيْءٍ ثم اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النبىِّ صلى الله عليه وسلم بِعَيْنَيْهِ قال فوَاللّٰهِ مَاتَنَخَّمَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فى كَفِّ رَجُلٍ مِنهُمْ فدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا اَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَه وَمَايُحِدُّونَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا له فرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِه فقال اَىْ قومِ وَاللّٰهِ لَقد وَفَدْتُ عَلَى المُلوكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنجاشِىِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَايتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ اَصحَابُه مايُعَظِّمُ اَصْحَابُ محمّدٍ محمّداً وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فى كَفِّ رَجُلٍ مِنهُم فدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا اَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّا كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا اَصوَاتَهُم عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا له وَاِنَّه قَدعَرَضَ خُطَّةَ رُشْدٍ فاقْبَلُوهَا فقال رَجُلٌ مِن بَنى كِنَانَةَ دَعُونِى آتِيهِ فقالوا ائْتِهِ فلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى النبىِّ صلى الله عليه وسلم وَاَصْحَابِهِ قال رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم هٰذا فلانٌ وَهُوَ مِنْ قومٍ يُعَظِّمُونَ البُدْنَ فابْعَثُوهَا لَهُ فبُعِثَتْ لَه وَاسْتَقْبَلَهُ النّاسُ يُلَبُّونَ فلَمَّا رَآى ذٰلك قال سُبْحَانَ اللّٰهِ مَايَنبَغِى لِهٰؤُلاءِ اَنْ يُصَدُّوا عنِ البَيْتِ فلَمَّا رَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهِ قال رَايْتُ البُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَاُشْعِرَتْ فَمَا اَرٰى اَنْ يُصَدُّوا عنِ البَيْتِ فقامَ رَجُلٌ مِنهُمْ يُقال لَهُ مِكْرَزُ بنُ حَفْصٍ فقال دَعُونِى آتِيهِ فقالوا ائْتِهِ فلَمَّا اَشْرَفَ عَلَيْهِم قالَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم هٰذا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فجَعَلَ يُكَلِّمُ النبىَّ صلى الله عليه وسلم فبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ اِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بنُ عَمْرٍو قال مَعْمَرٌ فَاَخْبَرَنِى اَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ اَنّه لَمَّا جَاءَ سُهَيْلٌ قالَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم قد سَهُلَ لَكُمْ مِن اَمْرِكُمْ قال مَعْمَرٌ قال الزُّهْرِىُّ فى حَدِيْثِهِ فجاءَ سُهَيْلُ بنُ عَمْرٍو فقال هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُم كِتَابًا فدَعَا النبىُّ صلى الله عليه وسلم الكَاتِبَ فقال النبىُّ صلى الله عليه وسلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فقالَ سُهَيْلٌ اَمَّا الرَّحْمٰنُ فوَاللّٰهِ مَااَدْرِى مَاهُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ

تَكْتُبُ فقال الْمُسْلِمُونَ وَاللّٰهِ لانكتُبَهَا اِلاّ بِسْمِ اللّٰهِ الرحمٰنِ الرّحِيم فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اكتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثمّ قال هٰذا مَاقَاضٰى عَلَيْهِ محمّدٌ رسولُ اللّٰهِ فقال سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لو كُنّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رسولُ اللّٰهِ مَاصَدَدْنَاكَ عنِ البَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكتُبْ محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاللّٰهِ اِنّى لَرَسولُ اللّٰهِ وَان كَذَّبْتُمونِى اكتُبْ محمّد بنُ عبدِ اللّٰهِ قال الزُّهْرِيُّ وَذٰلِك لِقولِهِ لايَسْئَلُونِى خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيْهَا حُرمَاتِ اللّٰهِ اِلاّ اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا فقال له النبيُّ ﷺ عَلٰى اَن تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ البَيْتِ فنَطُوف به فقال سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لاتَتَحدَّثُ العَرَبُ اَنّا اُخِذْنا ضُغْطَةً ولٰكِن ذٰلِك مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فكتَبَ فقال سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنّه لايَاتِيْكَ مِنّا رَجُلٌ وَاِن كانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلاّ رَدَدْتَه اِلَيْنَا قال الْمُسْلِمُونَ سُبحانَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرَدُّ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جاءَ مُسْلِمًا فبَيْنَاهُمْ كَذٰلِك اِذْ دَخَلَ اَبُوجَنْدَلِ بنُ سُهَيْلِ بنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فى قُيُودِهِ وقَدْ خَرَجَ مِنْ اَسْفَلِ مَكّةَ حتى رَمٰى بِنَفْسِهِ بَيْنَ اَظْهُرِ المُسْلِمِيْنَ فقال سُهَيْلٌ هٰذا يا محمَّدُ اَوَّلُ مَااُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ اَنْ تَرُدَّهُ اِلَيَّ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنّا لَمْ نَقْضِ الكِتَابَ بَعدُ قال فوَاللّٰهِ اِذَنْ لااُصَالِحكَ عَلٰى شيءٍ اَبَداً فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم فاَجِزْهُ لِى فقال مَااَنا بِمُجِيْزٍ ذٰلِك قال بلٰى فافعَلْ قال ما اَنَا بِفاعِلٍ قال مِكرَزٌ بل قد اَجَزْنَاهُ لَكَ قال اَبوجَنْدَلٍ اَىْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُرَدُّ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا اَلا تَرَونَ مَاقَدْ لَقِيْتُ وَكانَ قَدْ عُذِّبَ عَذابًا شَدِيْداً فى اللّٰهِ قال عُمَرُ بنُ الخَطّابِ فاَتَيْتُ نبيَّ الله صلى الله عليه وسلم فقُلْتُ اَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قال بَلٰى قلتُ اَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى البَاطِلِ قال بَلٰى قلتُ فَلِمَ نُعْطِى الدَّنِيَّةَ فى دِيْنِنَا اِذَنْ قال اِنّى رسولُ الله وَلَسْتُ اَعصِيْهِ وَهُوَ ناصِرِى قلتُ اَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنا اَنّا سَنَاتِى البَيْتَ فنَطُوف بِهِ قال بَلٰى فَاَخبَرتُكَ اَنّا نَاتِيْهِ العامَ قلتُ لا قال فَاِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ قال فاَتَيْتُ اَبَابَكرٍ فقلتُ يااَبَابَكرٍ اَلَيْسَ هٰذا نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قال بَلٰى قلتُ اَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى البَاطِلِ قال بلٰى قلتُ فَلِمَ نُعْطِى الدَّنِيَّةَ فى دِيْنِنَا اِذَنْ قال اَيُّهَا الرَّجُلُ اِنّه رسولُ الله وَلَيْسَ يَعْصِى رَبَّهٗ وَهُوَ ناصِرُهٗ فاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللّٰهِ اِنّه عَلَى الحَقِّ قلتُ اَلَيْسَ كانَ يُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَاتِى البَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ قال بَلٰى اَفَاَخبَرَكَ اَنَّكَ تَاتِيْهِ العَامَ قلتُ لا قال فَاِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ قال

الزُّهْرِيُّ قال عُمَرُ فعَمِلْتُ لِذٰلك اَعْمالاً قال فلمّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الكِتاب قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لِاَصْحَابِهٖ قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمّ احْلِقوا قال فوَاللّٰهِ مَاقَامَ مِنهُم رَجُلٌ حتى قال ذٰلِك ثَلاثَ مَرّاتٍ فلمّا لَمْ يَقُمْ مِنهُمْ اَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فذَكَرَ لَهَا مَالَقِيَ مِنَ النّاسِ فقالتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَانبيَّ اللّٰهِ اَتُحِبُّ ذاك اخْرُجْ ثُمّ لا تُكَلِّمْ اَحَداً مِنْهُمْ كَلِمَةً حتى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُو حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ فخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا مِنهم حتى فَعَلَ ذٰلِك نَحَرَ بُدْنَهٗ وَدَعَا حَالِقَهٗ فحَلَقَهٗ فلمّا رَاَوا ذٰلِك قامُوا فنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حتى كادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضا غمًّا ثمّ جَاءَهٗ نِسْوَةٌ مُؤمِناتٌ فاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالٰى "يااَيُّها الّذِينَ آمَنُوا اِذَا جاءَ كُمُ المُؤمِناتُ مُهاجِراتٍ فامْتَحِنُوهُنَّ" حتى بَلَغَ بِعِصَمِ الكَوَافِرِ فطَلَّقَ عُمَرُ يومَئِذٍ امْرَاَتَيْنِ كانَتَا لَهٗ فى الشِّرْكِ فتَزَوَّجَ اِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بنُ اَبِى سُفْيانَ وَالاُخْرٰى صَفْوَانُ بنُ اُمَيَّةَ ثمّ رَجَعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلَى المَدِينَةِ فجَاءَهٗ اَبُوبَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فاَرْسَلُوا فِى طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ فقالوا العَهْدَ الّذِى جَعَلْتَ لَنا فَدَفَعَهٗ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فخَرَجَا بِهٖ حتى بَلَغَا ذَاالحُلَيْفَةِ فنَزَلُوا يَاكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فقال اَبُوبَصِيرٍ لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنّى لَاَرٰى سَيْفَكَ هٰذا يافلانُ جَيِّدًا فاسْتَلَّهُ الآخَرُ فقال اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنّه لَجَيِّدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهٖ ثمّ جَرَّبْتُ فقال اَبُوبَصِيرٍ اَرِنِى اَنْظُرْ اِلَيْهِ فاَمْكَنَهٗ بِهٖ فضَرَبَهٗ حتى بَرَدَ وَفَرَّ الآخَرُ حتى اَتَى المَدِينَةَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ يَعْدُو فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم حِيْنَ رَآهُ لقد رأى هٰذا ذُعْرًا فلمّا انْتَهٰى اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِي وَاِنّي لَمَقْتُولٌ فجَاءَ اَبُوبَصِيرٍ فقال يانَبِيَّ الله قَدْ وَاللّٰهِ اَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي اِلَيْهِمْ ثُمّ اَنْجَانِي اللّٰهُ مِنْهُمْ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوكان له اَحَدٌ فلمّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنّه سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فخَرَجَ حتى اَتٰى سِيفَ البَحْرِ قال وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوجَنْدَلِ بنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِى بَصِيرٍ فجَعَلَ لايَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلّا لَحِقَ بِاَبِى بَصِيرٍ حتى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فوَاللّٰهِ مايَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشّامِ اِلّا اعْتَرَضُوا لَهَا فقَتَلُوهُمْ وَاَخَذُوا اَمْوَالَهُمْ فاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم تُنَاشِدُهٗ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ لَمّا اَرْسَلَ فَمَنْ اَتَاهُ فهُوَ آمِنٌ فاَرْسَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلَيْهِم فاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالٰى "وَهُوَ الّذِى كَفَّ

اَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَاَيْدِيَكُم عَنهُمْ حتى بَلَغَ حَمِيَّةَ الجَاهِلِيَّةِ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ اَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا اَنَّه نَبِيُّ اللهِ وَلَمْ يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ البَيْتِ وَقَال عُقَيْلٌ عنِ الزُّهْرِيِّ قَال عُرْوَةُ فَاَخبَرَتنِي عَائِشَةُ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا اَنَّه لَمَّا اَنْزَلَ اللهُ اَن يَرُدُّوا اِلَى المُشْرِكِيْنَ مَااَنْفَقُوا عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ اَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى المُسْلِمِيْنَ اَن لَايُمَسِّكُوا بِعِصَمِ الكَوَافِرِ اَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَيْنِ قُرَيْبَةَ بِنْتَ اَبِي اُمَيَّةَ وَبِنْتَ جَرْوَلٍ الخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعَاوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الاُخرٰى اَبُوجَهْمٍ فَلَمَّا اَبَى الكُفَّارُ ان يُقِرُّوا بِاَدَاءِ مَااَنْفَقَ المُسْلِمُونَ عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَنْزَلَ اللهُ "وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ" وَالعَقْبُ مَايُؤَدِّي المُسْلِمُونَ اِلٰى مَن هَاجَرَتْ امْرَاَتُهُ مِنَ الكُفَّارِ فَاَمَرَ اَن يُعْطٰى مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِنَ المُسْلِمِيْنَ مَااَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الكُفَّارِ اللَّائِي هَاجَرْنَ وَمَانَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ المُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ اِيمَانِهَا وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَابَصِيْرِ بنَ اَسِيْدٍ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي المُدَّةِ فَكَتَبَ الاَخْنَسُ بنُ شَرِيْقٍ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْاَلُهُ اَبَابَصِيْرٍ فَذَكَرَ الحَدِيْثَ.

ترجمہ حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروان سے روایت ہے ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے زمانے میں (یعنی ۶ ھ میں عمرہ کی نیت سے) مدینہ سے نکلے ابھی راستے میں ہی تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید قریش کے سواروں کے ساتھ غمیم میں مقدمۃ الجیش بن کر ہے تم لوگ داہنی طرف مڑ کر چلو (تا کہ خالد کو خبر نہ ہو اور تم مکہ کے قریب پہنچ جاؤ) تو خدا کی قسم خالد کو ان حضرات کی خبر ہی نہ ہوئی یہاں تک کہ جب اس کے سواروں نے لشکر کے غبار (گرد) کو دیکھا تو خالد سواری کو دوڑاتے ہوئے قریش کو ڈرانے کے لئے (یعنی بتانے کیلئے) چلا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چلے یہاں تک کہ جب اس گھاٹی پر پہونچے جہاں سے مکہ پر اترتے ہیں تو آپ ﷺ کی سواری اونٹنی بیٹھ گئی تو لوگوں نے حل حل کہا (اہل عرب جب اونٹ کو اٹھانا اور چلانا چاہتے ہیں تو حل حل کہتے ہیں) مگر وہ زمین سے چپک گئی تو لوگوں نے کہا قصواء (اونٹنی) تھک گئی، قصواء تھک گئی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصواء تھکی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے مگر اس کو اصحاب فیل کے روکنے والے (خدا) نے اس قصواء کو بھی روک لیا ہے پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ (مکہ والے) کسی ایسی بات کا مجھ سے سوال کریں گے جس میں اللہ کی محترم چیزوں کی تعظیم ہوگی تو میں انہیں ضرور دوں گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سواری کو ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی آپ ﷺ مکہ والوں سے مڑ گئے (یعنی راستہ سے

کترا کر چلے) یہاں تک کہ حدیبیہ کے انتہائی کنارے پر ایک کم پانی والے گڑھے پر اترے جس سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے لوگوں نے پانی کو ٹھہرنے نہیں دیا (یعنی تھوڑی دیر میں اس کا کل پانی کھینچ لیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے اپنی ترکش سے ایک تیر نکالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو گڑھے میں گاڑ دیں خدا کی قسم (تیر گاڑتے ہی) وہ گڑھا بوے زور سے پانی ابلنے لگا ان کے لوٹنے تک یہی حال رہا، یہ حضرات اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے کچھ افراد کے ساتھ حاضر ہوا، اور یہ لوگ تہامہ والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ اور راز دار تھے بدیل نے کہا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو چھوڑا وہ لوگ حدیبیہ کے بہت پانی والے چشموں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ بچے والی اونٹنیاں ہیں (یا بال بچے ہیں) وہ لوگ آپ سے لڑنے اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں اور قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور انہیں نقصان پہنچا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان سے ایک مدت کے لئے صلح کرلوں اور وہ میرے اور عام عرب کے درمیان سے ہٹ جائیں (یعنی دوسرے لوگوں کے درمیان میں دخل نہ دیں) پس اگر میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو جس دین میں سب لوگ داخل ہوگئے وہ بھی داخل ہو جائیں گے (یعنی مسلمان ہو جائیں) ورنہ (یعنی اگر دوسرے لوگ مجھ پر غالب ہوئے تو چند روز قتل وقتال سے) آرام کرلیں، اور اگر وہ لوگ یہ بات نہ مانیں تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو اس دین پر ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے اور اللہ ضرور اپنے دین کو پورا کرے گا (غالب کرے گا) یہ سن کر بدیل نے کہا آپ جو کچھ فرماتے ہیں میں ان لوگوں تک پہنچا دوں گا۔

بدیل وہاں سے قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہارے پاس ان کے پاس سے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے) آیا ہوں انہوں نے کچھ فرمایا ہے جس کو ہم نے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے پیش کروں؟ ان کے بیوقوفوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ان کی کوئی بات ہم سے بیان کرو، اور ان کے اصحاب رائے (سمجھ داروں) نے کہا جو کچھ تم نے ان سے سنا ہے بتاؤ، بدیل نے کہا میں نے ان سے سنا وہ ایسا ایسا فرماتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا اس کو ان لوگوں سے بیان کر دیا پھر عروہ بن مسعود اٹھا اور کہنے لگا اے میری قوم! کیا میں تمہارا باپ نہیں (یعنی باپ کی طرح خیر خواہ نہیں؟) لوگوں نے کہا کیوں نہیں (یعنی تو ہمارا باپ ہے) اس نے کہا کیا تم بمنزلہ اولاد نہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں ہیں عروہ نے کہا کیا میرے بارے میں تمہیں کوئی بدگمانی ہے؟ (کہ میں باطن میں تمہارا بدخواہ ہوں اور ظاہر میں دوست، خیر خواہ) لوگوں نے کہا نہیں، عروہ نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں عکاظ والوں کو (تمہاری مدد کے واسطے) یہاں آنے کے لئے بلایا تھا جب وہ یہ نہ کر سکے (انکار کر دیا) تو میں اپنے اہل کو اور اپنی اولاد کو اور اپنے متبعین کو لے کر آیا ہوں لوگوں نے کہا ہاں صحیح ہے، عروہ نے کہا انہوں نے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) اچھی بات کہی ہے

اسے قبول کرو اور مجھ کو ان کے پاس جانے دو قریش نے کہا جاؤ۔

عروہ آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسی قسم کی بات فرمائی جیسے بدیل سے فرمائی تھی، اس پر عروہ نے کہا اے محمد! بتلایئے کہ اگر آپ نے اپنی قوم کو بالکل ختم کر دیا (تو کون سی اچھی بات ہوئی؟) تو کیا آپ نے کسی عرب کو سنا ہے کہ آپ سے پہلے اس نے اپنی قوم کو ختم کر دیا ہو؟ اور اگر کہیں دوسری بات ہوئی (یعنی قریش غالب ہوئے) تو میں تو واللہ ایسے چہرے دیکھتا ہوں اور بلاشبہ ایسے ایسے بھانت بھانت کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اس سے فرمایا لات کی شرمگا چوس، کیا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابوبکرؓ ہیں عروہ نے کہا سنو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں ابھی تک دے نہیں سکا ہوں تو میں تم کو جواب دیتا۔

راوی نے بیان کیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگا اور جب بات کرتا تو حضور اقدس ﷺ کی ریش مبارک پکڑ لیتا اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ خود لگائے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے پاس کھڑے تھے اور ان کے ساتھ تلوار تھی جب عروہ اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تو یہ تلوار کی نیام کی نعل (نچلا حصہ جو چاندی کا تھا) سے اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے اپنا ہاتھ الگ رکھ یہ سن کر عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا مغیرہ بن شعبہ ہیں، عروہ نے کہا ای غدر اے غدار! کیا تیری دغابازی کے معاملے میں (یعنی دغابازی کی سزا سے بچانے کی) کوشش نہیں کر رہا ہوں؟ زمانہ جاہلیت (حالت کفر) میں مغیرہ کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو انہیں قتل کر دیا اور ان کے مال لے لئے پھر مدینے آکر مسلمان ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن مال (جو تو لایا ہے) اس سے مجھے کوئی حاجت نہیں۔ (کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے میں نہیں لے سکتا ہوں)

پھر عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اپنے دونوں آنکھوں سے دیکھنے لگا، راوی نے کہا خدا کی قسم جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھنکھارا اور بلغم نکالا تو ان صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ میں پڑتی اور وہ اپنے چہرے اور جسم پر ملتا، اور جب حضور ﷺ انہیں کسی کام کا حکم دیتے تو اسے بجالانے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے اور جب آپ ﷺ وضو کرتے تو غسالے پر لڑ پڑتے اور جب آپ سے بات کرتے تو اپنی آوازیں پست کر دیتے اور آپ ﷺ کی عظمت شان (یعنی ادب کی) وجہ سے نظر بھر کر دیکھ نہیں پاتے، اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور کہا اے قوم! میں بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں اور میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے لوگ اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں خدا

کی قسم اگر محمد کھنکار کر بلغم نکالتے ہیں تو وہ بلغم ان صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ میں پڑتی ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو لپکتے ہوئے فوراً ان کا حکم بجالاتے ہیں اور جب وہ وضوء کرتے ہیں تو اس پانی پر لڑ پڑتے ہیں اور جب بولتے ہیں تو لوگ اپنی آوازیں پست کر دیتے ہیں (یعنی بالکل خاموش ہو جاتے ہیں) اور ان کی عظمت شان کی بنا پر ان سے آنکھیں چار نہیں کر پاتے اور انہوں نے (یعنی محمد ﷺ نے) جو بات پیش کی ہے وہ تمہارے فائدے کی ہے اسے قبول کر لو۔

پھر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا مجھے ان کے پاس جانے دو، لوگوں نے کہا جاؤ جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے سامنے آتا ہوا دکھائی دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانور کی تعظیم کرتے ہیں اس لئے قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کر دو چنانچہ قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے گئے اور لوگوں نے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہہ اٹھا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں، جب اپنی قوم کے پاس لوٹ گیا تو کہا میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے انہیں قلادہ یعنی ہار پہنا دیئے گئے ہیں ان کا اشعار کیا ہوا ہے میں تو جائز نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکا جائے اب ان میں سے ایک شخص مکرز بن حفص نامی اٹھا اور کہنے لگا مجھے وہاں جانے دو لوگوں نے کہا جاؤ جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز ہے یہ بدکار شخص ہے اب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا اس کے بات کرنے کے درمیان ہی میں سہیل بن عمرو آیا معمر نے کہا مجھ کو ایوب نے خبر دی انہوں نے عکرمہ سے، کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بطور فال نیک) اب تمہارا کام آسان ہو گیا۔

معمر نے کہا زہری نے اپنی حدیث میں یہ کہا کہ سہیل بن عمرو آیا تو کہا آیئے اور ہمارے درمیان اور آپ کے درمیان ایک مکتوب (صلح نامہ) لکھ لیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منشی کو بلایا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم اس پر سہیل نے کہا خدا کی قسم میں رحمٰن کو نہیں جانتا یہ کیا ہے؟ (کون ہے؟) لیکن لکھئے باسمك اللهمّ جیسا کہ پہلے لکھتے تھے، مسلمانوں نے کہا ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا کچھ نہیں لکھیں گے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منشی سے) فرمایا لکھو باسمك اللهمّ پھر فرمایا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فیصلہ کیا تو سہیل نے کہا خدا کی قسم اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے لڑتے آپ تو لکھئے محمد بن عبد الله اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اگر تم لوگ مجھ کو جھٹلاتے ہو تو لکھو محمد بن عبد الله۔ زہری نے کہا اور یہ (یعنی آپ ﷺ نے جھگڑا نہ کیا اور محمد رسول الله سے محمد بن عبد الله کی طرف عدول) اس وجہ سے کہ آپ پہلے فرما چکے تھے کہ یہ لوگ مجھ سے جو بھی ایسی بات مانگیں گے جس سے اللہ کے محترم چیزوں کی تعظیم ہو تو میں انہیں دوں گا (یعنی منظور کروں گا) پھر نبی اکرم ﷺ

نے اس سے کہا اس شرط پر کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم اس کا طواف کر لیں، تو سہیل نے کہا واللہِ لاَ خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا اس صورت میں (یعنی اگر آپ کو ابھی جانے دیں) سارے عرب یہ چرچا کریں گے کہ ہم مجبور کر دیئے گئے (ہم دب گئے) لیکن یہ آئندہ سال ہوگا (کہ آپ آئیں اور بیت اللہ کا طواف کر لیں) چنانچہ یہ لکھا۔

اب سہیل نے کہا اور اس شرط پر کہ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے پاس جائے اگرچہ آپ کے دین پر ہو تو آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے اس پر مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ مشرکین کی طرف کیسے لوٹایا جائے گا درانحالیکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو اپنی بیڑیوں میں گھستے ہوئے آئے (پاؤں میں چونکہ بیڑی زنجیر تھی اس لئے آہستہ آہستہ چل کر آئے) وہ مکہ کے نشیب کی طرف سے نکلے تھے آ کر انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا (یعنی مسلمانوں کی پناہ چاہی) اس پر سہیل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہمارے صلح نامہ کی پہلی بات ہے کہ آپ اس کو ہماری طرف لوٹا دیں (یعنی شرط کے موافق آپ کو پھیر دینا چاہئے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا ہے (ابھی اس شرط پر عمل کیسے ہوسکتا ہے؟) سہیل نے کہا خدا کی قسم اب ہم آپ سے کسی بات پر ہرگز صلح نہیں کریں گے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اس کو میری خاطر اجازت دیدو، انہوں نے کہا میں اجازت نہیں دوں گا آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ایسا کر دو سہیل نے کہا میں نہیں کروں گا، مکرز نے کہا ہم نے آپ کی خاطر اس کو اجازت دی (لیکن اس کی بات نہ چلی کیونکہ مکرز کو اختیار نہ تھا صلح نامہ سہیل کی رائے پر لکھا جا رہا تھا) ابو جندل نے کہا اے مسلمانو! میں مشرکین کی طرف لوٹایا جا رہا ہوں حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا نہیں دیکھتے ہو کہ میں نے کتنی مصیبت اٹھائی ہے اور وہ اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کیا آپ اللہ کے نبی برحق نہیں ہیں فرمایا ضرور ہوں، میں نے عرض کیا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا ہاں ہیں، میں نے عرض کیا پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے میں نے عرض کیا کیا آپ نے ہم لوگوں سے یہ نہیں بیان فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے تم کو یہ بتایا تھا کہ اسی سال جائیں گے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا تم بیت اللہ (ایک دن) ضرور پہونچو گے اور اس کا طواف کرو گے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکر! کیا یہ اللہ کے نبی برحق نہیں ابو بکر نے کہا کیوں نہیں (ضرور ہیں) میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، ابو بکرؓ نے فرمایا کیوں نہیں، (ضرور ہیں) میں نے عرض کیا پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں (یعنی دین کے معاملہ میں کیوں دبیں؟) انہوں نے فرمایا اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ ان کا مددگار ہے تم ان کی کھونٹی پکڑ لو (یعنی ان کی اطاعت کرو، وہ جو حکم دیں بجا لاؤ) خدا کی قسم وہ

حق پر ہیں میں نے عرض کیا کیا آپ ﷺ نے ہم سے نہیں بیان فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ضرور بیان فرمایا تھا کیا حضور ﷺ نے تم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے میں نے کہا نہیں ابوبکرؓ نے فرمایا تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

زہری نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اس کے کفارہ میں کئی نیک عمل کیے (یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جو بے ادبی گفتگو میں کی اس کے کفارہ میں چند نیک عمل کیے) راوی نے کہا جب صلح نامہ لکھنے سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو اور اونٹوں کو نحر کرو پھر سر منڈاؤ، راوی نے کہا واللہ ان میں سے ایک شخص بھی نہیں اٹھا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے یہ تین بار فرمایا پھر جب ان میں سے کوئی نہیں اٹھا تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے اس کا تذکرہ کیا یعنی لوگوں کی شکایت کی تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں تو آپ باہر تشریف لے جائیے اور کسی سے کچھ نہ فرمایئے یہاں تک کہ آپ اپنے اونٹوں کو نحر کر ڈالئے اور اپنے سر موںڈنے والے کو بلا کر سر منڈا لیجئے، حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے اور کسی سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ وہ سب کر لیا اپنے اونٹوں کو نحر فرمایا اور سر موںڈنے والے کو بلا کر سر منڈا لیا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو سب اٹھے اور اونٹوں کو نحر کیا اور ان میں کا بعض بعض کا سر موںڈنے لگا اتنی بھیڑ ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ لوگوں کو مار ڈالیں گے۔

اس کے بعد چند مسلمان عورتیں آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اے ایمان والو! جب تمہارے پاس عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو بِعِصَمِ الکوافر تک (سورہ ممتحنہ) حضرت عمرؓ نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دے دی جن سے زمانہ شرک میں نکاح کیا تھا ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ لوٹ آئے، قریش کے ایک شخص ابوبصیر مسلمان ہو کر (مکہ سے) حضور ﷺ کی خدمت میں آئے پھر قریش نے ان کو طلب کرنے (واپس بلانے) کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا ان لوگوں نے کہا اس عہد کو یاد کیجئے جو آپ نے ہم سے کیا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے ابوبصیر کو ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کر دیا۔

وہ دونوں ابوبصیر کو لے کر مدینہ سے باہر ہوئے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہونچے تو اترے اور کھجوریں کھانے لگے جو ان کے ساتھ تھیں تو ابوبصیر نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا اے فلاں! میں تمہاری اس تلوار کو دیکھ رہا ہوں کہ بہت عمدہ ہے اس نے تلوار کو میان سے کھینچ لیا اور کہا ہاں واللہ بہت عمدہ ہے میں اس کو بارہا آزما چکا ہوں تو ابوبصیر نے کہا ذرا مجھے دیکھنے دو اس نے تلوار ابوبصیر کو دیدی ابوبصیر نے اس کو ایسا مارا کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور دوسرا (ڈر کے مارے) بھاگا یہاں تک کہ وہ مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو فرمایا اس نے ضرور کوئی گھبرانے والی بات دیکھی ہے جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہونچا تو کہا واللہ میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی

مار ڈالا جاؤں گا اتنے میں ابوبصیر بھی آ گئے اور عرض کیا یا نبی اللہ واللہ اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا کہ آپ نے مجھے ان کی جانب لوٹا دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دیدی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کے لئے خرابی ہو، اگر اس کو کوئی مل جائے لڑائی کا بھڑکانے والا ہے جب ابوبصیر نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ حضور اقدس ﷺ مشرکین کی طرف لوٹا دیں گے تو وہاں سے چل دئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

راوی نے کہا اور ابوجندل بن سہیل بھی مشرکین مکہ سے بھاگ نکلے اور ابوبصیر کے ساتھ مل گئے اب جو بھی قریش کا آدمی مسلمان ہو کر نکلتا وہ آ کر ابوبصیر کے ساتھ مل جاتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت جمع ہو گئی پھر تو خدا کی قسم شام کی طرف جانے والے قریش کے کسی بھی قافلہ کو سنتے تو اس کے آڑے آتے (روکتے) انہیں قتل کر دیتے اور ان کے مال لے لیتے آخر قریش نے (مجبور ہو کر) اللہ کی قسم اور رشتہ کا واسطہ دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ ابوبصیر کو بلا بھیجیں اور اب سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے اس کو امن ہے (یعنی آپ واپس نہ لوٹائیے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو بلا بھیجا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اللہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو روکا۔ حمية الجاهلية تک (سورۃ الفتح) اور ان کی حمیت جاہلیت یہ تھی (ان کا تعصب، ان کی مشرکانہ ضد یہ تھی) کہ انہوں نے اس کا اقرار نہیں کیا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار نہیں کیا، مسلمان کے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے (یعنی بیت اللہ تک جانے نہیں دیا) اور عقیل نے زہری روایت کرتے ہوئے کہا کہ عروہ نے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کا امتحان لیتے جو عورتیں مسلمان ہو کر آتیں، زہری نے کہا اور ہم کو یہ حدیث پہونچی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ مشرکین کو وہ خرچہ لوٹا دیں جو انہوں نے ان عورتوں پر کیا ہے ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آ جائیں، اور یہ حکم بھی کیا ہے کہ مسلمان کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں تو حضرت عمرؓ نے اپنی عورتوں یعنی قریبہ بنت ابی امیہ اور بنت جرول خزاعی کو طلاق دیدیا پھر قریبہ سے معاویہ نے نکاح کر لیا اور دوسری سے ابوجہم نے نکاح کر لیا پھر جب کفار نے یہ ماننے سے (یعنی خرچ دینے سے) انکار کر دیا جو مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وان فاتكم شيء من ازواجكم الى الكفار فعاقبتم" اگر تمہاری کچھ عورتیں کافروں کی طرف چلی جاویں (اور تم کو کافر ان کا خرچ نہ دیں) اور تمہاری باری آ جائے۔ اور عقب سے مراد وہ مال ہے جو مسلمان ان عورتوں کو دیتا (ادا کرتا) جو کافروں کی عورتوں میں سے جو ہجرت کر کے آئیں اور ان سے کوئی مسلمان نکاح کرے تو ان کا مہر ان عورتوں کو نہ دے بلکہ وہ مہر ان مسلمانوں کو دے جن کی عورتیں کافروں کے پاس بھاگ گئی ہوں اور ہم تو نہیں جانتے ہیں کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو، اور ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ابوبصیر بن اسید ثقفی مومن ہو کر ہجرت کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صلح کے ایام میں حاضر ہوئے تو اخنس بن شریق نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ وہ

حضور ﷺ سے ابو بصیر کو مانگ رہا تھا (کہ ابو بصیر کو واپس بھیج دیجئے) پھر پوری حدیث بیان کی اخیر تک۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه المصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط وذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم صالح مع اهل مكة. الخ

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے "والمصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط مع الناس بالقول" یعنی مکہ مکرمہ اس وقت دار الحرب تھا اور ان سے چند شرائط پر صلح نامہ لکھا گیا فالمطابقة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۷۷ تا ص ۳۸۱، ومر الحديث مختصراً ص ۲۲۹، وص ۳۳۳، وص ۳۷۴، ويأتى الحديث ص ۵۹۸، وص ۶۰۰۔

مقصد اگر مصلحت ہو تو عند الضرورت دار الحرب کے کافروں سے مصالحت جائز ہے پھر جو شرائط طے ہوں ان شرائط کی پابندی لازم ہے پھر اگر طے شدہ شرائط کی ایک فریق مخالفت کرے تو دوسرا فریق مختار ہے صلح نامہ کے خلاف اقدام کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق الفاظ خالد بن الوليد بالغَمِيْم غميم بفتح الغين المعجمة وكسر الميم مکہ سے دو منزلوں کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ طليعة نصب على الحال وهي مقدمة الجيش. بقترة الجيش القترة بفتح القاف والتاء المثناة كالاغبار۔ الحّت من الالحاح اى لزمت مكانها یعنی چپک جانا، جگہ پکڑنا۔ خلات القصواء قصواء تھک گئی، قصواء بفتح القاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی، یہ وہی اونٹنی ہے جو ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی۔

مفصل واقعہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ہشتم ص ۲۲۰ "تفصیل واقعہ حدیبیہ"۔

﴿ بَابُ ۱۷۰۵ الشُّرُوطِ فِى الْقَرْضِ ﴾

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ هُرْمُزَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّه ذَكَرَ رَجلاً سَاَلَ بَعْضَ بَنِي اِسْرَائِيلَ اَنْ يُسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلَى اَجَلٍ مُسَمًّى وَقَالَ ابنُ عُمَرَ وَعَطاءٌ اِذَا اَجَّلَهُ فى القَرْضِ جازَ.

قرض میں شرط لگانے کا بیان

اور لیثؒ نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبد الرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے بعض بنی اسرائیل سے

ایک ہزار دینار قرض مانگا تو اس نے مقررہ مدت پر ہزار دینار دیدیا، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا کہ اگر قرض میں مدت مقرر کرے تو یہ جائز ہے۔

﴿بابُ ۱۷۰۶ المُكَاتَبِ وَمَا لايَحِلّ مِنَ الشُّرُوطِ الّتِى تُخَالِفُ كتابَ اللّٰهِ﴾

وقال جابرُ بنُ عبدِ اللّٰهِ فى المُكاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وقال ابنُ عُمَرَ اَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرطٍ خالفَ كِتابَ اللّٰهِ فهُوَ باطِلٌ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرطٍ.

مکاتب کا بیان اور جو شرطیں اللہ کی کتاب کے مخالف ہیں ان کا جائز نہ ہونا

اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے کہا مکاتب (غلام، لونڈی) اور ان کے مالکوں میں جو شرطیں ہوں وہ معتبر ہوں گی اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یا حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا جو شرط اللہ کی کتاب کے خلاف ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو بار شرط لگائے۔

۲۵۵۸﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفيانُ عن يَحْيٰ عن عَمْرَةَ عن عائِشَةَ قالتْ اَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْاَلُها فى كِتابَتِهَا فقالتْ اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتُ اَهْلَكِ وَيَكونُ الوَلاءُ لِى، فلمَّا جاءَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم ذَكَرَتْهُ ذٰلِكَ قال النبىُّ ﷺ ابْتَاعِيهَا فَاَعْتِقِيهَا فاِنَّمَا الوَلاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قامَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم عَلَى المِنْبَرِ فقال مابالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فى كِتابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فى كِتابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ.﴾

ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ ان کے پاس آئی وہ اپنی کتابت میں مدد چاہ رہی تھی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو میں تیری کتابت کا روپیہ تیرے مالک کو دیدیتی ہوں اور تیری ولاء میری ہوگی (یعنی میں لوں گی) پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہؓ نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو خرید لے اور آزاد کردے ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شخص ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو اس سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اگرچہ وہ سو بار شرط لگائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۱ تا ص ۳۸۲، ومر الحديث ص ۶۵، وص ۳۴۸، ويأتى ص ۷۶۳۔

مقصد کتاب اللہ سے مراد حکم اللہ ہے اور حکم اللہ کبھی نص صریح سے ہوتا ہے اور کبھی استنباط سے، مطلب یہ ہے کہ

شریعت کے خلاف کوئی شرط جائز نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۷۰۷ مایَجوزُ مِنَ الاِشتِراطِ وَالثُّنیا فی الاِقْرارِ وَالشُّرُوطِ الّتِی یَتعارَفُها الناسُ بَیْنَهُمْ ﴾

وَاِذَا قال مِائَةٌ اِلاَّ وَاحِدَةً اَوْ ثِنتَیْنِ وقال ابنُ عَونٍ عنِ ابنِ سِیْرِیْنَ قال رَجُلٌ لِکَرِیِّهٖ اَدْخِلْ رِکابَکَ فَاِنْ لَمْ اَرْحَلْ مَعَکَ یومَ کذا وکذا فلَکَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فلَمْ یَخرُجْ فقال شُرَیْحٌ مَنْ شَرَطَ علٰی نَفْسِهٖ طائِعًا غَیْرَ مُکْرَهٍ فهُوَ عَلَیْهِ وقال اَیُّوبُ عنِ ابنِ سِیْرِیْنَ اِنَّ رَجُلًا باعَ طَعامًا وقال ان لم آتِکَ الاَرْبِعاءَ فلَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَکَ بَیْعٌ فلَمْ یَجِیْءْ فقال شُرَیْحٌ لِلْمُشْتَرِی اَنْتَ اَخْلَفْتَ فقَضٰی عَلَیْهِ.

اقرار میں جو شرط اور استثناء جائز ہے اور ان شرطوں کا بیان جو لوگوں میں متعارف (رائج) ہیں

(مثلاً بیع میں یہ شرط کہ مال فلاں جگہ حوالہ کرنا، یا غلہ میں یہ شرط کہ غلہ صاف کر کے دینا) اور جب کوئی کہے سو مگر ایک یا دو، (مثلاً کسی نے کہا مجھ پر فلاں کے سو روپے نکلتے ہیں مگر ایک یا دو، تو ننانوے یا اٹھانوے روپے دینے ہوں گے)

وقال ابن عون: اور عبداللہ بن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ ایک شخص نے اپنے کرایہ دار سے کہا (یعنی اونٹ والے سے کہا) کہ تو اپنے اونٹ کو لا کر صحن میں داخل کر دے، باندھ دے اگر میں تیرے ساتھ فلاں فلاں دن تک سفر نہ کروں تو تیرے لئے سو درہم (یعنی تجھ کو سو درہم دوں گا) اور وہ اس دن نہیں نکلا اس پر قاضی شریح نے کہا کہ جس شخص نے خوشی سے بلا جبر و اکراہ اپنے اوپر کوئی شرط لگائی تو وہ شرط اس پر لازم ہے (یعنی اس کو پوری کرنی ہوگی، **وفی ھذا خالف الناس شریحا یعنی لایلزمہ شیء لانہ عدۃ (عمدہ) وقال الجمہور ھی عدۃ فلایلزمہ الوفاء بہا. (قس)**

وقال ایوب: اور ایوب سختیانی نے محمد بن سیرین سے نقل کیا کہ ایک شخص نے غلہ خریدا اور کہا کہ اگر میں چہار شنبہ (بدھ) تک تیرے پاس نہ آؤں (یعنی قیمت دے کر غلہ لینے نہ آؤں) تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں پھر وہ نہیں آیا تو قاضی شریح نے خریدار سے کہا تو نے وعدہ خلافی کی چنانچہ قاضی شریح نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

۲۵۵۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمانِ اَخبَرَنا شُعَیْبٌ حَدَّثَنا اَبُو الزِّنادِ عنِ الاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلی اللهُ علیه وسلم قال اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلاَّ وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو، جس نے انہیں یاد کرلیا (اور پڑھا) وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في موضعين احدهما في قوله "والثنيا" من جهة قيد بالاقرار لان الثنيا في نفسه اعم من ان يكون في الاقرار او في غيره كما في الحديث المذكور، والاخر في قوله "مائة الا واحدة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۲، وياتي الحديث ص۹۴۹، وفي التوحيد ص۱۰۹۹، والترمذي في الدعوات جلد ثاني ص۱۸۹، والنسائي في النعوت وابن ماجه في الدعاء.

مقصد مقصد یہ ہے کہ اقرار میں استثناء جائز ہے خواہ قلیل کا استثناء کثیر سے ہو یا کثیر کا استثناء قلیل سے ہو، قلیل کا استثناء کثیر سے بالاتفاق درست ہے البتہ اس کے عکس میں اختلاف ہے یعنی کثیر کا استثناء قلیل سے مختلف فیہ ہے فذهب الجمهور الى جوازه ايضا واقوى حججهم قوله تعالىٰ الا من اتبعك من الغاوين مع قوله عزوجل الا عبادك منهم المخلصين لان احدهما اكثر من الاخر لامحالة وقد استثنى كلا منهما عن الاخر.

الاسماء الحسنىٰ: ترمذی شریف جلد ثانی ص۱۸۹ میں ان اسماء کی تفصیل یہ ہے:

﴿ "هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيُ الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِيُ الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ" هٰذا حديث غريب. ﴾

حدیث وہی حدیث مذکور عن ابی ہریرہؓ ہے۔

ابن ماجہ میں "بابُ اسماء اللّٰهِ عز وجل" کے تحت دو روایات ہیں پہلی روایت عن ابی سلمہ بن ابی ہریرہؓ بعینہ

بخاری کی حدیث ۲۵۵۹ر کے الفاظ ہیں یعنی "من احصاها دخل الجنة" (ص ۲۸۳)

دوسری روایت حدثنی عبدالرحمن الاعرج عن ابی هریرةؓ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے اسماء ہیں ایک کم سو، بیشک وہ وتر ہے (یعنی الواحد الذی لاشریك له) ویحب الوتر من حفظها دخل الجنة الله الواحد الصمد الخ (ج ۲ ص ۲۸۳)

ابن ماجہ کی روایت میں کچھ اسماء ترمذی سے الگ ہیں ملاحظہ فرمالیجئے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ جس روایت میں اسماء حسنٰی کی تفصیل ہے اسے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے نہیں لی۔ بہر حال ان اسماء مبارکہ کا ورد بڑی سعادت اور باعث ثواب ہے۔

۱۷۰۸ ﴿بَابُ الشُّرُوطِ فِي الوَقْفِ﴾

وقف میں شرطیں لگانے کا بیان

۲۵۶۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا محمَّدُ بنُ عبدِ اللهِ الاَنصارِيُّ حدثنا ابنُ عَونٍ اَنْبَانِي نافِعٌ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطَّابِ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتَامِرُهُ فِيْهَا فقال يارسولَ الله! اِنِّي اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالاً قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَامر بِهِ قال اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قال فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهُ لاتُبَاعُ وَلا تُوْهَبُ ولاتُورَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فى الفُقَرَاءِ وَفى القُرْبٰى وَفى سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لاَجُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَاكُلَ مِنْهَا بِالمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قال فَحَدَّثْتُ بِهِ ابنَ سِيْرِيْنَ فقال غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالاً.﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین حاصل کی (اس زمین کا نام ثمغ تھا كما سياتي في البخاري ص ۳۸۷) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس زمین کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے خیبر میں ایک زمین حاصل کی ہے کہ اس سے عمدہ مال میں نے کبھی نہیں حاصل کیا تھا تو اس کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا اگر چاہو تو اس کے اصل کو باقی رکھو (یعنی وقف کردو) اور اس کی آمدنی صدقہ کردو، راوی نے کہا حضرت عمرؓ نے اسے صدقہ (یعنی وقف) کردیا اس شرط پر کہ وہ زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ میراث بنائی جائے (یعنی نہ کسی کو ترکے میں ملے گی) اور اس کے ذریعہ سے جو آمدنی ہو وہ فقیروں، رشتہ داروں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں (یعنی مجاہدین کی خدمت میں)

اور مسافروں اور مہمانوں کے حق میں صدقہ کر دیا اور یہ کہ جو اس کا متولی ہو وہ دستور کے موافق اس کی آمدنی میں سے خود کھائے اور کھلائے مگر دولت جمع نہ کرے، ابن عون نے کہا میں نے یہ حدیث ابن سیرینؒ سے بیان کی تو انہوں نے کہا غیر متاثل مالا (یعنی غیر متمول کے بجائے غیر متاثل مالا کہا دونوں کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی اپنے لئے مال اکٹھا نہ کرے۔)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قول عمر رضي الله عنه "انه لاتباع ولاتوهب" الخ۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۲، ومر الحديث مرسلا في الوكالة ص۳۱۱، ويأتي في الوصايا ص۳۸۷، وص۳۸۸، وص۳۸۹، ،،، وص۳۸۹، واخرجه مسلم في الوصايا والنسائي في الاحباس.

مقصد مقصد یہ ہے کہ وقف کا مال نہ فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہبہ، البتہ اس کی آمدنی اور پیداوار سے موقوف علیہم نفع حاصل کریں گے۔ واللہ اعلم

❁ ❁ ❁

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿ کتابُ الوَصَایَا ﴾

وصیتوں کا بیان

وقال اللّٰه عزَّ وجلَّ "كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ" الى جَنَفًا " جَنَفًا مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ.

اور اللہ عز وجل نے فرمایا (سورہ بقرہ میں) تم پر فرض کر دیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آئے بشرطیکہ مال چھوڑے تو ماں باپ (وغیرہ) کے لئے وصیت کرنا۔ جنفاً تک۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ جنفاً کے معنی مائل ہونے (جھکنے) کے ہیں اور متجانف کے معنی جھکنے والے کے ہیں۔

تشریح وصایا، وصیة کی جمع ہے جیسے هدایا هدیة کی جمع ہے۔ وصَی یَصِی وَصْیا از ضرب ملنے ملانے کے معنی میں یعنی لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ وصّی یُوَصّی توصیة از باب تفعیل اور اوصٰی یوصی ایصاء از باب افعال کسی کے لئے کسی چیز کی وصیت کرنا، حکم دینا۔ اور موصی بہ یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے اس کو بھی وصیت کہتے ہیں۔

وصیت کی تعریف وفی الشرع عهد خاص مضاف الى مابعد الموت وقد يصحبه التبرع. (فتح) یعنی وہ خاص معاملہ جس کا تعلق مابعد الموت سے ہو بطریق تبرع۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو اپنے متروک مال کا اپنے مرنے کے بعد مالک بنانا خواہ وہ تملیک عین شیٔ کا ہو یا تملیک منافع۔ اور وصیت کا استعمال بمعنی نصیحت یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی ہوتا ہے۔

فائدہ: وصیت کرنے والے کو موصی، اور جس کو وصیت کی جائے وصی، اور جس کے لئے وصیت کی ہو اس کو موصی لہ کہتے ہیں، اور جس چیز کی وصیت کی جائے اس کو موصی بہ کہتے ہیں، مثلاً رحمت نے رفعت سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد یا باغ عظمت کو دیدینا، تو رحمت موصی ہے اور رفعت وصی، اور عظمت موصی لہ، اور باغ موصی بہ ہے۔

وصیت کا حکم داؤد ظاہری وغیرہ کے نزدیک وصیت مطلقاً یعنی ہر حال میں واجب ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک ہر صورت میں واجب نہیں ہے البتہ جس شخص کے ذمہ امانت ہے، قرض ہے یعنی جس پر حقوق العباد ہے اس پر وصیت واجب ہے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ وصیت کی چار قسمیں ہیں ۱ واجب جیسے رد ودائع اور دیون مجہولہ کی وصیت۔ ۲ مستحب جیسے کفارات اور نماز وغیرہ کے فدیہ کے وصیت۔ ۳ مباح كالوصية للاغنياء من الاجانب والاقارب. ۴ مکروہ كالوصية لاهل الفسوق والمعاصي.

۲۵۶۱ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَ مالكٌ عن نافعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال مَاحَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَئٌ يُوصِىْ فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ اِلاَّ وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهٗ. تابعَه محمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَمْرٍو عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جس کے پاس وصیت کے لائق کچھ مال ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ دو راتیں گزار دے مگر یہ کہ اس کے پاس لکھی ہوئی وصیت موجود ہو۔

امام مالکؒ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن مسلم نے بھی عمرو بن دینار سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ووصيته مكتوبة عنده".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۲، وهذا الحديث رواه مسلم وابو داؤد والترمذى والنسائى وابن ماجه.

۲۵۶۲ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْراهِيمُ بنُ الحارِثِ حدثنا يَحْيَ بنُ اَبِى بُكَيْرٍ حدثنا زُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ الجُعْفِىُّ حدثنا اَبُواِسْحَاقَ عن عَمْرِو بنِ الحَارِثِ خَتَنِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه

وسلم اَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحارِثِ قال ماتَرَكَ رسولُ اللهِ صلى اللهُ عليهِ وسلم عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلادِيْنَارًا وَلاَ عَبْدًا وَلاَ اَمَةً وَلاَ شَيْئًا اِلاَّ بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وسِلاَحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے جو ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث کے بھائی تھے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑا نہ دینار، اور نہ غلام نہ باندی، اور نہ کچھ صرف اپنا ایک سفید خچر (دلدل) اور اپنا ہتھیار چھوڑا اور زمین چھوڑی جس کو آپ ﷺ نے صدقہ کردیا تھا۔ (یعنی اپنی حیات میں وقف کردیا تھا)

مطابقتہ للترجمۃ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مطابقته للترجمة لاتتاتى من حيث الوصية لانه لاذكر لها فيه ولكن من حيث ان فيه التصدق بمنفعة الارض وحكمها حكم الوقف وهو فى معنى الوصية لبقائها بعد الموت. (عمدہ)

یعنی چونکہ وقف کا اثر مرنے کے بعد بھی رہتا ہے تو وہ وصیت کے حکم میں ہوگیا۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۲، ویاتی الحدیث ص۴۰۲، وص۴۰۸، وص۴۳۷، ویاتی فی المغازی ص۶۴۱۔

۲۵۶۳ حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيٰى حدثنا مالِكٌ هُوَ ابنُ مِغْوَلٍ حدثنا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قال سَاَلْتُ عبدَ اللهِ بنَ اَبِى اَوْفٰى هَلْ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَوْصٰى فقال لا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الناسِ الْوَصِيَّةُ اَوْ اُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ قال اَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

ترجمہ طلحہ بن مصرف نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی؟ فرمایا نہیں تو میں نے پوچھا پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض کیا گیا یا لوگوں کو وصیت کا حکم کیسے دیا گیا؟ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فكيف كتب على الناس الوصية. الخ (قس)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۲، ویاتی الحدیث فی المغازی ص۶۴۱، وص۷۵۱، واخرجه مسلم فى الوصايا وكذا الترمذى والنسائى وابن ماجه وغيره.

۲۵۶۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حدثنا اِسْمَاعِيْلُ عنِ ابنِ عَوْنٍ عن اِبْرَاهِيْمَ عنِ الْاَسْوَدِ قال ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ عَلِيًّا كانَ وَصِيًّا فقالتْ مَتٰى اَوْصٰى اِلَيْهِ وقد كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ اِلٰى صَدْرِى اَوْ قالَتْ حَجْرِى فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فى حَجْرِى فَمَا شَعَرْتُ اَنَّه قد مَاتَ فَمَتٰى اَوْصٰى اِلَيْه.

ترجمہ | اسود بن یزید نے کہا کہ لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے نزدیک یہ ذکر کیا کہ حضرت علیؓ (آنحضرت ﷺ کے) وصی تھے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ ﷺ نے کب ان کو وصی بنایا؟ میں تو حضور ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئی تھی یا یہ فرمایا کہ اپنے گود میں لئے ہوئے تھی آپ ﷺ نے پانی کا طشت منگوایا اور آپ ﷺ میری گود ہی میں ڈھلک گئے مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ آپ ﷺ واصل بحق ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو کب وصی بنایا؟

(حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ ہے کہ بیماری سے لے کر وفات تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس رہے میری ہی گود میں انتقال فرمایا اگر حضرت علیؓ کو وصی بناتے یعنی اپنا خلیفہ مقرر فرماتے جیسا کہ شیعہ گمان کرتے ہیں تو سب سے زیادہ مجھ کو ضرور خبر ہوتی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه امر الوصية و انكار عائشة اياها.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۸۲، و ياتي الحديث في المغازي ص۶۴۱۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ جس کے پاس امانت وغیرہ حقوق العباد اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو وصیت واجب ہے لیکن اگر یہ حقوق نہ ہوں تو اپنے مال کے کسی حصے کی وصیت واجب نہیں یہی جمہور علماء وائمہ کا مذہب ہے تفصیل شروع میں گذر چکی ہے۔ یہی باب کی پہلی حدیث سے ثابت ہے۔

باقی روافض کی تردید کے لئے نصر الباری کتاب المغازی حدیث ۱۴۴۱ر کا مطالعہ کیجئے۔

﴿ بَابٌ [۱۷۰۹] اَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ ﴾

اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس بات سے کہ ورثاء لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

(مطلب یہ ہے کہ اپنے وارثوں کے لئے مال و دولت چھوڑ جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ نادار چھوڑے الخ)

۲۵۶۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حدثنا سُفيانُ عن سَعْدِ بنِ اِبْراهِيمَ عن عامِرِ بنِ سَعْدٍ عن سَعْدِ بنِ اَبِي وَقَّاصٍ قال جاءَ النبيُّ صلى اللهُ عليه وسلم يَعُودُنِي وَاَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكرَهُ اَن يَمُوتَ بِالاَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا فقال يَرْحَمُ اللّٰهُ ابنَ عَفْرَاءَ قلتُ يارسولَ اللهِ اُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قال لا قلتُ فالشَّطْرُ قال لا قلتُ فالثُّلُثُ قال الثُّلُث وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ اِنَّكَ اَن تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِن اَنْ تَدَعَهُم عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي اَيْدِيهِم وَاِنَّكَ مَهْمَا اَنْفَقْتَ مِن نَفَقَةٍ فَاِنَّها صَدَقَةٌ حتى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا اِلَى فِيْ امْرَاَتِكَ وَعَسَى اللهُ اَن

يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ النَّاسُ وَيَضُرَّ بِكَ آخَرُونَ وَلَمْ يَكُن لَهُ يَوْمَئِذٍ اِلاَّ ابْنَةٌ. ﴾

ترجمہ | حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) میری بیمار پرسی کے لئے آئے اور میں مکہ میں تھا اور آپ ﷺ اس کو ناپسند فرماتے تھے (برا سمجھتے تھے) کہ کوئی شخص وہاں مرے جہاں سے اس نے ہجرت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عفراء کے بیٹے پر رحم کرے (بعض روایت میں سعد بن خولہ ہے اس لئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ابن عفراء راوی کا وہم ہے صحیح سعد بن خولہ ہے جیسا کہ امام زہری کی روایت ہے، اور بعض حضرات نے کہا کہ عفراء ان کی ماں کا لقب تھا اور خولہ نام تھا یہ سعد بن خولہ مکہ ہی میں مرگئے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار رنج وافسوس فرمایا تھا جیسا کہ بخاری ص۵۶۰/وغیرہ میں ہے لکن البائس سعد بن خولة یرثی له رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یتوفی بمکة)

قلت یارسول الله میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تو نصف مال کی؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تہائی اور تہائی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار (خوش حال) چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑ جائے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، بات یہ ہے کہ تو جو اللہ کے لئے خرچ کرے وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے، اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تیری عمر بڑھائے کہ تیرے سبب کچھ لوگوں کو نفع پہونچائے اور بعضوں کو نقصان پہونچائے، ان دنوں حضرت سعدؓ کی ایک بیٹی کے سوا کوئی اولاد نہ تھی۔

(آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ حضرت سعدؓ اس بیماری سے اچھے ہوگئے، اور انکے کئی فرزند پیدا ہوئے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة منه. یعنی ترجمہ حدیث کا جزء ہے "انك ان تدع ورثتك اغنياء خير من ان تدعهم عالة يتكففون الناس".

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۳۸۲ تاص۳۸۳، ومر الحدیث ص۱۳، وص۱۷۳، ویاتی ص۵۶۰، وص۶۳۲، وص۸۰۶، وص۸۴۵، وص۸۴۶، وص۹۴۳، وص۹۹۷۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس مال کثیر نہ ہو بلکہ قلیل ہو تو وصیت نہ کرنا مندوب ومستحب ہے تاکہ گھر والے وارثوں کو کھانے پینے کی سہولت ہو اور لوگوں کے پاس ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

﴿ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ﴾ ۱۷۱۰

وَقَالَ الْحَسَنُ لايجوزُ لِلذِمِّيِّ وَصِيَّةٌ اِلاَّ الثُّلُثُ قال ابنُ عباسٍ اُمِرَ النبيُّ ﷺ اَن يَحكُمَ بَينَهُم بِمَا اَنزَلَ اللهُ وقال اللهُ تعالىٰ واَنِ احكُم بَينَهُم بِمَا اَنزَلَ اللهُ.

تہائی کی وصیت کرنے کا بیان

اور حسن بصریؒ نے کہا ذمی کے لئے بھی تہائی سے زائد وصیت کرنا جائز نہیں (یعنی نافذ نہیں ہوگی) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

۲۵۶۶﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حدثنا سُفيانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أَبِيْهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال لَوغَضَّ النَّاسُ إلَى الرُّبُعِ لِأَنَّ رَسولَ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم قال الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ اَوْ كَثِيْرٌ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر لوگ تہائی سے بھی کم چوتھائی کی وصیت کریں تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی (یعنی تہائی کی وصیت کر) اور تہائی کبیر ہے یا کثیر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۳، وهذا الحديث اخرجه مسلم فى الفرائض والنسائى وابن ماجه فى الوصايا.

تشریح حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ تہائی تک وصیت کرنا جائز ہے مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ ربع یعنی چوتھائی کی وصیت کی جائے اس لئے حضور اقدس ﷺ نے اگر چہ تہائی تک وصیت کرنے کی اجازت دی مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تہائی زیادہ ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اور کم کیا جائے۔ واللہ اعلم

۲۵۶۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيْمِ حدثنا زَكَرِيا بنُ عَدِيٍّ حدثنا مَرْوَانُ عن هاشِمِ بنِ هاشِمٍ عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ عن أَبِيْهِ قال مَرِضْتُ فعَادَنِي النبيُّ ﷺ فقلتُ يارسولَ الله ادْعُ الله أَنْ لايَرُدَّنِي عَلى عَقِبِي قال لَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ ناسًا قلتُ أُرِيْدُ أَنْ أُوْصِيَ وَإِنَّمَا لِي إِبْنَةٌ فقلتُ أُوْصِي بِالنِّصْفِ قال النِّصْفُ كَثِيْرٌ قلتُ فَالثُّلُثِ قال الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ قال فأَوْصَى الناسُ بِالثُّلُثِ فجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ. ﴾

ترجمہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا میں (اتفاق سے مکہ میں) بیمار ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھ کو الٹے پاؤں نہ پھرائے (یعنی مکہ میں میری موت نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا شاید اللہ تعالیٰ یہ مرض تجھ سے اٹھالے (یعنی تندرست کر دے) اور تیرے ذریعہ سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچائے، میں نے عرض کیا میں وصیت کرنا چاہتا ہوں ایک لڑکی کے سوا مجھ کو اور کوئی اولاد نہیں ہے پھر میں

نے عرض کیا کیا میں نصف مال کی وصیت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف بہت ہے میں نے عرض کیا تو تہائی کی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تہائی کی کر اور تہائی بھی بہت ہے یا فرمایا بڑا حصہ ہے (یعنی اس سے بھی کم کرو یعنی چوتھائی کرو تو زیادہ بہتر ہے) حضرت سعدؓ نے فرمایا (اس حدیث کے بموجب) لوگ تہائی مال کی وصیت کرنے لگے اور یہ لوگوں کے لئے جائز فرما دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۸۳، ومر الحديث ص۱۳، وص۱۷۳، وص۳۸۲ تا ص۳۸۳، ویاتی الحديث ص۵۶۰، وص۶۳۲، وص۸۰۶، وص۸۴۵، وص۸۴۶، وص۹۴۳، وص۹۹۷۔

مقصد | مقصد واضح ہے کہ ثلث مال کی وصیت مشروع اور جائز ہے اگر چہ افضل تو اس سے بھی کم ہے اور تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ (۱۱۷۱) قولِ المُوصِي لِوَصِيِّهِ تعاهَدْ وَلَدِى وَمَايجوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوٰى ﴾

وصیت کرنے والا اپنے وصی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ میری اولاد کا خیال رکھنا اور وصی دعوی کر سکتا ہے

۲۵۶۸﴿ حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائشةَ زَوْجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم أنّها قالتْ كانَ عُتْبَةُ بنُ ابي وَقَّاصٍ عَهِدَ الى اخيهِ سَعْدِ بنِ ابي وَقَّاصٍ انَّ ابنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فاقْبِضْهُ اِلَيْكَ فلمَّا كانَ عامُ الفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدٌ فقال ابنُ اَخِي قد كانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فقامَ عبدُ بنُ زَمْعَةَ فقال اَخِي وابنُ اَمَةِ اَبِي وُلِدَ عَلٰى فِراشِهِ فتَساوَقَا اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال سَعْدٌ يارسولَ اللهِ ابنُ اَخِي كانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فقال عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ اَخِي وَابنُ وَلِيْدَةِ اَبِي فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم هُوَ لَكَ يَاعَبْدُ بنُ زَمْعَةَ الوَلَدُ لِلْفِراشِ وَلِلْعاهِرِ الحَجَرُ ثمَّ قال لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِن شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فمارَآها حتى لَقِيَ اللهَ. ﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت) اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی نے جو لڑکا جنا ہے وہ میرا ہے اس کو تم اپنے قبضہ میں لے لینا، پھر جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس بچے کو لے لیا اور کہنے لگے یہ میرا بھتیجا ہے میرا بھائی وصیت کر گیا تھا کہ اس کو لے لینا، اس وقت عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اسے جنا ہے، دونوں چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے میرا بھائی اس کے بارے میں وصیت کر گیا ہے، پھر عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا جنا ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تیرا ہے جس کی عورت ہو اسی کو بچہ ملتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے (پتھروں کی سزا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے ام المؤمنین سودہؓ بنت زمعہ کو حکم دیا کہ اس سے پردہ کیا کر کیونکہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اس لئے مرتے دم تک حضرت سودہؓ کو نہیں دیکھا۔

(اس بچے کا نام عبدالرحمٰن تھا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ زمعہ کا بیٹا ہے تو حضرت سودہؓ کا بھائی ہوا مگر چونکہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً حضرت سودہؓ کو اس سے پردہ کا حکم دیا، علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں یہ حکم استحباباً تھا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة؟ ترجمۃ الباب دو جزء پر مشتمل ہے پہلا جزء ہے "قول الموصى لوصيّه تعاهد ولدى" یعنی میری اولاد کا خیال رکھنا، اس کی مطابقت بالکل واضح ہے کہ عتبہ جو موصی ہے اس نے کہا "فاقبضه اليك" یعنی وہ میرا لڑکا ہے اس کو لے لینا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۳، ومر الحديث ص۲۷۶، وص۲۹۵، وص۳۲۶، وص۳۴۴، ویاتی ص۶۱۶، وص۹۹۹، وص۱۰۰۱، وص۱۰۰۷، وص۱۰۶۵۔

مقصد موصی یعنی وصیت کرنے والے کو حق ہے، اس کو اس بات کی اجازت ہے کہ اپنی اولاد کے لئے کچھ کہے، خیال رکھنے، لحاظ کرنے کی خصوصی ہدایت دے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ (۱۷۱۲) اِذَا اَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهِ اِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ ﴾

اگر مریض اپنے سر سے ایسا اشارہ کرے جو صاف سمجھ میں آئے تو درست ہے یعنی اس پر حکم دیا جائے گا

۲۵۶۹﴿ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اَبِي عَبَّادٍ حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن اَنَسٍ اَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَاسَ

جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَن فَعَلَ بِكِ اَفُلانٌ اَوْ فُلانٌ حتى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَاَوْمَاَتْ بِراسِهَا فَجِيئَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ فَاَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَرُضَّ رَاسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک (انصاری) لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچل ڈالا لوگوں نے اس لڑکی سے پوچھا (جو مر رہی تھی) تجھے کس نے مارا فلاں نے یا فلاں نے؟ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر سے اشارہ کیا (ہاں) تو اس یہودی کو لایا گیا آخر اس نے اقرار کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چنانچہ اس یہودی کا سر پتھر سے کچل دیا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاومات براسها حين سمي اليهودى".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۳، ومر الحديث ص۳۲۵، وياتى الحديث ص۷۹۸، وص۱۰۱۵، وص۱۰۱۶، وص۱۰۱۷۔

مقصد حدیث الباب سے ظاہر ہے کہ اگر اشارہ مفہم ہو، صاف سمجھ میں آجائے تو معتبر ہے، یعنی اس پر حکم دیا جائیگا۔

﴿بَابٌ ۱۷۱۳ لاوَصِيَّةَ لِوَارِثٍ﴾

وارث کے لئے وصیت نہیں ہے

(یعنی وارث کے لئے وصیت کرنا درست نہیں اور یہ مضمون صراحۃً ایک حدیث میں وارد ہے حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث. (عمدہ)

۲۵۷۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ عن وَرْقَاءَ عنِ ابنِ اَبِى نَجِيحٍ عن عَطاءٍ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال كانَ المَالُ لِلْوَلَدِ وَكانَتِ الوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللهُ مِن ذٰلِكَ مَااَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حِظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا (کہ ابتدار اسلام میں یہ حکم تھا) کل مال لڑکے کے لئے ہے اور ماں باپ کے لئے وصیت تھی (یعنی وصیت کا حکم تھا) پھر اللہ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ فرما دیا چنانچہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر کر دیا اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا حصہ) کیا اور عورت (یعنی بیوی) کے لئے ثمن اور ربع کیا یعنی اگر میت کی اولاد ہو تو بیوی کو ثمن یعنی آٹھواں حصہ اور اگر اولاد نہیں ہے تو ربع یعنی چوتھائی) اور شوہر کے لئے نصف اور ربع ہے۔

(یعنی اگر اولاد نہ ہو تو نصف اور اگر اولاد ہو تو چوتھا حصہ)

میت کے مال کی ترتیب میت کے مال میں سب سے پہلے بطریق مسنون تجہیز و تکفین، ۲ اس کے بعد ادا دیون (یعنی اگر میت کے اوپر قرض ہے تو قرض ادا کیا جائے گا) ۳ پھر تہائی مال تک وصیت نافذ کی جائے گی، ۴ اس کے بعد جو کچھ بچے گا وہ وارثین پر بقدر حصہ تقسیم ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الوصية للوالدين لما نسخت واثبت الميراث لهما بدلا من الوصية علم انه لايجمع لهما بين الوصية والميراث واذا كان لهما كذلك فمن دونهما اولى بان لايجمع له بينهما فيؤل حاصل المعنى لاوصية لوارث.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۳، وياتي في التفسير ص ۶۵۸، وفي الفرائض ص ۹۹۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں والدین کے لئے وصیت کرنا واجب تھا پھر اس کو منسوخ کرکے ان کا حصہ مقرر کرکے وارث بنادیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ وصیت اور وراثت دونوں جمع نہیں کی جاسکتیں، اور جب والدین کے لئے جمع نہیں کی جاسکتیں تو دوسرے وارثین کے لئے بدرجہ اولی جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ مقصد واضح ہوگیا کہ لاوصية لوارث۔

﴿ بابُ الصَّدَقَةِ عندَ المَوتِ ﴾ ۱۷۱۴

مرتے وقت صدقہ کرنے کا بیان (خیرات کرنا)

۲۵۷۱ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ العَلاءِ حدثنا اَبُواُسَامَةَ عن سُفيانَ عن عُمَارَةَ عن اَبِى زُرْعَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قال رجلٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يارسولَ الله اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قال اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تامُلُ الغِنٰى وَتَخْشَى الفَقْرَ وَلاتُمْهِلْ حتى اِذَا بَلَغَتِ الحُلقُوم قلتَ لِفُلانٍ كَذَا وَلِفُلانٍ كَذَا وَقد كانَ لِفُلانٍ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! کون سا صدقہ (خیرات) افضل ہے؟ ارشاد فرمایا وہ جو صحت کی حالت میں، مال کی خواہش، تونگری کی امید اور محتاجی کا ڈر رکھ کر صدقہ کرے، اور اتنی دیر مت لگا کہ حلق میں دم آجائے (یعنی مرنے لگے) اس وقت کہے فلاں کو اتنا دینا، اور فلاں کو اتنا دینا، اب تو فلانے کا ہو ہی گیا (تو تو دنیا سے چلا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "حتى اذا بلغت الحلقوم" الى آخره.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۳ تا ص ۳۸۴، ومر الحديث ص ۱۹۱۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ مرتے وقت کی وصیت بھی جائز ہے اگرچہ حالت صحت میں صدقہ خیرات افضل ہے۔

﴿بابُ ۱۷۱۵ قولِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ "مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِي بِهَا اَوْدَيْنٍ"﴾

ويُذْكَرُ اَنَّ شُرَيْحًا وَعُمَرَ بن عبدِ العَزِيْزِ وَطاؤسًا وَعطاءً وَابنَ اُذَيْنَةَ اَجازُوا اِقْرارَ المَرِيْضِ بِدَيْنٍ. وَقال الحَسَنُ اَحَقُّ مايُصَدَّقُ بِهِ الرَّجُلُ آخِرَ يومٍ مِنَ الدُّنيا واوّلَ يومٍ مِنَ الآخِرَةِ، وقال اِبْرَاهِيْمُ وَالحَكَمُ اذا اَبْرَأَ الوارِثُ مِنَ الدَّيْنِ بَرِئَ وَاَوصىٰ رَافِعُ بنُ خَدِيْجٍ اَنْ لاتُكْشَفَ امْرَاَتُهُ الفَزَارِيَّةُ عَمَّا اُغْلِقَ عليهِ بابُهَا وَقال الحَسَنُ اِذَا قال لِمَمْلُوكِهِ عندَ المَوْتِ كُنْتُ اَعْتَقْتُكَ جازَ وَقال الشَّعْبِيُّ اِذَا قالتِ المَرْاَةُ عِندَ مَوتِهَا اِنَّ زَوْجِي قَضَانِي وَقَبَضْتُ مِنْهُ جازَ وَقال بعضُ الناسِ لايجوزُ اِقْرارُهُ بِسُوءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثمَّ اسْتَحْسَنَ فقال يَجُوزُ اِقْرارُهُ بِالوَدِيْعَةِ وَالبِضَاعَةِ وَالمُضَارَبَةِ وَقد قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الحَدِيْثِ وَلَايَحِلُّ مالُ المُسْلِمِيْنَ لِقولِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم آيَةُ المُنَافِقِ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وقال اللّٰهُ عزّ وَجلّ "اِنَّ اللهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا" فلَمْ يَخُصَّ وَارِثًا وَلاغَيْرَهُ فِيْهِ عبدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء میں) من بعد وصية الخ
بعد اداء وصیت کے جو میت نے کی ہے اور بعد اداء قرض"

(یعنی میت کے مال میں سے اول بمقدار وصیت اور بمقدار قرض روپیہ نکال کر پھر ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ اور باجماع علماء امت ترکہ میں جو پہلا حق متعلق ہوتا ہے وہ میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین ہے اس لئے میت کے مال میں سب سے پہلے اس کے کفن اور دفن میں لگایا جائے گا پھر میت کے قرض میں اور پھر اس کی وصیت میں دیا جائے گا اور پھر جو باقی رہے گا وہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا)

ويذكر ان شريحاً: اور منقول ہے کہ شریح قاضی اور عمر بن عبدالعزیز، اور طاؤس اور ابن اذینہ (عبدالرحمٰن بن اُذینہ) نے بیماری میں قرض کا اقرار درست رکھا ہے۔

وقال الحسن: اور حسن بصریؒ نے کہا سب سے زیادہ آدمی کو اس وقت سچا سمجھنا چاہئے جب دنیا میں اس کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن ہو۔ (مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت اگر یہ اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اس قدر قرضہ ہے تو یہ اقرار صحیح ہوگا)

وقال ابراهيم والحكم : اور ابراہیم نخعیؒ اور حکم بن عتبہؒ نے کہا اگر مریض وارث کو بری بتائے (یعنی یوں کہدے کہ میرا اس پر کوئی قرضہ نہیں) تو یہ ابراء صحیح ہوگا۔

واوصى رافع بن خديج : اور رافع بن خدیج (صحابیؓ) نے یہ وصیت کی کہ ان کی فزاریہ بیوی کے دروازے میں جو مال بند ہے وہ نہ کھولا جائے (علامہ عینیؒ فرماتے ہیں الظاهر ان المراد منه المرأة بعد موت زوجها لايتعرض لها فان جميع مافي بيته لها الخ (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ خاوند کے مرنے کے بعد جو مال عورت کے پاس ہو وہ عورت ہی کا سمجھا جائے گا وان لم يشهد لها زوجها بذلك. (عمدہ)

وقال الحسن اذا قال : اور حسن بصریؒ نے فرمایا اگر کوئی مرتے وقت اپنے غلام سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کردیا تو جائز ہے (وخالفه الجمهور فقالوا لايعتق الا من الثلث (قس) یعنی مرض الموت میں ایسا کہنے سے تہائی مال سے آزاد ہوگا، یعنی غلام اس کے ترکہ کی تہائی یا اس سے کم چوتھائی ہو تو درست ہے آزاد ہو جائے گا ورنہ صرف بقدر تہائی آزاد ہوگا اور بقیہ میں کما کر بقیہ حصہ کی قیمت ادا کر کے آزاد ہوگا۔ واللہ اعلم

وقال الشعبي : اور شعبیؒ نے کہا اگر عورت نے اپنی موت کے وقت یہ کہا کہ میرا خاوند مجھ کو مہر دے چکا ہے اور میں لے چکی ہوں تو جائز ہے۔ (اب عورت کے وارث خاوند سے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں)

وقال بعض الناس : اور بعض الناس نے کہا مریض کا اقرار بعض وارث کے لئے دوسرے وارثوں کے لئے بدگمانی کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا (قال صاحب التوضيح المراد ببعض الناس ابوحنيفةؒ، قال الكرماني قوله بعض الناس اى الحنفية لايجوز اقرار المريض لبعض الورثة لانه مظنة ان يريد الاسائة بالبعض الاخر منهم الخ.

عام شراح کا خیال یہ ہے کہ بعض الناس سے امام بخاریؒ کی مراد امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں هذا كله تشنيع على ابى حنيفة او على الحنفية مطلقا مع ان فيه سوء الادب على ما لايخفى.

پھر یہ مسئلہ کہ مرض الموت میں بعض وارث کے لئے دین کا اقرار صحیح نہیں یہ صرف امام اعظمؒ کا مذہب نہیں بلکہ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے ومذهب مالكؒ كمذهب ابى حنيفةؒ. (عمده)

علامہ عینیؒ نے تفصیل کی ہے کہ شوافع میں سے رویانی کا بھی یہی مختار ہے وعن شريح والحسن بن صالح لايجوز اقرار المريض لوارث الا لزوجته بصداقها. (عمده) یعنی قاضی شریح اور حسن بن صالح کا مذہب بھی یہی ہے البتہ یہ حضرات اس کا استثناء کرتے ہیں کہ بیوی کے لئے مہر کا اقرار درست ہے، نیز قاسم، سالم اور ثوری بھی وارث کے لئے مریض کے اقرار کو درست نہیں قرار دیتے بلکہ زعم ابن المنذر ان الشافعي رجع الى قول هؤلاء وبه

قال احمدؒ والعجب من البخاری انه خصص الحنفية بالتشنيع عليهم الخ جب اکثر ائمہ عظام کا یہی مذہب ہے تو بعض الناس سے حضرت امام اعظمؒ کو یا حنفیہ کو متعین کرنا درست نہیں۔

رہ گیا امام بخاریؒ کا اس مذہب پر تعریض کرنا یہ ان کی خطائے اجتہادی ہے اللہ ان کو معاف فرمائے۔

لایجوز اقراره بسوء الظن الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔

امام بخاریؒ نے احناف کی اصل دلیل سے قطع نظر کرتے ہوئے، یا دلیل سے لاعلمی کی بنیاد پر اپنی طرف سے احناف کی دلیل پیش فرمائی ہے کہ احناف نے یہ قول اسی بناء پر کیا ہے کہ اس صورت میں یہ شبہ ہے کہ مریض نے بعض کے لئے اقرار دین کر کے اس وارث کو زیادہ دینا چاہا ہے اس میں بدگمانی ہے یعنی حنفیہ نے مریض پر بدگمانی کی ہے کہ بعض کو زیادہ دینے کے خیال سے اقرار دین کیا ہے حالانکہ بدگمانی جائز نہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث یعنی بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

فیاللعجب! حنفیہ کی دلیل حدیث ہے جو گذر چکی ہے پھر حدیث میں ممنوع ظن فاسد ہے اور یہاں ظن فاسد نہیں بلکہ ناشی عن دلیل ہے۔

امام بخاریؒ کی دوسری دلیل

یہ پیش کی ہے ولایحل مال المسلمین یعنی مسلمانوں کا مال حلال نہیں۔ اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "آية المنافق اذا اؤتمن خان" منافق کی علامت یہ ہے کہ جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ جب کسی پر قرض ہو تو اس کو ادا نہ کرنا خیانت ہے اور خیانت حرام ہے، مریض اب تک قرض ادا نہیں کر سکا تو اس پر واجب ہے کہ اس کا اقرار کرے اور جب اقرار کرنا واجب ہے تو اسے تسلیم کرنا بھی واجب ورنہ اقرار کے وجوب کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

جواب: جواب یہ ہے کہ اس کے بالمقابل جب نص صریح ہے تو اس کا ساقط ہونا واضح ہے، پھر یہ کہ اقرار وہیں قابل تسلیم ہوگا جہاں مظنہ تہمت نہ ہو، نیز دوسرے کی حق تلفی یا ایذا رسانی نہ ہو اور مریض کے اقرار میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں اس لئے مریض کا اقرار مشتبہ ہوا۔

امام بخاریؒ کی تیسری دلیل

"اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُم اَن تؤدُّوا الاَمَانَاتِ اِلٰی اَھلِھَا" (سورہ نساء) یعنی اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو"

امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب امانت کا اقرار اور سپردگی واجب، اور اس میں وارث یا غیر وارث کی تخصیص نہیں تو جب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں کا قرض میرے اوپر ہے تو اسے تسلیم کرنا واجب ہے۔

جواب: بعض وارث کے لئے مریض کے اقرار میں یہی شبہ ہے کہ اس کے ذمہ قرض ہے یا نہیں اس لئے آیت سے استدلال درست نہیں اس میں بقیہ وارثین کا ضرر ہے وفی الحدیث لاضرر ولاضرار فی الاسلام بالفرض

اگر مان لیا جائے کہ مریض پر قرض ہے تو یہ امانت نہیں بلکہ دین مضمون ہے اس پر امانت کا اطلاق درست نہیں۔

فيه عبدالله بن عمرو : یعنی آیۃ المنافق کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے وقدذكره فی كتاب الايمان فی باب علامة المنافق.

۲۵۷۲﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ دَاؤُدَ اَبُوالرَّبِيعِ حدثنا اِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ حدثنا نَافِعُ بنُ مَالِكِ بنِ اَبِی عامِرٍ اَبوسُهَيلٍ عن اَبِيهِ عن اَبِی هُرَيرَةَ عنِ النبیِّ صلی الله عليه وسلم قال آيَةُ المُنافِقِ ثلاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخلَفَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی علامت تین ہے جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔

مطابقة للترجمة ذكر هذا الحديث بطريق التبعية والبيان لقوله "آية المنافق ثلاث اذا اؤتمن خان" ولقوله فيه عبدالله بن عمرو والا ليس لذكره وجه فی هذا الباب. (عمده)

تعدد موضعه والحديث هنا ص۳۸۴، ومر الحديث ص۱۰، وص۳۶۸، ويأتی ص۹۰۰۔

تفصیل وتشریح: ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص۲۸۵ تا ص۲۸۸۔

﴿ باب ۱۶۱۷ تاويلِ قولهِ "مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰی بِهَا اَوْدَيْنٍ" ﴾

وَيُذْكَرُ اَنَّ النبیَّ صلی الله عليه وسلم قضٰی بِالدَّيْنِ قَبلَ الوَصِيَّةِ، وقولِه عزَّ وجلَّ "اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُم اَنْ تُؤَدُّوا الاَمَانَاتِ اِلٰی اَهلِهَا" فاداءُ الاَمَانَةِ اَحَقُّ مِن تَطَوُّعِ الوَصِيَّةِ وقالَ النبیُّ صلی الله عليه وسلم لاصَدَقَةَ اِلَّا عن ظَهرِ غِنًی وقال ابنُ عبّاسٍ لايُوصِی العَبْدُ اِلَّا بِاذنِ اَهلِهِ وقال النبیُّ صلی الله عيه وسلم العَبْدُ رَاعٍ فی مالِ سَيِّدِهِ.

اللہ تعالیٰ کے (سورہ نساء میں) اس ارشاد کی تفسیر کہ وصیت یا دین کے بعد

(یعنی حصوں کی تقسیم وصیت اور دین کے بعد ہوگی) اور منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے دین (قرض) ادا کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ'' تو امانت (یعنی قرض) کا ادا کرنا نفل وصیت پورا کرنے سے زیادہ ضروری ہے (مطلب یہ ہے کہ وصیت کوئی فرض واجب نہیں ہے اور قرض کی ادائیگی مثل امانت واجب ہے اور ظاہر ہے کہ واجب پر عمل کرنا بہ نسبت نفل کے مقدم ہے) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ وہی عمدہ ہے کہ جس کے پاس آدمی مالدار رہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ غلام اپنے مالک کی

اجازت کے بغیر وصیت نہیں کرسکتا (مطلب یہ ہے کہ چونکہ غلام کا مال اس کے مالک کی ملکیت ہے اس لئے مالک کی اجازت کے بغیر وصیت باطل ہے اسی طرح ترکہ جب قرض میں پھنسا ہو تو بقدر قرض مورث کی ملک نہیں اس لئے اس میں ادائے قرض سے پہلے وصیت نافذ نہیں ہوگی) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ دین یعنی قرض کا ادا کرنا وصیت پر مقدم ہے۔

۲۵۷۳﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ حدثنا الاَوْزَاعِيُّ عنِ الزُّهْرِيِّ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ حَكِيْمَ بنَ حِزامٍ قال سَالتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فَاَعْطَانِي ثُمَّ سَالتُهُ فَاَعْطَانِي ثُمَّ قالَ لِي يَاحَكِيْمُ! اِنَّ هٰذَا المَالَ خَضِرٌ حُلوٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَن اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَاكُلُ ولا يَشْبَعُ وَاليَدُ العُلْيَا خَيرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلٰى قال حَكِيْمٌ فقُلتُ يارسولَ الله! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ لااَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حتى اُفَارِقَ الدُّنيا فكانَ اَبُوبَكْرٍ يَدْعُو حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ العَطَأَ فَيابٰى اَن يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثم اِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَابٰى اَنْ يَقْبَلَهُ فَقالَ يَامَعْشَرَ المُسْلِمِيْنَ اِنِّي اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِن هٰذَا الفَيْءِ فيابٰى اَن يَاخُذَهُ فلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النبيِّ ﷺ حتى تُوُفِّيَ. ﴾

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ ﷺ نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ ﷺ سے مانگا تو پھر آپ ﷺ نے مجھ کو دیا پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا" اے حکیم! یہ دنیا کا مال دیکھنے میں خوشنما اور مزے میں شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے اس کو تو برکت ہوتی ہے اور جو کوئی اس کو جان لڑا کر حرص کے ساتھ لے اس کو برکت نہ ہوگی، اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا، اور او[illegible] ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔

حکیم بن حزامؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں تو آج سے آپ کے بعد کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا یہاں تک کہ مرجاؤں (پھر حضرت حکیمؓ کا یہ حال رہا کہ) حضرت ابوبکرؓ ان کا سالانہ وظیفہ دینے کے لئے ان کو بلاتے وہ اس کو لینے سے انکار کردیتے پھر حضرت عمرؓ نے بھی (اپنی خلافت کے دور میں) ان کو بلایا ان کا وظیفہ دینے کے لئے لیکن حضرت حکیمؓ نے قبول کرنے سے انکار کردیا، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اے مسلمانو! (تم گواہ رہنا) میں حکیم کو اس کا حق جو مال فئ (یعنی غنیمت) میں اللہ نے رکھا ہے میں اس کو دیتا ہوں وہ لینے سے انکار کرتا ہے، غرض حضرت حکیمؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر کسی شخص سے کوئی چیز قبول نہیں کی (یہاں تک کہ اپنا وظیفہ بھی بیت المال سے نہیں لیا) یہاں تک کہ وفات پاگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطابقۃ للترجمۃ | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "ولم يظهر لى وجه المطابقة" وماذكروه لايخلو من تعسف كبير. فالله اعلم (قس)

لیکن بعض حضرات نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش قبول کرنے کو ادنیٰ درجہ ٹھہرایا اور اپنا قرض وصول کرنے کو ادنیٰ درجہ نہیں فرمایا اور وصیت ایک بخشش ہے تو معلوم ہوا کہ دین یعنی قرض وصیت پر مقدم ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۸۴، ومر الحديث ص ۱۹۹، ويأتي الحديث ص ۴۴۳، وص ۹۵۳۔

۲۵۷۴﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي اَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْاَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ حَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ اَبِيهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور حاکم بھی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہوگا، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی، اور غلام اپنے سید کے مال کا نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ابن عمرؓ نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے (اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

مطابقۃ للترجمۃ | اس حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے مشکل ہے۔

بعض حضرات نے کہا کہ خادم یعنی غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہوا حالانکہ وہ مال غلام ہی کا کمایا ہوا ہے تو اس میں مالک اور غلام دونوں کے حق متعلق ہوئے لیکن مالک کا حق مقدم کیا گیا کیونکہ وہ زیادہ قوی ہے اسی طرح دین اور وصیت میں دین مقدم کیا جائے گا کیونکہ دین کی ادائیگی فرض ہے اور وصیت ایک طرح کا تبرع یعنی نفل ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۸۴، ومر الحديث ص ۱۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۴۷، ويأتي الحديث ص ۷۷۹، وص ۷۸۳، وص ۱۰۵۷۔

مقصد | مقصد یہ ہے تقسیم ترکہ سے پہلے وصیت کا نفاذ اور قرض کی ادائیگی ہوگی پھر قرض کا ادا کرنا وصیت پر مقدم ہے جیسا کہ تصریح ہے "قضى بالدين قبل الوصية" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا۔

﴿ بَابُ ۱۷۱۷ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ الْأَقَارِبُ ﴾

(كلمة مَن استفهامية ولم يذكر جواب اذا لمكان الخلاف فيه). (عمده)

وقال ثابتٌ عن أَنَسٍ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِأَبِي طَلْحَةَ اجْعَلْهُ لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ فجعَلَهَا لِحسَّانَ وَأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ وَقال الأنصارِيُّ حدَّثني أبي عن ثُمَامَةَ عن أَنَسٍ بِمِثْلِ حديثِ ثابتٍ قال اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ قال أَنَسٌ فجعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ وَكانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّي وَكانَ قَرَابَةُ حَسَّانَ وَأُبَيٍّ مِن أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بنُ سَهْلِ بنِ الأَسْوَدِ بنِ حَرَامِ بنِ عَمْرِو بنِ زَيْدِ مَنَاةَ بنِ عَدِيِّ بنِ عَمْرِو بنِ مالِكِ بنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بنُ ثابتِ بنِ المُنْذِرِ بنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الأَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بنُ عَمْرِوبنِ زَيْدِ مَنَاةَ بنِ عَدِيِّ بنِ مالِكِ بنِ النَّجَّارِ فَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَاطَلْحَةَ وَأُبَيًّا إِلَى سِتَّةِ آبَاءٍ إِلَى عَمْرِو بنِ مالِكٍ وَهُوَ أُبَيُّ بنُ كَعْبِ بنِ قَيْسِ بنِ عُبَيْدِ بنِ زَيْدِ بنِ مُعَاوِيَةَ بنِ عَمْرِو بن مالِكِ بنِ النَّجَّارِ فَعَمْرُو بنُ مالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَاطَلْحَةَ وَأُبَيًّا وَقال بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصَى لِقَرَابَتِهِ فَهُوَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلَامِ.

اگر کسی نے اپنے عزیزوں کیلئے کوئی چیز وقف کی یا ان کیلئے وصیت کی؟ (تو کیا حکم ہے؟) اور اقارب سے (عزیزوں) سے کون لوگ مراد ہوں گے؟

وقال ثابت عن انس : اور ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ تو یہ باغ اپنے محتاج عزیزوں کو دے ڈال، تو انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دیدیا۔

وقال الانصاری : اور محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ثمامہ سے، انہوں نے حضرت انسؓ سے، ثابت کی طرح روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے قرابت کے محتاجوں کو دے، انسؓ نے کہا تو ابوطلحہؓ نے وہ باغ حسان اور ابی بن کعب کو دیدیا وہ مجھ سے زیادہ ابوطلحہؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔

وکان قرابة حسان : اور حسانؓ اور اُبی بن کعبؓ کی قرابت سے ابوطلحہ سے یوں تھی کہ ابوطلحہؓ کا نام زید بن سہل ہے (سب نامہ اس طرح ہے) زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔ (اور حسان بن ثابت کا نسب نامہ یوں ہے) اور حسان بن ثابت بن منذر بن حرام، تو دونوں (یعنی ابوطلحہؓ اور حسانؓ) حرام میں جا کر مل جاتے ہیں جو تیسرا دادا ہے۔ اور حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار حسان اور ابوطلحہ کو

ملا دیتی ہے، اور اُبی بن کعبؓ چھٹی پشت میں یعنی عمرو بن مالک میں ابوطلحہ سے ملتے ہیں (ابی بن کعبؓ کا نسب نامہ یوں ہے) ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار، تو عمرو بن مالک حسان اور ابوطلحہ اور ابی بن کعب تینوں کو ملا دیتا ہے۔

وقال بعضهم : بعض سے مراد امام ابو یوسفؒ شاگرد امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں علامہ عینیؒ کہتے ہیں ومحمد بن الحسن مع ابی یوسف (عمدہ) بعض حضرات نے کہا اگر عزیزوں کے لئے وصیت کرے تو جتنے مسلمان باپ دادا گذرے ہیں وہ سب داخل ہوں گے۔

تشریح اس میں اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک وارث داخل نہیں ہوں گے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک عزیزوں سے محرم رشتہ دار مراد ہوں گے خواہ باپ کی طرف کے ہوں یا ماں کی طرف سے۔

تفصیل کے لئے عمدۃ القاری وارشاد الساری کا مطالعہ کیجئے۔

۲۵۷۵﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ أَخبَرَنا مَالِكٌ عن إسحاق بنِ عبدِ اللهِ انَّهُ سَمِعَ انَسًا قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِاَبِي طَلْحَةَ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الاَقْرَبِيْنَ فقال اَبُوطَلْحَةَ اَفْعَلُ يارسولَ اللهِ فقَسَمَهَا اَبُوطَلْحَةَ فِي اَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ وقال ابنُ عبّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ" جَعَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُنَادِي يابَنِي فِهْرٍ يابَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ وقال اَبُوهُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ" قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ.﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا (جب ابوطلحہؓ نے اپنا باغ بیرحاء اللہ کی راہ میں دینا چاہا) میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تو یہ باغ اپنے عزیزوں (رشتہ داروں) کو دیدے تو ابوطلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ" (سورہ شعراء) "اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرایئے" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خاندانوں بنی فہر اور بنی عدی کو پکارنے لگے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو! (اللہ سے ڈرو)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ارى ان تجعلها في الاقربين".

یہاں روایت مختصر ہے مفصل کتاب التفسیر ص ۶۵۴/وغیرہ میں ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۵، ومر الحديث ص ۱۹۷، وص ۳۱۱، وياتي الحديث ص ۳۸۶، وص ۳۸۸،

وص۶۵۴، وص۸۳۹۔

مقصد امام بخاریؒ نے اس باب سے وقف کا مسئلہ شروع فرمایا ہے اور ترجمۃ الباب دو مسئلے پر مشتمل ہے ۱۔ وصیت، ۲۔ وقف۔

مسئلہ مختلف فیہ ہے عمدۃ القاری اور قسطلانی دیکھئے۔

باب ۱۷۱۸ هَل يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالوَلَدُ فى الاَقَارِبِ

کیا اقارب میں عورتیں اور بچے داخل ہونگے؟

(جواب حدیث سے معلوم ہوگا کہ عورتیں اور بچے بھی اقارب میں داخل ہوں گے)

۲۵۷۶ حَدَّثَنَا اَبُوالیَمَانِ اَخبَرَنا شُعَیبٌ عَنِ الزُّهرِیِّ اَخبَرَنِی سَعِیدُ بنُ المُسَیِّبِ وَاَبُوسَلَمَةَ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّ اِبَاهُرَیرَةَ قال قامَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم حِینَ اَنزَلَ اللّٰهُ "وَاَنذِرْ عَشِیرَتَكَ الاَقرَبِینَ" قال یامَعشَرَ قُرَیشٍ اَوْ کَلِمَةً نحوَهَا اشتَرُوا اَنفُسَکُم لا اُغنِی عَنکُمْ مِنَ اللهِ شَیئًا یَابَنِی عَبدِ مَنافٍ لااُغنِی عَنکُمْ مِنَ اللهِ شَیئًا یاعبَّاسُ بنُ عبدِ المُطَّلِبِ لااُغنِی عنكَ مِنَ اللهِ شَیئًا ویَاصَفِیَّةُ عَمَّةُ رسولِ الله لااُغنِی عَنْكِ مِنَ اللهِ شَیئًا ویَافاطِمَةُ بِنتُ محمَّدٍ سَلِینِی ماشِئتِ مِن مَالِی لااُغنِی عَنْكِ مِنَ اللهِ شَیئًا، تابعَهُ اَصبَغُ عَنِ ابنِ وَهبٍ عن یُونُسَ عَنِ ابنِ شِهابٍ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے "وَاَنذِرْ عَشِیرَتَكَ الاَقرَبِینَ" نازل فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قریش کے لوگو! یا اسی کے ہم معنی کوئی کلمہ فرمایا تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (اسلام قبول کر کے) خرید لو یعنی جہنم سے بچالو میں اللہ کے سامنے تمہارے کام نہیں آسکتا (یعنی اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کام نہیں آسکتا) اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے صفیہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے فاطمہ بنت محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جو چاہے میرے مال میں سے مانگ لے میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔

ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو اصبغ نے بھی عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ياصفية يافاطمة" ففيه دلالة على دخول النساء في الاقارب. الخ

یعنی اقارب میں عورتیں اور بچے داخل ہیں اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ اس آیت کے نزول کے وقت بچی تھیں آپ ﷺ نے ان کو خطاب فرمایا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۵، وياتي الحديث ص ۵۰۰، وفي التفسير ص ۷۰۲۔

مقصد امام بخاریؒ نے ترجمہ میں استفہام کا صیغہ هل لایا ہے چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے مگر امام نے جو حدیث نقل کی ہے اس سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقارب میں عورتیں اور بچے داخل ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۷۱۹ هَلْ يَنْتَفِعُ الوَاقِفُ بِوَقْفِهِ ﴾

کیا واقف (وقف کرنیوالا) اپنے وقف سے کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

(یہ فائدہ اس صورت میں اٹھا سکتا ہے جب کہ اس چیز کو خود اپنے اوپر وقف کرے یا اس میں سے ایک معین حصہ اپنے لئے خاص کرلیا ہو یا وقف میں متولی کا کچھ حصہ مقرر کرے اور متولی خود ہو۔ علامہ قسطلانیؒ نے کہا شافعیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اپنی ذات پر وقف کرنا باطل ہے)

امام بخاریؒ ترجمہ میں استفہام کا صیغہ هل لائے ہیں چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ لاجُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ اَنْ يَاكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِى الوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً اَوْ شَيْئًا لِلّٰهِ فَلَهُ اَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ بِهَا غَيْرُهُ وَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

وقد اشترط عمرؓ : اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقف میں شرط لگائی کہ متولی کھا سکتا ہے، اور متولی کبھی واقف خود ہوتا ہے اور کبھی دوسرا شخص۔

اور اسی طرح جو شخص اونٹ یا کوئی چیز فی سبیل اللہ وقف کردے تو اس کے لئے اہتمام وانتظام کی وجہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جیسے دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگرچہ شرط نہ کرے۔

۲۵۷۷﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حدثنا اَبُوعَوَانَةَ عن قَتَادَةَ عن اَنَسٍ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم رَاٰى رَجُلاً يَسُوْقُ بَدَنَةً فقال لَهُ ارْكَبْهَا فقال يارسولَ اللهِ اِنَّها بَدَنَةٌ فقال فِى الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ اَوْ وَيْحَكَ. ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کا اونٹ (ہدی) ہانک رہا ہے (خود پیدل چل رہا تھا) آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اس پر سوار ہو جا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا اس پر سوار ہو جا ارے کم بخت۔

(ویلك او ویحك شک راوی ہے)

افادہ: قربانی کے جانور یعنی ہدی پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور کس صورت میں جائز ہے؟ تفصیل کے لئے نصر الباری جلد پنجم ص ۳۱۸ ملاحظہ فرمایئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اركبها".

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا حکم دیا اور بار بار سوار ہونے یعنی انتفاع کا حکم دیا اور یہ معلوم ہے کہ ہدی یعنی قربانی کا جانور وقف فی سبیل اللہ ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ہانکنے والا پیدل چل کر پریشان انتہائی تکلیف و مشقت سے چل رہا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو سوار ہونے یعنی انتفاع کی اجازت دی یہ اجازت اضطرار پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۵، ومر الحديث ص ۲۲۹، ويأتى الحديث ص ۹۱۰۔

۲۵۷۸ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حدثنى مالِكٌ عن اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَاجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم رَآى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فقال ارْكَبْهَا قال يارسولَ الله! اِنَّها بَدَنَةٌ قال ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فى الثَّانِيَةِ اَوْ فى الثَّالِثَةِ. ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک قربانی کا اونٹ ہانک رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور (وقفی) ہے آپ ﷺ نے دوسری بار یا تیسری بار کہا ارے کم بخت سوار ہو جا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اركبها".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۵، ومر الحديث ص ۲۲۹، وص ۲۳۰ ويأتى الحديث ص ۹۱۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ وقفی چیز سے واقف بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ [۱۷۲۰] اِذَا وَقَفَ شَيْئًا فَلَمْ يَدْفَعْهُ اِلٰى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ ﴾

لِاَنَّ عُمَرَ رضى الله عنه اَوْقَفَ وَقال لاجُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ اَنْ يَاكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ اِنْ وَلِيَهُ عُمَرُ اَوْ غَيْرُهُ وَقال النبىُّ صلى الله عليه وسلم لِاَبِى طَلْحَةَ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى

الاَقْرَبِيْنَ فقال اَفْعَلُ فقَسَمَهَا فى اَقَارِبِهِ وَبَنِى عَمِّهِ.

اگر واقف (وقف کرنے والا) کوئی چیز (کوئی مال) وقف کرے اور اپنے علاوہ کسی کے حوالے نہ کرے (یعنی اپنے ہی قبضہ میں رکھے) تو جائز ہے (درست ہے)

وهو قول الجمهور منهم الشافعیؒ وابویوسفؒ. (عمدہ) واشترط المالكية لصحة الوقف خروجه عن يد واقفه وان يقبضه الموقوف عليه وبه قال محمد بن الحسنؒ (عمدہ) یعنی مالکیہ اور امام محمدؒ کے نزدیک وقف اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک مال وقف کو اپنے قبضے سے نکال کر دوسرے کے قبضے میں نہ دے۔

وحجة الجمهور : عمدۃ القاری، یعنی جمہور کی دلیل حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے افعال ہیں کہ ان حضرات نے اپنے اوقاف کو اپنے ہی قبضے میں رکھا تھا اس کا نفع خیرات کے کاموں میں صرف کرتے تھے۔ (عمدہ)

لان عمرؓ اوقف : اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے وقف کیا اور فرمایا جو شخص وقف کا متولی ہو وہ اس میں سے کھا سکتا ہے یعنی اس پر کوئی گناہ نہیں، اور یہ تخصیص نہیں کی کہ اس وقف کا متولی عمر ہو یا اور کوئی، اور نبی اکرم ﷺ نے ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تو یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دیدے تو ابوطلحہؓ نے کہا میں یہی کروں گا چنانچہ ابوطلحہؓ نے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (معلوم ہوا کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے)

﴿ بَابٌ ۱۷۲۱ اِذَا قال دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ اَوْغَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الاَقْرَبِيْنَ اَوْحَيْثُ اَرَادَ ﴾

قالَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم لِاَبِى طَلْحَةَ حِيْنَ قال اَحَبُّ اَمْوَالِى اِلَىَّ بَيْرُ حَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَاَجَازَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم ذٰلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لايجوزُ حتى يُبَيِّنَ لِمَنْ وَالاَوَّلُ اَصَحُّ.

اگر کسی شخص نے کہا میرا گھر اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور فقیروں وغیرہ کا نام نہیں لیا تو وقف جائز ہوا اب اس کو اختیار ہے کہ رشتہ داروں کو دے یا جن کو چاہے

کیونکہ جب ابوطلحہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا محبوب تر مال بیرحار (باغ) ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا۔ اور بعض حضرات (یعنی شافعیہ) یہ کہتے ہیں کہ وقف اس

وقت تک درست نہ ہوگا جب تک یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں کے لئے وقف کرتا ہوں، اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے (یعنی جواز کا قول اصح ہے کہ مصرف متعین نہ بھی کرے تو وقف درست ہے یہی منقول ہے امام مالکؒ سے، یہی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے) (عمدہ)

﴿ بَابٌ [۱۷۲۲] اِذَا قَالَ اَرْضِي اَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عن اُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ ﴾

اگر کسی نے کہا میری زمین یا میرا باغ میری ماں کی طرف سے اللہ کیلئے صدقہ ہے تو یہ جائز ہے اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کس کیلئے ہے

۲۵۷۹ ﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ سَلَام حدثنا مَخْلَدُ بنُ يَزِيْدَ اَخْبَرَنِي ابنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي يَعْلٰى اَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يقولُ اَنْبَاَنَا ابنُ عبَّاسٍ رضى الله تعالى عنهما اَنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فقال يارسولَ اللهِ اِنَّ اُمِّي تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قال نَعَمْ قال فَاِنِّي اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِي المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ (عمرہ بنت مسعود) فوت ہو گئیں اور وہ اس وقت موجود نہیں تھے (غزوہ دومۃ الجندل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے ہوئے تھے) جب آئے تو عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ماں کی وفات ہوگئی اور میں موجود نہیں تھا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہونچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پہونچے گا۔ سعدؓ نے کہا میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۶، ويأتي الحديث ص ۳۸۷، وص ۳۸۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے مالی صدقہ وخیرات کا ثواب بالاتفاق میت کو پہونچتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صدقہ وخیرات کے بارے میں جمہور علماء اسلامؒ کا قول ہے کہ میت کو ثواب پہونچتا ہے یعنی اگر کوئی شخص اپنی ماں یا باپ کی طرف سے صدقہ دے تو ماں باپ کو اس کا ثواب ملے گا۔ خلافاً للمعتزلہ

مختصر تحقیق | حائط اس باغ کو کہتے ہیں جس کے اردگرد چہار دیواری ہو اس کی جمع حوائط آتی ہے۔ مخراف بکسر المیم وسکون الخاء المعجمة وھو اسم للحائط وفی آخرہ فاء وھو اسم للحائط فلذلك انتصب علی انه عطف بیان نیز مخراف کے معنی کھجوروں کے باغ کے بھی ہیں، نیز اس ٹوکری کو بھی کہتے ہیں جس میں پھل توڑ کر جمع کیا جائے۔

﴿ باب [۱۷۲۳] اِذَا تَصَدَّقَ اَوْ وَقَفَ بَعْضَ مَالِهٖ اَوْ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ اَوْ دَوَابِّهٖ فَهُوَ جَائِزٌ ﴾

اگر کسی نے اپنی کوئی چیز یا غلام لونڈی یا جانور صدقہ یا وقف کر دیا تو جائز ہے

(مطلب یہ ہے کہ مالِ منقول یا مشترک کا وقف بھی درست ہے)

۲۵۸۰ ﴿حَدَّثَنَا یَحْیَی بنُ بُکَیْرٍ حدثنا اللَّیْثُ عن عُقَیْلٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِی عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عبدِ اللهِ بنِ کَعْبٍ اَنَّ عبدَ اللهِ بنَ کَعْبٍ قال سَمِعْتُ کَعْبَ بنَ مَالِكٍ قال قلتُ یارسولَ اللهِ اِنَّ مِنْ تَوبَتِی اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِی صَدَقَةً اِلَی اللهِ وَاِلٰی رَسُولِهٖ قال اَمْسِكْ عَلَیْكَ بَعْضَ مالِكَ فَهُوَ خَیْرٌ لَكَ قلتُ فَاِنِّی اُمْسِكُ سَهْمِی الَّذِی بِخَیْبَرَ. ﴾

ترجمہ | حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ نے جو میری توبہ قبول کی میں اس کی خوشی میں سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا کچھ مال اپنے پاس بھی رہنے دے یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا تو میں اپنے اس حصہ کو رہنے دیتا ہوں جو میرا حصہ خیبر میں ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "امسك علیك بعض مالك" فان فیه دلالة علی جواز اخراج بعض ماله والمال اعم من ان یکون من النقود ومن العقار.

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص۳۸۶، ویاتی مطولا فی المغازی ص۶۳۴ تا ص۶۳۶، واختصره فی مواضع فی الجهاد ص۴۱۴، ،، ،، وص۴۳۴، وص۵۰۲، وص۵۵۰، وص۵۶۳، وفی التفسیر ص۶۷۴، وص۶۷۵، وص۶۷۶، وص۹۲۵، وص۹۹۰، وغیرہ۔

مقصد | مسئلہ مختلف فیہ ہے بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اموال منقولہ یا مشترکہ کا وقف بھی درست ہے۔

تشریح یہ کعب بن مالکؓ وہ صحابی ہیں جو اپنے دو ساتھیوں یعنی ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع سمیت غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں نکلے تھے ایک مدت تک یعنی پچاس روز تک ان پر عتاب رہا آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، اس کا مفصل قصہ کتاب المغازی میں آئے گا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا سارا مال خیرات کر دینا مکروہ ہے کیونکہ پھر فقر و محتاجی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ[۱۷۴۴] مَنْ تَصَدَّقَ اِلٰی وَکِیْلِهٖ ثُمَّ رَدَّ الْوَکِیْلُ اِلَیْهِ ﴾

اگر صدقہ کیلئے کسی کو وکیل کرے پھر وکیل اسکا صدقہ اسکو (یعنی مؤکل کو) واپس لوٹادے

﴿ وَقَالَ اِسْمَاعِیْلُ اَخْبَرَنِی عبدُ العَزِیْزِ ابنُ عبدِ اللهِ بنِ اَبِی سَلَمَةَ عن اِسْحَاقَ بنِ عبدِ اللهِ بنِ اَبِی طَلْحَةَ لَااَعْلَمُهُ اِلَّا عن اَنَسٍ قال لَمَّا نَزَلَتْ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" جاءَ اَبُوطَلْحَةَ اِلٰی رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فقال اَیْ رَسُوْلَ اللهِ! یقولُ اللهُ فی کِتَابِهٖ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِی اِلَیَّ بِیْرُ حَاءَ قال وَکَانَتْ حَدِیْقَةً کانَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم یَدْخُلُهَا وَیَسْتَظِلُّ فِیْهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا قال فَهِیَ اِلَی اللهِ وَاِلٰی رسولِهٖ اَرْجُو بِرَّهٗ وَذُخْرَهٗ فَضَعْهَا اَیْ رسولَ اللهِ! حَیْثُ اَرَاكَ الله فقال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم بَخْ یَااَبَاطَلْحَةَ ذٰلِكَ مالٌ رَابِحٌ قَدْ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَیْكَ فَاجْعَلْهُ فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَتَصَدَّقَ بِه اَبُوطَلْحَةَ عَلٰی ذَوِی رَحِمِهٖ قال وکانَ مِنْهُمْ اُبَیٌّ وَحَسَّانُ قال فَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهٗ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِیَةَ فَقِیْلَ لَهٗ تَبِیْعُ صَدَقَةَ اَبِی طَلْحَةَ فقال اَلَا اَبِیْعُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ دَرَاهِمَ قال وکانَتْ تِلْكَ الحَدِیْقَةُ فی مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِی حُدَیْلَةَ الَّتِی بَنَاهُ مُعَاوِیَةُ. ﴾

ترجمہ اور اسماعیل (ابن جعفر) نے کہا مجھ کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے خبر دی، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ حضرت انسؓ نے یہ روایت کی کہ جب یہ آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہیں پہونچ

سکو گے" (آل عمران) اور میرا سب سے زیادہ محبوب مال بیرحار ہے اور بیرحار ایک باغ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور وہاں سایہ میں بیٹھا کرتے اور وہاں کا پانی پیا کرتے، ابوطلحہؓ نے عرض کیا یہ بیرحار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں صدقہ ہے میں اس کے ثواب کی اور ذخیرہ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں، یارسول اللہ! آپ جہاں مناسب سمجھئے اس کو خرچ کیجئے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش اے ابوطلحہ! یہ تو بڑا فائدہ دینے والا مال ہے (یعنی آخرت میں بڑا ثواب دے گا) یہ مال ہم نے تیری جانب سے قبول کیا اور پھر تجھ کو لوٹا دیا اب تم اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کردو، ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دیدیا، انسؓ نے کہا ان میں حضرت ابی بن کعبؓ اور حسان بن ثابتؓ بھی تھے حسانؓ نے (معاویہؓ کی خلافت میں) اپنا حصہ معاویہؓ کے ہاتھ بیچ دیا تو لوگوں نے کہا کیا تم ابوطلحہؓ کا صدقہ بیچتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا میں کھجور کا ایک صاع دراہم کے ایک صاع کے عوض نہ بیچوں؟ انسؓ نے کہا یہ باغ بنی حدیلہ کے محل کے پاس تھا جس کو معاویہؓ نے (بطور قلعہ کے) بنایا تھا۔

تشریح حضرت ابوطلحہؓ نے صدقہ میں حضور اقدس ﷺ کو وکیل کیا تھا آپ ﷺ نے ان کا صدقہ قبول فرما کر پھر واپس کردیا، یہیں سے ترجمۃ الباب کی مطابقت نکلتی ہے۔

اور چونکہ حضرت ابوطلحہؓ نے حسانؓ وغیرہ پر وقف کرتے وقت یہ شرط لگادی تھی، کہ اگر ضرورت ہو، حاجت کے وقت بیچ سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں مال وقف کی بیع درست ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۲۵ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ "وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور جب تقسیم میراث کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو"

(مطلب یہ ہے کہ کسی کی وفات کے بعد جب اس کا ترکہ تقسیم کیا جائے تو اس وقت ان رشتہ داروں کو بھی کچھ دیا جائے جو وارث نہ ہوں، اسی طرح یتیموں اور مسکینوں کو بھی دیا جائے)

مسئلہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اور مقصود اس حکم سے حسن سلوک کی تعلیم ہے کہ یہ مال میراث جو تقسیم ہو رہا ہے ایک خدائی عطیہ ہے جو خدا تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے وارثوں کو بلا محنت اور بلا مشقت عطا کیا ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر بطور شفقت و مرحمت اپنے غریب رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو بھی بطور تبرع اور

خیرات کچھ دیدیں تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو۔

اور بعض علماء کے نزدیک یہ حکم وجوبی ہے جو ابتداء میں واجب تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔

۲۵۸۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حدثنا اَبُوعَوَانَةَ عن اَبِی بِشْرٍ عن سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال اِنَّ ناسًا یَزْعُمُونَ اَنَّ هٰذِهِ الآیَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللّٰهِ مانُسِخَتْ وَلٰکِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالِیَانِ وَالٍ یَرِثُ وَذَاکَ الَّذِی یَرْزُقُ وَوَالٍ لَایَرِثُ فَذَاکَ الَّذِی یَقُولُ بِالْمَعْرُوفِ یقولُ لَااَمْلِکُ لَکَ اَنْ اُعْطِیَکَ. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت ("واذا حضر القسمة اولوا القربى واليتامى" سورہ نساء کی آیت) منسوخ ہے (میراث کی آیت سے) حالانکہ خدا کی قسم منسوخ نہیں ہوئی لیکن لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی کی، بات یہ ہے کہ رشتہ دار دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو خود وارث ہو (اسی کو دینے کا حکم ہے یہ لوگ کچھ دیں) اور دوسرا وہ جو وارث نہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ اس کو نرمی سے جواب دے کہ بھائی صاحب میں آپ کو دینے کا اختیار نہیں رکھتا کہ کچھ دوں۔ (مثلاً نابالغ یتیم کا مال ہے کیسے دوں؟)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان حديث الباب لابن عباس والاية التى هى الترجمة غير منسوخة عنده.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۳۸۶، وياتى الحديث فى تفسير سورة النساء ص۶۵۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں دینے کا حکم وجوبی تھا جیسا کہ آیت کریمہ میں فارزقوا امر کے صیغہ سے ظاہر ہے پھر مواریث کی آیت سے یہ وجوبی حکم منسوخ ہوگیا، یہی جمہور کا مذہب ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۷۲۶ مَایُسْتَحَبُّ لِمَن تُوُفِّیَ فَجَاءَةً اَن یَّتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُورِ عَنِ الْمَیِّتِ ﴾

جوشخص اچانک مرجائے اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے اور میت کی نذر پوری کرنا بھی مستحب ہے

۲۵۸۲﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ قال حدثنی مَالِکٌ عن هشامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِیهِ عن عائشةَ اَنَّ رَجُلًا قال لِلنَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُها وَاُرَاهَا لَو تَکَلَّمَتْ

تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قال نعم تَصَدَّقْ عَنْهَا.﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (سعد بن عبادہؓ) نے کہا یا رسول اللہ میری ماں ناگہانی موت سے مرگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ (ناگہانی نہ مرتی) بات کر سکتی تو ضرور کچھ خیرات کرتی تو کیا میں اس کی طرف سے خیرات کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے خیرات کر۔

ایصال ثواب: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ میت کو صدقات وخیرات کا ثواب پہونچتا ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے صرف معتزلہ نے انکار کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الاول للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۸۶، ومر الحديث ص۱۸۶۔

۲۵۸۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بنَ عُبادَةَ اسْتَفْتَى رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقال اِنَّ اُمِّي ماتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فقال اقْضِهِ عَنْهَا.﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا میری ماں وفات پاگئی ہیں اور ان پر نذر ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طرف سے ادا کردے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الثانى للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۳۸۶ تا ص۳۸۷، ويأتي الحديث ص۹۹۱، وص۱۰۲۹۔

مقصد | یہاں یعنی ترجمۃ الباب میں دو مسائل ہیں ۱ میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا، اس سلسلے میں اوپر گذر چکا ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صدقہ وخیرات کے بارے میں جمہور علماء اسلام کا قول ہے کہ میت کو ثواب پہونچتا ہے یعنی اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے صدقہ دے تو ماں باپ کو اس کا نفع ہوگا، ثوب ملے گا، البتہ معتزلہ کے نزدیک کسی عمل کا ثواب درست نہیں۔

مگر امام نوویؒ رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ قول نصوص کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔

امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید ہے۔

۲ دوسرا مسئلہ ترجمۃ الباب کا ہے میت کی طرف سے میت کی نذر کو ادا کرنا؟ یہ مسئلہ کتاب الصوم میں گذر چکا ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد پنجم ص ۵۱۸ مختصراً۔

جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ نیز امام شافعیؒ کا اصح قول یہ ہے کہ میت کی طرف سے ولی روزہ نہیں رکھ سکتا ہے البتہ فدیہ دے سکتا ہے، کہ اگر میت نے وصیت کی ہے تو فدیہ دینا واجب ہے ورنہ مستحب۔

﴿ باب ۱۷۲۷ الاِشْهَادِ فِي الوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ وَالوَصِيَّةِ ﴾

وقف اور صدقہ اور وصیت پر گواہ کرنے کا بیان

۲۵۸۴﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي يَعْلَى اَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يقولُ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال يارسولَ اللهِ اِنَّ اُمِّي تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قال نعَمْ قال فَاِنِّي اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِي المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے خبر دی کہ سعد بن عبادہؓ جو بنی ساعدہ میں سے تھے (بنی ساعدہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ ہے) سعد بن عبادہؓ کی ماں اس وقت مرگئیں جب وہ گھر میں نہ تھے پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ میری ماں مرگئیں اور میں اس وقت موجود نہ تھا اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ (ثواب پہونچے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ سعدؓ نے کہا تو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اشهدك ان حائطى المخراف صدقة عليها".

(چونکہ وقف اور صدقہ کا ایک ہی حکم ہے اس لئے امام بخاریؒ نے وقف کو صدقہ کے ساتھ لاحق کردیا)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۷، ومر الحديث ص ۳۸۶، ويأتي الحديث ص ۳۸۸۔

مقصد مقصد ظاہر ہے کہ صدقہ وخیرات کا ثواب میت کو پہونچتا ہے نیز اس پر گواہ بنانا بھی جائز ومشروع ہے تاکہ روشہ سے اختلاف نہ ہو۔

﴿ باب ۱۷۲۸ قولِ اللهِ عزَّ وَجَلَّ "وَآتُوا اليَتَامَى اَمْوَالَهُمْ وَلاَ تَتَبَدَّلُوا الخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلاَ تَاْكُلُوا اَمْوَالَهُمْ اِلَى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيْرًا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تُقْسِطُوا فِي اليَتَامَى فَانْكِحُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور یتیموں کو (جب وہ بالغ ہوجائیں) ان کے اموال ان کے حوالہ کردو اور خراب مال کو عمدہ اور اچھے مال کے ساتھ نہ بدلو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے سات ملاکر

نہ کھاؤ تحقیق یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے (اور ان کے مہر اور حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہوگی تو ایسی حالت میں تم کو ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کی اجازت نہیں بلکہ) تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے نکاح کرلو جو تم کو پسند ہوں"

۲۵۸۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ "وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ" قَالَتْ عَائِشَةُ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ" قَالَتْ فَبَيَّنَ اللّٰهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوْهَا بِسُنَّتِهَا بِاِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَالْتَمَسُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا.﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا "وان خفتم" الخ (یعنی اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے نکاح کرلو جو تم کو پسند ہوں) حضرت عائشہؓ نے فرمایا وہ یتیم لڑکی جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری دیکھ کر اس کو نکاح میں لانا چاہے مگر اس مہر سے کم پر جو ویسی لڑکیوں کا ہونا چاہئے تو ایسی حالت میں ان کے نکاح سے منع کردیئے گئے جب تک پورا مہر انصاف کے ساتھ مقرر نہ کرے اور ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیئے گئے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد پھر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ" حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو اللہ نے اس آیت میں بیان کردیا کہ اگر یتیم لڑکی خوبصورت مالدار ہو اور لوگ اس سے نکاح کرنا چاہیں اور ویسی لڑکی کا پورا مہر نہ دیں تو جیسے اگر یہ لڑکی خوبصورت اور مالدار نہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے دوسری عورت سے نکاح کرتے ویسی

ہی جب وہ خوبصورت اور مالدار ہے اور اس کا پورا مہر نہیں دیتے تو بھی اس کو چھوڑ دیں البتہ جب انصاف سے اس کا پورا مہر اور پورا حق ادا کریں تو اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وان خفتم الا تقسطوا فى اليتامٰى" الخ.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۳۸۷، ومر الحديث ص۳۳۹، ويأتى الحديث ص۶۵۸، ۷۷۰، وص۶۶۱، وص۷۵۸، وص۷۶۳، وص۷۷۰، وص۷۷۲۔

تشریح | مقصد یہ ہے کہ جب یتیم پورے طور پر بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالہ کر دو اور اس طرح کی بے انصافی نہ کرو کہ اچھی چیز سب لے لی اور نکمی دیدی یتیم کا مال تمہارے لئے حرام اور گندہ ہے اور تمہاری چیز تمہارے لئے حلال وطیب ہے اس لئے لاتتبدلوا الخبيث بالطيب، وفيه جواز تزويج اليتامٰى قبل البلوغ لانهن بعد البلوغ لايقال لهن يتيمات الا ان يكون استصحابا لحالهن. (فتح)

﴿ باب[۱۷۲۹] قولِ اللّٰهِ عزوجل "وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ" اِلٰى قَوْلِهِ "نَصِيْبًا مَفْرُوْضًا" حَسِيْبًا كَافِيًا وَمَا لِلْوَصِيِّ اَنْ يَعْمَلَ فِىْ مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَاْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ ﴾

اللہ عزوجل کا ارشاد "اور یتیموں کو آزماتے رہو (یعنی یتیموں کو مال سپرد کرنے سے پہلے آزماتے رہو ان کی ہوشیاری کا امتحان کرو کہ وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا روپیہ دیا کرو اور ان کے ذریعہ کچھ خرید وفروخت کیا کرو تا کہ ان کی ہوشیاری اور سلیقہ کا اندازہ ہو) یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہونچ جائیں پس اگر تم ان میں ایک گونہ ہوشیاری اور حسن تدبیر کو دیکھو تو پھر ان کے اموال ان کے حوالہ کر دو (یعنی عاقل بالغ ہوتے ہی ان کے اموال ان کے حوالہ کر دو) اور مت کھاؤ یتیموں کا مال فضول خرچی سے اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے

جلدی جلدی ان کا مال اڑا کر نہ کھا جاؤ، اور جو شخص مالدار ہو وہ (یتیم کے مال سے) بچتا رہے (البتہ اس کی خبر گیری کرے) اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مطابق کھا لے (مطلب یہ ہے کہ یتیم کا پرورش کرنے والا اگر حاجتمند ہو تو یتیم کے مال میں سے صرف اس قدر لے لے جس قدر اس کی خدمت کا عرف میں حق ہے دستور کے مطابق جس قدر اس کام کی اجرت ہوتی ہے صرف اس قدر لے لے اور اگر مستغنی ہے تو کچھ نہ لے) الی قوله نصيبا مفروضاً حسيباً کے معنی کافی ہے۔

وما للوصي ان يعمل : اور وصی کے لئے یتیم کے مال میں عمل کرنا یعنی تجارت کرنا درست ہے اور اپنی محنت کے موافق اس میں سے کھا سکتا ہے۔

۲۵۸۶﴿ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ الْاَشْعَثِ حدثنا اَبُوسَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ حدثنا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عن نَافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلٰى عَهْدِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلاً فقال عُمَرُ يارسولَ اللهِ اِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالاً وَهُوَ عِنْدِي نَفِيْسٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهِ فقال النبيُّ ﷺ تَصَدَّقْ بِاَصْلِهِ لَايُبَاعُ وَلَايُوْهَبُ وَلَايُوْرَثُ ولٰكِن يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فتَصَدَّقَ بِه عُمَرُ فَصَدَقَتُهُ ذٰلِكَ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَاجُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ اَنْ يَاكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ.﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے ایک مال (زمین) کو وقف کر دیا اس کا نام ثمغ تھا اور وہ کھجور کا باغ تھا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک مال حاصل کیا ہے جو میرے نزدیک عمدہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کو صدقہ کر دوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل مال کو صدقہ کر دے کہ وہ نہ فروخت کیا جائے، نہ ہبہ ہو سکے نہ میراث ہو سکے البتہ اس کا پھل (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا جائے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا اس طرح پر اس کا صدقہ اللہ کی راہ میں (یعنی مجاہدین) اور غلام آزاد کرانے اور مسکینوں اور مہمان نوازی اور مسافروں اور رشتہ داروں میں خرچ کیا جائے، اور جو کوئی اس کا ولی ہو (یعنی اس کا اہتمام وانتظام کرے) اس میں سے دستور کے موافق کھانے میں کوئی گناہ نہیں یا اپنے دوستوں کو کھلا سکتا ہے مگر اس سے دولت نہ جمع کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من جهة ان المقصود جواز اخذ الاجرة من مال اليتيم لقول عمر "ولاجناح على من وليه ان ياكل منه بالمعروف".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۷، ومر الحديث ص ۳۸۲، ويأتي الحديث ص ۳۸۸، وص ۳۸۹۔

۲۵۸۷﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قال حدثنا اَبُواُسَامَةَ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ "وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ" قالتْ اُنْزِلَتْ فى وَالِى الْيَتِيمِ اَنْ يُصِيْبَ مِن مَالِهِ اِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوْفِ.﴾

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ (سورہ نساء کی یہ آیت) اور جو مال دار ہو وہ (یتیم کے مال سے) بچے (احتراز کرے) اور جو محتاج ہو وہ دستور کے موافق کھائے یتیم کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اگر وہ محتاج ہے تو بقدر عمل دستور کے موافق لے سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۳۸۷، ومر الحديث ص ۲۹۴، ويأتي الحديث ص ۶۵۸، واخرجه مسلم ايضا.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ وصی ہو یا ولی یتیم کے مال سے احتراز کرنا اور بچنا چاہئے لیکن اگر ولی خود غریب و محتاج ہے کہ اگر یتیم کے مال کی نگرانی و خدمت میں جو وقت صرف کیا ہے اتنے وقت میں اگر مزدوری کرتا تو اس قدر اپنے خدمت کے عوض لے سکتا ہے جائز ہے۔

﴿ بَابُ[۱۷۳۰] قَوْلِ اللّٰهِ تعالٰى "اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِى بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا"﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ دہکتی ہوئی آگ میں ضرور داخل ہونگے

۲۵۸۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ اللهِ حدثنى سُلَيمانُ بنُ بِلالٍ عن ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ عن اَبِى الغَيْثِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبىِّ ﷺ قالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قالوا يا رسولَ اللهِ وَمَا هُنَّ قال الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِى حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مالِ اليَتِيمِ وَالتَّوَلِّى يومَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ الغَافِلاتِ.﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ (تباہ کن) کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، اور کافروں سے مقابلہ کے دن بھاگنا، اور پاکدامن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "واكل مال اليتيم".

تعدد موضع او الحديث هنا ص۳۸۷ تاص ۳۸۸، وياتي الحديث ص ۸۵۸، وص ۱۰۱۳۔

مقصد الغرض من الباب عند هذا العبد الضعيف التاكيد للمعنى المقصود من الترجمة السابقة فالهم. (الابواب والتراجم)

﴿باب[۱۷۳۱] قولِ اللهِ عزّ وَجلّ "وَيَسْئَلُونَكَ عنِ اليَتٰمٰى قُلْ اِصْلاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخالِطُوهُمْ فَاِخْوانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ المُفْسِدَ مِنَ المُصْلِحِ وَلَو شاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ"﴾

اللہ عزوجل کا ارشاد "اور اے پیغمبر آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یتیموں کی مصلحت اور خیر خواہی کو ملحوظ رکھنا بہتر ہے اور اگر تم اپنا اور ان کا خرچ ملا لو (اپنے ساتھ شریک کرلو اور شریک کرنے میں ان کی بہتری اور خیر خواہی سمجھو) تو وہ تمہارے بھائی ہیں (یعنی مقصود تو صرف یہ ہے کہ یتیم کے مال کی درستی اور اصلاح ہو تو جس موقع میں علیحدگی میں یتیم کا نفع ہو تو اس کو اختیار کرنا چاہئے اور جہاں شرکت میں بہتری نظر آئے تو ان کا خرچ شامل کرلو تو کچھ مضائقہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ تباہ کار کو صلاح کار سے خوب جانتے ہیں (کہ کس نے خیانت اور یتیم کا مال خراب کرنے کی نیت سے شرکت کی ہے اور کس نے یتیم کی مصلحت اور خیر خواہی کا قصد کیا ہے) اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشقت میں ڈال دیتا بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

لَاَعْنَتَكُمْ لَاَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ عَلَيْكُمْ، وَعَنَتْ خَضَعَتْ وقالَ لَنا سُلَيْمانُ حَدَّثَنا حَمّادٌ

عن اَیُّوبَ عن نافعٍ قال مَارَدَّ ابنُ عُمَرَ عَلٰی اَحَدٍ وَصِیَّةً وَکَانَ ابنُ سِیْرِیْنَ اَحَبُّ الْاَشْیاءِ اِلَیْهِ فی مالِ الیَتِیْمِ اَنْ یَجْتَمِعَ اِلَیْهِ نُصَحَاؤُهُ واَوْلِیَاؤُهُ فَیَنْظُرُوا الَّذِی هُوَ خَیْرٌ لَهُ وَکَانَ طَاؤُسٌ اِذَا سُئِلَ عن شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الیَتٰمٰی قَرَأَ "وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ" وَقَالَ عَطَاءٌ فی یَتَامٰی الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ یُنْفِقُ الوَلِیُّ عَلٰی کُلِّ اِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حَصَّتِهِ.

امام بخاریؒ تفسیر کرتے ہیں:۔

لاعنتکم : کے معنی ہیں تم کو حرج میں یعنی مشقت میں ڈال دیتا، تم پر تنگی کر دیتا اور عنت کے معنی ہیں جھک گئے، ذلیل ہو گئے (اس کا ترجمہ بصیغہ جمع اس لئے کیا کہ اس کا فاعل وجوہ ہے)

افادہ: علامہ قسطلانیؒ اعتراض کرتے ہیں سورہ بقرہ آیت ۲۲۰؍ میں جو لاعنتکم ہے اس کے ساتھ عنت کا ذکر جو سورہ طٰہٰ میں ہے بے محل ہے اس لئے کہ دونوں کا مادہ الگ الگ ہے، اور اول کا مادہ عنت ہے جو باب سمع سے ہے اور اس کا لام کلمہ تار ہے بخلاف ثانی کے یعنی عنت الوجوہ میں جو لفظ عنت آیا ہے اس میں تار اصلی نہیں بلکہ تار تانیث ہے اس کا لام کلمہ واؤ ہے مادہ عُنوٌّ ہے۔

لیکن امام بخاریؒ نے صرف لفظی مناسبت کی وجہ سے یہاں ذکر فرمادیا ہے۔ واللہ اعلم

وقال لنا سلیمان : امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے، نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں فرمایا۔

افادہ: سلیمان بن حرب امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں لیکن امام بخاریؒ نے حدثنا یا اخبرنا سے نہیں بیان کیا بلکہ فرماتے ہیں قال لنا ۔ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں "لانہ لم یذکرہ علی سبیل النقل و التحمیل" یعنی سلیمان نے بخاریؒ کو یہ روایت نقل کے طور پر یعنی تحدیث و اخبار کے طور پر نہیں سنائی بلکہ بخاریؒ نے بطور مذاکرہ سنی ہے یعنی سلیمان بن حرب کسی کو یہ حدیث سنا رہے ہوں گے، مخاطب کوئی اور ہوں گے بخاریؒ نے سن لی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت ابن عمرؓ کو کسی یتیم وغیرہ کی خبر گیری، نگرانی کی وصیت کرتا تو ابن عمرؓ رد نہیں کرتے بلکہ منظور فرما لیتے اس لئے کہ اس میں عظیم ثواب ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: "انا و کافل الیتیم کھاتین" یعنی میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ان دونوں انگلیوں کی طرح ہیں۔

و کان ابن سیرین : اور ابن سیرین (یعنی محمد بن سیرینؒ تابعی) کو یتیم کے مال میں یہ صورت سب سے زیادہ پسندیدہ تھی کہ یتیم کے مال کا بندوبست کرنے کیلئے اسکے ولی اور خیر خواہ لوگ جمع ہوں اور غور کریں کہ اس کیلئے کیا بہتر ہے؟

و کان طاؤس اذا سئل : اور طاؤسؒ سے جب یتیم کے معاملہ میں سوال کیا جاتا تو وہ (سورہ بقرہ کی یہ آیت)

پڑھتے "واللہ یعلم المفسد من المُصلح" ترجمہ گذر چکا ہے۔

وقال عطاء : اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا یتیم چھوٹا ہو یا بڑا ولی سب پر خرچ کرے گا اس کے حصہ کے مقدار۔ (مطلب یہ ہے کہ کوئی یتیم غریب اور ادنیٰ خاندان کا ہوتا ہے اور کوئی شریف اور امیر بڑے خاندان کا، تو جیسا جس کے لائق ہو ویسا ہی اس پر خرچ کرے) واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۷۳۲ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ لَهُ صَلَاحًا وَنَظَرِ الْأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ ﴾

یتیم سے سفر وحضر میں کام لینا جبکہ اس کیلئے بہتر ہو، اور ماں اور اسکے خاوند (سوتیلے باپ) کا یتیم پر نظر رکھنا (یعنی اسکی بھلائی اور بہتری پر نظر رکھنا اگرچہ وہ وصی نہ ہو)

۲۵۸۹﴿ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حدثنا ابْنُ عُلَيَّةَ حدثنا عبدُ العَزِيزِ عن أَنَسٍ قال قَدِمَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ خادِمٌ فَأَخَذَ أَبُوطَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسولَ الله! إِنَّ أَنَسًا غُلامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قال فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ ماقال لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذا هٰكَذَا. ﴾

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا، ابوطلحہؓ (جو میری ماں کے دوسرے خاوند تھے) نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انس ایک ہوشیار لڑکا ہے وہ آپ کی خدمت کرے گا، حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ پھر میں سفر وحضر دونوں میں آپ کی خدمت کرتا رہا، آپ ﷺ نے (دس سال کی مدت میں) کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ جب میں کوئی کام کر چکا اور جس کام کو میں نے نہیں کیا اس کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ اس طرح کیوں نہیں کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فخدمته في السفر والحضر".

اور ترجمۃ الباب کا دوسرا جزء ہے ونظر الام اس کی مطابقت اس سے نکلتی ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ حضرت انس کی والدہ ام سلیمؓ سے پوچھ کر ہی حضرت انسؓ کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے ہوں گے۔

تشریح قربان جایئے ایسے حسن اخلاق وکریمانہ شفقت پر! کہ بجز رحمت عالم کے اور کسی سے اتنی برداشت ونفس کشی ممکن نہیں، انسان کو کبھی نہ کبھی اپنے خادم پر غصہ آ ہی جاتا ہے اور سخت کلام نکال بیٹھتا ہے۔

نیز حضرت انسؓ کی بھی دانائی وعقلمندی معلوم ہوتی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے مرضی شناس تھے کہ کوئی کام ایسا نہ کرتے جس سے آپ ﷺ خفا ہوں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۸۸، ویاتی ص ۱۰۲۱، واخرجہ مسلم فی فضائل النبی ﷺ.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ایک وہم وشبہ کا ازالہ ہے کہ یتیم کو سفر میں لے جانا درست نہ ہو، امام بخاریؒ نے "اذا کان له صلاحاً" سے اس وہم کو دور کر دیا کہ سفر میں لیجانا درست ہے، جب کہ اس یتیم کی درستگی وبھلائی ہو۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۷۳۳ اِذَا وَقَفَ اَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُودَ فَهُوَ جَائِزٌ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ ﴾

اگر کسی نے ایک زمین وقف کی اور اس کی حدیں بیان نہیں کیں تو جائز ہے (بشرطیکہ وہ زمین مشہور ہو اور متمیز ہو کہ دوسری زمین سے التباس نہ ہو) اسی طرح ایسی زمین کا صدقہ دینا بھی درست ہے

۲۵۹۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن اِسْحَاقَ بنِ عبدِ اللهِ بنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّه سَمِعَ اَنَسَ بنَ مالِكٍ يقول كانَ اَبُوطَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِن نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ مالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وكانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قال اَنَسٌ فلمَّا نَزَلَتْ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" قامَ اَبُوطَلْحَةَ فقال يارسولَ اللهِ اِنَّ اللّٰهَ يقولُ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِي اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وإِنَّها صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فقال بَخٍ ذٰلِكَ مالٌ رَابِحٌ اَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّي اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قال اَبُوطَلْحَةَ اَفْعَلُ يارسولَ اللهِ فَقَسَمَهَا اَبُوطَلْحَةَ فِي اَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ وَقال اِسْمَاعِيلُ وَعبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ وَيَحْيَى بنُ يَحْيَى عن مالِكٍ رَايِحٌ. ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ حضرت ابوطلحہؓ سب انصاریوں سے زیادہ مدینہ میں مال یعنی کھجور کا درخت رکھتے تھے اور ابوطلحہؓ کو اپنے سب مالوں میں بیرحار باغ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے۔ انسؓ نے کہا پھر جب (آل عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) "جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہیں کروگے نیکی کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکوگے"۔ تو ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" اور میرے پاس جتنے مال ہیں ان سب میں بیرحار باغ مجھ کو محبوب تر ہے اس کو میں اللہ کی راہ میں صدقہ دیتا ہوں میں امید رکھتا ہوں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور ذخیرہ ملنے کی، اس لئے آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو خرچ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا "شاباش یہ تو فائدہ دینے والا مال ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا مال رایح (ابن مسلمہ راوی کو شک ہوا کہ رابح فرمایا یا رایح) بالیار کی صورت میں معنی ہوگا یہ مال تو فانی ہی ہے، زائل ہونے والا ہے لیکن تو نے فی سبیل اللہ خرچ کر کے آخرت کا ذخیرہ بنالیا۔

وقد سمعت ماقلت : اور میں نے تیرا قول سن لیا لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کردو (کہ اس صورت میں دوہرا ثواب ملے گا ایک خیرات کا، دوسرے صلہ رحمی کا)

قال ابوطلحۃ : ابوطلحہ نے عرض کیا میں ایسا ہی کرتا ہوں یا رسول اللہ! چنانچہ ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے فرزندوں میں تقسیم کردیا۔

وقال اسماعیل : اور اسماعیل اور عبداللہ بن یوسف اور یحییٰ بن یحییٰ نے امام مالکؒ سے رایح نقل کیا (یعنی یار تحتانیہ سے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة.

کہ حضرت ابوطلحہؓ نے بیرحار کو صدقہ کردیا اور اس کے حدود بیان نہیں کئے کیونکہ بیرحار باغ مشہور و معروف تھا ہر کوئی اس کو جانتا تھا۔ لیکن اگر کوئی ایسی زمین صدقہ یا وقف کرے جو مشہور و معروف نہ ہو تو اس کے حدود کا بیان کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۳۸۸، ومر الحدیث ص۱۹۷، وص۳۱۱، وص۳۸۵، وص۳۸۶، وص۶۵۴، وص۸۳۹۔

۲۵۹۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حدثنا زَكَرِيَّا بْنُ اِسحاق حدثنی عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قال لِرَسولِ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ اُمَّهٗ تُوُفِّيَتْ اَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قال نعم قال فَاِنَّ لِي مِخْرَافًا فَاَنَا اُشْهِدُكَ اَنِّي قد تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا.﴾

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص (یعنی سعد بن عبادہؓ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں مرگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، فائدہ ہوگا، اس نے کہا میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی طرف سے (یعنی ماں کی طرف سے) اس باغ کو صدقہ کردیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۸۸، ومر الحديث ص ۳۸۶، وص ۳۸۷۔

مقصد امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موقوفہ زمین کے حدود (یعنی چوحدی) کو بیان کرنا اس کی تعیین وامتیاز کے لئے ہے لیکن اگر بغیر حدود بیان کئے معین وممتاز ہوجائے تو حدود کا بیان کرنا ضروری نہیں۔

تشریح: تشریح وتحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص ۱۱۶۔

﴿ بَابٌ [۱۷۳۴] اِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ اَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ ﴾

اگر کئی آدمیوں نے اپنی مشترک زمین جو مشاع تھی (یعنی تقسیم نہیں ہوئی تھی) وقف کردی تو جائز ہے

۲۵۹۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا عبدُ الوَارِثِ عن اَبِی التَّیَّاحِ عن اَنَسٍ قال اَمَرَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم بِبِنَاءِ المَسْجِدِ فقال یابَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُونِی بِحَائِطِکُمْ هٰذا قالوا لا وَاللهِ لَانَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلاّ اِلَی اللّٰهِ. ﴾

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو، ان لوگوں نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم ہم تو اس کی قیمت اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ظاهره انهم تصدقوا بحائطهم لله عز وجل فقبلها النبی صلی الله علیه وسلم منهم وهذا وقف المشاع من جماعة.

یعنی بنی نجار نے اپنی مشترک مشاع زمین مسجد کے لئے وقف کردی اور حضور اکرم ﷺ نے انکار نہیں فرمایا۔

اس پر قیل وقال (سوال وجواب) کے لئے عمدۃ القاری کا مطالعہ کیجئے۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۳۸۸، ومر الحدیث ص ۳۷، وص ۶۱، وص ۲۵۱، وص ۲۸۳، ویاتی ص ۳۸۹، ،، وص ۵۵۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ مشاع زمین (جس کی تقسیم نہیں ہوئی) ایسی مشترک زمین کا وقف کرنا جائز ہے۔

افادہ: طبقات بن سعد میں واقدی سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ قیمت ادا کی۔

اس صورت میں ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ پہلے بنی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا تو حضور اقدس ﷺ کی تقریر سے ترجمہ ثابت ہے، اس لئے کہ اگر مشاع کا وقف جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور انکار فرماتے۔

﴿ باب ۱۷۳۵ الوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ ﴾

وقف کا بیان کہ کس طرح لکھا جائے؟ (یعنی وقف کی سند کس طرح لکھی جائے؟)

۲۵۹۳﴿ حدثنا مُسَدَّدٌ حدثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ حدثنا ابنُ عَوْنٍ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال اَصَابَ عُمَرُ بخيبرَ اَرْضًا فاَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال اَصَبْتُ اَرْضًا لَم اُصِبْ مَالاً قطُّ اَنْفَسَ مِنهُ فكيْفَ تَامُرُني بِهِ قال اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فتَصَدَّقَ عُمَرُ اَنَّهُ لايُبَاعُ اَصْلُهَا وَلايُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ في الفُقَرَاءِ وَالقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لاَجُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَن يَاكُلَ مِنها بِالمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین حاصل کی (اس کا نام ثمغ تھا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ایک زمین میرے ہاتھ آئی ہے ایسا عمدہ مال مجھ کو کبھی نہیں ملا آپ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو چاہے تو اصل جائداد کو روک رکھ (یعنی اصل جائداد کو وقف کردے کہ کوئی بیع اور ہبہ نہ کرسکے) اور اللہ کی آمدنی کو صدقہ کردے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو صدقہ یعنی وقف کردیا اس شرط پر کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اور نہ کسی کو ترکہ میں ملے، اس کی آمدنی محتاجوں اور رشتہ داروں اور غلاموں کے آزاد کرانے اور مجاہدین اور مہمانوں اور مسافروں میں خرچ کی جائے، اور جو کوئی اس

اہتمام وانتظام کرے (یعنی متولی ہو) اس پر کوئی گناہ نہیں وہ اس میں سے دستور کے موافق کھاسکتا ہے یا کسی دوست کو کھلا سکتا ہے بشرطیکہ دولت جمع نہ کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تؤخذ من قوله "ان شئت حبّست اصلها" الى آخر الحديث.

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کی یہ شرطیں لکھوادیں، مگر امام بخاریؒ نے ابوداؤد کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ شرطیں معیقیب کے قلم سے لکھوادیں، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں معیقیب حضرت عمرؓ کے کاتب یعنی منشی تھے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۸۸ تا ص ۳۸۹، ومر الحديث ص ۳۸۲، وص ۳۸۷، ويأتى ص ۳۸۹۔

مقصد | چونکہ وقف کا معاملہ دوامی ہے اس لئے لکھوانا مناسب ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سند و دستاویز پر حضرت عبداللہ بن ارقم کو گواہ بنایا۔

﴿ بَابُ [۱۷۳۶] الوَقفِ لِلفَقِيرِ وَالغَنِىِّ وَالضَّيفِ ﴾

محتاج اور مالدار اور مہمان سب پر وقف کرسکتا ہے

یعنی سب کے لئے وقف کرنا جائز و درست ہے۔

۲۵۹۴ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ حدثنا ابنُ عَونٍ عن نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رضى الله عنه وَجَدَ مَالاً بِخَيبَرَ فَاَتَى النبىَّ صلى الله عليه وسلم فَاَخبَرَهُ فقال اِن شِئتَ تَصَدَّقتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِى الفُقَرَاءِ وَالمَسَاكِينِ وَذِى القُربٰى وَالضَّيفِ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک جائداد پائی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ (وقف) کردے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو محتاجوں اور مسکینوں اور رشتہ داروں اور مہمانوں پر وقف کردیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة ففى قوله للفقراء والمساكين صريح وكذا فى قوله والضيف واما المطابقة فى الغنى فتؤخذ من قوله وذوى القربى لانهم اعم من ان يكونوا اغنياء او فقراء او بعضهم اغنياء وبعضهم فقراء.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۳۸۹، ومر الحديث ص ۳۸۲، وص ۳۸۷، وص ۳۸۸، ويأتى ص ۳۸۹۔

مقصد | مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اگر واقف نے مال وقف میں کوئی قید فقراء و مساکین کی نہیں لگائی ہے بلکہ

وقف میں عام لفظ ہے مثلاً یہ جائداد مسلمانوں کے لئے وقف ہے تو اس صورت میں اغنیاء اور فقراء سب کے لئے جائز ہے۔ لیکن اگر وقف نامہ میں فقراء و مساکین کی تصریح ہے تو اغنیاء کے لئے جائز نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۴۳۷ وَقْفِ الْاَرْضِ لِلْمَسْجِدِ ﴾

مسجد کے لئے زمین کا وقف کرنا

۲۵۹۵﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ حدثنا عبدُ الصَّمَدِ قال سَمِعْتُ اَبِی قال حدثنا اَبُو التَّیَّاحِ حدثنی اَنَسُ بنُ مالِكٍ قال لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ الْمَدِینَةَ اَمَرَ بِالْمَسْجِدِ فقال یَابَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُونِی حَائِطَکُمْ هٰذا قالوا لا وَاللّٰہِ لَانَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وجَلَّ. ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اے بنی نجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو تو ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم ہم تو اللہ تعالیٰ ہی سے اس کی قیمت لیں گے۔ (یعنی اجر و ثواب)

مطابقة للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۳۸۹، ومر الحدیث ص۳۷، وص۶۱، وص۲۵۱، وص۲۸۳، وص۳۸۸، ویاتی الحدیث ص۳۸۹۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ مسجد کے لئے جائداد وقف کرنا درست ہے جو صرف ضروریات و متعلقات مسجد میں خرچ ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۴۳۸ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْکُرَاعِ وَالْعُرُوضِ وَالصَّامِتِ ﴾

وقال الزُّهْرِیُّ فِیمَنْ جَعَلَ اَلْفَ دِینَارٍ فی سَبِیلِ اللّٰہِ وَدَفَعَهَا اِلٰی غُلامٍ لَه تَاجِرٍ یَتَّجِرُ بِهَا وَجَعَلَ رِبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَسَاکِینِ وَالْاَقْرَبِینَ هَلْ لِلرَّجُلِ اَنْ یَاْکُلَ مِنْ رِبْحِ تِلْکَ الْاَلْفِ شَیْئًا وَاِنْ لَمْ یَکُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً لِلْمَسَاکِینِ قال لَیْسَ لَهُ اَنْ یَاْکُلَ مِنْهَا.

چوپائے اور گھوڑے اور سامان اور نقد (سونا چاندی) کا وقف کرنا

اور امام زہریؒ نے اس شخص کے بارے میں کہا جس نے ہزار دینار اللہ کی راہ میں نکالا اور اپنے کسی تاجر غلام کو دیا کہ

وہ اس سے تجارت کرے اور اس کے نفع کو مساکین اور رشتہ داروں کے لئے صدقہ کردیا، کیا اس شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ اس ہزار کے نفع میں سے کچھ کھائے؟ اور اگر اس کے نفع کو مساکین پر صدقہ نہ کیا ہو؟ فرمایا اس کے لئے اس میں سے کھانا جائز نہیں۔

۲۵۹۶﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا يَحْيٰى حدثنا عُبَيْدُ اللهِ حدثني نافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ انَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ لَه فى سَبِيْلِ اللهِ اَعْطَاهَا رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا فحَمَلَ عَلَيْهَا رَجُلاً فأُخْبِرَ عُمَرُ اَنّه قَد وَقَفَهَا يَبِيْعُهَا فسَاَلَ رسولَ الله ﷺ اَن يَبْتَاعَهَا فقال لاتَبْتَعْهَا وَلَاتَرْجِعَنَّ فِى صَدَقَتِكَ. ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ایک گھوڑا دے ڈالا یہ گھوڑا حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا کہ آپ ﷺ جہاد میں کسی کو اس پر سوار کریں، آپ ﷺ نے ایک شخص کو سواری کے لئے دیدیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ جس شخص کو یہ گھوڑا ملا تھا اس نے اس کو بازار میں بیچنے کے لئے کھڑا کیا ہے تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خریدنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت خریدو اور نہ ہرگز اپنے صدقہ میں رجوع کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حمل على فرس له فى سبيل الله".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۳۸۹، ومر الحديث ص ۲۰۱، ويأتى ص ۴۱۷، وص ۴۳۱۔

مقصد حافظ عسقلانی فرماتے ہیں: هذه الترجمة معقودة لبيان وقف المنقولات. (فتح ج ۵)

وقف اور صدقہ میں فرق صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ دیا تھا مگر صدقہ پر وقف کو قیاس کرلیا۔ مگر اشکال یہ ہے کہ وقف میں اصل جائداد روک لی جاتی ہے اور صدقہ میں اصل جائداد کی ملکیت منتقل کی جاتی ہے اس لئے قیاس صحیح نہیں۔

اب یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے یہ گھوڑا وقف کیا تھا اس لئے صحیح نہیں ہوسکتا کہ اگر وقف کیا ہوتا تو وہ شخص جس کو گھوڑا ملا تھا اس کو بیچنے کے لئے بازار میں کیونکر کھڑا کرسکتا تھا۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۷۳۹ نَفَقَةِ القَيِّمِ لِلْوَقْفِ ﴾

وقف کے مہتمم کے خرچ کا بیان

یعنی جو شخص وقفی جائداد کا اہتمام وانتظام کرے وہ اپنی اجرت اس میں سے لے سکتا ہے۔

۲۵۹۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الاَعْرَجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ

اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال لاتَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا مَاتَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ. ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ورثہ دینار و درہم (اگر میں چھوڑ جاؤں) تقسیم نہیں کریں گ میراترکہ میری بیویوں کے خرچ اور عامل (یعنی جائداد کے مہتمم و متولی) کی اجرت کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ومؤنة عاملي" والعامل هو القيم.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۸۹، ويأتي الحديث ص ۴۳۷، وص ۹۹۶، اخرجه مسلم في المغازي.

۲۵۹۸﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حدثنا حَمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَقْفِهِ اَنْ يَأْكُلَ مَنْ وَلِيَهُ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالاً. ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط لگائی تھی کہ جو شخص اس جائداد کا بندوبست کرے وہ خود بھی کھاسکتا ہے اور اپنے دوست کو بھی کھلاسکتا ہے بشرطیکہ دولت جمع نہ کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اشترط في وقفه" الخ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۳۸۹، ومر الحديث ص۳۸۲، وص ۳۸۷، وص ۳۸۸۔

مقصد | باب کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے یعنی جو شخص وقفی جائداد کا متولی و منتظم ہو اپنی محنت و انتظام کی اجرت دستور کے موافق لے سکتا ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۷۴۰ اِذَا وَقَفَ اَرْضًا اَوْ بِئْرًا وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلاَءِ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

وَاَوْقَفَ اَنَسٌ دَارًا فَكَانَ اِذَا قَدِمَهَا نَزَلَهَا وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُوْرِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُوْدَةِ مِنْ بَنَاتِهِ اَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَلاَ مُضَرٍّ بِهَا فَاِنِ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنَى لِذَوِي الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عبدِ اللهِ وقال عَبْدَانُ اَخْبَرَنِي اَبِي عن شُعْبَةَ عن اَبِي اِسْحَاقَ عن اَبِي عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عثمانَ رضی الله عنه حَيْثُ حُوصِرَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللهَ وَلاَ اَنْشُدُ اِلاَّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قال مَنْ

حَفَرَ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ وَقَالَ عُمَرُ فِي وَقْفِهِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ وَقَدْ يَلِيهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ.

جب کسی نے زمین یا کنواں وقف کیا اور اپنے لئے یہ شرط لگائی کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنا ڈول اس میں ڈالے گا؟ (هل يجوز ام لا؟)

یعنی زمین وقف کی اور دوسروں کی طرح خود بھی اس سے فائدہ لینے کی شرط کر لی تو یہ درست ہے یعنی واقف کی یہ شرط جائز ہے یا نہیں؟ جائز ہے۔

ووقف انس: اور حضرت انس بن مالکؓ نے ایک گھر (مدینہ میں) وقف کیا تھا وہ جب (حج کے لئے) مدینہ آتے تو اس میں ٹھہرتے۔

وتصدق الزبير: اور حضرت زبیر بن عوامؓ نے اپنے گھروں کو وقف کر دیا تھا اور اپنی مطلقہ صاحبزادی کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس گھر میں رہے مگر نقصان نہ پہنچائے نہ تیرا کوئی نقصان کرے، اور اگر کسی سے شادی کرنے کی وجہ سے اس سے مستغنی ہو جائے پھر اس کو وہاں رہنے کا حق نہیں۔

وجعل ابن عمر نصيبه: اور حضرت ابن عمرؓ نے اپنے والد حضرت عمرؓ کے گھر میں سے اپنا حصہ محتاج اولاد کو دے دیا تھا۔

وقال عبدان اخبرني: اور عبدان نے کہا مجھ سے میرے باپ (عثمان) نے بیان کیا انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق (عمرو بن عبداللہ السبیعی) سے، انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا (یعنی مصر کے باغیوں نے گھیر لیا) تو بالا خانہ پر تشریف لائے اور فرمانے لگے میں تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور صرف نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بیر رومہ کو کھودے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے اس کو کھودا کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو جیش عسرہ کا سامان کرے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے اس کا سامان کر دیا۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا یہ سن کر صحابہ نے ان کے قول کی تصدیق کی۔ (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے شہادت دی کہ حضرت عثمانؓ سچ کہتے ہیں)

وقال عمر في وقفه: اور حضرت عمرؓ نے اپنے وقفی جائداد کے بارے میں یہ فرمایا کہ جو کوئی اس کا انتظام کرے وہ اس میں سے کھا سکتا ہے، اور کبھی واقف خود منتظم اور متولی ہوتا ہے اور کبھی کوئی دوسرا ہوتا ہے ہر ایک منتظم و متولی کے لئے

جائز ہے۔ یہ مسئلہ اوپر گذر چکا ہے۔

وقال عبدان : هو عبدالله بن عثمان بن جبله یہ امام بخاریؒ کے شیخ تھے تو یہ تعلیق نہ ہوگی، اور دار قطنی اور اسماعیلی نے اس کو وصل بھی کیا ہے، چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی اور علامہ عینیؒ نے اس پر شمار نمبر لگایا ہے۔

اس روایت میں ہے "فحفرتها ای حفرت رومة" قال ابن بطال ذكر الحفر وهم.

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے یہ کنواں خرید کر کے وقف کر دیا کھدوانا مذکور نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس کو کچھ وسیع کرنے کے لئے کھدوایا بھی ہو۔

امام بخاریؒ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا ہے اس میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ خریدے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اپنا ڈول اس میں ڈالے اس کو بہشت میں اس سے بھی عمدہ کنواں ملے گا۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو بیس ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا۔

جیش عسرہ سے مراد وہ لشکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک گئے تھے غزوۂ تبوک کی پوری تفصیل نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی میں دیکھیے۔

﴿ باب ۱۷۲۱ اِذَا قَالَ الوَاقِفُ لانَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلاَّ اِلَى اللّٰهِ فَهُوَ جَائِزٌ ﴾

اگر وقف کرنیوالا کہے کہ ہم اسکی قیمت اللہ تعالیٰ ہی سے لینگے تو وقف درست ہو جائیگا

۲۵۹۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدثنا عبدُ الوَارِثِ عن اَبِی التَّیَّاحِ عن اَنَسٍ قال قالَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم یابَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُونِی بِحَائِطِکُمْ قالوا لاَنَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلاَّ اِلَى اللّٰهِ.﴾

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار تم اپنے باغ کی قیمت مجھ سے لے لو، ان لوگوں نے کہا ہم تو اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۳۸۹، و مر الحديث فی ص ۳۷، و ص ۶۱، و ص ۲۵۱، و ص ۲۸۳، و ص ۳۸۸، و یاتی الحدیث ص ۵۵۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے بھی وقف جائز و درست ہے۔ حافظ عسقلانیؒ نے خلاف کہا ہے۔ بلاشبہ اس میں اختلاف ہے لیکن امام بخاریؒ نے تصریح کی ہے کہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

باب ۱۷۴۲ قولِ اللہِ تعالیٰ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِکُمْ ... اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اَوْ آخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ" اِلٰی قولہ "وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ" (سورہ مائدہ آیت ۱۰۶ تا ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے ایمان والو! تمہارا آپس (کے معاملات) میں دو شخص کا وصی ہونا مناسب ہے

جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے یعنی وصیت کا وقت آپہونچے تو تمہاری گواہی کا نصاب یہ ہے کہ تم میں سے دو عادل (دیندار) گواہ ہوں اور تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) ہوں (مطلب یہ ہے کہ جو شخص مرتے وقت اپنے ورثہ کے متعلق غیروں کو وصیت کرنا چاہے اور اپنا مال و متاع ان کے حوالہ کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ مسلمانوں میں سے دو معتبر شخصوں کو وصیت کرے تا کہ وہ اس کی وصیت کو پورا کریں) یا غیر قوم کے دو شخص ہوں (یعنی اگر سفر میں ہو اور مسلمان نہ ملیں تو دو غیر مسلم گواہ بنالئے جائیں۔ الی قوله والله لایهدی القوم الفاسقین.) (سورہ مائدہ آیت ۱۰۶ تا ۱۰۸)

شانِ نزول ان آیتوں کا شان نزول ایک واقعہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا وہ واقعہ یہ ہے کہ تمیم بن اوس داری اور عدی بن بدّار جو اس وقت دونوں نصرانی تھے بغرض تجارت مدینہ سے شام گئے، اور ان کے ساتھ بُدیل مولی عمرو بن العاص بھی تھے جو مسلمان تھے، بُدیل وہاں جا کر بیمار ہو گئے اس لئے انہوں نے اسی بیماری کی حالت میں اپنے کل مال کی جو ان کے پاس تھا ایک فہرست لکھی اور اس کو اپنے اسباب میں رکھ دیا اور اپنے دونوں نصرانی ساتھیوں سے اس کا ذکر نہ کیا، جب ان کا مرض سخت ہو گیا، اور مرنے لگے تو انہوں نے اپنا مال تمیم اور عدی کے سپرد کیا اور یہ وصیت کی کہ جب تم مدینہ واپس جاؤ تو میرا یہ کل سامان میرے وارثوں کو پہونچا دینا پھر بُدیل مر گئے اور وہ دونوں نصرانی اپنے کام سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئے، اس مال میں چاندی کا ایک پیالہ بھی تھا جس پر سونے کا جھول چڑھا ہوا (یعنی ملمع کیا ہوا) تھا اور اس میں تین سو مثقال چاندی تھی، ان نصرانیوں نے وہ پیالہ تو اس مال میں سے غائب کرلیا اور باقی کل مال بدیل کے وارثوں کو لا کر دیدیا۔

وارثوں نے جب اس مال کی دیکھ بھال کی تو اس میں سے ان کو ایک فہرست برآمد ہوئی جس میں ہر چیز کی تفصیل تھی، جب اس فہرست کے مطابق انہوں نے مال کی جانچ پڑتال کی تو اس میں ان کو وہ چاندی کا پیالہ نہ ملا، وہ لوگ تمیم اور عدی کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا بدیل نے بیماری کی حالت میں اپنا مال کچھ فروخت کر دیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں، وارثوں نے کہا کہ ہم کو ایک چاندی کا پیالہ نہیں ملتا جس پر سونے کا جھول تھا اور اس میں تین سو مثقال چاندی تھی انہوں نے

کہا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں جو چیز اس نے ہمارے سپرد کی تھی وہ ہم نے تمہارے سپرد کردی، وارثوں نے یہ معاملہ اور یہ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا مگر وہ دونوں اپنے انکار پر قائم رہے اور چونکہ مدعین یعنی اولیاء کے پاس خیانت کے کوئی گواہ نہ تھے اس لئے تمیم اور عدی سے قسمیں لی گئیں کہ ہم نے اس مال میں کوئی خیانت نہیں کی کیونکہ وہ دونوں نصرانی اس مقدمہ میں مدعی علیہ تھے اس لئے ان سے قسمیں لی گئیں اور وہ جھوٹی قسمیں کھا گئے اور قصہ ختم ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد کہیں سے وہ پیالہ پکڑا گیا جس کے پاس وہ پیالہ تھا اس سے دریافت کیا گیا کہ تیرے پاس یہ پیالہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا کہ یہ پیالہ میں نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے، اب دوبارہ یہ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا اس وقت یہ دونوں نصرانی خریداری کے مدعی بن گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ پیالہ اس کے مالک سے یعنی اسی میت سے خرید لیا تھا لیکن چونکہ ان کے پاس خریداری کے گواہ نہ تھے اور ورثہ خریداری کے منکر تھے اس لئے اب آپ ﷺ نے ان کے بجائے وارثوں سے قسمیں لیں وارثوں میں سے دو شخصوں نے جو میت کے قریب تر تھے قسم کھائی کہ پیالہ میت کی ملک تھا اور یہ دونوں نصرانی اپنی قسم میں جھوٹے ہیں چنانچہ جس قیمت پر انہوں نے وہ پیالہ فروخت کیا تھا (ایک ہزار درہم) وہ رقم وارثوں کو دلائی گئی اور قصہ ختم ہوا اس بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کیں۔ (معارف القرآن حضرت کاندھلویؒ) آیت کا ترجمہ گذر چکا ہے۔

۲۶۰۰﴿ وَقَالَ لِي عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ حدثنا يَحْيَى بنُ آدَمَ حدثنا ابنُ اَبِي زَائِدَةَ عن محمَّدِ بنِ اَبِي القاسِمِ عن عبدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن اَبِيهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال خَرَجَ رَجُلٌ مِن بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فلمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فقَدُوا جَامًا مِن فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِن ذَهَبٍ فَاَحْلَفَهُمَا رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ وَجَدُوا الجَامَ بِمَكَّةَ فقالوا ابتَعْنَاهُ مِن تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ فقامَ رَجُلانِ مِنْ اَوْلِيَائِهِ فحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وإنَّ الجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قال وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ "يٰاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ المَوْتُ". ﴾

ترجمہ (امام بخاریؒ نے کہا) مجھ سے علی بن عبداللہ مدینیؒ نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی زائدہ نے بیان کیا انہوں نے محمد بن ابی قاسم سے، انہوں نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بنی سہم کا ایک شخص (بدیل) تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر میں گیا، پھر کہیں ایسے ملک میں مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا، پھر یہ دونوں شخص اس کے متروکہ کو لے کر مدینہ میں آئے، اس کے سامان میں چاندی کا ایک پیالہ گم تھا جو سونے سے ملمع کیا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو قسم دی (انہوں نے قسم کھالی) پھر لوگوں نے وہ پیالہ مکہ میں پایا تو ان لوگوں نے کہا ہم نے یہ پیالہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ اس

میت کے دو عزیز کھڑے ہوئے اور دونوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت (گواہی) تمیم اور عدی کی گواہی سے زیادہ حق ہے یہ پیالہ میت ہی کا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یایها الذین آمنوا الخ.

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للآيات المذكورة ظاهرة لانه يبين انها نزلت فيمن ذكروا فيه.

حدیث پاک کی پوری وضاحت کے لئے شان نزول کا عنوان پڑھیے۔

﴿بَابُ [۱۷۴۳] قَضَاءِ الوَصِيِّ دُيُونَ المَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الوَرَثَةِ﴾

میت کے قرضوں کو وصی ادا کرسکتا ہے اگرچہ دوسرے ورثہ موجود نہ ہوں

۲۶۰۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ سَابِقٍ اَوِ الفَضْلُ بنُ يَعْقُوبَ عَنْهُ حدثنا شَيْبَانُ اَبُومُعَاوِيَةَ عن فِرَاسٍ قال قال الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي جابرُ بنُ عبدِ اللهِ الاَنْصَارِيُّ اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَومَ اُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فلمَّا حَضَرَ جَدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ يارسولَ الله قد عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِى اسْتُشْهِدَ يَومَ اُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّي اُحِبُّ اَن يَرَاكَ الغُرَمَاءُ قال اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَتِهِ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوتُهُ فلمَّا نَظَرُوا اِلَيْهِ اُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فلمَّا رَاى مَايَصْنَعُونَ طَافَ حَولَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثلاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قال ادْعُ اَصْحَابَكَ فَمَازَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حتَّى اَدَّى الله اَمَانَةَ وَالِدِى وَاَنَا وَاللهِ رَاضٍ اَن يُؤَدِّىَ اللهُ اَمَانَةَ وَالِدِى وَلاَ اَرْجِعُ اِلَى اَخَوَاتِي تَمْرَةً فَسَلِمَ وَاللهِ البَيَادِرُ كُلُّهَا حتى اَنِّي اَنْظُرُ اِلَى البَيْدَرِ الَّذِى عَلَيْهِ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم كَاَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. قال اَبُوعبدِ اللهِ اُغْرُوا بِي هِيْجُوا بِي "فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ العَدَاوَةَ وَالبَغْضَاءَ".﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہوگئے اور چھوڑ گئے چھ بیٹیاں اور قرضہ چھوڑ گئے تو جب کھجور کاٹنے کا وقت آیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے دن شہید ہوگئے اور اپنے اوپر بہت قرض چھوڑ گئے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں (کہ آپ تشریف لائیں) قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (ہوسکتا ہے کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر کچھ نرمی برتیں) آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ہر قسم کے کھجوروں کا علیحدہ ڈھیر لگاؤ چنانچہ میں نے کیا پھر میں نے آپ کو بلایا جب قرض خواہوں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا تو اس وقت مجھ پر بھڑک اٹھے (حضرت جابر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے لے گئے تھے کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر نرمی کریں گے مگر وہ اور زیادہ تقاضا کرنے لگے کہ ہمارا سب قرضہ ادا کرو،

قرض خواہوں نے یہ خیال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو اگر جابرؓ سے کل قرضہ ادا نہ ہو سکے گا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادا کریں گے یا ذمہ داری لیں گے) تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جو وہ کر رہے تھے (اور میری پریشانی دیکھی) تو آپ ﷺ نے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار پھرے پھر اس پر بیٹھ گئے اس کے بعد فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور ناپ ناپ کر اس میں سے دینا شروع کیا یہاں تک کہ اللہ نے میرے والد کا کل قرض ادا کر دیا، اور میں تو خدا کی قسم اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرض ادا کر دے چاہے میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں لیکن جتنے ڈھیر وہاں تھے خدا کی قسم سب بچ گئے یہاں تک میں اس ڈھیر کو دیکھنے لگا جس پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے وہ ایسا ہی رہا کہ جیسے ایک کھجور بھی اس کی کم نہ ہوئی۔ (سبحان اللہ یہ آپ ﷺ کا کھلا معجزہ تھا)

قال ابوعبداللہ: امام بخاریؒ نے کہا اغروا بی کے معنی ہیں ھیجوا بی یعنی مجھ پر بھڑک اٹھے، پھر آیت کریمہ پیش فرمائی فاغرینا بینھم العداوۃ و البغضاء (سورہ مائدہ آیت ۱۴) پھر ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دیا جو قیامت تک ان میں رہے گا۔

(چنانچہ نصاری میں ایک فرقہ پروٹسٹنٹ ہے اور دوسرا رومن کیتھولک، دونوں میں ایسی عداوت ہے کہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اس کے علاوہ بھی فرقے ہیں)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان جابر بن عبداللہ اوفی دین والدہ بغیر حضور اخواتہ اللاتی ھن من الورثۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۳۹۰، ومر الحدیث ص ۲۸۵، وص ۳۲۲، وص ۳۲۴، وص ۳۵۴، وص ۳۷۴، ویاتی الحدیث ص ۵۰۵، وص ۵۸۰، وص ۸۱۸، وص ۹۲۳ مختصرا۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے قال الحافظان ابن حجر و العینی لاخلاف بین العلماء فی حکم ھذہ الترجمۃ انہ جائز.

براعۃ اختتام ثم البراعۃ سکت عنھا ولعلہ لوضوحھا لان الوصایا کلھا عندی مذکر للموت ویمکن فی قولہ استشھد فافھم. (الابواب والتراجم)

کمل بعون اللہ جل ذکرہ الجزء السادس من نصر الباری شرح صحیح البخاری ویتلوہ انشاء اللہ الجزء السابع واولہ کتاب الجھاد۔

نسأل اللہ عزوجل التوفیق لاتمامہ انہ علی ما یشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر۔

محمد عثمان غنی بیگوسرائے

● ● ●

فہرست مضامین نصر الباری جلد ششم

- **کتاب البیوع** ۳
- باب ماجاء فی قوله الله تعالیٰ "فاذا قضیت الصلوٰۃ" الآیه ۳
- شان نزول ۴
- تنبیہ ۴
- بابٌ الحلال بیّن والحرام بین الخ ۷
- باب تفسیر المشبّهات ۸
- فائدہ ۱۰
- فائدہ ۱۱
- ماب مایتنزه من الشبهات ۱۱
- باب من لم یر الوسلوس ونحوها من الشبهات ۱۲
- الفرق بین المشتبهات والوسلوس ۱۲
- باب قول الله: وإذا رَاَو تجارة الخ ۱۳
- باب من لم یبال من حیث کسب المال ۱۴
- باب التجارة فی البرّ وغیره الخ ۱۵
- بیع صرف ۱۶
- باب الخروج فی التجارة الخ ۱۶
- سوال وجواب ۱۷
- باب التجارة فی البحر ۱۸
- باب قول الله: وإذَا رَاَو تجارة الخ ۱۸
- باب قول الله تعالیٰ "انفقوا من طیبات ملکسبتم" ۱۹
- دفع تعارض ۲۰
- باب من احبّ البسط فی الرزق ۲۰
- باب شِری النبیؐ بالنسیئة ۲۱
- باب کسب الرجل وعمله بیده ۲۲
- باب السهولة والسماحة فی الشری والبیع و من طلب حقا الخ ۲۴
- باب من انظر موسرا ۲۵
- باب من انظر معسرا ۲۶
- باب اذا بیّن البیعان ولم یکتما الخ ۲۶
- خیار مجلس اور مذاہب ائمہ ۲۸
- جائزہ وتحقیق ۲۹
- باب بیع الخلط من التمر ۳۰
- باب ماقیل فی اللحام والجزّار ۳۱
- تحقیق وتشریح ۳۲
- سوال وجواب ۳۲
- باب مایمحق الکذب والکتمان فی البیع ۳۲
- باب قول الله تعالیٰ یاایها الذین آمنوا لاتاکلوا الربوا الخ ۳۳
- باب اکل الربوا وشاهده الخ ۳۳
- باب موکل الربا لقول الله تعالیٰ الخ ۳۵
- فائدہ ۳۶
- ثمن الکلب ۳۶
- دلائل شوافع ۳۷
- دلائل احناف ۳۷
- محاکمہ ۳۸
- ثمن الدم ۳۸
- نهی عن الواشمة ۳۸
- باب یمحق الله الربا الخ ۳۸
- تحقیق الفاظ ۳۹
- باب مایکره من الحلف فی البیع ۳۹
- باب ماقیل فی الصّوّاغ الخ ۴۰

- باب ذكر القين والحداد ۴۲
- باب الخياط ۴۳
- باب النساج ۴۳
- باب النجار ۴۵
- باب شرى الامام الحوائج بنفسه الخ ۴۶
- باب شرى الدواب والحمير الخ ۴۷
- بیع مع شرط ۴۹
- سوال وجواب ۴۹
- باب الاسواق التي كانت في الجاهلية الخ ۴۹
- باب شراء الابل الهيم او الاجرب ۵۰
- باب بيع السلاح في الفتنة الخ ۵۱
- باب في العطار وبيع المسك ۵۲
- باب ذكر الحجام ۵۳
- باب التجارة فيما يكره لبسه الخ ۵۴
- بابٌ صاحب السلعة احق بالسوم ۵۶
- بابٌ كم يجوز الخيار ۵۶
- بابٌ اذا لم يوقت في الخيار هل يجوز البيع ۵۷
- بابٌ البيعان بالخيار مالم يتفرقا ۵۸
- بابٌ اذا خير احدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع ۵۹
- بابٌ اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع ۶۰
- بابٌ اذا اشترى شيئا فوهب من ساعته قبل ان يتفرقا الخ ۶۱
- بابٌ مايكره من الخداع في البيع ۶۳
- حبّان بن منقذ رضى الله عنه ۶۳
- بابٌ ماذكر في الاسواق الخ ۶۴
- بابٌ كراهية السخب في السوق ۶۷
- بابٌ الكيل على البائع والمعطى ۶۹
- بيع قبل القبض ۷۱
- بابٌ مايستحب من الكيل ۷۲
- بابٌ بركة صاع النبىؐ ومده ۷۲
- باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة ۷۳
- احکار ۷۶
- اقوال ائمہ ۷۶
- بابٌ بيع الطعام قبل ان يقبض وبيع ماليس عندك ۷۶
- افادہ ۷۷
- باب من رآى اذا اشترى طعاما جزافا لايبيعه حتى يؤويه الى رحله الخ ۷۷
- باب اذا اشترى متاعا او دابة فوضعه عند البائع فباع او مات الخ ۷۸
- بابٌ لايبيع على بيع اخيه ولايسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك ۸۰
- اختلاف ائمہ ۸۱
- محاکمہ ۸۱
- باب کا پانچواں اور آخری مسئلہ ۸۲
- باب بيع المزايدة الخ ۸۳
- مدبر کی بیع ۸۴
- بابٌ النجش الخ ۸۴
- باب بيع الغرر وحبل الحبلة ۸۵
- توضیح حدیث ۸۶
- بابر بيع الملامسة الخ ۸۶
- اعتبار ۸۸
- ملامسہ ومنابذہ ۸۸
- باب بيع المنابذة الخ ۸۸
- باب النهى للبائع ان لايحفل الابل والبقر والغنم وكل محفلة الخ ۸۹
- تحقیق مصراة ۸۹
- بیع مصراة واقوال ائمہ ۹۱
- دلائل ائمہ ثلاثہ ۹۲
- جواباب ۹۲
- دلچسپ حکایت ۹۳

- باب ان شاء ردّ المصراة وفی حلبتها صاع من تمر ۹۳
- باب بیع العبد الزانی الخ ۹۴
- مذہب حنفیہ ۹۵
- سوال وجواب ۹۵
- باب البیع والشراء مع النساء ۹۵
- بابٌ هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وهل یعینه او ینصحه الخ ۹۷
- تلقی رکبان ۹۸
- بابٌ من کره ان یبیع حاضر لباد باجر ۹۸
- باب لایشتری حاضر لباد بالسمسرة ۹۸
- بابُ النهی عن تلقی الرکبان وان بیعه مردود لان صاحبه عاص الخ ۹۹
- تلقی رکبان ۱۰۱
- مذاہب ائمہ ۱۰۱
- بابٌ منتهی التلقی ۱۰۲
- باب اذا اشترط شروطا فی البیع لاتحل ۱۰۳
- باب بیع التمر بالتمر ۱۰۵
- باب بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام ۱۰۵
- مسئلہ ربوا کی تفصیل ۱۰۶
- مذاہب ائمہ ۱۰۷
- الفاظ یعنی ثمر اور تمر کی تشریح ۱۰۸
- بیع مزابنہ ۱۰۸
- رخص فی العرایا ۱۰۸
- باب بیع الشعیر بالشعیر ۱۱۰
- باب بیع الذهب بالذهب ۱۱۰
- باب بیع الفضة بالفضة ۱۱۱
- باب بیع الدینار بالدینار نساء ۱۱۲
- باب بیع الورق بالذهب نسیئة ۱۱۴
- باب بیع الذهب بالورق یدا بید ۱۱۵
- باب بیع المزابنة وهی بیع التمر بالثمر وبیع الزبیب بالکرم الخ ۱۱۵
- بیع مزابنہ باب ۱۳۶۰ ۱۱۶
- بیع محاقلہ باب ۱۳۶۰ ۱۱۶
- عرایا ۱۱۸
- باب بیع الثمر علی رؤس النخل بالذهب والفضة ۱۱۸
- باب تفسیر العرایا وقال مالك الخ ۱۲۰
- باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها ۱۲۱
- بدو صلاح سے قبل بیع کی صورتیں ۱۲۳
- باب بیع النخل قبل ان یبدو صلاحها ۱۲۴
- اشکال وجواب ۱۲۴
- باب اذا باع الثمار قبل ان یبدو صلاحها ثم اصابته الخ ۱۲۵
- باب شری الطعام الی اجل ۱۲۶
- بابٌ اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منه ۱۲۶
- باب قبض من باع نخلا قد ابرت الخ ۱۲۷
- تابیر نخلہ ۱۲۸
- مذاہب ائمہ ۱۲۸
- باب بیع الزرع بالطعام کیلا ۱۲۸
- باب بیع النخل باصله ۱۲۹
- باب بیع المخاضرة ۱۳۷۱ ۱۳۰
- مخاضرہ ۱۳۰
- باب بیع الجمّار واکله ۱۳۱
- قال ابن بطال الخ ۱۳۱
- باب من اجری امرا لامصار علی مایتعارفون بینهم فی البیوع الخ ۱۳۱
- باب بیع الشریك من شریکه ۱۳۳
- باب بیع الارض والدور والعروض مشاعا غیر مقسوم ۱۳۳

- باب اذا اشتری شیئا لغیرہ بغیر اذنہ فرضی ۱۳۵
- باب الشری والبیع مع المشرکین واھل الحرب ۱۳۶
- باب شری المملوک من الحربی وھبتہ وعتقہ الخ ۱۳۸
- سلمان فارسیؓ ۱۴۲
- حضرت عمار بن یاسرؓ ۱۴۳
- حضرت صہیب رومیؓ ۱۴۳
- حضرت بلالؓ ۱۴۴
- باب جلود المیتۃ قبل ان تدبغ ۱۴۴
- باب قتل الخنزیر ۱۴۵
- تشریح ۱۴۶
- باب لا یذاب شحم المیتۃ ولا یباع ودکہ الخ ۱۴۷
- اشکال ۱۴۹
- باب بیع التصاویر التی لیس فیھا روح ومایکرہ من ذلک ۱۴۹
- قال ابوعبداللہ الخ ۱۵۰
- باب تحریم التجارۃ فی الخمر ۱۵۰
- باب اثم من باع حرا ۱۵۱
- باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھود ببیع ارضیھم حین اجلاھم الخ ۱۵۲
- باب بیع العبد بالعبد والحیوان بالحیوان نسیئۃ الخ ۱۵۲
- باب بیع الرقیق ۱۵۴
- عزل ۱۵۵
- باب بیع المدبر ۱۵۵
- باب ھل یسافر بالجاریۃ قبل ان یستبرئھا الخ ۱۵۷
- باب المیتۃ والاصنام ۱۵۸
- باب ثمن الکلب ۱۵۹
- **کتاب السلم** ۱۶۱
- باب السلم فی کیل معلوم ۱۶۱
- باب السلم فی وزن معلوم ۱۶۲
- باب السلم الی من لیس عندہ اصل ۱۶۴
- باب السلم فی النخل ۱۶۶
- باب الکفیل فی السلم ۱۶۸
- باب الرھن فی السلم ۱۶۸
- باب السلم الی اجل معلوم الخ ۱۶۹
- باب السلم الی ان تنتج الناقۃ ۱۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- باب الشفعۃ فیما لم یقسم الخ ۱۷۱
- شفعہ صرف غیر منقول میں جاری ہوگا ۱۷۱
- مستحقین شفعہ ۱۷۲
- باب عرض الشفعۃ علی صاحبھا قبل البیع ۱۷۲
- باب ای الجوار اقرب ۱۷۴

نواں پارہ ۱۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- (فی الاجارات) اجاروں کا بیان ۱۷۵
- باب استیجار الرجل الصالح الخ ۱۷۵
- اجارہ کے معنی، اصطلاحی معنی ۱۷۵
- باب کی تشریح ۱۷۶
- فائدہ ۱۷۷
- باب رعی الغنم علی قراریط ۱۷۷
- حل الفاظ ۱۷۷
- علی قراریط سے کیا مراد ہے؟ ۱۷۸
- باب استیجار المشرکین عند الضرورۃ ۱۷۸
- عامر بن فہیرہ ۱۷۹
- قد غمس ۱۸۰
- باب اذا استاجر اجیرا لیعمل لہ الخ ۱۸۰
- باب الاجیر فی الغزو ۱۸۱

- باب من استاجر اجیرا فبیّن له الاجل ولم یبین له العمل الخ ۱۸۲
- فائدہ ۱۸۲
- باب اذا استاجر اجیرا علی ان یقیم حائطا یرید ان ینقض جائز ۱۸۳
- باب الاجارة الی نصف النهار ۱۸۴
- باب الاجارة الی صلوة العصر ۱۸۵
- باب اثم من منع اجر الاجیر ۱۸۶
- باب الاجارة من العصر الی اللیل ۱۸۶
- باب من استاجر اجیرا فترك اجره الخ ۱۸۸
- باب من آجر نفسه لیحمل علی ظهره الخ ۱۹۰
- باب اجر السمسرة ۱۹۱
- باب هل یواجر الرجل نفسه من مشرك فی ارض الحرب ۱۹۲
- باب مایعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب ۱۹۳
- تعویذ کی اجرت ۱۹۵
- باب ضریبة العبد وتعاهد ضرائب الاماء ۱۹۶
- باب خراج الحجام ۱۹۷
- باب من کلم موالی العبد ان یخففوا عنه من خراجه ۱۹۸
- باب ماجاء فی کسب البغی والاماء الخ ۱۹۸
- شان نزول ۱۹۸
- باب عسب الفحل ۱۹۹
- باب اذا استاجر ارضا فمات احدهما ۲۰۰

بسم الله الرحمن الرحیم

- باب فی الحوالة وهل یرجع فی الحوالة ۲۰۱
- حل الفاظ ۲۰۲
- باب اذا احال علی ملی فلیس له رد الخ ۲۰۳
- باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز ۲۰۴

بسم الله الرحمن الرحیم

کتاب الکفالة ۲۰۶

- باب الکفالة فی القرض والدیون بالابدان وغیرها ۲۰۶
- باب قول الله تعالی "والذین عاقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم" ۲۰۸
- باب من تکفل عن میت دینا فلیس له ان یرجع وبه قال الحسن ۲۱۰
- باب جوار ابی بکر الصدیق فی عهد النبیؐ وعقده ۲۱۲
- مسئلہ ۲۱۶
- ہجرت الشام ۲۱۶

بسم الله الرحمن الرحیم

- **﴿کتاب الوکالة﴾** وکالت کا بیان ۲۱۷
- باب فی وکالة الشریك الشریكَ فی القسمة وغیرها ۲۱۷
- باب اذا وکل المسلمُ حربیا فی دار الحرب اوفی دار الاسلام جاز ۲۱۸
- باب الوکالة فی الصرف والمیزان وقد وکل عمر وابن عمر فی الصرف ۲۲۰
- باب اذا ابصر الراعی او الوکیل شاة تموت او شیئا یفسد الخ ۲۲۱
- مسائل ۲۲۲
- باب وکالة الشاهد والغائب جائزة ۲۲۲
- باب الوکالة فی قضاء الدیون ۲۲۳
- باب اذا وهب شیئا لوکیل او شفیع قوم جاز الخ ۲۲۴
- باب اذا وکل رجلا ان یعطی شیئا ولم یبین کم یعطی الخ ۲۲۶
- باب وکالة المراة الامام فی النکاح ۲۲۸
- باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئا

فاجازه الموكل فهو جائز الخ ۲۲۹
- باب اذا باع الوكيل شيئا فاسدا فبيعه مردود ۲۳۱
- باب الوكالة فى الوقف ونفقته وان يطعم صديقا له ويأكل بالمعروف ۲۳۲
- باب الوكالة فى الحدود ۲۳۳
- باب الوكالة فى البدن وتعاهدها ۲۳۴
- باب اذا قال الرجل لوكيله ضعه حيث اراك الله وقال الوكيل الخ ۲۳۵
- باب وكالة الامين فى الخزانة ونحوها ۲۳۷

بسم الله الرحمن الرحيم

- **ابواب الحرث والمزارعة وماجاء فيه** ۲۳۷
- باب فضل الزرع والغرس اذا اكل منه الخ ۲۳۷
- باب مايحذر من عواقب الاشتغال بآلة الزرع او جاوز الخ ۲۳۸
- باب اقتناء الكلب للحرث ۲۳۹
- باب استعمال البقر للحراثة ۲۴۰
- باب اذا قال اكفنى مؤنة النخل او غيره وتشركنى فى الثمر ۲۴۱
- باب قطع الشجر والنخل الخ ۲۴۲
- باب بلاترجمہ ۲۴۳
- باب المزارعة بالشطر ونحوه ۲۴۴
- باب اذا لم يشترط السنين فى المزارعة ۲۴۵
- باب بلاترجمہ ۲۴۵
- باب المزارعة مع اليهود ۲۴۶
- باب مايكره من الشروط فى المزارعة ۲۴۷
- باب اذا زرع بمال قوم بغير اذنهم وكان فى ذلك صلاح لهم ۲۴۸
- باب اوقاف اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وارض الخراج الخ ۲۵۰
- باب من احيى ارضا مواتا ورأى ذلك علىّ فى ارض الخراب بالكوفة الخ ۲۵۱
- باب (بلاترجمہ) ۲۵۲
- باب اذا قال ربّ الارض اُقرّك ما اقرك الله ولم يذكر الخ ۲۵۳
- باب ماكان اصحاب النبىؐ يواسى بعضهم بعضا فى الزراعة والثمر ۲۵۴
- باب كراء الارض بالذهب والفضة ۲۵۷
- باب (بلاترجمہ) ۲۵۸
- باب ماجاء فى الغرس ۲۵۹

بسم الله الرحمن الرحيم

- **كتاب المساقاة** ۲۶۱
- باب فى الشرب ۲۶۱
- باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتى يروى الخ ۲۶۳
- باب من حفر بئرا فى ملكه لم يضمن ۲۶۴
- باب الخصومة فى البئر والقضاء فيها ۲۶۷
- باب اثم من منع ابن السبيل من الماء ۲۶۸
- باب سكر الانهار ۲۶۹
- باب شرب الاعلىٰ قبل الاسفل ۲۷۰
- باب شرب الاعلى الى الكعبين ۲۷۱
- باب فضل سقى الماء ۲۷۲
- باب من رأى ان صاحب الحوض او القربة احق بمائه ۲۷۳
- باب لاحمى الا لله ولرسولهؐ ۲۷۷
- باب شرب الناس والدواب من الانهار ۲۷۷
- باب بيع الحطب والكلا ۲۷۹
- باب القطائع ۲۸۱
- باب كتابة القطائع ۲۸۲
- باب حلب الابل على الماء ۲۸۳

- باب الرجل یکون له ممر او شرب فی حائط او فی نخل الخ ۲۸۳

بسم الله الرحمن الرحیم

- **کتابٌ فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس** ۲۸۶
- بابٌ من اشتری بالدین ولیس عنده ثمنه او لیس بحضرته ۲۸۶
- باب من اخذ اموال الناس یرید اداءها او اتلافها ۲۸۷
- بابٌ اداء الدیون الخ باب ۱۳۸۸ ۲۸۸
- بابٌ استقراض الابل ۲۸۹
- بابٌ حسن التقاضی ۱۳۹۰ ۲۹۰
- بابٌ هل یعطی اکبر من سنّه ۲۹۱
- بابٌ حسن القضاء ۱۳۹۲ ۲۹۲
- بابٌ اذا قضی دون حقه او حلله فهو جائز ۲۹۳
- بابٌ اذا قاص او جازفه فی الدین فهو جائز تمرا بتمر او غیره ۲۹۴
- بابٌ من استعاذ من الدین ۲۹۶
- بابٌ الصلوة علی من ترک دینا ۲۹۶
- بابٌ مطل الغنی ظلم ۲۹۸
- بابٌ لصاحب الحق مقال الخ ۲۹۸
- باب اذا وجد ماله عند مفلس فی البیع والقرض والودیعة الخ ۲۹۹
- باب من اخر الغریم الی الغد اونحوه ولم یر ذلک مطلا الخ ۳۰۲
- باب من باع مال المفلس او المعدم فقسمه بین الغرماء او اعطاه الخ ۳۰۳
- باب اذا اقرضه الی اجل مسمی او اجله فی البیع الخ ۳۰۴
- بابٌ الشفاعة فی وضع الدین ۳۰۴
- باب ماینهی عن اضاعة المال ۳۰۶
- بابٌ العبد راعٍ فی مال سیده ولایعمل الخ ۳۰۷

بسم الله الرحمن الرحیم

- **کتاب الخصومات** ۳۰۹
- باب ما یذکر فی الاشخاص الخ ۳۰۹
- باب من ردّ امر السفیه والضعیف العقل الخ ۳۱۲
- باب کلام الخصوم بعضهم فی بعض ۳۱۴
- باب اخراج اهل المعاصی والخصوم الخ ۳۱۷
- باب دعوی الوصی للمیت ۱۵۱۰ ۳۱۸
- باب التوثق ممن تخشی معرّته الخ ۳۱۹
- باب الربط والحبس فی الحرم الخ ۳۱۹

بسم الله الرحمن الرحیم

- بابٌ الملازمة ۱۵۱۳ ۳۲۰
- بابٌ التقاضی ۱۵۱۴ ۳۲۱

بسم الله الرحمن الرحیم

- **کتاب اللقطة** ۳۲۲
- بابٌ اذااخبره رب اللقطة بالعلامة دفعه الیه ۳۲۲
- بابٌ ضالّة الابل ۱۵۱۶ ۳۲۴
- بابٌ ضالة الغنم ۱۵۱۷ ۳۲۵
- بابٌ اذا لم یوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهی لمن وجدها ۳۲۶
- بابٌ اذا وجد خشبة فی البحر او سوطا او نحوه ۱۵۱۹ ۳۲۷
- بابٌ اذا وجد تمرة فی الطریق ۳۲۸
- بابٌ کیف تعرف لقطة اهل مکة ۳۲۹
- بابٌ لاتحلب ماشیة احد بغیر اذن ۱۵۲۲ ۳۳۰
- باب اذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردها علیه الخ ۳۳۱
- باب هل یاخذ اللقطة ولایدعها تضیع حتی الخ ۱۵۲۳ ۳۳۲

- بابٌ من عرف اللقطة ولم يدفعها الى السلطان ۱۵۲۵ — ۳۲۳
- بابٌ (بلا ترجمہ) ۱۵۲۶ — ۳۲۵
- **ابواب المظالم والقصاص** — ۳۲۶
- بابٌ فی المظالم والغصب الخ — ۳۲۶
- بابٌ قصاص المظالم — ۳۲۷
- باب قول الله تعالى "الا لعنة الله على الظالمين" ۱۵۲۹ — ۳۲۸
- بابٌ لايظلم المسلم المسلمَ ولايسلمه ۱۵۳۰ — ۳۲۹
- بابٌ اعن اخاك ظالما او مظلوما — ۳۳۰
- بابٌ نصر المظلوم ۱۵۳۲ — ۳۳۱
- باب الانتصار من الظالم — ۳۳۲
- باب عفو المظلوم ۱۵۳۳ — ۳۳۲
- بابٌ الظلم ظلمات يوم القيامة — ۳۳۳
- باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم ۱۵۳۶ — ۳۳۳
- بابٌ من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له هل يبين مظلمته — ۳۳۴
- بابٌ اذا حلله من ظلمه فلا رجوع فيه — ۳۳۵
- بابٌ اذا اذن له او احله له ولم يبين كم هو — ۳۳۵
- بابٌ اثم من ظلم شيئا من الارض — ۳۳۶
- بابٌ اذا اذن انسان لآخر شيئا جاز — ۳۳۸
- بابٌ قول الله تعالى "وهو الد الخصام" — ۳۳۹
- بابٌ اثم من خاصم فی باطل وهو يعلمه — ۳۳۹
- بابٌ اذا خاصم فجر ۱۵۴۴ — ۳۵۰
- بابٌ قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه ۱۵۴۵ — ۳۵۱
- باب ماجاء فی السقائف الخ — ۳۵۲
- بابٌ لايمنع جار جاره ان يغرز خشبة فی جداره ۱۵۴۷ — ۳۵۳
- باب صبّ الخمر فی الطريق — ۳۵۴
- باب افنية الدور والجلوس فيها الخ — ۳۵۵
- بابٌ الابار على الطريق اذا لم يتاذبها ۱۵۵۰ — ۳۵۶
- باب اماطة الاذى الخ — ۳۵۷
- باب الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة الخ ۱۵۵۲ — ۳۵۷
- باب من عقل بعيره على البلاط الخ — ۳۶۳
- باب الوقوف والبول عند سباطة قوم — ۳۶۴
- باب من اخذ الغصن ومايؤذ الناس فی الطريق فرمى به ۱۵۵۵ — ۳۶۴
- بابٌ اذا اختلفوا فی الطريق الميتاء وهی الرحبة الخ — ۳۶۵
- بابٌ النهبى بغير اذن صاحبه — ۳۶۶
- بابٌ كسر الصليب وقتل الخنزير — ۳۶۷
- بابٌ هل تكسر الدنان التی فيها الخمر اوتخرق الزقاق الخ ۱۵۵۹ — ۳۶۷
- بابٌ من قتل دون ماله — ۳۷۰
- بابٌ اذا كسر قصعة او شيئا لغيره — ۳۷۰
- بابٌ اذا هدم حائطا فليبن مثله — ۳۷۱
- بابِ اختتام — ۳۷۲
- **كتاب الشركة** — ۳۷۳
- بابٌ الشركة فی الطعام والنهد والعروض فكيف قسمة مايكال الخ — ۳۷۳
- بابٌ ماكان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية فی الصدقة — ۳۷۷
- باب قسمة الغنم ۱۵۶۵ — ۳۷۷
- بابٌ القران فی التمر بين الشركاء حتى يستاذن اصحابه ۱۵۶۶ — ۳۷۹
- باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل — ۳۸۰
- بابٌ هل يقرع فی القسمة والاستهام فيه — ۳۸۲

عنوان	صفحہ
● باب شرکة الیتیم واهل المیراث	۳۸۳
● باب الشرکة فی الارضین وغیرها	۳۸۴
● بابٌ اذا اقتسم الشرکاء الدور وغیرها فلیس لهم رجوع ولاشفعة	۳۸۵
● بابٌ الاشتراک فی الذهب والفضة ومایکون فیه الصرف ۱۵۷۲	۳۸۶
● بابٌ مشارکة الذمی والمشرکین فی المزارعة	۳۸۶
● بابٌ قسمة الغنم والعدل فیها	۳۸۷
● باب الشرکة فی الطعام وغیره الخ	۳۸۷
● بابٌ الشرکة فی الرقیق ۱۵۷۶	۳۸۹
● باب الاشتراک فی الهدی والبدن الخ	۳۹۰
● باب من عدل عشرة من الغنم بجزور فی القسم ۱۵۷۸	۳۹۱
بسم الله الرحمن الرحیم	
● بابٌ الرهن فی الحضر ۱۵۷۹	۳۹۲
● بابٌ من رهن درعه	۳۹۳
● باب رهن السلاح ۱۵۸۱	۳۹۳
● بابٌ الرهن مرکوب ومحلوب الخ	۳۹۵
● باب الرهن عند الیهود وغیرهم	۳۹۷
● بابٌ اذا اختلف الراهن والمرتهن الخ	۳۹۷
بسم الله الرحمن الرحیم	
● **فی العتق وفضله ۱۵۸۰**	۳۹۹
● بابٌ ای الرقاب افضل	۴۰۰
● باب مایستحب من العتاقة فی الکسوف والایات	۴۰۱
● بابٌ اذا اعتق عبدا بین اثنین او امة بین الشرکاء ۱۵۸۸	۴۰۲
● باب اذا اعتق نصیبا فی عبد ولیس له مال استسعی العبد الخ	۴۰۳
● باب الخطاء والنسیان فی العتاقة والطلاق ونحوه الخ ۱۵۹۰	۴۰۵
● باب اذا قال لعبده هو لله ونوی العتق الخ	۴۰۶
● باب امّ الولد وقال ابوهریرة الخ	۴۰۸
● باب بیع المدبّر	۴۰۹
● باب بیع الولاء وهبته	۴۱۰
● باب اذا اسر اخوا الرجل او عمه هل یفادی اذا کان مشرکا الخ	۴۱۱
● باب عتق المشرک باب۱۵۹۶	۴۱۳
● بابٌ من ملک من العرب رقیقا فوهب وباع الخ ۱۵۹۷	۴۱۳
● باب فضل من ادب جاریته الخ	۴۱۷
● باب قول النبیؐ العبید اخوانکم فاطعموهم الخ	۴۱۸
● باب العبد اذا احسن عبادة ربه عزوجل ونصح سیده. ۱۶۰۰	۴۱۹
● باب کراهیة التطاول علی الرقیق وقوله عبدی الخ	۴۲۱
● بابٌ اذا اتاه خادمه بطعامه	۴۲۵
● بابٌ العبد راع فی مالِ سیّدو	۴۲۵
● بابٌ اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجه	۴۲۶
بسم الله الرحمن الرحیم	
● **کتاب المکاتب**	۴۲۸
● بابٌ المکاتب ونجومه فی کل سنة نجم ۱۶۰۵	۴۲۸
● باب مایجوز من شروط المکاتب ومن اشترط شرطا لیس فی الخ	۴۳۱
● باب استعانة المکاتب وسواله الناس	۴۳۳
● باب بیع المکاتب اذا رضی الخ	۴۳۴
● بابٌ اذا قال المکاتب اشترنی الخ	۴۳۵
بسم الله الرحمن الرحیم	

- کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها ۳۳۶
- باب القلیل من الهبة ۳۳۸
- باب من استوهب من اصحابه شیئا الخ باب ۱۶۱۱ ۳۳۸
- باب من استسقی وقال سهلٌ الخ ۳۴۰
- باب قبول هدیة الصید الخ ۳۴۱
- باب قبول الهدیة ۱۶۱۳ ۳۴۳
- باب من اهدی الی صاحبه وتحرّی بعض نسائه الخ ۳۴۶
- باب مالا یرد من الهدیة ۱۶۱۶ ۳۵۰
- بابٌ من رای الهبة الغائبة جائزة ۳۵۱
- وفدِ ہوازن ۱۶۱۸ ۳۵۲
- باب المکافاة فی الهبة ۳۵۲
- ما ہب الہبہ ۳۵۲
- باب الهبة للولد واذا اعطی بعض ولده شیئا لم یجز حتی یعدل بینهم الخ ۳۵۳
- جواب شوافع ۳۵۴
- موانع رجوع ۳۵۴
- باب الاشهاد فی الهبة ۱۶۲۰ ۳۵۴
- بابٌ هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها ۳۵۵
- باب هبة المرأة لغیر زوجها وعتقها اذا کان لها زوج فهو جائز الخ ۳۵۷
- بابٌ بمن یبدأ بالهدیة ۳۵۹
- سوال وجواب ۳۶۰
- باب من لم یقبل الهدیة لعلةٍ ۱۶۲۳ ۳۶۰
- بابٌ اذا وهب هبة او وعد ثم مات قبل ان تصل الیه الخ ۳۶۲
- بابٌ کیف یقبض العبد والمتاع ۳۶۳
- بابٌ اذا وهب هبة فقبضها الآخر ولم یقل قبلت ۱۶۲۷ ۳۶۴
- بابٌ اذا وهب دینا علی رجل الخ ۳۶۶
- بابٌ هبة الواحد للجماعة ۳۶۷
- بابٌ الهبة المقبوضة وغیر المقبوضة والمقسومة الخ ۳۶۸
- بابٌ اذا وهب جماعة لقوم او وهب رجل جماعة جاز ۱۶۳۱ ۳۷۱
- بابٌ من اهدی له هدیة وعنده جلساؤه فهو احق به ۳۷۲
- بابٌ اذا وهب بعیرًا لرجل وهو راکبه فهو جائز الخ ۳۷۳
- باب هدیة مایکره لبسها ۳۷۴
- باب قبول الهدیة من المشرکین ۳۷۶
- بابٌ الهدیة للمشرکین ۳۷۹
- بابٌ لایحل لاحد ان یرجع فی هبته وصدقته ۳۸۱
- بابٌ (من غیر ترجمة) ۱۶۳۸ ۳۸۲
- بابٌ ماقیل فی العمری والرقبی اعمرته الدار فهی عمری الخ ۳۸۳
- تفسیر عمری ۳۸۴
- انواع واحوال عمری ۳۸۴
- باب من استعار من الناس الفرس والدابة وغیرها ۱۶۴۰ ۳۸۵
- باب الاستعارة للعروس عند البناء ۳۸۵
- باب فضل المنیحة ۳۸۶
- بابٌ اذا قال اخدمتك هذه الجاریة علی مایتعارف الناس ۳۹۰
- بابٌ اذا حمل رجل علی فرس فهو کالعمری والصدقة الخ ۳۹۲
- کلماتِ اختتام ۳۹۳

بسم الله الرحمن الرحیم

- **کتاب الشهادات** ۴۹۳
- باب ماجاء فی البینة علی المدعی لقوله تعالیٰ الخ ۱۶۴۵ ۴۹۳
- باب اذا عدّل رجل احدا فقال لانعلم الا خیرا او ماعلمت الا خیرا ۴۹۴
- باب شهادة المختبی واجازه عمرو بن حریث ۴۹۵
- باب اذا شهد شاهد او شهود بشیٔ فقال آخرون ماعلمنا الخ ۴۹۷
- مذاہب ائمہ ۴۹۸
- باب الشهداء العدول الخ ۴۹۹
- باب تعدیل کم یجوز ۵۰۰
- باب الشهادة علی الانساب والرضاع المستفیض والموت القدیم الخ ۵۰۲
- باب شهادة القاذف والسارق والزانی الخ ۱۶۵۲ ۵۰۴
- باب لایشهد علی شهادة جور اذا اشهد ۱۶۵۳ ۵۰۹
- خیر القرون ۵۱۰
- باب ماقیل فی شهادة الزور ۵۱۱
- باب شهادة الاعمی وامره ونکاحه وانکاحه الخ ۵۱۳
- مذاہب ائمہ ۵۱۵
- باب شهادة النساء ۵۱۶
- باب شهادة الاماء والعبید الخ ۵۱۶
- باب شهادة المرضعة ۵۱۷
- باب تعدیل النساء بعضهن بعضا ۵۱۸
- باب اذا زکّی رجل رجلا کفاه ۵۲۷
- باب مایکره من الاطناب فی المدح ولیقل مایعلم ۱۶۶۱ ۵۲۸
- باب بلوغ الصبیان وشهادتهم ۵۲۹
- اکیس برس کی عمر میں نانی ۵۳۰
- باب سوال الحاکم المدعی هل لك بینة قبل الیمین ۵۳۱
- باب الیمن علی المدعیٰ علیه فی الاموال والحدود ۵۳۲
- باب ۱۶۶۵ ۵۳۳
- باب اذا ادعی او قذف فله ان یلتمس البینة وینطلق الخ ۵۳۴
- لعان کے معنی اور اس کے احکام ۴۳۵
- باب الیمین بعد العصر ۵۳۵
- باب یحلف المدعی علیه حیثما وجبت علیه الیمین الخ ۵۳۶
- باب اذا تسارع قوم فی الیمین ۵۳۷
- مذاہب ۵۳۸
- باب قول الله تعالیٰ ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم الخ ۵۳۸
- باب کیف یستحلف؟ الخ ۵۴۰
- باب من اقام البینة بعد الیمین ۵۴۲
- باب من امر بانجاز الوعد الخ ۵۴۳
- باب لایسئل اهل الشرك عن الشهادة وغیرها باب ۱۶۷۴ ۵۴۶
- باب القُرعة فی المشکلات ۵۴۸
- بسم الله الرحمن الرحیم
- **کتابُ الصلح** (صلح کا بیان) ۵۵۲
- باب ماجاء فی الاصلاح بین الناس ۵۵۲
- اشکال وجواب ۵۵۵
- باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ۵۵۵
- شیخ سعدیؒ، باب ۱۶۷۷ ۵۵۵
- باب قول الامام لاصحابه انهبوا

بنا نصلح ۱۶۷۸ ۵۵۶
● باب قول الله تعالی ان یصلحا بینهما صلحا والصلح خیر ۵۵۶
● باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود ۱۶۸۰ ۵۵۷
● باب کیف یکتب هذا ماصالح فلان الخ ۵۶۰
● باب الصلح مع المشرکین ۵۶۳
● باب الصلح فی الدیة ۱۶۸۳ ۵۶۵
● باب قول النبیؐ للحسن بن علی ابنی هذا سید الخ ۵۶۶
● باب هل یشیر الامام بالصلح ۵۶۸
● باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینهم ۱۶۸۶ ۵۶۹
● باب اذا اشار الامام بالصلح فابی حکم علیه بالحکم البین ۵۷۰
● سوال مع جواب ۵۷۱
● باب الصلح بین الغرماء واصحاب المیراث والمجازفة فی ذلك ۵۷۱
● باب الصلح بالدین والعین ۵۷۳
● **کتاب الشروط** ۵۷۴
● باب مایجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعة ۵۷۴
● بابٌ اذا باع نخلا قد أبِّرت ۵۷۷
● باب الشروط فی البیع ۵۷۷
● بابٌ اذا اشترط البائع ظهر الدابة الی مکان مسمی جاز ۵۷۸
● مختصر تحقیق وتشریح ۵۸۰
● بابٌ الشروط فی المعاملة ۵۸۱
● باب الشروط فی المهر عند عقدة النکاح ۱۶۹۵ ۵۸۲
● باب الشروط فی المزارعة ۵۸۳
● باب مالا یجوز من الشروط فی النکاح ۵۸۴
● باب الشروط التی لاتحل فی الحدود ۵۸۵
● باب مایجوز من شروط المکاتب اذا رضی بالبیع علی ان یعتق ۱۶۹۹ ۵۸۶
● باب الشروط فی الطلاق ۵۸۷
● گیارہواں پارہ، بخاری ص ۳۷۷ ۵۸۹
● باب الشروط مع الناس بالقول ۵۸۹
● باب الشروط فی الولاء ۱۷۰۲ ۵۹۰
● باب اذا اشترط فی المزارعة اذا شئت اخرجتك ۵۹۱
● باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب الخ ۱۷۰۴ ۵۹۳
● تحقیق الفاظ ۶۰۵
● باب الشروط فی القرض الخ ۱۷۰۵ ۶۰۵
● باب المکاتب وما لا یحل من الشروط التی تخالف کتاب الله الخ ۶۰۶
● باب ما یجوز من الاشتراط والثنیا فی الاقرار والشروط الخ ۶۰۷
● الاسماء الحسنی ۶۰۸
● باب الشروط فی الوقف ۱۷۰۸ بسم الله الرحمن الرحیم ۶۰۹
● **کتاب الوصایا** ۶۱۰
● وصیت کی تعریف ۶۱۱
● فائدہ ۶۱۱
● وصیت کا حکم ۶۱۱
● باب ان یترك ورثته اغنیاء خیر الخ ۶۱۳
● باب الوصیة بالثلث ۱۷۱۰ ۶۱۴
● باب قول الموصی لوصیه تعاهد ولدی الخ ۶۱۶
● بابٌ اذا اومأ المریض براسه

اشارة بینة جازت ۶۱۷
- باب لاوصية لوارث ۱۷۱۳ ۶۱۸
- میت کے مال کی ترتیب ۶۱۹
- باب الصدقة عند الموت ۶۱۹
- باب قول الله عز وجل "من بعد وصية يوصى بها او دين" ۱۷۱۵ ۶۲۰
- امام بخاری کی دوسری دلیل وجواب ۶۲۲
- رد تیسری دلیل وجواب ۶۲۲
- باب تاويل قوله "من بعد وصية يوصى بها أو دين" ۶۲۳
- باب اذا وقف او اوصىٰ لاقاربه ومَن الاقارب الخ ۶۲۶
- باب هل يدخل النساء والولد فى الاقارب ۶۲۸
- باب هل ينتفع الواقف بوقفه ۶۲۹
- افاده ۶۳۰
- باب اذا وقف شيئا فلم يدفعه الى غيره فهو جائز ۶۳۰
- باب اذا قال دارى صدقة لله ولم يبين للفقراء الخ ۶۳۱
- باب اذا قال ارضى او بستانى صدقة لله عن امى فهو جائز الخ ۶۳۲
- باب اذا تصدق او وقف بعض ماله او بعض رقيقه الخ ۶۳۳
- باب من تصدق الى وكيله ثم ردّ الوكيل اليه الخ ۱۷۲٤ ۶۳۴
- باب قول الله عزوجل واذا حضر القسمة اولوا القربى واليتامىٰ الخ ۶۳۵
- باب مايستحب لمن توفى فجاءة ان يتصدقوا عنه الخ ۶۳۶
- باب الاشهاد فى الوقف والصدقة والوصية ۶۳۸
- باب قوله الله عزوجل وآتوا اليتامىٰ اموالهم ولاتتبدلوا الخ ۶۳۸
- باب قوله الله عز وجل وابتلوا اليتمىٰ حتى اذا بلغوا النكاح الخ ۶۴۰
- باب قوله الله تعالىٰ "ان الذين يأكلون اموال اليتامىٰ ظلما الخ ۶۴۲
- باب قول الله عز وجل ويسئلونك عن اليتمىٰ قل اصلاح لهم خير الخ ۶۴۳
- افاده ۶۴۳
- باب استخدام اليتيم فى السفر والحضر اذا كان له صلاحا الخ ۶۴۵
- باب اذا وقف ارضا ولم يبين الحدود فهو جائز الخ ۱۷۳۳ ۵۴۶
- باب اذا وقف جماعة ارضا مشاعا فهو جائز ۶۴۸
- افاده ۶۴۹
- باب الوقف كيف يكتب ۶۴۹
- باب الوقف للفقير والغنى والضيف ۶۵۰
- باب وقف الارض للمسجد ۶۵۱
- باب وقف الدواب والكراع الخ ۶۵۱
- وقف اور صدقہ میں فرق ۶۵۲
- باب نفقة القيم للوقف ۶۵۲
- باب اذا وقف ارضا او بئرا واشترط الخ ۶۵۳
- باب اذا قال الواقف لانطلب ثمنه الا الى الله فهو جائز ۶۵۵
- باب قول الله تعالى يايها الذين آمنوا شهادة بينكم اذا حضر الخ ۶۵۶
- باب قضاء الوصى ديون الميت بغير محضر من الورثة ۶۵۸
- براءة الاختتام ۶۵۹

☆ ☆ ☆